سلسلة خدمة الحديث النبوي 14

اردو شرح

جمع الفوائد

4

من

جامع الأصول و مجمع الزوائد



تالیف: امام محمد بن سلیمان المغربی (م ۱۰۹۴ھ)

ترجمہ: مولانا محمد احمد دلپذیر

تخریج و شرح: شیخ الحدیث حافظ محمد عباس انجم گوندلوی

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ
پبلیکیشنز لاہور

فہرست عناوین

❁❁❁❁

كتاب الحدود
حدود کا بیان

الحث على إقامة الحدود ودرئها والشفاعة فيها والتعزير
حدود قائم کرنے کی ترغیب، حدود کا دفاع کرنا، اس کے متعلق سفارش کرنا اور تعزیر کا بیان

٥١٧٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدٌّ يُعْمَلُ فِي الأَرْضِ خَيْرٌ لأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُّمْطَرُوْا ثَلاثِيْنَ صَبَاحًا. (رواه النسائى، ٤٩٠٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین میں حد قائم کرنا اہل زمین کے لیے تیس دن تک بارش برسنے سے زیادہ بہتر ہے۔'' (النسائی)

٥١٧٨ـ وفي رواية: أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً. (رواه النسائى، ٤٩٠٥)

''اور ایک روایت میں چالیس راتوں کا ذکر ہے۔'' (نسائی)

شرح: ...... یہ بات مسلم ہے کہ گناہوں کی نحوست کی وجہ سے قحط سالی جنم لیتی ہے۔ اور زمین بنجر ہو جاتی ہے۔ مخلوق خدا ہلاک ہوتی ہے، حتیٰ کہ پرندے اپنے گھونسلوں میں بھوک کا شکار ہو کر مرنے لگتے ہیں۔

اب قحط سالی ختم ہو جائے، آسمان کے دروازے رحمت کے لیے کھل جائیں شادابی چھا جائے مخلوق خدا چین میں آ جائے تو کتنی بہاریں دلفریب ہو جاتی ہیں، اسی طرح حدود الٰہی کو قائم کریں تو یہ گناہوں سے روکتی ہیں، جس کی برکت سے آسمان اپنی سعادتوں اور زمین اپنی راحتوں کے خزانے اگل دیتی ہے لوگ پرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۵۷۸۰)

٥١٧٩ـ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعُ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلَى سَفِيْنَةٍ فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ قائم کرنے والے کی مثال اور اس شخص کی مثال جو حدود کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے اس قوم جیسی ہے، جنہوں نے قرعہ اندازی کر کے کشتی میں بعض نے اوپر کا حصہ لیا اور بعض کو نیچے کے حصے میں جگہ ملی۔ پس وہ لوگ جو نیچے کے حصے

(٥١٧٧) نسائى: ٤٩٠٤ـ حسن، البانى: ٤٥٥٤ـ بلفظ اربعين، ابن ماجه: ٢٥٣٨ـ احمد: ٨٩٧٣.

(٥١٧٨) نسائى، البانى حسن: ٤٥٥٥ـ موقوف فى حكم المرفوع.

(٥١٧٩) بخارى: ٢٤٩٣ـ ترمذى: ٢١٧٣ـ احمد: ١٧٩٤٤.

مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيْبِنَا خَرْقاً وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَإِنْ يَتْرُكُوْهُمْ وَمَا أَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعاً وَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى أَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا. (رواه البخاري، ٢٤٩٣)

میں تھے وہ پانی لینے لگتے تو پاس والوں کے اوپر سے گزرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: اگر ہم اپنے حصے میں شگاف بنا کر پانی لیں اور اوپر والوں کو ایذا نہ پہچائیں تو بہتر ہو۔ اگر ان میں لوگوں کو اپنا ارادہ مکمل کرنے پر چھوڑا گیا تو سب ہی ہلاک ہوں گے۔ اور اگر ان کے ہاتھ پکڑے گئے تو وہ بھی نجات پائیں گے۔ اور بقیہ لوگ بھی نجات حاصل کریں گے۔'' (بخاری)

شرح:......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشکلات میں قرعہ اندازی جائز ہے، اور اختلاف میں دلیل بن سکتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ اس میں تین فرقوں کو بیان کیا گیا ہے، ایک نافرمانی سے روکنے والا اور (۲) برائی میں واقع ہونے والا ہے۔ (۳) برائی دیکھنے والے انہیں روکا نہیں۔

کشتی میں سوراخ کرنے والوں کو اللہ کی حدود میں واقع ہونے والے قرار دیا ہے۔ اس سے روکنے والوں کو حدوں کو قائم کرنے والے قرار دیا ہے۔ اور جو خاموش ہیں، انہیں سستی کرنے والے قرار دیا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ حدود کو قائم کرنے سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ انہیں قائم کرنے والے کے لیے بھی اور جن پر حدیں قائم ہوئی ہوں دونوں کے لیے نجات ہے۔ اور اگر یہ قائم نہ کی جائیں تو نافرمان ہلاک ہو جاتے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑنے سے معاشرہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا عالم کو چاہیے کہ ضرب المثل کے ذریعے بات سمجھائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جب ہمسائے سے تکلیف ہو تو اس پر صبر کیا جائے جب کہ اس سے زیادہ سختی میں پھنس جانے کا اندیشہ ہو۔

جاگیر میں اونچ نیچ ہو تو قرعہ کے ذریعے نیچے یا اوپر کا انتخاب کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۹۵)

٥١٨٠ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ دُوْنَ هٰذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهِ وَلَانَ فَأَمَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَاالنَّاسُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَنْ

'' زید بن اسلم کا بیان ہے: ایک آدمی نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے کوڑا طلب کیا جو ٹوٹا ہوا تھا۔ فرمایا: اس سے مضبوط کوڑا لاؤ۔ تو نیا کوڑا لایا گیا جس کے پھل توڑے نہیں گئے تھے۔ فرمایا: اس سے کم تر لاؤ تو ایسا کوڑا لایا گیا جس کو استعمال کیا گیا تھا اور وہ نرم ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے کوڑے لگانے کا حکم دیا، اور کوڑے لگائے گئے۔ پھر فرمایا: لوگو! اب وقت آ گیا ہے کہ تم حدود اللہ کی خلاف ورزی سے باز آ جاؤ۔ جس نے ان ناپاک اعمال کا ارتکاب کیا

أَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَيْئاً فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَإِنَّهٗ مَنْ يُبْدِيْ لَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ (رواه مالك، ١٥٦٢)

تو وہ اللہ تعالیٰ کے پردہ میں چھپا رہے۔ اور جس نے ہمارے سامنے اپنی غلطی ظاہر کی تو ہم اس پر کتاب اللہ کا حکم نافذ کر دیں گے۔'' (مالک)

شــرح: ......علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے اور نہ ہی کسی سند متصل سے یہ حدیث ثابت ہے۔ حالانکہ اس مفہوم کی حدیث بیہقی اور حاکم نے بیان کی ہے اور وہ صحیح ہے۔ تو ابن عبدالبر کی بات کا مطلب ہے کہ امام مالک کی حدیث متصل نہیں۔ دوسری کتابوں کی ہوسکتی ہے۔

قاذورات سے مراد، زنا، شراب، تہمت وغیرہ ہے یعنی ہر قابل نفرت کام یا بات ہوجائے تو اس پر پردہ پوشی کیا کرو، اسے بتایا نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلیا کرو، اگر تم ایسا نہ کرو گے، بلکہ اسے حکام کے سامنے بیان کرو گے تو ہم اس پر حد لگائیں گے۔

ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ پر حد رجم لگانے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی اظہار خیال فرمایا تھا۔

زیر شرح حدیث میں جس آدمی نے اعتراف زنا کیا تھا وہ غیر شادی شدہ تھا، اس لیے اسے سو کوڑا لگایا گیا تھا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۴۶)

٥١٨١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ادْرَؤُاالْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَإِنْ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِيْءَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِيءَ فِي الْعُقُوْبَةِ. (للترمذی ١٤٢٤، وَقَالَ قَدْرُوِیَ مَوْقُوْفاً وَهُوَ اَصَحُ)

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں سے حدود کا دفاع کرو جب تک دفاع کر سکتے ہو۔ اگر اس ملزم کا کوئی عذر ثابت ہو تو اس کا راستہ خالی کردو۔ اگر حاکم معاف کرنے میں غلطی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کردے۔'' (ترمذی)

٥١٨٢۔ عَنِ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقِيْلُوْا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلاَّ الْحُدُوْدَ. (رواه أبوداود، ٤٣٧٥).

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحب حیثیت لوگوں کی لغزشوں کو معاف کر دیا کرو مگر حدود نافذ کرکے رہو۔'' (ابوداؤد)

٥١٨٣۔ عَنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوأَنَّ رَسُوْلَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(٥١٨٠) مؤطا: ١٥٦٢.

(٥١٨١) ترمذی: ١٤٢٤۔ ضعیف، البانی: ٢٣٧.

(٥١٨٢) ابوداؤد: ٤٣٧٥۔ صحیح، البانی: ٣٦٧٩۔ احمد: ٢٤٩٤٦.

(٥١٨٣) نسائی: ٤٨٨٦۔ حسن، البانی: ٤٥٣٩۔ ابوداؤد: ٤٣٧٦.

اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ. (رواه النسائی، ٤٨٨٦)

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم حدود آپس میں معاف کیا کرو۔ جب میرے پاس کوئی حد کا مقدمہ آ جائے تو وہ واجب الحد ہو جاتا ہے۔'' (نسائی)

٥١٨٤۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ مَاعِزاً أَتَي النَّبِيَّ ﷺ فَاَقَرَّعِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْراً لَكَ قَالَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ: أَنْ هَزَّالاً أَمَرَمَاعِزاً أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَيُخْبِرَهُ. (رواه أبوداود، ٤٣٧٧)

''یزید بن نعیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے چار بار اقرار کیا۔تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے ھزال کو فرمایا: اگر تو نے اس کی پردہ پوشی کی ہوتی تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔ابن منکدر رحمہ اللہ نے کہا: ھزال رضی اللہ عنہ نے ماعز رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ جا کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع دے دے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......حقوق الٰہی کی بنیاد ہی پردہ پوشی، عفو و درگزر اور گناہوں کو مٹانا ہے۔ یہ اللہ کا فضل وکرم ہے کہ وہ درگزر کرتا ہے اور بندوں کی عیب پوشی کرتا ہے۔ یہ بھی شریعت کی وسعت ہی کی علامت ہے کہ شبہات کی بنا پر حد قائم نہ کی جائے مثلاً کوئی عورت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ مجھ سے زبردستی گناہ کیا گیا ہے یا وہ سوئی ہوئی تھی تو اس سے کسی نے جماع کر لیا ہے، اس وقت اس کی بات قبول کی جائے گی اور حد دور کر دی جائے گی۔

حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مجرموں کو حد ہی نہ لگایا کرو، بلکہ مقصد ہے کہ حدود کا نفاذ اس وقت کرنا چاہیے جب جرم پوری طرح ثابت ہو جائے، کیونکہ حدود نافذ کرنے میں خطا ہو جانا بہتر ہے کہ حد لگانے میں خطا ہو۔ یہی شریعت کی آسانی کا تقاضا ہے، یہی رحمت الٰہی ہے۔ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ اچھے لوگوں سے درگزر کرو اس کی آڑ میں بعض لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ امراء اور حکمران اور اچھی شہرت والے لوگوں پر حد نہیں، یہ استدلال نہایت ہی خطرناک ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں بلکہ یہ ہے کہ گناہ اگر معمولی ہو تو ان سے گرفت نہ کی جائے۔ یا ایک آدمی کتاب وسنت کے تابع فرمان ہے، اس سے پہلی بار کوئی نافرمانی سرزد ہو جاتی ہے تو اس سے درگزر کیا جائے۔مگر جب گناہ حد تک پہنچ جائے اور عدالت اسلامی اس پر حکم جاری کر دے تو پھر نہ کہہ بچے گا نہ بچے گا، نہ حکمران نہ رعایا نہ اچھے اخلاق والا، نہ برے اخلاق والا سب پر لاگو ہوگا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۰۹ تا ۷۱۲)

٥١٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی کی سفارش اللہ کی حدود کے لیے رکاوٹ بن

(٥١٨٤) ابوداؤد: ٤٣٧٧۔ ضعیف، البانی: ٩٤٠۔ احمد: ٢١٣٨٤.

(٥١٨٥) ابوداؤد: ٣٥٩٧۔ صحیح، البانی: ٣٠٦٦۔ احمد: ٥٣٦٢.

دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَ اللّٰهَ وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ عَنْهُ وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ أَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰي يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. (رواه أبوداود، ٣٥٩٧)

جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی۔ اور جس نے باطل میں جھگڑا کیا اور وہ جانتا تھا کہ باطل ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے میں ہوگا یہاں تک کہ اس سے باز آ جائے۔ اور جس نے مومن پر وہ بات کہہ دی جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنمیوں کی پیپ میں رکھے گا، یہاں تک کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے باز آ جائے۔'' (ابوداؤد)

٥١٨٦۔ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلاً قَدْ أَخَذَسَارِقاً وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ إِلَي السُّلْطَان فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهٗ فَقَالَ لا حَتّٰي أَبْلُغَ بِهِ السُّلْطَانَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ إِذَا بَلَغْتَ بِهِ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفَّعَ. (رواه مالك، ١٥٨٠)

''ربیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ ایک شخص سے ملے جس نے چور پکڑا ہوا تھا۔ اور وہ حاکم کے سامنے لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے سفارش کی کہ اس کو چھوڑ دے تو اس نے کہا: نہیں میں حاکم کے پاس پہنچانے سے پہلے نہیں چھوڑوں گا۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: حاکم کے پاس جانے سے پہلے سفارش جائز ہے جب حاکم کے پاس پہنچ جائے تو پھر سفارش کرنے والا اور جس کے لیے سفارش کی دونوں پر لعنت پڑتی ہے۔'' (مالک)

٥١٨٧۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قِيْلَ لَهٗ إِنَّهٗ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِيْنَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهٗ فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَرِدَاءَهٗ فَأَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهٗ فَقَالَ لَهٗ صَفْوَانُ إِنِّيْ لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلاَّ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهٖ. (رواه مالك، ١٥٧٩)

''صفوان بن امیہ کو کہا گیا: جس نے ہجرت نہ کی اس کو عذاب ہوگا۔ مدینہ میں آیا، اور مسجد میں اپنی چادر سر کے نیچے بطور تکیہ رکھ کر سو گیا۔ اور اس کے پاس چور آیا اور چادر پکڑ کر اٹھائی تو صفوان نے اس کو پکڑ کر قابو کر لیا۔ اور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر کیا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو صفوان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا یہ ارادہ نہیں بلکہ میں یہ چادر اس پر صدقہ کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کرنا چاہیے تھا۔'' (مالک)

(٥١٨٦) مؤطا: ١٥٨٠.

(٥١٨٧) مؤطا: ١٦٧٩۔ نسائی: ٤٩٧٠۔ ابوداؤد: ٥٠٥٣۔ ابن ماجه: ٢٦٠٥۔ احمد: ٢٧٠٩٠.

شرح: ......۱۔ ثابت ہوا سفارشی اور ایسا بادشاہ جو سفارش قبول کرے تو یہ لعنت کا کام کرتے ہیں۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب معاملہ عدالت میں پہنچ جائے۔ اگر عدالت سے پہلے پہلے سفارش کی جائے، یا معاف کیا جائے اس کی اجازت ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوع مذکور ہے کہ جب تک والی اور بادشاہ تک معاملہ نہیں پہنچا سفارش کر سکتے ہو۔ جب یہ معاملہ حکام تک پہنچ جائے پھر معاف کرے اللہ اسے نہ معاف کرے۔ لیکن یہ موقوف زیادہ صحیح ہے۔ (۲/ ۲۰۵ دارقطنی: ۳۶۵)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا اَعْـلَـمُ خِلَافًا اِنَّ الشَّفَاعَةَ فِيْ ذَوِيْ الذُّنُوْبِ حَسَنَةً جَمِيْلَةً مَا لَمْ تَبْلُغِ السُّلْطَانَ وَاَنَّ عَلَيْهِ اِذَا بَلَغَتْهُ اِقَامَتُهَا)) (شرح زرقانی: ٤/ ١٥٨)

''اس بارے میں علم کے مطابق کوئی اختلاف نہیں کہ گنہگاروں کے بارے میں سفارش کرنا خوبصورت اچھائی ہے بشرطیکہ بادشاہ تک معاملہ نہ پہنچا ہو، جب بادشاہ تک معاملہ پہنچ جائے تو بادشاہ پر فرض ہے کہ اسے قائم کرے۔''

۲۔ یعنی معاملہ عدالت تک پہنچ چکا ہے اس نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اس پر حد لگائی جائے، لیکن کوئی سفارش کرتا ہے جس کی وجہ سے حد میں رکاوٹ آتی ہے۔ اس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے، کیونکہ اللہ کا حکم تو ہے کہ حد قائم کی جائے، مگر اس نے اللہ کے حکم سے بغاوت کی ہے۔

اور ایک آدمی کو علم ہے کہ میں باطل پر ہوں اور میرا مدمقابل حق پر ہے، اس کے باوجود اس پر اصرار کرتا ہے تو اسے دوزخیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔ اگر باطل سے یا ناحق کسی کا حق مارنے سے پیچھے ہٹ جاتا ہے یا معاف کرا لیتا ہے تو پھر اس سے بچے گا۔ (عون المعبود: ۳/۳۴۴)

٥١٨٨ــ عَـنْ أَبِـيْ بُـرْدَةَ الأَنْصَارِيِّ قَالَ سَـمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقُوْلُ لاَ تَجْلِدُوْا فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ . (رواه البخاري، ، ٦٨٥٠)

''سیدنا ابوبردہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ دی جائے مگر حدود اللہ میں۔'' (بخاری)

٥١٨٩۔ عَـنْ عَبْـدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ عَمَّنْ سَـمِـعَ الـنَّبِـيَّ قَــالَ لاَ عُـقُوْبَةَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرْبَاتٍ اِلاَّ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِاللّٰهِ . (رواه البخاری٦٨٤٩)

''ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: کوئی سزا و تعزیر دس کوڑوں سے زائد جائز نہیں مگر حدود اللہ میں۔'' (بخاری)

(٥١٨٨) بخاری: ٦٨٥٠۔ مسلم: ١٧٠٨۔ ترمذی: ١٤٦٣۔ ابوداؤد: ٤٤٩١۔ ابن ماجہ: ٢٦٠١۔ احمد: ١٦٠٥١۔ دارمی: ٢٣١٤.

(٥١٨٩) بخاری: ٦٨٤٩۔ مسلم: ١٧٠٨۔ ترمذی: ١٤٦٣۔ ابوداؤد: ٤٤٩١۔ ابن ماجہ: ٢٦٠١۔ احمد: ١٦٠٥١۔ دارمی: ٢٣١٤.

شــرح: ......ان احادیث سے دلالت ہوتی ہے کہ تادیبی کاروائی کے وقت ادب سکھانے والا کسی جرم پر دس سے زیادہ کوڑے سزا نہ دے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر مارنے کی ضرورت پڑ جائے اگر کوئی بغیر مارنے کے ہی ادب سیکھ لے تو اسے مارنے سے اجتناب کیا جائے۔

اس میں تمام ادب سکھانے والے شامل ہیں، ماں باپ اولاد کو ادب سکھائیں یا خاوند بیوی کو ادب کے لیے مارے یا استاد شاگرد کو مارے، یا آقا غلام کو مارے یا مالک مزدور کو مارے ہر کوئی دس سے زیادہ کوڑے نہیں مار سکتا۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ اس دوران نازک اعضا اور چہرہ پر بھی نہ مارا جائے۔ ہاں! حد میں اتنی حد پوری کی جائے جو شریعت اسلامیہ نے مقرر کی ہے۔

مثلاً زنا کی حد، چوری کی حد، تہمت کی حد، شراب کی حد الغرض جو بھی سزائیں شریعت نے مقرر کی ہیں وہ پوری کی جائیں گی۔ ان میں کمی بیشی کا کسی چھوٹے بڑے کو قطعاً اختیار نہیں۔

حنفی، مالکی، اور شافعی حضرات دس کوڑوں سے زیادہ سزا دینا جائز کہتے ہیں۔ یہ احادیث ان کے موقف کے خلاف ہے، راجح بات یہی ہے کہ دس کوڑوں سے زائد ادب سکھانے میں جائز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ عورتیں، بچے، خادم وغیرہ پر جو نگران ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ انہیں تہذیب سکھائیں ان کے اخلاق درست کریں، انہیں تعلیم دیں، ان کی رہنمائی کریں تاکہ یہ معاشرہ کے افراد کے لیے اچھا نمونہ بنیں، اس کیلئے بعض اوقات پیار سے توجہ دلائی جائے اگر یہ مؤثر نہ ہو تو پھر ڈانٹا جائے اگر یہ بھی مؤثر نہ ہو تو انہیں نازک اعضا سے احتراز کرتے ہوئے مارا جائے۔ اس مار کی زیادہ سے زیادہ حدیث مبارکہ میں دس کوڑے تک کی اجازت ہے، اس سے زیادہ کی نہیں۔ بعض ناگزیر حالات کی بنا پر حاکم وقت جرم کی سنگینی کے مطابق تعزیر میں زیادہ سختی بھی کر سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۴۵)

۵۱۹۰۔ عَـنْ عَـلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَصَـابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللّٰهُ أَعْـدَلُ مِـنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الْآخِـرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُوْدَ إِلٰى شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ. (رواه الترمذي، ٢٦٢٦)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حد کا مرتکب ہوا اور اس کی اس کو دنیا میں جلدی سزا دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ زیادہ عادل ہے کہ آخرت میں اس کو دوبارہ سزا دے۔ اور جو کسی حد کا مرتکب ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ زیادہ کریم ہے اس سے کہ کسی چیز میں معافی دے کر پھر اس کو دوبارہ سزا دے۔'' (ترمذی)

شــــرح: ......البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، مگر امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن، غریب، صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد: ۲/ ۱۶۵ میں بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا گیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۷۰۳)

(٥١٩٠) ترمذي: ٢٦٢٦۔ ضعيف، الباني: ٤٩١۔ ابن ماجه: ٢٦٠٤.

شیخ محمد علی جانباز رحمہ اللہ نے بھی کہا ہے، واسنادہ صحیح (انجاز الحاجہ: ۸/ ۴۵) اس کا مطلب ہے کہ جو گناہ موجب حد ہے، اس پر حد لگ جائے تو یہ حد اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے گی۔

اگر حد تک معاملہ نہیں پہنچا یہ اپنے گناہ پر پردہ ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اسے پردہ میں رکھتا ہے اور یہ اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے، اور پختہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتے ہیں۔

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اسلم قبیلے کا ایک آدمی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ اس سے انہوں نے کہا: یہ بات میرے علاوہ تو کسی سے نہیں کی۔ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اللہ سے توبہ کر اور اللہ نے پردہ ڈالا ہے تو بھی پردہ ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اسے تسلی نہ ہوئی یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہی بات دہرائی تو انہوں نے بھی اسے وہی کہا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا میں پردہ پوشی آخرت میں مغفرت کی علامت ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۸/ ۴۵)

إثم القتل وما يبيحه وقاتل نفسه

قتل کرنے کا گناہ ...... وہ امور جو قتل کرنا جائز قرار دیتے ہیں اور اپنے نفس کو قتل کرنے کا بیان

۵۱۹۱۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ مَالَمْ يُصِبْ دَماً حَرَاماً. (رواه البخاري٦٨٦٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ہمیشہ اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے جب تک اس نے ناجائز خون نہ بہایا ہو۔'' (البخاری)

شرح: ......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۝﴾ (النسآء: ۹۳)

''اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اس نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں بھی مومن کے قتل ناحق پر سخت وعید ہے۔ زیر شرح حدیث بھی اس کی سنگینی واضح کر رہی ہے کہ ایماندار اس جرم کے ارتکاب سے پہلے کشادگی میں ہوتا ہے مگر جب ناحق قتل کرتا ہے تو اس پر اس کا دین تنگ ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ اس قاتل کے لیے معافی نہیں۔

(۵۱۹۱) بخاری: ٦٨٦٢۔ احمد: ٥٦٤٨.

ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس گناہ کا اتنا بوجھ ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ خواہ کتنے بھی ہوں اس کا وزن کم نہیں کر سکتے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے تھی کہ قاتل ناحق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ یہ مفہوم ان کی تائید کرتا ہے۔

اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ قتل میں تین چیزیں ہیں، ایک مقتول، دوئم خاندان، رشتہ دار متاثر ہوتے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہے۔ جب مقتول سے قصاص لے لیا جائے یا اس سے دیت لے لی جائے یا اسے معاف کر دیا جائے تو اللہ کی نافرمانی اور اعزہ و اقارب کی ذمہ داری اس قاتل سے اتر جاتی ہے۔ اور باقی مقتول کو زندگی سے جو محروم کر دیا گیا تھا اس کا فیصلہ رب تعالیٰ کریں گے جو کہ روز قیامت ہوگا۔ ثابت ہوا خون ناحق بہانا حیا ختم کر دیتا ہے اور اس سے نیکی کا دریا جامد ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۱۸۸)

۵۱۹۲ــــ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلَّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهٗ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكاً أَوْمُؤْ مِنٌ قَتَلَ مُؤْ مِناً مُتَعَمِّداً .

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے مگر یہ کہ کوئی شرک کی حالت میں مر جائے۔ یا وہ شخص جس نے کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دیا۔''

۵۱۹۳۔ وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً فَاغْتَبَطَ بِقَتْلِهٖ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلاَ عَدْلًا . (هُمَا لأبي دواد، ۴۲۷۰)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤمن کو قتل کیا اور اس کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ قاتل سے نہ فرضی قبول کرے گا اور نہ ہی نفلی۔'' (یہ دو روایات ابوداؤد کی ہیں)

۵۱۹۴۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَتْلُ الْمُؤْ مِنِ أَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا . (رواه النسائی ۳۹۹۰)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا کو ختم کرنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔'' (نسائی)

۵۱۹۵۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَاَبِي هُرَيْرَةَ يَذْكُرَان عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الاَرْضِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لاَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ . (رواه الترمذي۱۳۹۸)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آسمان اور زمین کے رہنے والے کسی مومن کے قتل کرنے میں شریک ہوں تو ان سب کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل آگ میں گرا دے گا۔'' (الترمذی)

(۵۱۹۳) ابوداؤد: ۴۲۷۰۔ صحیح، البانی: ۳۵۸۸.

(۵۱۹۴) نسائی: ۳۹۹۰۔ حسن صحیح، البانی: ۳۷۲۵.

(۵۱۹۵) ترمذی: ۱۳۹۸۔ صحیح، البانی: ۱۱۲۸.

شــــرح: ......ثابت ہوا کہ قتل ناحق مغفرت میں رکاوٹ اور اطاعت کی رفتار روک دیتا ہے اور ہلاکت میں گرا دیتا ہے۔

بظاہر تو یہی واضح ہوتا ہے کہ قصداً قتل کرنے والے کی مغفرت نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے یہی ہے۔

لیکن جمہور علمائے کرام کی رائے ہے کہ اس میں سخت ڈانٹ ہے مگر قاتل کی توبہ قبول ہوگی۔ اس آیت میں مذکور دوزخ کی سزا کا جو ذکر ہے یہ کہتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ اگر اللہ چاہے تو دوزخ کا عذاب ہمیشہ کر سکتا ہے نہ چاہے تو نہ بھی کرے۔ کیونکہ دوسری آیت میں بھی آتا ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (النسآء: ٤٨)

''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا یہ کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا بخشتا ہے جس کے لیے چاہے۔''

اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سو قتل کرنے والے بنی اسرائیل کے آدمی کو بھی بخش دیا تھا۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۶۷)

۲۔ مومن کو ظلم سے قتل کرنے کے گناہ کی شدت کا اندازہ لگائیں کہ صرف زمین کے باسی نہیں آسمان کے مقدس فرشتے بھی بالفرض اس کے قتل میں شریک ہوں گے تو اللہ انہیں اوندھے منہ دوزخ میں گرائے گا۔

اور اس سے اس قتل کی ہولناکی اور بڑھ جاتی ہے اگرچہ یہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر سے کم تر ہے۔ مگر لوگ اپنے دلوں میں اسے بہت بڑی جگہ دیتے ہیں۔ اس دنیا کا زوال ان کے نزدیک بہت ہیبت ناک ہے۔ تو ایک مرد مومن کو ظلم سے قتل کرنا اس دنیا کے زوال سے بڑا ہے۔ اب سمجھ میں آتا ہے کہ اس قتل کی قباحت برائی بیان سے باہر ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۶۴۰)

٥١٩٦ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَلْإِيْمَانُ قَيَّدَ الْفَتْكَ لاَ يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ . (رواه أبوداود، ٢٧٦٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان نے دھوکے سے قتل کرنا منع کیا ہے۔ اور مومن دھوکے سے قتل نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ...... فَتَكْ یہ ہے کہ ایک آدمی بے خبر ہو اس پر حملہ کر کے اسے قتل کرنا۔ ایک آدمی کو بیڑیوں میں جکڑا جائے تو وہ اپنی مرضی سے حرکت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ کہا گیا ہے کہ ایمان بھی دھوکا سے قتل کرنے میں رکاوٹ ہے۔ ایک مومن سے ایسے قتل کی توقع نہیں۔ ایمان سے خالی ایسا کام کر سکتا ہے۔

(٥١٩٦) ابوداؤد: ٢٧٦٩۔ صحيح، البانى: ٢٤٠٧۔ مسلم: ١٣٤٤.

اس میں مذمت اس مومن کی ہے جو امان کے بعد قتل کرتا ہے پہلے امان دی بعد میں قتل کر دیا یہ غیر ایمانی حرکت ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کعب بن اشرف یہودی کو اسی طرح شخون سے قتل کروایا تھا۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک خاص واقعہ تھا، یہ ناسور بن چکا تھا، اس کے اس طرح نہ مارنے سے بہت خرابی تھی۔ اس لیے اسے مروا دیا۔ (عون المعبود: ۴۳/۳)

۵۱۹۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا لأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ أَوَّلاً (رواه البخاری، ۷۳۲۱)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: نہیں کوئی نفس جس کو ظلم کے ساتھ قتل کیا جائے مگر اس کا حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر بھی پڑتا ہے۔ اس لیے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ اختیار کیا تھا۔'' (بخاری)

شــــرح: ...... قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ اس سے پہلے روئے زمین پر کبھی قتل نہ ہوا تھا۔ یہ پہلا قتل تھا جو اس دھرتی پر نمودار ہوا۔ اس لیے قتل ناحق سے اسے حصہ ملتا رہے گا۔ قرآن پاک بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

﴿لِيَحْمِلُوٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ۝﴾ (النحل: ۲۵)

''تاکہ یہ قیامت کے دن اپنے بوجھ کامل طور پر اٹھائیں اور ان لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائیں جنہیں انہوں نے بغیر علم گمراہ کیا ہے۔ خبردار! بہت برا ہے جو یہ بوجھ اٹھاتے ہیں۔''

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ضلالت سے اجتناب کریں۔ اور دین میں بدعات، نئی ایجادات سے احتراز کریں کیونکہ یہ شروع میں معمولی لگتی ہیں۔ جب یہ پھیل جائیں تو دائمی گناہ کا باعث بن جاتی ہیں۔ (فتح الباری: ۳۰۲/۱۳)

۵۱۹۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِالرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ هٰذَا قَتَلَنِي فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ لِمَ قَتَلْتَهُ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ فَيَقُوْلُ فَإِنَّهَا لِي وَيَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذاً بِيَدِالرَّجُلِ فَيَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِي فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ لِمَ قَتَلْتَهُ فَيَقُوْلُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) ایک آدمی دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا: یا رب تعالیٰ! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا: اس لیے تاکہ عزت تیرے لیے ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: عزت تو میرے ہی لیے ہے۔ اور پھر ایک آدمی دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا، اور کہے گا: اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ

(۵۱۹۷) بخاری: ۷۳۲۱۔ مسلم: ۱۶۷۷۔ ترمذی: ۲۶۷۳۔ نسائی: ۳۹۸۵۔ ابن ماجه: ۲۶۱۶۔ احمد: ۴۱۱۲.

فَيَقُوْلُ إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ فَيَبُوْءُ بِإِثْمِهِ . (للنسائي ، ٣٩٩٧)

قاتل سے پوچھے گا: تو نے اس کو قتل کیوں کیا ہے؟ تو وہ کہے گا: تا کہ عزت فلاں شخص کی ہو۔ اللہ فرمائے گا: عزت تو فلاں کی نہیں ہے۔ پس وہ مقتول کے گناہ بھی لے کر جائے گا۔'' (النسائی)

شرح: ......ثابت ہوا کہ روز قیامت خون کا حساب ہوگا اس لیے مقتول قاتل کو اللہ کے سامنے پیش کرے گا۔ بلکہ عبادات میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ اور معاملات میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا۔

اور جو یہ حدیث میں آیا ہے کہ قاتل اپنے اور مقتول کے گناہ سے لوٹے گا، چونکہ یہ مقتول کے قتل کے گناہ میں ملوث ہوا ہے اس لیے یہ اس کے گناہ بھی اٹھائے گا۔ اور جو قرآن پاک میں آیا ہے کہ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (الفاطر: ١٨) ''اور نہ اٹھائے گی اٹھانے والی بوجھ دوسری جان کا۔''

تو اس آیت مبارکہ اور حدیث میں تضاد نہیں۔ دوسرے کا بوجھ اس وقت جان نہیں اٹھائے گی جب اس میں یہ ذریعہ نہ بنے گی جب یہ ذریعہ بنے گی تو گناہ اس کی طرف بھی لوٹے گا۔ (التعلیقات السّلفیہ: ٢/ ١٥٥)

٥١٩٩۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو الْكِنْدِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيْتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لاَذَمِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ أَأَقْتُلُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَكَ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ . قَالَ . (رواه البخاري ، ٤٠١٩)

''مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر میرا ایک کافر سے مقابلہ ہو۔ ہم ایک دوسرے سے جنگ لڑیں۔ وہ میرا ایک ہاتھ تلوار مار کر کاٹ دے پھر وہ درخت کی اوٹ میں مجھ سے پناہ پکڑ کر کہے: میں اللہ پر ایمان لے آیا ہوں تو کیا میں اس کو قتل کرسکتا ہوں بعد اس کے کہ اس نے یہ قول کہا ہو؟...... پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس کو قتل نہ کر۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس نے میرا ایک ہاتھ کاٹ دیا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ کلمہ کہا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو قتل نہ کرنا۔ اگر تو نے اس کو قتل کیا تو وہ تیرے اس مقام پر ہوگا جس پر اس کو قتل کرنے سے پہلے تو تھا۔ اور تو اس کے مقام پر چلا جائے گا جس پر وہ ایمان لانے سے پہلے تھا۔'' (بخاری)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ کافر جو جنگ کے لیے آیا ہے دین نے اس کا قتل جائز قرار دیا ہے۔ جب وہ مسلمان ہو جائے تو دین اس کے خون کو ایک مسلمان کا خون قرار دے کر اسے بہانا حرام کہتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان اسے قتل کرتا

(٥١٩٩) بخاری: ٤٠١٩۔ مسلم: ٩٥۔ ابوداؤد: ٢٦٤٤۔ احمد: ٢٣٣١٩.

ہے تو اس مسلمان کو مسلمان کے قصاص میں قتل کرنا جائز ہے۔ اب یہ مسلمان کافر کی مانند مباح الدم ہو چکا ہے۔ اس مسلمان کا قتل جائز ہو چکا ہے۔ یہ مقصد نہیں کہ مسلمان قاتل پکے کافر کی مانند ہوگیا ہے، کام کفر کا کیا ہے سارا ایمان خارج نہیں ہوا۔ اب رہی یہ بات جو اس نے اس مسلمان کا بازو کاٹا ہے، اس کا قصاص ہے یا کہ نہیں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا بازو کافر نے کاٹا نہ تھا۔ انہوں نے بطور مثال دریافت کیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کا کوئی تاوان نہیں۔ کیونکہ جس طرح ایک مسلمان حالت کفر میں کافر کو قتل کرنا جائز تصور کرتا ہے۔ کافر بھی اسی طرح تصور کرتا ہے۔ اس میں جس نے بھی نقصان پہنچایا ہے وہ معذور ہے کوئی تاوان نہیں۔

صحیح بات یہی ہے کہ دل کی کیفیت اللہ جانتا ہے جو اسلام کا اقرار کرتا ہے۔ اس کے ظاہر پر اعتماد کرتے ہوئے اس کافر سے تلوار اٹھا لی جائے جو اسلام کا کلمہ پکارتا ہے۔ اگر کوئی اس کے بعد بھی تلوار مارتا ہے تو پھر قصاص ہوگا، یا دیت ہوگی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشکل مسائل جن کے پیش آنے کے حالات اکثر نمودار ہوتے ہوں ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے بھی ان کے متعلق پوچھنا جائز ہے۔ اور جو اس سے منع کیا گیا ہے کہ وجود میں آنے سے پہلے سوال نہ کرو تو یہ ان مسائل کے بارے میں ہے جو نہایت کم: بیش آتے ہوں اور شاذ و نادر ان سے واسطہ پڑے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۱۸۹)

۵۲۰۰ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: لاَ يَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ مَوْقِفاً يُقْتَلُ فِيْهِ رَجُلٌ ظُلْماً، فَإِنَّ اللَّعْنَةَ تَنْزِلُ عَلٰي مَنْ حَضَرَهُ حَيْثُ لَمْ يَدْفَعُوْا عَنْهُ، وَلاَ يَقِفَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مَوْقِفاًيُضْرَبُ فِيْهِ رَجُلٌ ظُلْماًفَإِنَّ اللَّعْنَةِ تَنْزِلُ عَلَى مَنْ حَضَرَهُ حِيْنَ لَمْ يَدْفَعُوْاعَنْهُ. (رواه الطبراني فى الكبير، ١١٦٧٥ بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ہرگز اس جگہ نہ کھڑا ہو جہاں کوئی مرد ظلم کے ساتھ قتل کیا جاتا ہو۔ کیونکہ لعنت ہر اس شخص پر اترتی ہے جو وہاں حاضر ہوتا ہے۔ جبکہ حاضرین اس مظلوم کا دفاع نہ کرتے ہوں۔ اور تم میں سے کوئی فرد وہاں بھی نہ کھڑا ہو جہاں کسی مرد کو ظلم کے ساتھ مارا جاتا ہو۔ کیونکہ جتنے لوگ وہاں حاضر ہوتے ہیں جب وہ مظلوم کا دفاع نہ کرتے ہوں تو ان پر لعنت اترتی ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

۵۲۰۱ـ عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ وَكَانَ عَيْناً لِأَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيْفًا لِرَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَمَرَّ

''فرات بن حیان کہتے ہیں: اس کے قتل کرنے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا۔ اس لیے کہ یہ ابوسفیان کا جاسوس تھا۔ یہ ایک انصاری صحابی کا حلیف تھا۔ چنانچہ یہ انصار کے گروہ کے پاس

(۵۲۰۰) طبرانی كبير: ١١٦٧٥ـ وفيه، اسد بن عطاء قال الازدی، مجهول، ومندل، وثقه ابو حاتم وغيره، وضعفه احمد وغيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٧١٠.

(۵۲۰۱) ابوداؤد: ٢٦٥٢ـ صحيح، البانی: ٢٣١٠ـ احمد: ١٨٤٨٦.

بِحَلَقَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ إِنِّيْ مُسْلِمٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَقُوْلُ إِنِّي مُسْلِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالاً نَكِلُهُمْ إِلٰى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ . (رواه أبوداود ٢٦٥٢)

سے گزرا تو اس نے کہا: میں مسلمان ہوں۔ انصار میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کہتا ہے میں مسلمان ہوں۔ پس آپ نے فرمایا: تم میں سے کچھ آدمی ایسے ہیں جن کو ہم ان کے ایمان کے دعوے کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ان میں فرات بن حیان بھی ہے......'' (ابوداود)

شرح: ......فرات بن حیان جاسوس تھے۔ پہلے رسول اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دے۔ مگر یہ اسلام لے آئے اور اچھے مسلمان بن گئے۔ انہوں نے چونکہ اقرار کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے کہا: ہم اسے تسلیم کرتے ہیں۔ یہ پہلے ذمی تھے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ذمی اگر مسلمانوں کی جاسوسی کرے تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ مگر یہ فرات صحبت رسول اللہ ﷺ سے ہمکنار ہوگئے تھے۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی طرف ہجرت کی اور رسول اکرم ﷺ کی وفات تک آپ کی معیت میں جہاد کرتے رہے۔ (عون المعبود: ۲/۳)

٥٢٠٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُأَنْ لاَإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلاَثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ وَالْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ . (رواه مسلم، ١٦٧٦)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو گواہی دیتا ہو کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا، اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں، مگر تین میں سے کسی ایک جرم کے بدلے۔ شادی شدہ زانی، نفس کے بدلے نفس، اور وہ جو اپنے دین اسلام کو ترک کرنے والا ہو، اور جماعت سے جدا ہونے والا ہو۔'' (مسلم)

شرح: ......جرائم پیشہ افراد کے لیے اگر سزا مقرر نہ کی جاتی اور قصاص کا حکم نازل نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے کو فنا کر دیتے اور نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ اس سزا کا ہونا لازمی تھا جو جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو نشان عبرت بنا دے جو کہ دوسروں کے لیے بھی نصیحت ہو۔

ان جرائم میں سب سے زیادہ خطرناک اور امن شکن جرم قتل ہے۔ اس لیے اس کی سزا ہر قانون میں سنگین مقرر کی گئی ہے کہ جان کے عوض جان مار دی جائے، اور پھر اسے زندگی قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ (البقرة: ١٧٩)

''تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔''

(٥٢٠٢) مسلم: ١٦٧٦ـ بخاری: ٦٨٧٨ـ ترمذی: ١٤٠٢ـ نسائی: ٤٧٢١ـ ابوداؤد: ٤٣٥٣ـ ابن ماجه: ٢٥٣٤ـ احمد: ٢٥٢٦٦ـ دارمی: ٢٤٤٧.

جو معاشرہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون قصاص کو زندگی قرار نہیں دیتا۔ اس سے روگردانی کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ جرائم پیشہ افراد کو قرار واقعی سزا نہیں دیتا۔ بلکہ اسے تبدیل کر کے معمولی قید کر دیا، مہذب اور تمدن پسند بنتے ہوئے مجرموں پر ترس کھاتا ہے۔ اس میں جرائم کی شرح بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اس طعنہ سے بچاؤ کرتا ہے کہ مجھے کہیں ان اسلامی قوانین کے نفاذ پر وحشیانہ سزاؤں پر عمل پیرا ہونے کا طعنہ نہ سننا پڑے۔

ایسے معاشرے کے ذمہ داران سے پوچھا جائے، ان دانشوروں کی عقل کی دہلیز پر بیٹھ کر ہم دست بستہ عرض کرتے ہیں: ذرا عقل و دانش کو حاضر کریں اور اس پر غور و فکر کریں ان بے رحم درندہ نما مجرموں پر تمہیں رحم آتا ہے۔ ڈر ان کی وجہ سے جو مصائب و آلام بدانتظامیاں اور بدانجامیاں معاشرہ میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا بھی خیال رکھیں۔ ان جرائم پیشہ امن شکن افراد پر ترس کھانے والو! اور اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دینے والو! ان قانون شکنوں کی وجہ سے تمہیں انسانیت پر ترس کیوں نہیں آتا۔ جو ان کی خونریزی کی وجہ سے خوف کی وادی میں اتری ہوئی ہے۔ تمہیں ان بچوں کی حالت زار پر ترس کیوں نہیں آتا جن کا سہارا ان سے چھین لیا گیا ہے۔ تمہیں اس بیوہ کے سہاگ لٹنے پر ترس کیوں نہیں آتا جس کے سر کا تاج پیوند خاک کر دیا گیا ہے۔

تمہیں اس مقتول پر ترس کیوں نہیں آتا جو اپنی قیمتی متاع حیات سے محروم کر دیا گیا ہے۔ تمہیں ان ضعیف و بے بس ماں باپ پر ترس کیوں نہیں آتا جن کا لخت جگر ان بے رحم ہاتھوں نے لخت لخت کر دیا۔ قرآن پاک ہی ان مظلوموں کی دلجوئی کرتا ہے اور جرائم پر قدغن لگاتا ہے۔

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (الانعام: ١٥١)

''اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔''

حق کے ساتھ قتل میں تین مقامات اس زیر شرح حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ قصداً قتل کرنے والے کی سزا قرآن مجید کی زبانی اوپر بیان ہوئی ہے۔

(٢) زانی، شادی شدہ، قاتل اور مرتد کی سزا اس لیے ہے کہ ان کو قتل کرنے سے دین، بدن اور عزت کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور حدیث میں جو مسلمان کے ساتھ کلمہ کی شہادت کی قید لگائی گئی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کلمہ صرف دل ہی میں نہ ہو بلکہ زبان سے اس کا اقرار بھی ہو تو تب صحیح مسلمان ہوتا ہے اور اس کو اسلامی حفاظت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن کافر اگر اتنا ہی سچے دل سے کہہ دے کہ میں اسلام لایا ہوں تو مسلمان ہو جائے گا۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٥٢٥)

٥٢٠٣۔ عَنْ مَرْثَدِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''مرثد بن عبداللہ کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے قتل کرنے والے اور قتل کرنے کا حکم دینے

(٥٢٠٣) احمد: ٢٢٥٥٧.

عَنِ الْقَاتِلِ وَالآمِرِ قَالَ قُسِّمَتِ النَّارُ سَبْعِيْنَ جُـزْءًا فَـلِلْآمِرِ تِسْعٌ وَسِتُّوْنَ وَلِلْقَاتِلِ جُزْءٌ وَحَسْبُهُ. (رواه أحمد، ٢٢٥٥٧)

والے کے متعلق سوال کیا گیا: آپ نے فرمایا: جہنم کی آگ ستر حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پس قتل کرنے کا حکم دینے والے کے لیے انسٹھ اجزا ہیں اور قاتل کے لیے ایک جز ہے۔ اور اسے ایک حصہ ہی کافی ہے۔'' (احمد)

٥٢٠٤۔ عَـنْ اَبِـي الـدَّرْدَاءِ، رَفَـعَهٗ: يُؤْتَى بِـالْقَاتِلِ وَالْمَقْتُوْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ: أَیْ رَبِّ سَـلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِي؟ فَيَقُوْلُ: أَیْ رَبِّ أَمَـرَنِـي هٰـذَا، فَيُـؤْ خَـذُ بِـاَيْدِيْهِمَا جَمِيْعًا فَيُـقْـذَفَـانِ فِـي النَّارِ. (رواه الطبراني في الكبير)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قاتل، مقتول کو قیامت کے دن لایا جائے گا۔ مقتول کہے گا: اے رب تعالیٰ! اس سے پوچھ مجھے کیوں قتل کیا ہے؟ قاتل کہے گا: اے رب! اس فلاں نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان دونوں کو ہاتھ سے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔'' (الکبیر)

شـرح: ...... دارقطنی: ۳/ ۱۴۰ کتاب الحدود والدیات ۱۷۶ اور بیہقی: ۸/ ۵۰ میں ہے، اسے الجوہر النقی میں ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

اس میں آتا ہے، ایک آدمی پکڑتا ہے دوسرا کسی کو قتل کرتا ہے، قاتل کو قتل کیا جائے گا اور جس نے روکا ہے اسے قید کیا جائے۔

یہ سزا عمر قید بھی ہوسکتی ہے یا پھر عدالت اپنی صوابدید کے مطابق جتنی مدت قید کا فیصلہ کردے۔

ایک قول یہ بھی ہے قاتل اور پکڑنے والے دونوں کو قتل کیا جائے کیونکہ دونوں اس کے قتل میں شریک ہیں اگر پکڑنے والا نہ پکڑتا تو ممکن تھا مقتول بچ نکلتا۔

اگر یہ سزا نہ مل سکے تو پھر طبرانی والی روایت کے مطابق آخرت میں سزا ہوگی۔ زیادہ مضبوط قول پکڑنے والے کو قید اور قاتل کو قتل کرنے کا ہی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۴۶)

٥٢٠٥ـ عَـنْ قَابُوْسَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنْ أَبِيْهِ قَـالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يَـأْتِيْنِيْ فَيُرِيْدُ مَالِي قَالَ ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ قَالَ فَإِنْ لَـمْ يَذَّكَّرْ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ

''سیدنا مخارق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اگر ایک شخص آکر میرا مال لینے لگے تو میں کیا کروں؟ فرمایا: اس کو اللہ یاد کرا دے۔ کہا: اگر وہ اللہ کو یاد نہ کرے۔ فرمایا: اپنے آس پاس کے مسلمانوں سے

(٥٢٠٤) طبرانی کبیر و رجاله کلهم ثقات، هیثمی: ١٢٣٢٢.

(٥٢٠٥) نسائی: ٤٠٨١ـ حسن، صحیح، البانی: ٣٨٠٣ـ احمد: ٢٢٠٠٧.

الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَوْلِي أَحَدٌ مِنَ الْـمُسْـلِـمِيْنَ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِالسُّلْطَان قَـالَ فَإِنْ نَأَى السُّلْطَانُ عَنِّي قَالَ قَاتِلْ دُوْنَ مَـالِكَ حَتّٰـى تَـكُوْنُ مِنْ شُهَدَاءِ الاٰخِرَةِ أَوْ تَمْنَعُ مَالَكَ . (رواه النسائی، ٤٠٨١)

امداد طلب کر۔ اس نے کہا: اگر میرے آس پاس مسلمان موجود نہ ہوں۔ فرمایا: اس کے خلاف حکمران سے امداد طلب کر۔ اس نے کہا: اگر سلطان مجھ سے دور ہو جائے۔ فرمایا: پھر اپنے مال کے لیے اس سے لڑائی کر یہاں تک کہ تو آخرت میں شہید شمار ہو۔ یا تو اپنا مال بچالے۔'' (نسائی)

شــــرح: ......اس میں مال چھیننے والے سے پیش آنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ اگر اسے نصیحت کارگر نہ آئے تو بادشاہ سے درخواست کی جائے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر مال کی حفاظت کے لیے لڑنے کی ترغیب ہے۔ اگر زندہ رہا تو مال محفوظ کرلیا۔ اگر مارا گیا تو یہ شہادت کی موت ہے۔

دوسری حدیث میں آ تا ہے۔ اگر تو لڑ کر مارا جائے گا تو تو جنت میں داخل ہو گا۔ اور اگر غاصب مارا جائے گا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ (نسائی: ۴۰۸۸: ۲/ ۱۶۶، کتاب المحاربۃ، باب مایفعل من تعرض لمالہ)

٥٢٠٦ــــ عَـنْ جُـنْدُبٍ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ حَـدُّ السَّـاحِـرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ . (رواه الترمذی، ١٤٦٠)

''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جادوگر کی سزا یہ ہے کہ تلوار سے قتل کردیا جائے۔'' (ترمذی)

شــرح: ......جو یہ کہا جاتا ہے کہ جادو ایک خیالی چیز ہے، یہ آنکھوں پر اثر کرتا ہے، نظر کا دھوکا ہوتا ہے، تاثیر نہیں رکھتا یہ بات غلط ہے۔ بلکہ اس کی تاثیر ہے جس طرح کہ زہر کی تاثیر ہے، یہ محبت، عداوت، بوجھ، مرض وغیرہ کا باعث ہے۔

اس پر تو علما کا اتفاق ہے کہ اگر یہ تصدیق ہو جائے کہ کوئی جادو کے اثر بد سے مرا ہے تو اس جادوگر کو قصاص میں مارا جائے گا۔ اگر یہ ثابت نہ ہو تو پھر بعض کا خیال ہے، نہ مارا جائے بعض کا خیال ہے مار دیا جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادو کا عمل حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ کبھی یہ کفر بن جاتا ہے اور کبھی یہ معصیت تک رہتا ہے، لیکن یہ کبیرہ نافرمانی ہے۔ اس سے توبہ کروائی جائے اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ سزا دی جائے۔

(شرح مسلم: ۱۴/ ۱۷۶)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادوگر کافر ہے۔ اس سے توبہ کے مطالبہ کی ضرورت نہیں اسے قتل کرنا حتمی بات ہے۔

علامہ عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جادوگروں کو قتل کرنا ہی قواعد شریعت کے مطابق ہے۔ کیونکہ یہ زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں۔ جب یہ قتل ہوں گے تو لوگ ان کے شر سے سلامت رہیں گے۔ اور لوگ اسے حاصل کرنے سے باز رہیں گے۔ (مجموعہ فتاویٰ ورسائل: ۲/ ۱۷۹)

(٥٢٠٦) ترمذی: ١٤٦٠۔ ضعیف، البانی: ٢٤٤.

٥٢٠٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَدَّي مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِي نَـارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّي فِيْهِ خَالِداً مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَداً وَمَـنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسُمُّهٗ فِيْ يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِداً مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَـنْ قَتَـلَ نَـفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِداً مُخَلَّداً فِيْهَااَبَداً . (رواه البخاري ، ٥٧٧٨)

''سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پہاڑ سے چھلانگ لگا کر اپنی جان کو ہلاک کر دے، وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ گرتا رہے گا۔ اور جس نے زہر کھا کر اپنی جان ہلاک کی تو زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ اس کو کھاتا، پیتا رہے گا۔ اور جس نے لوہے کے ساتھ اپنی جان ہلاک کی تو اس کا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کو اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔ اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ تک رہیگا۔''

٥٢٠٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَّذِيْ يَخْنُقُ نَفْسَهٗ يَخْنُقُهَا فِي الـنَّـارِ وَالَّـذِي يَـطْـعُنُهَا يَطْعُنُهَا فِي النَّارِ . (رواه البخاري ، ١٣٦٥)

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے گلے میں پھندہ ڈال کر جان ہلاک کی تو آگ میں اپنی جان کو پھندہ ڈالتا رہے گا۔ اور جس نے اپنی جان کو نیزہ مارا وہ اپنی جان کو آگ میں نیزہ مارے گا۔'' (بخاری)

٥٢٠٩ــ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ رَضِيَ الـلّٰـهُ عَـنْهُ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ فَمَا نَسِيْنَا وَمَا نَـخَـافُ أَنْ يَـكْذِبَ جُنْدُبٌ عَلَي النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُ بَـدَرَنِـي عَبْـدِي بِـنَـفْسِـــهِ حَـرَّمْتُ عَلَيْـهِ الْجَنَّةَ . (رواه البخاري ، ١٣٦٤)

'' حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم سے سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس مسجد میں بیان کیا۔ پس ہم ان میں سے ایک حدیث بھی نہیں بھولے۔ اور ہمیں یہ خوف نہیں ہے کہ سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا ہو۔ انھوں نے کہا: ایک آدمی زخمی تھا۔ پس اس نے اپنی جان قتل کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے میرے مارنے سے پہل کی ہے، لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔'' (بخاری)

٥٢١٠ـ فِـي رِوَايَةٍ: إِنَّ رَجُلاً مِـمَّـنْ كَـانَ قَبْـلَـكُمْ خَرَجَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ

''ایک روایت میں ہے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا۔ اسکو پھوڑا نکلا۔ جب اسکو اذیت پہنچی تو اس نے اپنے ترکش

(٥٢٠٧) بخاری: ٥٧٧٨ـ مسلم: ١٠٩ـ ترمذی: ٢٠٤٤ـ نسائی: ١٩٦٥ـ ابوداؤد: ٣٨٧٢ـ ابن ماجه: ٣٤٦٠ـ احمد: ٩٩٦٤ـ دارمی: ٢٣٦٢.

(٥٢٠٨) بخاری: ١٣٦٥ـ مسلم: ١٠٩ـ ترمذی: ٢٠٤٤ـ نسائی: ١٩٦٥ـ ابوداؤد: ٣٨٧٢ـ ابن ماجه: ٣٤٦٠ـ احمد: ٩٩٦٤ـ دارمی: ٢٣٦٢.

(٥٢٠٩) بخاری: ١٣٦٤ـ مسلم: ١١٠ـ ترمذی: ١٥٤٣ـ نسائی: ٣٨١٣ـ ابوداؤد: ٣٢٥٧ـ ابن ماجه: ٢٠٩٨ـ احمد: ١٥٩٥٦ـ

(٥٢١٠) مسلم: ١١٣ـ بخاری: ٣٤٦٣ـ احمد: ١٨٣٢٣.

سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَرْقَإِ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ثُمَّ مَرَّيَدَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جُنْدُبٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ. (رواه مسلم١١٣)

سے ایک تیر نکالا۔ اپنے آپ کو مارا تو خون بند نہ ہوا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ تمہارے رب نے فرمایا: میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ مسجد کی طرف پھیلا کر کہا: اللہ کی قسم! یہ حدیث مجھ سے اس مسجد میں سیدنا جندب رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔" (مسلم)

٥٢١١۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْتَقَي هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. (رواه البخارى، ٢٨٩٨)

"سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور مشرکین کی جنگ تھی۔ جب آپ اپنے فوجی مرکز میں لوٹ آئے، اور مشرکین اپنے مرکز کی طرف لوٹ گئے تو صحابہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کفار کے ہر الگ تھلگ کو تلوار مار دیتا تھا۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: آج ہم لوگوں میں بڑا معرکہ اس فلاں نے ہی انجام دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے باوجود وہ اہل جہنم سے ہے۔" (بخاری)

٥٢١٢۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالُوْا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوا لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ

"ایک روایت میں ہے: لوگوں نے کہا: اگر یہ جہنمی ہے تو ہم میں سے کون جنتی ہو سکتا ہے؟ پس ان میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہا کرونگا۔ تو وہ اس کے ساتھ رہا، جب ٹھہرتا تو یہ بھی ٹھہر جاتا۔ اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیزی سے چلنے لگتا۔ اس نے کہا: پھر وہ آدمی زخمی ہو گیا اور شدید زخم آیا۔ چنانچہ اس نے جلدی مرنے کے لیے اپنی تلوار زمین پر کھڑی کر دی اور اس کی نوک اپنی دو چھاتیوں کے درمیان رکھدی۔ پھر اپنی تلوار پر اپنا وزن ڈالا اور خودکشی کر لی۔ اس پر نظر رکھنے والا شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا:

(٥٢١١) بخاری: ٢٨٩٨۔ مسلم: ١١٢۔ احمد: ٢٢٣٢٨.

(٥٢١٢) بخاری: ٤٢٠٧۔ مسلم: ١١٢۔ احمد: ٢٢٣٢٨.

لَـمِـنْ أَهْـلِ الـنَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيْـمَـا يَبْـدُولِـلـنَّـاسِ وَهُـوَ مِـنْ أَهْـلِ الْجَنَّةِ . (رواه البخاري، ٤٢٠٧)

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ تو اس شخص نے آپ کو خبر سنائی۔
پس رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مرد لوگوں کی نظر میں اہل جنت کے اعمال کر رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ اہل جہنم سے ہوتا ہے۔ اور ایک شخص اہل جہنم کے اعمال کر رہا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ جنتی ہوتا ہے۔ (بخاری)

٥٢١٣۔ وَفِـي رِوَايَةٍ: وَإِنَّـمَـا الأَعْـمَـالُ بِالْخَوَاتِيْمِ . (رواه البخاري، ٦٦٠٧)

''ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے: تحقیق اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے یا آخری عمل پر ہے۔'' (بخاری)

٥٢١٤۔ عَـنْ جَـابِـرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الـدَّوْسِـيَّ أَتَـى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَـلْ لَكَ فِيْ حِصْنٍ حَصِيْنٍ وَمَنْعَةٍ قَـالَ حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَبَى ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ لِـلَّـذِي ذَخَرَ اللّٰهُ لِلأَنْصَارِ فَـلَـمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَـى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍووَهَاجَرَمَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَـوْمِـهِ فَـاجْتَـوَوُا الْـمَدِيْنَةَ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَـأَخَـذَ مَشَـاقِـصَ لَـهُ فَـقَـطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ فَشَـخَبَـتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَـمْـرٍوفِـي مَنَامِهِ فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَـفَـرَلِي بِهِجْرَتِي إِلٰى نَبِيِّهِ ﷺ فَـقَالَ مَالِي أَرَاكَ مُـغَـطِّياً يَدَيْكَ قَالَ قِيْلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِـنْكَ مَـا أَفْسَـدْتَ فَـقَـصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ طفیل بن عمرو الدوسی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ کو مضبوط و محفوظ قلعہ اور طاقتور فوج میں رغبت ہے؟ راوی کا بیان ہے: عہد جاہلیت میں بنو دوس کا قلعہ تھا۔ نبی ﷺ نے قلعہ میں منتقل ہونے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ برکت انصار کے لیے محفوظ کر رکھی تھی۔ پھر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے تو سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک شخص نے آپ کی طرف ہجرت کی۔ ان کو مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی۔ دوسرا شخص صبر نہ کر سکا اور ٹوکہ کے ساتھ انگلیوں کے جوڑ کاٹ دیئے۔ تو دونوں ہاتھوں سے خون بہہ گیا۔ اور وہ فوت پا گیا۔ اس کو خواب میں طفیل بن عمرو نے دیکھا کہ وہ عمدہ شکل وصورت اور اچھی حالت میں ہے۔ نیز دیکھا کہ اس نے دونوں ہاتھ ڈھانپ رکھے ہیں۔ سیّدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تیرے ساتھ تیرے رب نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ کہا:

(٥٢١٣) بخاری: ٦٦٠٧۔ مسلم: ١١٢۔ احمد: ٢٢٣٢٨.

(٥٢١٤) مسلم: ١١٦۔ احمد: ١٤٥٦٤.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ . (رواه مسلم، ١١٦)

تیرے ہاتھ میں ڈھانپے ہوئے کیوں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا: مجھے کہا گیا ہے کہ ہم تیرا وہ حصہ ٹھیک نہیں کریں گے جو خود تو نے خراب کر دیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا اللہ! اس کے ہاتھ بھی بخش دے۔ (مسلم)

٥٢١٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ مَرِضَ رَجُلٌ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ جَارُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ إِنَّهُ قَدْ مَاتَ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ قَالَ أَنَا رَأَيْتُهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ قَالَ فَرَجَعَ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَجَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ فَرَجَعَ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ انْطَلِقْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ الرَّجُلُ فَرَآهُ قَدْ نَحَرَ نَفْسَهُ بِمِشْقَصٍ مَعَهُ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ قَالَ رَأَيْتُهُ يَنْحَرُ نَفْسَهُ بِمَشَاقِصَ مَعَهُ قَالَ أَنْتَ رَأَيْتَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِذَا لَّا أُصَلِّيْ عَلَيْهِ . (لأبي داود، ٣١٨٥)

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ایک آدمی بیمار ہوا تو اس پر رونے والے چیخ اٹھے۔ چنانچہ اس کا ہمسایہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: فلاں شخص فوت ہو چکا ہے۔ فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا؟ عرض کیا: میں نے اسے دیکھا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوا۔ وہ لوٹ کر گیا تو چیخ وپکار ہو رہی تھی۔ واپس آیا اور عرض کیا: وہ فوت ہو گیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوا۔ وہ لوٹ کر گیا تو اس پر چیخنے والے رو رہے تھے۔ اس کی عورت نے اس کو کہا: جا کر نبی کریم ﷺ کو خبر دے دے اس نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ پھر اس نے جا کر خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ تیز آلے سے اپنی جان کو ذبح کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: پھر میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان تمام احادیث میں خودکشی کی سزا بیان ہوئی ہے کہ وہ دوزخ میں جائے گا۔ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اور ایک قول ہے جو زیادہ مفید اور فیصلہ کن بھی ہے کہ قوم کے معزز وفضلا لوگ تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے، البتہ عام لوگ پڑھیں گے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: میں تو خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ نہ پڑھوں گا۔

یہ اس بات کا قرینہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ پڑھی تھی۔ نبی ﷺ نے نہیں پڑھی تھی۔ تاکہ ایسا فعل

(٥٢١٥) ابوداؤد: ٣١٨٥۔ صحیح، البانی: ٢٧٢٧۔ مسلم: ٩٧٨۔ نسائی: ١٩٦٤۔ احمد: ٢٠٤٠٤.

کرنے والوں کو عبرت ہو۔ اور وہ خوفزدہ ہوں اور اقدام خودکشی کرنے سے گریز کریں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۸۹)

اور جو احادیث میں آیا ہے کہ خودکشی کرنے والا دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ اس کے جوابات حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کئی انداز پر دیئے ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے کی سزا تو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل توحید پر کرم کیا ہے کہ توحید کی برکت کی وجہ سے انہیں آخر دوزخ سے نکال دے گا۔ (فتح الباری: ۳/ ۲۲۷)

اور حدیث ۵۲۱۱ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ عام طور پر لوگ ظاہر عمل کا اعتبار کرتے ہیں جبکہ اصل اعتبار اعمال کے خاتمہ کا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۴۹۹)

جس آدمی نے خودکشی کی تھی اس کا نام قزمان بن ظفری تھا۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے اس کی کارکردگی پر مبارک باد دی تو اس نے کہا: واللہ! میں نے دین کی خاطر لڑائی نہیں کی میں نے تو اپنی قوم کے حسب کے مطابق لڑائی کی ہے۔ بعد میں اس نے خودکشی کر لی۔ اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے واقعہ کی خبر دی تھی جو کہ پوری ہوئی۔

اس سے ایک یہ بات بھی اخذ ہوتی ہے کہ نیک آدمی سے اس کے سامنے اس کے شرف وفضل کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/۴۷۲ تا ۴۷۴)

القصاص فی العمد والخطأ وبین الولد والوالد والجماعة والواحد والحر والعبد والمسلم والکافر.

قتل عمد اور قتل خطاء، باپ بیٹے کے درمیان، جماعت اور ایک کے درمیان۔ آزاد غلام کے درمیان اور مسلمان اور کافر کے درمیان قصاص کا بیان

٥٢١٦۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أُصِيبَ بِقَتْلٍ أَوْ خَبْلٍ فَإِنَّهُ يَخْتَارُ إِحْدَى ثَلاَثٍ إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ وَإِمَّا أَنْ يَعْفُوَ وَإِمَّا أَنْ يَأْخُذَ الدِّيَةَ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوْا عَلَى يَدَيْهِ وَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ. (رواه أبوداود، ٤٤٩٦)

''سیدنا ابوشریح الخزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر قتل یا کوئی عضو کاٹنے کی مصیبت آ پڑی تو اس کو تین میں سے ایک امر کا اختیار ہے: یا وہ قصاص لے، یا وہ معاف کردے، یا وہ دیت وصول کرے۔ اگر وہ چوتھی صورت اختیار کرے تو اس کے دونوں ہاتھ روک دو۔ اور جو اس کے بعد زیادتی کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔'' (ابوداؤد)

(٥٢١٦) ابوداؤد: ٤٤٩٦۔ ضعیف البانی: ٩٦٩۔ ابن ماجه: ٢٦٢٣۔ احمد: ١٥٩٤٠۔ دارمی: ٢٣٥١.

شــرح: ......اگر چہ اس حدیث کی سند پر تنقید ہے مگر قرآن پاک کی آیت اور حدیث صحیح اس کی تائید کرتی ہے۔ قرآن پاک بیان کرتا ہے:

﴿وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾

(الاسراء: ۳۳)

''جو مظلوم قتل کیا جائے تحقیق ہم نے اس کے ولی کے لیے دلیل رکھی ہے۔ پس یہ قتل میں حد سے نہ بڑھے، بیشک یہ مدد کیا گیا ہے۔''

یعنی جسے ظلم وزیادتی سے قتل کیا گیا ہو، اس کے سرپرست کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اسے اللہ نے تسلط دینا ہے۔ اگر چاہے تو اسے قتل کرے، اگر چاہے تو اس سے دیت لے لے، اگر چاہے تو اللہ کی رضا کی خاطر معاف کر دے۔

اس کے بعد زیادتی نہ کرے کہ ایک کے عوض دو کو قتل نہ کرے، یا قاتل کے علاوہ دوسرے کو قتل نہ کرے۔ یا مذکورہ جس صورت میں قتل کا معاملہ طے ہو جائے اس کے بعد زیادتی نہ کرے۔ اگر کرے گا تو اس کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری (۶۸۸۰) کتاب الدیات، باب من قتل لہ قتیل الخ، مسلم: ۱۳۵۵ میں مقتول کے ورثا کو دو میں سے ایک اختیار ہے یا تو دیت لیں یا قتل کریں۔

تمام روایات سے یہ چار صورتیں سامنے آتی ہیں، جن کا ورثائے مقتول کو اختیار دیا گیا ہے۔

(۱) مفت معاف کر دیں۔ (۲) دیت لے کر معاف کریں۔ (۳) قصاص لیں۔ (۴) دیت سے بھی زیادہ لے کر صلح کر لیں۔ دو چیزوں کا اختیار تو مقتول کے ورثا کو بہر صورت ہے قاتل اسے پسند کرے یا نہ کرے۔ ان دو میں سے ایک ضرور کرنا ہے۔

(۱) مقتول کے ورثا اگر قصاص لینا چاہیں تو قاتل کو دینا پڑے گا۔ اگر دیت لینا چاہیں تو قاتل کو ضرور ادا کرنا ہوگی۔ ایک کام کرنا ضروری ہے۔ ورثا کو معاف کرنے کا حق ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ قصاص عین عدل ہے، اور معاف کرنا احسان ہے۔ اگر معاف کرنے سے زیادہ نقصان ہو تو پھر معاف کرنا احسان نہیں ظلم ہوگا۔ اس صورت میں قصاص ہی بہتر ہے اگر نقصان نہ ہو تو پھر احسان افضل ہے کہ معاف کر دیا جائے۔

۵۲۱۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بنی اسرائیل میں قصاص تھا، دیت نہیں تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ارشاد فرمایا: (تم پر قتل کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، مؤنث کے بدلے مؤنث۔

(۵۲۱۷) نسائی: ۴۷۸۱۔ صحیح، البانی: ۴۴۴۹۔ بخاری: ۶۸۸۱.

بِـالْـعَبْـدِ وَالأُنْثَـى بِـالأُنْثَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ. ﴿فَـمَـنْ عُـفِـيَ لَـهُ مِـنْ أَخِيْـهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِـالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾فَالْعَفْوُأَنْ يَـقْبَـلَ الـدِّيَـةَ فِي الْعَمَدِ وَاتِّبَاعٌ بِمَعْرُوْفٍ يَـقُـوْلُ يَتَّبِـعُ هٰـذَا بِـالْمَعْرُوْفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْـهِ بِـإِحْسَـانٍ وَيُـؤَدِّي هٰذَا بِـإِحْسَـانٍ ذٰلِكَ تَـخْفِيْفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ مِمَّا كُتِبَ عَلَى مَـنْ كَـانَ قَبْـلَـكُمْ إِنَّمَا هُوَ الْقِصَاصُ لَيْسَ الدِّيَةُ. (للنسائی، ٤٧٨١)

یہاں تک کہ جس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل جائے تو وہ اچھے طریقے سے پیروی کرے اور اچھے طریقے سے اسے دیت ادا کر دے) معاف کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرلے اور اچھے طریقے سے اتباع کرنا یہ ہے کہ اس کی معروف طریقے پر پیروی کرے۔ اور اداء احسان کے ساتھ یہ ہے کہ اچھے طریقے سے دیت ادا کر دے۔'' یہ تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے۔''اس چیز میں تخفیف ہے جو تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اور وہ قصاص ہی تھا دیت نہیں تھی۔'' (النسائی)

٥٢١٨ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ قُتِـلَ فِي عِمِّيَّافِي رَمْيٍ يَكُوْنُ بَيْـنَهُـمْ بِـحِـجَـارَةٍ أَوْ بِالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِـعَصاًفَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُـهُ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قُتِـلَ عَـمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ قَالَ ابْنُ عُبَيْدٍ ثُمَّ اتَّفَقَا وَمَـنْ حَالَ دُوْنَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ لاَ يُـقْبَـلُ مِـنْـهُ صَـرْفٌ وَلاَ عَـدْلٌ. (رواه أبوداود، ٤٥٣٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بے خبری میں تجھ سے مارا جائے۔ یا پتھر مارنے سے قتل ہو گیا۔ یا کوڑے، لاٹھی مارنے سے مرگیا تو یہ قتل بالخطا ہے۔ اور اس کی دیت خطا کی دیت ہے۔ اور جس نے عمداً قتل کیا اس میں قصاص ہے۔ اور جو قصاص لینے سے مانع ہوا اس پر اللہ کی لعنت اور غضب ہے۔ اس سے نہ فرض قبول کیا جائے گا اور نہ ہی نفل۔'' (ابوداؤد)

شـرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ جس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اس کے لیے دیت واجب ہے۔ اسے اندھا قتل کہتے ہیں کیونکہ قاتل نہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر سنگباری کر رہے ہیں یا لاٹھی بازی کر رہے ہیں یا بھیڑ بہت ہے مثلاً طواف یا صفا مروہ کی سعی کرتے ہوئے یا شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئے، کوئی مردہ پایا جاتا ہے۔

اب قاتل کا تعین تو مشکل ہے۔ اور شریعت معصوم میں دیت بیت المال سے ادا کرنے کا حکم ہے جو کہ بالکل وہی دیت ہے جو کسی کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کی دیت ہے، وہ سو اونٹ ہے۔

ایک دوسری صورت یہ ہے کہ قاتل کا پتہ ہے۔ اس نے لاٹھی یا پتھر یا ایسے آلے سے مارا جس سے عام طور پر

(٥٢١٨) ابوداؤد: ٤٥٣٩۔ صحیح، البانی: ٣٨٠٣۔ نسائی: ٤٧٩٠.

موت واقع نہیں ہوتی۔ اس میں قصاص نہیں لیکن سو اونٹ دیت دینا ہے، جو قاتل کے عصبہ (رشتہ داروں) کے ذمہ ہے وہ مل کر ادا کریں۔

اس حدیث میں قتل عمد جان بوجھ کر قتل کرنے کی سزا بھی بیان ہوئی ہے۔ قتل عمد کی تعریف یہ ہے کہ کسی بے گناہ آدمی کو قصداً ایسے آلہ سے مارا جائے جس سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

اس کی چند نشانیاں ہیں۔ اگر قصداً نہیں مارا اور نہ ہی آلہ ایسا تھا جس سے موت واقع ہوتی ہے تو پھر یہ قصداً قتل نہیں۔ یا گناہ ایسا تھا جس کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔ ایسے قتل میں قصاص نہیں ہے دیت وغیرہ ہے۔ اگر قتل عمد ہے تو پھر قصاص ہے۔ مثلاً کسی کو بھاری آلہ سے مارنا، ایسے آلہ سے مارنا جو بدن میں پیوست ہو جائے کسی درندے کے بھٹ میں پھینک دینا، پانی یا آگ میں ڈال کر غرق کر دینا، یا خاکستر بنا دینا، گلا گھونٹ کر مارنا، کھانے اور پینے سے روک دینا وہ اسی طرح مر جائے، زہر پلا دینا بذریعہ جادو قتل کر دینا وغیرہ یہ تمام صورتیں قصداً قتل کی ہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا قاتل اور مقتول کے درمیان معاملہ طے پا جانے کے بعد اس کے نفاذ میں جو بھی رکاوٹ بنے گا وہ لعنت کا مستحق ہے۔ کیونکہ قصاص یا قرآنی فیصلہ پر عمل معاشرہ کے لیے باعث رحمت ہے، اور اس میں رکاوٹ ڈالنا نحوست کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی اس پر لعنت ہوتی ہے۔

٥٢١٩ــ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ أَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا جَاءَ رَجُلٌ يَقُوْدُ آخَرَ بِنِسْعَةٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا قَتَلَ أَخِيْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَقَتَلْتَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَعْتَرِفْ أَقَمْتُ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ نَعَمْ قَتَلْتُهُ قَالَ كَيْفَ قَتَلْتَهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ نَخْتَبِطُ مِنْ شَجَرَةٍ فَسَبَّنِي فَأَغْضَبَنِي فَضَرَبْتُهُ بِالْفَأْسِ عَلَى قَرْنِهِ فَقَتَلْتُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ شَيْءٍ تُؤَدِّيْهِ عَنْ نَفْسِكَ قَالَ مَا لِي مَالٌ إِلَّا كِسَائِي وَفَأْسِي قَالَ فَتَرَى قَوْمَكَ يَشْتَرُوْنَكَ قَالَ أَنَاأَهْوَنُ عَلَى قَوْمِي مِنْ ذٰلِكَ فَرَمَى إِلَيْهِ بِنِسْعَتِهِ

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی دوسرے کو رسی میں باندھ کر لایا۔ اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرا بھائی قتل کیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ملزم سے کہا: کیا تو نے قتل کیا ہے؟ مدعی نے کہا: اگر اس نے اعتراف جرم نہ کیا تو میں گواہ پیش کروں گا۔ تو ملزم نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔ فرمایا: کیسے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اور مقتول ایک درخت سے پتے گرا رہے تھے کہ اس نے گالی دی اور مجھے غصہ دلایا۔ چنانچہ میں نے اس کے سر میں کلہاڑا مار کر سر پھاڑ دیا اور اس کو قتل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس مال ہے جو تو اپنی جان کی طرف سے دے دے؟ اس نے کہا: میرے پاس صرف چادر اور میرا کلہاڑا ہے۔ فرمایا: کیا تیری قوم تیری جان خریدے

(٥٢١٩) مسلم: ١٦٨٠۔ نسائی: ٥٤١٥۔ ابوداؤد: ٤٥٠١۔ دارمی: ٢٣٥٩.

وَقَالَ دُوْنَكَ صَاحِبَكَ فَانْطَلَقَ بِهِ الرَّجُلُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ فَرَجَعَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ قُلْتَ إِنْ قَتَلَهُ فَهُوَ مِثْلُهُ وَأَخَذْتُهُ بِأَمْرِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَاتُرِيْدُ أَنْ يَبُوْءَ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَعَلَّهُ قَالَ بَلٰى قَالَ فَإِنَّ ذَاكَ كَذَاكَ قَالَ فَرَمٰى بِنِسْعَتِهِ وَخَلّٰى سَبِيْلَهُ. (رواه مسلم، ١٦٨٠)

گی تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا: میری قوم کے ہاں میری کوئی وقعت نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی رسی چھوڑ دی۔ اور مدعی کو فرمایا: تو جان اور تیرا کام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مدعی نے اس کو قتل کر دیا تو وہ بھی ملزم کی مثل ہوگا۔ تو مدعی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: اس نے قتل کیا تو یہ بھی اس جیسا ہوگا۔ اور میں نے تو اس کو آپ ﷺ کے حکم کے ساتھ پکڑا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو یہ ارادہ نہیں کرتا کہ وہ تیرا اور تیرے بھائی کا گناہ اٹھائے؟ اس نے کہا: ہاں، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا ہوگا۔ تو اس نے رسی کو چھوڑ دیا۔ اور قاتل کا راستہ چھوڑ دیا۔

٥٢٢٠۔ وَفِي رِوَايَةٍ: كَيْفَ قَتَلْتَهُ قَالَ ضَرَبْتُ رَأْسَهُ بِالْفَأْسِ وَلَمْ أُرِدْ قَتْلَهُ. (رواه ابوداود، ٤٥٠١)

''اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کو کیسے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کے سر میں کلہاڑا مارا ہے۔ اور قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔'' (ابوداؤد)

٥٢٢١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُتِلَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرُفِعَ الْقَاتِلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهُ إِلَى وَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ فَقَالَ الْقَاتِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لاَ وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ قَتْلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ أَمَا إِنَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقاً ثُمَّ قَتَلْتَهُ دَخَلْتَ النَّارَ فَخَلّٰى سَبِيْلَهُ قَالَ وَكَانَ مَكْتُوْفاً بِنِسْعَةٍ فَخَرَجَ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ فَسُمِّيَ ذَا النِّسْعَةِ. (رواه النسائی، ٤٧٢٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ کے عہد مبارک میں قتل کیا۔ اس کا مقدمہ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے قاتل کو مقتول کے ولی کی تحویل میں دے دیا۔ قاتل نے کہا: یارسول اللہ! میں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے مقتول کے وارث کو فرمایا: اگر یہ سچ کہتا ہو اور پھر تو اس کو قتل کر دے تو تو آگ میں داخل ہوگا۔ چنانچہ مقتول کے وارث نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اس نے ملزم کو چمڑے کی رسی سے باندھا ہوا تھا۔ وہ وہاں سے رسی کھینچتا ہوا نکلا تو اس کا نام ہی ذوالنسعہ پڑ گیا یعنی رسی والا۔'' (نسائی)

(٥٢٢٠) ابوداؤد: ٤٥٠١۔ صحیح، البانی: ٣٧٧٧۔ مسلم: ١٦٨٠۔ نسائی: ٥٤١٥۔ دارمی: ٢٣٥٩.

(٥٢٢١) نسائی: ٤٧٢٢.

شرح: ......ان سے یہ ثابت ہوا کہ امام وقت مقتول کے اولیا سے قاتل کو معاف کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔ اس معاملہ میں خصوصی معافی کی ترغیب آپ ﷺ اس لیے دے رہے تھے کہ قاتل کہہ رہا تھا میرا قتل کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ اس لیے فرمایا: اسے چھوڑ دو! یہ چونکہ اس جرم کا سبب بنا ہے اس لیے یہ گناہ لے کر لوٹے گا تمہیں معاف کرنے کا اجر ملے گا۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ولی کو اختیار ہے قصاص لے یا دیت لے۔ اس میں یہ دلیل بھی ہے کہ قصداً قتل کی دیت مجرم کے مال سے ادا ہوگی۔ یہ بھی ثابت ہوا قصاص کے واجب ہونے کے بعد اور دیت لینے کے بعد بھی امام وقت معافی کی سفارش کرسکتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا جس سے قصاص لینا ہو جب اس کے نکل جانے کا اندیشہ ہوتو اسے باندھ کر رکھنے کی اجازت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قاتل کو جب معاف کر دیا گیا ہوتو پھر اسے تعزیر نہ لگائی جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۸۹)

۵۲۲۲۔ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقِيْدُ الأَبَ مِنِ ابْنِهِ وَلاَيُقِيْدُ الاِبْنَ مِنْ أَبِيْهِ . (رواہ الترمذی، ۱۳۹۹)

''سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھا۔ جب آپ ﷺ نے باپ کا قصاص بیٹے سے لیا۔ اور بیٹے کا قصاص باپ سے نہیں دلایا۔'' (ترمذی)

شرح: ......حدیث سے ثابت ہوا کہ والد سے بیٹے کا قصاص نہیں لیا جائے گا۔ یعنی ایک آدمی نے جب اپنے بیٹے کو قتل کر دیا اس کے بدلے میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ قصاص کی بجائے بدلے میں باپ سے دیت لی جائے گی۔ باپ کو بیٹے کے قصاص میں قتل نہ کیے جانے کی وجہ یہ ہے کہ باپ بیٹے کے وجود کا سبب ہے جبکہ بیٹا باپ کے وجود کا سبب نہیں۔ اس لیے بیٹا باپ کو معدوم کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ نیز عموماً یہ باپ کی طبیعت سے بعید ہے کہ اپنے لخت جگر کو جان بوجھ کر قتل کرے۔ اگر اس سے اس گناہ اور جرم کا ارتکاب ہوگا تو نادانستگی اور خطا کے طور پر ہوگا۔ اور خطا کی صورت میں قتل میں قصاص نہیں ہوتا، دیت ہوتی ہے لیکن باپ قاتل بیٹے کی وراثت سے محروم ہوگا کیونکہ قتل خواہ عمداً ہو یا خطا ہو وراثت میں رکاوٹ ہے۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک کا حکم ہے قصاص لو اور کہا ہے، جان کے عوض جان قصاص میں ماری جائے گی تو کیا بیٹا بھی تو جان ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن پاک کا حکم عام ہے حدیث نے والد کو قصاص سے مخصوص کر دیا ہے، تو یہ مستثنیٰ ہوگا۔

اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے تو وہ قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ باپ بے لوث بیٹے کی زندگی کا خواستگار ہوتا

(۵۲۲۲) ترمذی: ۱۳۹۹۔ حسن ہے۔

ہے وہ سمجھتا ہے اس سے میرا نام زندہ رہے گا جبکہ بیٹے کے یہ جذبات نہیں ہوتے، بیٹے کو جو بھی فائدہ ہو رہا ہے وہ باپ کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

جس طرح والد سے بیٹے کے لیے قصاص نہیں اسی طرح ماں، نانی، دادی، دادا، نانا سب اس حکم میں شامل ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۵۳۲/۲)

٥٢٢٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ غُلاَمًا قُتِلَ غِيْلَـةً فَقَالَ عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ. (للبخاری تعليقا)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک لڑکا دھوکے سے قتل کیا گیا۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمام اہل صنعا اس پر ٹوٹ پڑتے تو میں سب کو قصاص میں قتل کر دیتا۔'' (بخاری تعلیقاً)

٥٢٢٤ـ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْـخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِـدٍ قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ. جَمِيْعاً. (رواه مالك ١٦٢٣)

''سعید ابن مسیّب سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات افراد کو جو ایک مرد کے قتل میں شامل تھے اور انھوں نے اسے دھوکے سے قتل کیا تھا ان سب کو قتل کر دیا۔ اور کہا: اگر تمام اہل صنعا اس پر حملہ کرتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔'' (مالک)

٥٢٢٥ـ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ قَتَـلَ عَبْـدَهُ قَتَـلْـنَـاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ. (رواه الترمذی، ١٤١٤)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنا غلام قتل کیا ہم اس کے بدلے قاتل کو قتل کریں گے۔ اور جس نے اپنے غلام کے ناک، کان کاٹے تو ہم اس کے ناک، کان کاٹ دینگے۔'' (ترمذی)

٥٢٢٦ـ وَفِـي رِوَايَةٍ: مَـنْ خَـصَى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ.

''اور ایک روایت میں ہے: جس نے اپنے غلام کو خصی کیا تو ہم اس کو خصی کر دیں گے۔''

٥٢٢٧ـ وَفِـي أُخْرٰى: ثُمَّ إِنَ الْحَسَنَ نَسِيَ هٰـذَا الْـحَـدِيْـثَ فَـكَانَ يَقُوْلُ لاَ يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ. (همالأبي داود، ٤٥١٥)

'' دوسری روایت میں ہے: پھر حسن بصری رحمہ اللہ اس حدیث کو بھول گئے اور کہا: آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔'' (یہ دونوں روایات ابوداؤد کی ہیں)

(٥٢٢٣) بخاری تعليقا، باب اذا اصاب قوم من رجل الخ: ٦٨٩٦ـ فتح الباری: ١٢/ ٢٢٧.

(٥٢٢٤) مؤطا: ١٦٢٣.

(٥٢٢٥) ترمذی: ١٤١٤ـ ضعيف، البانی: ٢٣٦ـ نسائی: ٤٧٣٨ـ ابوداؤد: ٤٥١٥ـ ابن ماجه: ٢٦٦٣ـ احمد: ١٩٧٠٢ـ دارمی: ٢٣٥٨.

(٥٢٢٦) ابو داؤد: ٤٥١٥.

(٥٢٢٧) ابو داؤد: ٤٥١٥.

شــرح: ......۱۔اس بارے میں اختلاف ہے کہ ایک آدمی کو دو یا زیادہ افراد قتل کرتے ہیں یا زخمی کرتے ہیں ان سب سے قصاص لیا جائے گا یا ایک کا تعین کر کے اسے قصاص میں ماریں گے اور دوسرے سے دیت لیں گے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے کہ قصاص میں ایک کو قتل کریں گے دوسروں سے دیت وصول کریں گے۔ شعبی رحمہ اللہ کا قول ہے: مقتول کے ورثا کے سپرد ہوگا جسے چاہیں قتل کریں، جسے چاہیں معاف کر دیں۔

لیکن جمہور علمائے کرام کی رائے وہی ہے جو یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بیان ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں: مقتول کی جان کے اجزا ممکن نہیں کہ کس نے کتنا قتل کیا ہے۔ لہٰذا سارے ہی قاتل تصور ہوں گے، سب کو قصاص میں مارا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۲۲۷)

۲۔ اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی غلام اپنا ہو یا غیر کا، آزاد مرد کو قتل کرتا ہے تو اس غلام کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ایک غلام دوسرے غلام کو قتل کرتا ہے تو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ایک آزاد مرد غلام کو قتل کرتا ہے خواہ وہ غلام اپنا ہو یا غیر کا تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ آزاد سے غلام کے لیے قصاص لیا جائے گا، خواہ جان کے عوض جان ہو یا عضو کے عوض عضو ہو۔ کیونکہ قصاص والی آیت عام ہے، غلام، آزاد میں فرق نہیں، ہاں اگر آقا نے اپنے غلام کو مارا ہو تو پھر قصاص نہیں۔

دوسرا نظریہ شافعی، مالک اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا ہے کہ غلام اپنا ہو یا بیگانہ اسے آزاد مرد قتل کر دے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

ان کی دلیل یہ ہے: اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ (البقرۃ: ۱۷۸) کہ جان، جان کے بدلے ہے، اس میں غلام آزاد سب شامل ہیں۔ تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ آیت مطلق تھی اور واضح نہ تھی سورت بقرہ والی آیت (آزاد بدلے آزاد) نے اسے مقید کر دیا ہے، اور بیان کیا ہے کہ آزاد کو آزاد ہی کے بدلے قتل کیا جائے گا، غلام کے بدلے نہیں، اگر کوئی آقا اپنے غلام یا دوسرے غلام کو قتل کرتا ہے تو اس کے عوض اس کی قیمت دے گا۔

اور یہ تینوں امام رحمہم اللہ زیر شرح حدیث جس میں غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرنے کا آیا ہے۔ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے حجت کے قابل نہیں۔ اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو یہ زجر و توبیخ کے طور پر کہا گیا ہے یا بڑا ہی ظالم اور سرکش آقا ہو اس کو قصاص میں قتل کرنے پر یہ حدیث چسپاں کی جائے گی۔ اگر زیر شرح حدیث صحیح ہوتی تو پھر فیصلہ کن تھی کہ آزاد کو غلام کے عوض قتل کیا جائے گا، اس کی صحت و ثبوت میں اختلاف ہے۔ اس لیے جمہور کی بات پر فیصلہ کرتے ہوئے غلام کے قتل کے عوض آزاد کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ جان کے بدلے جان سے مستثنیٰ صورت ہے اگر آزاد غلام کو خصی کرے تو تب آزاد کو خصی کیا جائے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۳۰)

٥٢٢٨ـ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ يَا أَمِيرَالْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ عِنْدَكُمْ سَوْدَاءُ فِي بَيْضَاءَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ لَاوَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عَلِمْتُهُ إِلَّا فَهْماً يُعْطِيْهِ اللّٰهُ رَجُلاًفِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَافِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلُ مُؤْ مِنٌ بِكَافِرٍ . (رواه الترمذي، ١٤١٢)

''سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہا: یا امیرالمومنین! کیا تمہارے پاس سفید اور اق میں کوئی سیاہ تحریر ہے جو کتاب اللہ میں نہ ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں بلکہ صرف وہی کچھ ہے جو اس صحیفے میں ہے۔ میں نے کہا: صحیفے میں کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس میں احکام قصاص اور احکام اسیر ہیں۔ اور یہ کہ مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔'' (ترمذی)

٥٢٢٩ـ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَالأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْنَا هَلْ عَهِدَ اليكَ نبى اللّٰه، شيئًا لم يعهده الى الناس عامَّةً قالَ لا الَّا ما كَانَ فِي كِتَابِي هٰذَا فَأَخْرَجَ كِتَاباً مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ فَإِذَا فِيْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ أَلَالَا يُقْتَلُ مُؤْ مِنٌ بِكَافِرٍ وَلَاذُوْعَهْدٍ بِعَهْدِهِ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثاً فَعَلٰى نَفْسِهِ أَوْ آوَى مُحْدِثاً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ . (رواه النسائى، ٤٧٣٤)

''قیس بن عباد نے کہا میں اور اشتر رحمۃ اللہ علیہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ اور ان کو کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خاص طور پر کسی چیز کی تعلیم فرمائی ہے جو دوسرے لوگوں کو نہیں بتائی؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، مگر جو اس صحیفے میں ہے۔ پھر انہوں نے ایک خط نکالا جو تلوار کے میان میں رکھا ہوا تھا۔ اس میں لکھا تھا: اہل ایمان کے خون برابر ہیں۔ اور وہ دوسرے لوگوں پر ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ اور ان میں سے ادنیٰ ترین بھی امن دے سکتا ہے۔ خبردار! مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ اور اہل معاہدہ ذمی کو معاہدہ قائم ہونے کے بعد قتل نہ کیا جائے۔ جس نے بدعت نکالی یا اس نے بدعتی کو امن کی جگہ دی اس پر اللہ، اس کے فرشتوں، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔'' (نسائی)

٥٢٣٠ــ عَنْ عَمْروبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُدِمَاؤُهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا سب مسلمانوں کے خون برابر اور ان میں سے ادنیٰ ترین بھی امن دے سکتا

(٥٢٢٨) ترمذی: ١٤١٢ـ صحیح، البانی: ١١٤٠ـ بخاری: ٧٣٠٠ـ مسلم: ١٣٧٠ـ نسائی: ٤٧٤٦ـ ابوداؤد: ٤٠٣٠ـ ابن ماجه: ٢٦٥٨ـ احمد: ١٣٠٠ـ دارمی: ٢٣٥٦.

(٥٢٢٩) نسائی: ٤٧٣٤ـ صحیح، البانی: ٤٤١٢ـ بخاری: ٧٣٠٠.

(٥٢٣٠) ابوداؤد: ٢٧٥١ـ حسن صحیح، البانی: ٢٣٩٠ـ ابن ماجه: ٢٦٢٥ـ احمد: ٦٩٧٣.

وَيُجِيْرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّيْهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَاذُوْ عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ. (رواه أبو داو، ٢٧٥١)

ہے۔اوران کا کم تر بھی پناہ دے سکتا ہے۔اور وہ دوسرے لوگوں پر ایک ہاتھ کی مانند ہیں۔ان میں سے طاقتوران کے ضعیف کو بدلہ دے گا اوران کا دولت منداان کے بیٹھے پر لوٹائے گا اور کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔اور نہ کوئی اہل ذمہ آدمی معاہدے کے دوران قتل کیا جائے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......شیعہ نے یہ مشہور کر رکھا تھا اوراب تک بھی کر رہے ہیں کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم ﷺ نے خاص وحی بتائی تھی جس پر دوسروں کو مطلع نہ کیا تھا۔اس لیے بزرگوں نے اہل بیت کے رئیس سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا تو انہوں نے قسم اٹھا کر اس وہم کی تردید کی کہ دیت کے احکام اور قیدی چھڑانا ان نیکیوں کے متعلق میرے پاس تحریر ہے جو کہ شریعت نے سب کو بتائی ہے کوئی خاص وحی نہیں بتائی۔

اصل بات تو یہ ہے کہ مسلمان کافر کو قتل کر دے تو اسے عوض میں قتل نہ کیا جائے گا بلکہ دیت دی جائے گی خواہ کافر حربی ہو یا ذمی ہو یا معاہدے والا ہو۔اس سے ڈھیل پیدا ہوسکتی تھی کہ حدیث نے کافروں کے خون کو ارزاں کر دیا ہے۔ لہٰذا معاہدہ کرنے والے کو بھی مار دیا جائے،اس اندیشہ کے پیش نظر معاہدہ والے کو مارنا سنگین جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ معاہدہ والے کافر کو مسلمان قتل کر دے تو اس کے عوض مسلمان کو قتل کیا جائے۔ایسا نہیں۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ اسلام اپنی عظمت کا سکہ جماتا ہے، یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ کافر اور مسلمان میں امتیاز رکھا جائے۔(جائزۃ الاحوذی:۲/۶۵۲)

مومنوں کے خون برابر ہونے کا مطلب ہے کہ دیت اور قصاص میں مسلمان برابر ہیں۔ مذہب میں،نسب میں، امیر ہونے میں یا غریب ہونے میں حاکم ہونے میں یا رعایا ہونے میں کوئی تمیز نہیں سب برابر ہیں۔

ذمہ میں ادنیٰ کوشش کا مطلب ہے کہ ایک مسلمان جب کسی کافر کو امن دے گا تو یہ امان نامہ تمام مسلمانوں پر جاری ہوگا۔اس کا احترام سب پر واجب ہے اس کی ہتک عزت کرنا جائز نہیں۔امن دینے والا مسلمان خواہ آقا ہو خواہ غلام ہو، امیر ہو یا غریب ہو،شریف ہو، یا وضیع ہو،مرد ہو، یا عورت ہو سب اس کا احترام کریں۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا: جسے تو نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔(بخاری: ۳۱۷۱، کتاب الجزیۃ والموادعۃ باب امان النساء)

اپنے سوا سب پر متحد ہیں کہ ان کا تصور یہ ہے۔

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: ١٠٣)

''اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑو،ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاؤ۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ (الانفال: ٤٦)

''تنازع نہ کرو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

یہ اس پر عمل پیرا رہتے ہیں، آپس میں متحد اور اعدائے اسلام کے خلاف مستعد رہتے ہیں۔ تفریق کا شکار نہیں ہوتے اور نہ ہی آپس میں ایک دوسرے کو بے یار و مددگار چھوڑتے ہیں۔

دنیا کی تمام اقوام وملل اور ادیان کے مقابلہ میں جہاں کہیں وہ ہوں سیسہ پلائی دیوار بن جاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا اسلامی ممالک میں کفار کی کسی عہدہ میں سرداری ناجائز ہے۔ کیونکہ سربراہ کا ہاتھ اپنی رعایا پر ہوتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۳۴)

القتل فى الجنون والسكر وبالمثقل والطب والسم وقتل الزنى وجناية الأقارب وما هو جبار

جنون اور نشہ کی حالت میں قتل کرنے، ثقیل چیز یا طبابت کے اور زہر کے ذریعے قتل کرنے اور زانی کے قتل کرنے اور اقارب کے جرائم

اور جن اشیاء کا جرم رائیگاں ہوتا ہے ان کا بیان

٥٢٣١ــ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ أَنَّهٗ أُتِيَ بِمَجْنُوْنٍ قَتَلَ رَجُلاً فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ فَإِنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى مَجْنُوْنٍ قَوَدٌ. (رواه مالك، ١٦٠٤)

''یحییٰ بن سعید نے کہا: مروان نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کے پاس ایک پاگل لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے۔ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا دیت لے لو اور قصاص نہ لو، کیونکہ دیوانے پر قصاص لازم نہیں ہے۔'' (مالک)

٥٢٣٢ــ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهٗ أُتِيَ بِسَكْرَانٍ قَدْ قَتَلَ رَجُلاً فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اقْتُلْهُ بِهٖ. (مالك)

''مالک کو خبر پہنچی ہے کہ مروان نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس کے پاس ایک نشئی لایا گیا ہے جس نے قتل کیا ہے۔ تو اس نے جواب میں لکھا کہ اس کے قصاص میں اس کو قتل کردے۔'' (مالک)

شرح: ...... دیوانہ اگر قتل کردے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا کہ اسے قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا جبکہ اس

(٥٢٣١) مؤطا: ١٦٠٤.

(٥٢٣٢) مؤطا.

سے دیت وصول کی جائے گی۔ کیونکہ تین آدمیوں سے ذمہ داری کا قلم اٹھا لیا گیا ہے، ان میں ایک بچہ ہے، دوسرا سویا ہوا ہے تیسرا دیوانہ ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۷۷)

۲۔نشئی کی طلاق تو واقع نہیں ہوتی۔ (بخاری کتاب الطلاق) مگر اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نشئی قاتل ہو تو اس سے قصاص لیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نشئی سے ان حدود کے جرائم میں مواخذہ کیا جائے گا تا کہ یہ نشہ سے مست ہو کر لوگوں کے جان و مال ہی برباد نہ کرتا پھرے۔ اس سے قصاص لیا جائے گا اگر کوئی دیت لینا چاہتا ہے تو الگ بات ہے اسے اختیار ہے۔نشئی سے قصاص لینے اور مجنوں سے نہ لینے میں تفریق اس لیے کی گئی ہے کہ نشئی نے بے خودی اور مستی خود پیدا کی ہے جبکہ مجنوں نے خود پیدا نہیں کی اس پر دیوانگی مسلط ہوگئی ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۲۰۳)

٥٢٣٣۔عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى اَوْضَاحٍ لَهَا فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ اَقَتَلَكِ فُلَانٌ فَاَشَارَتْ بِرَاسِهَا أَنْ لَّا ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ فَاَشَارَتْ بِرَاسِهَا لَا ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ فَقَتَلَهُ. النَّبِيُّ ﷺ بِحَجَرَيْنِ. (رواه البخاری، ٦٨٧٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک باندی کو قتل کر دیا۔ اس لیے کہ اس کے پاس پازیبیں تھیں اس کے لالچ میں قتل کی گئی۔ دو پتھروں کے درمیان اس کا سر کچل دیا۔ پس لڑکی کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ اس میں ابھی روح موجود تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے فلاں نے قتل کیا ہے؟ تو اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ پھر پوچھا: فلاں نے؟ تو تب بھی اس نے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ پھر تیسری بار پوچھا تو اس نے کہا: ہاں۔ پس یہودی کو آپ ﷺ نے دو پتھروں کے درمیان قتل کر دیا۔'' (بخاری)

٥٢٣٤۔ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ اَلْقَاهَا فِي الْقَلِيْبِ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَبِهٖ أَنْ يُرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ. (رواه مسلم، ١٦٧٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی مرد نے ایک لڑکی کو زیور کے لالچ میں قتل کر دیا۔ پھر ایک گڑھے میں پھینک دیا۔ اور اس کے سر کو پتھر سے پھوڑا تھا۔ اس کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کو پتھر سے مارا جائے۔ پس پتھروں سے مارا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔'' (مسلم)

(٥٢٣٣) بخاری: ٦٨٧٩۔ مسلم: ١٦٧٢۔ ترمذی: ١٣٩٤۔ نسائی: ٤٧٧٩۔ ابوداؤد: ٤٥٣٥۔ ابن ماجہ: ٢٦٦٦۔ احمد: ١٣٤٢٨۔ دارمی: ٢٣٥٥.

(٥٢٣٤) مسلم: ١٦٧٢۔ بخاری: ٦٨٨٥۔ نسائی: ٤٧٤٢.

شـــــرح: ......اس لونڈی کے نام کا علم نہیں ہو سکا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ انصار میں سے تھی۔بعض روایات میں آیا ہے، رُضَّ رَأسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ کہ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا ایک میں ہے: رَمَاهَا بَحَجَرٍ اسے پتھر مارا۔ایک روایت میں ہے: رَضَخَ رَأْسَهَا اس کا سر پھوڑ دیا۔

ان میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اس ظالم نے اس لونڈی کو پتھر مارا، جو اس کے سر پر لگا، اور وہ دوسرے پتھر پر گر گئی۔

اسی طرح جو دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا اس قاتل یہودی کو رجم کیا گیا، حتیٰ کہ مر گیا۔

ایک روایت میں آ رہا ہے، اسے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر مارا، ویسے پتھر پھینکنے کا بھی آ تا ہے، ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ اس قاتل پر ایک پتھر پھینکا یا زیادہ پھینکے اور اس کا سر دوسرے پتھر پر پڑا ہوا تھا۔

بظاہر یہ نظر آ تا ہے کہ ابھی وہ لونڈی زندہ تھی تو اس کے قاتل پر آپ ﷺ نے قصاص جاری کیا تھا۔ایسا نہیں اس لونڈی کی موت کے بعد اس قاتل کو قصاص میں مارا تھا۔(فتح الباری:۱۲/ ۱۹۸)

ایک پہاڑی کی اوٹ میں یہ لونڈی بکریاں چرا رہی تھی۔اس نے بالیاں پہن رکھی تھیں، وہ چھیننے کے لیے اس یہودی نے اس کا سر کچلا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کے بدلہ میں مرد کو قتل کیا جائے گا اور قاتل کو اسی طرح قتل کیا جائے گا جس طرح مقتول کو قتل کیا گیا ہو اور مرد کو عورت قتل کرے گی تو بالا ولی اسے قصاص میں قتل کرنا جائز ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقتول کا قصاص بھاری چیزوں، پتھروں وغیرہ سے لینا درست ہے،صرف لوہے کی چیزوں کے ساتھ ہی قصاص لینا خاص نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھاری چیزوں سے قصاص کے قائل نہیں۔ان کی دلیل بیہقی کی روایت ہے۔جس کا مفہوم یہ ہے کہ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے لیکن اس میں جابر جعفی اور قیس بن ربیع دونوں حجت کے قابل نہیں۔اوپر حدیث والا مؤقف ہی قوی ہے۔یہ بھی ثابت ہوا کہ جس طرح اور جس چیز سے قاتل نے قتل کیا ہو۔اسی طرح اور اس چیز سے اسے قتل کرنا جائز ہے۔

لیکن امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول کہ قصاص تیز دھار آلہ سے لیا جائے، ان کی دلیل ہے کہ حدیث میں آ تا ہے، جب تم قتل کرو تو اچھے انداز پر قتل کرو۔(مسلم:۱۹۵۵، کتاب الصید والذبائح، باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ)

یہ استدلال قوی نہیں، یہ حدیث درست ہے قتل میں اچھا انداز اپنایا جائے، وہ یہ کہ مثلہ وغیرہ نہ کیا جائے، یہ خاص حکم ہے کیونکہ یہ قصاص کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے کہ جس طرح اور جس چیز سے مارا گیا ہے قصاص میں اسی طرح کیا جائے یہ زیر شرح حدیث کا تقاضا بھی ہے، اور قرآنی آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

﴿وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾ (النحل: ١٢٦)

''اگر تم اس کی مثل سزا دو جس کی مثل تم دیئے گئے ہو تو جائز ہے۔''

یہ احادیث یہودیوں کے بھوکے پن اور طمع باز ہونے، ان کی قسوت قلبی اور ان کی خبث وخباثت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ یہ ظالم یہودی بغیر قتل کیے بھی بالیاں اتار سکتا تھا لیکن اس کے کمینہ پن اور مسلمانوں کے خلاف کینہ پروری نے اسے ایسے سفاک فعل پر آمادہ کیا تھا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۳۶)

٥٢٣٥ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلاَ يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَضَامِنٌ. (رواه أبوداود، ٤٥٨٦)

'' عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے طبیب بن کر علاج کیا اور وہ دراصل طبیب نہیں تھا تو وہی ضامن ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٥٢٦٣ـ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِبْنِ عُمَرَبْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ الْوَفْدِ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلَى اَبِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا طَبِيْبٍ تَطَبَّبَ عَلٰى قَوْمٍ لاَ يُعْرَفُ لَهٗ تَطَبُّبٌ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأَعْنَتَ فَهُوَ ضَامِنٌ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزُ أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ بِالنَّعْتِ إِنَّمَا هُوَ قَطْعُ الْعُرُوْقِ وَالْبَطُّ وَالْكَيُّ. (رواه أبوداود، ٤٥٨٧)

'' عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کا بیان ہے کہ اس کے باپ کے پاس وفد میں آنے والے ایک آدمی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے تشخیص کی یا طبابت کی جبکہ وہ بطور طبیب جانا پہچانا ہوا نہ ہو۔ پس مریض کو ایذا پہنچی تو وہ ضامن ہوگا۔ عبدالعزیز نے کہا: صرف تشخیص پر نہیں رگ کاٹنے یا پیٹ کی دوائی دینے اور داغ لگانے پر ضمانت ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ان سے ثابت ہوا کہ نیم حکیم کسی کا علاج کرتا ہے اس کی غلطی سے مریض کی کوئی چیز تلف ہو جاتی ہے یا وہ آدمی جس کا علاج کیا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے، تو اس نیم حکیم کے ذمہ اس کی تلافی ہے، وہ اس کی دیت دے گا، اس پر اور اس کے خاندان پر دیت ہے، یہ ٹھیک ہے اس سے قصاص نہ لیا جائے گا۔ دیت اس کے ذمہ لازم ہے کیونکہ وہ ماہر نہ تھا اس نے وہ کام کیا اگر ماہر ہوتو پھر کوئی مریض نقصان اٹھاتا ہے تو پھر دیت اس کے ذمہ نہ ہوگی۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۲۰)

٥٢٣٧ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْيَهُوْدِ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ شَاةً مَسْمُوْمَةً قَالَ فَمَا عَرَضَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ. (رواه أبوداود٤٥٠٩)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو زہر ملا کر بکری کا گوشت پیش کیا تو آپ ﷺ نے عورت سے کوئی تعرض نہ کیا۔ (ابوداؤد)

(٥٢٣٥) ابوداود: ٤٥٨٦ـ حسن،البانی: ٣٨٣٤ـ نسائی: ٤٨٣٠ـ ابن ماجہ: ٣٤٦٦.

(٥٢٣٦) ابوداؤد: ٤٥٨٧ـ حسن، البانی: ٣٨٣٥.

(٥٢٣٧) ابوداؤد: ٤٥٠٩ـ ضعیف الاسناد، البانی: ٩٧٢ـ بخاری: ٥٧٧٧ـ احمد: ٢٧٢٣١.

شرح: ...... یہ عورت مرحب کی ہمشیرہ زینب تھی جس نے نبی اکرم ﷺ لیے بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ گوشت چونکہ زہر آلود تھا نبی اکرم ﷺ نے کھاتے ہی اسے باہر پھینک دیا۔ حضرت بشر رضی اللہ عنہ نے لقمہ کھالیا۔ آپ ﷺ کی زندگی تو بچ گئی مگر حضرت بشر بن براء رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو بلایا اور کہا: تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اس نے: کہا اگر سچے نبی تھے تو کچھ نہ ہوگا اگر تم جھوٹے تھے تو ہمیں چھٹکارا مل جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ چونکہ محفوظ رہے تھے اس لیے آپ نے ذاتی انتظام نہ لیا اور اس عورت کو معاف کر دیا۔ مگر جب حضرت بشر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو بطور قصاص اس عورت کو حضرت بشر رضی اللہ عنہ کے ورثا کے حوالے کر دیا تو انہوں نے اسے قصاص میں قتل کر دیا۔

اس سے ثابت ہوا جو کسی کو کھانے یا پینے میں زہر دے کر مارتا ہے اسے قصاص میں قتل کرنا جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کہ اللہ نے زہر قاتل سے آپ کو سلامت رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا تھا: ﴿وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المآئدة: ٦٧) ''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔'' اس میں اس کی وفا بھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی حفاظت فرمائی۔ (عون المعبود: ۴/۲۹۴)

٥٢٣٨۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ أَبْنُ خَيْبَرِيٍّ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ أَوْ قَتَلَهُمَا مَعاً فَأَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ الْقَضَاءُ فِيْهِ فَكَتَبَ إِلٰى أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَنْ ذٰلِكَ فَسَأَلَ أَبُوْمُوْسَى عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي فَقَالَ لَهُ اَبُوْ مُوْسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِيْ سَفْيَانَ أَنْ اَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَبُوْحَسَنٍ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ. (رواه مالك، ١٤٤٧)

''سعید ابن مسیّب نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے اہل شام میں سے اپنی عورت کے ساتھ مرد دیکھا تو اس کو قتل کر دیا۔ پس سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ اس نے سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھ۔ تو انھوں نے پوچھا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ واقعہ میری حکومت کے اندر تو نہیں پیش آیا۔ میں تاکیداً کہتا ہوں کہ بتاؤ صورت حال کیا ہے؟ انھوں نے کہا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ میں آپ سے پوچھوں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابوالحسن ہوں۔ اگر وہ چار گواہ نہ لائے تو اس کا کام پورا کر دے یعنی قصاص میں قتل کر دے۔'' (مالک)

(٥٢٣٨) مؤطا: ١٤٤٧.

شرح: ......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اس حالت میں کسی آدمی کو پاتا ہے جو کہ غیر شائستہ ہے۔ پھر اسی حالت میں دیکھنے والے چار گواہ پیش ہوں جنہوں نے ان دونوں کو برائی کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو تب اسے عدالت کے حوالہ کیا جائے وہ اس پر سزا مقرر کرے۔ خود سزا نہ دے اس طرح قانون کو ہاتھ میں نہ لیا جائے اور نہ ہی بغیر دلیل قتل کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کرتا بلکہ اسے قتل کر دیتا ہے تو پھر اسے مقتول کے ورثا کے حوالے کیا جائے گا اس سے قصاص لیں یا معاف کریں۔ تاہم غیرت میں آ کر اگر خاوند ایک کو یا دونوں کو قتل کرتا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنقید نہیں فرمائی تھی بلکہ تعریف فرمائی تھی۔ لیکن چار گواہ لانے کا ضرور کہا تھا۔ یہ پیش کر دے تو پھر تو قصاص نہ ہوگا اگر گواہ نہ لائے تو پھر اسے جس نے غیرت میں آ کر مرد یا عورت کو قتل کیا ہے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں آتا ہے کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پاتا ہوں تو میں اسے مہلت دوں کہ چار گواہ لاؤں تو تب قدم اٹھاؤں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، چار گواہ لاؤ۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو اس سے پہلے ہی اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو تمہارا سردار کتنا غیرت مند ہے میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں، اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔ اس لیے اس نے ظاہر و باطن بے حیائی حرام قرار دی ہے۔ (مؤطا: ۱۴۸۵) القضاء فیمن وجد مع امراتہ رجلا)

اس کی شرح میں امام زرقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَفِـيْ حَـدِيْثِ الْبَابِ اَلنَّهْى عَنِ اِقَامَةِ انحد بِغَيْرِ سُلْطَانٍ وَّلا شُهُوْدٍ وَقَطْعُ الذَّرِيْعَةِ اِلٰى سَفْكِ الدَّمِ بِمُجَرَّدِ الدَّعْوٰى . (شرح زرقانى: ٤/ ١٧)

”اس حدیث میں ممانعت ہے کہ بغیر بادشاہ کے دوسرا حد قائم نہ کرے اور نہ ہی گواہوں کے بغیر حد قائم کی جائے، اس میں خالی دعویٰ کے ذریعہ بغیر دلیل خونریزی کو سبب کا قلع قمع کیا گیا ہے۔“

٥٢٣٩ـ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ زَهْدَمٍ الْيَرْبُوْعِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلاَءِ بَنُوْثَعْلَبَةَ ابْـنِ يَـرْبُوْعٍ قَتَلُوْا فُلاَناً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهَتَفَ بِـصَوْتِهِ اَلاَلاَ تَجْنِىْ نَفْسٌ عَلَى الْأُخْرَى . (رواه النسائى ، ٤٨٣٣)

”ثعلبہ بن زہدم کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے اتنے میں انصار کے چند افراد آئے۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ثعلبہ بن یربوع کے افراد آئے ہیں۔ اور انہوں نے جاہلیت میں فلاں کو قتل کیا تھا۔ تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا: خبردار! کسی نفس کا جرم دوسرے نفس پر نہیں ڈالا جائے گا۔“ (نسائی)

(٥٢٣٩) نسائی: ٤٨٣٣ـ صحيح، البانی: ٤٤٩٣.

٥٢٤٠ــ عَنْ اَبِي رِمْثَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ قَالَ ابْنِي اَشْهَدُ بِهِ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لاَ تَجْنِي عَلَيْهِ وَلاَ يَجْنِي عَلَيْكَ . (رواه النسائی، ٤٨٣٢)

''سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے باپ کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تیرے ساتھ یہ کون ہے؟ میرے باپ نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ فرمایا: تیرا جرم اس پر نہیں ڈالا جائے گا اور اس کا جرم تیرے اوپر نہیں ڈالا جائے گا۔'' (نسائی)

شــرح: ...... جاہلیت میں جرائم کی ضمانت بیٹے کی جگہ پر باپ سے اور باپ کی جگہ پر بیٹے سے لیا کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس اصول کے تحت نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس ضرورت کا اظہار کیا۔ اگر ضرورت پڑ جائے تو یہ بات آپ ﷺ کے علم میں ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی تردید فرمائی کہ اب جاہلیت کا یہ انداز بدل چکا ہے۔ یہ تمہارا بیٹا تمہارا ذمہ دار نہیں اور تم اس کے جرم کے ذمہ دار نہیں۔ دونوں خود ہی اپنے اپنے جرم کے ذمہ دار ہوں گے۔ ارشاد ربانی بھی ہے:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (الانعام: ١٦٤)

''کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' (جو کرے گا سو بھرے گا)

ایک اعتراض: اگر یہی اصول ہے تو پھر قاتل کی دیت اس کے خاندان پر کیوں ڈالی جاتی ہے؟

اس کا جواب: یہ ہے کہ یہ بوجھ نہیں یہ تو آپس میں ایک حمایت اور تعاون ہے۔ اسے برادری کے افراد بخوشی ادا کرتے ہیں۔ اور اسے انسانی تمدن اور معاشرت کا تقاضا تصور کرتے ہیں کہ کل کلاں خاندان میں سے کسی پر بھی یہ آفت آ سکتی ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ کوئی مجرم ہو خواہ قریبی رشتہ دار ہو یا دور والا ہو، حتیٰ کہ والد اولاد میں اور اولاد والد کے جرم و گناہ میں طلب نہیں کی جائے گی۔ صرف مجرم ہی ذمہ دار ہے اور کوئی نہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو حقوق انسانی کا نگہبان ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٥٦٧)

٥٢٤١ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالبِئْرُ جُبَار وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ . (رواه النسائی، ٢٤٩٥)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: حیوانوں کا زخم رائیگاں ہے۔ کنواں کا نقصان رائیگاں ہے۔ کان کھودی گئی ہو تو اس کا نقصان لغو ہے۔ اور دفن شدہ خزانہ ملے تو اس میں خمس ہے۔'' (نسائی)

(٥٢٤٠) نسائی: ٤٨٣٢۔ صحیح، البانی: ٤٤٩٢۔ ترمذی: ٢٨١٢۔ ابوداؤد: ٤٤٩٥۔ احمد: ١٧٠٣٧۔ دارمی: ٢٣٨٨.

(٥٢٤١) نسائی: ٢٤٩٥۔ صحیح، البانی: ٢٣٣٩۔ بخاری: ٦٩١٣۔ مسلم: ١٧١٠۔ ترمذی: ١٣٧٧۔ ابوداؤد: ٤٥٩٣۔ ابن ماجه: ٢٦٧٣۔ احمد: ٧٧٦٩۔ مؤطا: ١٦٢٢۔ دارمی: ٢٣٧٩.

٥٢٤٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهُ قَـالَ الْبِـئْـرُ جُـرْحُهَـا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُرْحُهُ جُبَارٌ وَالْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ . (رواه مسلم، ١٧١٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کنویں کا زخم لغو ہے۔ کان کا زخم رائیگاں ہے۔ حیوان کا زخم لغو ہے۔ اور مدفون خزانے میں سے خمس ہے۔ (یعنی پانچواں حصہ بیت المال میں جمع ہوگا)'' (مسلم)

٥٢٤٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلرِّجْلُ جُبَارٌ قَالَ . أبوداود الدَّابَّةُ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا وَهُوَرَاكِبٌ . (رواه أبوداود٤٥٩٢)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پاؤں مارنا حیوان کا لغو ہے۔ ابو داؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ اس وقت ہے جب آدمی چوپائے پر سوار ہو۔ جب آدمی اس پر سوار ہو۔''

٥٢٤٤ـــ وَفِـي رِوَايَةٍ: النَّارُ جُبَارٌ . (رواه أبوداود، ٤٥٩٤)

''ایک روایت میں ہے: ''آگ کا جلانا لغو ہے۔''

شرح: ......ایک جانور ہے نہ اسے ہانکنے والا ساتھ ہو نہ سوار ہو، نہ ہی کھینچنے والا ہے، وہ اچانک نکل جاتا ہے کسی کو زخمی کر دیتا ہے تو اس کے مالک پر تاوان نہ ہوگا۔

اسی طرح کان کسی کی ملکیت میں ہے اسے کھودا جا رہا ہے کوئی اس میں گر جاتا ہے یا اس نے مزدور لگائے ہوئے تھے تو وہ اس کے نیچے دب کر مر جاتے ہیں یا زخمی ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں اس پر تاوان نہیں۔

اسی طرح کوئی کنواں کھود رہا ہے اس میں انسان یا حیوان گر کر تلف ہو جاتا ہے یا کھودنے والے گر جاتے ہیں تو مالک پر ضمانت نہیں۔

اور دفن شدہ مال ملے تو اس کا پانچواں حصہ دینا ہے جسے ملے وہ پانچواں حصہ اللہ کی راہ میں دے۔

اسی طرح ایک آدمی اپنی ضرورت کے لیے آگ جلاتا ہے۔ ہوا اسے مشتعل کر دیتی ہے کسی کے مال ومتاع کا نقصان کر دیتی ہے تو جلانے والے پر ضمانت نہیں، تاہم اسے بجھانے کی پوری کوشش کرے۔ (عون المعبود: ۴/۴۲۲)

(٥٢٤٢) مسلم: ١٧١٠۔ ترمذی: ١٣٧٧۔ ابوداؤد: ٤٥٩٣۔ ابن ماجه: ٢٦٧٣۔ احمد: ٧٧٦٩۔ مؤطا: ١٦٢٢۔ دارمی: ٢٣٧٩.

(٥٢٤٣) ابوداؤد: ٤٥٩٢۔ ضعیف، البانی: ٩٩٧.

(٥٢٤٤) ابوداؤد: ٤٥٩٤۔ صحیح، البانی: ٣٨٤۔ ابن ماجه: ٢٦٧٦.

قصاص مادون النفس والعفو والقسامة وإحسان القتلة

قتل کے علاوہ زخموں کا قصاص، معاف کرنے کا اجر، قسامت (یعنی قسم لینا) ہر چیز کے ذبح وغیرہ میں عمدہ طریقہ واحسان کرنے کا بیان

٥٢٤٥ـ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلاً عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْإِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعُضُّ الْفَحْلُ لاَدِيَةَ لَكَ. (رواه البخاري، ٦٨٩٢)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں میں دبایا۔ دوسرے نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے دو اگلے دانت گر پڑے۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لے گئے۔ فرمایا: تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کا ہاتھ اس طرح دانتوں سے کاٹتا ہے جیسا ایک اونٹ دوسرے کو دانتوں سے کاٹا کرتا ہے۔ اس کی کوئی دیت نہیں ہے۔'' (بخاری)

٥٢٤٦ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَأْمُرُنِيْ تَأْمُرُنِيْ أَنْ آمُرَهُ أَنْ يَدَعَ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ ادْفَعْ يَدَكَ حَتّٰى يَعَضَّهَا ثُمَّ انْتَزِعْهَا. (لمسلم، ١٦٧٣)

''ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے کیا فرمائش کرتا ہے؟ تو چاہتا ہے کہ میں اس کو حکم دیدوں کہ یہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دے اور تو اس کو کاٹتا رہے جیسے اونٹ منہ میں دبائے رکھتا ہے کہ تو اپنا ہاتھ چھوڑ رکھ یہاں تک یہ کاٹتا رہے پھر تو ہاتھ نکال۔'' (مسلم)

٥٢٤٧ـ عَنْ أَنَسٍ اَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا إِلَيْهَا الْعَفْوَفَأَبَوْافَعَرَضُوْا الاَرْشَ فَأَبَوْا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَوْا إِلاَّ الْقِصَاصَ فَأَمَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتُكْسَرُثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لاَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لاَتُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاأَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع نے ایک لونڈی کے دانت توڑ دیئے۔ چنانچہ ہمارے لوگوں نے اس فریق سے معافی طلب کی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر تاوان پیش کیا تو انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو قصاص کے علاوہ ہر صورت سے انکاری تھے۔ پس آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ربیع کے دو دانت توڑے جائیں گے؟ ہرگز نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے

(٥٢٤٥) بخاری: ٦٨٩٢ـ مسلم: ١٦٧٣ـ ترمذی: ١٤١٦ـ نسائی: ٤٧٦٢ـ ابن ماجه: ٢٦٥٧ـ احمد: ١٩٣٩٩ـ دارمی: ٢٣٧٦.

(٥٢٤٦) مسلم: ١٦٧٣ـ بخاری: ٦٨٩٣ـ ترمذی: ١٤١٦ـ نسائی: ٤٧٧٢ـ ابوداؤد: ٤٥٨٤ـ ابن ماجه: ٢٦٥٧ـ احمد: ١٩٣٩٩ـ دارمی: ٢٣٧٦.

(٥٢٤٧) بخاری: ٤٥٠٠ـ مسلم: ١٩٠٣ـ نسائی: ٤٧٥٧ـ ابوداؤد: ٤٥٩٥ـ ابن ماجه: ٢٦٤٩ـ احمد: ١٣٦١٤.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ . (رواه البخاری، ٤٥٠٠)

ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اس کے دانت ہرگز نہیں توڑے جائیں گے۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب کا حکم قصاص ہے۔ پھر وہ لوگ راضی ہوگئے اور انہوں نے معاف کردیا۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ بندے ہیں جب اللہ کے توکل پر قسم کھائیں تو ان کی قسم کو اللہ پورا کردیتا ہے۔(بخاری)

٥٢٤٨۔عَنْ اَنَسٍ أَنَّ أُخْتَ الرُّبَيِّعِ أُمَّ حَارِثَةَ جَرَحَتْ إِنْسَاناً فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِصَاصُ الْقِصَاصُ فَقَالَتْ أُمُّ الرُّبَيِّعِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُقْتَصُّ مِنْ فُلاَنَةَ وَاللّٰهِ لاَ يُقْتَصُّ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَاأُمَّ الرُّبَيِّعِ الْقِصَاصُ كِتَابُ اللّٰهِ قَالَتْ لاَ وَاللّٰهِ لاَ يُقْتَصُّ مِنْهَا أَبَداً قَالَ فَمَازَالَتْ حَتّٰى قَبِلُوْا الدِّيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ. (رواه مسلم، ١٦٧٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع کی بہن ام حارثہ نے ایک انسان کو زخمی کردیا۔مقدمہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔فرمایا: قصاص ہوگا قصاص۔تو ام ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا؟ اللہ کی قسم اس سے قصاص تو نہیں لیا جائے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ پاک ہے۔اے ام ربیع! اللہ کی کتاب کا حکم قصاص ہے۔اس نے کہا: اللہ کی قسم! اس سے قصاص کبھی نہیں لیا جائے گا۔پس وہ اس حال پر رہی یہاں تک کہ فریق ثانی نے دیت قبول کی۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے بعض وہ بندے ہیں اگر وہ اللہ کے اعتماد پر اس کی قسم کھائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کردیتا ہے۔'' (مسلم)

شـرح: ......ایک ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا ہوئی ہیں،بعض شارحین نے وہ سمجھ لی ہیں یہ وہ نہیں۔ یہ دانت توڑنے والی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔اور حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا تھے ان کی بہن تھیں۔ جب انہوں نے لڑکی کا دانت توڑ دیا تو یہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کی معافی کے لیے اس بچی کے ورثا کے پاس گئے کہ وہ معاف کردیں۔ انہوں نے یہ مطالبہ مسترد کردیا۔ پھر انہوں نے دیت پیش کی یہ بھی رد کردی اور مقدمہ رسول اکرم ﷺ کے پاس لے کر آئے اور قصاص لینے پر ہی اصرار کیا۔تو نبی اکرم ﷺ نے قصاص کا حکم دیا تو یہاں حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری بہن کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ (المآئدة: ٤٥) ''دانت بدلے دانت قصاص ہے۔'' اس لڑکی کے ورثا معافی پر

(٥٢٤٨) مسلم: ١٦٧٥۔ بخاری: ٢٧٠٣۔ نسائی: ٤٧٥٥۔ ابوداؤد: ٤٥٩٥۔ ابن ماجه: ٢٦٤٩۔ احمد: ١٣٦١٤.

رضا مند ہو گئے اور وہ قصاص سے بچ گئیں۔

ایک اعتراض یہ سامنے آتا ہے کہ جب نبی ﷺ، قصاص کہہ رہے ہیں تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ میری بہن کے دانت نہیں توڑے جائیں گے کیا یہ نافرمانی نہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ قصاص کے منکر نہ تھے اور نہ ہی مخالف تھے۔ انہیں اپنے اللہ سے توقع تھی۔ اور وہ اس کے فضل کے امیدوار تھے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی سفارش کے پر زور خواستگار تھے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اس طرح اس بچی کے ورثا کے دل میں معافی کا جذبہ پیدا کر دیں گے کہ وہ رضا مند ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ دانت میں قصاص ہے اور قصاص اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ لیکن جب مظلوم معاف کر دے تو یہ قصاص ساقط ہو جاتا ہے، اس سے حدود الٰہی کے قیام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس سے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی منقبت، شرف وفضل اور عظمت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ومطلوب بندوں میں سے ہیں۔ جن کی دعا وپکار کو وہ سنتا ہے اور شرف قبولیت بخشتا ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں ان کی اطاعت وفرمانبرداری اس قدر معتبر ہوتی ہے کہ جب وہ کسی مشکل کا شکار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے آسان کر دیتے ہیں جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ۝ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝﴾ (الصافات: ١٤٣-١٤٤)

''اگر یہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ ہی میں ٹھہرے رہتے۔''

ایک حدیث میں آتا ہے، نرمی میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کرو، وہ تمہیں سختی میں پہچانے گا۔ (احمد وحسنہ السیوطی)

دیکھئے جن سے کوتاہی سرزد ہوئی ہے، یہ معافی مانگتے ہیں، دیت دیتے ہیں وہ نہیں مانتے۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ قصاص نافذ نہ کرنے میں سخت ہوتے جا رہے ہیں اور جس لڑکی کا دانت گرا ہے اس کے ورثا معاملہ طے نہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ لمحہ بھر میں دل پھیر دیتے ہیں کیونکہ دلوں پر قبضہ اللہ تعالیٰ کا ہے، وہی اکیلا ان پر تصرف رکھتا ہے کہ اس کے ورثا معاف کرنے پر رضا مند ہو جاتے ہیں اتنا سنگین معاملہ آسانی سے طے پا جاتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/٥٤٢)

٥٢٤٩۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ غُلَامًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ أُذُنَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ فَأَتَى أَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا أُنَاسٌ فُقَرَاءُ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ شَيْئًا. (رواه أبوداود، ٤٥٩٠)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقیروں کے غلام نے امیروں کے غلام کے کان کاٹ لیا۔ امیر زادے کے ورثا رسول کریم ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر آئے: تو فقراء نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم غریب لوگ ہیں ہمارے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ذمہ کچھ بھی تاوان

(٥٢٤٩) ابوداؤد: ٤٥٩٠۔ صحیح، البانی: ٣٨٣٧۔ نسائی: ٤٧٥١۔ دارمی: ٢٣٦٨.

نہ ڈالا اور انھیں معاف کر دیا۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ......ایک غلام نے دوسرے غلام کے کان کو کاٹ کھایا۔ جرم کرنے والے غلام کے ورثا نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ذمہ کوئی تاوان نہ لگایا تھا۔

وجہ تاوان نہ لگانے کی یہ ہوسکتی ہے کہ اس غلام سے جرم غلطی سے ہوا تھا اور اس کے قبیلہ والے فقراء تھے دیت نہ دے سکتے تھے۔ دیت تو تب ہوتی ہے جب گنجائش ہو۔ تو مطلب یہ نہیں کہ غلام جرم کا ارتکاب کرے تو سزا نہیں۔ بلکہ اگر غلام جرم کرتا ہے تو اس کی ذات سے قصاص لیا جائے گا، اس کے مالک ذمہ دار نہ ہوں گے، فقیر ہوں یا امیر ہوں۔ (عون المعبود:۳۲۳/۴)

٥٢٥٠۔ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلاً وَقَعَ فِي أَبٍ كَـانَ لَـهُ فِـي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَطَمَهُ الْعَبَّاسُ فَـجـاءَ وَقَـوْمُـهُ فَـقَالُوْا لَيَلْطِمَنَّهُ كَمَا لَطَمَهُ فَلَبِسُوْا السَّلاَحَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَصَعِدَ الْـمُـنْبَـرَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ أَهْلِ الْأَرْضِ تَـعْـلَـمُـوْنَ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالُوْا أَنْـتَ فَـقَـالَ إِنَّ الْـعَـبَّـاسَ مِـنِّي وَأَنَا مِنْهُ لاَ تَسُبُّـوْا مَـوْتَانَا فَتُؤْذُوْا أَحْيَاءَنَا فَجَاءَ الْقَوْمُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِكَ اسْتَغْفِرْلَنَا . (رواه النسائي ، ٤٧٧٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے اس کے جاہلیت کے کسی باپ دادا کو برا کہا۔ پس سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو تھپڑ رسید کر دیا۔ تو اس کی قوم آئی اور انہوں نے کہا: ہم بھی تھپڑ رسید کریں گے جیسے اس نے تھپڑ رسید کیا ہے۔ اور انہوں نے جنگی ہتھیار پہن رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ اہل زمین میں سے کون زیادہ اللہ کے نزدیک مکرم ومحترم ہے؟ تو لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ ہمارے فوت شدگان کو گالی دے کر ہمارے زندوں کو ایذا نہ پہنچاؤ۔ تو مطالبہ کرنے والے لوگ آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے غصے سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں آپ ہمارے لیے استغفار کریں۔'' (النسائی)

٥٢٥١ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ الْخُزَاعِيِّ ، قَـالَ : طَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فِي بَطْنِهِ إِمَّا بِقَضِيْبٍ وَإِمَّا بِسِوَاكٍ ، فَقَالَ: أَوْ جَعْتَنِيْ

''عبداللہ بن جبیر الخزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے پیٹ میں چھڑی یا مسواک سے چوٹ لگائی۔ اس نے کہا: آپ نے مجھے تکلیف دی ہے۔ لہٰذا مجھے

(٥٢٥٠) نسائی: ٤٧٧٥۔ ضعیف، البانی: ١٣٢٨۔ احمد: ٢٧٢٩.

(٥٢٥١) طبرانی کبیر: ٣٨٠٥۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ١٠٧٣٢.

فَـأَقِـدْنِـي ، فَأَعْطَاهُ الْعُوْدَ الَّذِيْ كَانَ مَعَهُ ، فَـقَـالَ: اسْتَـقِـدْ ، فَقَبَّلَ بَطْنَهُ ، ثُمَّ قَالَ: بَلْ أَعْـفُـوْلَعَلَّكَ أَنْ تَشْفَعَ لِي بِهَايَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الطبرانی فی الكبير ، ٣٨٠٥)

قصاص دو۔پس آپ نے وہی لکڑی اس کو دیدی جو آپ کے پاس تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا: قصاص لے لو۔اس نے آپ کے پیٹ پر بوسہ دیا اور کہا: بلکہ میں معاف کرتا ہوں شاید اس کے بدلے آپ قیامت کے دن میری شفاعت کر دیں گے۔'' (الکبیر)

شرح:......اس کی تائید نسائی:۲/ ۲۳۹ (۴۷۸۱) کتاب''القسامه ، باب القصاص من السلاطين'' میں وارد حدیث سے بھی ہوتی ہے، ابوفراس کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی ذات گرامی کو قصاص کے لیے پیش کیا۔

اس کے حاشیہ نمبرا میں وضاحت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا: میں نے اپنے سرکاری نمائندوں کو اس لیے مقرر نہیں کیا کہ وہ تمہاری کمریں کوٹیں۔اور تمہارے مال لوٹیں، بلکہ میں نے انہیں اس لیے مقرر کیا ہے کہ تم تک یہ اپنا دین پہنچائیں۔اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سے آگاہ کریں، اور تمہارے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں۔اگر یہ اس کے برخلاف تمہیں ناجائز تنگ کریں تو ان کا معاملہ میرے تک پہنچائیں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر رضی اللہ عنہ کی جان ہے! میں اس سے قصاص لوں گا۔

اب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے ہیں، کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! اگر ایک مسلمانوں کا افسر اپنی رعیت کے کسی آدمی کو ادب سکھانے کے لیے سزا دیتا ہے آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ فرمایا۔ہاں، اگر وہ زیادتی کرے گا تو میں اس سے بھی قصاص لوں گا۔کیونکہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے خود کو قصاص کے لیے پیش کیا تھا۔(التعلیقات السّلفیہ:۲/ ۲۴۰)

ثابت ہوا جو یہ نظریہ ہے کہ سب سے بڑے بادشاہ پر کوئی حد نہیں یہ حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔

٥٢٥٢ــ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ رُفِـعَ إِلَيْـهِ شَـيْءٌ فِيْهِ قِصَاصٌ إِلَّا أَمَرَ فِيْهِ بِالْعَفْوِ . (رواه أبوداود، ٤٤٩٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جب بھی دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پر قصاص کے لیے مقدمہ پیش کیا گیا تو پہلے آپ نے معاف کرنے کی تلقین ہی فرمائی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٢٥٣ــ عَـنْ أَبِي السَّفَرِ قَالَ دَقَّ رَجُلٌ مِّنْ قُـرَيْـشٍ سِنَّ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لِمُعَاوِيَةَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

''ابوسفر سعید بن احمد نے بیان کہ ایک قریشی آدمی نے ایک انصاری مرد کا دانت توڑ دیا۔سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس نے اپیل کی اور کہا: اے امیر المؤمنین! اس نے میرا دانت توڑ دیا ہے۔

(٥٢٥٢) ابوداؤد: ٤٤٩٧ـ صحيح، الباني: ٣٧٧٤ـ ابن ماجه: ٢٦٩٢.

(٥٢٥٣) ترمذی: ١٣٩٣ـ ضعيف، الباني: ٢٣٣ـ ابن ماجه: ٢٦٩٣.

إِنَّ هٰذَا دَقَّ سِنِّي قَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّا سَنُرْضِيْكَ وَأَلَحَّ الْأٰخَرُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَبْرَمَهٗ فَلَمْ يُرْضِهِ فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ شَأْنَكَ بِصَاحِبِكَ وَاَبُوْ الدَّرْدَاءِ جَالِسٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ أَبُوْالدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَيْءٍ فِي جَسَدِهٖ فَيَتَصَدَّقُ بِهٖ إِلاَّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهٖ خَطِيْئَةً قَالَ الْاَنْصَارِيُّ أَأَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ قَالَ فَإِنِّي أَذَرُهَا لَهٗ قَالَ مُعَاوِيَةُ لاَ جَرَمَ لاَ أُخَيِّبُكَ فَأَمَرَ لَهٗ بِمَالٍ. (رواه الترمذی، ١٣٩٣)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عنقریب ہم تجھے راضی کر دیں گے۔ دوسرے نے معاویہ رضی اللہ عنہ اصرار کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خاموش کر دیا اور اسے راضی نہ کیا۔ بلکہ فرمایا: تو جان اور تیرا فریق جانے۔ اس وقت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں: جس انسان کو اس کے جسم میں ایذا پہنچائی جائے وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کا درجہ اس کے بدلے بلند کرتا اور اس کی خطا معاف کر دیتا ہے۔ تو انصاری نے کہا: تو نے خود یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے کانوں نے سنی ہے اور میرے دل نے یاد رکھی ہے۔ تو اس نے کہا: میں یہ اپنی تکلیف معاف کرتا ہوں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً میں تجھے محروم نہیں رکھوں گا۔ اسے کچھ مال دینے کا حکم دے دیا۔ (ترمذی)

٥٢٥٤ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ عَلَى الْمُقْتَتِلِيْنَ أَنْ يَنْحَجِزُوا الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَإِنْ كَانَتِ امْرَأَةً. (رواه ابوداود، ٤٥٣٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑنے والوں پر لازم ہے کہ وہ خود لڑائی سے ہٹ جائیں پہلا پھر پہلا شخص باز آئے چاہے وہ عورت ہو۔'' (ابوداؤد)

٥٢٥٥ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، رَفَعَتْهُ: مَنْ كَانَتْ فِيْهِ وَاحِدَةٌ، زَوَّجَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِالْعِيْنِ: مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ، يَعْنِي: أَمَانَةٌ، خَفِيَّةٌ شَهِيَّةٌ فَأَدَّاهَا مَخَافَةَ اللّٰهِ، أَوْرَجُلٌ عَفَا عَنْ قَاتِلِهٖ، أَوْرَجُلٌ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ﴾ دُبُرَ كُلِّ صَلاَةٍ(للكبير (٢٣/ ٢٩٥) بَخَفِيٍّ

''سیدہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میں ان تین میں سے ایک خصلت ہوگی اللہ تعالیٰ اس کا حورالعین کے ساتھ نکاح کرائے گا۔ وہ شخص جس کے پاس نفیس ترین پوشیدہ امانت ہو اور وہ خوف ربانی کی وجہ سے اس کو ادا کر دے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنے قاتل کو معاف کر دے۔ تیسرا وہ شخص جو نماز کے بعد قل ھواللہ پڑھتا ہو۔''

(٥٢٥٤) ابوداؤد: ٤٥٣٨ـ ضعیف، البانی: ٩٨١ـ نسائی: ٤٧٨٨.

(٥٢٥٥) طبرانی کبیر: ٢٢/ ٢٩٥ـ وفیه جماعة لم اعرفهم، هیثمی: ١٠٧٩٦.

(الکبیر میں ہے ''نَجْفِيَّ'' یعنی آہستہ دل میں پڑھے)

شرح: ......ان میں بعض احادیث ضعیف ہیں، بعض صحیح ہیں، جہاں تک رسول اکرم ﷺ کی ذات کریمانہ کا معاملہ ہے، آپ ﷺ ترغیب معافی کی دیتی تھے، قرآن پاک بھی بیان کرتا ہے:

﴿فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ﴾ (المآئدة: ٤٥)

''پس جو معاف کر دے یہ اس کے لیے کفارہ ہے۔''

پہلے بتایا ہے، جان بدلے جان، دانت بدلے دانت، آنکھ، بدلے آنکھ کان بدلے کان اور زخم قصاص ہیں تو اس حصہ میں معافی کی ترغیب ہے۔

مگر جب معافی نہ ہوتی تو پھر آپ ﷺ قصاص دلواتے تھے اگر دیت پر رضا مندی ہو جاتی تو پھر دیت پر رضا مند کروا دیتے۔ معافی اگرچہ بہتر ہے کہ مجرم شرمندہ ہو اور جرم چھوڑ دے۔ اگر اس کی سرکشی کا اندیشہ ہو تو پھر معاف نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۸۸)

٥٢٥٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِي هَاشِمٍ كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهٗ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرَى فَانْطَلَقَ مَعَهٗ فِي إِبِلِهٖ فَمَرَّ رَجُلٌ بِهٖ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهٖ فَقَالَ أَغِثْنِي بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِي لَا تَنْفِرُ الْإِبِلُ فَأَعْطَاهُ عِقَالًا فَشَدَّ بِهٖ عُرْوَةَ جُوَالِقِهٖ فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الْإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَاحِدًا فَقَالَ الَّذِيْ اسْتَأْجَرَهٗ مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الْإِبِلِ قَالَ لَيْسَ لَهٗ عِقَالٌ قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهٗ قَالَ فَحَذَفَهٗ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهٗ فَمَرَّ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ قَالَ مَا أَشْهَدُ وَرُبَّمَا شَهِدْتُهٗ قَالَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: سب سے پہلی قسامت عہد جاہلیت میں ہم بنو ہاشم مین پیش آئی اور ہم نے جاری کی۔ بنو ہاشم میں سے ایک آدمی تھا جس کو قریش کی ایک دوسری شاخ میں سے ایک فرد نے اجرت پر رکھا۔ اور اس کو اپنے اونٹوں میں لے گیا۔ اس کے پاس سے ایک شخص گزرا جو بنو ہاشم میں سے تھا اس کی کڑے کی رسی ٹوٹ گئی تو اس نے اس کو کہا۔ مجھے اونٹ کا گھٹنا باندھنے کی رسی کی امداد کرتا کہ میں اپنی کڑے کی رسی باندھ دوں، اور میرا اونٹ فرار نہ ہو۔ تو اس نے ایک رسی دیدی اور اس نے اپنی کڑے کی رسی مضبوط باندھی۔ پس جب منزل پر جا کر ٹھہرے تو سب اونٹوں کے گھٹنے باندھے گئے۔ اور ایک اونٹ کھلا رہا۔ مالک نے کہا: یہ اونٹ کیوں کھلا چھوڑا گیا ہے؟ اس نے کہا: اس کے لیے رسی نہیں ہے۔ اس نے کہا: اس کی رسی کہاں ہے؟ اس کو ایک ڈنڈا مارا اور اس میں اس کی موت تھی۔ مزدور کے پاس سے ایک اہل یمن کا آدمی گزرا تو اس

(٥٢٥٦) بخاری: ٣٨٤٥۔ نسائی: ٤٧٠٦.

هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّي رِسَالَةً مَرَّةً مِنَ الدَّهْرِ قَالَ نَعَمْ فَكَتَبَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِيَا آلَ قُرَيْشٍ فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِيَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَسَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَخْبِرْهُ اَنَّ فُلاَناً قَتَلَنِي فِي عِقَالٍ وَمَا تَ الْمُسْتَأْجَرُ فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِيْ اسْتَأْجَرَهُ اَتَاهُ أَبُوْطَالِبٍ فَقَالَ مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا قَالَ مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ قَالَ قَدْكَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ فَمَكَثَ حِيْنًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبْلِغَ عَنْهُ وَافَي الْمَوْسِمَ فَقَالَ يَا آلَ قُرَيْشٍ قَالُوْا هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَالَ يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ قَالُوْا هٰذِهِ بَنُوْ هَاشِمٍ قَالَ اَيْنَ اَبُوْ طَالِبٍ قَالُوْا هٰذَا أَبُوْطَالِبٍ قَالَ أَمَرَنِي فُلاَنٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلاَناً قَتَلَهُ فِي عِقَالٍ فَأَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلاَثٍ إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِّنَ الإِبِلِ فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ إِنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ بِهِ فَأَتَي قَوْمَهُ فَقَالُوْا نَحْلِفُ فَأَتَتْهُ أمْرَاةٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ فَقَالَتْ يَا أَبَا طَالِب أُحِبُّ أَنْ تُجِيْزَ ابْنِي هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَلاَ تُصْبِرْيَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الأَيْمَانُ فَفَعَلَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَاطَالِبٍ اَرَدْتَ

نے کہا: کیا تو حج کے موسم میں مکہ جایا کرتا ہے؟اس نے کہا: کبھی جاتا ہوں اور کبھی نہیں۔ اس نے کہا: کبھی کسی زمانے میں میرا پیغام پہنچائے گا ؟اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: جب تو موسم حج میں مکہ جائے تو یا اہل قریش! کہہ کر آواز دینا۔ جب وہ تجھے جواب دیں تو آواز دینا۔ اے اہل ہاشم! پس اگر وہ جو اب دیں ابو طالب کا پوچھنا اور اس کو خبر دیدینا کہ فلاں شخص نے تمہارے فلاں آدمی کو ایک رسی کے بدلے قتل کیا ہے۔ یہ بتا کہ مزدور فوت ہوگیا۔ قریشی مالک جب لوٹ کر آیا تو اس کے پاس ابو طالب گیا۔ قریشی سے پوچھا ہمارا آدمی کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ بیمار رہا تو میں نے اس کی اچھی طرح تیمارداری کی۔ اور فوت ہوگیا تو اچھی طرح دفن کر دیا۔ ابو طالب نے کہا: وہ تیرے اسی حسن سلوک کا مستحق تھا۔ پھر کچھ عرصہ بیت گیا۔ وہ شخص جس کو پیغام پہنچانے کی وصیت کی تھی وہ حج کے موسم میں مکہ آیا۔ اور اس نے کہا: یا قریش! لوگوں نے کہا: یہ قریشی۔ اس نے کہا: اے بنو ہاشم! لوگوں نے کہا بنو ہاشم یہ موجود ہیں: اس نے کہا: ابوطالب کہاں ہے ؟تو لوگوں نے بتایا ابو طالب یہ ہیں۔ اس نے کہا: مجھے فلاں شخص نے تیرے پاس تک پیغام پہنچانے کا کہا ہے کہ اس کو فلاں شخص نے ایک رسی کے بدلے قتل کیا ہے۔ ابوطالب اس کے پاس گیا اور کہا: ہماری طرف تین امور میں سے ایک اختیار کر۔ یا تو سو اونٹ دے دو اس لیے کہ تو نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے۔ اور اگر تو چاہے تو تیر ی قوم کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ تو نے اس کو قتل نہیں کیا ہے۔ اگر تو نے ان دو امور کا انکار کیا تو ہم تجھے اپنے آدمی کے بدلے قتل کریں گے۔ وہ اپنے خاندان کے پاس گیا اور ان کو خبر دی تو انہوں نے کہا: ہم قسمیں کھاتے ہیں۔ ابو طالب کے

خَـمْسِيْـنَ رَجُلاً أَنْ يَحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الإِبِلِ يُصِيبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعْيرَانِ هَذَا بَعِيْرَانِ فَـاقْبَـلْهُـمَـا عَـنِّـي وَلاَ تُصْبِرْ يَمِيْنِي حَيْثُ تُـصْبَـرُ الْأَيْـمَـانُ فَـقَبِـلَهُـمَا وَجَاءَ ثَمَانِيَةَ وَأَرْبَـعُوْنَ فَحَلَفُوْا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَوَالَّذِي نَـفْسِـىْ بِيَـدِهِ مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَـعِيْـنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ. (رواه البخاری، ٣٨٤٥)

پاس ایک عورت آئی جو بنو ہاشم میں سے تھی۔ اور اس خاندان میں اس کی شادی ہوئی تھی۔ اور ان کے آدمی کا اس سے بیٹا تھا۔ اس نے کہا: اے ابو طالب! میں یہ چاہتی ہوں کہ ان پچاس آدمیوں سے میرے بیٹے کو معاوضہ لیکر چھوڑ دے اور میرے بیٹے کو اس مقام میں قسم پر پابند نہ کر جہاں قسم کے لیے روکا جاتا ہے۔ تو ابوطالب نے یہ درخواست منظور کر لی۔ پھر ابو طالب کے پاس ایک مرد اس فریق کا آیا اور اس نے کہا: اے ابو طالب! تو نے سو اونٹوں کے بدلے پچاس مردوں سے قسم لینے کا اراد کیا ہے اور ہر فرد کے حصے دو اونٹ آتے ہیں۔ میں یہ دو اونٹ دیتا ہوں ان کو میری طرف سے منظور کر۔ اور مجھے ایسی جگہ قسم کا پابند نہ کر جہاں قسم کے لیے روکا جاتا ہے۔ اور ابو طالب نے اس کی درخواست بھی منظور کر لی۔ پھر اڑتالیس آدمی حاضر ہوئے اور انہوں نے قسم کھائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایک سال پورا نہیں ہوا تھا کہ ان اڑتالیس افراد میں سے کوئی آنکھ متحرک نہ رہی ہو یہ تھی پہلی قسامت۔'' (البخاری)

٥٢٥٧- عَنْ أَبِى سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَـنْ أُنَـاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنَّ الْقَسَامَةَ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَـلٰى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَقَضٰى بِهَا بَيْنَ أُنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي قَتِيْلٍ ادَّعَوْهُ عَلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ. (للنسائی ٤٧٠٨)

''صحابہ کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ قسامت عہد جاہلیت سے چلی آتی تھی۔ اور آنحضرت ﷺ نے اس کو جاری رکھا۔ اور اس کے مطابق انصار کے آدمی کا فیصلہ کیا جس کے قتل کا دعویٰ خیبر کے یہود پر تھا۔'' (نسائی)

(٥٢٥٧) نسائی: ٤٧٠٨۔ صحیح الاسناد، البانی: ٤٣٩٠۔ مسلم: ١٦٧٠۔ احمد: ٢٣١٥٦۔

٥٢٥٨ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا أَتَيَا خَيْبَرَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ فَتَفَرَّقَا لِحَوائِجِهِمَا فَأَتٰي مُحَيِّصَةُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيْلاً فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ . سِنًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرِ الْكُبْرَ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَحْلِفُوْنَ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا مِنْكُمْ فَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ قَالُوْايَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَقَالَ تُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْناً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ .

(رواه النسائی ، ٤٧١٤)

''سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر گئے ۔ اس وقت اہل خیبر سے صلح تھی ۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ۔ پھر محیصہ آیا اور عبداللہ بن سہل کو دیکھا تو وہ خون میں لت پت مردہ پڑا تھا۔ اس نے اس کو دفنایا۔ اور پھر مدینہ میں آیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن سہل، حویصہ اور محیصہ مسعود کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے بات شروع کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دے۔ وہ عمر میں چھوٹا تھا۔ وہ خاموش ہوا تو دوسرے نے بات کی۔ فرمایا: کیا تم قسم کھاؤ گے؟ تاکہ تم اپنے آدمی کے قاتل سے اپنا حق طلب کر سکو۔ انہوں کہا: ہم کیسے قسم کھائیں جب ہم نے قتل ہوتے دیکھا نہیں اور نہ ہم حاضر تھے؟ فرمایا: تم سے یہود کے پچاس آدمی قسم کھا کر بری ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ہم یہود کفار قوم کی قسم کیسے لیں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا کی اور ایک روایت میں ہے کہ سو اونٹ صدقہ کے اونٹوں میں سے دیئے تھے۔'' (نسائی)

٥٢٥٩ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَاإِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمَا فَأَتٰي مُحَيِّصَةُ فَأَخْبَرَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيْرٍ أَوْ عَيْنٍ ﴿بِنَحْوِهِ﴾ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ

''سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہل کو قتل کر کے ایک چشمے یا ایک گڑھے میں پھینکا گیا تھا...... مثل اس کے...... اور اس میں ہے کہ محیصہ گیا تا کہ بات کرے اس لیے کہ جائے وقوعہ خیبر میں وہی تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے محیصہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بڑے کو بات کرنے دے۔ بڑا بات کرے

(٥٢٥٨) نسائی: ٤٧١٤ـ صحیح، البانی: ٤٣٩٦ـ بخاری: ٧١٩٢ـ مسلم: ١٦٦٩ـ ترمذی: ١٤٢٢ـ ابوداؤد: ٤٥٢٣ـ ابن ماجه: ٢٦٧٧ـ احمد: ١٥٦٦٤ـ مؤطا: ١٦٣٠ـ دارمی: ٢٣٥٣.

(٥٢٥٩) نسائی: ٤٧١٠ـ صحیح، البانی: ٤٣٩٢ـ بخاری: ٧١٩٢ـ مسلم: ١٦٦٩ـ ترمذی: ١٤٢٢ـ ابوداؤد: ٤٥٢٣ـ ابن ماجه: ٢٦٧٧ـ احمد: ١٥٦٦٤ـ مؤطا: ١٦٣٠ـ دارمی: ٢٣٥٣.

وَهُوَ الَّذِى كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّـرْ كَبِّرْ وَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِمَّا أَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ النَّبِىُّ ﷺ فِى ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ تَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوْالاَ قَــالَ فَتَـحْـلِفُ لَـكُـمْ يَهُـوْدُ قَـالُوْالَيْسُوْا مُسْـلِـمِيْنَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَـعَـثَ إِلَيْهِـمْ بِـمِـائَةِ نَـاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتْ عَـلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِيْ مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ (رواه النسائى، ٤٧١٠)

٥٢٦٠ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـقْسِـمُ خَـمْسُـوْنَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهِ . (رواه مسلم، ١٦٦٩)

٥٢٦١ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ قَالَ إِنَّ سَهْلاً وَالـلّٰـهِ أَوْ هَـمَ الْـحَدِيْثَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَـبَ إِلٰـى يَهُوْدَ أَنَّهُ قَدْ وُجِدَ بَيْنَ أَظْهُـرِكُـمْ قَتِيْلٌ فَدُوْهُ فَكَتَبُوْا يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ خَمْسِيْنَ يَمِيْناً مَا قَتَلْنَاهُ وَلاَ عَلِمْنَاقَاتِلًا قَالَ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ بِمَائَةِ نَاقَةٍ . (رواه أبوداود، ٤٥٢٥)

مراد عمر تھی۔ تو حویصہ رضی اللہ عنہ نے بات کی اور پھر محیصہ نے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یا وہ تمہارے آدمی کی دیت ادا کریں گے یا ان کو جنگ کا اعلان کرنا ہوگا۔ پس آنحضرت ﷺ نے یہود کو مراسلہ لکھا اور اس امر کی اطلاع دی تو انہوں نے لکھا کہ اللہ کی قسم! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حویصہ اور عبدالرحمٰن کو کہا: کیا تم قسم کھاتے ہو؟ پھر تم اپنے آدمی کی دیت کے مستحق ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہم قسم نہیں کھا سکتے فرمایا: پھر یہود تمہارے سامنے قسم کھائیں۔ ان تینوں نے کہا: وہ مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی پس آپ ﷺ نے سو ۱۰۰ اونٹنی سرخ رنگ کی ان کے پاس روانہ کیں یہاں تک کہ ان کے گھر میں پہنچا دیں۔ سہل نے کہا: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے پاؤں کے ساتھ ٹھوکر لگائی تھی۔"

"ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انصار کو فرمایا: تم میں سے پچاس مرد یہود کے ایک آدمی پر قسم کے ساتھ دعوٰی کریں تو اس کی ہلاکت تمہارے ہاتھ میں دی جائے گی۔" (مسلم)

"عبدالرحمٰن بن بجید نے کہا: تحقیق سہل کو حدیث میں وہم ہوا ہے۔ دراصل حدیث اس طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہود کو لکھا کہ تمہارے درمیان مقتول پایا گیا ہے تم اس کی دیت ادا کرو۔ انہوں جواب لکھا کہ ہم اللہ کی پچاس قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ ہمیں اس کا قاتل معلوم ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے مقتول کی دیت ادا کر دی اور سو ۱۰۰ اونٹنی دی......" (ابوداؤد)

(٥٢٦٠) مسلم: ١٦٦٩ـ بخارى: ٧١٩٢ـ ترمذى: ١٤٢٢ـ نسائى: ٤٧١٩ـ ابوداؤد: ٤٥٢٤ـ ابن ماجه: ٢٦٧٧ـ احمد: ١٦٨٢٥ـ مؤطا: ١٦٣١ـ دارمى: ٢٣٥٣.

(٥٢٦١) ابوداؤد: ٤٥٢٥ـ منكر، البانى: ٩٧٧ـ بخارى: ٧١٩٢ـ مسلم: ١٦٩ـ ترمذى: ١٤٢٢ـ نسائى: ٤٧١٩ـ ابن ماجه: ٢٦٧٧ـ احمد: ١٦٨٢٥ـ مؤطا: ١٦٣٠ـ دارمى: ٢٣٥٣.

٥٢٦٢ــ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ أَصْبَحَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَقْتُوْلاً بِخَيْبَرَ فَانْطَلَقَ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَكُمْ شَاهِدَانِ يَشْهَدَانِ عَلَى قَتْلِ صَاحِبِكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ ثَمَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّمَا هُمْ يَهُوْدُ وَقَدْ يَجْتَرِئُوْنَ عَلَى أَعْظَمَ مِنْ هٰذَا قَالَ فَاخْتَارُوْا مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ فَاسْتَحْلِفُوْهُمْ فَأَبَوْا فَوَدَاهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ. (رواه أبوداود، ٤٥٢٤)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا: خیبر میں انصار کا ایک آدمی قتل ہوگیا۔ اس کے ورثا آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے صورتِ حال بیان کی۔ فرمایا: کیا تمہارے پاس دو گواہ ہیں جو تمہارے آدمی کے قاتل پر گواہی دیدیں؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! وہاں کوئی مسلمان موجود ہی نہیں تھا، صرف یہود تھے۔ وہ تو اس سے بڑے امر پر بھی جرات کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے پچاس آدمی نامزد کرو اور قسم لے لو۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔'' (ابوداؤد)

٥٢٦٣ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ ابْنَ مُحَيِّصَةَ الْاَصْغَرَ اَصْبَحَ قَتِيْلاً عَلٰى اَبْوَابِ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقِمْ شَاهِدَيْنِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ أَدْفَعُهُ إِلَيْكُمْ بِرُمَّتِهِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنْ اَيْنَ أُصِيْبُ شَاهِدَيْنِ وَإِنَّمَا أَصْبَحَ قَتِيْلاً عَلٰى اَبْوَابِهِمْ قَالَ فَتَحْلِفُ خَمْسِيْنَ قَسَامَةً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ أَحْلِفُ عَلٰى مَالاَ أَعْلَمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَسْتَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ قَسَامَةً فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَسْتَحْلِفُهُمْ. وَهُمُ الْيَهُوْدُ فَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَتَهُ عَلَيْهِمْ وَاَعَانَهُمْ بِنِصْفِهَا. (للنسائي، ٤٧٢٠)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ ابن محیصہ الاصغر خیبر کے دروازے پر مقتول پایا گیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے قاتل پر دو گواہ پیش کر۔ میں اس کی ہلاکت کے فرمان کے ساتھ اس کو تیرے ہاتھ میں دیدوں گا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں گواہ کہاں سے لاؤنگا؟ ہمارا آدمی ان کے دروازے پر مقتول پایا گیا ہے۔ فرمایا: بطور قسامت پچاس ٥٠ قسم دیدیں۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس چیز پر قسم کیسے کھاؤں جسکا مجھے علم نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ان سے بطور قسامت پچاس قسمیں طلب کر۔ اس نے کہا: ہم ان سے کیسے قسم طلب کریں؟ وہ یہود قوم ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دیت ان پر تقسیم کی اور نصف دیت بطور امداد دیدی۔'' (النسائی)

(٥٢٦٢) ابوداؤد: ٤٥٢٤۔ صحیح البانی: ٣٧٩٣.

(٥٢٦٣) نسائی: ٤٧٢٠۔ شاذ، البانی: ٣١٩۔ ابن ماجه: ٢٦٧٨.

٥٢٦٤ـ عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ أَنَّ عُمَرَبْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْماً لِلنَّاسِ ثُمَّ اَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالَ نَقُوْلُ الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِي مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلاَبَةَ وَنَصَبَنِي لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُسُ الأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ اَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلَى رَجُلٍ مُحْصِنٍ بِدِمَشْقِ أَنَّهُ قَدْ زَنَى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لاَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلَى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا قَطُّ إِلاَّ فِي إِحْدَى ثَلاَثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ اَوْرَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَارْتَدَّعَنِ الإِسْلَامِ فَقَالَ الْقَوْمُ أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَرَ الأَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الإِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوْا الأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ

''ابو قلابہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنا تخت ایک دن لوگوں کے سامنے رکھا۔ اور لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ وہ اندر آ گئے تو کہا: تم قسامت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا: قصاص لازم کرنا قسامت کے ساتھ حق ہے۔ پھر اس نے کہا: اے ابو قلابہ! تو کیا کہتا ہے؟ اور مجھے لوگوں کے سامنے کھڑا کیا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! تیرے پاس فوجوں کے سردار اور عرب شرفا موجود ہیں۔ اگر پچاس آدمی دمشق میں ایک آدمی پر زنا کی شہادت دیں اور انہوں نے اس کو دیکھا نہ ہو تو کیا تو اس کو رجم کر دے گا؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: اگر حمص میں پچاس آدمی ایک شخص کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے، اور انہوں نے دیکھا نہ ہو تو کیا تو اس کا ہاتھ کاٹے گا؟ اس نے کہا: نہیں پھر میں نے کہا: بخدا! نبی کریم ﷺ نے ہرگز کوئی قتل نہیں کیا مگر اس کو جو تین امور میں سے کسی ایک کا ارتکاب کرنے والا ہو۔ اگر کسی نے بلاحق قتل کیا تو وہ قتل کیا گیا۔ یا وہ جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا۔ یا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑا اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: کیا تجھے انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا علم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے چوری کی وجہ سے ہاتھ، پاؤں کاٹے اور انکھوں میں سلائی پھیر دی تھی اور انھیں مرنے کے لیے سورج کے سامنے ڈال دیا تھا؟ میں نے کہا: میں تمھیں حدیث انس رضی اللہ عنہ سناتا ہوں۔ مجھ سے سیّدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عکل قبیلے کے آٹھ آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ لیکن مدینہ کی آب و ہوا انھیں موافق نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ یہ بات

(٥٢٦٤) بخاری: ٦٨٩٩ـ مسلم: ١٦٧١ـ ترمذی: ٧٢ـ نسائی: ٤٠٣٥ـ ابوداؤد: ٤٣٦٤ـ ابن ماجه: ٣٥٠٣ـ احمد: ١٣٦٧٢.

إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَفَلاَتَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِي إِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنَ الْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَطْرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا قُلْتُ وَأَيُّ شَيْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلاَءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الإِسْلاَمِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِي يَا عَنْبَسَةُ قَالَ لاَ وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ وَاللّٰهِ لاَ يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِي هٰذَا سُنَّةٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِّنَ الاَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَاحِبُنَا كَانَ تَحَدَّثَ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا فَإِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ مَنْ تَرَوْنَ قَتَلَهٗ قَالُوْا نَرٰى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ آنْتُمْ قَتَلْتُمْ

رسولِ اکرم ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے چرواہے کے ساتھ چلے جاؤ۔ وہاں اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیئو (ٹھیک ہو جاؤ گے)۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہوگئے۔ پھر انھوں نے نبی علیہ السلام کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹ چوری کر کے لے گئے۔ یہ خبر آپ ﷺ تک پہنچی تو ان کے پیچھے صحابہ کرام کو بھیجا۔ انھیں پکڑ لیا گیا تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ اور مرنے کے لیے سورج کے آگے پھینک دیا۔ یہاں تک کہ وہ مرگئے۔ میں نے کہا: جو حرکت انھوں نے کی اس سے بڑی کونسی حرکت ہے وہ تو مرتد ہوگئے تھے۔ انہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ عنبسہ بن سعید نے کہا: اللہ کی قسم! آج کی طرح میں نے کبھی نہیں سنا۔ میں نے کہا: اے عنبسہ! تم میری بات کو رد؟ کرتے ہوانہوں نے کہا: نہیں، بلکہ آپ حدیث کو صحیح طریقہ پر بیان کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس لشکر میں یہ شیخ موجود رہے یہ لشکر خیر پر رہے گا۔ میں نے کہا: اس معاملہ میں (یعنی قسامت میں) رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہے کہ آپ ﷺ کے پاس باتیں کرنے کے لیے انصار کی ایک قوم آئی اور ان میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور وہ قتل کیا گیا۔ جب لوگ باہر گئے تو وہ خون میں لت پت مردہ پڑا تھا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر گئے، اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا: تمہاراکس پر گمان ہے کہ انہوں نے اس کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا: یہود پر۔ آپ ﷺ نے یہود کو بلایا اور فرمایا: کیا تم نے یہ آدمی قتل کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا: کیا تم یہود کے پچاس آدمیوں کی قسم پر راضی ہو کہ انہوں نے قتل کیا ہے؟ انھوں نے

هٰـذَا قَالُوْا لاَ قَالَ أَتَرْضَوْنَ نَفْلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُـوْدِ مَـا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَقْتُلُوْنَا أَجْـمَعِيْنَ ثُمَّ يَنْتَفِلُوْنَ قَالَ أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَّةَ بِـأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ فَـوَدَاهُ مِـنْ عِـنْـدِهِ قُـلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلُ خَـلَعُوْا خَلِيْعاً لَهُمْ فِي الْجَا هِلِيَّةِ فَطَرَقَ أَهْلَ بَيْـتٍ مِـنَ الْيَـمَـنِ بِالْبَطْحَاءِ فَانْتَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِـنْهُـمْ فَـحَـذَفَـهُ بِـالسَّيْفِ فَقَتَلَـهُ فَجَاءَتْ هُذَيْلُ فَـأَخَـذُوا الْيَـمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ إِلَى عُمَرَ بِـالْـمَـوْسِمِ وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ إِنَّهُمْ قَـدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ رَجُلاً وَقَـدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُـقْسِـمَ فَافْتَدَى يَمِيْنَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ فَـأَدْخَلُوْا مَكَانَهُ رَجُلاً آخَرَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَخِي الْـمَـقْتُـوْلِ فَـقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ قَالُوْا فَانْطَلَقَا وَالْـخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءَ فَدَخَلُوْا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَـمُـوْا فَـمَـاتُوْا جَمِيْعًا وَاَفْلَتَ الْقَرِيْنَانِ وَاتْبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رَجُلَ أَخِي الْمَقْتُوْلِ فَـعَــاشَ حَـوْلاً ثُـمَّ مَـاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَـانَ عَبْـدُالْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اَقَادَ رَجُلاً بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَـمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى

کہا: یہود قسموں کی پرواہ نہیں کریں گے وہ ہم سب کو بھی قتل کر کے قسمیں کھا جائیں گے کہ انہوں نے کوئی قتل نہیں کیا ...... فرمایا: تم پچاس آدمی قسم کھا کر دیت کے مستحق بنتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم تو قسم نہیں کھائیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ادا کر دی۔ میں کہتا ہوں: بنو ہذیل نے اپنا ایک آدمی اپنے درمیان سے عاق کر دیا تھا۔ وہ یمن کے ایک گھرانے میں رات کو جا گھسا۔ وہ لوگ مقام بطحاء میں مقیم تھے۔ تو یمنی گھرانے کا ایک مرد بیدار ہوا اور اس کو تلوار مار کر قتل کر دیا۔ بنو ہذیل نے وہ یمنی مرد پکڑ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر پیش کیا اور کہا: اس نے ہمارا آدمی قتل کیا ہے۔ اس نے کہا: انہوں نے خود اس کو آزاد چھوڑا اور جدا کیا ہوا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہذیل میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انہوں نے مقتول کو عاق نہیں کیا تھا۔ پس انچاس افراد نے قسم کھائی اور ان کا ایک آدمی شام سے لوٹ کر آیا تھا۔ اس کو قسم کھانے کا کہا گیا تو اس نے قسم کے بدلے ہزار درہم دے دیئے۔ بنو ہذیل نے اس کے بجائے دوسرا ایک آدمی داخل کیا اور اس نے قسم کھائی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدعا علیہ کو مقتول کے بھائی کو پکڑا دیا۔ اور اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے باندھ دیا تو وہ بھی چل پڑے۔ اور وہ پچاس بھی جنہوں نے قسم کھائی تھی۔ جب وہ مقام نخلہ میں پہنچے تو آسمان سے بارش برسی۔ وہ پہاڑ کے غار میں داخل ہوئے۔ غار ان پچاس پر گر گیا جنہوں نے قسمیں کھائی تھیں۔ اور وہ سب ہی ہلاک ہو گئے۔ مقتول کا بھائی اور ملزم نکلے اور پھر ان کے اوپر پتھر گرا اور اس نے مقتول کے بھائی کو زخمی کر دیا، ہڈی وغیرہ توڑ دی وہ ایک سال اس حال میں زندہ رہ کر مر گیا۔ میں نے کہا: عبد الملک بن مروان نے ایک مرد کو قسامت کے ذریعے قصاص میں قتل کیا۔ پھر اپنے فیصلے پر پشیمان ہوا اور حکم دیا کہ جن پچاس آدمیوں نے

الشَّامِ . (رواه البخاری، ٦٨٩٩)

قسامت میں قسم کھائی ہے ان کا نام دفاتر کی کاپیوں سے نکال دیا جائے اور ان کو شام روانہ کردیا جائے۔'' (بخاری)

٥٢٦٥ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَتَلَ بِالْقَسَامَةِ رَجُلاً مِنْ بَنِي نَصْرِ بْنِ مَالِكٍ بِبَحْرَةِ الرُّغَاءِ عَلٰى شَطِّ لِيَّةِ الْبَحْرَةِ قَالَ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ مِنْهُمْ . (رواه أبوداود، ٤٥٢٢)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے لیلۃ البحرۃ کے کنارے بحرۃ الرغا میں بنونصر کے ایک آدمی کو قسامت کی قتل کیا۔ اور فرمایا: قاتل اور مقتول دونوں اسی قبیلہ میں سے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٢٦٦ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ وُجِدَ قَتِيْلٌ بَيْنَ قَرْيَتَيْنِ أَوْ مَيِّتٌ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَذُرِعَ مَابَيْنَ الْقَرْيَتَيْنِ إِلَى أَيِّهِمَا كَانَ أَقْرَبَ فَوُجِدَ أَقْرَبَ إِلَى أَحَدِهِمَا بِشِبْرٍ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى شِبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَهُ عَلَى الَّذِيْ كَانَ أَقْرَبَ . (رواه أحمد، ١١٤٣٥)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مقتول دو بستیوں کے درمیان پایا گیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے درمیان کے فاصلہ کو ہاتھوں سے ناپنے کا حکم دیا تاکہ دیکھا جائے کہ ان میں سے کس بستی کے قریب پایا گیا ہے۔ پس ان میں سے ایک طرف ایک بالشت کے برابر قریب تھا۔ گویا میں آپ ﷺ کی بالشت اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ پس اس کی دیت اس بستی پر ڈال دی جس کے زیادہ قریب تھا۔'' (احمد)

٥٢٦٧ــ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ . (رواه مسلم، ١٩٥٥)

''سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دو چیزیں رسولِ اکرم ﷺ سے یاد کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے احسان کرنا ہر چیز میں لازم کیا ہے۔ جب قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو۔...... (مسلم)

٥٢٦٨ــ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الْإِيْمَانِ . (رواه ابوداود، ٢٦٦٦)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قتل کرنے سے زیادہ بچنے والے یا قاتلوں کو زیادہ معاف کرنے والے تمام لوگوں میں سے اہل ایمان ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے زمانہ جاہلیت کی رسم قسامت کا علم ہوتا ہے اور اس کے آغاز کا بھی پتہ چلتا ہے۔ نبی ﷺ نے عملاً فیصلہ فرما کر جو کہ عبداللہ کے قتل کا تھا، قسامت سے فیصلہ کیا۔ اسے آپ ﷺ نے قیامت تک کے

(٥٢٦٥) ابوداؤد: ٤٥٣٢۔ ضعيف، معضل البانی: ٩٧٦.

(٥٢٦٦) احمد: ١١٤٣٥۔ بزار، وفيه عطية العوفی وهو ضعيف، هيثمی: ١٠٧٣٤.

(٥٢٦٧) مسلم: ١٩٥٥۔ ترمذی: ١٤٠٩۔ نسائی: ٤٤١٤۔ ابوداؤد: ٢٨١٥۔ ابن ماجه: ٣١٧٠۔ احمد: ١٦٦٨٩۔ دارمی: ١٩٧٠.

(٥٢٦٨) ابوداؤد: ٢٦٦٦۔ ضعيف، البانی: ٥٧٠۔ ابن ماجه: ٢٦٨٢۔ احمد: ٣٧٢٠.

لیے ثابت کر دیا اگر مدعی علیہم قسمیں دے دیں تو ان پر کوئی دیت نہیں۔ اس میں شریعت نے کافر کی قسم کو بھی تسلیم کیا ہے۔ صرف مدعی کے کہنے پر قسموں کا آغاز نہیں ہوگا، جب تک دیگر اشارات اس قتل کی تائید نہ کریں تب تک قسامت نہ ہوگی۔ اگر پچاس آدمی قسمیں اٹھا لیں تو پھر مقتول کے ورثا دیت کے حقدار نہیں۔ اگر وہ لوگ قسم اٹھانے سے انکار کر دیں تو پھر دیت کی ادائیگی ان پر لازم ہے۔ (۱) مقتول کے ورثا کو دیت لینے کا حق ہے۔ (۲) قاتل کو مقتول کے ورثا کے لیے قتل کرنے کا حق ہے۔ (۳) ان دونوں سے بچاؤ کی یہ صورت ہے کہ قاتل کے ورثا قسمیں اٹھائیں کہ نہ تو اس نے قتل کیا ہے نہ ہی انہیں علم ہے کہ کس نے قتل کیا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دور جاہلیت کی اچھی چیز کو اسلام نے برار قرار رکھا ہے۔

قسامت کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی مقتول یا مجروح پایا جائے، اس کے قاتل کا پتہ نہ چل سکے اور نہ ہی اس کے قتل پر گواہی موجود ہو اور مقتول کے ورثا کسی فرد پر یا جماعت پر قتل کا دعویٰ کریں، کچھ قرائن مدعی کے دعویٰ کی تائید کرتے ہوں سامان وغیرہ پایا جائے۔ اس کیفیت میں مدعی پچاس آدمیوں کی قسمیں پیش کریں جو کہیں کہ اس جماعت یا فرد نے اسے قتل کیا ہے تو پھر جس کے متعلق یہ کہیں گے اس پر قتل ثابت ہوگا اگر مدعی قسم نہ اٹھائیں پھر جن کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہے وہ پچاس آدمی قسموں کے لیے لائیں اور اس قتل سے بری ہونے کا اعلان کریں۔

یہ یاد رہے خالی دعویٰ سے قسامت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ کوئی قوی شبہہ نہ ہو۔

قسموں کی ابتداء مدعی کریں گے اگر یہ انکاری ہو جائیں تو پھر مدعی علیہم اٹھائیں اگر مدعی علیہم بھی انکاری ہوں تو پھر ان پر دیت دینا فرض ہے۔ اگر مدعی قسم نہ اٹھائیں کہ یہی قاتل ہے اور مدعی علیہم کی قسموں پر وہ اعتبار بھی نہ کریں تو پھر حاکم وقت خود دیت دے گا تا کہ نزاع ختم ہو۔ قسامت صرف خون کے مقدمہ میں ہے، حدود کے مقدمات میں قسامت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا اگر معاملات درپیش ہوں تو عمر رسیدہ کو آگے رکھا جائے۔ عبادت کی کثرت معاملہ آرائی کی ریاضت اور تجربہ کی فراوانی کی وجہ سے یہ زیادہ موزوں رہتا ہے۔ اور جب دیگر فضائل میں لوگ مساوی ہوں تو پھر عمر کو ترجیح دی جائے گی یعنی امامت کرنے، نکاح میں ولی بننے وغیرہ میں بھی یہی صورت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۷۰ تا ۵۷۳)

۲۔ قتل میں احسان یہ ہے کہ کسی سے قصاص لینا ہو، حد لگانی ہو تو اس کی اچھی صورت اپنائیں جس سے محدود کو کم تکلیف ہو۔ مگر جیسا کہ اوپر گزرا ہے قصاص میں جس طرح کسی نے مارا ہے، اسی طرح مارنا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس یہودی کا سر اسی طرح کچلا تھا، جس طرح اس نے لونڈی کا سر کچلا تھا۔ اسی طرح شادی شدہ زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے۔ یہ اسی طرح رہے گی یا ڈاکوؤں کی سزا ہے یہ بھی سخت ہے۔ ان کے علاوہ جو حدود ہوں یا قصاص ہو اس میں مارنے میں اچھا طریقہ اور آسان طرز عمل اپنایا جائے۔ (عون المعبود: ۳/ ۵۸)

اس حدیث کا بقیہ حصہ ہے جب جانور ذبح کرو تو اچھا انداز اپناؤ۔ وہ بھی یہی ہے کہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو چھری تیز ہو اس کی موجودگی میں دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے اور پہلے اسے زمین پر نہ لٹا دیا جائے، بلکہ وقت پر لٹایا جائے۔

الديات في النفس والأعضاء والجراح والجنين وما يتعلق بذلك
قتلِ نفس، اعضاء، زخم اور جنین کی دیت اور اس کے متعلقات کا بیان

٥٢٦٩ـ عَنْ عَمْروبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـضَى أَنَّ مَنْ قَتَلَ خَـطَـاءً فَـدِيَتُهُ مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ ثَلاثُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَثَلاثُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَثَلاثُوْنَ حِقَّةً وَعَشَـرَـةُ بَنِي لَبُوْنٍ ذَكَرٍ . (رواه ابوداود، ٤٥٤١)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ دیا ہے کہ جس نے خطا کے ساتھ قتل کیا تو اس کی دیت سو اونٹ ہیں تیس(۳۰) بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی) تیس(۳۰) بنت لبون (دوسالہ اونٹنی) اور تیس (۳۰) حقہ (تین سالہ اونٹنی) اور دس ابن لبون نر۔'' (ابوداؤد)

٥٢٧٠ـ عَنْ عَمْروبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَـالَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً مُتَعَمِّدًا دُفِعَ إِلٰى أَوْلِيَاءِ الْـمَقْتُوْلِ فَإِنْ شَاؤُا قَتَلُوْا وَإِنْ شَاؤُا أَخَذُوا الـدِّيَةَ وَهِـيَ ثَلاثُـوْنَ حِقَّةً وَثَلاثُوْنَ جَذْعَةً وَأَرْبَعُوْنَ خَلْفَةً وَمَا صَالَحُوْا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ وَذٰلِكَ لِتَشْـدِيْـدِ الْعَقْلِ . (رواه الترمذى، ١٣٨٧)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو قتل عمد کا مرتکب ہوگا اس کو اولیاءِ مقتول کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ وہ چاہیں تو قتل کریں اگر چاہیں تو دیت وصول کریں۔ دیت تیس(۳۰) حقہ، تیس جذعہ (پانچ سالہ) اور چالیس(۴۰) خلفہ (حاملہ اونٹنی) ہے۔ اور جس چیز پر صلح کریں وہ فریقین کو اختیار ہے۔ اور یہ اس لیے کہ دیت مشکل ترین ہے۔'' (ترمذی)

٥٢٧١ـ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي دِيَّةِ الْـخَطَاءِ عِشْرُوْنَ حِـقَّةً وَعِشْـرُوْنَ جَـذْعَةً وَعِشْـرُوْنَ بِـنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بَنِيْ مَخَاضٍ ذَكَرٍ . (رواه أبوداود، ٤٥٤٥)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خطا کے ساتھ قتل کرنے کی دیت بیس حقے، بیس جذعے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون اور بیس بنو مخاض نر ہیں۔'' (ابوداؤد)

(٥٢٦٩) ابوداؤد: ٤٥٤١۔ حسن، البانی: ٣٨٠٥۔ نسائی: ٤٨٠١۔ ابن ماجه: ٢٦٣٠۔ احمد: ٦٩٩٤.

(٥٢٧٠) ترمذی: ١٣٨٧۔ حسن، البانی: ١١٢١۔ ابوداؤد: ٤٥٠٦۔ ابن ماجه: ٢٦٢٦۔ احمد: ٦٩٩٤.

(٥٢٧١) ابوداؤد: ٤٥٤٥۔ ضعيف، البانی: ٩٨٤۔ ترمذی: ١٣٨٦۔ نسائی: ٤٨٠٢۔ ابن ماجه: ٢٦٣١۔ احمد: ٤٢٩١۔ دارمی: ٢٣٦٧.

٥٢٧٢ــ عَنْ عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ فِي شِبْهِ الْعَمَدِ أَثْلاَثٌ ثَلاَثٌ وَثَلاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلاَثٌ وَثَلاثُوْنَ جَذْعَةً وَأَرْبَعٌ وَثَلاثُوْنَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا وَكُلُّهَا خَلِفَةٌ. (رواه أبوداود٤٥٥١)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: شبہ عمد کی دیت تین اقسام میں سے دی جائے گی۔تینتیس حقے، تینتیس جذعے اور چونتیس دو دانتے (جو چھٹے سال میں داخل ہوں) سے لے کر بازل عام تک (جو نویں سال میں داخل ہو) اور یہ سب حاملہ ہوں۔''

٥٢٧٣ــ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْخَطَاءِ أَرْبَاعاً خَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ جَذْعَةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ. (رواه ابوداود، ٤٥٥٣)

''ایک روایت میں ہے: خطا سے قتل کی دیت چار عمروں پر منقسم ہے۔پچیس حقے، پچیس جذعے، پچیس بنت لبون اور پچیس بنات مخاض۔'' (ابوداوٗد)

٥٢٧٤ــ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَضٰى عُمَرُ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ ثَلاثِيْنَ حِقَّةً وَثَلاثِيْنَ جَذْعَةً وَأَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً مَابَيْنَ ثَنِيَّةٍ إِلَى بَازِلِ عَامِهَا. (رواه أبوداود، ٤٥٥٠)

''مجاہد نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شبہ عمد میں دیت تیس حقے۔ تیس جذعے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں دینے کا فیصلہ کیا جو دو دانتے سے بازل عام تک ہوں۔'' (ابوداوٗد)

٥٢٧٥ــ عَنْ أَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي الْمُغَلَّظَةِ أَرْبَعُوْنَ جَذَعَةً خَلِفَةً وَثَلاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلاثُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَفِي الْخَطَاءِ ثَلاثُوْنَ حِقَّةً وَثَلاثُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ بَنُوْ لَبُوْنٍ ذُكُوْرٌ وَعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ (لأبي داود٤٥٥٤)

''ابو العیاض سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قتل عمد کی دیت حسب ذیل قرار دیتے۔ چالیس حاملہ جذعے، تیس حقے اور تیس بنات لبون۔ اور قتل خطا میں تیس حقے، تیس بنات لبون اور بیس بنی لبون نر اور بیس بنت مخاض قرار دیتے تھے۔'' (ابوداوٗد)

٥٢٧٦ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَجُلٍ مِن اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ

''ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار: مقتول بالخطاء وہ مقتول ہے جس کو کوڑے، لاٹھی اور پتھر

(٥٢٧٢) ابوداؤد: ٤٥٥١۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٩٨٨.

(٥٢٧٣) ابوداؤد: ٤٥٥٣۔ ضعيف، البانی: ٩٩٠.

(٥٢٧٤) ابوداؤد: ٤٥٥٠۔ صحيح، البانی: ٣٨٠٨.

(٥٢٧٥) ابوداؤد: ٤٥٥٤۔ صحيح، البانی: ٣٨٠٨.

(٥٢٧٦) نسائی: ٤٧٩٤۔ صحيح، البانی: ٤٤٦١۔ ابوداؤد: ٤٥٤٧۔ ابن ماجه: ٢٦٢٧۔ احمد: ٧٠٤٨۔ دارمی: ٢٣٨٣.

يَـوْمَ فَتْـحِ مَـكَّةَ فَقَالَ أَلاَ وَإِنَّ قَتِيْلَ الْخَطَاءِ شِبْـهُ الْعَمَدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا وَالْحَجَرِ مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ فِيْهَا أَرْبَعُوْنَ ثَنِيَّةً إِلَى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهُنَّ خَلِفَةٌ. (رواه النسائی ، ٤٧٩٣)

سے مارا گیا ہو۔ اور یہ شبہ العمد کی مثل ہے اس میں سو (۱۰۰) اونٹ ہیں، ان میں سے چالیس دو دانتے سے لے کر بازل عام تک اور سب کی سب حاملہ ہوں گی۔'' (نسائی)

٥٢٧٧۔ وَفِي رِوَايَةٍ: مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ اَرْبَعُوْنَ فِي بُطُوْنِهَا أَوْلاَدُهَا (للنسائی ، ٤٧٩٣)

''ایک روایت میں ہے: سواونٹ جن میں چالیس وہ جن کے پیٹ میں اولاد ہو۔'' (نسائی)

شـــرح: ......ان سے پتہ چلتا ہے کہ قتل خطا کی دیت پانچ قسم کے اونٹ ہیں۔ بیس ایسے ہوں جن کی عمر چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ بیس جن کی عمر پانچویں سال میں لگ چکی ہو۔ اور بیس جن کی عمر ایک سال ہو اور دوسرا سال لگ چکا ہو۔ بیس جن کی عمر کو تیسرا سال لگ چکا ہو۔ دو سال کی مادہ اونٹنیاں ہوں۔ بیس وہ نر اونٹ ہوں جن کی عمر دو سال ہو تیسرا لگ چکا ہو۔

بعض روایات میں صرف دو سال کی بجائے ایک سال کے نر اونٹ آتے ہیں۔ لیکن دو سال کی عمر والے نر اونٹ والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

باقی رہی بات کہ حضرت عمرو بن شعیب والی حدیث کہ دیت، تیس تین سال والی اونٹنیاں ہیں اور تیس چار سال والی اونٹنیاں اور چالیس وہ اونٹنیاں جن کے پیٹ میں بچے ہوں۔

اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ اس کی سند کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت صحیح ہے۔ اس صورت میں تعارض نہیں ہوتا، عمل ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث پر ہوگا۔

اگر بقول بعض اس حدیث کو قبول کر بھی لیا جائے تو یہ عمرو والی حدیث میں جو تعداد بیان ہوئی ہے یہ اس صورت میں ہے جب مقتول کے ورثا قتل عمد کی صلح دیت لے کر کرنے پر آمادہ ہوں اس میں قتل خطاء کی دیت نہیں۔ وہ وہی ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث میں ہے، اس میں دیت کے اونٹوں کی عمریں بتائی گئی ہیں، ان کا تعین کیا گیا ہے۔

اگر اونٹوں کے علاوہ کوئی چیز لینی ہو تو ان کی قیمت لگا کر دیت ادا کی جائے، باقی تمام اجناس اس کا بدل ہیں۔ اصل نہیں اصل اونٹ ہیں/ سونے والوں سے ایک ہزار دینار لیا جائے اور چاندی والوں کے لیے بارہ ہزار مقرر کیا جائے۔ گائے والوں کے لیے دو سو گائے مقرر کی جائیں، بکریوں والوں پر دو ہزار بکری اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے دیت مقرر کی جائے۔ (توضیح الاحکام: ٦/ ١٣٨)

(٥٢٧٧) نسائی: ٤٧٩٣۔ صحیح البانی: ٤٤٦٠۔ ابوداؤد: ٤٥٤٧۔ ابن ماجہ: ٢٦٢٧۔ احمد: ٧٠٤٨۔ دارمی: ٢٣٨٣.

٥٢٧٨ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْـلُ عَـقْـلِ الـرَّجُلِ حَتّٰى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِيَتِهَا . (رواه النسائى، ٤٨٠٥)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت کی مثل ہے یہاں تک کہ عورت کی دیت کے ثلث تک پہنچ جائیں۔'' (یہ دو روایات نسائی کی ہیں)

٥٢٧٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِـي الْـمُكَاتَبِ يُؤَدِّيْ بِقَدْرِمَا اَدَّى مِـنْ مُكَاتَبَتِهٖ دِيَةَ الْحُرِّ وَمَا بَقِىَ دِيَةُ الْعَبْدِ . (رواه النسائى، ٤٨١٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ مکاتب کی دیت مکاتبت ادا کرنے کے بقدر ہے جتنا حصہ آزاد ہوا دیت آزاد کی ہے۔اور بقیہ غلام کی دیت ہے۔'' (نسائی)

٥٢٨٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ إِذَا أَصَـابَ الْـمُكَاتَبُ حَدًّا أَوْ وَرِثَ مِيْـرَاثـاً يَرِثُ عَلٰى قَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ . (رواه أبوداود، ٤٥٨٢)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر مکاتب حد کا مرتکب ہوا یا اس کو میراث کا مال ملا تو وہ اس اندازے پر ہے جس قدر وہ آزاد ہوا۔یعنی مکاتبت کی رقم جس قدر ادا کی اس قدر وہ آزاد ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٢٨١ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ دِيَةُ الْمُعَاهِدِ نِصْفُ دِيَةِ الْحُرِّ . (رواه أبوداود، ٤٥٨٣)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ذمی کی دیت آزاد کی دیت سے نصف ہے۔ (ابوداؤد)

٥٢٨٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَدّٰى الْعَامِرِيَّيْنِ بِدِيَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ لَهُمَا عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه الترمذى ١٤٠٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو عامر کے دو افراد کی دیت مسلمانوں کی دیت کے برابر ادا کی۔ان دونوں کا نبی کریم ﷺ سے معاہدہ تھا۔'' (الترمذی)

٥٢٨٣ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَقْلُ أَهْلِ الذِّمَّةِ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل معاہدہ ذمی

(٥٢٧٨) نسائی: ٤٨٠٥ـ ضعيف البانی: ٣٣٥.

(٥٢٧٩) نسائی: ٤٨١٠ـ صحيح، البانی: ٤٤٧٣ـ ترمذی: ١٢٥٩ـ ابوداؤد: ٤٥٨١ـ احمد: ٣٤٧٩.

(٥٢٨٠) ابوداؤد: ٤٥٨٢ـ صحيح، البانی: ٣٨٣٠ـ ترمذی: ١٢٥٩ـ نسائی: ٤٨١٢ـ احمد: ٣٤١٣.

(٥٢٨١) ابوداؤد: ٤٥٨٣ـ حسن، البانی: ٣٨٣١ـ نسائی: ٤٨٠٦.

(٥٢٨٢) ترمذی: ١٤٠٤ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٢٣٥.

(٥٢٨٣) نسائی: ٤٨٠٦ـ حسن، البانی: ٤٤٦٩ـ ابن ماجه: ٢٦٤٤ـ احمد: ٧٠٥٢.

نِصْفُ عَقْلِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُمُ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى. (رواه النسائی ٤٨٠٦) لوگوں کی دیت جب وہ یہودی یا نصرانی ہوں مسلمانوں کی دیت کے نصف کے برابر ہے۔'' (النسائی)

شرح: ......ذمی یعنی وہ کافر جو اسلامی ریاست میں بطور رعایا سکونت پذیر ہو یا وہ غیر مسلم معاہدہ کرنے والا ہے اگر ان میں سے کوئی قتل ہو جاتا ہے تو ان کی دیت آدھی ہوگی یعنی پچاس اونٹ ہوں گے اور مسلمان قصاص میں قتل نہ ہوگا۔ اور اگر یہ زخمی ہوئے ہیں تو ان کے زخموں کی دیت بھی مسلمان کے زخموں سے آدھی ہوگی۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ ذمی کی دیت کو مسلمان کی دیت کے برابر قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے:

﴿وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ﴾ (النسآء: ٩٢)

''اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہو تو اس کے اہل کو دیت سونپ دو۔''

ان کا استدلال ہے اس میں دیت کا لفظ مکمل دیت پر بولا گیا ہے، لیکن یہ موقف مضبوط نہیں۔ حدیث نے وضاحت کر دی ہے کہ اس کی دیت آدھی ہے اور اسی آدھی کو آیت میں بھی دیت کہا گیا ہے۔

عورت کی دیت بھی مرد سے نصف ہے، عورت مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو اگر قتل ہو جاتی ہے تو مرد سے آدھی یعنی پچاس اونٹ اس کی دیت ہے۔

لیکن عورت کے زخم اس کے تیسرے حصہ تک مرد کے برابر ہوں گے، اس سے زیادہ ہوں تو پھر نصف ہو جائیں گے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک انگلی کوئی کاٹ دے تو اس کی دیت دس اونٹ ہے۔ اگر کوئی کسی عورت کی تین انگلیاں کاٹ دیتا ہے تو اس کی دیت بھی تیس اونٹ ہوگی۔

اگر کوئی عورت کی چار انگلیاں کاٹ دیتا ہے، اب اس کی دیت تین انگلیوں کی تیس اونٹ تو مرد کے برابر ہوگی، چوتھی انگلی کی پانچ اونٹ ہوگی جو کہ نصف ہے اس طرح عورت کی چار انگلیوں کی دیت پینتیس اونٹ ہوگی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵٦۴)

مکاتب وہ غلام ہے جو قسطوں پر آزاد ہوتا ہے، اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ جب تک اس کے ذمہ ایک بھی درہم ہے، یہ غلام ہے تو اسے اگر کوئی قتل کرتا ہے تو دیکھا جائے گا یہ جتنا آزاد ہے اتنی اس کی دیت آزاد والی ہوگی اور جتنا یہ غلام ہوگا اتنی اس کی دیت غلام والی ہوگی جو کہ نصف دیت ہے مثلاً یوں سمجھیں یہ آدھا آزاد تھا اور آدھا غلام ہے تو اس کی آدھی دیت آزاد والی ہوگی اور آدھی دیت غلام والی ہوگی۔

اسی طرح اس کی وراثت بھی ہوگی مثلاً ایک غلام آدھا آزاد ہو چکا تھا، اس کا والد فوت ہو جاتا ہے جو کہ آزاد تھا صرف یہ غلام ہی اس کا لڑکا ہے، تو اسے اس کی وراثت میں سے نصف ملے گا کیونکہ یہ آدھا آزاد ہے، اسی طرح اس کی قسطوں کی ادائیگی کا حساب ہوگا۔ اس کے مطابق یہ حصہ دار ہوگا۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۱۹)

٥٢٨٤ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا بِثُلُثِ الدِّيَةِ . (رواه أبوداود، ٤٥٦٧)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے نابینا آنکھ جو اپنی جگہ پر قائم تھی اس کی دیت تینتیس اونٹ دینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٢٨٥ــ عَـنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ زَيْدَبْنَ ثَـابِـتٍ كَـانَ يَـقُـوْلُ فِـي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طَفِئَتْ مِائَةُ دِيْنَارٍ . (رواه مالك، ١٦١١)

''سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس آنکھ کی دیت کے بارے میں کہا کرتے تھے: ''جب وہ اپنی جگہ پر قائم رہے البتہ نظر جاتی رہے تو اس کی دیت سو دینار ہے۔''

٥٢٨٦ــ عَـنْ عِـصْمَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَـدْ فَـقِـئَـتْ عَيْـنُهُ، فَقَالَ: مَنْ ضَرَبَكَ؟ فَقَالَ: أَعْوَرُبَنِيْ فُلَانَ ، فَبَعَثَ اِلَيْهِ فَـجَـاءَ فَـقَـالَ : أَنْتَ فَقَأْتَ عَيْنَ هٰذَا؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَقَضٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِالدِّيَةِ ، وَقَالَ: لاَنَـفْـقَـأُعَيْـنَـهُ فَـنَدَعُـهُ غَيْرَبَصِيْرٍ . (رواه الطبراني في الكبير [١٧/ ١٨٢] بضعف)

''عصمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جس کی آنکھ نکالی گئی تھی۔فرمایا: تجھے کس نے مارا ہے؟ اس نے کہا: بنوفلاں کے کانے نے۔اس کی طرف آدمی بھیج کر بلایا اور اس کو فرمایا: کیا تو نے اس کی آنکھ نکالی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس آپ نے دیت کا حکم دیا اور فرمایا: کانے کی آنکھ نہ نکالی جائے۔وہ بالکل روشنی کے بغیر ہو جائے گا۔'' (الکبیر، بضعف)

شرح: ......صحیح بات یہی ہے کہ آنکھوں کے ضائع کرنے والے کے ذمہ پوری دیت ہے جو کہ سو اونٹ ہے۔اور ایک آنکھ ضائع ہو جانے کی صورت میں نصف دیت یعنی پچاس اونٹ ہے آنکھ خواہ نکل جائے یا روشنی نہ رہے یا اپنی جگہ پر رہے۔ایک آنکھ کی دیت نصف ہے اور ایک آنکھ کے ضائع ہونے کی صورت میں دیت کا تیسرا حصہ تقریباً تینتیس اونٹ یہ حکومت کے طور پر ہے۔اس سے مراد ہے کہ غلام کی دیت کے مطابق بتایا گیا ہے کیونکہ اس کی ساری دیت پچاس اونٹ ہے کچھ اوپر ملا کر اسے دیت کا تہائی حصہ قرار دیا گیا ہے۔بہرصورت صحیح تر یہی بات ہے کہ کسی کی ایک آنکھ ضائع کر دی جائے تو اس کی دیت نصف ہے۔(عون المعبود:۴/ ۳۱۵)

٥٢٨٧ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الأَسْنَانِ خَمْسٌ

''عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر دانت کی دیت پانچ پانچ اونٹ ہیں۔'' (ابوداؤد)

(٥٢٨٤) ابوداؤد: ٤٥٦٧۔ حسن احتمالا، البانی: ٣٨٢١۔ نسائی: ٤٨٤٠.

(٥٢٨٥) مؤطا: ١٦١١.

(٥٢٨٦) طبرانی کبیر: ١٧/ ١٨٢۔ وفیه الفضل بن المختار وهو ضعیف، هیثمی: ١٠٧٦١.

(٥٢٨٧) ابوداؤد: ٤٥٦٣۔ حسن صحیح، البانی: ٣٨١٧۔ نسائی: ٤٨٤٢۔ احمد: ٦٩٩٤۔ دارمی: ٢٣٧٤.

خَمْسٌ . (رواه ابوداود، ٤٥٦٣)

٥٢٨٨ــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَضٰى عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فِي الاَضْرَاسِ بِبَعِيْرٍ بَعِيْرٍ وَقَضٰى مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ فِي الْاَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ أَبْعِرَةٍ خَمْسَةِ أَبْعِرَةٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَالدِّيَةُ تَنْقُصُ فِي قَضَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَتَزِيْدُ فِي قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ فَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَجَعَلْتُ فِي الْاَضْرَاسِ بَعِيْرَيْنِ بَعِيْرَيْنِ فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَاءٌ وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مَأْجُوْرٌ . (رواه مالك، ١٦١٤)

''سعید ابن میسّب نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ہر پچھلے دانت کی دیت ایک ایک اونٹ کا فیصلہ دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پانچ پانچ اونٹ کا فیصلہ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی مقررہ دیت کم اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیادہ ہے اگر میں ہوتا تو دو دواونٹ دیت مقرر کرتا تو یہ دیت برابر ہوتی اور ہر مجتہد کو اجر ملتا ہے۔'' (مالک)

٥١٨٩ــ وَلِرَزِيْنٍ: وَلَوْ كُنْتُ أَنَا جَعَلْتُهَا ثَلاثَةَ اَبْعِرَةٍ وَثُلُثًا فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَاءٌ .

''ایک روایت میں ہے: کہ اگر میں ہوتا تو تین اونٹ اور ایک تہائی مقرر کرتا اور یہ دیت پوری ہوتی۔''

شــــرح: ......صحیح حدیث میں یہی ثابت ہے کہ دانت ہوں یا داڑھیں ہر دانت کی دیت برابر ہے جو کہ پانچ اونٹ ہے۔

یہ جو مؤطا کے حوالے سے لکھا ہے علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ حدیث ان تک نہیں پہنچی تھی۔ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہی ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۸۹)

٥٢٩٠ــ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلْاَصَابِعُ سَوَاءٌ عَشْرٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ . (رواه أبوداود، ٤٥٥٦)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: انگلیاں دیت میں برابر ہیں۔ دس دس اونٹ ہر انگلی کی دیت ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٢٩١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءٌ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ لِكُلِّ أُصْبُعٍ . (رواه

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کی دیت برابر ہے۔ ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔'' (ترمذی)

(٥٢٨٨) مؤطا: ١٦١٤.

(٥٢٨٩) رزين.

(٥٢٩٠) ابوداؤد: ٤٥٥٦ـ صحيح، البانى:

(٥٢٩١) ترمذى: ١٣٩١ـ صحيح البانى: ١١٢٣ـ ابوداؤد: ٤٥٦١.

الترمذي، ١٣٩١)

شرح: ......اس سے بھی ثابت ہوا ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہے، خواہ انگلی ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی ہو، انگوٹھا ہو یا سب سے چھوٹی انگلی ہو سب کی دیت برابر ہے۔ (عون المعبود: ۴/۳۱۳)

٥٢٩٢ـــ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلٰـى أَهْـلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيْهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّـنَـنُ وَالدِّيَاتُ وَبَعَثَ بِهٖ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقُرِئَتْ عَلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ هٰذِهٖ نُسْخَتُهَا مِنْ مُحَمَّدٍالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى شُرَحْبِيْلِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَنَـعِيْـمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْـدِ كُلَالٍ قَيْلِ ذِيْ رُعَيْنٍ وَمُعَافِرَوَهَمْدَانَ أَمَّا بَعْدُ وَكَانَ فِي كِتَابِهٖ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِناً قَتْلاً عَـنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهٗ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْـمَقْتُوْلِ وَأَنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِـي الْأَنْفِ إِذَا أُوْعِـبَ جَـدْعُـهُ الدِّيَةُ وَفِي الـلِّسَـــانِ الـدِّيَةُ وَفِـي الشَّـفَتَيْنِ الدِّيَةُ وفِـى الْبَيْضَتَيْنِ اَلدِّيَةُ وفِى الذَّكَرِ اَلدِّيَةُ وَفِى الصُّلْبِ اَلـدِّيَةُ وَفِى الْعَيْنَيْنِ اَلدِّيَةُ وَفِى الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِى الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِىْ الْـجَـائِـفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ مِنَ الإِبِلِ وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَـدِ وَالـرِّجْـلِ عَشْرٌ مِنَ الْاِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الإِبِلِ وَأَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ وَعَلَى اَهْلِ

''ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ کہ نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کو مراسلہ تحریر کرایا۔ اس میں فرائض، سنتوں، اور دیت کا بیان تھا۔ اور یہ مراسلہ عمرو بن حزم کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس کو اہل یمن پر پڑھا گیا۔ اور اس کی تحریر یہ تھی: ''اللہ کے نبی محمد ﷺ کی طرف سے شرحبیل بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کی طرف۔ جو قبیلہ ذی رعین، معافر اور ہمدان کے رئیس ہیں اما بعد: اس مراسلہ میں یہ بھی تھا کہ جو شخص مومن کو قتل کردے اور شہادت موجود ہو تو اسکا قصاص ہوگا الا کہ مقتول کے ورثا معاف کردیں۔ اور آدمی کی دیت سو اونٹ ہے۔ مکمل ناک کاٹ دی جائے تو پوری دیت ہے۔ (یعنی سو اونٹ) زبان کاٹنے پر پوری دیت ہے۔ دولبوں کی دوفوطوں کی پوری دیت ہے۔ آلہ تناسل کی پوری دیت ہے۔ وہ زخم جو دماغ کے مغز تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت ہے۔ پشت کی پوری دیت ہے۔ دو آنکھوں کی پوری دیت ہے۔ ایک پاؤں کی نصف دیت ہے۔ جائفہ پیٹ تک پہنچے زخم تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت ہے، تو اس میں ثلث دیت ہے۔ اور جس زخم سے ہڈی سرک جائے اس میں پندرہ اونٹ ہیں۔ اور ہاتھ اور پاؤں کی ہر انگلی میں دس دس اونٹ دیت ہے۔ اور دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔ اور قاتل مرد کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ اور سونے والوں پر آدمی کی

(٥٢٩٢) نسائی: ٤٨٥٣ـ ضعیف، البانی: ٣٣٩.

الذَّهَبِ أَلْفُ دِيْنَارٍ . (رواه النسائی، ٤٨٥٣)

٥٢٩٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْيَدِالْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ(رواه النسائی، ٤٨٥٤)

٥٢٩٤ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَوِّمُ دِيَةَ الْخَطَاءِ عَلٰى اَهْلِ الْقُرَى أَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ أَوْ عَدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ وَيُقَوِّمُهَا عَلٰى أَثْمَانِ الإِبِلِ فَإِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِي قِيْمَتِهَا وَإِذَا هَاجَتْ رُخْصًانَقَصَ مِنْ قِيْمَتِهَا وَبَلَغَتْ عَلٰى عَهْدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ أَرْبَعِ مِائَةِ دِيْنَارٍ إِلٰى ثَمَانِ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَعَدْلُهَا مِنَ الْوَرِقِ ثَمَانِيَةُ آلاَفِ دِرْهَمٍ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَهْلِ الْبَقَرِما ئَتَيْ بَقَرَةٍ وَمَنْ كَانَ دِيَةُ عَقْلِهِ فِي الشَّاءِ فَأَلْفَي شَاةٍ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْعَقْلَ مِيْرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيْلِ عَلٰى قَرَابَتِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ قَالَ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الأَنْفِ إِذَاجُدِعَ الدِّيَةَ كَامِلَةً وَإِذَا جُدِعَتْ ثَنْدُوَتُهُ فَنِصْفُ الْعَقْلِ خَمْسُوْنَ مِنَ الإِبِلِ أَوْ عَدْلُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِالْوَرِقِ أَوْ مِائَةُ بَقَرَةٍ أَوْاَلْفُ شَاةٍ وَفِي الْيَدِإِذَا قُطِعَتْ نِصْفُ الْعَقْلِ وَفِي الرِّجْلِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَفِى

دیت سو دینار ہے۔''(نسائی)

''اور ایک روایت میں ہے: کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ میں نصف نصف دیت ہے، (یعنی پچاس پچاس اونٹ)۔'' (النسائی)

''عمر وبن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قتل بالخطاء کی دیت شہری لوگوں پر چارسو دینار لگاتے تھے یا اس کے برابر چاندی۔ اور یہ اونٹوں کی قیمت کی نسبت سے لگاتے جب اونٹوں کی قیمت زیادہ ہوتی تو زیادہ کردیتے۔ اور اونٹوں کی قیمت گرتی تو کم کر دیتے۔ اور آپ کے عہد میں چارسو سے آٹھ سو دینار تک اتار چڑھاؤ ہوتا رہا۔ اور اس کے برابر چاندی آٹھ ہزار درہم ہوتی تھی۔ گائے والوں پر دیت دوسو گائے لگاتے۔ اور بکریوں کے مالکوں پر دوہزار بکری لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیت میں مقتول کے ورثا کے درمیان قاعدہ کے مطابق بطور میراث تقسیم ہوگی۔ اور جو بچے گا وہ عصبہ کا ہے۔ ناک کی دیت جب پورا کاٹا گیا پوری دیت ہے۔ اور اس کے اگلے حصے کی نصف دیت ہے اور مثل حدیث سابق بیان کیا۔ اور عورت کی دیت اس کے عصبہ پر تقسیم ہوگی خواہ وہ کوئی ہوں۔ یہ لوگ اس عورت کی وراثت سے صرف وہ چیز پائیں گے جو اصحاب فروض سے بچے گی۔ اور اگر عورت قتل کردی جائے تو اس کی دیت وارثوں پر تقسیم ہوگی۔ اور وارث اپنے مقتول کے قاتل کو قتل کر سکتے ہیں (اگر دیت نہ لینی ہو) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل کو میراث سے کوئی حصہ نہ دیا جائے گا۔

(٥٢٩٣) نسائی: ٤٨٥٣۔ ضعیف، البانی: ٣٤٠.

(٥٢٩٤) ابوداؤد: ٤٥٦٤۔ حسن، البانی: ٣٨١٨۔ نسائی: ٤٨٤٢۔ احمد: ٦٩٩٥۔ دارمی: ٢٣٧٤.

الْـمَـأْمُومَةِ ثُلُثُ الْعَقْلِ ثَلاَثٌ وَثَلاَثُوْنَ مِنَ الإِبِلِ وَثُلُثٌ أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ أَوِالْوَرِقِ أَوِالْبَـقَـرِأَوِالشَّـاءِ وَالْجَائِفَةُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَفِي الأَصَـابِـعِ فِـي كُـلِّ أَصْبُعٍ عَشْرٌ مِنَ الإِبِلِ وَفِي الأَسْنَانِ فِي كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الإِبِلِ وَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَقْلَ الْمَرْأَةِ بَيْنَ عَـصَبَتِهَـا مَـنْ كَانُوْا لاَيَرِثُوْنَ مِنْهَا شَيْئًا إِلاَّ مَـافَضَلَ عَنْ وَرَثَتِهَا وَإِنْ قُتِلَتْ فَعَقْلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَـا وَهُـمْ يَقْتُلُوْنَ قَاتِلَهُمْ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْـسَ لِلْقَاتِلِ شَيْءٌ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَّهُ وَارِثٌ فَـوَارِثُـهُ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ وَلاَ يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا. (لأبی داود، ٤٥٦٤)

اگر کسی کے وارث نہ ہوں تو عام لوگوں میں سے جو اس کے زیادہ قریب ہوگا وہ وارث ہوگا۔ اور قاتل تو مقتول کا کسی صورت بھی وارث نہ ہوگا.....'' (ابوداؤد)

٥٢٩٥ــ وَفِـي رِوَايَةٍ: بِنَحْوِهِ وَفِيْهِ: وَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْعَقْلَ مِيْرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْـقَتِيْلِ عَلَى فَرَائِضِهِمْ فَمَا فَضَلَ فَلِلْعَصَبَةِ وَقَـضَـى رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَـعْـقِلَ عَلَى الْـمَـرْأَةِ عَصَبَتُهَا مَنْ كَانُوْا وَلاَ يَرِثُوْنَ مِنْهُ شَيْـأً إِلاَّ مَـا فَـضَـلَ عَنْ وَرَثَتِهَا وَإِنْ قُتِلَتْ فَـعَـقْـلُهَا بَيْنَ وَرَثَتِهَا وَهُمْ يَقْتُلُوْنَ قَاتِلَهَا. (رواه النسائی، ٤٨٠١)

''نسائی میں مثل اس کے ہے اور مزید اس میں یہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مقتول کی دیت میں میراث ورثا کے حصص کے مطابق کے درمیان جاری ہوگی۔ اور جو بچے گا وہ مقتول کے عصبہ کے لیے ہے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ عورت پر عائد دیت اس کے عصبہ والوں پر ہے چاہے وہ کوئی بھی ہوں۔ اور عورت کی دیت میں عصبہ کو وراثت نہیں دی جائے گی مگر وہ جو وارثوں سے باقی رہے۔ اگر عورت قتل کی جائے دیت ورثا پر تقسیم کی جائے گی۔ اور اس کے قاتل کو ورثا ہی قتل کر سکتے ہیں۔'' (نسائی)

٥٢٩٦ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـضَى فِي الْعَيْنِ

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اندھی آنکھ جو اپنی جگہ پر

(٥٢٩٥) نسائی: ٤٨٠١۔ حسن، البانی: ٤٤٦٨۔ ابوداؤد: ٤٥٦٤۔ ابن ماجه: ٢٦٣٠۔ احمد: ٧٠٤٨.

(٥٢٩٦) نسائی: ٤٨٤٠۔ من البانی: ٤٥٠٠۔ ان کان العلاء بن الحارث حدث به قبل الاختلاط، ابوداود: ٤٥٩٧.

الْعَوْرَاءِ السَّادَّةِ لِمَكَانِهَا إِذَا طُمِسَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا وَفِي السِّنِّ السَّوْدَاءِ إِذَا نُزِعَتْ بِثُلُثِ دِيَتِهَا . (رواه النسائی ، ٤٨٤٠)

ہواس کے ضائع کرنے کی دیت مکمل آنکھ کی تہائی دیت کے برابر مقرر کی ہے۔اور اسی طرح جو ہاتھ شل ہوگیا ہو اس کے کاٹنے میں ہاتھ کی تہائی دیت دینی ہوگی۔ اور دانت جب خراب ہو کر سیاہ ہو چکا ہو اس کی دیت دانت کی دیت کا تہائی مقرر کیا۔'' (نسائی)

شــــرح:......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی مومن کو بلا وجہ قتل کر دے تو اس سے قصاص لینا واجب ہے۔ اگر مقتول کے ورثا دیت پر راضی ہو جائیں تو یہ الگ بات ہے اور اس کی بھی گنجائش ہے، اور دیت سو اونٹ ہے ان میں ہر عضو کی علیحدہ علیحدہ دیت بیان ہوئی ہے۔ دیت ایک مالی سزا ہے جو قصاص کے قائم مقام ہے۔

دیت میں اصل تو سو اونٹ ہیں، علاوہ ازیں دو سو گائے، دو ہزار بکریاں ایک ہزار مثقال سونا، بارہ ہزار درہم بھی دیت کا بدل ہیں۔ یعنی جو سو اونٹ لے تو درست ہے اگر سو اونٹ نہیں لیتا تو پھر درج بالا چیزوں میں سے جو چاہے لے لے۔

اصل معیار اونٹ ہی ہیں، ان کی مہنگائی اور ارزانی کے حساب سے دوسری چیزوں کا حساب لگایا جائے گا۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آدمی کو عورت کے قصاص میں قتل کیا جائے گا اگرچہ دیت میں عورت مرد کی بہ نسبت کم ہے لیکن خون کی حرمت تو برابر ہے۔ آج کل ایک ہزار دینار کی قیمت کا اندازہ لگانا ہو تو چار ہزار دو سو پچاس گرام سونے کی قیمت نکالیں تو تقریباً اتنی مقدار بن جائے گی۔

اگر کوئی کسی کو قتل کر دیتا ہے اور دیت سے صلح ہوتی ہے، پوری دیت جو کہ سو اونٹ ہے ادا کرنا ہوگی۔

اگر کوئی دوسرے کا ناک کاٹ دیتا ہے اور بانسہ وغیرہ جڑ سے مکمل کاٹ دیتا ہے تو اس کی دیت بھی پوری ایک سو اونٹ ہے اگر کم کاٹتا ہے تو پھر اس کے حساب سے اونٹوں کی تعداد ہوگی۔ آنکھوں کی دیت کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

اگر کوئی دوسرے کی زبان کاٹ دیتا ہے یا ایسی ناکارہ کر دیتا ہے جس سے وہ کلام کرنے سے عاجز آ جاتا ہے، اسے بھی پوری دیت سو اونٹ ادا کرنا ہوگی۔ اگر ایک آدمی دوسرے کا ہونٹ کاٹ دیتا ہے تو اس میں بھی پوری سو اونٹ دیت ہے۔ جب ذکر جڑ سے کاٹ دے تو پوری دیت ہے۔

خصیتین توڑ دینے یا ختم کر دینے میں پوری دیت ہے۔ پشت کاٹ دینے سے پوری دیت ہے۔ پاؤں جب پنڈلی کے جوڑ سے کاٹ دیا جائے تو آدھی دیت جو کہ پچاس اونٹ ہے دینی پڑتی ہے، دونوں پاؤں کاٹ دینے سے پوری دیت پڑتی ہے۔

کوئی کسی کے سر میں زخم کرتا ہے وہ زخم دماغ تک پہنچ جاتا ہے یا دماغ کی باریک جھلی تک پہنچ جاتا ہے تو دیت کا تہائی حصہ تقریباً ۳۳ اونٹ اور اونٹ کا کچھ حصہ اوپر دیت ہے۔

اگر کوئی کسی کے پیٹ میں زخم لگاتا ہے جو پیٹ کے اندر تک چلا جائے تو اس میں بھی دیت کا تہائی حصہ تقریباً ۳۳

اونٹ ہیں۔

اگر کوئی دوسرے کو زخمی کرتا ہے ہڈیاں اس کی وجہ سے اپنی جگہ سے منتقل ہو جائیں یا ہڈی ٹوٹ جائے تو اس کی دیت پندرہ اونٹ ہے، انگلیوں کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے اگر کوئی دوسرے کو ایسا زخم لگاتا ہے جس سے ہڈی نظر آنے لگے اگرچہ ٹوٹی نہ ہو تو اس میں پندرہ اونٹ ہیں۔ دانتوں کی دیت اوپر بیان ہوئی ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/۵۵۴)

۵۲۹۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَاتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَافِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَقَضٰى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا.

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بنو ھذیل کی دو عورتیں لڑیں تو ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور قتل کر دیا اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اپنا مقدمہ لیکر آئے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ بچے کی دیت ایک اچھا غلام یا لونڈی ہے، اور عورت کی دیت قاتلہ عورت کے عصبہ پر ڈال دی۔

۵۲۹۸ـــ وَزَادَفِي رِوَايَةٍ: وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لاَ شَرِبَ وَلاَ أَكَلَ وَلاَ نَطَقَ وَلاَ اَسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هٰذَامِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ مِنْ اَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِيْ سَجَعَ. (هما لمسلم. ، ١٦٨١)

''ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ عورت کے وارث اس کی اولاد کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو بنایا۔ چنانچہ حمل بن نابغہ الھذلی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تاوان کیسے دوں اسکا جو نہ کھاتا تھا، نہ پیتا تھا، اور نہ بولتا تھا؟ پس ایسے کو تو لغو کیا جاتا ہے۔ آپ نے اس کے مسجع کلام کی وجہ سے فرمایا: یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔'' یہ دونوں روایات مسلم کی ہیں۔

۵۲۹۹ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهٗ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنِيْنِ أمْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتاً بِغُرَّةٍ عَبْدٍأَوْ أَمَةٍثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِي قَضٰى لَهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنولحیان کی عورت کے بچے کے متعلق ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا جو کسی کے مارنے کی وجہ سے پیٹ میں ہی مردہ ہو گیا تھا۔ پھر وہ عورت جس کو غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا تھا مر گئی۔ تو آپ نے فرمایا: اس کی میراث اس کی اولاد اور اس کے خاوند کی ہے۔

(٥٢٩٧) مسلم: ١٦٨١۔ بخاری: ٦٩١٠۔ ترمذی: ٢١١١۔ نسائی: ٤٨١٩۔ ابوداؤد: ٤٥٧٦۔ ابن ماجه: ٢٦٣٩۔ احمد: ١٠٥٧٠۔ مؤطا: ١٦٠٩۔ دارمی: ٢٣٨٢.

(٥٢٩٩) بخاری: ٦٧٤٠۔ مسلم: ١٦٨١۔ ترمذی: ٢١١١۔ نسائی: ٤٨١٩۔ ابوداؤد: ٤٥٧٦۔ ابن ماجه: ٢٦٣٩۔ احمد: ١٠٥٧٠۔ مؤطا: ١٦٠٩۔ دارمی: ٢٣٨٢.

وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا. (للبخاري، ٦٧٤٠)

اور اس کی طرف سے دیت ادا کرنا اس کے عصبہ کی ذمہ داری ہے۔'' (بخاری)

٥٣٠٠۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ بِنَحْوِهِ، وَفِيْهِ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا فِي بَطْنِهَا. (رواه مسلم، ١٦٨٢)

''سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے پہلی حدیث کی طرح روایت ہے اور اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے مقتولہ عورت کی دیت قاتلہ عورت کے عصبہ پر ڈالی۔ اور مقتولہ کے پیٹ کے بچے کا تاوان ایک غلام قرار دیا۔'' (مسلم)

٥٣٠١۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَضَى فِيْهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهُ عَلَى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ. (رواه أبوداود، ٤٥٦٨)

''اور ایک روایت میں ہے: جنین کا معاوضہ ایک غلام قرار دیا، اور دیت قاتلہ عورت کے عاقلہ (عصبہ) پر ڈالی۔'' (ابوداؤد)

٥٣٠٢۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَضَى النَّبِيُّ فِيْ جَنِيْنِهَا بِغُرَّةٍ وَاَنْ تُقْتَلَ بِهَا.

''اور نسائی کی روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ جنین کے بدلے لونڈی یا غلام دیا جائے اور اس عورت کے بدلے قاتلہ کو قتل کیا جائے۔''

٥٣٠٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنِيْنِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ أَوْ فَرَسٍ أَوْ بَغْلٍ. (رواه أبوداود، ٤٥٧٩)

''ابوھریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے جنین کے عوض عمدہ غلام، باندی، گھوڑا یا خچر ادا کرنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد)

٥٣٠٤۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ قَتَلَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا زَوْجٌ وَوَلَدٌفَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلَى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ وَ بَرَّأَزَوْجَهَا وَوَلَدَهَا قَالَ فَقَالَ عَاقِلَةُ الْمَقْتُوْلَةِ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں بنو ھذیل سے آپس میں لڑیں۔ ایک نے دوسری کو قتل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا خاوند بھی تھا اور اولاد بھی تھی۔ پس آپ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عاقلہ (عصبہ) پر ڈالی۔ اور اس کے خاوند اور اولاد کو دیت سے بری کر دیا۔ مقتولہ کے عاقلہ نے کہا: اس کی میراث ہمارے لیے

(٥٣٠٠) مسلم: ١٦٨٢۔ بخاری: ٧٣١٧۔ ترمذی: ١٤١١۔ نسائی: ٤٨٢٦۔ ابوداؤد: ٤٥٧٠۔ ابن ماجه: ٢٦٤٠۔ احمد: ١٧٧٤٨۔ دارمی: ٢٣٨٠.

(٥٣٠١) ابوداؤد: ٤٥٦٨۔ صحیح، البانی: ٣٨٢٢۔ بخاری: ٧٣١٧۔ مسلم: ١٦٨٣۔ ترمذی: ١٤١١۔ نسائی: ٤٨٢٦۔ ابن ماجه: ٢٦٤٠۔ احمد: ١٧٦٧٢۔ دارمی: ٢٣٨٠.

(٥٣٠٢) نسائی: ٤٧٣٩۔ صحیح الاسناد: ٤٤١٤۔ ابوداؤد: ٤٥٧٢۔ ابن ماجه: ٢٦٤١.

(٥٣٠٣) ابوداؤد: ٤٥٧٩۔ شاذ، البانی: ٩٩٠۔ بخاری: ٦٩١٠۔ مسلم: ١٦٨١۔ ترمذی: ٢١١١۔ نسائی: ٤٨١٩۔ ابن ماجه: ٢٦٣٩۔ احمد: ١٠٥٧٠۔ مؤطا: ١٦٠٩۔ دارمی: ٢٣٨٢.

(٥٣٠٤) ابوداؤد: ٤٥٧٥۔ صحیح، البانی: ٣٨٢٦۔ ابن ماجه: ٢٦٤٨.

مِيـرَاثُهَـا لَـنَـا قَـالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ مِيْرَاثُهَا لِزَوْجِهَا وَوَلَدِهَا . (رواه ابوداود٤٥٧٥) ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں، میراث اس کے خاوند اور اس کی اولاد کی ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......قبیلہ ہذیل کی دوعورتیں جو آپس میں سوتنیں تھیں جھگڑ پڑیں، ان میں سے ایک نے دوسری کو چھوٹا سا پتھر دے مارا ایک روایت میں خیمے کی لکڑی مارنے کا ذکر ہے، بہرصورت ایسی چیز تھی جس سے عموماً موت واقع نہیں ہوتی، لیکن وہ عورت اس سے قتل ہوگئی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مارا گیا۔

نبی ﷺ نے پیٹ کے بچے کی دیت ایک لونڈی یا غلام قرار دی۔ اور مقتولہ کی پوری دیت سو اونٹ مقرر کی۔ کیونکہ یہ قتل شبہ عمد کا تھا اس میں قصاص نہیں ہوتا دیت ہی ہوتی ہے۔ اور دیت بھی خاندان میں قریبی ادا کرتے ہیں، شبہ عمد قتل بلا قصد ہوتا ہے، خاندان سے ایسے قاتل کا تعاون لینا ضروری ہے اگرچہ وہ قاتل امیر بھی ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کہ قرابت کے حساب میں تعاون میں کمی بیشی ہوسکتی ہے اور دیت کی اقساط تین سال میں ادا کی جاسکتی ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ پیٹ کے بچے کی دیت لونڈی یا غلام آزاد کرنا ہے اور یہ دیت خود قاتل نے دینی ہے خاندان پر اس میں حصہ ڈالنے کی پابندی نہیں۔

لونڈی یا غلام کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا ہے، آج کل اس کا اندازہ پانچ اونٹ ہے لہٰذا پیٹ کا بچہ اگر کوئی گرا دیتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے تو وہ پانچ اونٹ دیت دے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ مقتول کی دیت اس کے بعد وراثت کے طور پر تقسیم ہوگی، اس کی اولاد یا دیگر حصہ والے لیں گے، خاندان کے قریبی جو حصہ والے نہیں بنتے، انہیں وراثت نہیں ملے گی، اگرچہ وہ دیت دینے کے پابند بھی ہوں۔

اس سے ایک یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نبی ﷺ نے قافیہ بند عبارت کو مذموم قرار دیا۔ ہے اگر کوئی یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قافیہ بندی والی عبارت خود استعمال کی ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ وہ قافیہ بند عبارت جو حکم الٰہی اور شرع کے خلاف ہو اور حق کو دبانے کے لیے ہو وہ قابل مذمت ہے۔ اگر قافیہ بندی شریعت کے حکم کے مطابق ہو اور بلا تکلف ہو اور حق کی ترویج واشاعت کے لیے ہو تو یہ مستحسن ہے اور مسنون ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۴۱)

٥٣٠٥ــ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـضٰـى فِي الدِّيَةِ عَلٰى أَهْلِ الْإِبِلِ مِائَةٌ مِنَ الإِبِلِ وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَى بَقَرَةٍ وَعَـلَـى أَهْـلِ الشَّاءِ اَلْفَى شَاةٍ وَعَلَى أَهْلِ

''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ نے دیت میں حکم دیا کہ اونٹ والوں پر سو اونٹ، گائے والوں پر دوسو گائے، بکری والوں پر دوہزار بکری اور کپڑے والوں پر دوسو جوڑا کپڑے ہیں۔ اور گندم والوں پر کوئی چیز تھی جو راوی

(٥٣٠٥) ابوداود: ٤٥٤٣ـ ضعيف، الباني: ٩٨٢.

الْحُلَلِ مِائَتَى حُلَّـةٍ وَعَلَى أَهْلِ الْقَمْحِ شَيْئًا لَـمْ يَـحْـفَـظْـهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ . (رواه أبوداود، ٤٥٤٣)

محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٣٠٦ـــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَـدِّهِ قَـالَ كَـانَـتْ قِيْـمَةُ الـدِّيَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَـمَـانَ مِائَةِ دِيْنَارٍ أَوْ ثَمَانِيَةَ آلاَفِ دِرْهَـمٍ وَدِيَةُ أَهْـلِ الْـكِتَـابِ يَوْمَئِذٍ النِّصْفُ مِنْ دِيَةِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ فَكَانَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ حَتّٰى اسْتَخْلَفَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ خَطِيْباً فَقَالَ أَلاَإِنَّ الإِبِلَ قَدْ غَلَتْ قَالَ فَفَرَضَهَا عُمَرُ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ اَلْفَ دِيْنَارٍ وَعَـلَـى أَهْـلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَعَلَى أَهْـلِ الْبَـقَـرِمِـائَتَى بَقَرَةٍ وَعَلَى أَهْلِ الشَّاءِ اَلْـفَـي شَـاةٍ وَعَلَى اَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَى حُلَّةٍ قَـالَ وَتَـرَكَ دِيَةَ أَهْـلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرْفَعْهَا فِيْمَا رَفَعَ مِنَ الدِّيَةِ . (رواه أبوداود، ٤٥٤٢)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ دیت کی قیمت نبی کریم ﷺ کے عہد میں آٹھ سو دینار تک جاتی تھی۔ اور درھم والوں پر آٹھ ہزار درھم تھے۔ اور اہل کتاب کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف تھی دیت کی یہ مقدار اسی طرح ہی رہی یہاں تک کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے دیت والوں پر کہا: اونٹوں کی قیمت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دینار والوں پر ہزار دینار، چاندی والوں پر بارہ ہزار درھم، گائے والوں پر دوسو گائے، بکری والوں پر دو ہزار بکری، کپڑے والوں پر دوسو جوڑا لباس مقرر کیا۔ اور اہل کتاب وغیرہ ذمّیوں کی دیت حسب سابق رہنے دی۔'' (ابوداؤد)

٥٣٠٧ـ قَالَ مَالِكٌ فَاَهْلُ الذَّهَبِ أَهْلُ الشَّامِ وَأَهْلُ مِصْرٍوَأَهْلُ الْوَرِقِ أَهْلُ الْعِرَاقِ .

''امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سونے والے اہل شام اور مصر ہیں اور چاندی والے اہل عراق ہیں۔''

٥٣٠٨ـ عَنْ زِيَادِبْنِ سَعْدِبْنِ ضُمَيْرَةَ السُّلَمِيِّ يُـحَـدِّثُ عَـنْ أَبِيْـهِ وَجَدِّهِ وَكَانَا شَهِدَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُـنَيْنًاأَنَّ مُحَلِّم بْنَ جَثَّامَةَ الـلَّيْثِـيَّ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ أَشْجَعِ فِي الإِسْلاَمِ وَذٰلِكَ أَوَّلُ غِيَـرٍ قَـضَى بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''زیاد بن سعد بن ضمیرہ السلمی اپنے باپ اور دادے سے روایت کرتے ہیں: ''وہ دونوں جنگ حنین میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھے کہ محلم بن جثامہ نے عہد اسلام میں بنو اشجع کا ایک آدمی قتل کردیا۔ یہ دیت کا پہلا فیصلہ تھا جو آپ نے دیا۔ پس عیینہ نے مقتول کا طرف دار بن کر کلام

(٥٣٠٧) ابوداؤد: ٤٥٤٢ـ حسن، البانی: ٣٨٠٦ـ نسائی: ٤٨٠١ـ ابن ماجه: ٢٦٣٠ـ احمد: ٦٩٩٤.

(٥٣٠٨) ابوداؤد: ٤٥٠٣ـ ضعیف البانی: ٩٧٠ـ ابن ماجه: ٢٦٢٥ـ احمد: ٢٣٣٦٢.

فَتَكَلَّمَ عُيَيْنَةُ فِي قَتْلِ الاَشْجَعِيِّ لأَنَّهُ مِنْ
غَطَفَانَ وَتَكَلَّمَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ دُوْنَ
مُحَلِّمٍ لْأَنَّهُ مِنْ خِنْدِفَ فَارْتَفَعَتِ
الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ الْخُصُوْمَةُ وَاللَّغَطُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عُيَيْنَةُ أَلاَ تَقْبَلُ الْغِيَرَ
فَقَالَ عُيَيْنَةُ لاَ وَاللّٰهِ حَتّٰى أُدْخِلَ عَلَى نِسَائِهِ
مِنَ الْحَرْبِ وَالْحُزْنِ مَا اَدْخَلَ عَلٰى نِسَائِيْ
قَالَ ثُمَّ ارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَكَثُرَتِ
الْخُصُوْمَةُ وَاللَّغَطُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا
عُيَيْنَةُ أَلاَ تَقْبَلُ الْغِيَرَ فَقَالَ عُيَيْنَةُ مِثْلَ ذٰلِكَ
أَيْضًا إِلَى أَنْ قَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ يُقَالُ
لَهُ مُكَيْتِلٌ عَلَيْهِ شِكَّةٌ وَفِي يَدِهِ دَرَقَةٌ فَقَالَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ اَجِدْ لِمَا فَعَلَ هٰذَا فِي
غُرَّةِ الإِسْلاَمِ مَثَلاً إِلَّا غَنَماً وَرَدَتْ فَرُمِيَ
أَوَّلُهَا فَنَفَرَ آخِرُهَا اسْنُنِ الْيَوْمَ وَغَيِّرْ غَدًا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسُوْنَ فِي فَوْرِنَا
هٰذَا وَخَمْسُوْنَ إِذَا رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ
وَذٰلِكَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَمُحَلِّمٌ رَجُلٌ
طَوِيْلٌ آدَمُ وَهُوَ فِي طَرَفِ النَّاسِ فَلَمْ
يَزَالُوْا حَتّٰى تَخَلَّصَ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ يَارَسُوْ
لَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ بَلَغَكَ وَإِنِّي
أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ
عَزَّوَجَلَّ لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ أَقَتَلْتَهُ بِسِلاَحِكَ فِي غُرَّةِ الإِسْلاَمِ

کیا اس لیے کہ وہ غطفانی تھا۔ اور اقرع بن حابس نے محلم کی جانب سے بات کی اس لے کہ وہ خندف میں سے تھا۔ ان لوگوں کی آواز بلند ہوئی اور جھگڑا بڑھتا گیا۔ آنحضرت نے فرمایا: اے عیینہ! کیا تم قصاص کے علاوہ کوئی صورت قبول نہیں کرتے؟ عیینہ نے کہا: ہرگز نہیں! قسم اللہ کی میں جب تک ان کی عورتوں کو وہی رنج وصدمہ نہ دوں جو ہماری عورتوں کو ہوا۔ اس کے بعد پھر خصومت بڑھ گئی اور آواز بلند ہوگئی۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عیینہ! کیا تم دوسری کوئی صورت قبول نہیں کرتے؟ عیینہ نے پھر اپنی وہی بات دھرائی یہاں تک کہ ایک آدمی کھڑا ہوا جو بنولیث میں سے تھا اور اس کو مکیتل کہتے تھے اس پر ہتھیار آراستہ تھے اور اس کے ہاتھ میں چمڑے کی ڈھال تھی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس قاتل نے اسلام کے شروع میں جو کام کیا ہے، اس کے لیے ایک مثال کے سوا کچھ نہیں پاتا کہ چند بکریاں ہیں جو پانی پینے کے لیے گھاٹ پر آئیں ان میں سے آگے والیوں کو تیر مارا گیا تو پچھلی سب بھی بھاگ گئیں۔ اے اللہ کے رسول! آج کوئی طریقہ تجویز فرماؤ اور کل اس میں تبدیلی کر دینا۔ چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: پچاس اونٹ آج دیں گے اور پچاس مدینہ میں لوٹ کر دیں گے۔ یہ واقعہ کسی سفر میں پیش آیا تھا...... محلم ایک گندم گوں رنگ طویل قد و قامت کا آدمی تھا اور وہ لوگوں کے ایک کنارے پر بیٹھا تھا۔ لوگ اسی حال پر تھے یہاں تک یہ فیصلہ کر دیا گیا تو محلم آ کر آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھا اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے کیا جو کیا میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ! میرے لیے مغفرت طلب کیجئے! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهُمَّ لاَ تَغْفِرْ لِمُحَلِّمٍ بِصَوْتٍ عَالٍ .

تو نے اس کو اپنے ہتھیار سے اسلام کی ابتدا میں قتل کر دیا۔ پھر بلند آواز سے فرمایا: یا اللہ! محلم کی مغفرت نہ کر۔''

٥٣٠٩ــ زَادَأَبُوْ سَلَمَةَ فَقَامَ وِإِنَّهُ لَيَتَلَقَّى دُمُوْعَهُ بِطَرَفِ رِدَائِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ فَزَعَمَ قَوْمُهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَغْفَرَلَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ . (هما لأبي داود، ٤٥٠٣)

''ابو سلمہ نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ محلم اُٹھا اور وہ اپنے آنسو چادر کے کنارے سے صاف کرتا جا رہا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا: اس کی قوم کا گمان ہے کہ بعد ازاں اس کے لیے نبی کریم ﷺ نے دعا مغفرت کی تھی۔'' یہ دونوں روایات ابو داؤد کی ہیں۔

٥٣١٠ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ أُعْفِىْ مَنْ قَتَلَ بَعْدَ أَخْذِ الدِّيَةِ . (رواه أبوداود، ٤٥٠٧)

''سیدنا جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس کو معاف نہیں کرونگا جس نے دیت وصول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کیا۔'' (ابوداؤد)

٥٣١١ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِىْ مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهٗ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهٗ بِالسَّيْفِ فَأَصَابَ سَاقَهُ فَنُزِىَ فِي جُرْحِهِ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اعْدُدْ عَلٰى مَاءِ قُدَيْدٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ بَعِيْرٍ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ فَلَمَّا قَدِمَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخَذَ مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ ثَلاَثِيْنَ حِقَّةً وَثَلاَثِيْنَ جَذْعَةً وَأَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً ثُمَّ قَالَ أَيْنَ أَخُو الْمَقْتُوْلِ قَالَ هَا أَنَ ذَا قَالَ خُذْهَا فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَىْءٌ . (رواه مالك، ١٦٢٠)

''عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ بنو مدلج قبیلے میں قتادہ نام کا ایک آدمی تھا۔ اس نے بیٹے پر تلوار پھینک دی۔ اس کی پنڈلی میں زخم آیا۔ خون بند نہ ہوا اور وہ فوت ہو گیا۔ سیدنا سراقہ بن جعشم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو قدید کے پانی پر ایک سو بیس اونٹ گن کر تیار رکھ میں وہاں پہنچوں گا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ گئے اونٹوں میں سے تیس حقے تیس جذعے اور چالیس خلفہ لیے۔ پھر کہا: مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ تو اس نے کہا: میں یہاں موجود ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ اونٹ لے لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قاتل کے لیے مقتول کی میراث وغیرہ میں کچھ نہیں ہے۔'' (مالک)

(٥٣٠٩) ابوداؤد: ٤٥٠٣.

(٥٣١٠) ابوداؤد: ٤٥٠٧ـ ضعیف، البانی: ٩٧١ـ احمد: ١٤٤٩٥.

(٥٣١١) مؤطا: ١٦٢٠ـ ابن ماجه: ٢٦٤٦ـ احمد: ٣٤٨.

٥٣١٢ـ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَائِبَةً اعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَائِذٍ فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ أَبُوْ الْمَقْتُوْلِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ فَقَالَ عُمَرُ لاَ دِيَةَ لَهُ فَقَالَ الْعَائِذِيُّ أَرَأَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِي فَقَالَ عُمَرُ إِذًا تُخْرِجُوْنَ دِيَتَهُ فَقَالَ هُوَ إِذًا كَالأَرْقَمِ إِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ وَإِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ. (رواه مالك، ١٦٢٩)

''سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ کسی حاجی نے ایک سائبہ کو آزاد کردیا تو اس نے ایک شخص کے بیٹے کو مار ڈالا جو بنی عائذ میں سے تھا۔ چنانچہ مقتول کا والد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی دیت مانگنے آیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی دیت نہیں ہے۔ وہ شخص بولا میرا بیٹا سائبہ کو مار ڈالتا تو آپ کیا حکم کرتے؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تم کو اس کی دیت ادا کرنی پڑتی۔ وہ شخص بولا پھر تو سائبہ کیا ہے؟ ایک دھاری دار سانپ اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اور اگر مار دو تو بدلہ لے۔'' (مالک)

٥٣١٣ـ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلاً مِنْ بَنِي سَعْدِبْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَساً فَوَطِيءَ عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَنُزِيَ مِنْهَا فَمَاتَ فَقَالَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِمْ أَتَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ خَمْسِيْنَ يَمِيْناً مَا مَاتَ مِنْهَا فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوْا وَقَالَ لِلآخَرِيْنَ أَتَحْلِفُوْنَ أَنْتُمْ فَأَبَوْا فَقَضَى عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّيْنَ قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا. (رواه مالك، ١٦٠٥)

''سلیمان بن یسار کا بیان ہے کہ ایک مرد بنو سعد بن لیث میں سے تھا۔ اس نے گھوڑا دوڑایا اور جہینہ کے ایک مرد کی انگلی روند ڈالی اور خون نہ رکا تو وہ فوت ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو کہا: جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم میں سے پچاس آدمی قسم کھا کر کہتے ہیں مرنے والا اس زخم سے فوت نہیں ہوا؟ تو انہوں نے قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوسروں سے کہا: کیا تم قسمیں کھاتے ہو۔ تو انہوں نے بھی انکار کر دیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نصف دیت بنو سعد پر ڈال دی۔'' (امام مالک ؒ نے کہا: ''اس پر عمل نہیں ہے۔'') (مالک)

شرح: ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو آدھی دیت دی ہے، پتہ نہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ جبکہ یہ قسامہ کی صورت تھی۔ اس میں پچاس آدمیوں کی قسمیں لینے کا اہتمام ہوتا ہے۔ اگر یہ قسمیں نہ اٹھائیں تو پھر بیت المال سے پوری دیت دینا ہوتی ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۷۷)

۲۔ بنو مدلج والے واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قتل شبہ عمد میں دیت سو اونٹ ہے۔ جن کی عمریں یہ ہیں کہ تیس ایسے اونٹ ہوں جو تین برس کے ہو کر چوتھے میں داخل ہو چکے ہوں، تیس ایسے ہوں جو چار سال کے ہو کر پانچویں میں داخل ہوں اور چالیس ایسی اونٹنیاں ہوں جو حاملہ ہوں۔

(٥٣١٢) مؤطا: ١٦٢٩.

اور یہ بھی ثابت ہوا قاتل خواہ باپ ہو مقتول کا وارث نہ ہوگا۔ مقتول کی جائیداد دوسرے ورثا لیں گے۔ قتل خطا سے ہو یا قصداً ہو قاتل، مقتول کا وارث نہیں بنے گا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۹۶)

۳۔ بنو عائذ والے آدمی کے بیٹے کی دیت اس لیے نہ تھی یہ قتل خطا تھا اور جانور نے مارا تھا جس پر تاوان نہیں۔ اس لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دیت نہ دلوائی اگر وہ جانور مر جاتا تو پھر دیت تھی، مارنے والے کو دینا پڑتی۔

تو عائذ قبیلہ والے نے ضرب المثل دہرائی کہ سانپ کو چھوڑ دیں تو کاٹ کھائے گا اگر اسے مار دیں تو انتقام لے گا۔

یہ اس موقع پر بولتے ہیں جب دو شر جمع ہو جائیں سمجھائی نہ دے کہاں جانا ہے کیا کرنا ہے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۲۰۶)

٥٣١٤ـــ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلٰى خَثْعَمٍ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ فَأَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلَ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَلَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ أَنَا بَرِيْءٌ مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيْمُ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ قَالَ لاَ تَرَائٰى نَارَاهُمَا . قَالَ أَبُوْدَاوُدُ رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَمَعْمَرُ وَخَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ وَجَمَاعَةٌ لَمْ يَذْكُرُوْا جَرِيْراً . (رواه ابوداود، ٢٦٤٥)

''سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج بنو خثعم کی طرف روانہ کی۔ کچھ لوگوں نے ان میں سے سجدے کے ساتھ پناہ لی۔ لشکر نے قتل کرنے میں جلدی کی تو نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی۔ آپ نے نصف دیت دینے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے درمیان سکونت اختیار کرے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیوں؟ فرمایا: وہ دونوں ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں۔''

امام ابو داؤد علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے اور جریر کا نام نہیں لیا۔ (ابو داؤد)

شـــرح: ...... خثعم ایک قبیلہ ہے۔ اس حدیث میں ہجرت کی ترغیب ہے کہ ایک مسلمان کو مسلمان علاقہ میں رہنا چاہیے۔ مشرکوں، کافروں اور غیر مسلموں سے دور رہیں۔ ان کی آگ علیحدہ علیحدہ نظر آئے اس کا مطلب ہے کہ مسلمان اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور کافر ومشرک شیطان کی طرف بلاتا ہے یہ ایک جگہ کیسے رہ سکتے ہیں۔ ان کا حکم ایک نہیں دارالکفر اور دارالسلام برابر نہیں اور نہ ہی مسلمان سیرت وکردار، رنگ ڈھنگ اور چال وحال میں غیر مسلموں کی علامت اپنائے۔ بلکہ مسلمان کو ممتاز نظر آنا چاہیے اس پر اسلامی رنگ نمایاں ہو۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود نبی ﷺ نے ان قتل ہونے والے مسلمانوں کی دیت نصف دی تھی گویا کافروں کے علاقہ میں رہنے کی وجہ سے انہوں نے اپنی آدھی دیت خود ساقط کر لی تھی۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۴۸)

(٥٣١٤)

٥٣١٥ـــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ اَبَاجَهْمِ بْنَ حُذَيْفَةَ مُصَدِّقاً فَلاَجَّهٗ رَجُلٌ فِيْ صَدَقَتِهٖ فَضَرَبَهٗ اَبُوْ جَهْمٍ فَشَجَّهٗ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا الْقَوَدَ يَارَسُوْ لَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَكُمْ كَذاَ وَكَذَا فَلَمْ يَرْضَوْا فَقَالَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَرْضَوْا فَقَالَ لَكُمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي خَاطِبٌ الْعَشِيَّةَ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ فَقَالُوْ نَعَمْ فَخَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ﷺ إِنَّ هٰؤُلاَءِ اللَّيْثِيِّيْنَ أَتَوْنِي يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا كَذَا فَرَضُوْا اَرَضِيْتُمْ قَالُوْا لاَ فَهَمَّ الْمُهَاجِرُوْنَ بِهِمْ فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَكُفُّوْا عَنْهُمْ فَكَفُّوْا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ فَقَالَ أَرَضِيْتُمْ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ قَالُوْ نَعَمْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَرَضِيْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ. (رواه أبوداود، ٤٥٣٤)

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو جہم بن حذیفہ کو زکوۃ کے لیے بھیجا۔ تو ایک آدمی نے صدقہ دینے سے انکار کر کے اس سے جھگڑا کیا۔ ابوجہم نے اس کو مارا اورخون آلود کر دیا۔ پس وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور قصاص کا مطالبہ کیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کو کہا: تم اتنا مال لے لو۔ تو وہ راضی نہ ہوئے آپ نے فرمایا: تم اتنا مال لے لو۔ تو وہ راضی نہ ہوئے، تیسری بار فرمایا: تمہارے لیے اتنا مال ہے تو وہ راضی ہو گئے۔ پس آپ نے فرمایا: میں عشاء کے وقت لوگوں میں بیان کر دوں گا اور تمہاری رضا مندی کی خبر دے دونگا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ بنو لیث خاندان کے لوگ میرے پاس قصاص لینے آئے تھے، میں نے ان پر اتنا مال پیش کیا تو یہ راضی ہو گئے۔ کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو مہاجرین نے ان کو پکڑنا چاہا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ روکنے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گے۔ پھر انہیں بلا کر کچھ زیادہ دیا اور فرمایا: کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں فرمایا: میں لوگوں کو بتادوں تو انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے لوگوں کو ان کی رضامندی کی خبر دی اور کہا: کیا تم راضی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والی اور عامل سے قصاص لینا واجب ہے، بالکل اسی طرح جس طرح اس سے قصاص لینا واجب ہے جو عام آدمی ہو والی یا عامل نہ ہو، بشرطیکہ اس نے ناجائز خونریزی کی ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا زخم خوردہ جب قصاص کا ہی مطالبہ کرے تو اسے دیت سے زیادہ دے کر بھی راضی کرنا جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا صدقہ وزکوۃ میں مال کے مالک کی بات کا وزن ہے۔ اس سلسلے میں صدقہ کی وصولی والا نہ تو مال کے مالک کو مار سکتا ہے اور نہ ہی اسے مجبور کر سکتا ہے کہ سارا مال نمایاں کرو، بظاہر جو وہ کہہ رہا ہے، اسی کی بات ہی ترجیح والی ہوگی۔ (عون المعبود:۴/ ۲۰۵)

(٥٣١٥) ابوداؤد: ٤٥٣٤۔ صحیح، البانی: ٣٨٠١۔ نسائی: ٤٧٧٨۔ احمد: ٢٥٤٢٧.

٥٣١٦ــ عَنْ هِلَالِ بْنِ سِرَاجِ بْنِ مُجَّاعَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ مُجَّاعَةَ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَطْلُبُ دِيَةَ أَخِيْهِ قَتَلَتْهُ بَنُوْسَدُوْسٍ مِنْ بَنِيْ ذُهْلٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْكُنْتُ جَاعِلاً لِمُشْرِكٍ دِيَةً جَعَلْتُ لأَخِيْكَ وَلٰكِنْ سَأُعْطِيْكَ مِنْهُ عُقْبَى فَكَتَبَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمَائَةٍ مِنَ الإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِىْ بَنِيْ ذُهْلٍ فَأَخَذَ طَائِفَةً مِنْهَا وَأَسْلَمَتْ بَنُوْ ذُهْلٍ فَطَلَبَهَا بَعْدُ مُجَّاعَةُ إِلَى اَبِيْ بَكْرٍ وَأَتَاهُ بِكِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَتَبَ لَهُ أَبُوْبَكْرٍ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفَ صَاعٍ مِنْ صَدَقَةَ الْيَمَامَةِ أَرْبَعَةِ آلاَفٍ بُرًّاوَأَرْبَعَةِ آلاَفٍ شَعِيْراً وَأَرْبَعَةِ آلاَفٍ تَمْراً وَكَانَ فِي كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ لِمُجَّاعَةَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَاكِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ لِمُجَّاعَةَ بْنِ مَرَارَةَ مِنْ بَنِيْ سُلْمَى إِنِّيْ أَعْطَيْتُهُ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ مِنْ أَوَّلِ خُمُسٍ يَخْرُجُ مِنْ مُشْرِكِىْ بَنِىْ ذُهْلٍ عُقْبَةً مِنْ أَخِيْهِ . (رواه أبوداود، ٢٩٩٠)

''ہلال بن سراج بن مجاعہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادے مجاعہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ اپنے بھائی کی دیت طلب کی جس کو بنی سدوس نے قتل کیا تھا۔''جو بنی ذھل کی شاخ ہے۔'' پس نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی مشرک کی دیت دیتا تو تیرے بھائی کی دیت دے دیتا۔ لیکن تجھے اس کے بدلے میں ضرور کچھ دوں گا۔ چنانچہ اس کے لیے آپ نے سو اونٹ لکھائے کہ مشرکین بنو ذھل سے جو پہلا خمس نکالا جائے گا اس میں سے دیا جائے گا۔ تو اس نے کچھ حصہ وصول کیا اور بنو ذھل مسلمان ہو گئے۔ اس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا اور ان کے پاس نبی کریم کی تحریر لے کر آیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بارہ ہزار صاع یمامہ کی زکوٰۃ سے لکھ دیئے۔ چار ہزار پیمانہ گندم، چار ہزار پیمانہ جو اور چار ہزار پیمانہ کھجور۔ نبی علیہ السلام کی تحریر میں یہ تھا۔ اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔ یہ تحریر محمد ﷺ کی طرف سے ہے اور مجاعہ بن مرارہ کے لیے لکھی جاتی ہے جو بنی سُلمی سے ہے۔ میں نے اس کو سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا ہے جو اس کے بھائی کی دیت کے بدلے میں ہیں۔ یہ مال اس کو پہلے خمس سے دیا جائے گا جو بنی ذھل مشرکین کے مال غنیمت سے آئے گا۔'' (ابوداؤد)

٥٣١٧ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى كُلِّ بَطْنٍ عُقُوْلَةً وَلاَ يَحِلُّ لِمَوْلًى أَنْ يَتَوَلَّى مُسْلِماً بِغَيْرِ إِذْنِهِ . (رواه النسائى ٤٨٢٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے لکھا ہر قوم پر اس کی دیت ہے۔ اور کسی غلام کے لیے جائز نہیں کہ اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے مسلمان کو اپنی ولاء کا مالک بنا دے۔'' (نسائی)

(٥٣١٦) ابوداؤد: ٢٩٩٠۔ ضعیف الاسناد: ٦٤٣.

(٥٣١٧) نسائی: ٤٨٢٩۔ صحیح البنی: ٤٤٩٠۔ مسلم: ١٥٠٧۔ احمد: ١٤٣٤٦.

٥٣١٨۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَاقِلَةَ لاَ تَحْمِلُ مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ شَيْئًا إِلاَّ أَنْ تَشَاءَ، وَكَذَا لاَ تَحْمِلُ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ شَيْئاً، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الَّذِيْ يُصِيْبُهٗ مِنْ مَالِهٖ لِأَنَّهٗ سِلْعَةٌ مِنَ السِّلَعِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لاَ تَحْمِلُ الْعَاقِلَةُ عَمْدًا وَلاَ صُلْحاً وَلاَاعْتِرَافاً وَلاَ أَرْشَ جِنَايَةٍ وَلاَ قِيْمَةَ عَبْدٍ إِلَّا اَنْ تَشَاءَ . (رواه زرين)

''ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا یہ سنت جاری ہے کہ عاقلہ (قاتل کے عصبہ) پر قتل عمد کی دیت نہیں ڈالی جائے گی مگر وہ چاہیں اور راضی ہوں۔ اور غلام کی قیمت میں سے کسی مالک پر اس کی مرضی کے بغیر بوجھ نہیں رکھا جائے گا۔ اور یہ اس پر ہے جس کو اس کا مال پہنچا ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک سامان ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا قول ہے: نہ بوجھ ڈالا جائے عاقلہ پر قتل عمد کی دیت کا، نہ صلح کرنے کا، نہ اعتراف جرم کا، نہ کسی جرم کے تاوان کا، نہ کسی غلام کی قیمت کا مگر اس صورت میں جب وہ چاہیں اور راضی ہوں۔'' (رزین)

٥٣١٩۔ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: دِرْهَمٌ أُعْطِيْهِ فِي عَقْلٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مِائَةٍ فِي غَيْرِهٖ. (رواه الطبراني في الأوسط بمجهول)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک میں دیت میں دیتا ہو غیر دیت میں سو درھم خرچ کرنے سے وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔'' (الاوسط، سند کا راوی مجہول ہے)

شرح: ......١۔ ان سے ثابت ہوا قتل خطا یا شبہ خطا میں دیت پورے خاندان کے ذمہ ہے اور خاندان کو رضا مندی سے اسے قبول کر لینا چاہیے۔

٢۔ ایک غلام ہو اسے کوئی آزاد کرتا ہے تو اس کی نسبت آزاد کرنے والے کی طرف کرے یہ نہ کہے کہ میرا مولیٰ آزاد کرنے والا فلاں ہے بلکہ اپنے مولیٰ کی طرف ہی نسبت کرے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ٢/ ٢٤٥)

٥٣٢٠۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجُلٍ طَعَنَ رَجُلاً بِقَرْنٍ فِي رِجْلِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَقِدْنِي فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَعْجَلْ حَتّٰى يَبْرَأَ جُرْحُكَ قَالَ فَأَبَى الرَّجُلُ إِلاَّ أَنْ يَسْتَقِيْدَ فَأَقَادَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے آدمی کے پاؤں میں جانور کا سینگ مارا تو جس کو مارا گیا تھا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے قصاص دلاؤ۔ فرمایا: جلدی نہ کر یہاں تک کہ تیرا زخم درست ہو جائے۔ اس نے انکار کیا اور قصاص لینا ہی چاہا۔ پس آپ ﷺ نے قصاص سینگ مارنے والے سے لیکر دیدیا اور جس سے

(٥٣١٨) رزين.

(٥٣١٩) طبراني اوسط، وفيه عبدالصمد بن عبدالاعلى، قال الذهبي فيه جهالة، هيثمي: ١٠٧٤٤.

(٥٣٢٠) احمد: ٦٩٩٤ـ ورجاله ثقات، ترمذي: ١٥٨٥ـ نسائي: ٤٨٥٢ـ ابوداؤد: ٤٥٦٦ـ ابن ماجه: ٢٦٨٥ـ دارمي: ٢٣٧٤.

مِنْهُ قَالَ فَعَرِجَ الْمُسْتَقِيْدُ وَبَرَأَ الْمُسْتَقَادُ مِنْهُ فَأَتَى الْمُسْتَقِيْدُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَرِجْتُ وَبَرَأَ صَاحِبِي فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ آمُرْكَ أَلَّا تَسْتَقِيْدَ حَتّٰى يَبْرَأَ جُرْحُكَ فَعَصَيْتَنِيْ فَأَبْعَدَكَ اللّٰهُ وَبَطَلَ جُرْحُكَ ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرَّجُلِ الَّذِيْ عَرِجَ مَنْ كَانَ بِهِ جُرْحٌ أَنْ لاَ يَسْتَقِيْدَ حَتّٰى تَبْرَأَ جِرَاحَتُهُ فَإِذَا بَرِئَتْ جِرَاحَتُهُ اسْتَقَادَ. (رواه أحمد، ٦٩٩٤)

قصاص لیا گیا وہ تندرست ہو گیا اور قصاص لینے والا لنگڑا ہو گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں تو لنگڑا ہو چکا اور میرا دوسرا فریق تو زخم سے درست ہو چکا ہے۔ فرمایا: میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اس سے قصاص نہ لے یہاں تک کہ تیرا زخم درست ہو جائے۔ تو نے میری نافرنی کی پس اللہ نے تجھے رحمت سے دور کر دیا اور تیرا زخم باطل کر دیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حکم جاری کر دیا کہ جب کسی کو زخم آ جائے تو وہ قصاص نہ لے یہاں تک کہ زخم درست ہو جائے۔" (احمد)

شــرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائیں دیت نہیں لینی چاہیے۔ اس حدیث میں مذکور آدمی نے جلد بازی کی اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق انتظار نہ کیا تو اس نے نقصان اٹھایا۔ اس جلد بازی میں اسے پانچ اونٹ دلوائے گئے جب کہ لنگڑے پن کی صورت میں اسے پچاس اونٹ ملنے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ یہ زخم کے صحیح ہونے یا سرایت کا انتظار کرنا واجب نہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے اس شخص کو صحت یاب ہونے سے پہلے ہی دیت دلوا دی تھی۔ یہ بات کمزور ہے۔ کیونکہ وہ آدمی بضد تھا اور نبی ﷺ نے اس کے اس کام کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔ اور اس وقت آپ ﷺ نے منع نہ کیا تھا۔ بعد میں منع کر دیا۔ لہٰذا اس سے زیادہ وزنی اور مضبوط رائے امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمہم اللہ کی ہے کہ یہ انتظار واجب ہے۔

اور یہ یاد رکھا جائے کہ اگر زخم درست ہو جاتا ہے تو پھر قصاص اتنا ہی لینا ہے جتنا زخم تھا۔ اور اگر زخم سرایت کرتا ہے پھیل جاتا ہے تو اگر قصاص لینا ہو تو جہاں تک زخم خراب ہوا ہے۔ جارح سے وہاں تک قصاص لیا جائے گا۔ اگر دیت وغیرہ لینی ہو تو جہاں تک زخم خراب ہوا ہے، وہاں تک دیت لی جائے گی۔ مثلاً کوئی کسی کی انگلی زخمی کرتا ہے ساتھ دوسری میں زخم سرایت کر جائے تو وہ بھی قصاص یا دیت میں شمار ہو گی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کام کا وبال کسی پر پڑتا ہو تو اسے اس سے آگاہ کرنا مسنون ہے۔ اگر وہ اصرار کرے اور اسے نقصان پہنچے تو اس کی عبرت اور دوسروں کی نصیحت کے لیے اسے سرزنش کرنا اور کہنا تجھے تیرے نقصان سے آگاہ کر دیا گیا تھا لیکن تیری جلد بازی نے کام خراب کیا ہے، یہ منع نہیں اور نہ ہی یہ دشمنی والی خوشی ہے یہ سرزنش اس کے مستقبل کو مزید سنوارنے کا باعث ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا حال میں اور مستقبل میں خیر و برکت شرع کی اتباع سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اور شریعت

کی مخالفت سے حال اور استقبال فساد زدہ ہو جاتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۳۹)

۵۳۲۱ــــ عَنْ حَنَشِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ: أَنَّهُ احْتَفَرُوْا بِئْرًا بِالْيَمَنِ فَسَقَطَ فِيْهَا الأَسَدُ فَأَصْبَحُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ، فَوَقَعَ رَجُلٌ فِي الْبِئْرِ فَتَعَلَّقَ بِرَجُلٍ فَتَعَلَّقَ الْآخَرُ فَتَعَلَّقَ الْآخَرُ بِآخَرَ حَتّٰى كَانُوْا أَرْبَعَةٌ فَسَقَطُوْا فِي الْبِئْرِ جَمِيْعاً فَجَرَحَهُمُ الأَسَدُ، فَتَنَاوَلَهُ رَجُلٌ بِرُمْحِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ لِلاَوَّلِ: أَنْتَ قَتَلْتَ أَصْحَابَنَا وَعَلَيْكَ دِيَتُهُمْ، فَأَتَى أَصْحَابُهُ فَكَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ فَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَسَأَلُوْهُ؟ فَقَالَ: سَأَقْضِيْ بَيْنَكُمْ بِقَضَاءٍ فَمَنْ رَّضِيَ مِنْكُمْ جَازَ عَلَيْهِ رِضَاهُ وَمَنْ سَخَطَ مِنْكُمْ فَلاَ حَقَّ لَهُ، حَتّٰى تَأْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَقْضِيْ بَيْنَكُمْ. قَالُوْا: نَعَمْ.

قَالَ: فَاجْمِعُوْا مِمَّنْ حَفَرَ الْبِئْرَ مِنَ النَّاسِ رُبْعَ دِيَةٍ وَثُلُثَ دِيَةٍ وَنِصْفَ دِيَةٍ وَدِيَةً تَامَّةً، الاَوَّلُ: رُبْعُ دِيَةٍ لِاَنَّهُ هَلَكَ فَوْقَهُ ثَلاثَةٌ، وَلِلثَّانِي: ثُلُثُ دِيَةٍ، لاَنَّهُ هَلَكَ فَوْقَهُ إِثْنَان، وَلِلثَّالِثِ: نِصْفُ دِيَةٍ لِاَنَّهُ هَلَكَ فَوْقَهُ وَاحِدٌ، وَلِلاٰخِرِ: الدِّيَةُ التَّامَةُ، فَإِنْ رَضِيتُمْ فَهٰذَا بَيْنَكُمْ قَضَاءٌ وَإِنْ لَمْ تَرْضَوْا فَلاَ حَقَّ لَكُمْ حَتّٰى تَأْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَقَصُّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ: أَنَا

''حنش بن معتمر کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے یمن میں کنواں کھودا اور اس میں شیر گر گیا۔ چنانچہ صبح کو دیکھنے لگے۔ ایک آدمی کنویں میں گر گیا تو اس نے ایک آدمی کو پکڑا تو دوسرے نے ایک اور مرد کو پکڑا پس ایک دوسرے سے چمٹے رہے یہاں تک کہ چار آدمی کنویں میں جا پڑے۔ شیر نے سب کو زخمی کر دیا۔ اور پھر ایک آدمی نے نیزہ مار کر شیر کو ہلاک کر دیا لوگوں نے پہلے آدمی سے کہا: تو نے ہمارے آدمی گرا کر زخمی کروائے اور مارے ہیں ان کی دیت ادا کر۔ وہ اپنے لوگوں کے پاس گیا۔ وہ بھی آ گئے اور قریب تھا کہ وہ لڑائی چھیڑ دیتے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا تم راضی ہو گئے تو اس کا راضی ہونا درست ہے اور تم میں سے جو راضی نہ ہو اس کو مزید کوئی حق نہیں پہنچتا ہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کے سامنے جاؤ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جن لوگوں نے کنواں کھودا ہے اس طرح جمع کریں ایک حصہ چوتھائی دیت کا دوسرا حصہ تہائی دیت کا تیسرا حصہ دیت کا نصف اور چوتھا حصہ پوری دیت کا ہے۔ جو سب سے پہلے گرا ہے اس کے لیے دیت کا چوتھا حصہ ہے۔ اس لیے کہ اس کے اوپر تین گرے ہیں۔ دوسرے کے لیے دیت کا تیسرا حصہ اس لیے کہ اس کے اوپر دو گرے ہیں۔ اور تیسرے کے لیے دیت کا نصف حصہ ہے، اس لیے کہ اس کے اوپر ایک گرا ہے۔ اور چوتھے کے لیے پوری دیت ہے۔ اگر تم اس پر راضی ہو تو تمہارے درمیان فیصلہ حتمی ہے۔ اور اگر تم اس پر راضی نہیں ہو تو تمہیں باہم جھگڑنے کا کوئی حق نہیں ہے یہاں تک تم رسول اللہ ﷺ

(۵۳۲۱) بزار، وقال فی آخرہ لا یروی عن علی الا بھذ الاسناد قلت: و لم یقل عن علی، واللہ اعلم.

أَقْضِيْ بَيْنَكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَي ، وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ عَلِيًّا قَضٰى بَيْنَنَا . فَقَالَ: كَيْفَ قَضٰى بَيْنَكُمْ؟ فَقَصُّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ هُوَ مَا قَضٰى بَيْنَكُمْ . (رواه البزار ، ١٥٣٢)

کے پاس جاؤ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کردیں گے۔ وہ لوگ آئندہ سال رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ اس وقت مقام ابراہیم میں بیٹھے تھے۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کی: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے درمیان فیصلہ تو کیا ہے۔ فرمایا: اس نے تمہارے درمیان کیا فیصلہ کیا ہے؟ تو ان سب نے قصہ سنایا۔ فرمایا: اس نے جو فیصلہ کیا ہے تمہارے درمیان وہی فیصلہ ہے۔'' (البزار)

حد الردة وسب النبی ﷺ

مرتد کی سزا، نبی کریم ﷺ کو معاذ اللہ گالی بکواس کرنے کی سزا کا بیان

٥٣٢٢ــــ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهُ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ وَمَعْنَى قَوْلِ النَّبِيّ ﷺ فِيْمَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مِنْ غَيَّرَ دِيْنَهُ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ أَنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلَامِ إِلَى غَيْرِهِ مِثْلَ الزَّنَادِقَةِ وَأَشْبَاهِهِمْ فَإِنَّ أُوْلٰئِكَ إِذَا ظُهِرَ عَلَيْهِمْ قُتِلُوْا وَلَمْ يُسْتَتَابُوْا لِأَنَّهُ لَا تُعْرَفُ تَوْبَتُهُمْ وَأَنَّهُمْ كَانُوْا يُسِرُّوْنَ الْكُفْرَ وَيُعْلِنُوْنَ الإِسْلَامَ فَلَا أَرَى أَنْ يُسْتَتَابَ هٰؤُلَاءِ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ قَوْلُهُمْ وَأَمَّا مَنْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلَامِ إِلَى غَيْرِهِ وَأَظْهَرَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يُسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ وَذٰلِكَ لَوْ أَنَّ قَوْماً كَانُوْا عَلَى ذٰلِكَ رَأَيْتُ أَنْ يُدْعَوْا إِلَى الإِسْلَامِ وَيُسْتَتَابُوْا فَإِنْ تَابُوْ قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَتُوْبُوْا قُتِلُوْا وَلَمْ يَعْنِ بِذٰلِكَ فِيْمَا نَرَى

''زید بن اسلم روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دین تبدیل کیا اس کو قتل کردو۔ مالک نے روایت کرکے کہا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص اسلام سے خارج ہوکر دوسرے دین میں جائے۔ جیسے زندیق لا دین لوگ اور ان کے مثل لوگ۔ پس ان لوگوں پر جب بھی غلبہ حاصل ہوتو ان کو قتل کر دیا جائے۔ اور توبہ کرنے کے لیے نہ کہا جائے۔ اس لیے کہ ان کی توبہ نہیں پہچانی جاسکتی۔ وہ لوگ اپنے اندر کفر کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور ظاہر اسلام کرتے ہیں۔ پس میری رائے ان سے توبہ طلب کرنے کی نہیں ہے جب ان کا کفر باوثوق ذرائع سے ثابت ہو۔

جو شخص اسلام سے خارج ہوکر کسی دین کی طرف جائے اور اس کا اعلان کردے تو اس سے توبہ طلب کی جائے۔ اگر توبہ کریں تو بہتر ورنہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ مالک نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ (جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کردو) اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اسلام سے خارج ہوکر

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ إِلَى النَّصْرَانِيَّةِ وَلاَ مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ وَلاَ مَنْ يُغَيِّرُ دِيْنَهُ مِنْ أَهْلِ الاَدْيَانِ كُلِّهَا إِلاَّ الإِسْلاَمَ فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الإِسْلاَمِ إِلَى غَيْرِهِ وَأَظْهَرَ ذٰلِكَ فَذَلِكَ الَّذِىْ عُنِيَ بِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. (رواه مالك، ١٤٤٤)

دوسرے دین کی طرف جائے۔ وہ مراد نہیں جو غیر اسلام سے نکل کر غیر اسلام میں داخل ہو مثل وہ شخص کہ جو یہودیت سے خارج ہوکر نصرانیت یا مجوسیت کی طرف جائے۔ پس اہل عہد ذمی اگر ایسا کرے تو نہ اس سے توبہ کرائی جائے گی اور نہ اس کو قتل کیا جائے گا۔'' (مالک)

٥٣٢٣ـــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحْمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيّ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ اَبِيْ مُوْسَى الاَشْعَرِيِّ فَسَالَهٗ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلاَمِهٖ قَالَ فَمَافَعَلْتُمْ بِهِ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلاَ حَبَسْتُمُوْهُ ثَلاَثاً وَأَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِىْ. (رواه مالك، ١٤٤٥)

''عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن عبدن القاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ یمن سے ایک آدمی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ وہ ابوموسیٰ عامل یمن کی طرف سے آیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے لوگوں کا حال پوچھا اور پھر کہا: کیا تمہارے ہاں کوئی عجیب وغریب واقعہ بھی پیش آیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔ کہا: تم نے اس سے کیا برتاؤ کیا؟ اس نے کہا: ہم نے اس کو لاکر قتل کردیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے تین دن قید میں کیوں نہ رکھا اس کو ہر دن روٹی کھلاتے، اور توبہ طلب کرتے ممکن تھا وہ واپس آجاتا اور اللہ کا حکم تسلیم کرتا۔ پھر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یا اللہ! میں حاضر نہیں تھا اور میں نے یہ حکم بھی نہیں دیا تھا اور جب یہ خبر مجھے پہنچی تو میں راضی بھی نہیں ہوں۔'' (مالک)

٥٣٢٤ـــ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْكُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لاَ تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ

''عکرمہ کہتے ہیں کچھ زندیق سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر پیش کیے گئے تو انہوں نے ان کو جلانے کا حکم دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر پہنچی تو انھوں نے کہا: اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کی ممانعت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: نہ عذاب دو اللہ کے عذاب کے

(٥٣٢٢) مؤطا: ١٤٤٤.　(٥٣٢٣) مؤطا: ١٤٤٥.

(٥٣٢٤) بخاری: ٦٩٢٢ـ ترمذی: ١٤٥٨ـ نسائی: ٤٠٦٥ـ ابوداؤد: ٤٣٥١ـ ابن ماجه: ٢٦٣٥ـ احمد: ٢٩٦٠.

دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ. (رواه البخاري، ٦٩٢٢)

ساتھ۔ اور میں ان کو قتل کرادیتا اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے دین تبدیل کیا اس کو قتل کردو۔ (بخاری واصحاب السنن)

٥٣٢٥۔ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَاللّٰهِ فَقَالَ مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ حِنَةٌ وَإِنِّي مَرَرْتُ بِمَسْجِدٍ لِّبَنِي حَنِيْفَةَ فَإِذَا هُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِمُسَيْلِمَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدُاللّٰهِ فَجِيءَ بِهِمْ فَاسْتَتَابَهُمْ غَيْرَ أَبْنِ النَّوَّاحَةِ قَالَ لَهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنَّكَ رَسُوْلٌ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ فَأَنْتَ الْيَوْمَ لَسْتَ بِرَسُوْلٍ فَأَمَرَ قَرَظَةَ بْنَ كَعْبٍ فَضَرَبَ عُنُقَهُ فِي السُّوْقِ ثُمَّ قَالَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَّاحَةِ قَتِيْلاً بِالسُّوْقِ. (رواه أبوداود، ٢٧٦٢)

''حارثہ بن مضرب کا بیان ہے کہ میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں آیا اور کہا: میرے درمیان اور کسی عرب کے درمیان کوئی عداوت نہیں ہے۔ میں مسجد بنوحنیفہ کے پاس سے گذر رہا تھا تو میں نے ان لوگوں کو مسیلمہ کذاب پر ایمان لاتے پایا ہے۔ پس سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو لانے کے لیے قاصد روانہ کیا۔ وہ لائے گئے تو ابن نواحہ کے علاوہ سب سے توبہ کرائی۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن نواحہ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے مخاطب ہوتے سنا ہے: آپ نے فرمایا تھا: ''ابن نواحہ تو اگر قاصد نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا اور آج تو قاصد نہیں ہے پھر قرظہ بن کعب کو حکم دیا وہ کوفہ پر امیر تھا ......تو اس نے ابن نواحہ کی بازار میں گردن ماردی اور کہا: جو دیکھنا چاہے وہ بازار میں ابن نواحہ کو مقتول پڑا دیکھ لے۔'' (ابوداوٗد)

٥٣٢٦۔ عَنِ ابْنِ مُعَيْزٍ السَّعْدِيِّ قَالَ خَرَجْتُ «أُسْفِرُ» فَرَسًا لِي مِنَ السِّحَرِ فَمَرَرْتُ عَلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ بَنِيْ حَنِيْفَةَ فَسَمِعْتُهُمْ يَشْهَدُوْنَ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِمُ الشُّرَطَ فَأَخَذُوْهُمْ فَجِيءَ بِهِمْ إِلَيْهِ فَتَابَ الْقَوْمُ وَرَجَعُوْا عَنْ قَوْلِهِمْ فَخَلَّى سَبِيْلَهُمْ وَقَدَّمَ

''ابن معیز سعدی نے کہا: میں سحری کے وقت اپنے گھوڑے پر سفر کے لیے نکلا۔ بنوحنیفہ کی مسجد کے پاس سے گزرا تو میں نے ان کو یہ گواہی دیتے سنا کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ میں لوٹ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو خبر دی تو سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پولیس روانہ کی اور ان کو پکڑ کر لایا گیا تو ان لوگوں نے اپنے قول سے توبہ کی۔ اور اسلام کی طرف لوٹ آئے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انھیں چھوڑ دیا۔ اور ان میں سے ایک آدمی کو پیش کیا گیا جس کو

(٥٣٢٥) ابوداؤد: ٢٧٦٢۔ صحیح، البانی: ٢٤٠٠۔ دارمی: ٢٥٠٣.

(٥٣٢٦) دارمی: ٢٥٠٣۔ ابوداؤد: ٢٧٦٢۔ احمد: ٣٨٢٧.

رَجُلاً مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ نَوَّاحَةَ فَضَرَبَ عُنُقَهُ فَقَالُوْ لَهُ تَرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَتَلْتَ هٰذَا فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا إِذْدَخَلَ هٰذَا وَرَجُلٌ وَافِدَيْنِ مِنْ عِنْدِ مُسَيْلِمَةَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْهَدَان اَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالا لَهُ تَشْهَدُ أَنْتَ أَنَّ مُسَيْلِمَةَرَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ لَوْكُنْتُ قَاتِلاً وَفْدًا لَقَتَلْتُكُمَا فَلِذٰلِكَ قَتَلْتُهٗ وَأَمَرَ بِمَسْجِدِ هِمْ فَهُدِمَ.
(رواه الدارمی، ۲۵۰۳)

عبداللہ بن نواحہ کہا جاتا تھا۔ اسے قتل کر دیا۔ تو لوگوں نے کہا: آپ نے دوسرے لوگوں کو چھوڑ دیا اور صرف اس کو قتل کیا وجہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا یہ ابن نواحہ اور ایک دوسرا مرد آپ ﷺ کے پاس مسیلمہ الکذاب کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا: کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں؟ تو ان دونوں نے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں، اگر تم دونوں قاصد نہ ہوتے تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پس اس وجہ سے میں نے اس کو قتل کیا ہے نیز سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی مسجد منہدم کرنے کا حکم دیا۔ (الدارمی)

شرح: ......۱۔ مسیلمہ کذاب کے ایلچیوں نے یہ کہہ کر مسیلمہ اللہ کا رسول ہے، کفر اور ارتداد کیا تھا۔ اس وجہ سے یہ واجب القتل تھے مگر رسول اکرم ﷺ نے اس اصول کی پاسداری کرتے ہوئے قتل نہ کیا تھا کہ ایلچیوں کو قتل نہیں کرنا چاہیے، اگرچہ وہ کلمہ کفر ہی کہیں۔ مرتد ہونے والے پر پہلے توبہ پیش کی جائے اگر کرلیں تو نہ ماریں اگر توبہ نہ کریں تو ان کی گردن اڑا دی جائے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابن نواحہ سے توبہ اس لیے نہیں کروائی تھی یہ بھی مسیلمہ کا سفیر بن کر آیا تھا، تو آپ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا کہا تھا۔ وجہ نہ مارنے کی یہ تھی کہ یہ ایلچی تھا۔ آپ ﷺ کے اسی حکم کو برقرار رکھتے ہوئے بغیر توبہ کا مطالبہ کیے اسے قتل کر دیا۔ اب چونکہ وہ بطور سفیر نہ تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۸)

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ مرتد مرد یا عورت سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے یا کہ توبہ کا مطالبہ کیے بغیر ہی انہیں قتل کر دیا جائے۔

بعض ائمہ تو اس کے قائل ہیں کہ ان سے توبہ کے مطالبہ کی ضرورت نہیں۔ ان کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ والا واقعہ ہے اور وہ اس آیت سے بھی دلیل لیتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًاo﴾ (النسآء: ۱۳۷)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے، پھر کفر کیا، پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر کفر میں اضافہ کیا انہیں اللہ تعالیٰ نہیں

بخشے گا اور نہ ہی انہیں رستہ دکھائے گا۔"

مگر جو توبہ کا مطالبہ کرنے کے قائل ہیں، وہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ان کافروں یا مرتدوں کی بخشش نہیں جو اسی حالت میں مرجاتے ہیں، جو توبہ کرلیں وہ اس کی زد میں نہیں آتے۔

ان کی ایک اور بھی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تو ان سے کہا:

اَیُّمَا رَجُلٍ اِرْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهُ فَاِنْ عَادَوْ اِلَّا فَاضْرِبْ عُنُقَهُ، وَاَیَّمَا اِمْرَاۃٍ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهَا فَاِنْ عَادَتْ وَاِلَّا فَاضْرِبْ عُنُقَهَا. (وسندہ حسن)

جو آدمی دین اسلام سے مرتد ہو جائے اسے دعوت اسلام دو اگر وہ لوٹ آئے تو درست ہے، اگر نہ لوٹے تو اس کی گردن ماردو۔ اور جو عورت بھی اسلام سے مرتد ہو جائے اسے دعوت دو۔ اگر لوٹ آئے تو درست ہے اگر نہ لوٹے تو اس کی گردن ماردو۔ اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے، اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ بغیر توبہ انہیں مارا تھا۔ ایسا نہیں بلکہ وضاحت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان زندیقوں سے، بے دینی سے لوٹنے کا کہا تھا۔ انہوں نے انکار کیا تو پھر سزا دی۔

زندیق، بے دین اور دہریہ اس آدمی کو کہتے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ نور اور ظلمت سے جہان وجود میں آیا ہے۔ جو بھی چیز ہے وہ نور سے ہے جو بھی شر ہے یہ تاریکی سے پیدا ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کا عقیدہ نہایت ہی غلط تھا۔ عبداللہ بن سبا یہودی نے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا اور خرافات کو ترویج دی۔ اندرونِ خانہ یہ یہودی تھا اسلام کو بدنام کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہ ذہن دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، جب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کفر وارتداد کی خبر ہوئی تو انہیں اکٹھا کیا دو تین دن تک ان سے اس بات سے رجوع کا مطالبہ کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر کھایاں کھدوائیں ان میں آگ جلائی ان سب بے دینوں کو اس میں جلا دیا یہ کوفہ میں واقعہ ہوا تھا۔

یہ بات حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی جو کہ بصرہ پر امیر تھے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ تھے تو واجب القتل مگر آگ سے جلانا اور بغیر قصاص آگ کا عذاب دینا نبی اکرم ﷺ نے منع کر رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے افسوس کیا کہ مجھے پہلے یاد ہوتا تو میں انہیں نہ جلاتا میں قتل کرواتا۔ (فتح الباری: ۱۲/۲۷۰،۲۷)

اسلام سے مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہے۔ کیونکہ اس کا مرتد ہونا اس کے خبث باطن اور بدنیت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس کا دل خیر سے خالی اور اسے قبول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتا ہے، عام کفر کی بہ نسبت اس کا جرم سنگین ہوتا۔ ہے مرتد کی اس سزا سے ایک اہم معاشرتی اور جغرافیائی پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔ دشمنان اسلام نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے میں اور ان کا رابطہ منقطع کرنے کے لیے اور انہیں اقلیت میں رکھنے کے لیے قومیت، وطینت اور جنسیت کا نعرہ لگانے کو دیا ہے۔

جبکہ اسلام نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے مضبوط رابطہ وہی ہے جو اسلام کی حقانیت کا ہے۔ یہی ایک مقناطیس ہے جو

جہاں بھی ہو بغیر کسی زمان ومکان کے ہر فرد انسانیت کو ایک مرکز پر قائم رکھ سکتا ہے اگر یہ نہیں تو کوئی تمہارا اپنا ہو یا بیگانہ، یگانہ ہو یا دیوانہ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس اسلام سے خارج ہونے والا اس دھرتی پر بوجھ ہے اسے ختم کر دیا جائے، ہاں توبہ کرے تو اسلام پھر اسے اپنے دامن سلامتی میں لے لیتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۲۸)

٥٣٢٧ـ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَساً رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهَمْ أَنَّ نَاساً مِنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلاَمِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَ اللّٰهُ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَبِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلَى حَالِهِمْ قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَي عَنِ الْمُثْلَةِ. (رواه البخاري، ٤١٩٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کچھ افراد قبیلہ عکل اور عرینہ میں سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم مویشیوں والے لوگ تھے، باغوں والے نہیں تھے اور مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ نے ان کے لیے اونٹوں اور چرواہے کا حکم صادر فرمایا۔ اور کہا کہ وہاں نکل جائیں اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا کریں۔ وہ گئے اور مقام حرہ کے اطراف میں جا کر اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کیا۔ نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ لے کر چل پڑے۔ آنحضرت ﷺ کو خبر موصول ہوئی تو ان کے تعاقب میں فوج روانہ کی وہ لائے گئے۔ ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔ ان کے ہاتھ کاٹے گئے اور حرہ کے اطراف میں چھوڑ دیے گئے یہاں تک کہ اسی حال پر مر گئے۔ قتادہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس کے بعد آپ ﷺ صدقہ دینے کی ترغیب دیتے۔ اور مثلہ کرنے (یعنی ہاتھ، پاؤں ناک اور کان کاٹنے) سے منع کرتے تھے۔'' (بخاری)

٥٣٢٨ــ وَمِنْ رِوَايَاتِهِ: قَالَ قَتَادَةُ فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُبْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ. (رواه البخاري، ٥٦٨٦)

''ان روایات میں سے ایک یہ ہے: قتادہ نے کہا: مجھ سے ابن سیرین رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ واقعہ حدود کے نزول سے پہلے کا ہے۔'' (بخاری)

٥٣٢٩ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ

''اور ایک روایت میں ہے: ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کی

(٥٣٢٧) بخاری: ٤١٩٢ـ مسلم: ١٦٧١ـ ترمذی: ١٨٤٥ـ نسائی: ٤٠٣٥ـ ابوداؤد: ٤٣٦٤ـ ابن ماجه: ٣٥٠٣ـ احمد: ١٣٦٧٢.
(٥٣٢٨) بخاری: ٥٦٨٦ـ مسلم: ١٦٧١ـ ترمذی: ١٨٤٥ـ نسائی: ٤٠٣٥ـ ابوداؤد: ٤٣٦٤ـ ابن ماجه: ٣٥٠٣ـ احمد: ١٣٦٧٢.
(٥٣٢٩) بخاری: ١٥٠١ـ مسلم: ١٦٧١ـ ترمذی: ١٨٤٥ـ نسائی: ٤٠٣٥ـ ابوداؤد: ٤٣٦٤ـ ابن ماجه: ٣٥٠٣ـ احمد: ١٣٦٧٢.

وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعَضُّوْنَ الْحِجَارَةَ. (رواه البخاری، ١٥٠١)

آنکھیں پھوڑ کر مقام حرہ میں ڈال دیا گیا۔ وہ پتھر دانتوں سے کاٹتے تھے۔'' (بخاری)

٥٣٣٠۔ وَمِنْهَا: قَالَ سَلَّامٌ فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوْبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَهُ بِهٰذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ بِهٰذَا (رواه البخاری، ٥٦٨٥)

''ان میں سے ایک روایت یہ ہے: سلام نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ حجاج نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی شدید ترین عقوبت بتا جو نبی کریم ﷺ نے سزا دی ہو۔ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنایا۔ جب حسن بصری رحمہ اللہ کو خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ حجاج کو نہ بتاتے۔'' (بخاری)

٥٣٣١۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُوْلٰئِكَ لِأَنَّهُمْ سَمَلُوْا أَعْيُنَ الرِّعَاءِ (رواه مسلم، ١٦٧١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی آنکھیں پھوڑنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ انہوں نے مویشی چرانے والوں کی آنکھیں پھوڑی تھیں۔'' (مسلم)

٥٣٣٢۔ وَمِنْهَا: قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَهٰؤُلَاءِ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. (رواه البخاری، ٢٣٣)

''ایک روایت میں ہے کہ ابوقلابہ نے کہا: ان لوگوں نے چوری کی، آدمی قتل کیے، اسلام لانے کے بعد کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ (اس لیے ان سے یہ سلوک کیا گیا) (بخاری)

٥٣٣٣۔ وَمِنْهَا: فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ. (رواه البخاري، ٦٨٠٤)

''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے سلاخیں گرم کرنے کا حکم دیا اور وہ ان کی آنکھوں میں لگائی گئیں۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور ان زخمیوں کو داغا نہیں۔ (بخاری)

٥٣٣٤۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَطَّعَ الَّذِيْنَ سَرَقُوْا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّاسِ عَاتَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ

''ابوزناد سے روایت ہے کہ جب ان لوگوں نے اونٹ چرائے اور آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھیں پھوڑیں تو آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یہ آیت نازل فرمائی: ''تحقیق وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے

(٥٣٣٠) بخاری: ٥٦٨٥۔ مسلم: ١٦٧١۔ ترمذی: ١٨٤٥۔ نسائی: ٤٠٣٥۔ ابوداؤد: ٤٣٦٤۔ ابن ماجه: ٣٥٠٣۔ احمد: ١٣٦٧٢.

(٥٣٣١) مسلم: ١٦٧١۔ بخاری: ٦٨٩٩۔ ترمذی: ١٨٤٥۔ نسائی: ٤٠٣٥۔ ابوداؤد: ٤٣٦٤۔ ابن ماجه: ٣٥٠٣۔ احمد: ١٣٦٧٢.

(٥٣٣٢) بخاری: ٢٣٣۔ مسلم: ١٦٧١۔ ترمذی: ١٨٤٥۔ نسائی: ٤٠٣٥۔ ابوداؤد: ٤٣٦٤۔ ابن ماجه: ٣٥٠٣۔ احمد: ١٣٦٧٢.

(٥٣٣٣) بخاری: ٦٨٠٤۔ مسلم: ١٦٧١۔ ترمذی: ١٨٤٥۔ نسائی: ٤٠٣٥۔ ابوداؤد: ٤٣٦٤۔ ابن ماجه: ٣٥٠٣۔ احمد: ١٣٦٧٢.

(٥٣٣٤) ابوداؤد: ٤٣٧٠۔ ضعیف، البانی: ٩٣٨۔ نسائی: ٤٠٤٢.

يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا﴾ الآيَةَ. (رواه ابوداوٗد، ٤٣٧٠)

لڑتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انھیں قتل کردیا جائے یا سولی دی جائے۔تا آخر آیت۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ......ان کو قصاص میں یہ سزائیں دی گئی تھیں، انہوں نے قتل بھی کیا، ڈاکہ بھی ڈالا، اور مرتد بھی ہوئے اس لیے قرآن پاک کے مطابق ان سے قصاص لیا گیا۔

اوپر جو مرتد ہے اس کی سزا یہی ہے کہ اس سے پہلے توبہ کروائی جائے اگر توبہ نہ کرے تو اسے مارا جائے۔ اور یہ جو مرتد ہے اس سے توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیونکہ یہ اعلانیہ مجرم ہیں۔ یہ توبہ سے پہلے گرفت میں آجائیں تو ان سے قصاص لیا جائے۔ اگر اس سے پہلے توبہ کر کے آجائیں تو توبہ قبول ہوگی۔ ارشاد باری ہے:

﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ﴾ (المآئدة: ٣٤)

''مگر وہ لوگ جنہوں نے اس سے پہلے کہ تم ان پر قدرت پاؤ توبہ کرلی۔''

یعنی وہ مذکورہ بالا سزاؤں سے بچیں گے جنہوں نے گرفت میں آنے سے پہلے توبہ کرلی جو توبہ سے پہلے گرفت میں آگئے، ان باغیوں پر یہ قانون کی سزائیں جاری ہوں گی۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۲۸)

تاہم جو نقصان ہوا ہے وہ مالک کا پورا کیا جائے گا، خواہ بیت المال سے کیا جائے۔ اور قتل کی دیت دینا ہوگی۔ (گوندلوی)

٥٣٣٥ـ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُشْرِكٍ اَشْرَكَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ عَمَلاً حَتّٰى يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ. (ابن ماجه، ٢٥٣٦)

''بہز بن حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کی کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس مشرک کا عمل قبول نہیں کرتا جو مسلمان ہونے کے بعد مشرکین سے جدا ہوکر مسلمانوں میں نہیں آجاتا۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ہوا ہے تو اس کے اسلامی اعمال قبول ہوں گے مگر دارالکفر سے دارالسلام کی طرف ہجرت لازمی ہے کیونکہ جن میں انسان رہتا ہو ان کی عادات ومعاشرت سے عموماً متاثر ہوتا ہے اس لیے ان سے جدا ہوکر رہے۔ (انجاز الحاجہ: ۷/ ۵۷۹)

جو لوگ مال کی خاطر غیر مسلم ممالک میں رہتے ہیں اور اسلامی ملک چھوڑ کر وہاں ہجرت کر کے جاتے ہیں وہ غور کریں۔ (گوندلوی)

(٥٣٣٥) ابن ماجه: ٢٥٣٦ـ حسن، الباني: ٢٠٥٥ـ احمد: ١٩٥٣٣.

٥٣٣٦۔ عَنْ عَلِيّ رَضِيَ اللّٰهُ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَاَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَمَهَا. (ابو داؤد، ٤٣٦٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتی اور آپ ﷺ کے خلاف بکواس کرتی تھی۔ ایک مسلمان نے اس کا گلا دبایا تو وہ ہلاک ہوگئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون لغو قرار دیا۔ (ابوداؤد)

٥٣٣٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَمِّىْ كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيْهِ فَيَنْهَاهَا فَلاَ تَنْتَهِيْ وَيَزْجُرُهَا فَلاَ تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَتَشْتُمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ اَنْشَدُ اللّٰهَ رَجُلاً فَعَلَ مَا فَعَلَ لِيْ عَلَيْهِ حَقٌّ إِلاَّ قَامَ فَقَامَ الأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتّٰى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيْكَ فَأَنْهَاهَا فَلاَ تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلاَ تَنْزَجِرُ وَلِيَ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَكَانَتْ بِي رَفِيْقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيْكَ فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلاَ اشْهَدُوْا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ. (رواه أبوداود، ٤٣٦١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک نابینے آدمی کی ام ولد لونڈی تھی جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتی تھی۔ وہ اس کو منع کرتا تو باز نہ آتی ڈانٹتا تو وہ کوئی پرواہ نہ کرتی۔ ایک دن اس نے برچھی لیکراس کے پیٹ میں نوک رکھدی اور اوپر سے دبائے رکھا یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اور اس کے قدموں میں ایک بچہ گر گیا۔ تو اس نے وہاں پر پڑی ہوئی اشیاء کو خون میں لت پت کردیا۔ صبح کو عورت کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں! جس نے بھی کیا جو اس نے کیا اور میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو کر خود بتائے۔ پس نابینا کھڑا ہوا اور لوگوں کے درمیان سے ہانپتا کانپتا نبی کریم ﷺ کے سامنے جا کر بیٹھا اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اس عورت کو قتل کیا ہے، یہ آپ ﷺ کو گالی بکواس کرتی تھی۔ میں منع کرتا تو باز نہ آتی تھی۔ اور میں ڈانٹتا تو پرواہ تک نہ کرتی تھی۔ اور میرے اس سے موتیوں جیسے دو لڑکے ہیں۔ اور یہ میری رفیقہ حیات تھی۔ آج رات یہ آپ ﷺ کو گالیاں دینے لگی تھی تو میں نے برچھی لے کر اس کے پیٹ پر رکھ کر اوپر سے دبائے رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل ہی کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! اس کا خون لغو ہے۔'' (ابوداؤد)

(٥٣٣٦) ابوداؤد: ٤٣٦٢۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٩٣٧.

(٥٣٣٧) ابوداؤد: ٤٣٦١۔ صحيح، البانی: ٣٦٦٥۔ نسائی: ٤٠٧٠.

٥٣٣٨ـ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَغَيَّظَ عَلٰى رَجُلٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِيْ غَضَبَهٗ فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ مَاالَّذِيْ قُلْتَ آنِفاً قُلْتُ ائْذَنْ لِي اَضْرِبْ عُنُقَهٗ قَالَ أَكُنْتَ فَاعِلاً لَوْ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ (رواه أبوداود، ٤٣٦٣)

''سیدنا ابوبرزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور انھوں نے ایک آدمی پر غصہ ظاہر کیا۔ میں نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! آپ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ راوی نے کہا: میرے اس قول سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غصہ جاتا رہا وہ گھر چلے گئے اور میری طرف قاصد بھیجا۔ پوچھا کہ تو نے ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے کہا: کیا آپ مجھے اجازت دو گے کہ میں اس کی گردن مار دوں؟) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں تجھے حکم دیدیتا تو کیا تو یہ کام کر دیتا؟ میں نے کہا ہاں۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں اللہ کی قسم! محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی انسان کے لیے ایسا حکم دینا اور کسی کا اس پر عمل کرنا ہرگز جائز نہیں۔''

شـــرح: ...... یہ لونڈی غیر مسلم تھی۔ مسلمان لونڈی ایسا خبیث کام کبھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والا اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والا واجب القتل ہے۔ اس کا خون رائیگاں اور بے کار ہے، نہ اس کی دیت ہے نہ اس کا قصاص ہے۔

چونکہ نبی اکرم ﷺ کو برا بھلا یا گالی نکالنے والا مسلمان ہو یا غیر مسلم ہو معاہدہ والا ہو یا غیر معاہدہ والا اس کا کچھ لحاظ نہ ہوگا۔ ایسا خبیث النفس بغیر توبہ کا مطالبہ کیے قتل کیا جائے گا اور اس کا خون بے کار ہے۔ اور یہودی جب السام (موت ہو) کی جگہ آپ سے یہ کہتے تھے اور آپ نے کچھ نہیں کہا، یہ آپ ﷺ تک محدود تھا، آپ کے بعد گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۸۹)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ میرا گستاخ واجب القتل نہیں۔ یہ شرف صرف نبی اکرم ﷺ کو حاصل ہے کہ ان کے گستاخ کو قتل کیا جائے۔ تاہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گستاخ اور خصوصاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گستاخ کافر ضرور ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۲۶)

(٥٣٣٨) ابوداؤد: ٤٣٦٣ـ صحيح، البانى: ٣٦٦٦ـ نسائى: ٤٠٧١.

حدالزنا فی الحر والعبد والمکرہ والمجنون والشبهة وبمحرم

زنا کی حدآزاد اور غلام پر اور جس پر جبر کیا گیا ہو یا وہ دیوانہ ہو اور وطی شبہ کے ساتھ ہو یا محرم سے زنا کا ارتکاب کیا ہو ان امور کا بیان

٥٣٣٩ــ عَـنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ رَجَمَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَـمَ أَبُوْبَكْرٍ وَرَجَمْتُ وَلَـوْلاَ أَنِّـيْ أَكْـرَهُ أَنْ أَزِيْـدَ فِـي كِتَابِ اللّٰهِ لَـكَتَبْتُهُ فِي الْمُصْحَفِ فَإِنِّيْ قَدْ خَشِيْتُ أَنْ تَـجِـيْءَ أَقْـوَامٌ فَلاَ يَـجِدُوْنَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَكْفُرُوْنَ بِهِ . (رواه الترمذی، ١٤٣١)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رجم کیا اور میں نے بھی رجم کیا ہے۔ اگر اللہ کی کتاب میں اضافہ کرنا میں مکروہ تحریمی نہ سمجھتا تو مصحف میں مسئلہ رجم لکھ دیتا۔ مجھے خوف ہے کہ کچھ اقوام آئیں گی اور وہ لوگ مسئلہ رجم قرآن میں نہ دیکھیں گے تو پھر رجم کا انکار ہی کر دیں گے۔'' (ترمذی)

٥٣٤٠ــ عَـنْ عَبْـدِالـلّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِي كِتَـابِ الـلّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالـنِّسَاءِ إِذَا أُحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الاِعْتِرَافُ . (رواه مالك، ١٥٥٨)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: رجم اللہ کی کتاب میں حق ہے جو مرد یا عورت شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا مرتکب ہو۔ اور گواہ قائم ہوں یا حمل ہو یا اعتراف ہو۔'' (مالک)

شــــرح: ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک خطبہ موسم حج میں دینا چاہتے تھے، جس میں خلیفہ بنانے کی تاریخ اور دیگر معاملات پر روشنی ڈالنا چاہتے تھے ان میں سے ایک رجم کا مسئلہ تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا امیر المومنین یہاں عوام آئے ہیں، انہیں اتنا زیادہ شعور نہیں ہوتا کہیں غلط مطلب نہ لیں آپ حج سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ جائیں تو وہاں اصحاب علم ودانش کو جمع کریں اور وہاں بات کریں، یہ زیادہ مناسب ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں آتے ہی یہ خطاب کیا، اور مسئلہ رجم کا خصوصی ذکر کیا۔

ان احادیث میں جو رجم کی آیت کا ذکر ہوا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے یہ حکم نازل ہوا کہ زنا ایک کبیرہ گناہ ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

(٥٣٣٩) ترمذی: ١٤٣١۔ صحیح، البانی: ١١٥٨۔ بخاری: ٧٣٢٣۔ مسلم: ١٦٩١۔ ابوداؤد: ٤٤١٨۔ ابن ماجه: ٢٥٥٣۔ احمد: ٣٩٣۔ مؤطا: ١٥٦٠۔ دارمی: ٢٣٢٢.

(٥٣٤٠) مؤطا: ١٥٥٨۔ بخاری: ٦٨٣٠۔ مسلم: ١٦٩١۔ ترمذی: ١٤٣٢۔ ابوداؤد: ٤٤١٨۔ ابن ماجه: ٢٥٥٣۔ احمد: ٣٩٣۔ دارمی: ٢٣٢٢.

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا۝﴾ (الاسراء: ٣٢)

''زنا کے قریب نہ جائیں یقیناً یہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔''

پھر اس کی حد یہ نازل ہوئی کہ انہیں موت تک گھر میں قید رکھا جائے۔ (النساء: ۱۵)

پھر اسے اس حدیث کے ساتھ منسوخ کیا گیا جو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، جو آگے آ رہی ہے، ان شاء اللہ کہ شادی شدہ کو سنگسار کیا جائے اور کنوارے کو سو کوڑے اور سال کی جلاوطنی کی سزا دی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رجم کی آیت نازل کی تھی وہ سورۃ احزاب میں نازل ہوئی تھی۔ جو کہ درج ذیل ہے:

((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ))

(مستدرك حاكم: ٤٥٠)

''شادی شدہ مرد یا عورت جب زنا کریں تو انہیں قطعی حکم ہے کہ رجم کرو یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔''

اب اس کے الفاظ منسوخ ہو چکے ہیں حکم باقی ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ (ابن کثیر: ج ۳)

یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی ہے اس میں رجم کی آیت تھی جسے ہم نے پڑھا، یاد کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے رجم کیا تو رجم قرآن پاک سے ثابت ہے۔ (توضیح الاحکام: ۶/ ۲۲۵)

اور یہاں زنا کے ثبوت کے تین دلائل بیان ہوئے ہیں: (۱) زانی یا زانیہ خود اعتراف کریں جیسا کہ ماعز رضی اللہ عنہ نے یا جہینہ قبیلہ کی عورت نے کیا تھا۔

(۲) اس پر چار عادل والے گواہ موجود ہوں، جنہوں نے عین حالت بدکاری میں دونوں کو دیکھا ہو۔

(۳) ایک عورت کا خاوند نہیں، یا اس کی شادی نہیں ہوئی پھر وہ حاملہ ہو جائے تو قوی مسلک کے مطابق زنا کی یہ بھی شہادت ہوگی۔ ان تینوں شرائط کے پائے جانے کے بعد انہیں حد لگائی جائے گی۔ اگر ثبوت نہیں تو پھر حد نہیں لگے گی۔

آج منکرین حدیث اس رجم کا انکار کر رہے ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نگاہ کس قدر دور رس تھی اور ان کا اندیشہ کس طرح صحیح ثابت ہوا۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام شرعی احکام قرآن پاک میں ہی محصور نہیں، بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک بھی ملا اور اس کے ساتھ حدیث کی پر حکمت اس کی مثل تفسیر بھی ملی ہے۔ یہ بھی اللہ کی طرف سے ہے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۹۸)

٥٣٤١ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلاً﴾ وَذَكَرَ الرَّجُلَ بَعْدَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ جَمَعَهُمَا فَقَالَ ﴿وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوْهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوْا عَنْهُمَا﴾ فَنَسَخَ ذٰلِكَ بِآيَةِ الْجَلْدِ فَقَالَ ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (رواه ابوداود، ٤٤١٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ آیت ''وہ عورتیں جو بے حیائی کریں تمہاری عورتوں میں سے'' ...... تا ...... ''کوئی راہ'' ...... کہا اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بعد مرد کا ذکر کیا پھر ان کو جمع کر کے بیان کیا اور فرمایا ''وہ دو مرد جو تم میں سے اس بے حیائی کا ارتکاب کریں'' تا آخر آیت ...... پھر کوڑوں کی سزا والی آیت سے اس حکم کو منسوخ کر دیا ''زانی مرد اور زانی عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو'' تا آخر آیت۔'' (ابوداؤد)

٥٣٤٢ــ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلاً الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّنَفْيُ سَنَةٍ وَّالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّالرَّجْمُ. (رواه مسلم، ١٦٩٠)

''سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے حاصل کرو۔ مجھ سے علم حاصل کرو اللہ نے عورتوں کے لیے راستہ بنا دیا ہے۔ کنوارہ مرد کنواری عورت سے زنا کا مرتکب ہو تو سو کوڑے اور سال کی جلاوطنی۔ اور شادی شدہ مرد شادی شدہ کے ساتھ زنا کا مرتکب ہو تو سو کوڑا اور رجم اس کی سزا ہے۔'' (مسلم)

٥٣٤٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ ضَرَبَ وَغَرَّبَ وَأَنَّ عُمَرَ ضَرَبَ وَغَرَّبَ. (رواه الترمذي، ١٤٣٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا ہے۔ پھر سیدنا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔'' (ترمذی)

شــرح: ...... پہلے یہ صورت تھی کہ جب عورت زنا کرتی تو اسے گھر میں قید کر لیا جاتا۔ زندگی ہوتی تو بچ رہتی بعض اوقات گھر ہی میں مر جاتی۔

اس کے بعد سورت نور میں زانی اور زانیہ کی سزا نازل ہوئی کہ سو کوڑے مارے جائیں اگر غیر شادی شدہ ہوں۔

(٥٣٤١) ابوداؤد: ٤٤١٣۔ حسن الاسناد، البانی: ٢٧١١.

(٥٣٤٢) مسلم: ١٦٩٠۔ ترمذی: ١٤٣٤۔ ابوداؤد: ٤٤١٥۔ ابن ماجه: ٢٥٥٠۔ احمد: ٢٢٧٤۔ دارمی: ٢٣٢٧.

(٥٣٤٣) ترمذی: ١٤٣٨۔ صحیح، البانی: ١١٦٤.

اسی کو نبی اکرم ﷺ نے رستہ قرار دیا ہے۔ اور شادی شدہ زانی اور زانیہ کو سنگسار کیا جائے۔
ایک قول ہے کہ سورت النساء کی یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور سورت نور کی دوسری آیت نے اسے منسوخ کیا ہے۔
مگر ابو سلیمان خطابی کہتے ہیں: یہ منسوخ نہیں، اس میں ایک مدت بتائی گئی تھی کہ یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے رستہ بنائے گا اللہ تعالیٰ نے سورت نور کی آیت اور اس حدیث سے جس میں سزا بتائی گئی ہے اس رستہ کی وضاحت کی ہے۔
اس آیت میں جو اجمال تھا، سورت نور اور اس حدیث نے اس کی تفصیل بیان کی ہے، منسوخ نہیں کیا۔
ثابت ہوا زانی اور زانیہ غیر شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا سو کوڑے ہیں۔ اور اگر شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا سنگسار کرنا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۴۹)
غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کو ایک سال تک جلا وطن بھی کرنا ہے۔ اوزاعی رحمہ اللہ کا خیال ہے، مرد زانی کو کوڑے لگا کر جلا وطن کیا جائے گا عورت کو کوڑے مارے جائیں گے جلا وطن نہ کیا جائے گا۔
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مرد اور عورت پر کوڑے ہوں گے مگر جلا وطن نہ ہوں گے۔ مگر حافظ ابن حجر ان دونوں کے خلاف لکھتے ہیں، فرماتے ہیں: جلا وطن کرنے پر اجماع ہے سوائے کوفیوں کے اس کی کوئی بھی مخالفت نہیں کرتا۔
نبی ﷺ نے جلا وطن کا بھی کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر جلا وطن کرنے کا کہا ہے کسی ایک نے بھی اس کی تردید نہیں کی اس پر خلفائے راشدین نے عمل کیا ہے۔ گویا کہ اس پر اجماع ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۱۵۷)
علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ترجیح والی بات یہی ہے کہ جلا وطن کرنا بھی زانی یا زانیہ کو واجب ہے۔ (نیل الاوطار: ۷/ ۹۳)
علامہ شفقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح ترین موقف یہی ہے جسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ سو کوڑے سزا کے ساتھ ایک سال کی جلا وطنی بھی واجب ہے، صحیح دلائل سے یہی ثابت ہے۔ (اضواء البیان: ۶/ ۶۰)
انتباہ: ...... یہ یاد رہے عورت کو جلا وطن کیا جائے تو اس کی حفاظت کا بھی مکمل انتظام کیا جائے تا کہ یہ مزید خرابی نہ کرے۔ (گوندلوی)

٥٣٤٤ـ عَـنْ اَبِيْ سَعِيْدٍاَنَّ رَجُلاًمِنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهٗ مَا عِزُ بْنُ مَالِكٍ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَالَ إِنِّي اَصَبْتُ فَاحِشَةً فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ ﷺ مِرَارًا قَالَ ثُمَّ سَأَلَ قَوْمَهٗ فَقَالُوْا مَا نَعْلَمُ بِـهٖ بَأْسًا إِلاَّ أَنَّهُ أَصَابَ شَيْئاً يَرَى أَنَّهُ

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بنو اسلم میں سے تھا۔ جس کو ماعز بن مالک کہا جاتا تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ پس اس نے کہا: میں بے حیائی کر چکا ہوں۔ میرے اوپر حد لگائیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو کئی بار واپس کیا۔ پھر اس کی قوم سے پوچھا تو انہوں نے: کہا ہمیں تو اس کے ساتھ کوئی

(٥٣٤٤) مسلم: ١٦٩٤ـ ابوداؤد: ٤٤٣١ـ احمد: ١١١٩٥ـ دارمی: ٢٣١٩.

لاَ يُخْرِجُهُ مِنْهُ إِلاَّ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ قَالَ فَرَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَنَا أَنْ نَرْجُمَهُ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ قَالَ فَمَاأَوْ ثَقْنَاهُ وَلاَ حَفَرْنَا لَهُ قَالَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعَظْمِ وَالْمَدَرِ وَالْخَزَفِ قَالَ فَاشْتَدَّ وَاشْتَدَدْنَا خَلْفَهُ حَتّٰى أَتَى عُرْضَ الْحَرَّةِ فَانْتَصَبَ لَنَا فَرَمَيْنَاهُ بِجَلاَمِيْدِ الْحَرَّةِ يَعْنِى الْحِجَارَةَ حَتّٰى سَكَتَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيبًا مِنَ الْعَشِيِّ فَقَالَ أَوَ كُلَّمَا انْطَلَقْنَا غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَخَلَّفَ رَجُلٌ فِي عِيَالِنَا لَهُ نَبِيْبٌ كَنَبِيْبِ التَّيْسِ عَلَيَّ أَنْ لاَأُوْتَى بِرَجُلٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلاَّ نَكَّلْتُ بِهِ قَالَ فَمَا اسْتَغْفَرَلَهٗ وَلاَ سَبَّهٗ. (رواه مسلم، ١٦٩٤)

شکایت معلوم نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کوئی کام کر چکا ہے۔ اور اس کی رائے ہے کہ وہ جرم سے نکل نہیں سکتا الا یہ کہ اس پر حد لگائی جائے۔ پھر وہ لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اس کو رجم کر دیں۔ پس ہم اس کو بقیع الغرقد کی طرف لے گئے۔ نہ تو ہم نے اس کو باندھا اور نہ اس کے لیے گڑھا کھودا اور ہم نے اس کو ہڈیوں ڈیلوں اور ٹھیکریوں سے مارا تو وہ تیز بھاگا اور ہم بھی اس کے تعاقب میں دوڑے یہاں تک کہ وہ مقام حرہ میں گیا۔ اور ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا تو ہم نے اس کو حرہ کے پتھروں سے مارا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دینے کے لیے پچھلے پہر کھڑے ہوئے تو فرمایا: جب بھی ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے جاتے ہیں تو کوئی آدمی ہمارے اہل وعیال میں پیچھے رہتا ہے تو اس کی بکرے جیسی بلبلاہٹ ہوتی ہے۔ خبردار! کوئی مرد میرے پاس پکڑ کر لایا گیا تو میں اس کو عبرت بنا دوں گا۔ پس نہ تو آپ ﷺ نے اس کے لیے دعائے مغفرت کی اور نہ اس کو بدی سے یاد کیا۔'' (مسلم)

٥٣٤٥ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ ذَهَبُوْا يَسُبُّوْنَهُ فَنَهَاهُمْ قَالَ ذَهَبُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ فَنَهَاهُمْ قَالَ هُوَ رَجُلٌ أَصَابَ ذَنْبًا حَسِيبُهُ اللّٰهُ. (رواه ابوداود، ٤٤٣١)

''ایک روایت میں ہے: لوگ اس کو گالی دینے لگے تو آپ ﷺ نے ان کو منع کر دیا۔ اور پھر لوگ اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگنے لگے تو آپ نے منع کر دیا۔ اور فرمایا: اس مرد سے گناہ سرزد ہوا اس کا حساب لینے والا اللہ ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٣٤٦ــ وَلِمُسْلِمٍ عَنْ بُرَيْدَةَ: أَنَّهُ حَفَرَ لَهٗ حُفْرَةً ثُمَّ أَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ قَالَ فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ

''مسلم رحمہ اللہ کی روایت ہے: سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ماعز کے لیے گڑھا کھودا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا تو اس کو رجم کیا گیا۔ پھر غامدی عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ!

(٥٣٤٥) ابوداؤد: ٤٤٣١۔ ضعیف، مرسل: ٩٥٤۔ مسلم: ١٦٩٤۔ دارمی: ٢٣١٩۔
(٥٣٤٦) مسلم: ١٦٩٥۔ ابوداؤد: ٤٤٤٢۔ احمد: ٢٢٤٤٠۔ دارمی: ٢٣٢٤۔

فَطَهِّرْنِيْ وَإِنَّهُ رَدَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ تَرُدُّنِيْ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِيْ كَمَا رَدَّدْتَ مَا عِزاً فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَحُبْلٰى قَالَ إِماَّ لاَ فَاذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِا لصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ قَالَتْ هٰذَا قَدْ وَلَدْتُهُ قَالَ أذْهَبِي فَأَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَلَهَا إِلَى صَدْرِهَا وَأَمَرَالنَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُبْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ مَهْلاً يا خَالِدُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَبِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ. (رواه مسلم ١٦٥)

میں نے زنا کیا ہے آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا۔ اگلے دن اس نے پھر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے واپس نہ کرو شاید آپ مجھے اس طرح واپس کرتے ہیں۔ آپ نے ماعز کو واپس کیا تھا۔ اور اللہ کی قسم! میں حاملہ ہو چکی ہوں۔ فرمایا: فی الحال تو چلی جا یہاں تک کہ تو بچہ جنے۔ پھر وہ بچہ جن کر بچے سمیت حاضر ہوئی اور بچہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا: میں نے یہ بچہ جنم دیا ہے۔ فرمایا: جا کر اس کو دودھ پلا یہاں تک کہ اس کو دودھ چھوڑا دے۔ اس نے دودھ چھوڑا دیا اور بچے کو ساتھ لے کر آئی اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اور کہا: یا نبی اللہ! میں دودھ بھی چھوڑا کر لائی ہوں اور یہ اب کھانا کھاتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کے لیے گڑھا کھودا گیا جو اس کے سینے تک گہرا تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا، انہوں نے پتھر مارے۔ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سامنے سے سر پر پتھر مارا تو خون اسکے منہ پر پڑا۔ انھوں نے اس عورت کو بدی سے یاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: اے خالد! ٹھہر جا۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو وہ بھی بخش دیا جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔''

٥٣٤٧ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِ فِرْقَتَيْنِ قَائِلٌ يَقُوْلُ لَقَدْ هَلَكَ لَقَدْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيْئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ مَا تَوْبَةٌ أَفْضَلُ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَضَعَ

''اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کی ماعز کے متعلق دو رائے تھیں۔ کوئی کہنے والا کہتا تھا وہ ہلاک ہوا اس کے برے اعمال نے اسے گھیر لیا ہے۔ اور کوئی کہتا تھا کوئی بھی توبہ ماعز کی توبہ سے افضل نہ ہوگی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور اپنا ہاتھ

(٥٣٤٧) مسلم: ١٦٩٥۔ ابوداؤد: ٤٤٤٢۔ احمد: ٢٢٤٤٠۔ دارمی: ٢٣٢٤.

يَـدَهٗ فِـى يَدِهٖ ثُمَّ قَالَ اقْتُلْنِي بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَلَبِثُوْا بِذٰلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُـمْ جُـلُـوْسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَا عِزِبْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالُوْا غَـفَرَاللّٰهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَـقَدْتَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ۔ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ قَالَ ثُمَّ جَائَتْهُ أَمْرَاَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الاَزْدِ فَـقَـالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِى ، بِنَحْوِهٖ وَفِيْـهِ: فَـقَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِىْ مَا فِي بَطْنِكِ قَـالَ فَـكَـفَـلَـهَـا رَجُـلٌ مِـنَ الاَنْصَارِ حَتّٰى وَضَـعَـتْ قَـالَ فَـأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَـقَالَ قَدْ وَضَـعْـتِ الْـغَـامِـدِيَّةُ فَقَالَ إِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَـدَعُ وَلَـدَهَـا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهٗ مَنْ يُرْضِعُهٗ فَـقَـامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَيَّ رَضَاعُهٗ يَـا نَبِـيَ الـلّٰهِ قَالَ فَرَجَمَهَا . (رواه مسلم ، ١٦٩٥)

آپ ﷺ کے ہاتھ میں دیا اور کہا: مجھے پتھروں سے قتل کر دیں۔ پس لوگ دو دن اس نوعیت کی باتیں کرتے رہے یا تین دن۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ لوگ بیٹھے تھے آپ ﷺ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز کے لیے دعاء مغفرت کرو۔ تو لوگوں نے کہا: ماعز کو اللہ نے بخش دیا ہے۔ فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ ایک پوری قوم پر بھی تقسیم کر دی جائے تو وہ سب کے لیے کفایت کرتی ہے۔ پھر بنوازد کے غامد قبیلہ کی عورت آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی پاک کر دیں۔ بقیہ واقعہ مذکورہ حدیث کی طرح ہی ہے اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے پاک اس وقت کیا جائے گا جب تو اپنے پیٹ کا بچہ جنے گی۔ پس ایک انصاری آدمی نے اس کو رکھا یہاں تک کہ اس نے حمل وضع کیا۔ پس وہ انصاری آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: غامدیہ نے حمل وضع کر دیا ہے۔ فرمایا: ہم اس کو رجم نہیں کریں گے کہ اس کے بچے کو چھوٹا ہی چھوڑ دیں اور اس کو دودھ پلانے والا کوئی نہ ہو۔ ایک انصاری آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بچے کی رضاعت میرے ذمہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو رجم کرا دیا۔'' (مسلم)

٥٣٤٨۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْأَسْلَمِيُّ نَبِيَ اللّٰهِ ﷺ فَشَهِـدَ عَـلٰى نَفْسِهٖ أَنَّهٗ أَصَابَ أَمْـرَأَـةً أَرْبَـعَ مَـرَّاتٍ كَلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَـأَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فَقَالَ أَنِكْتَهَا قَـالَ نَـعَـمْ قَـالَ حَتّٰى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ مِـنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَمَا يَغِيْبُ الْمِرْوَدُ فِـي الْـمُـكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ قَالَ نَعَمْ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ماعز اسلمی حاضر ہو۔ اور اس نے اپنے نفس پر چار بار گواہی دی کہ اس نے ایک عورت سے فعلِ حرام کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ ﷺ ہر بار اس سے منہ پھیر دیتے تھے۔ پس پانچویں بار آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس سے جفتی کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: یہاں تک کہ تیرا وہ عضو اس کے عضو میں داخل ہوا؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: جیسا سرمے کی سلائی سرمہ دانی میں

(٥٣٤٨) ابوداؤد: ٤٤٢٨۔ ضعيف، البانی: ٩٥٢۔ بخاری: ٧١٦٧۔ مسلم: ١٦٩١۔ ترمذی: ١٤٢٨۔ احمد: ٩٥٣٥.

قَالَ فَهَلْ تَدْرِي مَا الزِّنَا قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَاتِهِ حَلاَلاً قَالَ فَمَا تُرِيْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ قَالَ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَأَمَرَبِهِ فَرُجِمَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أُنْظُرْ إِلَى هٰذَا الَّذِي سَتَرَاللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتّٰى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰى مَرَّبِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ فَقَالَ أَيْنَ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ فَقَالاَ نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَنْزِلاَ فَكُلاَمِنْ جِيْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ فَقَالاَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ يَأْكُلُ مِنْ هٰذَا قَالَ فَمَانِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيْكُمَا آنِفاً أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ وَالَّذِى نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّهُ الآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا. (رواه أبوداود، ٤٤٢٨)

داخل ہوتی ہے۔ اور رسی کنویں میں داخل ہوتی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے علم ہے کہ زنا کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے اس سے فعلِ حرام کیا ہے۔ وہ فعل جو ایک مرد اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے۔ فرمایا: یہ واقعہ بیان کرنے سے تیرا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ آپ ﷺ مجھے پاک کر دیں۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے دو کی گفتگو سنی ایک نے دوسرے کو کہا: اس شخص کو دیکھو! اس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا اور اس کے نفس نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس کو اس طرح پتھر مارے گئے جیسا کتے کو رجم کیا جاتا ہے۔ پس آپ ﷺ ان سے خاموش ہو گئے۔ اور تھوڑی ساعت چلتے رہے۔ پھر آپ ﷺ مرے ہوئے گدھے کے پاس سے گزرے جس کی ٹانگیں اس کے پھولنے کی وجہ سے اوپر اٹھی ہوئی تھیں۔ فرمایا: وہ فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم یہاں موجود ہیں۔ فرمایا: تم دونوں اس گدھے کا گوشت کھاؤ! تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کو کون کھا سکتا ہے؟ فرمایا: تم نے جو اپنے بھائی کو ابھی بدی سے یاد کیا ہے وہ اس سے بھی بدترین عمل ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اب وہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٣٤٩ــ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ مَا عِزُبْنُ مَالِكٍ يَتِيْماً فِي حِجْرِ أَبِيْ فَأَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ

''ابوداؤد نے نعیم بن ھزال سے روایت کی کہ ماعز میرے باپ کی گود (گھر) میں یتیم تھا۔ اس نے کسی قبیلے کی ایک لڑکی سے فعلِ حرام کیا۔ میرے باپ نے اس کو کہا جا کر نبی کریم ﷺ کو خبر دے ممکن ہے وہ تیرے لیے دعاءِ مغفرت کریں گے۔ اور

(٥٣٤٩) ابوداؤد: ٤٤١٩۔ صحیح، البانی: ٣٧١٦۔ دون قوله لعله ان احمد: ٢١٣٨٤۔ حسن، البانی: ٣٧١٧۔ احمد: ١٤٦٧٠.

لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَإِنَّمَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مَخْرَجاً فَأَتَاهُ، بِنَحْوِهٖ وَفِيْهِ: فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ أَصْحَابُهٗ فَنَزَعَ لَهٗ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ أَنْ يَتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (رواه أبوداود، ٤٤١٩)

اس کو یہ امید تھی کہ اس کے لیے کوئی راستہ بن جائے گا۔ پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا، مثل روایت سابق۔ پس وہ نکل کر دوڑا کھڑا ہوا تو عبداللہ بن انیس سامنے سے آ گئے۔ اور انھوں نے اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی نکال کر اس کے سر پر مار کر قتل کر دیا۔ ورنہ اس کو رجم کرنے والے تو ناکام ہو چکے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آ کر تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو چھوڑ دیا ہوتا شاید توبہ کرتا اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا۔'' (ابوداؤد)

٥٣٥٠ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ أَحَقٌّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ وَقَعْتَ بِجَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ ثُمَّ أَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ. (رواه مسلم، ١٦٩٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ماعز کو فرمایا: کیا وہ بات درست ہے جو تیرے متعلق مجھے پہنچی ہے؟ اس نے کہا: میری کیا بات پہنچی ہے؟ فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے فلاں لوگوں کی لڑکی سے بدفعلی کی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس اس نے چار بار اپنے اوپر گواہی دی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔'' (مسلم)

٥٣٥١ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ فَأَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّي فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرًا وَّلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. (رواه الترمذى، ١٤٢٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو عیدگاہ میں رجم کیا گیا۔ جب اس پر پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ گیا۔ اس کو پیچھے سے جا پکڑا گیا اور پتھر مارے گئے یہاں تک کہ وہ فوت ہوگیا۔ آپ ﷺ نے اسے اچھے لفظوں سے یاد فرمایا لیکن اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی۔'' (ترمذی)

٥٣٥٢ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ كُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَ الرَّجُلَ إِنَّا لَمَّاخَرَجْنَابِهٖ فَرَجَمْنَا فَوَجَدَمَسَّ الْحِجَارَةِ

''ایک روایت میں ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس حدیث کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جنھوں نے اس مرد کو رجم کیا تھا۔ جب ہم نے اس کو

(٥٣٥٠) مسلم: ١٦٩٣ـ بخاری: ٦٨٢٤ـ ترمذی: ١٤٢٧ـ ابوداؤد: ٤٤٢٧ـ احمد: ٣٠٢٠.

(٥٣٥١) ترمذی: ١٤٢٩ـ صحیح، البانی: ١١٥٥ـ بخاری: ٦٨٢٠ـ نسائی: ١٩٥٦ـ ابوداؤد: ٤٤٣٠ـ احمد: ٥٠٥٣ـ دارمی: ٢٣١٥.

(٥٣٥٢) ابوداؤد: ٤٤٢٠.

صَرَخَ بِنَا يَا قَوْمِ رُدُّوْنِي إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُوْنِي وَغَرُّوْنِي مِنْ نَفْسِيْ وَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ قَاتِلِيْ فَلَمْ نَنْزَعْ عَنْهُ حَتّٰى قَتَلْنَاهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَخْبَرْنَاهُ قَالَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ وَجِئْتُمُوْنِي بِهِ لِيَسْتَثْبِتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَأَمَّا لِتَرْكِ حَدٍّ فَلاَ. (لابی داود، ٤٤٢٠)

باہر لے جا کر پتھر مارے۔ اور اس پر پتھر پڑے تو اس نے کہا: اے میری قوم! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لے جاؤ۔ میری قوم نے مجھے قتل کیا۔ اور مجھے میری جان کے متعلق دھوکا دیا۔ اور مجھے خبر دی کہ تجھے رسول اللہ ﷺ قتل نہیں کرائیں گے۔ پس ہم نے اس سے ہاتھ نہ اٹھایا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا۔ جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو کیوں نہ چھوڑا؟ تم اس کو میرے پاس لاتے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لیے فرمایا تھا کہ ماعز سے مزید تحقیق کی جائے، اس لیے نہیں فرمایا کہ اللہ کی حد موقوف کردی جائے۔''

٥٣٥٣ــ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلاً زَنٰى بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ أُخْبِرُ أَنَّهُ مُحْصِنٌ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ. (رواه أبوداود، ٤٤٣٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور اس کو کوڑے مار کر حد لگا دی۔ پھر آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ شادی شدہ ہے تو اس کو رجم کیا گیا۔'' (ابوداؤد)

شرح:......ان احادیث کے اہم نکات یہ ہیں:

یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ رجم کرنے میں چار مرتبہ اعتراف شرط ہے۔ یہ شرط نہیں اصل میں جو اعتراف کیا ہے اس پر برقرار رہے انکاری نہ ہو، چار مرتبہ اعتراف اچھی بات ہے تاہم درج ذیل واقعہ میں اس نے ایک مرتبہ ہی اعتراف کیا تھا تو اسے رجم کر دیا تھا۔ ان سے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کی عظمت بھی اجاگر ہوتی ہے کہ ان سے غضب الٰہی والا کام سرزد ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اس اعراض بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس غضب سے نکلنے اور خود کو پاک کرنے کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا زنا سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اور جہاں تک ممکن ہو بقدر استطاعت حد سے بچایا جائے لیکن جرم ثابت ہونے کی صورت میں اسے لازمی جاری کرنا ہوگا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نظر بد ڈالنا، بوس و کنار یہ بھی زنا میں شمار ہیں، لیکن اس میں حد نہیں، حد اس زنا میں ہے جو مکمل ہوا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا زانی جب تک صاف اور صریح الفاظ سے اقرار جرم اپنی مرضی و آزادی سے نہ کرے اور بیرونی واندرونی اس پر کوئی دباؤ نہ ہو اس وقت تک اسے سنگسار نہ کیا جائے۔

(٥٣٥٣) ابوداؤد: ٤٤٣٨۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٩٥٦.

تاہم حاکم وقت کو زنا کی حد لگانے میں جلدی پن کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ جب تک اس کے اقرار کی اچھی طرح صحت نہ جانچ لے اس وقت تک سنگسار نہ کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۹۶)

٥٣٥٤ــــ عَنْ خَالِدِبْنِ اللَّجْلَاجِ أَنَّ اللَّجْلَاجَ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا يَعْتَمِلُ فِي السُّوْقِ فَمَرَّتِ إمْرَاةٌ تَحْمِلُ صَبِيًّا فَثَارَ النَّاسُ مَعَهَا وَثُرْتُ فِيمَنْ ثَارَ فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ أَبُوْهٰذَا مَعَكِ فَسَكَتَتْ فَقَالَ شَابٌّ حَذْوَهَا أَنَا اَبُوْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ مَنْ أَبُوْهٰذَا مَعَكِ قَالَ الْفَتَى أَنَا أَبُوْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَعْضِ مَنْ حَوْلَهُ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اِلَّا خَيْرًا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَبِهِ فَرُجِمَ قَالَ فَخَرَجْنَا بِهِ فَحَفَرْنَا لَهُ حَتّٰى أَمْكَنَّا ثُمَّ رَمَيْنَاهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى هَدَأَ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَنِ الْمَرْجُوْمِ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا هٰذَا جَاءَ يَسْأَلُ عَنِ الْخَبِيْثِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ .

''خالد بن لجلاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بازار میں کام کر رہے تھے کہ وہاں سے ایک عورت بچہ لے کر گذری تو لوگ اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ ﷺ اس عورت کو فرمار ہے تھے اس بچے کا باپ کون ہے؟ تو وہ خاموش رہی۔ پس ایک جوان نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے پھر عورت سے یہ سوال کیا تو اسی نوجوان نے جواب دیا کہ میں اس کا باپ ہوں۔ نبی علیہ السلام نے اردگرد کھڑے لوگوں سے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو انھوں نے اس کی تعریف ہی کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس نوجوان سے پوچھا تم شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ آنخضرت ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کیا گیا۔ پھر ایک بوڑھا شخص اس نوجوان کا پوچھتا ہوا آیا۔ ہم اس کو آپ ﷺ کے پاس لائے۔ ہم نے کہا: یہ شخص اس خبیث لڑکے کے متعلق پوچھتا ہے جو رجم کیا گیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو خبیث نہ کہو۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اب وہ جنت میں ہے۔''

٥٣٥٥ــــ لَهُوَ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ(هما لأبي داود، ٤٤٣٥)

''ایک روایت میں ہے: وہ اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ نفیس و پاکیزہ ہے۔ یہ دو روایات ابوداؤد کی ہیں۔''

شرح: ...... یہ عورت رسول اکرم ﷺ کے پاس لائی گئی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ یہ ناجائز بچہ جو تو

(٥٣٥٤) ابوداؤد: ٤٤٣٥۔ حسن الاسناد: ٣٧٢٨۔ احمد: ١٥٥٠٤۔ فى المخطوطة والمطبوع زياده وهو الاٰن فى الجنة ولم اجد هذه الزياده.

(٥٣٥٥) ابوداؤد: ٤٤٣٥۔ طبرانى وفيه عمر بن موسى بن وجيه وهو ضعيف، هيثمى: ٧٩٢٠.

نے جنا ہے اس کا باپ کون ہے، یعنی تیرے ساتھ کس نے زنا کیا ہے؟ ظاہر ہے وہی اس بچے کا باپ ہوگا۔ وہ عورت تو خاموش رہی اس کے سامنے ایک نوجوان تھا، وہ بول اٹھا کہ میں نے اس عورت سے زنا کیا ہے میں اس لڑکے کا باپ ہوں۔

جب اعتراف زنا اس نے کرلیا تو اس نوجوان کے گرد جمع ہونے والے افراد سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ چونکہ شادی شدہ ہے اسے رجم کردو۔

وہ کہتے ہیں: ہم نے گڑھا کھودا اور اسے رجم کر دیا۔ حیران کن بات ہے کہ اس رجم کیے گئے آدمی کا والد بھی اس رجم میں تعاون کرتا رہا۔ آخر وہ مرحوم ٹھنڈا ہوگیا تو تب ہم نے چھوڑا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا جسے رجم کرنا ہو اس کے لیے گڑھا کھودنا اچھا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۵۸)

۵۳۵٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالاَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰـهَ إِلاَّ قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَا بِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي قَالَ قُلْ قَالَ إِنَّ إِبْنِي كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلَى أمْرَاَتِهِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّعَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَاعَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا . (رواه البخاری، ٦٨٢٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن خالد الجہنی کہتے ہیں: ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ﷺ میرے لیے کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کریں۔ اس کا مخالف بولا، اور وہ اس سے کچھ زیادہ عقلمند تھا۔ اس نے کہا: ہاں، ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اور مجھے اجازت ہو تو میں واقعات بتاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بیان کرو اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے پاس نوکر بن کر ٹھہرا اور اس نے اس کی عورت کے ساتھ زنا کیا۔ تو میں نے اس آدمی کو اپنے بیٹے کے عوض سو بکری اور ایک خادم دیا۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا: تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر تو سو دُرے اور سال کی جلاوطنی ہوگی اور اس آدمی کی عورت پر رجم عائد۔ ہے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ خادم اور بکریاں تجھے واپس ہیں۔ اور تیرے بیٹے پر سال تک جلا وطن رہنا لازم ہے۔ اے انیس! کل تو اس کی عورت کے پاس جا اگر وہ اقرار کرے تو اس کو رجم کر دے۔ چنانچہ اس نے اقرار کرلیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔'' (بخاری)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ایک دیہاتی آدمی آیا،اوراس نے یہ واقعہ سنایا۔

ایک الجھن انگڑائی لیتی ہے کہ اس نے آواز بلند سے آپ سے گفتگو کی حالانکہ بلند آواز سے آپ سے بات کرنے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ یا تو یہ ممانعت سے پہلے کی بات ہے یا دیہاتی تک یہ ممانعت نہ پہنچی تھی۔

ایک بات یہ بھی کھٹکتی ہے کہ انہوں نے یہ کیوں کہا تھا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ کرو، حالانکہ سب کو علم ہے کہ آپ ﷺ کتاب اللہ کے بغیر فیصلہ نہیں دے سکتے تھے۔

تو اس کا حل بھی یہ ہے کہ ان دیہاتی لوگوں کو علم نہ تھا کہ رجم کا ذکر قرآن میں ہے۔اس لیے انہوں نے کہا: اور نبی اکرم ﷺ نے نہایت ہی تاکید آمیز انداز میں جواب دیا، میں تو فیصلہ ہی کتاب اللہ کے مطابق کرتا ہوں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کتاب اللہ کی طرف رجوع رکھا جائے۔اس میں نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور بردباری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا اعتراف زنا کے بعد حد جاری کی جائے۔(فتح الباری:۱۲/ ۱۳۷)

حد مقرر کرنے میں شریعت نے بہت عمدہ مقاصد مدنظر رکھے ہیں۔اس سے غیر مہذب معاشرہ میں تہذیب اور اس کی خباثت گناہ سے تطہیر پیدا ہوتی ہے۔اس کے نفاذ سے انتقامی کارروائی مقصود نہیں بلکہ برکت ومصلحت کا حصول ہے۔ یہ زحمت نہیں مخلوق خدا کے لیے رحمت ونعمت ہے۔اس کے نفاذ سے معصیت سے طہارت اور اس میں دوبارہ لوٹنے کے لیے عبرت کا سامان ہوتا ہے۔اور جہاں دنیا میں گناہ سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے وہاں یہ جذبہ آخرت کی سزاؤں کا کفارہ بن جاتی ہے۔اور امن وسکون چھا جاتا ہے۔جبکہ انہیں بے کار کرنے اور وحشیانہ قرار دینے سے ایسی برائیاں اور رسوائیاں جنم لیتی ہیں کہ انہیں دیکھنے سے پہلے انسان زمین میں دفن ہو جائے تو بہتر ہے۔

آج کل جو ایڈز کی بیماری ہزاروں انسانوں کو نگل رہی ہے اور پھیلتی جا رہی ہے یہ زنا اور لواطت کی وجہ سے ہے۔ شریعت سے روگردانی کے باعث بطور سزا پھیل رہی ہے۔اگر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اس برے فعل سے اجتناب کیا جائے اور حدود کا نفاذ کیا جائے تو اس مہلک بیماری سے نجات مل سکتی ہے۔

اس حدیث سے حاصل شدہ کچھ مسائل پر تو اوپر روشنی ڈالی گئی مزید درج ذیل ہیں۔

(۱) دعویٰ یا سوال کرنے سے پہلے حاکم یا مفتی سے اجازت طلب کرنا بہتر عمل ہے۔

(۲) فہم وفقہ میں لوگ مختلف ہیں۔(۳) آزاد کو خادم رکھنا جائز ہے۔(۴) مرد وزن کے مخلوط رہنے سے احتیاط کی جائے وگرنہ نقصان ہوگا۔(۵) بغیر علم کے فتویٰ نہ دیا جائے۔(۶) کسی کا فتویٰ شریعت کے خلاف ہو تو اسے توڑ کر شریعت کے مطابق کیا جائے۔(۷) غلط شرائط پر جو شریعت کے خلاف ہوں صلح مرتب نہ ہوگی وہ باطل قرار پائے گی۔

(۸) حدود الٰہی گرا کر صلح جائز نہیں۔ (۹) کنوارے زانی، زانیہ کی سزا سو کوڑے اور سال کی جلا وطنی ہے۔ اور شادی شدہ کی سزا سنگسار کرنا ہے۔ (۱۰) امام دوسرے سے حد قائم کرنے کا کہہ سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۹۳)

۵۳۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَبِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُوْلُ فِي كِتَابِهِ . ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾ وَقَالَ ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ فَالْحَمْلُ يَكُوْنُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلاَ رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ . (رواه مالك)

''مالک ﷫ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے شادی کے بعد چھ ماہ گزرنے پر بچہ جنم دیا تھا۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اس عورت پر رجم عائد نہیں ہوتی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اس کا حمل اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے'' اور فرمایا: ''مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں دو سال پورے اس شخص کے لیے جو رضاعت کی مدت پوری کرنا چاہے۔'' پس حمل چھ مہینوں کا ہوا اس لیے اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عورت کو واپس لانے کے لیے حکم جاری کیا مگر وہ پہلے ہی رجم کر دی گئی تھی۔'' (مالک)

۵۳۵۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَنَّهُ زَنَي بِامْرَأَةٍ سَمَّاهَا لَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَرْأَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْكَرَتْ أَنْ تَكُوْنَ زَنَتْ فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَكَهَا . (رواه أبوداود، ٤٤٣٧)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کا اعتراف کیا۔ پس آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا۔ تو اس نے زنا کا اقرار کرنے سے انکار کیا۔ پس آپ ﷺ نے آدمی کو درے مار کر حد لگا دی۔ اور عورت کو ترک کر دیا۔ (ابوداؤد)

۵۳۵۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلاً مِنْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَقَرَّ اَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَجَلَدَهُ مِائَةً وَكَانَ بِكْرًا ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَتْ كَذَبَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد بکر بن لیث قبیلے میں سے آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور اس نے عورت کے ساتھ زنا کرنے کا چار بار اقرار کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو سو درے مارے وہ غیر شادی شدہ تھا۔ پھر اس سے عورت پر گواہ طلب کیے۔ عورت سے پوچھا تو اس نے عرض کیا:

(۵۳۵۷) مؤطا. اس کی وضاحت اوپر والے باب میں گزر چکی ہے۔

(۵۳۵۸) ابوداؤد: ٤٤٣٧۔ صحیح، البانی: ۳۷٤۹۔ احمد: ۲۲۳٦۸.

(۵۳۵۹) ابوداؤد: ٤٤٦۷۔ منکر، البانی: ۹٦۵.

ثَمَانِيْنَ . (ابوداؤد، ٤٤٦٧)

یا رسول اللہ یہ جھوٹ کہتا ہے۔ مجھے قسم ہے اللہ کی ...... پس اس مرد کو بہتان لگانے کی سزا اسی کوڑے لگائی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی غیر شادی شدہ تھا اس لیے اس نے اقرار بھی کیا تھا اسے سو کوڑے مارے اور عورت کو چھوڑ دیا کیونکہ اس نے انکار کیا تھا، اسے مارنے کا حق نہ بنتا تھا۔

دوسری حدیث منکر ہے یہ حجت کے قابل نہیں۔

٥٣٦٠۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ . (رواه البخاري، ٦٨٣٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری کوئی لونڈی زنا کرے تو کتاب اللہ کے مطابق اس کو درے لگاؤ لیکن اسے عار نہ دلاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو پھر اس کو یہی سزا دو۔ لیکن اگر تیسری بار فعل بد کرے تو اس کو فروخت کر دو خواہ بالوں کی رسی پر ہی سہی۔'' (بخاری)

٥٣٦١۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا زَنَتْ اَمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَحُدَّهَا وَلَا يُعَيِّرْهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَإِنْ عَادَتْ فِي الرَّابِعَةِ فَلْيَجْلِدْهَا وَلْيَبِعْهَا بِضَفِيرٍ أَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ . (رواه أبوداود، ٤٤٧٠)

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی لونڈی زنا کرے تو وہ اس کو کوڑے مارے اور اس کو عار نہ دلائے تین بار تک۔ اور اگر چوتھی بار ایسا کرے تو اس کو کوڑے مار کر فروخت کر دے، خواہ گندھے ہوئے بالوں کی کسی رسی کے عوض یا بالوں کی رسی کے عوض ہو یعنی نہایت معمولی قیمت میں بیچ دو۔'' (ابوداؤد)

٥٣٦٢۔وَفِي أُخْرَى : إِذَا زَنَتْ اَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعْرٍ . (رواه أحمد، ١٠٠٣٣)

''دوسری روایت میں ہے: جب کوئی باندی زنا کرے۔ اور اس کا زنا کرنا ظاہر ہو جائے تو اس کو حد لگائی جائے۔ اور اس پر طعن و تشنیع نہ کی جائے۔ پھر اگر وہ زنا کرے تو اس کو یہی سزا دی جائے۔ لیکن اگر پھر حرام کاری کرے تو اس کو فروخت کر دے خواہ بالوں کی رسی کے عوض میں ہو۔'' (احمد)

(٥٣٦٠) بخاری: ٦٨٣٩۔ مسلم: ١٧٠٤۔ ترمذی: ١٤٤٠۔ ابوداؤد: ٤٤٧٠۔ ابن ماجہ: ٢٥٦٥۔ احمد: ١٦٥٩٥۔ مؤطا: ١٥٦٤۔ دارمی: ٢٣٢٦۔

(٥٣٦١) ابوداؤد: ٤٤٧٠۔ صحیح، البانی: ٣٧٥٢۔ بخاری: ٦٨٣٩۔ مسلم: ١٧٠٤۔ ترمذی: ١٤٣٣۔ ابن ماجہ: ٢٥٦٥۔ احمد: ٩١٧٤۔ مؤطا: ١٥٦٤۔ دارمی: ٢٣٢٦۔

(٥٣٦٢) احمد: ١٠٠٣٣۔ بخاری: ٢١٥٢۔ مسلم: ١٧٠٣۔ ترمذی: ١٤٤٠۔ ابوداؤد: ٤٤٦٩۔ ابن ماجہ: ٢٥٦٥۔ دارمی: ٢٣٢٦۔

٥٣٦٣ــ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَرَتْ جَارِيَةٌ لآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَلِيُّ انْطَلِقْ فَأَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا بِهَا دَمٌ يَسِيْلُ لَمْ يَنْقَطِعْ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ أَفَرَغْتَ قُلْتُ أَتَيْتُهَا وَدَمُهَا يَسِيْلُ فَقَالَ دَعْهَا حَتّٰى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيْمُوْا الْحُدُوْدَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آل رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی نے بدی کا ارتکاب کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ! جا کر اس پر حد جاری کردے۔ میں گیا تو اس کا خون (نفاس) جاری تھا ابھی منقطع نہیں ہوا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! کیا تم کام سے فارغ ہو آئے ہو؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں گیا تھا لیکن لونڈی خون میں لت پت تھی۔ فرمایا: اس کو فی الحال رہنے دے یہاں تک کہ خون بند ہو جائے تو حد لگا دینا۔ تم اپنے مملوکوں کو حد لگایا کرو۔''

٥٣٦٤ــ وَفِي رِوَايَةٍ: لاَ تَضْرِبْهَا حَتّٰى تَضَعَ. (هما لأبي داود، ٤٤٧٣)

''ایک روایت میں ہے: اس کو حد نہ لگاؤ یہاں تک کہ وضع حمل کر دے۔'' یہ دونوں روایات ابوداؤد کی ہیں۔

٥٣٦٥ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ أَمَرَنِي عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَلَدْنَا وَلاَئِدَ مِنْ وَلاَئِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِيْنَ خَمْسِيْنَ فِي الزِّنَا. (رواه مالك، ١٥٦٦)

''عبداللہ بن عیاش کہتے ہیں: مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قریش کی ایک لڑکی کے متعلق حکم دیا چنانچہ ہم نے حکومتی ملکیت کی لونڈیوں کو زنا کی حد میں پچاس پچاس کوڑے لگائے۔'' (مالک)

٥٣٦٦ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ عَلَى الْعَبْدِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّفِي الْحَدِّ الَّذِي يَتَبَعَّضُ كَزِنَا الْبِكْرِ وَالْقَذْفِ وَشُرْبِ الْخَمْرِ. (رواه رزين)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ غلام پر آزاد کی حد کا نصف ہے جو بھی حد نصف کی جا سکتی ہے۔ مثلاً غیر شادی شدہ کی حد زنا وغیرہ۔ حد قذف و شراب پینے کی حد۔'' (رزین)

٥٣٦٧ــ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْإِمَارَةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيْدَةٍ مِنَ

''صفیہ بنت ابی عبید کا بیان ہے کہ حکومت کے غلاموں میں سے ایک غلام خمس کی لونڈی پر ٹوٹ پڑا۔ اس پر جبر

(٥٣٦٤) ابوداؤد: ٤٤٧٣۔ صحیح، البانی: ٣٧٥٥۔ مسلم: ١٧٠٥۔ ترمذی: ١٤٤١۔ احمد: ١٣٤٣. (٥٣٦٤ هذه الرواية غير موجودة عند الشيخ ناصر الدين الالبانی)

(٥٣٦٥) مؤطا: ١٥٦٦.

(٥٣٦٦) رزين.

(٥٣٦٧) بخاری تعليقًا

الْـخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُـمَـرُ الْـحَـدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يُجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا . (للبخاری تعليقا .)

کرکے زنا کا مرتکب ہوا اور اس کا پردہ بکارت توڑ دیا۔ پس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے غلام کو حد لگائی اور لونڈی کو حد نہیں لگائی اس لیے کہ اس پر جبر کیا گیا تھا۔'' (البخاری)

شرح: ......لونڈی کی حد آزاد کی بہ نسبت نصف ہے، قرآن پاک میں ہے:

﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (النساء: ٢٥)

''ان لونڈیوں پر عذاب نصف ہے جو آزاد عورتوں پر ہے۔''

کروڑوں کی سزا تو نصف ہو جاتی ہے، رجم کی نہیں۔ اس لیے لونڈی یا غلام کی سزا پچاس کوڑے ہے، شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔

یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ لونڈی یا غلام کے آقا کو یقین ہو جائے کہ انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو آقا حد قائم کر سکتا ہے۔ اور صرف حد قائم کرے اسے عار نہ دلائے، لعنت نہ کرے۔ کیونکہ یہ سزا ہی سب کچھ ہے مزید ڈانٹ سے اس میں عناد اور برائی پر اصرار پیدا ہو سکتا ہے۔ صرف سزا دینے سے امید ہوتی ہے وہ ہدایت سے ہمکنار ہو جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ لونڈی کو دو مرتبہ اس کا آقا سمجھائے اگر باز نہ آئے تو تیسری دفعہ اسے فروخت کر دے اپنے پاس نہ رکھے۔ ایسی غلط لونڈی کو پاس رکھنا دیوث پن ہے۔ بعض اوقات جگہ چھوڑنے سے اسے عقل بھی آ جاتی ہے۔ اور جس کے ہاں فروخت کرے اسے اس کی یہ عادت بتا دے وگرنہ دھوکہ ہوگا خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اگر بتا دے تو پھر سودا درست ہے۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا ایک قول ہے عدالت سزا دے گی، ایک قول ہے ان کا آقا حد لگائے گا تو تطبیق یہ ہوگی کہ حاکم حکم دے گا اور حد آقا لگائے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۰۰)

٥٣٦٨ـ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْكِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْـهِ أَنَّ امْـرَاـةً خَـرَجَـتْ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلاةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فتَجَلَّلَهَا فَـقَـضَـى حَـاجَتَـهُ مِنْهَا فَصَاحَتْ فَانْطَلَقَ وَمَـرَّ عَـلَيْهَـا رَجُـلٌ فَقَالَتْ إِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَـعَـلَ بِـي كَـذَا وَكَـذَا فَـانْـطَلَقُوْا فَأَخَذُوا الـرَّجُلَ الَّذِى ظَنَّتْ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا وَأَتَوْهَا

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نماز کے ارادے سے نکلی تو اس کو ایک مرد نے گرا کر برہنہ کر دیا اور بدکاری کا ارتکاب کیا۔ عورت نے چیخ و پکار کی لیکن وہ مرد بھاگ گیا۔ وہاں سے ایک آدمی گزرا تو عورت نے کہا: اس شخص نے میرے ساتھ فعل بد کیا ہے۔ چنانچہ وہاں سے مہاجرین کی ایک جماعت کا گذر ہوا تو اس عورت نے کہا: اس مرد نے میرے ساتھ ایسا فعل کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین گئے

(٥٣٦٨) ترمذی: ١٤٥٤ـ حسن، البانی: ١١٧٥ـ دون قوله ارجموه والا رجح انه لم يرجمه، اخرجه احمد: ٢٦٦٩٨.

فَـقَالَتْ نَعَمْ هُوَهٰذَا فَاَتَوْابِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـلَمَّا أَمَرَبِهٖ لِيُرْجَمَ قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِی وَقَعَ عَـلَيْهَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَّا صَاحِبُهَا فَقَالَ لَهَـا اذْهَبِي فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَـوْلاً حَسَنًا وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِی وَقَعَ عَلَيْهَا ارْجُـمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْـمَـدِيْـنَةِ لَـقُبِـلَ مِنْهُمْ . (رواه الترمذی ، ١٤٥٤)

اور جس پر عورت نے گمان کیا تھا اس کو پکڑ کر لے آئے۔ عورت نے کہا: وہ یہی مرد تھا۔ اس کو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے رجم کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی اٹھا جس نے اس عورت سے زنا کیا تھا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! اس عورت سے بدی کرنے والا تو میں ہوں۔ پس آپ ﷺ نے عورت کو کہا: تو چلی جا تجھے اللہ نے بخش دیا ہے۔ اور جس پر غلط الزام تھا اس کو اچھے الفاظ فرما دیے۔ اور جس نے بدی کا اعتراف کیا تھا اس کو رجم کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے اس کو رجم کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر تمام اہل مدینہ ایسی توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔'' (ترمذی)

٥٣٦٩۔ عَـنْ عَبْـدِالْكَرِيْمِ قَالَ : نُبِّئْتُ عَنْ عَـلِيٍّ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ: فِي الْبِكْرِ تُسْتَكْرَهُ عَلٰى نَفْسِهَا: أَنَّ لِلْبِكْرِ مِثْلَ صَدَاقِ احْدَى نِسَائِهَا وَلِـلـثَّيِّـبِ مِثْـلَ صَـدَاقِ مِثْـلِهَـا . (رواه الطبرانی في الكبير ، ٩٦٩٦ بِانْقِطَاعٍ)

''عبدالکریم کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے خبر دی گئی ہے کہ ان دونوں کے نزدیک باکرہ لڑکی جس سے جبراً زنا کیا جائے اس کے لیے اس کے خاندان کی باکرہ عورتوں کے مہر کے برابر جرمانہ ہے۔ اور ثیبہ عورت کیلئے اس جیسی عورتوں کے مہر کے برابر زنا بالجبر کا جرمانہ ہوگا۔'' (الکبیر، بسند منقطع)

شرح : ...... چونکہ رجم کرنے والے الفاظ ثابت نہیں اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے باوجود کہ میں اسے رجم کر دوں۔ فرمایا: نہیں، اس نے صحیح توبہ کر لی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عدالت کی سزا سے پہلے اگر کوئی صحیح توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح ہے۔ (الاعلام: ۳/ ۱۷)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس سے جبراً زنا کیا گیا ہو وہ معذور ہے اس پر حد نہ لگائی جائے گی۔

٥٣٧٠۔ عَـنْ عَبْـدِالْـكَرِيْمِ : أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْـعُوْدٍ، قَالاَ فِي الْاَمَةِ تُسْتَكْرَهُ إِنْ كَانَتْ بِـكْـراً فَـعُشْرُ ثَمَنِهَا وَإِنْ كَانَتْ ثَيِّباً فَنِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهَا . (للكبير ، ٩٦٩٧)

''عبدالکریم بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں نے فرمایا: کہ وہ لونڈی جس سے جبراً زنا کیا گیا ہو اگر باکرہ ہو تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ اور ثیبہ ہو تو بیسواں حصہ اس کی قیمت کا زانی پر جرمانہ ڈالا جائے گا۔''

(٥٣٦٩) طبرانی کبیر: ٩٦٩٦۔ وهو منقطع الاسناد و رجاله ثقات الی عبدالکریم.
(٥٣٧٠) طبرانی کبیر: ٩٦٩٧۔ وهو منقطع، هیثمی: ١٠٦٢٨.

٥٣٧١ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُوْنَةٍ قَدْ زَنَتْ فَاسْتَشَارَ فِيْهَا أُنَاسًا فَأَمَرَبِهَا عُمَرُأَنْ تُرْجَمَ وَمُرَّبِهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهِ قَالُوْا مَجْنُوْنَةُ بَنِي فُلاَنٍ زَنَتْ فَأَمَرَبِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ قَالَ فَقَالَ ارْجِعُوْابِهَا ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ يَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلاَثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَبْرَاَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَعْقِلَ قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا بَالُ هٰذِهِ تُرْجَمُ قَالَ لاَ شَيْءَ قَالَ فَأَرْسِلْهَا قَالَ فَأَرْسَلَهَا قَالَ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ . (لأبي داود، ٤٣٩٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیوانی عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں لوگوں سے مشورہ لیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ اس عورت کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزارا گیا جب گذرے تو کہا: اس عورت کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ بنوفلاں کی دیوانی ہے۔ اور اس نے زنا کیا ہے۔ اور اس کو رجم کرنے کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو واپس لیجاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ تین افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے؟ دیوانے سے یہاں تک کہ وہ درست ہو جائے۔ اور سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ اور بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بالکل مسئلہ اسی طرح ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر اس عورت کو رجم کیوں کیا جارہا ہے۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پر کچھ جرم نہیں ہے۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے چھوڑ دیں تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑنے کا حکم جاری کردیا اور اللہ اکبر کہنا شروع کردیا۔ (کیونکہ غلط فیصلہ سے بچ گئے)'' (ابوداؤد)

٥٣٧٢۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاَثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَشِبَّ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ . (رواه الترمذى ، ١٤٢٣)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد سے قلم اٹھایا گیا ہے: (ایک) سویا ہوا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے (دوسرا) بچہ حتی کہ بالغ ہوجائے (تیسرا) پاگل حتی کہ عقل والا ہوجائے۔'' (ترمذی)

شرح:......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: واخذ بمقتضى هذا الحديث الجمهور . (فتح الباری:۹/۳۹۳)
اس حدیث کے مطابق ہی جمہور علمائے کرام نے عمل کیا ہے، یعنی ان تینوں کو غیر مکلّف قرار دیا ہے۔
قلم اٹھائے جانے کا مقصد ہے کہ آدم کی ساری اولاد کو مکلّف بنایا گیا ہے مگر یہ تین مکلّف نہیں، نہ ان پر حد وغیرہ

(٥٣٧١) ابوداؤد: ٤٣٩٩۔ صحیح، البانی: ٣٦٩٩۔ احمد: ١٣٦٤.
(٥٣٧٢) ترمذی: ١٤٢٣۔ صحیح، البانی: ١١٥٠۔ ابن ماجہ: ٢٠٤٢۔ احمد: ١٣٦٤.

ہے، نہ مواخذہ ہے، تاہم ثواب کے لیے ان کا قلم چلتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم دے رکھا ہے کہ بچے کو نماز پڑھاؤ۔ اور ایک عورت نے آپ ﷺ کے سامنے ایک بچہ پیش کیا اور پوچھا: اس کے لیے حج ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اجر تجھے ملے گا۔ آخر یہ بچہ اجر کا باعث بن رہا ہے۔ مگر حدود وغیرہ یا گناہ اس میں ان تینوں سے درگزر کیا جائے گا۔

یہی وجہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دیوانی عورت کو رجم کرنا چاہا جب مسئلہ واضح ہوا کہ میری رائے درست نہ تھی اس عظیم الشان معاملہ پر اللہ اکبر کا کلمہ بلند کیا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تکرار نہ ہوتی تو اس دیوانی کو رجم کر کے کتنی بڑی خطا کا مرتکب ہوتا۔ وہ اللہ کتنا بڑا ہے جس نے مجھے حدیث کی خلاف ورزی سے بچا لیا ہے۔

اور جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ مجھے کیا علم ہے کہ اس عورت سے یہ فعل بدحالت جنون میں ہوا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے وہ عورت کبھی درست حالت پر بھی آ جاتی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھی پتہ نہیں شاید اس وقت جنون میں نہ ہو۔

مقصد یہ تھا کہ کسی بھی حالت میں اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے حالت مشتبہ ہو جاتی ہے، لہٰذا شبہات کی بنا پر بھی حد نہیں لگا سکتے۔ (عون المعبود: ۴/۲۴۴)

٥٣٧٣ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى أُضْنِيَ فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُوْدُوْنَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ وَقَالَ اسْتَفْتُوا لِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوْا مَارَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِيْ هُوَ بِهِ لَوْحَمَلْنَاهُ إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْخُذُوْا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے بعض انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے ایک مرد بیمار ہو۔ اور اتنا کمزور ہوا کہ اس کی کھال اس کی ہڈیوں پر سکڑ کر رہ گئی۔ ان میں سے کسی کی لونڈی اس کے پاس گئی تو مریض اس سے زنا کا مرتکب ہوا۔ پھر اس کے پاس عیادت کے لیے اس کی قوم کے کچھ لوگ آئے تو اس نے اپنے فعل کی ان کو خبر دی۔ اور کہا: میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ طلب کرو۔ پس انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم نے اتنا بیمار کوئی نہیں دیکھا اس کو بیماری نے ہلاک کر دیا ہے۔ وہ تو صرف ہڈیوں پر کھال ہی رہ چکا ہے۔ اگر ہم اسے آپ کے پاس لے کر آئے تو خطرہ ہے کہیں اس کی ہڈیاں ہی نہ بکھر جائیں۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ سو شاخ لے کر ایک ہی بار اس کو ضرب لگا دو۔'' (ابوداؤد)

(٥٣٧٣) ابوداؤد: ٤٤٧٢ـ صحيح، البانی: ٣٧٥٤ـ ابن ماجه: ٢٥٧٤ـ احمد: ٢١٤٢٨.

وَاحِدَةً. (رواه أبوداود، ٤٤٧٢)

٥٣٧٤ــ وَلِلنِّسَائِي نَحْوُهُ فِي مَقْعَدِ زَانٍ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِثْكَالٍ فَضَرَبَهُ وَرَحِمَهُ لِزَمَانَتِهِ وَخَفَّفَ عَنْهُ. (رواه النسائی، ٥٤١٢)

''نسائی کی روایت بھی اس کی مثل ہے۔زانی کی مقعد پر مارا۔ اور آنحضرت ﷺ نے ایک شاخ منگوا کر اسے ماری۔اور اپاہج ہونے کی وجہ سے اس پر رحم بھی کیا اور سزا میں تخفیف بھی فرمائی۔''

٥٣٧٥ــ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سَالِمٍ أَنَّ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حُنَيْنٍ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةِ امْرَاتِهِ فَرُفِعَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ وَهُوَ أَمِيْرٌ عَلَى الْكُوْفَةِ فَقَالَ لَاَقْضِيَنَّ فِيْكَ بِقَضِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنْ كَانَتْ اَحَلَّتْهَا لَكَ جَلَدْتُكَ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَكَ رَجَمْتُكَ بِالْحِجَارَةِ فَوَجَدُوْهُ قَدْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَجَلَدَهُ مِائَةً (رواه أبوداود، ٤٤٥٨)

''حبیب بن سالم سے روایت ہے کہ ایک آدمی جس کو عبدالرحمٰن بن حنین کہا جاتا تھا وہ اپنی بیوی کی باندی کے ساتھ ہمبستری کر بیٹھا۔اس کا معاملہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔وہ اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔انھوں نے کہا: میں وہ فیصلہ کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ چنانچہ اگر تیری عورت نے اپنی وہ لونڈی تیرے لیے حلال کر دی تھی تو میں تجھے سو درہ لگاؤں گا۔اگر اس نے حلال نہیں کی ہے تو میں تجھے پتھروں سے رجم کر دوں گا۔پس لوگوں نے حالت یہ پائی کہ مالکہ عورت نے لونڈی اپنے خاوند پر حلال کر دی تھی۔تو اس کو سو کوڑا لگایا گیا۔'' (ابوداؤد)

٥٣٧٦ــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِجَارِيَةِ امْرَاَتِهِ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَأَجْلِدْهُ مِائَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ أَحَلَّتْهَا لَهُ فَارْجُمْهُ. (رواه النسائی، ٣٣٦٢)

''نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو اپنی بیوی کی باندی سے زنا کا مرتکب ہوا تھا۔اگر اس کی عورت نے اس کے لیے حلال قرار دی ہے تو اس کو سو کوڑے مارو۔اور اگر حلال نہیں قرار دی تو اس کو رجم کر دو۔'' (نسائی)

(٥٣٧٤) نسائی: ٥٤١٢ـ صحیح، البانی: ٥٠٠٢.

(٥٣٧٥) ابوداؤد: ٤٤٥٨ـ ضعیف، البانی: ٩٦١ـ ترمذی: ١٤٥١ـ نسائی: ٣٣٦٢ـ ابن ماجه: ٢٥٥١ـ احمد: ١٧٩٣٠ـ دارمی: ٢٣٢٩.

(٥٣٧٦) نسائی: ٣٣٦٢ـ ضعیف، البانی: ٢١٧ـ ترمذی: ١٤٥١ـ ابوداؤد: ٤٤٥٩ـ ابن ماجه: ٢٥٥١ـ احمد: ١٧٩٣٠ـ دارمی: ٢٣٢٩.

٥٣٧٧۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي رَجُلٍ وَطِيءَ جَارِيَةَ امْرَأَتِهِ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَهَهَا فَهِيَ حُرَّةٌ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا وَإِنْ كَانَتْ طَاوَعَتْهُ فَهِيَ لَهُ وَعَلَيْهِ لِسَيِّدَتِهَا مِثْلُهَا (رواه النسائی، ٣٣٦٣)

''سلمہ بن محبق نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں فیصلہ دیا جو اپنی بیوی کی لونڈی سے حرامکاری کا مرتکب ہوا۔ اگر اس نے لونڈی پر جبر کیا ہے تو لونڈی آزاد ہو گئی ہے۔ اور مرد پر اس کی مالکہ کے لیے اس کی مثل لونڈی دینا واجب ہے۔ اور اگر باندی نے رضامندی سے یہ حرکت کی ہے تو لونڈی اس مرد کی ہے، اور مرد پر اس کی مثل مالکہ کے لیے لونڈی دینا واجب ہے۔'' (نسائی)

٥٣٧٨۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَهِيَ وَمِثْلُهَا مِنْ مَالِهِ لِسَيِّدَتِهَا. (رواه أبوداود، ٤٤٦٠)

''اور ایک روایت میں ہے: یہ لونڈی بھی اور اس کی مثل بھی مرد کے مال سے مالکہ کو دینا واجب ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٣٧٩۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الاَسْلَمِيّ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَوَقَعَ رَجُلٌ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَأَخَذَ حَمْزَةُ مِنَ الرَّجُلِ كَفِيْلاً حَتّٰى قَدِمَ عَلَى عُمَرَ وَكَانَ عُمَرُ قَدْ جَلَدَ مِائَةَ جَلْدَةٍ فَصَدَّقَهُمْ وَعَذَرَهُ بِالْجَهَالَةِ (للبخاری تعليقا)

''حمزہ بن عمرو الاسلمی سے روایت ہے کہ اس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صدقات وصول کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ایک مرد اپنی بیوی کی لونڈی کے ساتھ منہ کالا کرتا پکڑا گیا۔ حمزہ نے اس آدمی کی ایک دوسرے مرد سے ضمانت لی۔ اور پھر خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو خبر دی۔ اس ملزم نے اس سے پہلے جب وہ غیر شادی شدہ تھا اور اس نے اپنے اوپر زنا کا اقرار کیا تھا اور اس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سو کوڑے مارے تھے۔ جب انہوں نے اس کو پوچھا تو اس نے جہالت ظاہر کی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی جہالت کی وجہ سے اس کا عذر قبول کیا۔'' (بخاری تعلیقًا)

شرح: ......ا۔ غیر شادی شدہ زانی کی حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ لیکن امام وقت کو یہ خیال رکھنا ہوگا کہ جسے حد لگائی جا رہی ہے وہ بوجہ بیماری اسے برداشت کر سکتا ہے کہ نہیں۔ حد نہ تو ختم کی جائے گی نہ ہی اس کی تعداد میں کمی ہوگی لیکن اس کی شدت میں ذرا تخفیف کر دی جائے گی۔

قرآن پاک نے بھی اس کی مثال بیان کی ہے۔ سیدنا ایوب علیہ السلام اپنی بیوی پر غضبناک ہوتے ہیں، اور قسم اٹھاتے

(٥٣٧٧) نسائی: ٣٣٦٣۔ ضعیف، البانی: ٢١٨۔ ابوداؤد: ٤٤٦٠۔ ابن ماجه: ٢٥٥٢۔ احمد: ١٩٥٥٦.

(٥٣٧٨) ابوداؤد: ٤٤٦٠۔ ضعیف، البانی: ٩٦٤۔ نسائی: ٣٣٦٤۔ احمد: ١٩٥٥٦.

(٥٣٧٩) بخاری تعلیقا.

ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں اسے سو کوڑے ماروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دی تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی قسم بھی پوری کر دی اور باوفا رفیقہ حیات کی کمر بھی محفوظ کر دی، فرمایا:

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ﴾ (صٓ : ٤٤)

''اپنے ہاتھ میں ٹہنی لو اور اسے مارو اور قسم نہ توڑو۔''

یہ بھی ثابت ہوا کہ آزاد آدمی لونڈی کے ساتھ زنا کرے یا آزاد عورت، غلام کے ساتھ زنا کرے دونوں آزاد کا حکم ایک ہی ہے یعنی انہیں آزاد والی سزا ملے گی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جائز حد تک حیلہ اختیار کرنا جائز ہے جو حیلہ حرام تک لے جائے یا حدود اللہ کو بے کار کر دے یہ ناجائز ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شرعی سزائیں مجرم کو مار دینے کے لیے ہی نہیں بلکہ اسے عبرت دینے اور معاشرہ میں امن وامان قائم رکھنے کے لیے ہیں۔ (تفہیم الاسلام:۲/۶۰۴)

۲۔ باقی جو لونڈی والی روایات ہیں، اجازت سے ہو سزا نہیں بغیر اجازت ہو تو حد ہے۔ یہ تمام روایات نا قابل اعتبار ہیں اگر کچھ تسلیم بھی کر لیں تو یہ حد کے نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اب فیصلہ یہی ہے جو بھی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے گا اس پر حد ہوگی، اس نے حلال کی ہو یا نہ کی ہو۔ (عون المعبود:۴/ ۲۶۸)

۵۳۸۰۔۔۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَيْنَا أَنَاأَطُوْفُ عَلَى إِبِلٍ لِي ضَلَّتْ إِذْ أَقْبَلَ رَكْبٌ أَوْ فَوَارِسُ مَعَهُمْ لِوَاءٌ فَجَعَلَ الأَعْرَابُ يَطِيْفُوْنَ بِي لِمَنْزِلَتِي مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَتَوْا قُبَّةً فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهَا رَجُلاً فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَذَكَرُوْا أَنَّهُ أَعْرَسَ بِامْرَأَةِ أَبِيْهِ . (رواه أبوداود ، ٤٤٥٦)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے گمشدہ اونٹ تلاش کر رہا تھا کہ میں نے کچھ شاہسوار دیکھے جن کے پاس جھنڈا موجود تھا۔ تو اعرابی لوگ میرے اردگرد منڈلانے لگے۔ نبی علیہ السلام سے میرا قرب سمجھ کر پھر وہ ایک خیمے کے پاس آئے۔ اس میں سے ایک آدمی نکالا اور اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ میں نے مقتول کا جرم پوچھا تو انہوں نے کہا: اس نے اپنے باپ کی بیوہ سے شادی کی ہے۔'' (ابوداؤد)

۵۳۸۱۔۔۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ مَرَّبِي خَالِي أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَمَعَهُ لِوَاءٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ تَزَوَّجَ

''ایک روایت میں ہے:''میرے پاس سے میرے ماموں سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ گذرے اور ان کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(۵۳۸۰) ابوداؤد: ٤٤٥٦۔ صحیح، البانی: ٣٧٤٣۔ ترمذی: ١٣٦٢۔ نسائی: ٣٣٣٢.

(۵۳۸۱) ترمذی: ١٣٦٢۔ صحیح، البانی: ١٠٩٨۔ نسائی: ٣٣٣٢۔ ابوداؤد: ٤٤٥٧۔ ابن ماجہ: ٢٩٠٧۔ احمد: ١٨١٤٦۔ دارمی: ٢٢٣٩.

أَمْرَأَةَ أَبِيْهِ أَنْ آتِيَهُ بِرَأْسِهِ . (رواه الترمذی، ١٣٦٢)

ایک مرد کی طرف روانہ کیا ہے۔ اس نے اپنے والد کی بیوہ سے نکاح رچایا ہے۔ تاکہ میں اس کا سر کاٹ کر آپ ﷺ کے پاس حاضر کروں۔'' (ترمذی)

٥٣٨٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ : عَمِّيْ، رَفَعَهُ: بَدْلَ خَالِيْ، وَفِيْهَا : أَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ . (رواه النسائی ، ٣٣٣٢)

''ایک روایت میں ماموں کی بجائے چچا کا لفظ ہے۔ اس میں ہے کہ میں اس کی گردن اتار کر اس کا مال قبضے میں کر لوں۔'' (نسائی)

٥٣٨٣ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ، أَوْ قَالَ: مَنْ نَكَحَ ذَاتَ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے محرمات سے فعل بد کیا یا یہ الفاظ بولے کہ جس نے محرمات سے نکاح کیا تو اس کو قتل کر دو۔'' (رزین)

٥٣٨٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: لاَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ أَتَى ذَاتَ مَحْرَمٍ . (رواه الطبرانی فی الكبير . ، ١١٠٣١)

''اور اسی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو اپنی محرمات میں سے کسی سے بدفعلی کا مرتکب ہو گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (کبیر)

شرح:......اللہ پاک کا حکم ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ﴾ (النسآء: ٢٢)

''ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے۔''

مگر جاہلیت میں ان باپ کی منکوحہ عورتوں کو وہ وراثت سمجھتے اور ان سے نکاح کر لیتے تھے۔ اس لیے شریعت نے سخت پابندی لگائی ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کر لیا ہے تم نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی حرام کا علم ہو جانے کے بعد بھی یہ نکاح کرتا ہے وہ واجب القتل ہے۔ کیونکہ اللہ کی صریح حرام کردہ بات کو یہ حلال قرار دے رہا ہے۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا شریعت کی قطعی باتوں میں سے کسی بات کی مخالفت کرنے والے کے قتل کا امام حکم دے سکتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا جو ایک نافرمانی کو حلال سمجھ کر کرتا ہے اس کا خون بہانے کے ساتھ اس کا مال بھی سلب کیا جا سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۶۸)

(٥٣٨٢) نسائی: ٣٣٣٢ـ صحیح، البانی: ٣١٢٤ـ ترمذی: ١٣٦٢ـ ابوداؤد: ٤٤٥٧ـ ابن ماجه: ٢٦٠٧ـ احمد: ١٨١٤٦ـ دارمی: ٢٢٣٩.

(٥٣٨٣) رزين.

(٥٣٨٤) طبرانی كبير: ١١٠٣١ـ ورجاله رجال الصحيح غير يحي بن حسان الكوفی وهو ثقة، هيثمی: ١٠٦٢٠.

٥٣٨٥ـ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ . (رواه أبوداود ، ٤٤٩٣) وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ قُلْتُ: وَأَخْرَجَهُ فِي الْجِهَادِ لِلشَّيْخَيْنِ بِلَفْظِ: إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَصَحَّ أَنَّهُ لِثَلاثَةٍ .

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مارو تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرو۔ (ابوداؤد) اور اپنے باپ کی منکوحہ سے شادی نہ کرو۔''میں کہتا ہوں اس حدیث کو شیخین نے باب جہاد میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے چہرے سے اجتناب کرے۔ پس صحیح یہ ہے کہ یہ روایت تینوں کی ہے۔''

٥٣٨٦ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ . (رواه البخاري، ٣٨٤٩ ،)

''عمرو بن میمون نے کہا: میں نے ایام جاہلیت میں ایک بندر دیکھا جس پر بندر جمع ہوئے تھے اور اس نے زنا کیا ہے۔ بندروں نے اس کو رجم کیا تو میں نے بھی ان کے ساتھ اس بندر کو رجم کیا۔ (بخاری)

شـرح: ...... ثابت ہوا حد بھی لگائیں تو چہرے کو بچائیں۔ تاہم قصاص میں یہ پابندی نہیں کیونکہ قصاص میں تو جو کیا ہے اس کا بدلہ لینا ہے۔

چہرے کو بچانے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ یہ اشرف الاعضاء ہے، انسان کے جمال کا مرکز اور حواس کا منبع ہے، اسے زخمی کرنے، مارنے اور برا بنانے اور حلیہ بگاڑنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۸۵)

۲۔ بندروں کے رجم کرنے کا واقعہ بعض کہتے ہیں کہ بخاری کے نسخوں میں موجود ہی نہیں، یہ بات درست نہیں، یہ باقاعدہ بخاری کی اصل میں موجود ہے۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں یمن میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اور میں بلند جگہ پر تھا، ایک بندر کو نیچے لٹایا اور دوسرے بندروں نے جمع ہو کر دو بندروں کے لیے گڑھا کھودا اور انہیں پتھروں سے رجم کر دیا۔ میں نے خود انسان کے علاوہ رجم دیکھا ہے۔

آگے علمائے کرام نے بحث کی ہے کہ یہ جن تھے جو بندروں کی شکل میں آئے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ انسانوں سے مسخ شدہ تھے لیکن یہ دونوں باتیں غیر مضبوط ہیں۔ کیونکہ باقاعدہ بندر تھے اور مسخ شدہ قوم تین دن سے زیادہ نہیں رہ سکتی۔ ختم ہو جاتی ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ (مسلم)

اور جو حدیث میں آتا ہے کہ گوہ کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا: شاید یہ مسخ شدہ نسل سے نہ ہو، یا چوہیا کے

(٥٣٨٥) ابوداؤد: ٤٤٩٣ـ صحيح، البانى: ٣٧٧١ـ احمد: ٩٣٢١.

(٥٣٨٦) بخارى: ٣٨٤٩.

متعلق بھی کہا تھا۔ (مسلم)

اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ آپ ﷺ نے کہا تھا: جب وحی ہوئی کہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں چلتی یہ بعد کی بات ہے۔ باقی عقلاً یہ محال نہیں، بندروں میں دوسرے حیوانوں کی بہ نسبت زیادہ شعور اور فنی قابلیت ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کی فوراً نقل اتار لیتا ہے اور کام سیکھ لیتا ہے اور بندروں میں غیرت بہت زیادہ ہوتی ہے جو تقریباً آدمیوں کے قریب ہے، یہ صرف اپنی بیوی تک تعلق خاص رکھتا ہے، یہ بھی اس واقع کی صداقت کی دلیل ہے۔ کتاب الخیل میں ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک گھوڑے کو اس کی ماں سے جفتی کے لیے لایا گیا تو وہ رک گیا۔

اسے ایک کمرہ میں اس پر جل ڈال کر پہچان ختم کی گئی اور اسے جفتی کے لیے لایا گیا تو اس نے جفتی کر دی۔ جب ہوش میں آیا ماں کی خوشبو سونگھی تو اپنے دانتوں سے اپنا ذکر کاٹ دیا۔ جب گھوڑا اتنا زیادہ حساس ہے تو بندر تو اس سے زیادہ عقل رکھتا ہے۔ اس لیے ان کا زنا کار بندروں کو رجم کرنا عین نقل وعقل کے مطابق ہے۔ (فتح الباری: ۷/۱۶۰)

کاش! آج حکمرانوں میں بندروں جتنی غیرت ہی پیدا ہو جائے اور حدود کا نفاذ کر دیں۔

الحد فی اهل الكتاب وفی اللواط والبهيمة والقذف

اہل کتاب پر ہم جنسی

چوپائے سے شہوت رانی اور بہتان تراشی کی حد کا بیان

٥٣٨٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ (رواه البخاری، ٣٦٣٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی نبی ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک عورت اور مرد نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تورات میں رجم کے متعلق تمہیں کیا حکم ملتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور ان کو کوڑے بھی مارے جاتے ہیں۔'' (بخاری)

٥٣٨٨۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالُوْا نُسَخِّمُ وُجُوْهَهُمَا وَنُخْرِيْهِمَا قَالَ ﴿فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾ (رواه البخاری، ٧٥٤٣)

''اور ایک روایت میں ہے: ہم ان کے منہ سیاہ کرتے اور ذلیل کرتے ہیں۔ فرمایا: پس تورات لاکر پڑھو اگر تم سچے ہو۔'' (بخاری)

(٥٣٨٧) بخاری: ٣٦٣٥۔ مسلم: ١٦٩٩۔ ابوداؤد: ٤٤٤٩۔ ابن ماجه: ٢٥٥٦۔ احمد: ٦٣٤٩۔ مؤطا: ١٥٥١۔ دارمی: ٢٣٢١.

(٥٣٨٨) بخاری: ٧٥٤٣۔ مسلم: ١٦٩٩۔ ابوداؤد: ٤٤٤٩۔ ابن ماجه: ٢٥٥٦۔ احمد: ٦٣٤٩۔ مؤطا: ١٥٥١۔ دارمی: ٢٣٢١.

٥٣٨٩ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالُوْا نُسَوِّدُ وُجُوْهَهُمَا وَنَحْمِلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَيْنَ وُجُوْهِهِمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَجَاءُ وْا بِهَا فَقَرَءُ وْهَا حَتّٰى إِذَا مَرُّوْا بِآيَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَى الَّذِى يَقْرَأُ يَدَهٗ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ وَقَرَأَ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا وَرَاءَ هَا فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيَرْفَعْ يَدَهٗ فَرَفَعَهَا فَإِذَا تَحْتَهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ يَقِيْهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهِ. (رواه مسلم: ١٦٩٩)

''ایک روایت میں ہے: انہوں نے کہا: ہم ان کے چہرے سیاہ کرتے اور کالے کر کے اونٹ پر الٹے بٹھاتے اور گھماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو تورات لاؤ۔ پس وہ تورات لائے اور کھولی گئی۔ ایک مرد نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے اول اور بعد کا حصہ پڑھا سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا۔ پس وہاں آیت رجم تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور وہ دونوں رجم کیے گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ان کو رجم کرنے والوں میں شامل تھا۔ چنانچہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت پر جھک کر اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔'' (مسلم)

٥٣٩٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِىَ نَفَرٌ مِنْ يَهُوْدَ فَدَعَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْقُفِّ فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ فَقَالُوْا يَا أَبَاالْقَاسِمِ إِنَّ رَجُلاً مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ فَوَضَعُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ بِالتَّوْرَاةِ فَأُتِيَ فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ. فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِكَ وَبِمَنْ أَنْزَلَكَ ثُمَّ قَالَ ائْتُوْنِى بِأَعْلَمِكُمْ بِنَحْوِهِ. (رواه أبوداود، ٤٤٤٩)

''ایک روایت میں ہے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: چند یہودی آئے اور نبی کریم ﷺ کو مقام قف میں (مدینہ میں جگہ ہے) بلا کر لے گئے۔ چنانچہ آپ ان کے مدرسے میں آئے۔ تو انہوں نے کہا: یا ابا القاسم ﷺ! ہم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ پس آپ ﷺ کے لیے تکیہ رکھا اور آپ ﷺ اس پر بیٹھے پھر فرمایا: میرے پاس تورات لاؤ۔ تو وہ لائی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے نیچے سے تکیہ نکال کر اس پر تورات رکھی اور فرمایا: میں تیرے ساتھ اور اس پر جس نے تجھے نازل کیا ہے ایمان لایا ہوں۔ پھر فرمایا: تم میرے پاس اس کو لاؤ جو تم میں سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ آگے مثل مذکورہ روایت کے ہے۔'' (ابوداؤد)

(٥٣٨٩) مسلم: ١٦٩٩ـ ترمذی: ١٤٣٦ـ ابوداؤد: ٤٤٤٩ـ ابن ماجه: ٢٥٥٦ـ احمد: ٦٣٤٩ـ مؤطا: ١٥٥١ـ دارمی: ٢٣٢١.
(٥٣٩٠) ابوداؤد: ٤٤٤٩ـ ٤٤٤٩ـ ترمذی: ١٤٣٦.

٥٣٩١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَنَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أذْهَبُوْا بِنَا إِلَى هٰذَا النَّبِيِّ فَإِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيْفِ فَإِنْ أَفْتَانَا بِفُتْيَا دُوْنَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْنَا فُتْيَانَبِي مِنْ أَنْبِيَائِكَ قَالَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوْا يَا أَبَاالْقَاسِمِ مَا تَرَى فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى أَتَى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِى أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوْسَى وَمَاتَجِدُوْنَ فِى التَّوْرَاةِ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ قَالُوْا يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ وَالتَّجْبِيْهُ أَنْ يُحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلَى حِمَارٍ وَتُقَابَلُ أَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافُ بِهِمَا قَالَ وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ أَلَظَّ بِهِ النِّشْدَةَ فَقَالَ أَللّٰهُمَّ إِذْنَشَدْتَنَا فَإِنَّا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ فَمَا أَوَّلُ مَا ارْتَخَصْتُمْ أَمْرَاللّٰهِ قَالَ زَنَى ذُوْقَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُلُوْكِنَا فَأَخَّرَعَنْهُ الرَّجْمَ ثُمَّ زَنَى رَجُلٌ فِي أُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ رَجْمَهُ فَحَالَ قَوْمُهُ دُوْنَهُ وَقَالُوْا لاَ يُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيْءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمَهُ فَاصْطَلَحُوْا عَلَى هٰذِهِ الْعُقُوْبَةِ بَيْنَهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِنِّى أَحْكُمُ

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ایک یہودی مرد و عورت نے زنا کیا تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: آؤ اس نبی کے پاس چلتے ہیں یہ تخفیف اور آسانی کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ پس اگر اس نے رجم کے علاوہ فتویٰ دیا تو ہم قبول کریں گے۔ اور اللہ کے ہاں بھی ہم جھگڑا کر سکیں گے کہ تیرے نبیوں میں سے ایک نبی نے فتویٰ دیا ہے۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! اگر ایک مرد اور عورت زنا کریں تو ان کے متعلق آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ پس آپ ﷺ نے ان سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ان کے مدرسے میں گئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں تمہیں اس اللہ تعالیٰ کے نام پر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی ہے کہ بتاؤ! تورات میں شادی شدہ زانی کی سزا تمہیں کیا معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا منہ کالا کیا جائے۔ اس کو الٹا سوار کر کے گھمایا جائے۔ چند کوڑے مارے جائیں۔ اور ''جُبہ'' کرنے سے مراد ہے دونوں زانیوں کو ایک گدھے پر سوار کر کے ان کی پشت بالمقابل رکھ کر چکر لگایا جائے۔ ان میں سے ایک جوان خاموش رہا۔ جب اس کو آنحضرت ﷺ نے خاموش دیکھا تو اصرار کر کے پوچھا۔ پس اس نے کہا: جب آپ ﷺ اصرار کر کے اللہ کے نام پر پوچھتے ہیں تو بتانا ہی پڑتا ہے کہ ہم تورات میں رجم کا حکم واضح طور پر پاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے تم نے کس سبب سے اللہ تعالیٰ کا حکم معطل کیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہمارے بادشاہ کے قریبی رشتہ دار نے زنا کیا تو اس نے رجم مؤخر کر دی۔ پھر ایک مرد نے عوام لوگوں

(٥٣٩١) ابوداؤد: ٤٤٥٠ـ ضعیف، البانی: ٩٥٩ـ احمد: ٧٧٠٣.

بِمَا فِي التَّوْرَاةِ فَأَمَرَبِهِمَا فَرُجِمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَبَلَغَنَا أَنَّ هٰذِهِ الآيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِمْ . ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا﴾ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ . (رواه أبوداود ٤٤٥٠)

میں سے زنا کیا تو بادشاہ نے رجم کرنا چاہا۔ ان لوگوں نے حائل ہو کر اس کو روک دیا، اور کہا: پہلے اپنے آدمی کو لا کر رجم کر۔ بالآخر اس بات پر یہ سزا تجویز کر دی گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں وہ حکم دیتا ہوں جو تورات میں موجود ہے۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا، اور ان دو افراد کو رجم کر دیا گیا۔ زہری نے کہا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ''ہم نے تورات اتاری ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے ساتھ وہ انبیاء فیصلہ کرتے تھے جو مطیع ہوئے۔'' اور نبی کریم ﷺ ان میں سے ایک ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٣٩٢ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَاءَ تِ الْيَهُوْدُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَيَا فَقَالَ ائْتُوْنِي بِأَعْلَمِ رَجُلَيْنِ مِنْكُمْ فَأَتَوْهُ بِابْنَيْ صُوْرِيَا فَنَشَدَهُمَا كَيْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هٰذَيْنِ فِي التَّوْرَاةِ قَالَا نَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ أَنَّهُمْ رَأَوْ ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيْلِ فِي الْمُكْحُلَةِ رُجِمَا قَالَ فَمَا يَمْنَعُكُمَا أَنْ تَرْجُمُوْهُمَا قَالَا ذَهَبَ سُلْطَانُنَا فَكَرِهْنَا الْقَتْلَ فَدَعَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّهُوْدِ فَجَاءُوْا بِأَرْبَعَةٍ فَشَهِدُوْا أَنَّهُمْ رَأَوْ ذَكَرَهُ فِي فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِيْلِ فِي الْمُكْحُلَةِ فَأَمَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجْمِهِمَا . (رواه أبوداود، ٤٤٥٢ ،)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: یہودی اپنے ایک مرد اور عورت کو لائے جو زنا کے مرتکب تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے دو بڑے عالم میری پاس لاؤ تو وہ صوریا کے دو بیٹوں کو لائے۔ آپ ﷺ نے ان کو قسم دی کہ ان دونوں کے متعلق تم تورات میں کیا حکم جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم تورات میں یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار مرد گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کا ذکر عورت کی فرج میں اس طرح دیکھا جیسا سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے تو دونوں کو رجم کر دیا جائے گا۔ فرمایا: پھر تمہیں کیا چیز منع کرتی ہے کہ تم رجم نہیں کرتے ہو؟ ہماری حکومت ختم ہوگئی تھی۔ چنانچہ ہم نے قتل کرنا ناپسند کیا، آپ نے گواہ طلب کیے۔ چار گواہ آئے اور انہوں نے گواہی دی کہ اس کا ذکر اس کی فرج میں مثل سلائی کے سرمہ دانی میں ہم نے دیکھا ہے۔ پس آپ ﷺ نے حکم دیا تو ان کو رجم کیا گیا۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ذمی کافر یا معاہدہ والے کافر شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کریں، فیصلہ ہماری اسلامی عدالت میں لائیں تو ہم احکام شریعت کے مطابق انہیں رجم کریں گے۔

(٥٣٩٢) ابوداؤد: ٤٤٥٢.

یہودیوں نے تورات کے بعض احکام تبدیل کر دیئے تھے۔ اور بعض احکام ان کی تحریف سے محفوظ رہے تھے جیسا کہ رجم کرنے کا حکم ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ جو یہ شرط لگاتے ہیں کہ شادی شدہ اسلام میں ہوں تو تب شادی شدہ ہوں گے وگرنہ نہیں۔ اسلام شرط ہے یہ بات درست نہیں غیر مسلم بھی شادی شدہ ہوں تو وہ شادی شدہ ہی تصور ہوں گے، اسلام کا ہونا شرط نہیں۔

دیکھیں یہودی عورت بھی شادی شدہ تھی اور مرد بھی شادی شدہ تھا، مسلمان نہ تھے انہیں آپ ﷺ نے شادی شدہ تسلیم کیا اور ان پر رجم کی حد قائم کی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل ذمہ کی ایک دوسرے کے خلاف شہادت قبول کی جائے گی۔

اور شادی شدہ کو زنا میں صرف رجم کیا جائے گا کوڑے مارنے کی سزا نہیں دی جائے گی۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۶۰۳)

٥٣٩٣ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ . (رواه الترمذی، ١٤٥٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو تم لوط علیہ السلام کی قوم جیسا فعل بد کرتے دیکھو تو فاعل ومفعول کو قتل کر دو۔'' (ترمذی)

٥٣٩٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَهُمَا وَأَبَا بَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطاً . (رواه رزين)

''اسی سے مروی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر دیوار گرا دی تھی۔'' (رزین)

٥٣٩٥ـــ عَـنِ ابْـنِ مَسْعُـوْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَاهُ: مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ملعون ہے وہ جو لوط علیہ السلام کی قوم کا سا عمل کرتا ہے۔ (رزین)

٥٣٩٦ـــ عَـنْ جَـابِرٍ قَالَ : سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبَّانَ بْنَ عُثْمَانَ وَزَيْدَبْنَ حَسَنٍ يَذْكُرُوْنَ: أَنَّ عُثْمَانَ: أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ فَجَرَ بِغُلَامٍ قُرَيْشٍ مِنْ مَعْرُوْفِ النَّسَبِ ، فَقَالَ عُثْمَانُ:

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ اور ابان بن عثمان اور زید بن حسن سے سنا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد لایا گیا جس نے قریش کے لڑکے کے ساتھ بدفعلی کی تھی۔ جو کہ معروف النسب تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گواہ کہاں ہیں؟

(٥٣٩٣) ترمذی: ١٤٥٦ـ صحیح، البانی: ١١٧٧ـ ابوداؤد: ٤٤٦٢ـ ابن ماجه: ٢٥٦١ـ احمد: ٢٧٢٢.
(٥٣٩٤) رزین. (٥٣٩٥) رزین.
(٥٣٩٦) طبرانی کبیر: ٣٨٩٧ـ وفیه جابر الجعفی، وقد صرح بالسماع وفیه من لم اعرفه، هیثمی: ١٠٦٣٤.

وَيْحَكُمْ أَيْنَ الشُّهُوْدُ؟ أَحْصَنَ؟ قَالُوْا: تَزَوَّجَ بِـامْـرَأَةٍ وَلَـمْ يَدْخُلْ بِهَا بَعْدُ، فَقَالَ عَلِيٌّ لِـعُثْـمَـانَ: لَوْدَخَلَ بِهَا لَحَلَّ عَلَيْهِ الرَّجْمُ، فَـأَمَّـا إِذَا لَـمْ يَدْخُلْ بِأَهْلِهِ فَاجْلِدْهُ الْحَدَّ، فَـقَالَ أَبُوْأَيُّوْبَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ الـلّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ الَّـذِيْ ذَكَـرَ أَبُوْالْحَسَنِ، فَـأَمَـرَبِـهِ. عُثْـمَـانُ فَجُلِدَ مِـائَةً. (رواه الطبراني في الكبير، ٣٨٩٧)

پھر پوچھا کیا شادی شدہ ہے؟ کہا گیا کہ ایک عورت سے نکاح تو کیا تھا تاہم اس کے ساتھ تنہائی میں نہیں رہا۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر عورت سے جماع کرتا تو اس پر رجم تھا۔ اور جب اس نے جماع نہیں کیا ہے تو اس کو کوڑے لگاؤ۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہے جو ابوالحسن نے ذکر کیا ہے۔ پس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اس کو سو کوڑے لگائے گئے۔'' (الکبیر)

٥٣٩٧ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَخْـوَفَ مَـا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ. (رواه الترمذي، ١٤٥٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے لیے سب سے زیادہ خطرہ مجھے قومِ لوط علیہ السلام کے فعل بد کا ہے۔'' (ترمذی)

٥٣٩٨ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَيَـنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلٍ أَتَي رَجُلاً أَوِ امْــرَأَةً فِـي الدُّبُـرِ. (رواه الترمذي، ١١٦٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا جس نے مرد سے بدفعلی کی یا عورت کی دبر میں بدفعلی کی۔'' (ترمذی)

شرح: ......قوم لوط کے فعل کو لواطت کہتے ہیں۔ یہ فعل بد کرنے والے کی سزا کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس کی حد زنا والی حد ہے۔ اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے، اگر شادی شدہ نہیں تو سو کوڑے مارے جائیں، اور ایک سال کے لیے جلا وطن کیا جائے۔ یہ فعل بد جس سے کیا گیا ہو عورت سے کیا ہو، یا آدمی سے کیا ہو وہ شادی شدہ ہو، یا غیر شادی شدہ ہو یہ مفعول بہ کی بھی سزا ہے۔ کیونکہ دبر زنی ممکن بنانے سے اسے شادی شدہ کے زمرہ میں شامل نہیں کر سکتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ لواطت کرنے والے کو رجم کرنا چاہیے خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ لواطت والے کو تعزیر لگائی جائے حد نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

ایک قول یہی ہے جو حدیث میں سزا ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے ان کے قتل کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان پر دیوار گرا دی جائے دوسرا قول ہے کہ انہیں پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا جائے۔ جائزۃ الاحوذی: ٢/ ٦٩٨)

(٥٣٩٧) ترمذی: ١١٦٦۔ حسن، البانی: ١١٧٨۔ ابن ماجہ: ٢٥٦٣.

(٥٣٩٨) ترمذی: ١١٦٦۔ حسن، البانی: ٩٣٠.

فاعل ومفعول کو قتل کرنے والا موقف زیادہ صحیح ہے بس عام قتل کی طرح انہیں حکومت اسلامی قتل کرے۔

اس بدفعلی کی قباحت کا اندازہ کریں کہ کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ نبی ﷺ نے زانی پر تین مرتبہ لعنت کی ہو۔ قوم لوط کے عمل والے کے لیے تین مرتبہ آپ نے لعنت کی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت کرے، اللہ تعالیٰ لعنت کرے، اللہ تعالیٰ لعنت کرے جو قوم لوط کا عمل کرے۔ (توضیح الاحکام: ۶/ ۲۴۰)

یہ قوم لوط کا عمل عظیم ترین نافرمانی ہے، قوم لوط اس کی موجد ہے اس سے پہلے نہ تھا، ارشاد ربانی ہے:

﴿مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الاعراف: ۸۰)

''جہان والوں میں سے یہ کسی نے پہلے نہ کیا تھا۔''

یہی وجہ ہے کہ اس کی سزا بھی وہ دی گئی کہ کسی قوم کو جو نہ ملی تھی۔ سورت ہود: ۸۲ میں تفصیل آتی ہے اس میں ہلاکت و بربادی کی تمام قسمیں جمع کر دی ہیں۔ پہلے ان کے گھروں کو بلندی میں لے جا کر زمین پر الٹا دیا گیا اور پھر آسمان سے پتھر پھینکے اور بعض زمین میں بھی دھنسا دیئے گئے۔

انتباہ: ...... اکثر لوگ بدفعلی کرنے والے کو لوطی کہتے ہیں جو کہ حضرت لوط علیہ السلام کی جانب نسبت ہے۔ آپ تو ایک پاکیزہ ہستی تھے، وہ تو اس شنیع فعل کو ناپسند کرتے تھے۔ یہ کام قوم لوط نے کیا ہے اس لیے یہ لفظ بدفعلی کرنے والے کے لیے استعمال کرنا درست نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲۰۶)

٥٣٩٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَتَى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا أَرَاهُ قَالَ ذٰلِكَ إِلَّا أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا وَقَدْ عُمِلَ بِهَا ذٰلِكَ الْعَمَلُ . (رواه ابوداود، ٤٤٦٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چوپائے سے بدفعلی کرے تو اس کو اور اس کے ساتھ چوپائے کو بھی قتل کر دو۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا چوپائے کا کیا جرم؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تو اس کے متعلق کچھ نہیں سنا مگر میری رائے ہے کہ آپ ﷺ نے ناپسند کیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے، جبکہ اس سے بدفعلی کی گئی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٤٠٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْ يَأْتِي الْبَهِيْمَةَ حَدٌّ . (رواه أبوداود، ٤٤٦٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جو چوپائے سے بدفعلی کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... جانور حالانکہ عقل و تکلیف نہیں رکھتا، پھر بھی اسے مارنے کا اس لیے کہا گیا ہے کہ ڈر ہے کہیں قبیح صورت کی چیز پیدا نہ ہو جائے کہ کچھ آدمی اور کچھ حیوان نہ بن جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۷۱)

(٥٣٩٩) ابوداؤد: ٤٤٦٤ـ حسن صحیح، البانی: ٣٧٤٧ـ ترمذی: ١٤٥٥.

(٥٤٠٠) ابوداؤد: ٤٤٦٠ـ ٤٤٦٠ـ حسن، البانی: ٣٧٤٨ـ ترمذی: ٢٣٩٦.

جانور سے بدفعلی میں حد نہ ہونے کا مطلب ہے کہ عام زانی کی مانند حد نہیں وگرنہ قتل کی سزا تو یہاں بیان ہوئی ہے۔

بہرصورت اس سے ثابت ہوا جانور سے بدفعلی حرام ہے اور اس کے فاعل کو قتل کیا جائے۔ جانور میں چونکہ کراہت سی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے اسے بھی ذبح کر دیا جائے۔ اس کا گوشت نہ کھایا جائے۔ اور فاعل سے اس کا تاوان لیا جائے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ چونکہ جانور سے بدفعلی زنا کے اندر شامل نہیں اس لیے اس پر حد نہیں تعزیر ہے، یہ موقف بھی بے دلیل ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۰۷)

٥٤٠١ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِىْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ وَتَلاَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ أَمَرَ بِرَجُلَيْنِ وَأَمْرَأَةٍ فَضَرَبُوْا حَدَّهُمْ . (رواه الترمذی، ٣١٨١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب میری برأت نازل ہوئی تو نبی ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ اس کا ذکر کیا۔ آیات کی تلاوت کی اور منبر سے اترے۔ دو مردوں اور ایک عورت پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا تو ان پر لوگوں نے حد جاری کی۔''

٥٤٠٢ــ وَفِي رِوَايَةٍ: حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ قَالَ النُّفَيْلِيُّ وَيَقُوْلُوْنَ الْمَرْأَةُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ . (رواه أبوداود ٤٤٧٤)

''ایک روایت میں ہے: ''حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حد لگائی گئی۔'' (ابوداود)

٥٤٠٣ــ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ ثَمَانِيْنَ . قَالَ أَبُوالزِّنَادِ فَسَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً جَلَدَ عَبْداً فِي فِرْيَةٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِيْنَ . (رواه مالك)

''ابوزناد نے کہا: عمر بن عبدالعزیز نے غلام کو اسی کوڑے حدِ قذف ماری تو میں نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا: اس نے کہا: میں عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد کے خلفاء کو تا حال یہی دیکھتا رہا ہوں کہ وہ غلام کو صرف چالیس درے ہی حد قذف مارتے آئے ہیں۔'' (مالک)

٥٤٠٤ــ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخَرِ وَاللّٰهِ مَا أَبِي بِزَانٍ وَلاَ

''عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں دو مردوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک دوسرے کو گالی دی۔ ایک نے کہا: اللہ کی قسم! نہ میرا باپ زانی ہے اور نہ میری ماں زانیہ ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے

(٥٤٠١) ترمذی: ٣١٨١۔ حسن، البانی: ٢٥٤٢۔ بخاری: ٤١٤١۔ مسلم: ٢٧٧٠۔ ابن ماجه: ٢٥٦٧۔ احمد: ٢٥٠٩٥.

(٥٤٠٢) ابوداؤد: ٤٤٧٤۔ حسن، البانی: ٣٧٥٧۔ ابن ماجه: ٢٥٦٧۔ احمد: ٢٦٥٣١.

(٥٤٠٣) مؤطا: ١٦١٠.

(٥٤٠٤) مؤطا: ١٥٦٩.

أُمِّي بِـزَانِيَةٍ فَـاسْتَشَـارَفِي ذٰلِكَ عُمَرُبْنُ الْـخَـطَّابِ فَقَالَ قَائِلٌ مَدَحَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَقَالَ آخَـرُوْنَ قَـدْ كَانَ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ مَدْحٌ غَيْرُ هٰذَا نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَا نِيْنَ . (رواه مالك ، ١٥٦٩)

متعلق لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو کسی نے کہا: اسنے اپنے ماں باپ کی تعریف کی ہے۔ اور کسی نے کہا: اس کے سوا بھی اس کے ماں باپ کی تعریف موجود تھی۔ آپ اسے کوڑے لگائیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اسّی دُرّے لگائے۔'' (مالک)

٥٤٠٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَـالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَايَهُوْدِيُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْـرِيْـنَ وَإِذَا قَـالَ يَـامُـخَـنَّـثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِيْنَ وَمَنْ وَقَعَ عَلَى ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ ﴿وَهُوَ يَعْلَمُ .﴾ (رواه الترمذى ، ١٤٦٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی دوسرے سے کہے: اے یہودی! اس کو بیس کوڑے لگاؤ۔ اور جب کہے: اے ہیجڑے! تب بھی اسے بیس کوڑے مارو۔ اور جو اپنی محرم سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو جب وہ جانتا ہو۔'' (ترمذی)

شرح: ......(۱۴۶۲) نمبر حدیث میں دوسری باتیں تو ثابت نہیں چونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یہ بات درست ہے کہ ذی محرم سے جان بوجھ کر جماع یا نکاح کرنے والا واجب القتل ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۲/ ۷۰۵)

۲۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل ہوئی تو ان تینوں کو لایا گیا۔ حضرت حسان اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو لایا گیا تو ان پر حد قذف لگائی گئی جو اسی کوڑے ہے۔ کیونکہ یہ بھی الزام لگانے والوں سے متاثر ہوگئے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی منافق کو حد نہ لگائی گئی تھی کیونکہ حد لگائی جاتی ہے دلیل سامنے آنے سے یا پھر اقرار سے، اس نے دونوں ہی نہ کیے تھے اس لیے حد سے بچ گیا۔ بعض کہتے ہیں: اسے حد لگی تھی مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قابل اعتماد یہی بات ہے کہ اس پر حد نہ لگی تھی۔ (فتح الباری:۹/ ۴۷۹)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا غلام کی حد قذف چالیس کوڑے ہے۔ کوئی یہ کہے کہ میرا باپ یا میری ماں بدکار نہیں بظاہر یہ تعریف ہے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اجتہاد نے یہ فیصلہ کیا کہ اسے اسی کوڑے مارے جائیں۔ اس لیے کہ ان کی براءت کا اور طریقہ بھی ہوسکتا تھا تاہم احتیاط ہی رکھی جائے ماں، باپ کے لیے یہ طرز گفتگو نہ اپنایا جائے۔ باقی یہ سزا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی لازمی نہیں جن لوگوں نے کوڑے نہ مارنے کا کہا تھا۔ ان کی رائے پر بھی عمل ہوسکتا ہے، یہ حکمران کی صوابدید پر ہے۔ (شرح زرقانی:۴/۱۵۲)

(٥٤٠٥) ترمذی: ١٤٦٢ـ ضعیف، البانی: ٢٤٦ـ ابن ماجه: ٢٥٦٨ـ (١) هذا الزيادة من قول اهل العلم وليس من قول النبى ﷺ ولم يشر الى ذلك المؤلف.

حد السرقة وما لا حد فيه

چوری کی حد اور وہ چیز جس پر حد لازم نہیں آتی ہے

٥٤٠٦۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ. (رواه البخاری، ٦٧٩٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چور کا ہاتھ جحفہ کی ڈھال کی قیمت کے بدلے کاٹا جاتا تھا۔'' (بخاری)

٥٤٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي ثَمَنِ الْمِجَنِّ وَثَمَنُ الْمِجَنِّ رُبْعُ دِيْنَارٍ. (رواه النسائی ٤٩٣١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کاٹا جائے چور کا ہاتھ مگر ڈھال کی قیمت میں۔ اور ڈھال کی قیمت دینار کا چوتھا حصہ ہوتی ہے۔'' (نسائی)

٥٤٠٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ سَارِقاً فِي مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلاثَةُ دَرَاهِمَ (رواه مسلم، ١٦٨٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چور کا ہاتھ ڈھال کے عوض کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔'' (مسلم)

٥٤٠٩۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ سَارِقاً سَرَقَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ أُتْرُجَّةً فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَنْ تَقُوْمَ فَقُوِّمَتْ بِثَلاثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَي عَشَرَدِرْهَماً بِدِيْنَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهٗ. (رواه مالك، ١٥٧٤)

''عمرہ بنت عبدالرحمٰن کہتی ہیں: ایک چور نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں سنترے چوری کیے۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت لگانے کا حکم دیا تو اس کی قیمت ان درہموں کے ساتھ تین درہم لگائی گئی جو دینار کے بدلے بارہ درہم ہوا کرتے تھے۔ پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔'' (مالک)

٥٤١٠۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ قَالَ الْاَعْمَشُ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے ایک انڈا چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ ایک رسی چوری کرتا ہے تو ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

(٥٤٠٦) بخاری: ٦٧٩٢۔ مسلم: ١٦٨٥۔ ترمذی: ١٤٤٥۔ نسائی: ٤٩٤١۔ ابوداؤد: ٤٣٨٣۔ ابن ماجه: ٢٥٨٥۔ احمد: ٢٥٦١٠۔ مؤطا: ١٥٧٥۔ دارمی: ٢٣٠٠.

(٥٤٠٧) نسائی: ٤٩٣١۔ حسن، صحیح الاسناد، البانی: ٤٥٧٩۔ بخاری: ٦٧٩٤۔ مسلم: ١٦٨٥۔ ترمذی: ١٤٤٥۔ ابوداؤد: ٤٣٨٤۔ ابن ماجه: ٢٥٨٥۔ احمد: ٢٥٦٦١٠۔ مؤطا: ١٥٧٦۔ دارمی: ٢٣٠٠.

(٥٤٠٨) مسلم: ١٦٨٦۔ بخاری: ٦٧٩٨۔ ترمذی: ١٤٤٦۔ نسائی: ٤٩١٠۔ ابوداؤد: ٤٣٨٦۔ ابن ماجه: ٢٥٨٤۔ احمد: ٦٢٨١۔ مؤطا: ١٥٧٢۔ دارمی: ٢٣٠١.

(٥٤٠٩) مؤطا: ١٥٧٤.

(٥٤١٠) بخاری: ٦٧٨٣۔ مسلم: ١٦٦٧۔ نسائی: ٤٨٧٣۔ ابن ماجه: ٢٥٨٣۔ احمد: ٧٣٨٨.

كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ وَالْحَبْلُ كَانُوْا يَـرَوْنَ أَنَّـهُ مِـنْهَـا مَا يَسْوَى دَرَاهِمَ . (رواه البخاري، ٦٧٨٣)

اعمش نے کہا: لوگوں کی رائے ہے کہ انڈے سے مراد لوہے کا گولا ہے۔ اور رسی سے مراد وہ ہے جسکی قیمت چند درہم کے برابر ہو۔'' (بخاری)

شرح:......اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المآئدة: ٣٨)

''چوراور چورنی کے ہاتھ کاٹو۔''

ایک نکتہ: چور کی سزا بتاتے ہوئے قرآن پاک پہلے، نر چور کا ذکر کرتا ہے، مادہ، چورنی کا ذکر بعد میں کرتا ہے اور سورت النور آیت :۲ میں زانیہ کا ذکر (یعنی مادہ) پہلے بیان ہوئی مرد زانی کا ذکر بعد میں ہے۔

وجہ یہ ہے کہ چوری زیادہ مردوں میں پائی جاتی ہے، عورتوں میں کم ہوتی ہے۔ اور اس لیے پہلے مرد کا ذکر ہے اور زنا کا باعث خواتین زیادہ ہیں، کیونکہ ان کی مرضی کے بغیر زنا ممکن نہیں یہاں عورت کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔

اوراس آیت مبارکہ میں چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا بیان ہوئی ہے۔ قرآن پاک میں مطلق ہاتھ کاٹنے کا آیا ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ کاٹا ہے اور ہتھیلی سے یعنی گٹ سے رکھ کر کاٹنا ہے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۹۷)

یہ آیت مبارکہ چوری کی سزا بتاتی ہے اور یہ احادیث مبارکہ اس کی تفسیر بیان کرتی ہیں کہ چوری کا نصاب مکمل ہوگا تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر نصاب تک چوری نہیں پہنچتی تو پھر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

جو علمائے کرام تھوڑی یا زیادہ چوری پر ہاتھ کاٹنے کا موقف رکھتے ہیں یہ احادیث ان کی تردید کرتی ہیں ان کا موقف درست نہیں۔

بظاہر احادیث میں ٹکراؤ نظر آتا ہے کہ کہیں تین درہم نصاب آیا ہے کہیں دینار کا چوتھا حصہ کہیں ڈھال کی قیمت کے برابر نصاب بیان ہوا ہے۔

ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، دینار میں بارہ درہم ہوتے تھے، ان کا چوتھا حصہ تین درہم ہی ہیں۔ اور ڈھال کی قیمت بھی اس وقت اتنی ہی ہوا کرتی تھی، نصاب ایک ہی ہے، دینار ہو تو اس کے چوتھے حصہ کا اندازہ ہوگا، چوری درہم کی ہو تو تین درہم معیار ہوگا اگر چرائی گئی چیز ڈھال ہو یا کوئی بھی چیز ہو دینار کے چوتھے اور تین درہم کے برابر قیمت رکھتی ہو تو ہاتھ کاٹے جائیں گے اس سے کم ہوں تو نہیں کاٹے جائیں گے۔ جن روایات میں آتا ہے کہ نصاب چوری دس درہم، ڈھائی درہم، چالیس درہم یا چار دینار ہے۔ یا پانچ درہم ہے، یہ سب روایات تین درہم والی یا دینار کے چوتھے حصہ والی کے پائے کی نہیں۔ لہٰذا پراگندہ ذہن ہونے کی ضرورت نہیں، دینار کا چوتھا حصہ یا تین درہم ہی چوری کا نصاب ہے۔ ان سے کم چیز چرائی ہو تو اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے اگر اتنی یا اس سے زیادہ چوری کی ہوگی تو ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

یہ بھی ثابت ہوا چوری کبیرہ گناہ ہے، اس لیے لعنت کی گئی ہے۔ یہ جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ چور انڈا چراتا ہے یا رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ معمولی چیز پر بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔ نصاب وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے، اس سے صرف چوری سے نفرت کی ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ پہلے انسان یہ معمولی چیزیں چراتا رہتا ہے، جب عادی چور بن جاتا ہے تو پھر قیمتی چیزیں اٹھاتا ہے جو نصاب تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور پھر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۱۹۔۶۲۰)

٥٤١١ـــ عَنْ أَبِـيْ أُمَيَّةَ الْـمَخْزُوْمِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافاً وَلَمْ يُـوْجَـدْ مَـعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلاثًا فَأَمَرَبِهِ فَقُطِعَ وَجِيءَ بِهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرِاللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ . فَقَالَ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلاثاً .
(رواه أبوداود، ٤٣٨٠)

''ابوامیہ المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا اس نے اعتراف جرم کیا تھا اور اس کے پاس سے سامان برآمد نہیں کیا گیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تو نے چوری نہیں کی۔ اس نے کہا: بلکہ کی ہے۔ آپ ﷺ نے دو بار یا تین بار بات دھرائی اور وہ ہر بار اعتراف ہی کرتا گیا۔ اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو ہاتھ کاٹ کر اس کو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے مغفرت طلب کر اور اس کی طرف توبہ کر۔ تو اس نے کہا: میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: یا اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس حدیث پر تنقید ہے کہ اس کی سند میں ابومنذر راوی مجہول ہے۔ اسی وجہ سے البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ اس سے صرف اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا ہے مگر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے تمام راوی ثقہ قرار دیئے ہیں۔ (التلخیص الحبیر) حاکم، بیہقی اور دارقطنی نے بھی اسے متصل قرار دیا ہے اور ابن قطان نے اسے صحیح کہا ہے۔ (دارقطنی: ۳/۱۰۳)

اس سے ثابت ہوا کہ جس نے عدالت کے روبرو چوری کا اعتراف کرلیا ہو اس سے مال ومتاع برآمد نہ بھی ہوا ہو تو اس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا سزا کے بعد اس کا ہاتھ داغنا چاہیے تاکہ خون بند ہو جائے اور اس کی جان بچ جائے۔ اسے قتل کرنا مقصد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کرنا مقصد ہے۔ اصل میں چور کو حد لگانا ہی اس کی اس گناہ سے طہارت ہے لیکن توبہ واستغفار کی تلقین اسے کرنا بہتر ہے اس سے مزید طہارت حاصل ہو جاتی ہے تاکہ حد سے بیرونی

(٥٤١١) ابوداؤد: ٤٣٨٠۔ ضعیف، البانی: ٩٤٣۔ نسائی: ٤٨٧٧۔ ابن ماہ: ٢٥٩٧۔ احمد: ٢٢٠٠٢۔ دارمی: ٢٣٠٣.

اور استغفار سے اندرونی طہارت ہو جائے تاہم توبہ واستغفار حد کا حصہ نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۱۲۵)

٥٤١٢۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا وَمَنْ يَجْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهُ لَوْأَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا. (رواه البخاري، ٣٤٧٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کی حالت پر پریشانی تھی جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا: کون ہے جو اس عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات کرے'' تاکہ ہاتھ نہ کاٹا جائے۔'' تو لوگوں نے کہا: سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی یہ جرأت نہیں کرسکتا وہ رسول اللہ ﷺ کو بہت عزیز ہیں۔ پس اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی حدود کے خلاف سفارش کرتا ہے؟ پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے جب کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے، اور جب کوئی ضعیف چوری کرتا تو اس پر حد لگاتے تھے۔ اور مجھے اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' (بخاری)

٥٤١٣۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ. (رواه مسلم، ١٦٨٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس عورت کی حالت پر پریشانی تھی جس نے غزوۂ فتح مکہ کے وقت چوری کی تھی۔'' (مسلم)

٥٤١٤۔ وَفِي رِوَايَةٍ: كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ أُسَامَةُ إِسْتَغْفِرْلِي

''اور ایک روایت میں ہے کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا اور فرمایا: کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتا ہے ایک حد میں

(٥٤١٢) بخاري: ٣٤٧٥۔ مسلم: ١٦٨٨۔ ترمذي: ١٤٣٠۔ نسائي: ٤٩٠٣۔ ابوداؤد: ٤٣٧٣۔ ابن ماجه: ٢٥٤٧۔ احمد: ٢٤٧٦٩۔ دارمي: ٢٣٠٢.

(٥٤١٣) مسلم: ١٦٨٨۔ بخاري: ٦٨٠٠۔ ترمذي: ١٤٣٠۔ نسائي: ٤٩٠٣۔ ابوداؤد: ٤٣٧٣۔ ابن ماجه: ٢٥٤٧۔ احمد: ٢٤٧٦٩۔ دارمي: ٢٣٠٢.

(٥٤١٤) بخاري: ٤٣٠٤۔ مسلم: ١٦٨٨۔ ترمذي: ١٤٣٠۔ نسائي: ٤٩٠٣۔ ابوداؤد: ٤٣٧٣۔ ابن ماجه: ٢٥٤٧۔ احمد: ٢٤٧٦٩۔ دارمي: ٢٣٠٢.

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْهِ: ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتِلْكَالْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه البخاری، ٤٣٠٤)

اللہ کی حدود میں سے؟ تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعائے مغفرت فرمائیے۔ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر اس کی توبہ بہت عمدہ تھی۔ اس نے شادی کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: وہ میرے پاس آتی اور میں اس کی حاجت نبی ﷺ کے پاس پہنچاتی تھی۔'' (بخاری)

٥٤١٥۔ وَفِي رِوَايَةٍ: اسْتَعَارَتِ إِمْرَأَةٌ تَعْنِي حُلِيًّا عَلَى أَلْسِنَةِ أُنَاسٍ يُعْرَفُوْنَ وَلاَ تُعْرَفُ هِيَ فَبَاعَتْهُ فَأُخِذَتْ فَأُتِيَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَبِقَطْعِ يَدِهِ. (رواه أبوداود، ٤٣٩٦)

''ایک روایت میں ہے: ایک عورت نے لوگوں کی ضمانت پر زیور مستعار لیا وہ لوگ تو معروف تھے لیکن یہ عورت غیر معروف تھی۔ پس اس نے زیور فروخت کیا اور پکڑی گئی۔ پس آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ (ابوداؤد)

٥٤١٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ امْرَأَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا. (رواه النسائی، ٤٨٨٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مخزومی عورت لوگوں سے ادھار سامان لے کر بعد میں انکار کر دیتی تھی۔ چنانچہ پیغمبر اسلام نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرما دیا۔'' (نسائی)

شرح: ......اگر چوری کی حد کا معاملہ عدالت تک پہنچنے سے پہلے سفارش کرنا بھی جائز ہے اور اسے قبول کرنا بھی جائز ہے کہ اسے معاف کر دو۔

لیکن جب عدالت تک معاملہ آ جائے اور حد کا فیصلہ ہو جائے تو پھر سفارش منع ہے اگر کوئی کرتا ہے یا اس پر عمل نہیں کرتا تو اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی مخالفت کی ہے، یہ لعنتی کام اور ہلاکت ہے۔

یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت کا ہے۔ اور عورت کا نام فاطمہ بنت اسود بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم تھا۔

یہ خاتون ادھار مانگ کر زیورات کا انکار کر دیتی۔ اور چوری بھی کرتی تھی اس لیے اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا دی۔

اس حدیث میں سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ حدود میں سفارش کرنا منع ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ چوری کی حد میں خواتین بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں اور چوری کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا شرف وفضل بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس میں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نبی اکرم ﷺ کے دل مبارک میں بہت قدر ومنزلت تھی۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ گذشتہ امتوں کے حالات وواقعات سے عبرت پکڑی جائے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۸۷۔ ۹۶)

(٥٤١٥) ابوداؤد: ٤٣٩٦۔ صحيح البانی: ٣٦٩٦۔ نسائی: ٤٨٩٩۔ احمد: ٢٤٧٦٩.

(٥٤١٦) نسائی: ٤٨٨٧۔ صحيح البانی: ٤٥٤٠۔ ابوداؤد: ٤٣٩٥.

٥٤١٧ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلاً مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَـى رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَـالَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَـرَى فِـى حَـرِيْسَةِ الْـجَبَلِ فَقَالَ هِيَ مِثْلُهَا وَالنَّكَالُ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ قَـطْـعٌ إِلاَّ فِيْـمَـا آوَاهُ الْـمُـرَاحُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْـمِـجَـنّ فَـفِيْهِ قَطْعُ الْيَدِ وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْـمِـجَنّ فَفِيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ قَـالَ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ كَيْفَ تَرَى فِي الثَّمَرِ الْـمُعَلَّقِ قَالَ هُوَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ وَلَيْسَ فِـي شَـيْءٍ مِـنَ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ قَطْعٌ إِلاَّ فِيْمَا آوَاهُ الْـجَـرِيْـنُ فَـمَا أُخِذَ مِنَ الْجَرِيْنِ فَبَلَغَ ثَـمَـنَ الْمِجَنّ فَفِيْهِ الْقَطْعُ وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنّ فَفِيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالٍ .
(رواه النسائی، ٤٩٥٩)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا عبداللہ بن عمرو سے بیان کرتے ہیں کہ مزینہ قبیلے کا ایک آدمی رسولِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! پہاڑ پر محفوظ شدہ چیز کے متعلق آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: اگر کوئی محفوظ چیز چوری کرے تو وہ چیز بھی اور اس کی مثل چیز دینی پڑے گی، اور سزا الگ ہوگی۔ اور جانور کے چورانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ ہاں، جو باڑے میں پہنچ چکا ہو اور اس کی قیمت ڈھال کے برابر ہو تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور جو مسروقہ چیز ڈھال کی قیمت تک نہ پہنچے تو اس میں دو مثل تاوان اور کوڑے سزا ہے۔ درخت کے اوپر کے پھل پر قطع ید نہیں ہے مگر وہ جو محفوظ خانے میں رکھے ہوں۔ اور محفوظ خانے سے چرانے پر قطع ید ہے۔ جب وہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہوں اور جو ڈھال کی قیمت کے برابر نہ ہوں تو اس کے دو مثل تاوان ادا کرنا ہوگا اور کوڑے کی سزا الگ ہے۔'' (نسائی)

٥٤١٨ــ عَـنْ مُحَمَّدِبْنِ يَحْىَ بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَبْـدًا سَـرَقَ وَدِيًّـا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِـي حَـائِـطِ سَيِّـدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَـلْـتَـمِـسُ وَدِيَّـهُ فَـوَجَـدَهُ فَاسْتَعْدَى عَلَى الْـعَبْـدِمَـرْوَانَ ابْـنَ الْحَكَمِ فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَوَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَـمِـعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ لاَ قَطْعَ فِي

''محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے کسی آدمی کے باغ سے کھجور کا پودا چوری کرلیا۔ اپنے مالک کے باغ میں آ کر لگا دیا۔ پس پودے کا مالک تلاش میں نکلا تو اس نے دیکھ لیا۔ مروان بن حکم نے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا، اتنے میں غلام کا آقا سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ پودے کی چوری کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے: پھلوں اور خوشوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ سردار نے کہا: مروان نے میرا غلام پکڑ لیا

(٥٤١٧) نسائی: ٤٩٥٩۔ حسن، البانی: ٤٥٩٤۔ ترمذی: ١٢٨٩۔ ابوداؤد: ٤٣٩٠۔ احمد: ٦٦٤٨.

(٥٤١٨) مؤطا: ١٥٨٣۔ ترمذی: ١٤٤٩۔ نسائی: ٤٩٦٨۔ ابوداؤد: ٤٣٨٨۔ ابن ماجه: ٢٥٩٣۔ احمد: ١٦٨٣٠۔ دارمی: ٢٣٠٩.

ثَـمَـرٍ وَلاَ كَثَرٍ وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ فَقَالَ الرَّجُلُ فَـإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلاَمًا لِي وَهُوَ يُـرِيْـدُ قَطْعَهُ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِي إِلَيْهِ فَتُـخْبِرَهُ بِالَّذِيْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـمَشَـى مَـعَـهُ رَافِعٌ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَـقَـالَ أَخَـذْتَ غُلاَماً لِهٰذَا فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَمَا أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ قَالَ اَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ فَقَالَ لَـهُ رَافِـعٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَ قَـطْـعَ فِـي ثَمَرٍ وَلاَ كَثَرٍ فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ. (رواه مالك، ۱۵۸۳)

اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا ہے آپ اس کے پاس جا کر اس کو یہ حدیث سنائیں جو آپ نے نبی ﷺ سے سنی ہے۔ سیدنا رافع رضی اللہ عنہ چل پڑے۔ مروان کو جا کر کہا: تم نے اس کا غلام پکڑا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں، پھر پوچھا: اس کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ کہا: اس کا ہاتھ کاٹوں گا۔ تو سیّدنا رافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ پھلوں اور خوشوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ پس مروان نے اس غلام کو چھوڑ دیا۔'' (مالک)

شرح: ......۱۔ مروان، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدینہ منورہ کے گورنر تھے، اس لیے مقدمہ ان کے پاس لے کر گئے۔ ثمر اصل میں ہر پھل کو کہتے ہیں، مگر اس کا زیادہ تر اطلاق اس کھجور کے پھل پر ہوتا ہے جو ابھی درخت پر لگا ہو۔ جب اسے کاٹ لیا جائے تو پھر اسے رطب (تر کھجور) کہا جاتا ہے۔ اور جب اسے کھلیان کی صورت میں محفوظ کر لیا جائے تو پھر تمر دخشک کھجور کہتے ہیں۔ اور کثر، کھجور کے درخت کے درمیان گودا ہے اسے کہتے ہیں اسے بھی لوگ کھاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی بھوکا ہے بلاضرورت ایسا نہ کرے اگر بقدر ضرورت کسی کے باغ کے قریب سے گزرتے ہوئے پھل کھا لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں، اس پر حد نہیں۔ اسی لیے مروان نے اس غلام کو آزاد کر دیا تھا، جو سزا دینا چاہتا تھا، اس کی بات کو غلط قرار دیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسی واقعہ سے یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ تر پھل خواہ اسے محفوظ مقام پر رکھا ہو یا غیر محفوظ مقام پر رکھا ہو اس کو چرانے والے پر سزا نہیں لیکن یہ موقف حدیث سے ٹکراتا ہے۔ کیونکہ دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب محتاج آدمی اپنی ضرورت کے مطابق کسی کے درخت سے پھل اتارتا ہے تو یہ اس کے لیے جائز ہے، ہاں اس پھل میں سے اتار کر نہ لے جائے۔ اگر یہ اتار کر لے جاتا ہے تو یہ حرام کام ہے۔ اگر وہ پھل اپنی محفوظ جگہ پر پہنچنے سے پہلے لیا ہے یا ابھی درخت پر ہی لگا تھا لیا ہے تو اس صورت میں اس پر چٹی ہوگی اور سزا بھی دی جائے گی۔ اگر اس نے پھل درخت سے اتارے جانے کے بعد لیا ہے یا وہ محفوظ ٹھکانہ تک پہنچ چکا تھا تب لیا ہے اگر وہ چرایا ہوا پھل نصاب کو پہنچ جائے تو پھر اس پر ہاتھ کاٹنے کی حد لگائی جائے گی۔

کیونکہ ہاتھ کاٹنے کی سزا کے لیے یہ شرط ہے کہ مال محفوظ مقام سے چرایا ہو اور نصاب تک پہنچے جو کہ ڈھال کی قیمت ہے، یا دینار کا چوتھا حصہ ہے یا تین درہم ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۳۷ تا ۲۳۸)

٥٤١٩ـــ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ عَلَى خَائِنٍ وَلاَ مُنْتَهِبٍ وَلاَ مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ (رواه الترمذی، ١٤٤٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: خائن پر، ڈاکہ مارنے والے اور ہاتھ سے چھیننے والے پر قطع ید نہیں ہے۔'' (الترمذی)

شرح: ......خائن جو چپکے سے چیز میں کمی کرے، مختلس جو کسی سے چیز چھین لے اور منتھب ڈاکو ہے۔ ان فسادیوں پر ہاتھ نہ کاٹنے کی سزا کا یہ مطلب نہیں کہ یہ فسادی یا زیادتی والے نہیں، ایسا نہیں یہ تو سخت مجرم ہیں ان کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ان کی سزا حاکم وقت کی صوابدید پر ہے جو چاہے تعزیر لگائے یا سزا دے، جس سے یہ مجرم اپنے جرائم سے باز رہے۔ ان کا جرم اتنا سنگین ہے کہ ان کے ان کاموں کی وجہ سے ان کا ایمان خارج ہو جاتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۶۲۳)

٥٤٢٠ـــ عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ اَصَابَتْنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطاً مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَفَرَكْتُ سُنْبُلاً فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي فَجَاءَ صَاحِبُهُ فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَه مَا عَلَّمْتَ إِذْ كَانَ جَاهِلاً وَلاَ أَطْعَمْتَ إِذْكَانَ جَائِعاً أَوْ قَالَ سَاغِباً وَأَمَرَهُ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِيْ وَسْقًا أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِنْ طَعَامٍ. (رواه ابوداود، ٢٦٢٠)

''عباد بن شرحبیل نے بیان کیا کہ مجھے بھوک تھی۔ پس میں مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوا۔ میں نے ایک خوشہ توڑا۔ کچھ کھایا اور کچھ دامن میں رکھا۔ باغ کا مالک آیا۔ اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا لے لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: تو نے اس کو تعلیم نہ دی جب یہ جاہل تھا۔ اور تو نے اس کو کھانا نہ دیا جب یہ بھوکا تھا یا نڈھال تھا۔ پس آپ ﷺ نے اس کو میری چادر واپس دینے کا حکم دیا اور اس نے مجھے ایک وسق (یعنی ساٹھ صاع) یا نصف وسق غلہ دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اصول وہی ہے جو اوپر بیان ہوا ہے کہ درخت پر لگا پھل کھانے کی حد تک جائز ہے وہ بھی بھوک ہو بلا وجہ نہیں۔ اس سے بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ شاید گھر لے کر جانے کی بھی اجازت ہے، ایسا نہیں۔

اصل میں قحط سالی تھی اور اسے علم نہ تھا یا علم تھا ضرورت نے اتنا مجبور کر دیا تھا کہ اسے خیال ہی نہ رہا کہ لے جانے کے لیے مالک باغ سے اجازت چاہیے، اس وجہ سے اس آدمی پر حد نہ لگائی یا یہ صورت حال تھی کہ اس نے جو اٹھایا تھا وہ نصاب جتنا نہ تھا۔ جس کی وجہ سے اس اناج کو لینے والے پر حد نہیں لگائی اور اسے جہالت کی بنا پر معذور جانا اور باغ کے مالک کو سمجھایا کہ یہ بھوکا تھا اسے کھلانا تمہارا فرض تھا اور تم نے الٹا اسے مارا ہے، پہلے اسے تعلیم دیتا پھر یہ اس کام کو دوبارہ کرتا تو بے شک تو اسے سزا دیتا۔ اس سے متاثر ہو کر مالک باغ نے کھیتی سے اناج بھی دیا اور اس کا کپڑا بھی واپس کر دیا۔ (عون المعبود: ۲/۳۴۳)

(٥٤١٩) ترمذی: ١٤٤٨ـ صحیح، البانی: ١١٧٢ـ نسائی: ٤٩٧٥ـ ابوداؤد: ٤٣٩٢ـ ابن ماجه: ٢٥٩١ـ احمد: ١٤٦٥٢ـ دارمی: ٢٣١٠.

٥٤٢١ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ يَحْلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتِى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلُ طَعَامُهُ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلاَ يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ. (رواه البخاری، ٢٤٣٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اجازت کے بغیر کسی کے دودھ والے جانور کا دودھ نہ دھوئے۔ کیا تم میں سے کسی کو پسند ہے کہ اس کا کمرہ توڑ کر اس کا کھانا وہاں سے منتقل کرلیا جائے؟ یقیناً حیوانوں کے تھن لوگوں کی خوراک محفوظ کرتے ہیں۔ پس کوئی کسی کے حیوان کا دودھ اس کی اجازت کے بغیر نہ نکالے۔'' (بخاری)

٥٤٢٢ـ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ عَلَى مَاشِيَةٍ فَإِنْ كَانَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَأْذِنْهُ فَإِنْ أَذِنَ لَهُ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهَا أَحَدٌ فَلْيُصَوِّتْ ثَلاَثًا فَإِنْ أَجَابَهُ أَحَدٌ فَلْيَسْتَأْذِنْهُ فَإِنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَلْيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ. (رواه الترمذی ١٢٩٦)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی مویشیوں میں جائے، اگر ان کا مالک موجود ہوتو اس سے اجازت لے۔ وہ اجازت دے تو دودھ نکال کر پیئے۔ اگر وہاں مالک نہ ہوتو تین بار آواز دے اگر کوئی بول پڑے تو اس سے اجازت طلب کرے اور دودھ نکالے اور پیئے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو دودھ نکالے اور پیے مگر ساتھ نہ لیجائے۔'' (ترمذی)

شرح :...... ان احادیث میں منع کیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کی کوئی بھی چیز اس کی اجازت کے بغیر نہ لے۔

دودھ پینے کا یہاں خاص ذکر کیا گیا ہے کیونکہ لوگ اس میں سستی سے کام لیتے ہیں ہاں، اگر ایسی دوستی ہو کہ میرا دوست ناراض نہ ہوگا اگر میں نے اس جانور سے دودھ پی لیا تو پھر کوئی حرج نہیں اجازت نہ بھی لے تو خیر ہے۔

بعض کا خیال ہے دوسرے کی خوشی ہو یا نہ ہو پھر بھی دودھ دھو کر پی سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہی ترمذی والی حدیث ہے، تاہم اس سے اجازت نہ لینے کی دلیل لینا درست نہیں۔ دونوں میں مطابقت یہ ہوگی کہ اگر دوست مسلمان کی دلی خوشی کا علم ہوتو پھر دودھ دھونا جائز ہے اور پینا بھی جائز ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر جائز نہیں یا اس طرح ہوگی اگر مسافر نہیں لاچار رہے تو پھر کسی کے جانور سے دودھ نکال کر اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں اگر لاچار ہے یا مسافر ہے اور بھوک سخت ہے تو پھر بغیر اجازت جانور سے دودھ دھونا جائز ہے۔ اس میں سے اور مسائل بھی حاصل ہوتے ہیں (ا) کہ ضرورت

(٥٤٢١) بخاری: ٢٤٣٥ـ مسلم: ١٧٢٦ـ ابوداؤد: ٢٦٢٣ـ ابن ماجه: ٢٣٠٢ـ احمد: ٥١٧٤ـ مؤطا: ١٨١٢.
(٥٤٢٢) ترمذی: ١٢٩٦ـ صحیح، البانی: ١٠٤٢ـ ابوداؤد: ٢٦١٩.

کے وقت تک کے لیے خوراک جمع کرنا جائز ہے۔ (۲) اور بات کو ذہن نشین کرنے کے لیے ضرب الامثال استعمال کرنا ایک نہایت ہی مؤثر طریقہ ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۸۹)

٥٤٢٣ــــ عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَرْمِي نَخْلَ الأَنْصَارِ فَأَخَذُوْنِي فَذَهَبُوْا بِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَافِعُ لِمَ تَرْمِي نَخْلَهُمْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْجُوْعُ قَالَ لاَ تَرْمِ وَكُلْ مَا وَقَعَ أَشْبَعَكَ اللّٰهُ وَأَرْوَاكَ . (رواه الترمذی، ١٢٨٨)

''رافع بن عمرو کا بیان ہے کہ میں انصار کی کھجوروں پر پتھر مارا کرتا تھا۔ وہ مجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے رافع! تو ان کی کھجوروں پر پتھر کیوں مارتا ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھوکا ہوتا ہوں۔ فرمایا: پتھر نہ مارا کر اور گری پڑی کھجوری کھا لیا کر اللہ تجھے سیر اور سیراب کر دے۔'' (ترمذی)

٥٤٢٤ــ وَفِي رِوَايَةٍ: اَللّٰهُمَّ اشْبَعْ بَطْنَهُ . (رواه ابوداود، ٢٦٢٢)

ایک روایت میں ہے: ''یا اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔'' (ابوداوٗد)

٥٤٢٥ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطاً فَلْيَأْكُلْ وَلاَ يَتَّخِذْ خُبْنَةً (رواه الترمذی، ١٢٨٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو باغ میں جائے تو اس میں سے کھائے مگر دامن میں نہ لیجائے۔'' (ترمذی)

شــرح: ...... ثابت ہوا پھل درخت سے اتار کر کھانا درست نہیں، جو خود گرا ہو اور آدمی کو بھوک لگی ہو تو وہ کھانا جائز ہے نہ تو گرائے اور نہ ہی گھر لے کر جائے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۴)

٥٤٢٦ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلاَمٍ لَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ اقْطَعْ يَدَغُلاَمِي هٰذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِاِمْرَاتِي ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَماً فَقَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ . (رواه مالك، ١٥٨٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حضرمی اپنا غلام سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر حاضر ہوئے اور کہا: اس کا ہاتھ کاٹ دو اس نے میری عورت کا شیشہ چرایا ہے۔ جس کی مالیت ساٹھ درہم تھی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر قطع ید نہیں ہے۔ یہ تیرا خادم ہے اور اس نے تیرا ہی سامان چوری کیا ہے۔'' (مالک)

(٥٤٢٣) ترمذی: ١٢٨٨ـ ضعیف، البانی: ٢٢٠ـ احمد: ١٩٨٣.

(٥٤٢٤) ابوداؤد: ٢٦٢٢.

(٥٤٢٥) ترمذی: ١٢٨٧ـ صحیح، البانی: ١٠٣٤ـ ابن ماجه: ٢٣٠١.

(٥٤٢٦) مؤطا: ١٥٨٤.

شرح: ......ثابت ہوا غلام آقا کی کوئی چیز چرائے تو اس پر حد نہیں۔

٥٤٢٧ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جِيْءَ بِسَارِقٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ ثُمَّ جِيْءَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَقُطِعَ فَأُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ فَقَالَ اقْطَعُوْهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا سَرَقَ قَالَ اقْطَعُوْهُ فَأُتِيَ بِهِ الْخَامِسَةَ قَالَ اقْتُلُوْهُ قَالُوْا قَالَ جَابِرٌ فَانْطَلَقْنَا بِهِ فَقَتَلْنَاهُ ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ فَالْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ. (رواه ابوداود، ٤٤١٠)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو قتل کرو۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے صرف چوری کی ہے۔ تو فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ تو ہاتھ کاٹا گیا۔ اس کو پھر پکڑ کر لایا گیا۔ پس فرمایا: اس کو قتل کر دو۔ تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے تو چوری کی ہے۔ فرمایا: ہاتھ کاٹ دو۔ تو ہاتھ کاٹا گیا۔ اور پھر تیسری بار لایا گیا فرمایا: اس کو قتل کر دو۔ تو لوگوں نے کہا: اس نے چوری کی ہے۔ فرمایا: اس کا (پاؤں) کاٹ دو تو کاٹا گیا۔ پھر چوتھی بار لایا گیا تو فرمایا: اس کو قتل کر دو۔ لوگوں نے کہا: صرف چوری کی ہے۔ فرمایا: (دوسرا پاؤں) کاٹ دو تو کاٹا گیا۔ اور پانچویں مرتبہ پھر لایا گیا تو فرمایا: اس کو قتل کردو۔ پس ہم اس کو لے کر گئے، قتل کیا۔ اور گھسیٹ کر گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر سے اس پر پتھر مارے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ایک قول ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے، اب قتل نہ کیا جائے گا۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ چور اگر چہ بار بار چوری کرے بھی تو اسے قتل نہ کیا جائے۔

(عون المعبود: ۴/ ۲۴۸)

تو چور کی سزا یہی ہے کہ پہلی بار چور چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے، دوسری بار کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ تیسری بار بایاں ہاتھ کاٹا جائے چوتھی بار چوری کرے تو دایاں پاؤں کاٹا جائے۔

جو پھر بھی باز نہ آئے تو اس کی سزا قتل نہیں، حاکم وقت جو مناسب سمجھے اس سے روک تھام کر لے اور موزوں سزا کا بندوبست کرے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۳۰)

٥٤٢٨ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ اَقْطَعَ الْيَدِ

''عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن کا جس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹا ہوا تھا

(٥٤٢٧)

(٥٤٢٨) مؤطا: ١٥٨١.

وَالرَّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلَى اَبِىْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَشَكَا إِلَيْهِ أَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُوْلُ أَبُوْبَكْرٍ وَأَبِيْكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوْا عِقْدًالأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسِ امْرَاَةِ أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ أَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ أَنَّ الاَقْطَعَ جَاءَهُ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الاَقْطَعُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ بِهٖ فَأَمَرَبِهٖ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهُ عَلَى نَفْسِهٖ أَشَدُّعِنْدِى عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ . (رواه مالك، ١٥٨١)

مدینہ میں آیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے اور میرا ہاتھ کاٹا ہے۔ وہ رات کو نماز پڑھا کرتا تھا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: تیرے باپ کو پیدا کرنے والے کی قسم! تیری رات چور کی رات کی مانند نہیں۔ پھر لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم پایا۔ وہ آدمی بھی لوگوں کے ساتھ مل کر تلاش کرتا رہا اور بددعا کرتا جارہا تھا کہ یا اللہ! تباہ کر اسے جس نے ایسے نیک گھرانے کی چوری کی۔ پھر وہ زیور سنار کے پاس پایا گیا تو اس نے کہا: اس کو وہ آدمی لایا ہے جس کا ہاتھ پاؤں کاٹا ہوا ہے یا سنار نے اس پر گواہ پیش کر دیئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس کا اپنی جان پر بددعا کرنا چوری سے زیادہ سخت معلوم ہوا۔'' (مالک)

شرح: ......اس آدمی کو چوری کی عادت تھی، اس لیے سزا یافتہ تھا، ایک ہاتھ اور پاؤں اسی سزا میں کٹوایا تھا۔ مگر جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ تاثر دیا کہ یمن کے گورنر نے ظلم سے میرے ہاتھ، پاؤں کاٹ دیئے ہیں۔ اور ظاہر کیا کہ میں رات کا کچھ حصہ نوافل میں گزارتا ہوں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یقین کر لیا اور تصدیق فرمائی کہ تہجد پڑھتے ہوئے تم چوری نہیں کر سکتے۔ بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا ہار گم ہوا تو اس ٹنڈے نے اپنے نام نہاد تقویٰ کا اظہار کرتے ہوئے یہ دعا کی اس نیک خاندان کی جس نے بھی چوری کی ہے اللہ کی اس پر پکڑ آئے۔ یہی ہوا چوری پکڑی گئی اور یہی ٹنڈا چور نکلا۔ چونکہ یہ چوری نصاب کی قیمت کی تھی، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس کا یہ طریقہ بہت گراں گزرا کہ چوری تو چلو اس کی ذاتی برائی ہے مگر بددعا سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کبیرہ گناہ کی پرواہ تک نہیں کرتا تھا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۵۹)

٥٤٢٩ــــ عَنْ يَحْىَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ اَنَّ رَقِيْقاً لِحَاطِبٍ سَرَقُوْانَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَانْحَرُوْهَا فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيْرَ بْنَ

''یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے مزینہ قبیلہ کے ایک مرد کی اونٹنی چرائی اور اس کو ذبح کر دیا۔ یہ معاملہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن صلت رضی اللہ عنہ کو ان کے ہاتھ کاٹنے

(٥٤٢٩) مؤطا: ١٤٦٨۔ یہ کوتاہی کی وجہ سے کیا تھا وگرنہ چٹی ڈالنا درست نہیں۔

الـصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَرَاكَ تُجِيْعُهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاُغَرِّمَنَّكَ غُرْماً يَشُقُّ عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ فَـقَـالَ الْـمُـزَنِيُّ قَدْ كُنْتُ وَاللّٰهِ أَمْنَعُهَا مِنْ اَرْبَـعِ مِـائَةِدِرْهَـمٍ فَـقَـالَ عُمَرُ أَعْطِهِ ثَمَانَ ﴿مِائَةِ﴾ دِرْهَمٍ . (رواه مالك ١٤٦٨)

کا حکم دیا اور حاطب رضی اللہ عنہ سے کہا: شائد تو ان کو بھوکا رکھتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو اللہ کی قسم! میں تیرے اوپر ایسا تاوان ڈالوں گا جو تیرے اوپر بڑا شاق ہوگا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کے مالک سے پوچھا: اس کی قیمت کیا ہے؟ اس نے کہا: میں تو چار سو درہم پر دینے سے باز آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو آٹھ سو درہم دے دو۔'' (مالک)

شرح:......ان چوری کرنے والے غلاموں کو پکڑا گیا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ ہم نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن صلت بن معدیکرب کندی کو جو کہ ثقہ تابعی تھے صحابی نہ تھے، انہیں کہا: ان غلاموں کے ہاتھ کاٹ دو، جب یہ انہیں ہاتھ کاٹنے کے لیے لے گئے تو ان کے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام بھیجا کہ ان کے ہاتھ نہ کاٹیں۔

وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن صلت بن معدیکرب کندی کو جو کہ ثقہ تابعی تھے صحابی نہ تھے، انہیں کہا۔ ان غلاموں کے ہاتھ کاٹ دو۔ جب یہ انہیں ہاتھ کاٹنے کے لیے لے گئے تو ان کے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ حاطب انہیں بھوکا رکھتے ہیں، کہا: حاطب میں تم پر چٹی ڈالتا ہوں کیونکہ تم نے انہیں بھوکا رکھا ہے اور تم نے انہیں چوری پر مجبور کیا ہے۔ لہٰذا یہ چٹی تم نے ادا کرنی ہے تم ان غلاموں کے مالک ہو۔

ویسے بھی حالات دیکھ کر قحط سالی کے دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ملتوی کیا تھا، چھان بین کے بعد ہاتھ کاٹتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب سے دگنی قیمت اونٹوں کے مالک کو دلائی۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۸)

٥٤٣٠ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَـرَقَ وَهُوَ آبِقٌ فَاَرْسَلَ بِهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَـى سَـعِيْـدِ بْـنِ الْعَاصِ وَهُوَ أَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَبٰى سَعِيْدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَقَالَ لاَ تُـقْـطَـعُ يَدُ الآبِقِ السَّارِقِ إِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عَبْـدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرُ فِي أَيِّ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَ هٰـذَا ثُـمَّ أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرُ فَقُطِعَتْ

''نافع کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نے چوری کی جبکہ وہ بھاگا ہوا تھا۔ پس اس کو امیر مدینہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا تاکہ اس کا ہاتھ کاٹے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: بھاگنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ پس سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو نے یہ کس کتاب میں لکھا پایا ہے؟ پس ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی اس پر عمل کیا ہے۔'' (مالک)

(٥٤٣٠) مؤطا: ١٥٧٧.

يَـدُهُ﴿وَكَذَالِكَ قَضَى عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ﴾

(رواه مالك، ١٥٨٨)

شــرح: ......سعید بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے امیر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بھاگا ہوا غلام چوری کرے تو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی۔ لیکن حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس پر بھی حد ہے۔ پس سعید نے اس پر عمل کیا اور بھاگے ہوئے غلام پر حد لگائی۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۵۶)

٥٤٣١ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَاسَرَقَ الْعَبْدُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ. (رواه النسائي، ٤٩٨٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام چوری کرے تو اس کو فروخت کر دو خواہ نصف اوقیہ پر ہی سہی۔ (یعنی بیس درہم)'' (نسائی)

٥٤٣٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَقْطَعْهُ وَقَالَ مَالُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا. (رواه إبن ماجة، ٢٥٩٠ بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خمس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس سے کوئی چیز چوری کی تو اس کا معاملہ نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ پس آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا: بلکہ فرمایا: یہ اللہ کا مال ہے اور بعض نے بعض کو چرایا ہے۔'' (ابن ماجہ بضعف)

انتباه: ......صحیح حدیث، قرآن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل سے غلام پر چوری کی حد لگانے کا ثبوت ہے۔ جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔ (گوندلوی)

٥٤٣٣ـ عَنْ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْحَرَازِيِّ أَنَّ قَوْمًا مِنَ الْكَلاَعِيِّيْنَ سُرِقَ لَهُمْ مَتَاعٌ فَاتَّهَمُوْا أُنَاساً مِنَ الْحَاكَةِ فَأَتَوُا النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ ﷺ فَحَبَسَهُمْ أَيَّاماً ثُمَّ خَلَّى سَبِيْلَهُمْ فَأَتَوُا النُّعْمَانَ فَقَالُوْا خَلَّيْتَ سَبِيْلَهُمْ بِغَيْرِ ضَرْبٍ وَلاَ امْتِحَانٍ فَقَالَ النُّعْمَانُ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ أَنْ أَضْرِبَهُمْ فَإِنْ

''ازھر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ بنوکلاع کے لوگوں کا کچھ سامان چوری ہوا۔ انہوں نے جولاہوں کے کچھ لوگوں کو متہم کیا اور ان کو پکڑ کر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ انہوں نے چند ایام ان کو قید میں رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ تو مدعی لوگ نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: تم نے ان کو مار پٹائی اور آزمائش کرنے کے بغیر ہی چھوڑ دیا ہے۔ سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جو تم چاہتے ہو وہ کرتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو تو میں ان کو مارتا ہوں۔

(٥٤٣١) نسائی: ٤٩٨٠ـ ضعیف، البانی: ٣٧١ـ ابوداؤد: ٤٤١٢ـ ابن ماجه: ٢٥٨٩.

(٥٤٣٢) ابن ماجه: ٢٥٩٠ـ ضعیف، البانی: ٥٦٤.

(٥٤٣٣) ابوداؤد: ٤٣٨٢ـ حسن، البانی: ٣٦٨٣ـ نسائی: ٤٨٧٤.

خَـرَجَ مَتَـاعُـكُـمْ فَذَاكَ وَإِلاَّ اَخَذْتُ مِنْ ظُهُـوْرِكُـمْ مِثْـلَ مَـا أَخَذْتُ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ فَـقَـالُـوْ هٰـذَا حُكْمُكَ فَقَالَ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ وَحُكْمُ رَسُوْلِهِ ﷺ (رواه أبوداود ٤٣٨٢)

اگر تمہارا مال برآمد ہوگیا تو بہتر۔ ورنہ تمہاری پشت سے ان کی سزا کے برابر مواخذہ کروں گا۔ انہوں نے کہا: یہ آپ کا فیصلہ ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......ثابت ہوا چور کو قید کر سکتے ہیں اسے مار نہیں سکتے اگر کوئی مشکوک ہو ثابت نہ ہوا ہو کہ یہ چور ہے، جب ثابت ہو جائے یا دلائل مل جائیں تو اس کے بعد تو سختی کی جا سکتی ہے، اس سے پہلے نہیں، پہلے صرف روک کر تحقیق کی جا سکتی ہے۔ (عون المعبود:۴/ ۲۳۵)

٥٤٣٤ــ عَـنْ اَبِـي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـا اَبَـاذَرٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَـعْـدَيْكَ فَـقَـالَ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَـابَ الـنَّـاسَ مَوْتٌ يَكُوْنُ الْبَيْتُ فِيْهِ بِالْوَصِيْفِ يَـعْـنِـى الْـقَبْـرَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ أَوْ مَـاخَارَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ أَوْ قَـالَ تَـصْبِرُ قَالَ أَبُوْدَاوُدَ قَالَ حَمَادُ بْنُ أَبِي سُـلَيْـمَـانَ يُـقْـطَعُ النَّبَّاشُ لِاَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ. (رواه أبوداود، ٤٤٠٩)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا۔ میں نے لبیک کہا: فرمایا: تیرا کیا حال ہوگا؟ جب لوگوں کی بکثرت اموات ہوں گی اور ایک گھر یعنی قبر ایک غلام کی قیمت پر تیار ہوگی۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے یا جو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند فرمائیں میں وہی کروں گا۔ فرمایا: صبر سے کام لینا۔ حماد نے کہا: کفن چور کے ہاتھ قطع کرنے کا مسئلہ اس حدیث سے اخراج کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ وہ میت کے گھر میں داخل ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......اگرچہ ایک قول یہ ہے کہ کفن چور کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں لیکن یہ مؤقف درست نہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اسے میت کا گھر قرار دیا ہے۔ اگر کوئی کفن چراتا ہے، اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ (عون المعبود:۴/ ۲۴۷) اس میں فتنوں میں صبر سے کام لینے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنے کی ترغیب ہے۔

٥٤٣٥ــ عَـنْ عَبْـدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ يُغَرَّمُ صَاحِبُ سَرِقَةٍ إِذَا أُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ. (رواه النسائى ٤٩٨٤)

''عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب چور پر حد جاری کی جائے تو اس سے مسروقہ مال کا تاوان نہ لیا جائے گا۔'' (نسائی)

(٥٤٣٤) ابوداؤد: ٤٤٠٩۔ صحیح، البانی: ٣٧٠٩۔ احمد: ٢٠٨١٨.

(٥٤٣٥) نسائی: ٤٩٨٤۔ ضعیف، البانی: ٣٧٤.

شرح: ...... یہ حدیث تو ضعیف ہے، دلیل نہیں بن سکتی تاہم اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ چور پر دو حق عائد ہوتے ہیں: (۱) خاص حق ہے کہ مسروقہ چیز بعینہ مل جائے، اگر تلف کر دے تو چور اس کی مثل دے یا قیمت دے۔ (۲) حق عام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جب اس پر چوری ثابت ہو جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اگر چور سے مال مسروقہ بعینہ پایا گیا ہے تو بالاتفاق وہ مال اس کے مالک کو واپس کیا جائے گا، ہاتھ کاٹنا اس میں رکاوٹ نہ ڈالے گا اگر وہ چور کے ہاں تلف ہو چکا ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ چور پر چٹی نہ ڈالی جائے گی ان کی دلیل یہی زیر شرح حدیث ہے مگر ضعیف ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ قیاس کرتے ہیں اگر چور مالدار ہو تو لوٹائے گا اگر تنگدست ہو تو نہیں لوٹائے گا، اس کا ہاتھ کاٹنا ہی کافی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کا موقف ہے چور تنگدست ہو یا مالدار ہو، دونوں حق جاری ہوں گے، مال بھی لوٹائے گا اور ہاتھ بھی کاٹا جائے گا۔ ان کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

''اپنے مال آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔''

یہ چوری باطل طریقہ ہے، اس لیے اسے مالک کو واپس کرنا ہے، ہاں یہ درست ہے زیادہ نہ لیا جائے یہ بھی ناجائز ہے تاہم اس پر چوری کی حد مقرر کر دی جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۲۶)

٥٤٣٦۔ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرِ بْنِ سَمَّاكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى أَنَّهٗ إِذَا وَجَدَهَا فِي يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهٗ وَقَضٰى بِذٰلِكَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ. (رواه النسائی ٤٦٧٨)

''سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ جب مسروقہ مال اس آدمی کے پاس سے ملے جو متہم نہیں ہے تو مالک یا تو وہ قیمت دے کر خریدے جتنے کی اس نے خریدی ہے، یا چاہے تو چور سے وصول کرے۔ اور اسی کے مطابق فیصلہ دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے۔'' (یہ دو روایات نسائی کی ہیں۔)

شرح: ......اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ چور نے جو چیز چرائی تھی وہ کسی درست کردار آدمی کے پاس پائی گئی ہے، اس نے خریدی ہے، چوری میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ اب اس چیز کے مالک کے لیے کیا طریقہ ہے جس کی چیز چرائی گئی ہے؟ ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ مالک اس چیز کا زیادہ حقدار ہے، آگے بیچنے والا جانے اور خریدنے والا جانے۔ زیادہ تر علمائے کرام کی یہی رائے ہے۔ (نسائی: ۴۶۸۵، کتاب البیوع، باب الرجل بیع)

اور زیر شرح روایت سے حاصل ہوتا ہے کہ اگر مسروقہ یا غصب شدہ سامان کا مالک کسی سنجیدہ آدمی کے پاس اپنا مال پاتا ہے چور کے ہاتھ میں نہیں اگر چور کے ہاتھ میں پاتا ہے، پھر تو مالک ہی کا ہے۔ تو یہ مالک اختیار رکھتا ہے اگر چاہے تو اس خریدار نے جتنے میں خریدا ہے اتنے میں اسے خریدے یا پھر چور کے پیچھے پڑ جائے کہ میرا مال واپس کرو۔

(٥٤٣٦) نسائی: ٤٦٧٩۔ صحیح الاسناد: ٤٣٦٤۔ لیکن صحیح نام اسید بن ظہیر ہے۔

اگرچہ یہ موقف خلفائے راشدین کا بھی بیان ہوا ہے زیادہ مضبوط ایسی حدیث والا موقف ہے کہ آدمی جس کی چوری ہوئی ہے وہ اپنے سامان کو اس آدمی سے خرید لے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۲۲۶)

یا پھر اگر مالک سامان چاہے تو اپنا مال قبضہ میں لے لے چور سے وہ خریدنے والا رقم وصول کر لے۔ دونوں احادیث میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ خلفاء کی تقویت کی وجہ سے خریدنے والے موقف کو راجح کہہ سکتے ہیں، جائز دونوں طرح ہے۔ (گوندلوی)

۵۴۳۷ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ سَأَلْتُ فَضَالَـةَ بْنَ عُبَيْدٍ عَنْ تَعْلِيْقِ الْيَدِ فِي عُنُقِ السَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ قَالَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَعُلِّقَتْ فِيْ عُنُقِهٖ . (رواه الترمذی ۱۴۴۷)

''عبدالرحمٰن بن محیریز کا بیان ہے کہ میں نے فضالہ بن عبید سے سوال کیا کہ چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکانا مسنون ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: نبی ﷺ کے پاس چور لایا گیا۔ اور آپ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں معلق کیا گیا۔'' (ترمذی)

شـــرح: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دیا تھا۔

اس میں چور اور دوسروں کے لیے عبرت ہو جاتی ہے کہ اگر اس ہاتھ نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے تو کتنی اہانت اٹھائی ہے، حالانکہ یہ اس جرم کے ارتکاب سے پہلے بہت قیمتی تھا۔ آج اس کمینی حرکت کی بدولت، میرے وجود سے الگ کر دیا گیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۴۸)

۵۴۳۸ــ عَنْ بُسْرِ بْنِ أَبِيْ اَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَ تُقْطَعُ الْأَيْدِى فِى السَّفَرِ . (رواه النسائی ۴۹۷۹)

''بُسر بن اَبی ارطاۃ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: سفر میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔'' (نسائی)

شـــرح: ......اصل یہی ہے کہ اللہ کی حدود کو نافذ کیا جائے خواہ وہ سفر میں ہو یا غیر سفر میں ہو، جہاد کا سفر ہو یا غیر جہاد کا سفر ہو، قریبی ہو یا بڑا ہو یا دور والا ہو سب پر حد لگائی جائے۔ دونوں میں مطابقت یہ ہے کہ اگر دشمنوں پر برا اثر پڑے یا کوئی ایسی حکمت ہو تو پھر سزا کو مؤخر کیا جا سکتا ہے۔ ختم نہیں کیا جا سکتا، سفری جگہ بدل لی جائے، وہاں حد لگا دی جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۴۶)

۵۴۳۹ــ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا

''امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ دو انسانوں نے ایک آدمی

(۵۴۳۷) ترمذی: ۱۴۴۷ـ ضعیف، البانی: ۲۴۰ـ نسائی: ۵۹۸۴ـ ابن ماجہ: ۲۵۷۰ـ احمد: ۱۳۴۶۸ـ دارمی: ۲۳۱۱.
(۵۴۳۸) نسائی: ۴۹۷۹ـ صحیح، البانی: ۴۶۱۰ـ ترمذی: ۱۴۵۰ـ ابوداود: ۴۴۰۸ـ احمد: ۱۷۱۷۴ـ دارمی: ۲۴۹۲.
(۵۴۳۹) بخاری تعلیقًا.

عَلٰـی رَجُلٍ أَنَّهٗ سَرَقَ فَقَطَعَهٗ عَلِیٌّ ثُمَّ جَاءٰ بِـآخَـرَ وَقَـالَا أَخْـطَـأْنَـا فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأُخِـذَا بِـدِيَةِ الأَوَّلِ وَقَالَ لَوْعَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا . (للبخاری تعليقا .)

پر چوری کی گواہی دی۔ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر وہ ایک دوسرا آدمی پکڑ کر لائے کہ شہادت میں ہم سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل چور یہ شخص ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کی شہادت باطل کر دی، اور ان دونوں سے پہلے کو دیت لے کر دے دی۔ اور کہا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تم نے عمداً پہلے پر جھوٹی گواہی دی ہے تو میں تمہارے ہاتھ کاٹ دیتا۔)'' (بخاری تعلیقاً)

انتباہ: ......ثابت ہوا کہ اگر دو گواہ کسی پر چوری کا الزام لگائیں تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر پتہ چل جائے کہ انہوں نے قصداً غلط بیانی کی ہے تو گواہوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں جو قصاص بن جائے گا۔ اگر قصداً ایسا نہ کیا ہو تو ان سے ہاتھ کی دیت لی جائے اور آئندہ ان کی شہادت بے کار قرار دے دی جائے۔ (گوندلوی)

حد شرب الخمر
شراب پینے کی حد کا بیان

٥٤٤٠ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَـرَبَ فِي الْخَمْرِبِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْبَكْرٍأَرْبَعِيْنَ . (رواه البخاري، ٦٧٧٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب پینے پر کھجور کی شاخ اور جوتوں سے شرابی کو مارا جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔'' (بخاری)

٥٤٤١ـ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِـيَ بِـرَجُـلٍ قَـدْ شَـرِبَ الْـخَـمْرَ فَجَلَدَهٗ بِـجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَأَرْبَعِيْنَ قَالَ وَفَعَلَهٗ أَبُوْبَكْرٍ فَـلَـمَّـا كَـانَ عُـمَـرُ اسْتَشَـارَ الـنَّاسَ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ أَخَفَّ الْحُدُوْدِ ثَمَانِيْنَ فَأَمَرَ بِهٖ عُمَرُ . (رواه مسلم، ١٧٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ایسا مرد لایا گیا کہ جس نے شراب پی تھی۔ پس کھجور کی دو شاخوں سے چالیس درے لگائے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: تمام حدود میں سے چھوٹی حد اسی (٨٠) درے ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسی درے مارنے کا حکم نافذ کر دیا۔'' (مسلم)

٥٤٤٢ـ عَنْ ثَوْرِبْنِ زَيْدِ الدَّيْلِيِّ أَنَّ عُمَرَبْنَ

''ثور بن زید سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد

(٥٤٤٠) بخاری: ٦٧٧٣ـ مسلم: ١٧٠٦ـ ترمذی: ١٤٤٣ـ ابوداؤد: ٤٤٧٩ـ ابن ماجه: ٢٥٧٠ـ احمد: ١٣٤٦٨ـ دارمی: ٢٣١١.

(٥٤٤١) مسلم: ١٧٠٦.

(٥٤٤٢) مؤطا: ١٥٨٨.

الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذٰى وَإِذَا هَذٰى افْتَرَى أَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ. (رواه مالك، ١٥٨٨)

کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے ہے کہ اسی درے متعین کر دو۔ شرابی جب پیتا ہے تو نشے میں آ تا ہے۔ نشے میں آ تا ہے تو بے ہودہ باتیں کرتا ہے۔ بے ہودہ باتیں کرتا ہے تو بہتان تراشتا ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسی درے مارنے شروع کر دیے۔'' (مالک)

٥٤٤٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الأَزْهَرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَضَرَبُوْهُ بِنِعَالِهِمْ وَمَا كَانَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى قَالَ لَهُمُ ارْفَعُوْا فَرَفَعُوْا فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أَرْبَعِيْنَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِيْنَ فِي آخِرِ خِلاَفَتِهِ ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِيْنَ وَأَرْبَعِيْنَ ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِيْنَ. (رواه أبوداود٤٤٨٨)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا جب کہ آپ ﷺ مقام حنین میں تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے منہ میں مٹی ڈالی اور اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے جوتوں اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا اس سے مارنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ انھیں رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انھوں نے شراب کی حد چالیس درے لگائی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں چالیس ہی درے حد لگائی، پھر آخری دور میں اسی درے سزا دی۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں حدود استعمال کیں۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی درے مارے اور اس پر عمل درآمد محکم کر دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......شراب کی حد سب سے ہلکی ہے۔ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک چالیس کوڑے اور ٹہنیاں مارا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے، قرآن پاک اور احادیث سے اخذ کر کے اسی کوڑے سزا مقرر کی۔ اس وقت سے آج تک اسی پر اتفاق ہے۔ اب شرابی کی حد اسی کوڑے ہے۔ اور اس کو حصوں میں تقسیم نہ کیا جائے گا ایک ہی دفعہ لگائے جائیں گے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/٦٣٣)

٥٤٤٤۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فِي

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی اس کو درے مارو۔ اگر چوتھی بار اعادہ

(٥٤٤٣) ابوداؤد: ٤٤٨٨۔ صحیح، البانی: ٣٧٦٧۔ احمد: ١٨٦٠٣.

(٥٤٤٤) ترمذی: ١٤٤٤۔ صحیح، البانی: ١١٦٩۔ ابوداؤد: ٤٤٨٢۔ ابن ماجہ: ٢٥٧٣۔ احمد: ١٦٤١٧.

الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ. (رواه الترمذی، ١٤٤٤)

کرے تو اس کو قتل کر دو۔'' (ترمذی)

٥٤٤٥ـ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَفِي الثَّالِثَةِ أَوِالرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجُلِدَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهٗ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهٗ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهٗ وَرَفَعَ الْقَتْلَ وَكَانَتْ رُخْصَةٌ. (رواه أبوداود، ٤٤٨٥)

''قبیصہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی تو اس کو درے مارو۔ وہ اعادہ کرے تو پھر مارو۔ پھر اعادہ کرے تو پھر تیسری بار قتل کر دو یا چوتھی بار۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس شرابی لایا گیا تو اس کو درے مروائے۔ اور چوتھی مرتبہ وہ لایا گیا تو درے ہی لگائے۔ اور قتل کا حکم اٹھا دیا جبکہ پہلے اجازت تھی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ایک حدیث حکم دے رہی ہے کہ شرابی کو چوتھی مرتبہ حد کی بجائے قتل کر دو۔ دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے شرابی کو چوتھی مرتبہ شراب پینے کے جرم کے باوجود قتل نہیں کیا تھا۔

ان کی مطابقت کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ جس میں چوتھی مرتبہ شرابی کو چھوڑنے کا آتا ہے کہ صرف حد لگائی تھی، قتل نہیں کیا تھا، یہ ضعیف ہے، کوئی ٹکراؤ نہیں۔ کیونکہ اسے قتل کرنے کا حکم ہے۔ اس بارے میں علامہ صدیق الحسن خاں صاحب رحمہ اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ شرابی سے قتل کی سزا نبی ﷺ کے فعل سے منسوخ ہو چکی ہے۔ (الروضۃ الندیہ: ۶۱۴/۲) یہ قتل کی سزا بطور وعید ہے۔

علامہ شمس الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں واضح دلیل ہے کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے والے کی سزا قتل منسوخ ہے بشرطیکہ یہ ابوداؤد والی حدیث ثابت ہو۔ (عون المعبود: ۲۸۲/۴)

راقم کہتا ہے یہ اگر نہ بھی ثابت ہو۔ (بخاری: ۶۷۸۰، کتاب الحدود، باب ما یکرہ من لعن اشارب الخمر) میں حمار نامی آدمی والی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ شرابی کو بار بار لایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے قتل نہ کیا تھا۔ کوڑے ہی مارے تھے۔

جمہور علماء اس کے منسوخ ہونے کے ہی قائل ہیں۔ (حاشیہ ترمذی للسیوطی)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ یہ قتل والا حکم منسوخ نہیں۔ (فتح الباری: ۶/ ۳۲۵)

شیخ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ (تعلیق المسند: ۵۲/۹) میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے تہذیب السنن: ۶/ ۲۳۷ میں، ابن حزم رحمہ اللہ نے محلّٰی: ۱۱/ ۳۶۵ میں اور شوکانی رحمہ اللہ نے نیل: ۱۴۴/۷ میں منسوخ نہ ہونے کو ہی راجح قرار دیا ہے۔

راقم کے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ منسوخ نہ بھی ہو اس حکم پر نبی اکرم ﷺ نے عمل نہیں کیا کہ چار مرتبہ کے بعد شرابی کو قتل کیا ہو۔

(٥٤٤٥) ابوداؤد: ٤٤٨٥ـ ضعيف مرسل، البانی: ٩٦٨.

ابن قیم رحمہ اللہ والی بات زیادہ مناسب ہے، اور دونوں احادیث میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ شرابی جو چوتھی مرتبہ شراب کے جرم میں گرفتار ہو تو اگر باز نہ آئے اور زیادہ ہی شراب نوشی والے فساد کا باعث ہو جائیں حد سے باز نہ آئیں تو حاکم وقت انہیں قتل کی سزا بھی دے سکتا ہے یہ حد نہیں حد اسی کوڑے ہی ہے۔ یہ تعزیر ہے یہی مؤقف امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے۔ (تہذیب السنن: ٦/ ٢٣٨، فتاویٰ ابن تیمیہ: ٣/ ٢٥٥)

٥٤٤٦ـ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلاَنٍ رِيْحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرِبَ الطِّلاَءَ وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا .
(رواه مالك، ١٥٨٧)

''سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا: میں نے فلاں سے شراب کی بدبو محسوس کی ہے (مراد ان کا اپنا بیٹا عبداللہ تھا)۔ اور اس نے گمان کیا ہے کہ اس نے طلاء پیا ہے۔ (انگور کے شیرے کو اتنا پکانا کہ وہ گاڑھا ہو جائے اسے طلاء کہتے ہیں) اور میں اس کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ اگر وہ نشہ آور ثابت ہوا تو اس بیٹے کو حد لگاؤں گا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے پوری حد لگائی۔'' (مالک)

شرح: ......ثابت ہوا حد سے پہلے تحقیق کر لیں۔ اگر ثابت ہو جائے کہ نشہ آور چیز ہے اگرچہ وہ چیز ہے جسے بطور نشہ نہیں پیا جاتا اور جب پی لی تو نشہ بھی نہیں ہوا جیسا کہ شیرا وغیرہ ہے تو پھر تو درست ہے اگر اس میں نشہ پیدا ہو چکا ہے پھر کوئی اسے پیتا ہے تو اسے پورے اسی کوڑے حد لگائی جائے گی خواہ پینے سے اسے نشہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ (شرح زرقانی: ٣/ ١٦٦)

٥٤٤٧ـ عَنْ عُتْبَةَبْنِ فَرْقَدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيْذُ الَّذِيْ يَشْرِبُهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَدْ خُلِّلَ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى صِحَّةِ هٰذَا حَدِيْثُ السَّائِبِ
(رواه النسائی، ٥٧٠٧)

''نسائی نے عتبہ بن فرقد سے نقل کیا ہے کہ وہ نبیذ جس کو عمر رضی اللہ عنہ پیتے تھے وہ سرکہ بن گیا تھا۔ اس بات کی صحت پر سائب کی مذکورہ حدیث دلالت کرتی ہے۔'' (نسائی)

شرح: ......اصل میں نبیذ جائز ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیتے تھے مگر جب اس میں نشہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا تو پھر اسے انڈیل دیتے تھے۔ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ احناف کا مسلک ہے کہ شراب کی حیثیت بدل جائے تو پھر جائز ہے ایسا ہرگز نہیں، نبیذ کے سرکہ بن جانے سے اس میں نشہ پیدا نہیں ہوتا، اس لیے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہیں پیا تھا۔ (التعلیقات: ٢/ ٣٣٢)

(٥٤٤٦) مؤطا: ١٥٨٧.

(٥٤٤٧) نسائی: ٥٧٠٧۔ صحیح الاسناد، البانی: ٥٢٦٥.

٥٤٤٨ـ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبُوْ سَاسَانَ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيْدِ قَدْ صَلَّى الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ أَزِيْدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ أَحْدُهُمَا حُمْرَانُ أَنَّهُ شَرِبَ الْخَمْرَ وَشَهِدَ آخَرُ أَنَّهُ رَآهُ يَتَقَيَّأُ فَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّهُ لَمْ يَتَقَيَّأْ حَتّٰى شَرِبَهَا فَقَالَ يَا عَلِيُّ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ عَلِيٌّ قُمْ يَا حَسَنُ فَاجْلِدْهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰى قَارَّهَا فَكَأَنَّهُ وَجَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قُمْ فَاجْلِدْهُ فَجَلَدَهُ وَعَلِيٌّ يَعُدُّ حَتّٰى بَلَغَ أَرْبَعِيْنَ فَقَالَ أَمْسِكْ ثُمَّ قَالَ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِيْنَ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَعُمَرُ ثَمَانِيْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ.

(رواہ مسلم، ١٧٠٧)

''حصین بن منذر نے بیان کیا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ولید لایا گیا تو میں وہاں موجود تھا۔ اس نے فجر کی نماز دو رکعات پڑھا کر کہا میں تمہیں زیادہ نہ پڑھا دوں؟ تو دو آدمیوں نے اس پر شراب پینے کی گواہی دی۔ ایک ان میں سے حمران تھا اس نے گواہی دی کہ ولید نے شراب پی ہے۔ اور دوسرے نے گواہی دی کہ میں نے اسے قے کرتے دیکھا ہے۔ پس سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: قے تب ہی کی ہے، جب اس نے شراب پی ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! اٹھ کر حد لگا دو۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حسن رضی اللہ عنہ! تم حد لگاؤ۔ تو حسن رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا! خلافت کے گرم کام بھی وہ کرے جو اس کی ٹھنڈک سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ تو گویا علی رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ پر غصہ کیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ! تم اٹھ کر حد لگاؤ۔ تو انھوں نے درے مارے۔ علی رضی اللہ عنہ شمار کرتے گئے جب چالیس مار چکا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھہر جا۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس درے مارے ہیں۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی درے مارے ہیں جبکہ ہر ایک عمل سنت ہے۔ اور یہ مجھے زیادہ پسند ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......اس حدیث سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ جو شراب کی قے کرے یہ شراب پینے کی واضح علامت ہے، اس میں حد لگائی جائے گی۔

اور جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا تھا وہی حد لگائے جو اس کی ٹھنڈک اور گرامی کا ذمہ دار ہے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ خلیفہ ہیں وہ خود ہی یہ سزا دیں۔ جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی عزت و تکریم کے پیش نظر انہیں حد لگانے کا کہا تھا۔ پھر انہوں نے اپنی نگرانی میں یہ سزا مکمل کروائی، چالیس کوڑوں کے بعد جلاد کو روک دیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر عمل ہے۔ یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔ اگرچہ اسی کوڑوں والی سزا بھی درست ہے۔ خلاف سنت نہیں اس پر بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لے کر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک عمل ہو رہا ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع

(٥٤٤٨) مسلم: ١٧٠٧ـ ابوداؤد: ٤٤٨١ـ ابن ماجه: ٢٥٧١ـ احمد: ١٢٣٤ـ دارمی: ٢٣١٢.

سے ثابت ہے بلکہ آج کے دور میں اس کی زیادہ ترجیح ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۷۹)

٥٤٤٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَقِتْ فِي الْخَمْرِ حَدًّا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيْلُ فِي الْفَجّ فَانْطُلِقَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا حَاذَى بِدَارِالْعَبَّاسِ انْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَحِكَ وَقَالَ أَفَعَلَهَا وَلَمْ يَأْمُرْ فِيْهِ بِشَيءٍ (رواه ابوداود، ٤٤٧٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب کی حد میں درے مارنے کی تعداد مقرر نہیں کی تھی۔ نیز بیان کیا کہ ایک آدمی نے شراب پی اور نشے میں آکر راستے پر جھومتا پھرتا تھا۔ اس کو پکڑ کر نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ جب وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس آیا تو ہاتھوں سے نکل گیا۔ اور گھر میں جا کر عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ چمٹ گیا۔ تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: تو آپ ﷺ ہنس دیے اور فرمایا: کیا اس نے ایسا کیا ہے؟ اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا۔'' (ابوداود)

شرح: ......اس حدیث کی سند پر تنقید ہے بصورت صحت سند یہ مطلب نہیں کہ شراب میں معین حد نہیں۔ یعنی کسی کو چالیس کوڑے، کسی کو اسی کوڑے لگا دیتے یا کسی دوسری چیز سے مارتے، سزا شرابی کو دیتے تھے، مشورہ صحابہ سے، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بعد میں اسی کوڑے سزا متعین کی۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۷۷)

٥٤٥٠ــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ مَا كُنْتُ لأُقِيْمَ حَدًّا عَلَى أَحَدٍ فَيَمُوْتَ فَأَجِدُ فِي نَفْسِي إِلاَّ صَاحِبَ الْخَمْرِ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهُ. (رواه البخاری، ٦٧٧٨)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کسی مجرم پر میں حد لگاؤں۔ وہ مر جائے تو میں اپنے دل میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ البتہ اگر شرابی پر حد جاری کرنے سے وہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے کوئی سزا متعین نہیں قرار دی ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرابی پر حد لگانے اور موت واقع ہونے کی صورت میں دیت دینے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے جاری نہیں کیا، سنت نہیں بنایا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوڑے وغیرہ مارنے سنت نہیں بلکہ یہ ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جوتے اور ٹہنیوں کے ساتھ شرابی کو مارا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے لگائے تھے اور دونوں طریقوں کو سنت کہا ہے جو ابھی اوپر بیان ہوا ہے۔

مطلب یہ تھا جس طرح تہمت وغیرہ کی باقاعدہ حد ہے اس طرح شرابی کی نہیں ہے۔ وگرنہ سزا دینا تو آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(٥٤٤٩) ابوداؤد: ٤٤٧٦۔ ضعیف، البانی: ٩٦٦۔ احمد: ٢٩٥٧.

(٥٤٥٠) بخاری: ٦٧٧٨۔ مسلم: ١٧٠٧۔ ابوداؤد: ٤٤٨٦۔ ابن ماجہ: ٢٥٦٩۔ احمد: ١٠٨٧.

اور دیت دینے کا اس لیے کہا تھا کہ شرابی اگر اس حد میں مر جائے تو یہ قتل خطا میں آتا ہے اور قتل خطا کی دیت لازمی ہے، جبکہ زنا وغیرہ کی حد میں جو کوڑے ہیں ان کی تکلیف سے کوئی مرتا ہے تو اس پر دیت نہیں۔

شرابی کی سزا چونکہ تعزیر ہے لہٰذا شرابی پر تعزیر لگاتے اگر یہ امام سے غلطی ہوئی اور وہ مر جائے تو حکمران بیت المال سے دیت دے گا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۴۵)

٥٤٥١ـ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّفِي الْخَمْرِ وَأَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَقَدْ جَلَدُوْا عَبِيْدَهُمْ نِصْفَ حَدِّالْحُرِّفِي الْخَمْرِ. (رواه مالك، ١٥٨٩)

''ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے غلام پر شراب کی حد کا سوال کیا گیا تو اس نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس پر آزاد شرابی کی حد کا نصف ہے۔ عمر وعثمان اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اپنے غلاموں پر شراب پینے کی صورت میں آزاد شرابی کی حد کا نصف نافذ کرتے تھے۔'' (مالک)

شرح: ...... چونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ﴾ (النسآء: ٢٥) ''پس ان پر آزاد کی بہ نسبت آدھی سزا ہے۔''

اس لیے غلام کی حد شراب نوشی کی صورت میں چالیس کوڑے ہے کیونکہ آزاد کی اسی کوڑے ہے۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی چالیس کوڑے ہی غلاموں کو لگائے تھے۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۱۶۷)

٥٤٥٢ـ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ غَرَّبَ عُمَرُ رضي الله عنه رَبِيْعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ فِي الْخَمْرِ إِلَى خَيْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه لاَ أُغَرِّبُ بَعْدَهُ مُسْلِمًا. (رواه النسائى ٥٦٧٦)

''سعید ابن مسیّب نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ کو شراب کی سزا میں خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا تو وہ بھاگ کر ہرقل سے جا ملا اور عیسائیت اختیار کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد کسی مسلمان کو جلا وطن نہیں کروں گا۔'' (نسائی)

شرح: ...... دراصل شرابی کو جلا وطن کرنا، اس کی سزا کا حصہ نہیں یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی وقتی مصلحت کے تحت کیا تھا۔ جب یہ عیسائیوں سے مل گیا تو کہا: آئندہ ایسا نہ کروں گا شرابی ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس جرم کی سزا جلا وطنی ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق بھی یہ کہا تھا قطعاً ایسا نہیں زنا میں تو جلا وطنی، سزا کا حصہ ہے وہاں اسے نافذ کرنا ہوگا۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۳۳۰)

٥٤٥٣ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَجُلًا

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں

(٥٤٥١) مؤطا: ١٥٨٩. (٥٤٥٢) نسائى: ٥٦٧٦ـ ضعيف الاسناد: ٤٣٦.

(٥٤٥٣) بخارى: ٦٧٨٠.

عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَاللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَبِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا أَكْثَرَمَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلاَّ أَنَّهُ يَحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ (رواه البخاري، ٦٧٨٠)

ایک عبداللہ نام کا آدمی تھا جس کا لقب حمار تھا۔ کبھی وہ آنحضرت ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو شراب کی حد بھی ماری تھی۔ پھر وہ پکڑ کر لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو پھر حد مارنے کا حکم دیا۔ اور اس کو درے مارے گئے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا: یا اللہ! اس پر لعنت کر کتنی بار اس کو لایا گیا ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: اس کو لعنت نہ کرو۔ اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں صرف یہ جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔'' (بخاری)

٥٤٥٤ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لأَصْحَابِهِ بَكِّتُوْهُ فَأَقْبَلُوْا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَاأَتَقَيْتَ اللّٰهَ مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ مَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لاَ تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. (رواه أبوداود، ٤٤٧٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے حد مارنے کا حکم دیا تو ہم میں سے کوئی ہاتھ سے مارتا، کوئی جوتے سے، اور کوئی کپڑے سے۔ پھر فرمایا: کہ اس کو ملامت کرو۔ پس ہم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہتے: اللہ سے تجھے ڈر نہ آیا، تجھے خوف خدا نہیں ہے، کیا تو رسول اللہ ﷺ سے شرم نہیں کرتا؟ پھر جب وہ جانے لگا تو لوگوں میں سے کسی نے کہا: تجھے اللہ رسوا کرے! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو مگر یہ کہو یا اللہ! اس پر رحم کر، اس کو معاف فرما۔'' (بخاری)

٥٤٥٥ــ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، رَفَعَهُ: مَنْ جَلَدَ حَدًّا فِي غَيْرِ حَدٍّ فَهُوَ مِنَ الْمُعْتَدِيْنَ. (رواه الطبراني في الكبير بخفي)

''سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی انسان پر غیر حد والے گناہ میں حد لگائی تو وہ حد سے بڑھنے والوں میں شمار ہوگا۔''

(٥٤٥٤) ابوداؤد: ٤٤٧٧۔ صحیح، البانی: ٣٧٥٨۔ بخاری: ٦٧٨١۔ احمد: ٧٩٢٦.

(٥٤٥٥) طبرانی کبیر، وفیه محمد بن الحسین الفضاض، والولید بن عثمان خال مسعر لم اعرفهما و بقیة رجاله ثقات، هیثمی: ١٠٦٩٢.

شرح: ......اس کے لیے بد دعا سے اس لیے روکا تھا کہ شیطان اس طرح شراب نوشی سے انسان کو نافرمانی میں ڈالنا چاہتا ہے، تاکہ اس کی رسوائی ہو اس طرح تم جب کہو گے اللہ تجھے رسوا کرے تو گویا تم شیطان سے تعاون کر رہے ہو۔ یا اس طرح یہ ضد میں آ سکتا ہے اور مزید گمراہی میں جا سکتا ہے۔ بلکہ اس کے لیے دعا کرو اور سزا نافذ کرو۔

ویسے آپ ﷺ نے شرابی پر لعنت کی ہے۔ یہاں ثابت ہوا متعین کر کے کسی پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ اور حد جتنی ہو اسی پر عمل کیا جائے زیادتی نہ کی جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۲۷۷)

❀❀❀❀❀

كتاب الأطعمة
کھانوں کا بیان

آلات الطعام وآداب الأكل من تسمية وغسل باليمين والاكل مما يلي واللعق وغير ذلك
کھانے کے برتن، آداب۔ بسم اللہ کہنا، دائیں ہاتھ سے کھانا ہاتھ دھونا، سامنے سے کھانا، انگلیاں چاٹنے وغیرہ کا بیان

٥٤٥٦ــــعَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى خِوَانٍ حَتّٰى مَاتَ وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ. (رواه البخاري، ٦٤٥٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ اور آپ ﷺ نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تا دم وفات نہیں کھائی۔'' (بخاری)

٥٤٥٧ــــعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلٰى سُكْرُجَةٍ قَطُّ وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلاَ أَكَلَ عَلٰى خِوَانٍ قَطُّ قِيلَ لِقَتَادَةَ فَعَلَامَ كَانُوْا يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ. (رواه البخاري، ٥٣٨٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے چھوٹی پیالی میں کبھی کھانا کھایا ہو۔ اور نہ ہی یہ علم ہے کہ آپ کے لیے کبھی میدے کی روٹی پکائی گئی ہو۔ اور نہ ہی یہ جانتا ہوں کہ آپ نے کبھی بڑے دسترخوان پر روٹی کھائی ہو۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو پھر کس چیز پر کھاتے ہوں گے؟ اس نے کہا: چھوٹے دسترخوان پر۔''

٥٤٥٨ــــعَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَقُلْتُ هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ فَقُلْتُ هَلْ كَانَتْ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنَاخِلُ قَالَ مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخَلاً قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ

''ابوحازم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آیا رسول ﷺ نے میدے کی چپاتی کھائی ہے، تو انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے مبعوث ہونے سے لے کر وفات تک میدہ دیکھا ہی نہیں۔'' میں نے کہا: کیا تمہارے ہاں آپ ﷺ کے عہد میں چھلنی پائی جاتی تھی۔ اس نے کہا: جب سے ان کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا تھا تا دم موت آپ ﷺ نے نہیں دیکھی۔ میں نے کہا: تم جو کیسے کھاتے تھے جب جو چھنے ہوئے نہ ہوتے۔ اس

(٥٤٥٦) بخاری: ٦٤٥٠۔ ترمذی: ٢٣٦٣۔ ابن ماجہ: ٣٣٣٩۔ احمد: ١٣١٩٨.
(٥٤٥٧) بخاری: ٥٣٨٦۔ ترمذی: ٢٣٦٣۔ ابن ماجہ: ٣٣٣٩۔ احمد: ١٣١٩٨.
(٥٤٥٨) بخاری: ٥٤١٣۔ ترمذی: ٢٣٦٤۔ ابن ماجہ: ٣٣٣٥۔ احمد: ٢٢٣٠٧.

مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَاطَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ. (رواه البخاری ۵٤۱۳)

نے کہا: پیستے اور پھونک مارتے، اور پس جو اڑتا سو اڑتا اور جو باقی رہتا ہم گوندھتے اور کھاتے تھے۔'' (بخاری)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ چونکہ دنیاوی لذات پر اخروی لذتوں کو ترجیح دیتے تھے اس لیے باقاعدہ دستر خوان لگا کر باریک چپاتی کھانے کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ جنت کی دائمی نعمتوں سے مستفید ہونے کی فکر میں رہتے تھے۔ دنیا کے مال ومتاع سے بس اتنا ہی فائدہ اٹھایا ہے جتنا آخرت کی کامیابی میں کام آئے۔

بعض حضرات نبی اکرم ﷺ کے اس سادہ انداز سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ فقر کو غنا پر برتری ہے، یہ بات مضبوط نہیں۔ بس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قناعت پسند تھے اور گزران پوری پوری رکھتے تھے۔ دنیا کے سامان میں زیادہ وسعت پسند نہ کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۲۸۰)

۲۔ یہاں جو دستر خوان پر کھانا نہ کھانے کا آیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ باقاعدہ تکلف سے دستر خوان لگایا جائے اور اس پر کئی انواع واقسام کے کھانے سجے ہوں، آپ ﷺ ایسا اہتمام نہ کرتے تھے بلکہ معمولی سفرہ (بچھونا ہوتا اس پر جو بے چھنے آٹا کی روٹی ہوتی وہ اس پر رکھ کر کھا لیتے، چھنے آٹے سے پراٹھے اور پر تکلف کھانا نہ ہوتا تھا۔ تاہم بعض اوقات باقاعدہ بھنا ہوا گوشت بھی آپ ﷺ تناول فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے علم کی بات کرتے ہیں۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۳۱)

۳۔ ان سے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کھانے کی سادگی کا علم ہوتا ہے کہ چھلنیاں بھی نہ رکھی تھیں۔ آٹے میں پھونک ماری اور چھلکے اڑا کر کھانا تیار کر لیا۔ چھلنیاں اور میدے کی روٹیاں وغیرہ زیادہ تر خوشحالی کی علامت تصور ہوتی ہیں اس لیے وہ نیک لوگ اس سے کام نہ لیتے تھے۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۴۸)

آج ہم خوراک سے لدے ہوئے ہیں مگر ایمان ویقین کی دولت سے محروم ہیں، وہ معمولی خوراک کھاتے تھے مگر ایمان ویقین کی دولت سے ان کے دامن بھرے تھے۔

۵٤۵۹ــ عَنْ أُمِّ اَيْمَنَ اَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيْقًا فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَغِيفًا فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَتْ طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا وَفَأَحْبَبْتُ أَنْ اَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيْفًا فَقَالَ رُدِّيْهِ فِيْهِ ثُمَّ اعْجِنِيْهِ. (رواه إبن ماجة، ۳۳۳٦)

''سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے آٹا چھانا اور چاہا کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے لیے روٹی تیار کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمارے ملک میں اس طرح کھانا تیار کرتے ہیں۔ پس مجھے پسند تھا کہ میں آپ ﷺ کے لیے اس سے روٹی تیار کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بقایا آٹے میں واپس کر کے گوندھ۔'' (ابن ماجہ)

(٥٤٥٩) ابن ماجه: ٣٣٣٦۔ حسن الاسناد، البانی: ٢٦٩٦.

شرح: ......اس میں بھی آپ ﷺ کا زہد وتقویٰ ہی بیان ہوا ہے۔ نبی ﷺ کو بعثت سے پہلے علم ہوا تھا کہ شام یا روم میں لوگ چھنا ہوا آٹا کھاتے ہیں۔ اس لیے ان کی مانند آپ ﷺ نے عیش پسندی قبول نہ کی۔ بلکہ کہا: اے ام ایمن! یہ چھان آٹے میں دوبارہ ڈال کر جو نکالا ہے اسے پھر ملاؤ اور روٹی تیار کرو۔ (انجاز الحاجۃ: ۵۹۲/۹)

٥٤٦٠۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا لَمْ يَضَعْ أَحَدُنَا يَدَهٗ حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ طَعَامًا فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَذَهَبَ لِيَضَعَ يَدَهٗ فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ ثُمَّ جَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّمَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا وَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ الَّذِيْ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ جَاءَ بِهٰذَا الأَعْرَابِيِّ يَسْتَحِلُّ بِهٖ فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَجَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ يَسْتَحِلُّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنَّ يَدَهٗ لَفِي يَدَيْ مَعَ أَيْدِيْهِمَا (رواه ابوداود، ٣٧٦٦)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول ﷺ کے ساتھ کھانے کے لیے حاضر ہوتے تو ہم ہاتھ نہ ڈالتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ابتدا فرماتے اور اپنا ہاتھ کھانے میں رکھتے۔ ایک بار ہم آپ کے ساتھ کھانے پر حاضر تھے۔ پس ایک لڑکی آئی گویا اس کو کوئی زور سے لا رہا ہے، تا کہ کھانے میں ہاتھ ڈالے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ پھر ایک دیہاتی آیا گویا اس کو زور سے دھکیلا جا رہا ہے تا کہ وہ کھانے میں ہاتھ ڈالدے۔ پس آپ ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے میں شامل ہو جاتا ہے، جس پر اللہ کا نام لیا نہ جائے۔ اور وہ اس لڑکی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے شامل کھانے میں شامل ہو۔ تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ پھر وہ اس اعرابی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعے ہو۔ تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑا۔ مجھے اللہ کی قسم جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کھانے کا آغاز بڑا اور فاضل انسان کرے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کھانا جب بغیر بسم اللہ پڑھے شروع کیا جائے تو شیطان ساتھ کھاتا ہے۔ اور اگر ایک پوری جماعت ہو تو ان میں سے بعض افراد بھی کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیں تو پھر بھی شیطان نہیں کھاتا۔ اور نہ ہی اس کے لیے کھانا ممکن رہتا ہے۔ اور شیطان کا کھانے والا ہاتھ رک جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۰۶) اس حدیث میں کھانے کا عمدہ ادب بتایا گیا ہے۔

٥٤٦١۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

(٥٤٦٠) ابوداؤد: ٣٧٦٦۔ صحیح، البانی: ٣٢٠١۔ مسلم: ٣٠١٧۔ احمد: ٢٢٨٦٤.

(٥٤٦١) ابوداؤد: ٣٧٦٦۔ صحیح، البانی: ٣٢٠٢۔ ترمذی: ١٨٥٨۔ ابن ماجه: ٣٢٦٤۔ احمد: ٢٥٧٦٠۔ دارمی: ٢٠٢٠.

قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى فِي اَوَّلِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ. (رواه أبوداود، ٣٧٦٧)

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام لے۔ پس اگر بھول جائے تو آخر میں کہہ دے: بسم اللّٰہ اولہ وآخرہ۔ اللہ کے نام سے اس کے اول اور اس کے آخر میں۔'' (ابوداؤد)

٥٤٦٢۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ طَعَاماً فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ. (رواه الترمذي ١٨٥٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چھ اصحاب کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ایک اعرابی آیا، اور اس نے دو لقمے اس میں سے کھائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ شخص بسم اللہ کہتا تو کھانا تمہارے لیے پورا ہو جاتا۔'' (ترمذی)

٥٤٦٣۔عَنْ وَحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلَى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُبَارِكْ لَكُمْ فِيْهِ. (رواه أبوداود، ٣٧٦٤)

''وحشی بن حرب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا: تم جدا جدا کھاتے ہو گے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: تم اپنے کھانے پر جمع ہو کر اللہ کا نام لے کر کھایا کرو تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔'' (ابوداؤد)

٥٤٦٤۔عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِساً وَرَجُلٌ يَأْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ إِلَّا لُقْمَةً فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ مَازَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهٖ. (رواه ابوداود، ٣٧٦٨)

''امیہ بن مخشی صحابی رسول کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا، اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ کھانے میں ایک لقمہ باقی رہا تو اس نے اپنے منہ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ اللہ کے نام سے اس کا اول اور اس کا آخر۔ پس رسول اللہ ﷺ ہنس دیے اور پھر فرمایا: شیطان اس آدمی کے ساتھ کھانا کھاتا رہا۔ جب اس نے آخر میں اللہ کا نام لیا تو شیطان نے جو پیٹ میں ڈالا تھا وہ سب ہی قے کر دیا۔'' (ابوداؤد)

(٥٤٦٢) ترمذی: ١٨٥٨۔ صحیح، البانی: ١٥١٤۔ ابوداؤد: ٣٧٦٧۔ ابن ماجہ: ٣٢٦٤۔ احمد: ٢٥٧٦٠۔ دارمی: ٢٠٢٠.

(٥٤٦٣) ابوداؤد: ٣٧٦٤۔ حسن، البانی: ٣١٩٩۔ ابن ماجہ: ٣٢٨٦۔ احمد: ١٥٦٤٨.

(٥٤٦٤) ابوداؤد: ٣٧٦٨۔ ضعیف، البانی: ٨٠٦.

٥٤٦٥ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لاَمَبِيْتَ لَكُمْ وَلاَعَشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِاللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ . (رواه مسلم، ٢٠١٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا: جب آدمی گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام ذکر کرے تو شیطان اپنے رفقاء کو کہتا ہے تمہارے لیے نہ رات کی جگہ ہے نہ رات کا کھانا ہے۔ اور جب گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تمھیں رات گزارنے کی جگہ میسر آ گئی۔ اور جب کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تمھیں رات کا کھانا بھی مل گیا۔'' (مسلم)

٥٤٦٦ــ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهٗ: أَنَّ الرَّجُلَ لَيُوْضَعُ طَعَامُهٗ فَمَا يُرْفَعُ حَتّٰى يُغْفَرَلَهٗ، فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَبِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: بِاسْمِ اللّٰهِ إِذَا وُضِعَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ إِذَا رُفِعَ . (رواه الطبرانی فی الاوسط بضعف)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: انسان کا جب کھانا رکھا جاتا ہے تو اس کو اٹھانے سے پہلے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔ کہا گیا: یارسول اللہ! یہ کس سبب سے؟ فرمایا: جب رکھا جائے تو وہ کہتا ہے: بسم اللہ اور جب اٹھایا جاتا ہے تو کہتا ہے: الحمدللہ۔'' (الاوسط، بضعف)

شــــرح: ......١۔ جدا جدا کھانے سے مراد ہے کہ گھر کا ہر فرد اکیلا اکیلا کھائے اس سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے۔ بلکہ فرمایا: اکٹھے بیٹھ کر کھایا کرو۔

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ کھانا بہت پسند ہے جسے زیادہ ہاتھ کھاتے ہیں۔ (طبرانی، ابن حبان، بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: دو آدمیوں کا کھانا، چار کے لیے کافی ہے۔ اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔

کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا﴾ (النور: ٦١)

''تم پر کوئی حرج نہیں یہ کہ تم اکٹھے کھاؤ یا علیحدہ علیحدہ۔''

حدیث میں اجتماعی کھانے کا حکم ہے۔ اور آیت میں ہے اجتماعی یا انفرادی ہر طرح کھا سکتے ہو۔

(٥٤٦٥) مسلم: ٢٠١٨۔ ابوداؤد: ٣٧٦٥۔ ابن ماجه: ٣٨٨٧۔ احمد: ١٤٦٨٨.

(٥٤٦٦) طبرانی اوسط، وفیه عبدالوارث، مولی انس وهو ضعیف وعبید بن اسحاق العطار والجمهور علی تضعیفه، هیثمی: ٧٩٠٣.

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ رخصت پر قیاس ہے یعنی اصل اجتماعی کھائیں مگر مجبوری ہو تو انفرادی کھانا بھی جائز ہے، یا مطلب ہے کہ اجتماعی کھانا اگر ممکن نہیں تو پھر ہر طرح کھانا جائز ہے۔

۲۔ بتایا گیا ہے کہ کھاتے وقت بسم اللہ اگر بھول جائے تو اس کا متبادل پڑھ لیا جائے۔ اول اور آخر پڑھنے سے جو کھانے کا پہلا حصہ ہے اس میں برکت ہو جاتی ہے۔ آخرہ کہنے سے دوسرے حصے میں برکت ہو جاتی ہے۔ اس طرح کھانا بالاستیعاب، برکت والا ہو جاتا ہے۔ اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو کھانا شیطان کھاتا ہے اور ساتھ شریک ہو جاتا ہے۔ اور جب بسم اللہ پڑھ لی جائے تو شیطان قے کر دیتا ہے۔ اس لیے کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بہت ضروری ہے۔

ثابت ہوا شیطان کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ یہ کھاتا پیتا بھی ہے۔ ان میں نر اور مادہ بھی ہیں۔ شیطان کا دایاں اور بایاں ہاتھ بھی ہے۔ ان کے نکاح بھی ہوتے ہیں اور نسل بھی جنتے ہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۰۶، ۴۰۷)

لطیفہ: مشہور ہے کہ ایک مومن پر مقرر شیطان اور ایک کافر پر مقرر شیطان کی ملاقات ہوئی، کافر والا شیطان بہت موٹا تازہ تھا اور ایک مومن والا شیطان بہت لاغر تھا، موٹے شیطان نے اس کی کمزوری کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ میں جب مومن کے ساتھ کھانے لگتا ہوں تو یہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا ہے مجھے کھانے کو کچھ نہیں ملتا۔ کافر والے شیطان نے کہا: مجھے تو وافر مقدار میں کھانے کو ملتا ہے، اس لیے میں صحت مند ہوں۔ (ارشاد العباد للاستعداد لیوم المعاد)

٥٤٦٧۔ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ وَكَانَ سُفْيَانُ يَكْرَهُ الْوُضُوْءَ قَبْلَ الطَّعَامِ. (رواه أبوداود، ٣٧٦١)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت کھانا کھانے سے پہلے وضو کرنے میں ہے۔ میں نے اس کا نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھانے کی برکت کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنے میں ہے۔ سفیان کھانے سے قبل وضو کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٤٦٨۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ اَنْ يُكْثِرَ اللّٰهُ خَيْرَ بَيْتِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ إِذَا حَضَرَ غَدَاؤُهٗ وَإِذَا رُفِعَ. (رواه إبن ماجة، ٣٢٦٠) بضعف

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں زیادہ برکت نازل کرے تو کھانا حاضر ہوتے وقت اور اٹھاتے وقت وضو کر لیا کرے۔'' (ابن ماجہ)

(٥٤٦٧) ابوداؤد: ٣٧٦١۔ ضعیف، البانی: ٨٠٤۔ ترمذی: ١٨٤٦.

(٥٤٦٨) ابن ماجه: ٣٢٦٠۔ ضعیف، البانی: ٧٠٢.

٥٤٦٩ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَـرَجَ مِـنَ الْخَلاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا أَلَا نَـاتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوَضُوْءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ. (رواه الترمذی١٨٤٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے لیے کھانا پیش کیا گیا۔ پھر عرض کیا گیا: کیا آپ ﷺ کے وضو کے لیے پانی لائیں؟ فرمایا: مجھے نماز پڑھنے کے لیے وضو کا حکم دیا گیا ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......جس حدیث میں آیا ہے کہ کھانے سے پہلے وضو اور کھانے کے بعد وضو میں برکت ہے، تو یہ ضعیف ہے یہ حجت نہیں اس لیے ان دونوں میں تعارض نہیں۔ کیونکہ ترمذی والی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے کے وقت آپ ﷺ نے وضو نہ کیا تھا اور یہ صحیح حدیث ہے۔ ثابت ہوا مسنون دلیل نہیں کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں۔ علماء نے اسے پسند کیا ہے کہ کھانے سے پہلے، ہاتھ دھونے سے کھانے میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ اس میں ستھرائی ہے اسی طرح کھانے کے بعد بھی معاملہ ہے۔

تاہم آدمی کے لیے مستحب یہ ہے کہ اگر یہ کچھ کھانا پینا چاہتا ہے تو ہاتھ دھوئے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم آپ کے لیے پانی لائیں تاکہ کھانے سے پہلے وضو کر لیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا اور کلمہ حصر سے فرمایا۔ صرف مجھے اس وقت وضو کا حکم دیا گیا ہے جب میں نماز کا ارادہ کروں۔

تو اس سے یہ مراد ہے کہ یہاں شرعی وضو نہیں صرف عرفی اور رواجی وضو مراد ہے جو کہ ہاتھ دھونا ہے۔ تو ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہاتھ دھونے کے لیے پانی لانے کا کہا تھا۔ باقاعدہ شرعی وضو کا نہ کہا تھا۔ اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ہم ذکر کر چکے ہیں یا آپ ﷺ نے اس خیال کی نفی فرمائی ہے کہ بعض کا خیال تھا کہ کھانے سے پہلے وضو واجب ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ واجب نہیں واجب وضو صرف نماز کے وقت ہے۔ لیکن یہ حصر اضافی ہے طواف کے وقت بھی وضو لازمی ہے اور سجدہ تلاوت کے وقت مستحب ہے۔ قرآن پاک کو پکڑتے وقت بھی وضو کا ہونا مستحب ہے۔ یہ زیادہ پیش آنے کی وجہ سے کہا ہے وگرنہ وضو کئی معاملات میں مستحب ہے اور کئی میں نماز کے علاوہ بھی واجب ہے۔ (عون المعبود:۳/۴۰۴)

٥٤٧٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَـنـاً ثُـمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا. (رواه مسلم، ٣٥٨)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دودھ پیا اور پانی طلب کر کے کلی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔'' (مسلم)

(٥٤٦٩) ترمذی: ١٨٤٧ـ صحیح، البانی: ١٥٠٦ـ مسلم: ٣٧٤ـ نسائی: ١٣٢ـ ابوداؤد: ٣٧٦٠.

(٥٤٧٠) مسلم: ٣٥٨ـ بخاری: ٥٦١٠ـ ترمذی: ٨٩ـ نسائی: ١٨٧ـ ابوداؤد: ١٩٦ـ ابن ماجه: ٤٩٨ـ احمد: ٢٥٢٨ـ مؤطا: ١٥١١.

شرح: ...... ثابت ہوا دودھ پی لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا وضو کے بعد دودھ پینے سے وضو درست رہتا ہے۔

تاہم یہ ثابت ہوتا ہے کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔ اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جو بھی چکناہٹ والی ہوتا کہ نماز کے دوران منہ میں کوئی چیز باقی نہ رہے اور منہ صاف ہو جائے اور نماز آرام وسکون سے ادا ہو سکے۔

ابوداوٗد: ۱۹۷ کتاب الطہارۃ، باب الرخصۃ میں حدیث ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے دودھ پیا نہ وضو کیا اور نہ ہی کلی کی۔ (اسنادہ حسن)

اس سے ثابت ہوا کہ دودھ پینے کے بعد کلی کرنا بھی ضروری نہیں بلکہ اختیاری طور پر ہے اور چکناہٹ دور کرنے کے لیے ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۷۶، ۷۷)

٥٤٧١ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَالَهُ رَجُلٌ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لاَ قَدْكُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لاَ نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيْلاً فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيْلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلاَ نَتَوَضَّأُ. (رواه البخاري ٥٤٥٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے آگ پر پکی ہوئی چیز کا حکم پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے عہد میں اس نوعیت کے کھانے ہمیں کم ہی ملتے تھے۔ اور جب ہمیں کوئی کھانا میسر آجاتا تو ہمارے پاس رومال نہ ہوتے تھے ہم اپنے ہاتھوں، بازووٗں اور قدموں پر چکناہٹ صاف کرتے تھے۔ پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔'' (البخاری)

شرح: ...... یہ حکم پہلے تھا کہ آگ سے پکائی چیز کھانے سے وضو کرنا پڑتا تھا۔ مگر آپ ﷺ کا آخری فیصلہ اس بارے میں یہ ہے کہ آگ سے پکائی چیز کھانے سے وضو نہ کیا تھا اونٹ کا گوشت ہو تو پھر وضو کرنا ہے۔ دوسری کوئی بھی آگ سے پکائی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور بغیر آگ سے پکی چیز سے وضو درست ہے اس میں اختلاف نہیں۔

اس سے ایک یہ بات واضح ہوئی کہ آگ سے پختہ چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ کھانا کھانے کے بعد بغیر کلی کیے نماز پڑھنا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے لازمی نہیں بلکہ صرف انہیں صاف کرنا ہی کافی ہے۔ (عون المعبود: ۱/ ۷۵)

٥٤٧٢ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ حَسَّاسٌ لَحَّاسٌ فَاحْذَرُوْهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ رِيْحُ غَمَرٍ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلاَ يَلُوْمَنَّ إِلَّا

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: شیطان خبر گیر بھی ہے اور مٹھاس کے پیچھے بھاگنے والا بھی ہے۔ تم اپنی جان کے بارے میں اس سے بچاوٗ کرتے رہو۔ جو رات کے وقت اپنے ہاتھ پر چکناہٹ چھوڑ کر سوئے، اس کو

(٥٤٧١) بخاری: ٥٤٥٧ـ ترمذی: ٨٠ـ نسائی: ١٨٥ـ ابوداؤد: ١٩٢ـ ابن ماجه: ٣٢٨٢ـ احمد: ١٤٦٦٢ـ مؤطا: ٥٧.

(٥٤٧٢) ترمذی: ١٨٥٩ـ موضوع، البانی: ٣١٧ـ ابوداؤد: ٣٨٥٢ـ ابن ماجه: ٣٢٩٧ـ احمد: ١٠٥٥٧ـ دارمی: ٢٠٦٣.

نَفْسَهُ. (رواه الترمذی، ١٨٥٩)

کوئی چیز تکلیف دے تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔'' (ترمذی)

٥٤٧٣ـــ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلاَ يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا قَالَ وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيْدُ فِيْهَا وَلاَ يَأْخُذُبِهَا وَلاَ يُعْطِيْ بِهَا. (رواه مسلم، ٢٠٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہی پیئے۔ پس تحقیق شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ نافع اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ کرتے تھے: نہ بائیں ہاتھ سے کوئی چیز دوسرے سے لے اور نہ دوسرے کو کوئی چیز پکڑائے۔'' (مسلم)

٥٤٧٤۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الاَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَجُلاً أَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لاَ اَسْتَطِيْعُ قَالَ لاَ اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيْهِ. (رواه مسلم، ٢٠٢١)

''سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ راویت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں نہیں کھا سکتا ہوں۔ فرمایا: تو نہیں کھا سکے گا۔ اس کو تکبر کے علاوہ کوئی چیز مانع نہیں تھی۔ پس وہ اس کے بعد اپنا دایاں ہاتھ اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔'' (مسلم)

شرح: ...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے، اور بائیں ہاتھ سے کھانا حرام ہے۔ اگر کوئی عذر ہو تو الگ بات ہے اگر متکبرانہ انداز ہو تو عذاب بھی آ سکتا ہے۔ ان احادیث میں بائیں ہاتھ سے نہ کھانے کی وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ اس سے شیطان کھاتا ہے۔ اور ظاہر ہے شیطان کی اتباع حرام ہے۔

ان سے یہ بھی معلوم ہوا شیطان کا کھانا پینا حقیقی ہے، مجازی نہیں۔ اور ہر چیز جو بھی اچھی ہو وہ بھی یہی حکم رکھتی ہے کہ دائیں ہاتھ سے ہی اس کا کا لینا دینا ہو۔ (تفہیم الاسلام: ۴۰۲/۲)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث جس میں چکناہٹ کا ذکر ہے، اس میں ایک راوی یعقوب بن ولید مدنی کذاب ہے۔ احمد وغیرہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ مگر ترمذی میں ہی (۱۸۶۰) والی حدیث ہے، وہ صحیح ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے سے پہلے صرف پانی سے ہاتھ دھو لینے سے سنت پر عمل حاصل ہو جاتا ہے تاہم زیادہ بہتر یہی ہے کہ ہاتھ میں چکنائی ہو تو اسے صابن وغیرہ سے دھویا جائے۔ (نیل الاوطار: ۱۷۳/۸)

(٥٤٧٣) مسلم: ٢٠٢٠ـ ترمذی: ١٨٠٠ـ ابوداؤد: ٣٧٧٦ـ احمد: ٦٢٩٦ـ مؤطا: ١٧١٢ـ دارمی: ٢٠٣٠.

(٥٤٧٤) مسلم: ٢٠٢١ـ احمد: ١٦٠٩٥ـ دارمی: ٢٠٣٢.

٥٤٧٥ــ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلاَماً فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاغُلاَمُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِيْ بَعْدُ. (رواه البخاری، ٥٣٧٦)

''سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پرورش پا رہا تھا اور کھانے کے دوران میرا ہاتھ بڑے پیالے میں گھومتا تھا۔ آپ ﷺ مجھے فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لے اور دائیں ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا۔ پس اس کے بعد میرا کھانے کا یہی طریقہ بن گیا۔'' (بخاری)

٥٤٧٦ـ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عِكْرَاشٍ عَنْ اَبِيْهِ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ بَعَثَنِي بَنُوْمُرَّةَ بْنُ عُبَيْدٍ بِصَدَقَاتِ أَمْوَالِهِمْ إِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدْتُهٗ جَالِساً بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلَی بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ هَلْ مِنْ طَعَامٍ فَأُتِيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ وَالْوَذْرِ وَأَقْبَلْنَا نَأْكُلُ مِنْهَا فَخَبَطْتُ بِيَدِي مِنْ نَوَاحِيْهَا وَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرَی عَلَی يَدِي الْيُمْنَي ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَإِنَّهٗ طَعَامٌ وَاحِدٌ ثُمَّ أُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ أَلْوَانُ الرُّطَبِ أَوْ مِنْ أَلْوَانِ الرُّطَبِ عُبَيْدُ اللّٰهِ شَكَّ قَالَ فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الطَّبَقِ وَقَالَ يَاعِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَإِنَّهٗ غَيْرُ لَوْنٍ وَاحِدٍثُمَّ أُتِيْنَا بِمَاءٍ

''عبید بن عکراش اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنو مرہ نے اپنے مال کے صدقات وزکوٰۃ دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ پس میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے آپ ﷺ کو مہاجرین و انصار کے درمیان بیٹھا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے گئے، اور فرمایا: کھانا ہے؟ پس ہمارے لیے ایک بڑا پیالہ لایا گیا جس میں ثرید اور گوشت کے ٹکڑے تھے۔ ہم نے کھانا کھایا تو میرا ہاتھ برتن کے اطراف میں پھرتا تھا۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سامنے سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور پھر فرمایا: اے عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ کھانا، ایک ہی رنگ کا ہے۔ پھر ہمارے پاس ایک برتن میں مختلف رنگوں کی تازہ کھجور یا خشک کھجور لائی گئیں ''شک عبیداللہ کو ہے'' تو میں نے سامنے سے کھانا شروع کر دیا۔ اور آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک برتن میں مختلف جگہ میں آنے جانے لگا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے عکراش! کھاؤ جہاں سے چاہو یہ ایک رنگ کا کھانا نہیں۔ پھر پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور پانی کی تری سے اپنی

(٥٤٧٥) بخاری: ٥٣٧٦.

(٥٤٧٦) ترمذی: ١٨٤٨ـ ضعیف، البانی: ٣١٦ـ ابن ماجه: ٣٢٧٤.

فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هٰذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ. (رواه الترمذی، ١٨٤٨)

ہتھیلیوں، اپنا چہرہ اقدس، اپنی کلائیاں اور سر پر مسح کیا۔ اور فرمایا: اے عکراش! آگ پر پکائی گئی چیز سے یہ وضو کیا جاتا ہے۔'' (ترمذی)

٥٤٧٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلاَ تَأْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهِ. (رواه الترمذی١٨٠٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت کھانے کے وسط میں اترتی ہے۔ تو تم اطراف سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔'' (الترمذی)

٥٤٧٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحَى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ يَعْنِي وَقَدْ ثُرِدَ فِيْهَا فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيْماً وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيْدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُوْا مِنْ حَوَالَيْهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيْهَا. (رواه أبوداود، ٣٧٧٣)

''سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک بڑا برتن تھا، جسے غراء کہتے تھے، اس کو چار آدمی اٹھا کر لاتے تھے۔ جب چاشت کی نماز پڑھ لی جاتی تو یہ پیالہ لایا جاتا۔ اس میں ثرید ہوتی اور لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ پس لوگ جب زیادہ ہو جاتے تو آنحضرت ﷺ دوزانوں ہو کر بیٹھ جاتے۔ ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو کہا: یہ کیسا بیٹھنا ہے؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے نرمی کرنے والا بندہ بنایا ہے۔ اور مجھے سختی کرنے والا متکبر نہیں بنایا۔ پھر فرمایا: اس کے اطراف سے کھاؤ اور درمیان کی بلند جگہ رہنے دو برکت اتاری جائے گی۔'' (ابوداود)

شرح: ......سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ، ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند سے بیٹے تھے اور یہ نبی اکرم ﷺ کی پرورش میں تھے۔ ابھی یہ بالغ نہ ہوئے تھے جب یہ معاملہ پیش آیا تو نبی اکرم ﷺ نے بتایا، ایک تو کھانا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھاؤ۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ تیسری بات یہ ہے کہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔

اس سے مزید یہ پتہ چلا کہ جو اعمال کفار اور شیطانوں سے مشابہت رکھتے ہیں ان سے اجتناب کریں۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا جو حکم شرعی کی مخالفت کرے اسے بددعا دینا بھی جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا معاملہ جاری رکھا جائے اگرچہ کھانا کھانے کے دوران ہی ہو

(٥٤٧٧) ترمذی: ١٨٠٥ـ صحیح، البانی: ١٤٧٤ـ ابوداؤد: ٣٧٧٢ـ ابن ماجہ: ٣٢٧٧.

(٥٤٧٨) ابوداؤد: ٣٧٧٣ـ صحیح، البانی: ٣٢٠٧ـ ابن ماجہ: ٣٢٧٥.

اور کھانے پینے کے آداب کی تعلیم دینا مستحب ہے۔ اس سے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کی فضیلت بھی نمایاں ہوتی ہے کہ ان میں نبی اکرم ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۲۱)

۲۔ اس میں یہ ترغیب بھی ہے کہ کھاتے وقت برتن کی ایک جانب سے کھائیں درمیان سے نہ کھائیں، روٹی ہو یا پھل ہو تو اس میں بھی اس کا خیال رکھا جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کا سبب بتایا ہے کہ درمیان سے رحمت اترتی ہے کناروں سے کھائیں تا کہ رحمت کا نزول جاری رہے۔ (نیل الاوطار: ۸/ ۱۶۷)

اگر درمیان سے کھائیں گے تو رحمت کا اترنا بند ہو جاتا ہے۔ چونکہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے جگہ تنگ تھی تو بھائیوں کے لیے کشادہ جگہ چھوڑنے کے لیے، آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے تو دیہاتی نے اس حالت کو آپ ﷺ کے رتبہ کے خلاف تصور کیا اس لیے سوال کر دیا کہ یہ کیا نشست ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تواضع کے پیش نظر ہے۔ اس میں حقارت والی کوئی بات نہیں، اللہ نے مجھے متکبر، سرکش اور عناد سے بھرا نہیں بنایا، بلکہ تواضع کرنے والا اپنا بندہ بنایا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۰۹)

٥٤٧٩ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَتَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَإِنَّهُ مِنْ صَنِيْعِ الأَعَاجِمِ وَانْهَسُوْهُ فَإِنَّهُ أَهْنأُ وَأَمْرأُ. (رواه أبوداود، ٣٧٧٨)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گوشت کو چھری سے کاٹ کر نہ کھاؤ، یہ اہل عجم کا طریقہ ہے۔ دانتوں سے نوچ کر کھایا کرو وہ خوشگوار اور خوش ہضم ہو جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٤٨٠ـــ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ كُنْتُ آكُلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَآخُذُ اللَّحْمَ بِيَدِى مِنَ الْعَظْمِ فَقَالَ أَدْنُ الْعَظْمَ مِنْ فِيْكَ فَإِنَّهُ أَهْنأُ وَأَمْرأُ. (رواه أبوداود، ٣٧٧٩)

''سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آنحضرت ﷺ کے پاس کھانا کھا رہا تھا اور ہڈی کے اوپر سے گوشت لے کر کھاتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہڈی کو اپنے منہ کے قریب کرایا کرنے سے گوشت خوشگوار اور خوش ہضم ہو جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ گوشت چھری سے کاٹ کر نہ کھایا جائے مگر یہ احادیث ضعیف ہیں۔ ان کے مقابلہ میں صحیح احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ چھری سے کاٹ کر گوشت کھاتے تھے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱۰)

٥٤٨١ـ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَارُئِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ

''شعیب بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو تکیہ لگا کر کھاتے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اور دو

(٥٤٧٩) ابوداؤد: ٣٧٧٣ـ ضعيف، البانى: ٨٠٧.

(٥٤٨٠) ابوداؤد: ٣٧٧٩.

(٥٤٨١) ابوداؤد: ٣٧٧٠ـ صحيح، البانى: ٣٢٠٤ـ ابن ماجه: ٢٤٤.

مُتَّكِئاً قَطُّ وَلاَ يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلاَنِ . ﴿إِنْ كَانُوْا ثَلاَثَةً مَشَى بَيْنَهُمَا وَإِنْ كَانُوْا جَمَاعَةً قَدِمَ بَعْضُهُمْ . ﴾ (رواه أبوداود، ٣٧٧٠)

آدمیوں کے آگے چلتے بھی نہیں دیکھا گیا۔ اگر آپ ﷺ کے سمیت تین ہوتے تو آپ ﷺ ان کے درمیان چلتے تھے۔ اور اگر جماعت ہوتی تو بعض آپ کے آگے ہوتے (اور بعض پیچھے ہوتے)۔'' (ابوداؤد)

٥٤٨٢۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُهُ وَهُوَ مُحْتَفِزٌ يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْلاً ذَرِيْعًا . (رواه مسلم، ٢٠٤٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے لیے کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ نے تقسیم بھی کیں۔ اور ان میں سے زانوں کے بل بیٹھے ہوئے جلدی جلدی کھاتے بھی تھے۔'' (مسلم)

٥٤٨٣۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِياً يَأْكُلُ تَمْرًا . (رواه مسلم ٢٠٤٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ زانوں کے بل بیٹھے ہوئے کھجور کھا رہے تھے۔'' (مسلم)

٥٤٨٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْجُلُوْسِ عَلٰى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ الْخَمْرُ عَلَيْهَا ، وَأَنْ يَأْكُلَ رَجُلٌ اَوْ يَشْرَبَ مُنْبَطِحًا عَلٰى بَطْنِهٖ ، وَرَخَّصَ فِي أَكْلِ حَبِّ مُقْلاً وَنَحْوِهٖ مُتَّكِأً . (رواه رزين) .

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس دسترخوان پر بیٹھنے سے منع کیا جس پر شراب کا دور دورہ ہو۔ اور منع کیا کہ آدمی پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے یا پیئے۔ اور جنگلی کھجور کے پھل (جسے گوگل کہتے ہیں) اور اس کی مثل اشیاء کو تکیہ لگا کر کھانے کی اجازت دی ہے۔'' (رزین)

شـــــرح: ......۱۔ اور جو یہ آیا ہے کہ آپ کے پیچھے دو آدمی زمین نہ روندتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کی چال میں سرکشوں کی مانند یہ ڈھنگ نہ تھا کہ لوگ پیچھے پیچھے چلیں اور آپ ﷺ آگے چل رہے ہوں۔ ایسا نہ کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ میں انتہا درجہ کی تواضع تھی یا تو چلنے والوں کے درمیان چلتے یا پھر پیچھے چلتے تھے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تکیہ پر یا کسی صوفہ وغیرہ کے ساتھ ٹیک لگا کر نہیں کھاتا کیونکہ یہ زیادہ کھانے والوں کا طریقہ ہے۔ اور اس سے خود کو بڑا سمجھنے کا تصور پیدا ہوتا ہے تاہم کسی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے ٹیک لگانے کی اجازت ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۰۸)

٥٤٨٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَمْسَحْ ﴿يَدَهُ . ﴾ حَتّٰى

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ صاف نہ

(٥٤٨٢) مسلم: ٢٠٤٤۔ بخاری: ٢١٣٥۔ ابوداؤد: ٣٧٧١۔ احمد: ١٢٦٨٨۔ دارمی: ٢٠٦٢.

(٥٤٨٣) مسلم: ٢٠٤٤۔ بخاری: ٢١٣٥۔ ابوداؤد: ٣٧٧١۔ احمد: ١٢٦٨٨۔ دارمی: ٢٠٦٢.

(٥٤٨٤) رزین.

(٥٤٨٥) بخاری: ٥٤٥٦۔ مسلم: ٢٠٣١۔ ابوداؤد: ٣٨٤٧۔ ابن ماجه: ٣٢٦٩۔ احمد: ٣٢٢٤۔ دارمی: ٢٠٢٦.

يَـلْـعَـقَهَـا أَوْ يُـلْـعِقَهَا . (رواه البخاری، ٥٤٥٦)

کرے یہاں تک کہ ان کو خود چاٹ لے یا دوسرے کو چٹوالے۔'' (بخاری)

٥٤٨٦ــ عَـنْ كَـعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ يَأْكُلُ بِثَلاَثِ اَصَابِعِ فَإِذَافَرَغَ لَعِقَهَا . (رواه مسلم، ٢٠٣٢)

''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ تین انگلیوں سے کھانا کھاتے تھے۔ اور جب کھانا کھالیتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے۔'' (مسلم)

٥٤٨٧ــ عَـنْ جَابِرٍأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَـرَبِلَعْقِ الاَصَـابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ إِنَّكُمْ لاَ تَدْرُوْنَ فِي أَيِّهِ الْبَرَكَةُ . (رواه مسلم، ٢٠٣٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیاں او ربرتن چاٹنے کا حکم دیا ہے، اور فرمایا: تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس لقمے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

٥٤٨٨ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَقَـعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَـا كَـانَ بِهَـا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا وَلاَ يَدَعْهَا لِـلشَّيْـطَـانِ وَلاَ يَمْسَحُ يَدَهٗ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَـلْعَقَ أَصَابِعَهٗ فَإِنَّهٗ لاَ يَدْرِيْ فِي أَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ . (رواه مسلم، ٢٠٣٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کا لقمہ گر جائے تو وہ اس کو اٹھائے، اور صاف کر کے کھالے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ نیز ہاتھ رومال وغیرہ سے صاف نہ کرے یہاں تک کہ انگلیاں چاٹ لے۔ پس وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے کے حصے میں برکت ہے۔'' (مسلم)

٥٤٨٩ـ عَنْ أُمِّ عَاصِمٍ وَكَانَتْ أُمَّ وَلَدٍ لِسِنَانِ بْـنِ سَـلَـمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ الْخَيْرِ وَنَـحْـنُ نَأْكُلُ فِي قَصْعَةٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ . (رواه الترمذی ١٨٠٤)

ام عاصم ''جو کہ سنان بن سلمہ کی ام ولد تھی'' بیان کرتی ہیں: ہمارے پاس نبیشہ الخیر تشریف لائے، اور ہم پیالے میں کھانا کھارہے تھے تو انھوں نے کہا رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے پیالے میں کھانا کھایا پھر اس کو چاٹ لیا تو پیالہ اس کے لیے دعا مغفرت کرتا ہے۔'' (ترمذی)

٥٤٩٠ــ لِـرَزِيْنٍ: تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ أَعْتَقَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ كَمَا أَعْتَقْتَنِى مِنَ الشَّيْطَانِ .

''رزین کی روایت میں ہے: پیالہ اس کو کہتا ہے: اللہ تجھے آگ سے نجات دے جیسا تو نے مجھے شیطان سے نجات دی ہے۔''

(٥٤٨٦) مسلم: ٢٠٣٢۔ ابوداؤد: ٣٨٤٨۔ احمد: ٢٦٦٢٦۔ دارمی: ٢٠٣٣.

(٥٤٨٧) مسلم: ٢٠٣٣۔ ابن ماجه: ٣٢٧٠۔ احمد: ١٤٨١٥.

(٥٤٨٨) مسلم: ٢٠٣٣۔ ابن ماجه: ٣٢٧٠۔ احمد: ١٤٨١٥.

(٥٤٨٩) ترمذی: ١٨٠٤۔ ضعيف، البانی: ٣٠٤۔ ابن ماجه: ٣٢٧٢۔ دارمی: ٢٠٢٧.

(٥٤٩٠) رزين.

شرح: ......ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کھانا ضائع نہ کیا جائے، ہاتھ کی انگلیوں اور برتن کو صاف کیا جائے انگلیاں انسان خود چاٹ لے یا لونڈی، غلام، بیوی یا بچے کو چٹوا دے۔

اگر گرا ہوا لقمہ نہ کھایا جائے تو کسی جانور کو ہی کھلا دیا جائے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے کھانے کا ایک ذرہ بھی ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی تو آپ ﷺ اس چیز کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں کہ ان گنت اناج پکا کر گلیوں میں پھینکا جائے اور بیاہ شادی میں دکھلاوا کیا جائے اور کفران نعمت کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تحقیر کی جائے۔

وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کھانے کے آخری ذرہ تک کی حفاظت کا اہتمام اس لیے فرمایا ہے کہ جو ہاتھ یا برتن چاٹ رہے ہو، ہوسکتا ہے ان آخری ریزوں میں برکت وصحت ہو۔ اور اس طرح کھانا جلدی ہضم ہوتا ہے۔ اور یہ چیز عبادت واطاعت الٰہی میں مفید ہے۔ لہٰذا اگر ہاتھوں وغیرہ کو دھونا ہو یا رومال سے صاف کرنا بھی ہو تو یہ بعد میں کیا جائے، پہلے انہیں چاٹا جائے۔ یہ مستحب ہے، اور اس میں تواضع ہے، تکبر سے بچاؤ ہے، اور اسراف سے حفاظت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۳۵)

٥٤٩١۔۔۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرٍ عَتِيقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ يُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ. (رواه أبوداود، ٣٨٣٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس پرانی کھجوریں لائی گئیں۔ پس آپ ﷺ ان میں سے کیڑے تلاش کر کے نکالتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس میں دلیل ہے کہ جس پھل یا چیز میں کیڑا پڑنے کا اندیشہ ہوا ہو اسے کھولے بغیر کھانا کراہت والی بات ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کھجور کھول کر کھانے سے منع کیا ہے یہ حدیث طبرانی نے حسن سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے۔ ان دونوں میں مطابقت یوں ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کھجور نئی ہو۔ اس سے منع اس لیے فرمایا ہے کہ ویسے ہی فضول وسوسہ نہ رہے، یا پھر یہ ممانعت احتیاط کے پیش نظر ہے۔ اگر کوئی کھجور اندر سے دیکھ لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کھانا میں کیڑا اگر جائے تو یہ نجس نہیں ہوتا نہ ہی اس کا کھانا حرام ہے۔ (تاہم یہ دیکھ لیا جائے گرنے والے کیڑے سے اگر زہر پھیل گیا ہو تو پھر نہ کھایا جائے یہ ممانعت اس زہر کی وجہ سے ہے کیڑے کے گرنے کی وجہ سے نہیں)۔ (انجم گوندلوی)، (عون المعبود: ۳/ ۴۲۶)

٥٤٩٢۔۔۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَبِيْ قَالَ فَقَرَّبْنَاإِلَيْهِ طَعَاماً وَوَطْبَةً فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ أُتِيَ بِتَمْرٍ فَكَانَ

''سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے والد کے پاس مہمان بن کر آئے تو ہم نے آپ کے سامنے کھانا رکھا اور دودھ آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا۔

(٥٤٩١) ابوداؤد: ٣٨٣٢۔ صحیح، البانی: ٣٢٤٥۔ ابن ماجہ: ٣٣٣٣.

(٥٤٩٢) مسلم: ٢٠٤٢۔ ترمذی: ٣٥٧٦۔ ابوداؤد: ٣٧٢٩۔ احمد: ١٧٢٤٢۔ دارمی: ٢٠٢٢.

يَـأْكُـلُـهُ وَيُلْقِي النَّوَى بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى . (رواه مسلم ٢٠٤٢)

پھر آپ ﷺ کے لیے کھجوریں لائی گئیں تو آپ ﷺ کھجور کھاتے اور گٹھلی اپنی دو انگلیوں کے درمیان رکھتے جاتے۔ اورشہادت والی انگلی اور درمیانی انگلی جمع کی ہوئی تھیں۔'' (مسلم)

٥٤٩٣ـــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ نَهَـى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَـقْـرُنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّـمْـرَتَيْنِ جَمِيْعًا حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ . ﴿قَـالَ الشَّعْبِيُّ: الإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ﴾ (رواه البخاري، ٢٤٨٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ ایک شخص رفقاء میں سے دو کھجوریں جمع کر کے کھائے، مگر یہ کہ وہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کر لے۔ شعبی رحمہ اللہ نے کہا: اجازت والی بات ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے۔'' (بخاری)

٥٤٩٤ـــ عَـنْ بُرَيْدَةَ ، رَفَعَهُ: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَـنِ الإِقْرَانِ فِي التَّمْرِ ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَوْسَعَ عَـلَيْـكُـمْ فَـأَقْـرِنُـوْا . (رواه الطبراني في الاوسط والبزار ٢٨٨٤) بضعف .

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تم کو کھجور ملا کر اور جمع کر کے کھانے سے منع کرتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کر دی ہے تو تم ملا سکتے ہو۔'' (الاوسط، البزار بضعف)

شرح: ...... دو کھجوریں ملا کر کھانے کی ممانعت حرام نہیں مگر کھانے کے آداب میں سے ایک اچھا ادب ہے۔ اس طرح ملا کر کھانے میں لالچ کی حالت ظاہر ہوتی ہے اس لیے اس سے بچانے کے لیے یہ ادب سکھایا گیا ہے۔ اور اس میں خود غرضی پائی جاتی ہے اس نکمی عادت سے تحفظ کے لیے یہ منع کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۵/۱۳۴)

اس سے یہ ثابت ہوا جس سے ممانعت والی اور اجازت والی احادیث کا معنی ومطلب بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کھانا مشترکہ ہو، کھجوریں ہوں یا انگور ہو یا منقا ہو یہ ملتی جلتی تمام چیزیں ایک ہی حکم رکھتی ہیں تو اس صورت میں دو چیزیں ملا کر کھانا منع ہے اور اگر ملانی ہوں تو ساتھیوں سے اجازت لے لیں۔ اگر وہ اجازت دیں تو کوئی حرج نہیں پھر دو ملا کر کھانی جائز ہیں۔ (فتح الباری: ۹/۵۷۱)

٥٤٩٥ـــ عَـنْ نَـافِـعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لاَ يَـأْكُـلُ حَتّٰـى يُـؤْتَـى بِـمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَدْخَلْتُ رَجُلاً يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ

''نافع نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کھانا نہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ کوئی مسکین آتا تو اس کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ میں ایک مرتبہ ان کے پاس ایک آدمی لایا تا کہ ان کے ساتھ کھانا

(٥٤٩٣) بخاری: ٢٤٨٩۔ مسلم: ٢٠٤٥۔ ترمذی: ١٨١٤۔ ابوداؤد: ٣٨٣٤۔ ابن ماجه: ٣٣٣١۔ احمد: ٦١١٤.

(٥٤٩٤) طبرانی اوسط، بزار: ٢٨٨٤۔ وفی اسنادهما يزيد بن بزيع وهو ضعيف، هيثمی: ٨٠٢٠.

(٥٤٩٥) بخاری: ٥٣٩٣۔ مسلم: ٢٠٦١۔ ترمذی: ١٨١٨۔ ابن ماجه: ٣٢٥٧۔ احمد: ٦٢٨٥۔ دارمی: ٢٠٤٠.

يَـا نَـافِعُ لاَ تَـدْخُـلْ هٰـذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقُـوْلُ الْـمُـؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْـكَـافِـرُ يَـأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ . (رواه البخاری، ٥٣٩٣)

کھائے تو اس نے بہت کھانا کھایا۔ پس عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے نافع! اس کو میرے پاس نہ لاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے۔ اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (بخاری)

٥٤٩٦ـــ عَـنْ عَـمْـرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نُهَيْكٍ رَجُلاً أَكُـوْلاً فَـقَـالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ إِنَّ الْـكَـافِـرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْـعَـاءٍ فَـقَـالَ فَـأَنَـا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . (رواه البخاری، ٥٣٩٥)

''سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ ابونھیک نامی ایک آدمی بہت زیادہ کھاتا تھا۔ پس عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے۔ چنانچہ ابونھیک نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔'' (بخاری)

٥٤٩٧ــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَـافَـهُ ضَيْفٌ وَهُـوَ كَـافِـرٌ فَأَمَرَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَـاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلاَبَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتّٰى شَرِبَ حِلاَبَ سَبْعِ شِيَـاهٍ ثُـمَّ إِنَّهَا أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَـأَمَـرَلَـهُ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ بِشَـاةٍ فَشَرِبَ حِلاَبَهَـا ثُـمَّ أَمَرَبِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْـمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِـدًا وَالْـكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ . (رواه مسلم، ٢٠٦٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک کافر شخص مہمان تھا۔ اس کے لیے ایک بکری کا دودھ پلانے کا حکم دیا تو اس نے تازہ دودھ پیا، پھر دوسری بکری کا دودھ پیا، پھر تیسری، پھر چوتھی، یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پیا۔ پھر وہ صبح مسلمان ہوگیا تو اس کے لیے ایک بکری کا دودھ پلانے کا حکم دیا تو اس نے پیا پھر دوسری بکری کا دودھ دینے کا حکم دیا تو اس نے مکمل نہ پیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔'' (مسلم)

٥٤٩٨ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلاَثَةِ وَطَعَامُ الثَّلاَثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ . (رواه البخاری٥٣٩٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو کا کھانا تین کے لیے، اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔'' (بخاری)

(٥٤٩٦) بخاری: ٥٣٩٥۔ مسلم: ٢٠٦١۔ ترمذی: ١٨١٨۔ ابن ماجه: ٣٢٥٧۔ احمد: ٦٢٨٥۔ دارمی: ٢٠٤٠.

(٥٤٩٧) مسلم: ٢٠٦٣۔ بخاری: ٥٣٩٧۔ ترمذی: ١٨١٩۔ ابن ماجه: ٣٢٥٨۔ احمد: ٨٦٦٢۔ مؤطا: ١٧١٦۔ دارمی: ٢٠٤٣.

(٥٤٩٨) بخاری: ٥٣٩٢۔ مسلم: ٢٠٥٨۔ ترمذی: ١٨٢٠۔ احمد: ٩٠٢٤۔ مؤطا: ١٧٢٦.

٥٤٩٩ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الإِثْنَيْنِ يَكْفِي الأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ . (لمسلم ٢٠٥٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک کا کھانا دو کے لیے، دو کا کھانا چار کے لیے، اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کافی ہوتا ہے۔'' (مسلم)

٥٥٠٠ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَقَالَ تَجَشَّأَرَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَ كُفَّ عَنَّا جُشْاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَ هُـمْ شِبَعـاً فِـي الـدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الترمذی، ٢٤٧٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈکار مارنا شروع کر دیئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ڈکار ہم سے بند رکھ، کیونکہ بہت سے لوگ دنیا میں زیادہ سیر ہو کر کھانے والے آخرت میں طویل بھوک میں مبتلا ہوں گے۔'' (ترمذی)

٥٥٠١ـ عَنْ نَافِعٍ: أَهْدَى رَجُلٌ مِنَ الْعِرَاقِ إِلَـى بْـنِ عُـمَـرَ جَوَارِشَ : فَقَالَ : مَا يُصْنَعُ بِهٰذَا ، قَالَ إِذَا كَضَكَ الطَّعَامُ أَخَذْتَ مِنْهُ ، قَـالَ: وَالـلّٰـهِ مَـا شَبِـعْـتُ مُنْذُ كَذَاوَكَذَا لاَ حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ . (رواه رزين .)

''نافع کا بیان ہے: ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بطور تحفہ عراق سے جوارش (دوائی) لا کر دی تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کو کیا کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا: جب تجھے کھانا ہضم نہ ہو تو اس میں سے بقدر ضرورت کھاؤ۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اتنی اتنی مدت بیت گئی ہے میں نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا ہے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' (رزین)

٥٥٠٢ــ عَـنْ مِـقْدَامِ بْنِ مَعْدِىْ كَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مَلَا آدَمِيٌّ وِعَـاءً شَـرًّا مِـنْ بَـطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلاَتٌ يُـقِـمْـنَ صُـلْبَـهُ فَإِنْ كَانَ لاَ مَحَالَةَ فَثُـلُـثٌ لِـطَـعَـامِــهِ وَثُلُثٌ لِشَرَابِـهِ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ . (رواه الترمذی، ٢٣٨٠)

''سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی نے کوئی برتن نہیں بھرا جو زیادہ برا ہو پیٹ بھرنے سے، ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں۔ جو اس کی کمر سیدھی رکھ سکیں اگر زیادہ ضرورت ہو تو پیٹ کا تیسرا حصہ طعام کے لیے۔ ایک حصہ پینے کے لیے۔ ایک تہائی حصہ سانس لینے کے لیے ہونا چاہیے۔'' (ترمذی)

٥٥٠٣ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٥٤٩٩) مسلم: ٢٠٥٩ـ ترمذی: ١٨٢٠ـ ابن ماجه: ٣٢٥٤ـ احمد: ١٤٦٨٤ـ دارمی: ٢٠٤٤.

(٥٥٠٠) ترمذی: ٢٣٨٠ـ حسن، البانی: ٢٠١٥ـ ابن ماجه: ٣٣٥٠.

(٥٥٠١) رزین.

(٥٥٠٢) ترمذی: ٢٣٨٠ـ صحیح، البانی: ١٩٣٩ـ ابن ماجه: ٣٣٤٩ـ احمد: ١٦٧٣٥.

(٥٥٠٣) ترمذی: ١٨٨٦ـ ضعیف، البانی: ٣١٥.

تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ . (رواه الترمذي، ١٨٥٦)

رات کو کچھ کھاؤ، خواہ ردی کھجور ہی سہی کھاؤ۔ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا آتا ہے۔'' (ترمذی)

٥٥٠٤ــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتّٰى يَأْكُلَ حَشَفَهَا . (رواه مالك، ١٧٣٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عمر کو دیکھا جب وہ امیرالمؤمنین تھے۔ ان کے لیے ایک پیمانہ (سوا دو سیر) کھجور رکھی جاتی تو وہ اس سے کھاتے، یہاں تک کہ ردی کھجوریں بھی کھا جاتے۔'' (مالک)

شــــرح: ......ان احادیث میں بسیار خوری کو بدترین خصلت قرار دیا گیا ہے۔ یہ دینی اور دنیاوی، مفاسد اور خرابیوں کی جڑ ہے۔

جب آدمی صرف کھانے پینے کی فکر ہی میں لگا رہے تو اسے حلال وحرام کی تمیز بھی نہیں رہتی۔ اور اس سے معدہ اور دماغ پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اسی لیے ان احادیث میں ترغیب دی گئی ہے کہ جسم کی سلامتی کھانے پینے میں زیادتی سے پرہیز ہی میں ہے۔ لہٰذا کھانے پینے میں میانہ روی اختیار کی جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی بدن، روح، دنیا اور آخرت سب کی سعادت حاصل ہوسکتی ہے۔ وگرنہ یہ بسیار خوری روز قیامت بے وزن کردے گی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا﴾ (الكهف: ١٠٥)

''پس ہم قیامت کے دن ان کا وزن قائم نہ کریں گے۔''

یہاں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بسیار خوری کرنا دراصل کافروں کی مشابہت ہے۔ جیسا کہ فرمایا: مومن ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے یہ اس لحاظ سے قابل مذمت ہے۔

نیز بسیار خوری سے عبادت الٰہی سے غفلت اور دنیا کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے نفس کو اعتدال پر رکھنا نہایت مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ خرابیاں نہ ہوں تو پھر کھانے پینے میں کوئی پابندی نہیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو چاہو کھاؤ پیو، اور جو مرضی پہنو، صرف دو باتیں نہ ہوں نہ تکبر ہو اور نہ ہی اسراف ہو۔ (مسند: ۲/ ۱۸۱)

یہاں ایک وضاحت بہت ضروری ہے بعض لوگ جو تصوف کا دعویٰ کرتے ہیں وہ تفریط کا شکار ہیں، نہ ہی اچھا کھاتے ہیں نہ اچھا پہنتے ہیں اور ہر لذت سے کنارہ کش ہیں۔ یہ دعویٰ، شریعت کے تقاضا کے خلاف ہے۔ یہ مسند احمد والی حدیث اس کی تردید کرتی ہے۔ ابن ابی ماسویہ ایک طبیب تھا۔ یہ حدیث پڑھنے کے بعد جس میں کم کھانے کی ترغیب

(٥٥٠٤) مؤطا: ١٧٣٦.

ہے اس نے یہ تاثرات بیان کیے تھے کہ اگر لوگ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو یہ بہت ساری بیماریوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ اور ان کی بیماریاں ختم ہوسکتی ہیں، اور ڈاکٹروں کی دکانیں ویران ہوسکتی ہیں۔

حارث بن کلدہ حکیم نے کہا تھا: پیٹ ہر بیماری کا مرکز ہے اور پرہیز صحت کا مرکز ہے۔ کم کھانے میں بہت سارے فوائد ہیں، اور بہت ساری بدنی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ قلبی صفائی ملتی ہے اور اس کی اصلاح ہوتی ہے۔ رقت قلب پیدا ہوتی ہے۔ قوت فہم و ذکاء بڑھتی ہے۔ انکساری پیدا ہوتی ہے، ناجائز خواہش کمزور ہوتی ہے۔ غضب ماند پڑتا ہے، نافرمانیوں سے دوری پیدا ہوتی ہے۔

اس کے برعکس بسیار خوری سے دل میں خباثت اور اکڑ پیدا ہوتی ہے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ احکام الٰہیہ کی بجا آوری میں رکاوٹ آتی ہے۔

لقمان نے (اللہ ان پر رحمت کرے) اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! جب معدہ زیادہ بھرا ہو تو فکر سو جاتی ہے، حکمت و دانائی گونگی ہو جاتی ہے، اور اعضاء عبادت سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ (توضیح الاحکام: ۷/ ۳۷۸)

٥٥٠٥ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. (رواه البخاری، ٥٤٠٩)

''سیدنا ابو ہریرہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا۔ اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے۔ اگر نہ چاہتے تو ترک کر دیتے۔'' (بخاری)

شــرح: ......اس میں حسن ادب کا درس ہے۔ کبھی یہ صورت حال ہوتی ہے کہ آدمی ایک چیز کو ناپسند کرتا ہے جبکہ دوسرے کو وہ چیز پسند ہوتی ہے، مگر شرعاً اسے کھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ اس لیے پیارے پیغمبر ﷺ جس چیز کو چاہتے کھا لیتے۔ جس کی چاہت نہ ہوتی نہ کھاتے کیونکہ اس سے تیار کرنے والے کی بھی دل شکنی ہوتی ہے۔ اور جس کی پسند ہو وہ بھی محروم رہ جاتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ یہ نہ کہتے تھے، یہ کھانا کھٹا ہے، نمک کم ہے، گاڑھا شوربے والا ہے یا زیادہ شوربے والا ہے یا کچا ہے، وغیرہ اگر طبیعت مانتی تو کھا لیتے نہ مانتی تو نہ کھاتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی طبیعت گوہ کھانے پر آمادہ نہ ہوئی تو اسے نہ کھایا تھا، کہا: اسے لے جاؤ۔ مگر ایک صحابی نے کھالی تھی۔

یاد رہے کہ یہ اصول اس کھانے کے متعلق ہے جو جائز ہے، اس پر عیب نہ لگایا جائے، مگر جب ناجائز ہوتا تو پیغمبر ﷺ اس پر عیب چینی فرماتے تھے اور اس کی مذمت کرتے تھے۔ (فتح الباری: ۸/ ۵۴۷)

٥٥٠٦ــــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی پڑ جائے تو اس کو ڈبو دو

(٥٥٠٥) بخاری: ٥٤٠٩۔ مسلم: ٢٠٦٤۔ ترمذی: ٢٠٣١۔ ابوداؤد: ٣٧٦٣۔ ابن ماجه: ٣٢٥٩۔ احمد: ١٠٠٤٩.

(٥٥٠٦) ابوداؤد: ٣٨٤٤۔ صحیح، البانی: ٣٢٥٥۔ بخاری: ٥٧٨٢۔ ابن ماجه: ٣٥٠٥۔ احمد: ٩٤٢٨۔ دارمی: ٢٠٣٨.

فَامْقُلُوْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِجنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الأُخْرَى شَفَاءٌ وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِىْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ. (رواه أبوداود ٣٨٤٤) اس کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفا ہے۔ اور وہ اس پر کو بچائے رکھتی ہے جس میں شفا ہے پس اسے مکمل ہی ڈبودیا جائے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مکھی کسی کھانے یا پینے کی چیز میں گر کر مر جائے تو وہ چیز پلید نہیں ہوتی۔ مکڑی، بھڑ، وغیرہ جن میں خون نہیں بہتا ان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا مکھی کو بلا وجہ مارنا درست نہیں۔ ہاں! اگر مشروب میں ڈبونے سے یا کھانے کے گرم ہونے سے مر جائے تو یہ مجبوری ہے۔

مکھی کو مشروب وغیرہ میں ڈبونے کی حکمت نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے، مکھی شفا والے پر کو بچاتی ہے اور وبا والے پر کو ڈبوتی ہے۔

بعض عقل پرست اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ہی چیز میں شفا اور وباء دونوں جمع ہوں؟

اس کا حل یہ ہے کہ یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ بہت سارے حیوانات متضاد صفات رکھتے ہیں، مثلاً سانپ میں زہر قاتل بھی ہے اور سانپ ہی کے گوشت سے تریاق تیار ہوتا ہے جو کہ زہر کے اثر کو ختم کرتا ہے۔ اور یہ بات مشاہدہ میں بھی آئی ہے کہ مکھی کے کاٹ لینے کی جگہ پر خارش یا ورم ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس میں زہر ہے۔ (فتح الباری: ۲۵۲/۱۰)

نیز! جدید علوم بھی اسے تسلیم کرتے ہیں کہ مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے اور وہاں سے مہلک جراثیم انسان تک منتقل کرتی ہے۔ پھر اس سے وبا پھیلتی ہے اور ٹائیفائڈ بخار، وغیرہ امراض جنم لیتے ہیں۔ اور جب مکھی ڈبوتے ہیں یا اسے باہر پھینکتے ہیں تو اس سے چمٹے ہوئے جراثیم مر جاتے ہیں اور لوگ بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

تاہم یہ توجیہ عقلیت پسندوں کے لیے تو بہت خوشگوار اور اطمینان والی ہوگی۔ مگر اس حدیث سے ان کی محبت مشکوک ہو جاتی ہے۔ انہوں نے حدیث پر اعتبار نہیں کیا وہ تو اس لیے مطمئن ہیں کہ جدید علوم کے ماہرین نے اس کی تصدیق کی ہے۔ مگر ایک مسلمان کی شان یہ ہوتی ہے کہ اسے کسی بیرونی تصدیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بس رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے تابع ہوتا ہے کوئی انگریز فلاسفر اس کی تائید کرے یا مخالفت کرے اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

مذکورہ حدیث پر مسلمانوں کا ایمان ہے کہ مکھی کے ایک پر میں وبا اور دوسرے میں شفا ہے۔ اور جب مکھی ڈبو لیں تو اس کا علاج ہو جاتا ہے اور چیز بھی پلید نہیں ہوتی۔ (تفہیم الاسلام: ۴۴/۱)

۵۵۰۷۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِمَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِى الْقَصْعَةِ وَقَالَ ''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کوڑھ زدہ کا ہاتھ پکڑا کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھ دیا، اور فرمایا: کھا اللہ پر

(۵۵۰۷) ابوداؤد: ۳۹۲۵۔ ضعیف، البانی: ۸۴۷۔ ترمذی: ۱۸۱۷۔ ابن ماجہ: ۳۵۴۲.

كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ . (رواه أبو داود، ٣٩٢٥) بھروسے سے اور اسی پر توکل کرتے ہوئے۔'' (ابوداؤد)

٥٥٠٨۔ بُرَيْدَةَ : أَنَّ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ فَعَلاَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالاَ مِثْلَ ذٰلِكَ . ''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ وسیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا اور اسی کی مثل کہا بھی ہے۔''

شرح: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو حدیثیں صحیح ثابت ہیں۔ ایک یہ ہے کہ کوڑی سے دور رہو اور دوسری یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑی کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوڑی میرے پیالے میں کھاتا پیتا تھا اور بستر پر سوتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کوڑی کے ساتھ کھانے کو جائز سمجھتے تھے۔ اور بعض کی رائے ہے کہ جو کوڑی سے اجتناب کا کہا گیا ہے وہ منسوخ ہو چکا ہے، لیکن یہ رائے درست نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ منسوخ نہیں، ان دونوں احادیث میں مطابقت یہ ہے کہ جو کوڑی سے دور رہنے کا حکم ہے۔ یہ احتیاط کے طور پر ہے، اس کے ساتھ کھانے پینے کا جواز ہے حرام ہے۔ (شرح مسلم: ۱۴/ ۲۲۸)

٥٥٠٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُّنْفَخَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالثَّمَرَةِ (رواه الطبراني في الكبير ٢٢٧٨٩) بضعف ''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے، پینے اور پھل میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔'' (الکبیر، بضعف)

شـــــرح: ...... یہ تو ضعیف ہے، (ابوداود: ۳۷۲۲، باب فی النفخ فی الشراب والنفس) میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت آتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے منع کیا ہے۔ برتن میں پھونک مارنے سے مراد یہی ہے کہ اس میں جو کھانے یا پینے والی چیز ہے اس میں پھونک نہ ماریں۔ اس میں پھونک دو وجہ سے ماری جاتی ہے کہ یا تو اس میں کوئی تنکا وغیرہ نکالنا ہوتا ہے۔ یا پھر کھانا گرم ہو اسے ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے۔ تو اس بارے میں گزارش ہے کہ کھانے کو رکھ دیا جائے کہ خود ہی ٹھنڈا ہو اور تنکا وغیرہ بغیر پھونک مارے ہاتھ وغیرہ سے نکالیں۔ کیونکہ اگر پھونک ماریں گے تو منہ سے بلغم یا تھوک وغیرہ اس میں گر سکتے ہیں، جس سے طبیعت میں نفرت آ جائے گی۔ اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی احتیاط کا اندازہ لگائیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھوک مبارک ساری دنیا کی طہارتوں کو اس پر قربان کیا جا سکتا ہے، ایک حلوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں کھجوریں بھی تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھا کر ان کی گٹھلیاں تین انگلیوں کے درمیان رکھ کر دور پھینک رہے ہیں، پلیٹ میں نہیں رکھتے کہ کہیں یہ کھانا تھوک میں ملوث نہ ہو جائے تو پھونک مارنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔ ابوداؤد: ۳۷۲۳۔ مع عون المعبود: ۳/ ۳۹۲)

(٥٥٠٨) ابوداؤد: ٣٩٢٥ـ ضعيف، الباني: ٨٤٧ـ ترمذی: ١٨١٧ـ ابن ماجه: ٣٥٤٢.

(٥٥٠٩) طبرانی کبير: ١١٧٨٩ـ ابوداؤد (خلا قوله والتمر) وفيه محمد بن جابر وهو ضعيف، هيثمی: ٨٢٣٩.

٥٥١٠ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلاَ يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلاَ يَرْفَعُ يَدَهُ وَإِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَإِنَّ الرَّجُلَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ وَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ. (رواه إبن ماجة، ٣٢٩٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب دستر خوان رکھا جائے تو آدمی نہ اٹھے یہاں تک کہ دستر خوان اٹھایا جائے۔ اور اپنا ہاتھ سب لوگوں کے سیر ہوکر کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے نہ اٹھائے بلکہ ساتھ کا عذر ظاہر کرے۔ یقیناً ایک مرد اپنے ساتھ والے سے شرمندہ کر کے اپنا ہاتھ بند کر دیتا ہے۔ اور حالانکہ ممکن ہے کہ اس کو کھانے کی ضرورت ہو۔'' (ابن ماجہ)

٥٥١١ــ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً وَعَنِ الأَكْلِ قَائِماً. (رواه البزار، ٢٨٦٨)والموصلي.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر کھانے، پینے سے منع کیا ہے۔'' (البزار، الموصلی)

شرح: ...... کھڑے ہوکر کھانے پینے کے بارے میں احادیث کا اس طرح معاملہ ہے۔ ایک سے ثابت ہوتا ہے کھڑے ہوکر کھانا پینا منع ہے جو پیے وہ قے کر دے۔ ایک میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پیا۔ ایک قول اس بارے میں یہ ہے کہ کھڑے ہوکر کھانا پینا منسوخ ہو چکا ہے یہ قول مناسب نہیں۔ ان میں مطابقت یوں ہے کہ کھڑے ہوکر کھانا، پینا منع ہے مگر یہ مخالفت حرام نہیں، کھڑے ہوکر کھانا پینا جائز ہے، مگر زیادہ عادت بیٹھ کر ہی ہونی چاہیے۔ کبھی کسی وجہ سے کھڑا ہوکر کھانا، پینا ہو جائے تو اجازت ہے۔ تاہم کھڑے ہوکر کھانے، پینے میں نقصانات ہیں۔ معدہ میں چیز صحیح طرح قرار نہیں پکڑتی اور چیز ایک دم معدہ میں چلی جاتی ہے جس سے معدہ کی حرارت ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ کھڑے ہوکر کھانا، پینا پڑ جائے تو پھر یہ نقصان نہیں ہوتا۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٨٨)

ماورد فی أطعمة مخصوصة من مدح وإباحة وكراهة وحكم المضطر وغير ذلك.

مخصوص کھانوں کی مدح، اباحت یا کراہت اور اضطرار والے کا بیان

٥٥١٢ــــ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِىْ اَيُّوْبَ وَكَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا بَعَثَ إِلَيْهِ بِفَضْلِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے۔ جب آپ ﷺ کھانا کھاتے تو بچا ہوا کھانا اس کی طرف بھیجتے تھے۔ پس ایک دن اس کی طرف

(٥٥١٠) ابن ماجه: ٣٢٩٥۔ ضعيف جداء البانى: ٧١٣.

(٥٥١١) بزار: ٢٨٦٨ اور موصلى باختصار ورجاله ثقات رجال الصحيح، خلا المغيرة بن مسلم وهو ثقة، هيثمى: ٧٩٢١.

(٥٥١٢) ترمذى: ١٨٠٧۔ صحيح، البانى: ١٤٧٦۔ احمد: ٢٠٥١٨.

يَـوْمـاً بِطَعَامٍ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا أَتَى اَبُوْ أَيُّوْبَ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْـهِ ثُـوْمٌ فَـقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَحَـرَامٌ هُـوَ قَالَ لَا وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيْحِهِ. (رواه الترمذي، ١٨٠٧)

کھانا بھیجا جس سے آنحضرت نے نہیں کھایا تھا۔ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے آ کر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں لہسن تھا۔ پس اس نے کہا: یا رسول ﷺ! کیا وہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں مگر میں اس کو بو کی وجہ سے ناپسند کرتا ہوں۔'' (ترمذی)

٥٥١٣۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أُمَّ اَيُّوْبَ أَخْبَـرَتْـهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَـزَلَ عَـلَيْهِـمْ فَتَـكَـلَّفُوْا لَهُ طَعَاماً فِيْهِ مِنْ بَعْضِ هٰـذِهِ الْبُـقُـوْلِ فَـكَرِهَ أَكْلَهُ فَقَالَ لِاَصْحَابِهِ كُـلُـوْهُ فَإِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِيْ. (رواه الترمذي، ١٨١٠)

''عبداللہ بن ابی یزید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ام ایوب نے اس کو خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس آ کر ٹھہرے تو ہمارے لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ اور اس میں کچھ ترکاریاں بھی شامل کیں۔ آپ ﷺ نے اس کو کھانا پسند نہیں کیا، اور اپنے اصحاب سے کہا: تم کھاؤ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں اپنے رفیق (جبریل علیہ السلام) کو ایذا پہنچاؤں۔'' (ترمذی)

٥٥١٤۔ عَـنْ أَبِـيْ زِيَادٍ خِيَارِبْنِ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَـأَلَ عَـائِشَةَ عَـنِ الْبَـصَـلِ فَقَـالَـتْ إِنَّ آخِـرَ طَـعَامٍ أَكَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَـعَامٌ فِيْهِ بَصَلٌ. (رواه أبوداود، ٣٨٢٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابوزیاد خیار بن سلمہ نے پیاز کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کھانا کھایا تھا اس میں پیاز بھی تھا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ثابت ہوا کچا لہسن اور پیاز جو بھی ان جیسی چیز ہے جس سے بدبو آتی ہے وہ کھا کر مسجد میں آنا منع ہے۔ اگر پکا لیا جائے اور بدبو ختم ہو جائے تو پھر کھانا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ لوگ نبی اکرم ﷺ سے تبرک حاصل کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کی غمخواری کرتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۱۸)

سگریٹ نوشی کر کے آنا تو نہایت ہی قبیح بدبو ہے۔ اس سے سخت احتراز کیا جائے۔ (گوندلوی)

٥٥١٥۔ عَـنْ يَـحْـيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْـخَـطَّـابِ كَـانَ يَـأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَدَعَا

''یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ گھی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے۔ انہوں نے ایک دیہاتی کو بلایا تو وہ کھانے

(٥٥١٣) ترمذي: ١٨١٠۔ حسن، الباني: ١٤٧٨۔ ابن ماجه: ٣٣٦٤۔ دارمي: ٢٠٥٤.

(٥٥١٤) ابوداؤد: ٣٨٣٩۔ ضعيف، الباني: ٨٢٥۔ احمد: ٢٤٠٦٤.

(٥٥١٥) مؤطا: ١٧٣٥.

رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَكَلْتُ سَمْناً وَلاَ لُكْتُ أَكْلاً بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لاَ آكُلُ السَّمْنَ حَتّٰى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ اَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ . (رواه مالك، ١٧٣٥)

لگا۔ اور لقمے کے ساتھ پیالے کے اردگرد چمٹا ہوا میلا کچیلا گھی بھی اتارنا شروع ہوگیا۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بڑا ندیدہ ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اتنے او راتنے عرصہ سے میں نے گھی اورمرغن خوراک نہیں دیکھی نہ کوئی کھاتا دیکھا ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گھی نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ لوگوں کی پہلی سی زندگی لوٹ آئے۔ (کیونکہ یہ قحط کا زمانہ تھا۔)'' (مالک)

٥٥١٦۔عَنْ حُمَيْدِبْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِساً مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيْقِ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلَى دَوَابٍّ فَنَزَلُوْا عِنْدَهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّي فَقُلْ إِنَّ ابْنَكَ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ وَيَقُوْلُ أَطْعِمِيْنَا شَيْئًا قَالَ فَوَضَعَتْ ثَلاَثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ وَشَيْئاً مِنْ زَيْتٍ وَمِلْحٍ ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ كَبَّرَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي اَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ اَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَاإِلاَّ الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَاابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا وَاَطِبْ مُرَاحَهَا وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ . (رواه مالك، ١٧٣٧)

''حمید بن مالک نے کہا: میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام عقیق پر ان کی زمین میں تھا تو کچھ لوگ مدینہ سے جانوروں پر سوار ہو کر آئے، اور ان کے نزدیک آ کر اترے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: میری والدہ کے پاس جاؤ، اور کہو: آپ کا بیٹا سلام کہتا ہے۔اور کہتا ہے ہمیں کچھ کھلائیں۔ان کی والدہ نے تین روٹیاں برتن میں رکھیں۔اور کچھ روغن زیتون اور نمک دیا۔اور پھر برتن میرے سر پر رکھا تو میں اسے لے آیا۔ جب میں نے ان کے سامنے برتن رکھا تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور کہا: اللہ کا شکر ہے! جس نے ہمیں روٹی کے ساتھ سیر کر دیا۔جبکہ پہلے ہماری خوراک دو سیاہ چیزیں ہوا کرتی تھیں۔ پانی اور کھجور۔ پس ان لوگوں کو وہ کھانا پورا نہ ہوا اور جب وہ لوٹ گئے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھتیجے! اپنی بکریوں سے بہتر سلوک کرنا۔ان سے ان کی ناک صاف کرتا رہ۔ اچھی طرح چراگاہ میں لے جا۔ اور ان کے اطراف میں نماز بھی پڑھ یہ جنت کا جانور ہے۔اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! لوگوں پرعنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ مروان بن حکم کے محل سے لوگوں کو چند بکریاں زیادہ پسند ہوگیں۔'' (مالک)

(٥٥١٦) مؤطا: ١٧٣٧.

شرح:......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کی خوراک کے مطابق اپنی خوراک رکھتے تھے۔ کم از کم درجہ کے لحاظ سے جسے کھانا میسر تھا اس کے اعتبار سے اور معیار سے کھانا کھاتے تھے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والے واقعہ سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کھانے کی سادگی کا پتہ چلتا ہے۔ مروان چونکہ مدینہ کے گورنر تھے ظاہر ہے ان کا گھر قیمتی تھا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مال کثرت سے ہوگا۔ (شرح زرقانی: ۳۱۴/۴)

۵۵۱۷ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنْتُ جَالِساً فِي دَارِيْ فَمَرَّ بِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَى بَعْضَ حُجَرِ نِسَائِهِ فَدَخَلَ ثُمَّ أَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ الْحِجَابَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ فَقَالُوْ نَعَمْ فَأُتِيَ بِثَلَاثَةِ أَقْرِصَةٍ فَوُضِعْنَ عَلَى نَبِيٍ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرْصاً فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَخَذَ قُرْصًا آخَرَ فَوَضَعَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ أَخَذَ الثَّالِثَ فَكَسَّرَهٗ بِاثْنَيْنِ فَجَعَلَ نِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ وَنِصْفَهٗ بَيْنَ يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ هَلْ مِنْ أُدْمٍ قَالُوْا لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ قَالَ هَاتُوْهُ فَنِعْمَ الْأُدُمُ هُوَ. (رواه مسلم، ۲۰۵۲)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کے گھر میں گئے۔ انھوں نے پردہ کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کے لیے کچھ ہے؟ گھر والوں نے کہا: ہاں، پس جو کی تین روٹیاں لاکر آپ ﷺ کے سامنے رکھی گئیں۔ تو آپ ﷺ نے ایک روٹی اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی۔ اور ایک اٹھا کر اپنے سامنے رکھی۔ پھر تیسری روٹی لے کر اس کے دو حصے کیے، نصف حصہ اپنے سامنے، اور نصف میرے سامنے رکھ دیا۔ پھر فرمایا: کوئی سالن بھی ہے؟ تو کہا: نہیں، مگر تھوڑا سا سرکہ ہے، فرمایا: لاؤ وہ عمدہ سالن ہے۔'' (مسلم)

۵۵۱۸ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّ الْخَلَّ نِعْمَ الْأُدْمُ قَالَ جَابِرٌ فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم، ۲۰۵۲)

''ایک روایت میں ہے: ''تحقیق سرکہ عمدہ سالن ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس دن سے میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا اس دن سے میں سرکے کو پسند کرتا ہوں۔'' (مسلم)

۵۵۱۹ــ عَنْ أُمِّ هَانِیءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلْ

''سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے ہاں نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا: نہیں،

(۵۵۱۷) مسلم: ۲۰۵۲۔ ترمذی: ۱۸۴۲۔ ابوداؤد: ۳۸۲۱۔ ابن ماجه: ۳۳۱۷۔ احمد: ۱۴۸۶۹۔ دارمی: ۲۰۴۸.
(۵۵۱۸) مسلم: ۲۰۵۲۔ ترمذی: ۱۸۴۲۔ ابوداؤد: ۳۸۲۱۔ ابن ماجه: ۳۳۱۷۔ احمد: ۱۴۸۶۹۔ دارمی: ۲۰۴۸.
(۵۵۱۹) ترمذی: ۱۸۴۲.

عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقُلْتُ لاَإِلاَّ كِسْرٌ يَابِسَةٌ وَخَلٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَرِّبِيْهِ فَمَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ أُدْمٍ فِيْهِ خَلٌّ. (رواه الترمذی، ۱۸٤۲)

مگر صرف روٹی کا خشک ٹکڑا اور سرکہ ہے۔ فرمایا: وہی قریب کرو۔ وہ گھر سالن کا محتاج نہیں ہے جس گھر میں سرکہ موجود ہو۔'' (ترمذی)

شرح: ......ان احادیث سے ایک تو نبی اکرم ﷺ کی گزران پر روشنی پڑتی ہے کہ کس قدر سادہ تھی کہ کسی بیوی کے گھر سے خالی روٹی کے ٹکڑے کے اور کچھ نہ ملا۔

دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ سرکہ ایک عمدہ اور بہترین سالن ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کا حصول بہت آسان ہے زیادہ محنت نہیں کرنا پڑتی اور اس میں قناعت ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ دودھ، گوشت، شہد اور شوربا وغیرہ سے بھی یہ بہتر ہے۔ صحیح مطلب یہ ہے کہ سرکہ سالن کی صلاحیت رکھتا ہے، ایسا نہیں ہے جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سالن نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ غلط فہمی دور فرمائی ہے اگر کسی کے پاس سرکہ ہے اور وہ اس کے ساتھ روٹی کھا رہا ہے تو وہ سالن کے ساتھ کھا رہا ہے، یہ نہ سمجھے کہ میں خالی روٹی کھا رہا ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۳۵)

۵۵۲۰ـــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقاً فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ. (رواه البخاری، ۵٤۳۹)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک درزی نے نبی کریم ﷺ کو کھانے پر مدعو کیا جو اس نے تیار کیا تھا۔ پس میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ گیا۔ میزبان نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں گوشت اور کدو شامل تھا پیش کیا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پیالے کے اطراف سے کدو تلاش کرتے تھے۔ پس میں اس دن سے کدو کو پسند کرنے لگا ہوں۔'' (بخاری)

۵۵۲۱ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ جَعَلْتُ أُلْقِيْهِ إِلَيْهِ وَلاَ أَطْعَمُهُ.

''ایک روایت میں ہے: جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں کدو آپ ﷺ کی طرف دھکیل دیتا اور خود نہیں کھاتا تھا۔''

۵۵۲۲ـــ وَفِي أُخْرٰى: قَالَ اَنَسٌ فَمَا صُنِعَ لِي طَعَامٌ أَقْدَرُ عَلَى أَنْ يُصْنَعَ فِيْهِ دُبَّاءٌ إِلاَّ

''ایک روایت میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے بعد میرے لیے جب بھی کھانا تیار کیا گیا، اور میں اس میں کدو

(۵۵۲۰) بخاری: ۵٤۳۹۔ مسلم: ۲۰٤۱۔ ترمذی: ۱۸۲۰۔ ابوداؤد: ۳۷۸۲۔ ابن ماجہ: ۳۳۰۳۔ احمد: ۱۳٦۷۸۔ مؤطا: ۱۱٦۱۔ دارمی: ۲۰۵۰.
(۵۵۲۱) مسلم: ۲۰٤۱.
(۵۵۲۲) مسلم: ۲۰٤۱.

صُنِعَ . (هما لمسلم، ٢٠٤١)

شامل کرنے پر قادر ہوا تو کدو ضرور تیار کیا گیا۔" (یہ دونوں روایات صحیح مسلم کی ہیں۔)

شـــرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر ایک کی دعوت قبول کرتے تھے۔ درزی نے دعوت کی اور آپ ﷺ نے اس کی دعوت بھی قبول کی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک دستر خوان ہو، اس پر زیادہ افراد کی شرکت ہو تو کھانے کو ایک دوسرے پر پیش کر سکتے ہیں، اور اپنے اوپر کسی بڑے کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اکرم ﷺ کے لیے کدو چھانٹ کر پیش کر رہے تھے۔ (فتح الباری: ۵۶۴/۹)

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیالے کے اردگرد سے نبی اکرم ﷺ کا کدو تلاش کرنا دو احتمال رکھتا ہے۔

(۱) تو یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سارے پیالے کے اردگرد سے کدو تلاش نہ کر رہے تھے، بلکہ صرف اپنی جانب سے تلاش کیا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے سامنے سے برتن میں سے کھانے کا حکم دیا ہے۔

(۲) احتمال یہ ہے کہ سارے پیالے کے اردگرد ہی کدو تلاش کیا تھا۔ دوسروں کو آپ ﷺ نے سارے پیالے میں ہاتھ مارنے سے اس لیے منع کیا ہے کہ لوگ ایسی حرکت کو ناپسند کرتے ہیں۔

جبکہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے آثار سے لوگ تبرک حاصل کرتے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے تھوک مبارک کو ہاتھوں پر مل لیتے تھے۔ لہٰذا دوسروں کے لیے اب بھی یہی حکم ہے کہ اپنے سامنے سے کھائیں سارے برتن میں ہاتھ نہ چلائیں، نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی نہایت ہی متبرک تھی آپ ایسا کر سکتے تھے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲۴۲/۳)

ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ کی طبیعت کو کدو پسند تھا۔ اگر کوئی اس وجہ سے پسند کرتا ہے تو اچھا عمل ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اگر کوئی طبعی طور پر اسے نہیں کھاتا تو یہ گناہ نہیں نہ ہی گستاخ ہے۔ (گوندلوی)

٥٥٢٣ــ عَنِ ابْـنِ عُـمَرْ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوْكَ فَدَعَا بِسِكِّيْنٍ فَسَمَّى وَقَطَعَ (رواه أبوداود، ٣٨١٩) ولرزين وأكل

"سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس تبوک میں پنیر لائی گئی۔ پس آپ ﷺ نے چھری طلب کی۔ اور اس کے ساتھ بسم اللہ کہہ کر کاٹا۔" (ابوداؤد اور زرین کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے پنیر کھائی)

٥٥٢٤ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبْنَةٍ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ أَيْنَ صُنِعَتْ هٰذِهِ فَقَالُوْا بِـفَـارِسَ وَنَـحْـنُ نَرَى أَنَّهٗ يَجْعَلُ فِيْهَا مَيْتَةً

"سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک غزوے میں پنیر کا ٹکڑا لایا گیا تو فرمایا: یہ کہاں تیار کی گئی ہے؟ لوگوں نے کہا: فارس میں۔ اور ہم خیال کرتے ہیں

(٥٥٢٣) ابوداؤد: ٣٨١٩۔ رزین، حسن الاسناد، البانی: ٣٢٣٥.

(٥٥٢٤) احمد: ٢٧٥٠۔ بزار.

فَقَالَ أَطْعِنُوْا فِيْهَا بِالسِّكِّيْنِ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا . (لأحمد٢٧٥٠) والبزار

کہ اس میں مردار شامل ہوگا۔ فرمایا: تم اس میں چھری رکھو اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔''

شرح: ......ایک تو یہ ثابت ہوا کہ شک کی بنا پر کسی چیز کو حرام قرار نہ دیا جائے، بلکہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھالیں۔

۲۔ یہ ثابت ہوا کہ پنیر کھانا جائز ہے اور چیز چھری سے کاٹ کر کھانی بھی جائز ہے۔

اس میں انتڑیوں کے حلال ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے بشرطیکہ حلال جانور کی ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ پنیر ان کے بغیر تیار ہی نہیں ہوتا۔ (عون المعبود:۳/۴۲۴)

٥٥٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْماً بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَان سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشْفَةٌ فَلَمْ يكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِي مَضَاغِي . (رواه البخاري٥٤١١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب میں کھجوریں تقسیم کیں۔ اور ہر آدمی کو سات دانے دیئے۔ مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ایک ان میں سے خشک تھی، وہ مجھے زیادہ پسند آئی اس لیے کہ وہ چبانے میں سخت تھی۔'' (البخاری)

٥٥٢٦۔ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلاَمٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً وَقَالَ هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ . (رواه أبوداود، ٣٨٣٠)

''یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ اس کا سالن ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٥٢٧۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لاَ تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ (رواه مسلم، ٢٠٤٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجور نہ ہو اس گھر والے بھوکے ہیں۔'' (مسلم)

٥٥٢٨۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ فَيَقُوْلُ نَكْسِرُ حَرَّ هَذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا .

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خربوزہ کو تازہ کھجور سے ملا کر کھاتے، اور فرماتے: اس کی گرمی کو اس کی سردی اور اس کی سردی کو اس کی گرمی سے ہم توڑتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

(٥٥٢٥) بخاری: ٥٤١١۔ ابن ماجہ: ٤١٥٧۔ احمد: ٩١٠٩.

(٥٥٢٦) ابوداؤد: ٣٨٣٠۔ ضعیف، البانی: ٨٢٦.

(٥٥٢٧) مسلم: ٢٠٤٦۔ ترمذی: ١٨١٥۔ ابوداؤد: ٣٨٣١۔ ابن ماجہ: ٣٣٢٨۔ احمد: ٢٨٠٢٢۔ دارمی: ٢٠٦١.

(٥٥٢٨) ابوداؤد: ٣٨٣٦۔ حسن، البانی: ٣٢٤٩۔ ترمذی: ١٨٤٣.

(رواه أبوداود، ٣٨٣٦)

٥٥٢٩ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَتْ أُمِّي أَنْ تُسَمِّنَنِي لِدُخُوْلِي عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ أَقْبَلْ عَلَيْهَا بِشَيْءٍ مِمَّا تُرِيْدُ حَتّٰى اَطْعَمَتْنِي الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ فَسَمِنْتُ عَلَيْهِ كَأَحْسَنِ السَّمْنِ. (رواه أبوداود، ٣٩٠٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میری ماں مجھے موٹا کرنے کے لیے کھلایا پلایا کرتی تھی تا کہ وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچادے (یعنی رخصتی کردے)۔ مگر اس کو کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ اس نے مجھے ککڑی اور کھجور ملا کر کھلائیں تو اس کھانے پر میں بہت عمدہ طور پر موٹی اور تازہ ہوگئی۔'' (ابوداؤد)

٥٥٣٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ. (رواه مسلم، ٢٠٤٣)

''عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ککڑی اور تازہ کھجور ملا کر کھاتے دیکھا ہے۔'' (مسلم)

٥٥٣١ـ عَنْ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيِّيْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَّمْنَا زُبْداً وَتَمْراً وَكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ. (رواه أبوداود، ٣٨٣٧)

''بسر کے دو بیٹوں سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کو مکھن اور کھجور پیش کیے۔ آپ ﷺ کو مکھن اور کھجور پسند تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٥٣٢ـ عَنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَّمَتْ إِلَيْهِ جَدَّتِي تَمْرًا يُقَلِّلُهُ وَطَبَخَتْ لَهُ وَسَقَيْنَا هُمْ فَنَفِدَ الْقَدْحُ فَجِئْتُ بِقَدْحٍ آخَرَ وَكُنْتُ أَنَا الْخَادِمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطِ الْقَدْحَ الَّذِيْ انْتَهى إِلَيْهِ. (لأحمد، ١٧٢٢٣) بخفي

''ابن عبداللہ اپنے والد عبداللہ بن بسر سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میری دادی نے آپ ﷺ کو کھجوریں پیش کیں جو کہ قلیل مقدار میں تھیں اور کھانا پکایا۔ ہم نے ان سب کو پلایا ایک پیالا ختم ہوا تو میں دوسرا پیالہ لے کر آیا اور فرمایا: یہ پلا اس کو جہاں تک پہلا پیالہ ختم ہوا تھا۔'' (احمد)

شرح: ......ان تمام احادیث کا مطلب یہی ہے کہ پھل ہو یا کھانا ہوا سے دو قسم کا تیار کر کے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ تکبر نہ ہو، ریا کاری نہ ہو۔ ایک دستر خوان پر کئی اقسام کے کھانے ایک وقت میں جائز ہیں۔ اور جو اسلاف سے اس کی مذمت آتی ہے، وہ صرف اس نقطہ نظر سے ہے کہ اس طرح وسیع دستر خوان کی عادت نہ بنائی جائے اور آرام طلبی نہ

(٥٥٢٩) ابوداؤد: ٣٩٠٣۔ صحیح، البانی: ٣٣٠٣۔ ابن ماجه: ٣٣٢٤.
(٥٥٣٠) مسلم: ٢٠٤٣.
(٥٥٣١) ابوداؤد: ٣٨٣٧۔ صحیح، البانی: ٣٢٥٠۔ مسلم: ٢٠٤٢۔ ترمذی: ٣٥٧٦۔ ابن ماجه: ٣٣٣٤۔ احمد: ١٧٢٤٢.
(٥٥٣٢) احمد: ١٧٢٢٣۔ مسلم: ٢٠٤٢۔ ترمذی: ٣٥٧٦۔ ابوداؤد: ٣٨٣٧۔ ابن ماجه: ٣٣٣٤۔ دارمی: ٢٠٢٢.

آ جائے۔ وگرنہ کھانوں کا دستر خوان وسیع رکھنے کی اجازت ہے۔ ہاں ایک اور چیز بھی مدنظر رہے کھانا ضائع بھی نہ ہو۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ پھل یا کھانے میں طبی اور طبعی اصول مدنظر رکھ کر کھانا بھی مسنون ہے۔ جیسا کہ یہاں احادیث میں ذکر ہوا ہے کہ کھجور کی گرمی، ککڑی سے معتدل ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۹/۵۷۳)

اور ان میں کھجور کو بہت ہی زیادہ کارآمد چیز قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا بیوی اپنے خاوند کے لیے اپنے وجود کو مناسب مقدار میں رکھنے کی کوشش کرے تو یہ گھریلو زندگی کے لیے خوشگوار ہے۔

۵۵۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ ﴿الْحَلْوَاءَ﴾ وَالْعَسَلَ . (رواه الترمذی، ۱۸۳۱)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا۔'' (ترمذی)

شرح: ...... حلوا سے مراد ہر میٹھی چیز ہے، شہد بھی میٹھا ہوتا ہے، اس کے باوجود اس کا ذکر خاص کیا گیا ہے کیونکہ یہ عام میٹھی چیز سے زیادہ خوبی رکھتا ہے، پھل پر بھی حلوہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا پاکیزہ رزق اور لذیذ کھانا کھانا جائز ہے۔ یہ زہد وتقویٰ کے منافی نہیں۔ (شرح مسلم: ۱۰/ ۷۷)

آپ ﷺ کو میٹھی چیز پسند ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ طبیعت اسے بہت چاہتی تھی اور آپ ﷺ کثرت سے کھاتے تھے۔ بلکہ یہ مقصد ہے کہ جب آپ ﷺ کے سامنے میٹھی چیز پیش کی جاتی تو ایسے اچھے انداز پر اسے کھاتے، معلوم ہوتا تھا کہ یہ آپ کو پسند ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۵۷)

٥٥٣٤۔ عَنْ عَلْقَمَةَبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَرَى أَحَدُكُمْ لَحْماً فَلْيُكْثِرْ مَرَقَتَهُ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ لَحْماً أَصَابَ مَرَقَةً وَهُوَ أَحَدُ اللَّحْمَيْنِ (رواه الترمذي، ۱۸۳۲)

''علقمہ اپنے والد عبداللہ سے روایت کرتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی گوشت خریدے (اور پکائے) تو اس کا شوربا زیادہ کر دے۔ اگر کسی کو گوشت نہ ملا تو وہ شوربا ہی پی لے گا۔ اور یہ دو گوشتوں میں سے ایک گوشت ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ...... یہ اگرچہ ضعیف ہے، مگر ترمذی: ۱۸۳۳ والی حدیث جو کہ صحیح ہے، اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی چھوٹی سی نیکی کو بھی حقیر نہ جانیں اور کچھ نہ ہو تو بھائی سے خندہ پیشانی سے ملیں، یہ بھی نیکی ہے۔

(٥٥٣٣) ترمذی: ١٨٣١۔ صحیح، البانی: ١٤٩٥۔ بخاری: ٥٢٦٨۔ مسلم: ١٤٧٤۔ نسائی: ٣٩٥٨۔ ابوداؤد: ٣٧١٤۔ ابن ماجہ: ٣٣٢٣۔ احمد: ٢٥٣٢٤۔ دارمی: ٢٠٧٥.

(٥٥٣٤) ترمذی: ١٨٣٢۔ ضعیف، البانی: ٣٠٩.

اور اگر گوشت خریدو یا کوئی بھی چیز پکاؤ تو اس میں شوربا زیادہ کرلیا کرو اس سے اپنے پڑوسی کو بھی دیا کرو۔

اس سے شوربا زیادہ کرنے کی وجہ بھی سمجھ میں آجاتی ہے، اور ویسے بھی گوشت کا رس شوربا میں آجاتا ہے، پڑوسی اور مہمان کے لیے بھی ہوا اور اپنے بھی کام آیا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۳۱)

۵۵۳۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الْعُرَاقِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عُرَاقَ الشَّاةِ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ قَالَ وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ . (لأبي داود ۳۷۸۰)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو ہڈیوں میں سے بکری کی ہڈی پسند تھی۔ آپ ﷺ کو بھنے ہوئے جانور کا بازو بھی پسند تھا۔'' اور آپ کو زہر بھی بھنے ہوئے بازو میں ملا کر دیا گیا تھا۔ (ابوداؤد)

۵۵۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ الذِّرَاعُ أَحَبَّ اللَّحْمِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ كَانَ يَجِدُ اللَّحْمَ إِلَّا غِبًّافَكَانَ يَعْجَلُ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ أَعْجَلُهَا نُضْجًا . (رواه الترمذی، ۱۸۳۸)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بازو آنحضرت ﷺ کو بحیثیت گوشت زیادہ پسند نہیں تھا: بلکہ بات یہ تھی کہ آپ ﷺ کو گوشت کبھی کبھی میسر آتا تھا۔ اور بازو کا گوشت جلدی تیار ہوتا ہے اس لیے جلدی میسر آنے کی وجہ سے پسند تھا۔'' (ترمذی)

شرح: ......ان سے ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو یہ پکنے میں جلدی تیار ہو جاتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کا ذائقہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ گندگی سے محفوظ ہوتا ہے، صاف جگہ ہے۔ اسی وجہ سے ان یہودیوں نے آپ ﷺ کو جب زہر ملا گوشت کھلایا تھا۔ دوسرے حصہ میں بھی زہر ملایا تھا مگر اس دستی والے حصہ میں زیادہ ملایا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بچا لیا، پہلے اس زہر ملانے والی عورت کو معاف کر دیا تھا۔ مگر جب اس زہر سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو نبی اکرم ﷺ نے قصاص میں سے قتل کر دیا۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۱۱)

۵۵۳۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ . (رواه مالك، ۱۷۴۲)

''یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے آپ کو گوشت کی عادت سے بچا۔ کیونکہ جیسے شراب کا عادی ہونے کے بعد اس کی طلب ہوتی ہے گوشت کی بھی اسی طرح طلب ہونا شروع ہوجاتی ہے۔''

۵۵۳۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَمَعَهُ

''یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ملے ان کے پاس گوشت کا بوجھ تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا ہے؟

(۵۵۳۵) ابوداؤد: ۳۷۸۰۔ صحیح، البانی: ۳۲۱۱۔ احمد: ۳۷۶۸.

(۵۵۳۶) ترمذی: ۱۸۳۸۔ منکر، البانی: ۳۱۱.

(۵۵۳۷) مؤطا: ۱۷۴۲.

(۵۵۳۸) مؤطا: ۱۷۴۲.

حِمَالُ لَحْمٍ فَقَالَ مَاهٰذَا فَقَالَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْماً فَقَالَ عُمَرُ أَمَا يُرِيْدُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهٗ عَنْ جَارِهٖ أَوِ ابْنِ عَمِّهٖ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُم هٰذِهِ الْآيَة ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا .﴾(رواه مالك، ١٧٤٢)

میں نے کہا: گوشت کی خواہش تھی تو میں نے ایک درہم کا گوشت خریدا ہے۔انھوں نے کہا: کیا تم میں سے کوئی اپنا پیٹ باندھ کر اپنے ہمسائے اور اپنے چچازاد بھائی کی خبر گیری نہیں کرتا۔تم سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہاں جارہا ہے؟ (تم اپنے پاکیزہ انعامات دنیوی زندگی میں لے چکے ہو اور ان سے فائدے اٹھا چکے ہو۔یعنی تمہارے نیک اعمال دنیا میں ہی ختم ہوگئے۔)'' (مالک)

٥٥٣٩ــ عَنْ زَيْدِبْنِ اَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهٗ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ فَقَالَ عُمَرُ ادْفَعْهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمْيَاءُ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُوْنَهَا بِالْإِبِلِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الأَرْضِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ أَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ عُمَرُ أَرَدْتُمْ وَاللّٰهِ أَكْلَهَا فَقُلْتُ إِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ الْجِزْيَةِ فَأَمَرَبِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ وَكَانَ عِنْدَهٗ صِحَافٌ تِسْعٌ فَلَاتَكُوْنُ فَاكِهَةٌ وَلَا طُرَيْفَةٌ إِلَّاجَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَكُوْنُ الَّذِيْ يَبْعَثُ بِهٖ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَتِهٖ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ فِيْهِ نُقْصَانٌ كَانَ فِي حَظِّ حَفْصَةَ قَالَ فَجَعَلَ فِي تِلْكِ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَبَعَثَ بِهٖ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ فَصُنِعَ فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ

''زید بن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں،انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ہماری سواری کے جانوروں میں ایک نابینا اونٹنی ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی گھرانے کو دے دو، تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔میں نے کہا: وہ اندھی ہے۔انھوں نے کہا: وہ اس کو اونٹ سے ملائیں گے۔میں نے کہا: وہ زمین سے کس طرح چر سکے گی۔کہا: کیا وہ جزیہ کے مد سے ہے یا صدقہ کے حیوانوں میں سے ہے؟ میں نے کہا: وہ جزیہ کے حیوانوں میں سے ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! کیا تم لوگوں نے اسے کھانے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، کیونکہ اس پر جزیہ کی نشانی ہے۔پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ ذبح کی گئی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نو (۹) پیالے تھے۔جب کوئی پھل یا کوئی عمدہ چیز آتی تو ان میں رکھتے تھے۔اور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس پہنچادیتے۔اور ان میں سے سب سے آخر میں اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کرتے۔پس اگر کمی رہتی تو وہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حصے میں آتی تھی۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پیالوں میں گوشت رکھا اور امہات المومنین کو بھیج دیا، اور بقیہ کو تیار کرنے کا حکم دیا، اور مہاجرین او رانصار کو اس پر مدعو کیا۔'' (مالک)

(٥٥٣٩) مؤطا: ٦١٩.

وَالْاَنْصَارَ . (رواه مالك، ٦١٩)

شــرح: ...... یہ آیت مبارکہ (الاحقاف: ۲۰) کا حصہ ہے۔ اصل میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ گوشت کھانا حرام نہ سمجھتے تھے۔ جیسا کہ یہاں مذکور ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خود اونٹوں کا گوشت امہات المومنین کے گھروں میں بھیجا تھا۔ یہ جو پابندی لگائی ہے یہ اس صورت میں ہے کہ آخرت میں جنت کی نعمتوں سے بے خبر نہ ہو جائیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس طرح عادت نہ بنالیں جیسے شرابی، شراب کی عادت بنالیتا ہے۔ اسے اس کے بغیر رہا نہیں جاتا۔ یہ کیفیت نہ ہو اگر وقفہ پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے گوشت کی بسیار خوری کی خرابی سے آگاہ کیا ہے گوشت خوری سے منع نہیں کیا۔ (شرح زرقانی: ۴/ ۳۱۷)

٥٥٤٠ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ سِلْقٍ لَنَا كُنَّا نَغْرِسُهُ فِي اَرْبِعَائِنَا فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيْهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ لاَ أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ فِيْهِ شَحْمٌ وَلاَ وَدَكٌ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا فَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ . (رواه البخاري٢٣٤٩)

''سیدنا سہل بن سعد نے فرمایا: ہم جمعے کا دن آنے پر بہت خوش ہوتے تھے۔ راوی نے کہا: میں نے پوچھا: کس وجہ سے؟ اس نے کہا: ایک بوڑھی خاتون تھی وہ چقندر کی جڑیں جنہیں ہم اپنے گھروں کے اردگرد لگاتے تھے انہیں وہ ہانڈی میں ڈال کر پکاتی۔ اور اس میں جَو کا آٹا ڈال دیتی۔ بخدا! اس میں نہ تو گوشت ہوتا نہ چربی ہوتی۔ پس جب ہم جمعہ پڑھ کر لوٹتے تو ہم بڑی مائی کو سلام کرتے تو وہ ہمیں وہ چیز پیش کرتی پس اس کی وجہ سے جمعہ کا دن آنے پر ہم بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔'' (بخاری)

٥٥٤١ـ وَعَنْ سَهْلٍ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَقَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلاَ نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ . (رواه البخاري، ٩٣٩)

''ایک روایت میں ہے: ہمارا قیلولہ اور صبح کا کھانا جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہی ہوا کرتا تھا۔'' (بخاری)

شــرح: ......ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں یا باہر اپنی زمین میں سبزیاں اگانا، اور انہیں فروخت کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۸)

اس میں، اس آیت مبارکہ کی وضاحت بھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعه: ١٠)

(٥٥٤٠) بخاری: ٢٣٤٩ـ مسلم: ٨٥٩ـ ترمذی: ٥٢٥ـ ابن ماجه: ١٠٩٩.

(٥٥٤١) بخاری: ٩٣٩ـ مسلم: ٨٥٩ـ ترمذی: ٥٢٥ـ ابن ماجه: ١٠٩٩.

''پس جب نماز (جمعہ) ادا ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

یہ حکم وجوب کے لیے نہیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تمہارا نکلنا فرض نہیں، بلکہ تم چونکہ اذان کے بعد کاروبار چھوڑتے ہو، معمول کے مطابق جو تمہارا دوپہر کا کھانا اور قیلولہ ہے وہ بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ تم جمعہ سے پہلے اس کی تیاری میں ہوتے ہو لہٰذا جب تم نماز جمعہ ادا کر لو تو اب دل چاہے آرام کرو، جی چاہے کام کرو، جی چاہے کھانا کھاؤ اب پابندی ختم ہو چکی۔

چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ سے پہلے اس کی تیاری میں ہوتے تھے تو قیلولہ اور دوپہر کا کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ جمعہ زوال سے پہلے بھی جائز ہے، اس کا وقت زوال کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔

یہاں سے ثابت ہوا کہ اجنبی عورتوں کو سلام کہنا جائز ہے۔ جبکہ نیت اچھی ہو اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ اور یہ بھی ثابت ہوا مہمان کے سامنے پیش کرنے کے لیے معمولی چیز ہو تو وہی رکھ دیں۔ اور بھلائی کے حصول کے لیے حقیر چیز دینے سے بھی گریز نہ کریں۔

یہ بھی ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنے زیادہ قناعت والے اور کس قدر تنگ گزران والے تھے اس کے باوجود نیک کاموں اور اطاعت شعاری میں کتنے ہی زیادہ تیز رفتار تھے۔ (فتح الباری: ۲/ ۴۲۷)

٥٥٤٢ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَرِّالظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ فَقَالَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ رَعَاهَا . (رواه البخاری، ٥٤٥٣)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مرالظہران مقام پر کباث نامی پھل چنتے تھے۔ جو پیلو کے درخت کا پھل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سیاہ پھل چنو وہ زیادہ عمدہ ہوتا ہے۔ تو میں نے کہا: کیا آپ ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا: ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔'' (بخاری)

٥٥٤٣ـ عَنْ اَنَسٍ قَالَ : أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ أَوْ بِقَعْبٍ فِيْهِ لَبَنٌ وَعَسَلٌ ، فَقَالَ: أُدْمَانِ فِيْ إِنَاءٍ اِلاَّ آكُلُهٗ وَلاَ أُحَرِّمُهٗ . (رواه للأوسط وَفِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْكَبِيْرِ بْنِ شُعَيْبٍ .)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک برتن یا پیالہ لایا گیا، جس میں دودھ اور شہد تھا۔ فرمایا: دو سالن ایک برتن میں ہیں۔ میں ان کو نہ حرام کرتا ہوں اور نہ کھاتا ہوں۔ (الاوسط، اس میں محمد بن عبدالکبیر بن شعیب ہے)

(٥٥٤٢) بخاری: ٥٤٥٣ـ مسلم: ٢٠٥٠ـ احمد: ١٤٠٨٨.

(٥٥٤٣) طبرانی اوسط، وفیه محمد بن عبدالکبیر بن شعیب ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٧٩٧٣.

٥٥٤٤ـ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ يَعْنِي إِسْمَاعِيْلِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَتَمَجَّعُ لَبَناً بِتَمْرٍ فَقَالَ ادْنُ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمَّاهُمَا الأَطْيَبَيْنِ (لأحمد، ١٥٤٦٣)

''اسماعیل اپنے والد ابوخالد سے بیان کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرد کے پاس گیا تو وہ کھجوروں کو دودھ کے ساتھ ملاتا اور جمع کر کے کھاتا تھا۔ اس نے کہا قریب آ کر کھاؤ۔ ان دونوں کو نبی کریم ﷺ نے دو پاکیزہ اشیاء کا نام دیا ہے۔'' (احمد)

شرح:......۱۔ دودھ میں کھجور یا شہد ملا کر پینا عمدہ کھانا ہے، عیش پرستی نہیں۔

۲۔ اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ کھمبیاں کھانا درست ہے۔ یہ انجیر کے پھل کے مشابہ ایک سبزی ہے اسے لوگ پکا کر کھاتے اور بکریوں کو بھی کھلاتے ہیں، اسی لیے چرواہوں کو زیادہ علم ہوتا ہے، انہیں بکریاں لے کر مختلف مقامات پر گھومنا پڑتا ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا جو درخت کسی کی ملکیت میں نہیں نہ کوئی فرد اس کا مالک ہے، نہ ہی حکومت مالک ہے، جنگل میں درخت ہے اس کا کوئی مالک نہیں تو اس کا پھل کھانا جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا تمام انبیائے کرام بمع ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ بکریاں چراتے رہے ہیں۔

اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ انہیں چرانا نہایت مشکل ہے، یہ ایک جگہ ٹھہرتی نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سواری کے قابل نہیں۔ اس کی وجہ سے انسان کے دل میں تکبر نہیں آتا کیونکہ شاندار سواری ہو تو دل ذرا بھک جاتا ہے۔

یہ جو گفتگو نبی اکرم ﷺ نے فرمائی تھی، جنگ بدر کے دن، تیرہ رمضان کے ایام باقی تھے، جمعہ کا دن تھا جب فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۹/ ۵۷۶)

٥٥٤٥ـ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلاً نَزَلَ الْحَرَّةَ وَمَعَهُ اَهْلُهُ وَوَلَدُهُ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ نَاقَةً لِّيْ ضَلَّتْ فَإِنْ وَجَدْتَّهَا فَأَمْسِكْهَا فَوَجَدَهَا فَلَمْ يَجِدْ صَاحِبَهَا فَمَرِضَتْ فَقَالَتِ امْرَاَتُهُ انْحَرْهَا فَأَبَى فَنَفَقَتْ فَقَالَتَ اسْلَخْهَا حَتّٰى نُقَدِّدَ شَحْمَهَا وَلَحْمَهَا وَنَأْكُلَهُ فَقَالَ حَتّٰى اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ غِنًى يُغْنِيْكَ

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی آ کر مقام حرہ میں ٹھہرا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بیٹا تھا۔ اس کو ایک شخص نے کہا: میری اونٹنی گم ہوگئی ہے یہاں آئے تو اس کو روک کر رکھنا۔ پس اسے اونٹنی تو مل گئی اور مالک نہیں ملا۔ اونٹنی بیمار ہوگئی تو اس کی بیوی نے کہا: اس کو ذبح کر دے۔ اس نے ذبح کرنے سے انکار کیا اور اونٹنی دم توڑ گئی۔ تو عورت نے کہا: اس کی کھال اتار تاکہ ہم اس کا گوشت اور چربی کاٹ کر کھائیں۔ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ آؤں۔ وہ آپ ﷺ

(٥٥٤٤) احمد: ١٥٤٦٣ـ ورجاله رجال الصحيح خلا ابا خالد وهو ثقة، هيثمي: ٨٠١٧.

(٥٥٤٥) ابوداؤد: ٣٨١٦ـ حسن الاسناد، البانی: ٣٢٣٤ـ احمد: ٢٠٣٩٧.

قَالَ لاَ قَالَ فَكُلُوْهَا قَالَ فَجَاءَ صَاحِبُهَا فَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ هَلاَّ كُنْتَ نَحَرْتَهَا قَالَ اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ. (رواه أبوداود، ٣٨١٦)

کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے سوال کیا: فرمایا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جو تجھے کافی ہو اور مردار کھانے سے بچ جائے؟ اس نے کہا: کوئی نہیں ہے۔ فرمایا: پھر کھاؤ۔ بعد میں اس کا مالک آ گیا اور اس نے پوری خبر اس کو سنائی۔ اس نے کہا: تو نے ذبح کیوں نہ کی؟ اس نے کہا: مجھے تجھ سے حیا مانع ہوئی۔'' (ابوداؤد)

٥٥٤٦ـــ عَنِ الْفُجَيْعِ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ أَتَي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لَنَامِنَ الْمَيْتَةِ قَالَ مَا طَعَامُكُمْ قُلْنَا نَغْتَبِقُ وَنَصْطَبِحُ قَالَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فَسَّرَهُ لِي عُقْبَةُ قَدَحٌ غُدْوَةً وَقَدَحٌ عَشِيَّةً قَالَ ذَاكَ وَأَبِي الْجُوْعُ فَأَحَلَّ لَهُمُ الْمَيْتَةَ عَلَى هٰذَا الْحَالِ. (رواه أبوداود، ٣٨١٧)

''فجیع عامری کا بیان ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور سوال کیا کہ مردار سے ہمارے لیے کیا چیز جائز ہے؟ فرمایا: تمہاری خوراک کیا ہے؟ اس نے کہا: اغتباق اور اصطباح۔ ابونعیم نے کہا: اس کی تفسیر عقبہ نے مجھے بتائی کہ صبح کو ایک پیالہ اور شام کو ایک پیالہ ہماری خوراک ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے باپ کو پیدا کرنے والے کی قسم! بھوک تو یہی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس حال میں ان کے لیے مردار کو جائز قرار دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مردار، خنزیر، خون اور غیر اللہ کے نام سے شہرت والی چیز کو حرام قرار دیا ہے، آگے فرمایا:

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ﴾ (البقرة: ١٧٣)

''پس جو مجبور ہو نہ سرکشی کرنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا ہو پس اس پر کوئی گناہ نہیں۔''

یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ اگر گھر والے محتاج ہوں زندگی کو خطرہ لاحق ہو اور کوئی چیز اتنی مقدار میں نہیں مل رہی جو حلال ہو اور زندگی بچ سکے تو اس صورت میں مردار کا گوشت کھا سکتے ہیں، جب تک یہ فاقہ دور نہیں ہو جاتا۔ اگر ضرورت ختم ہو جائے تو پھر مردار کھانا حرام ہے۔ (عون المعبود: ۴۲۲/۳)

٥٥٤٧ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلاَمَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلاَمٍ. (رواه الترمذى، ١٨٥٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو، کھانا کھلاؤ، سلام کی اشاعت کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔'' (ترمذی)

(٥٥٤٦) ابوداؤد: ٣٨١٧۔ ضعيف الاسناد، البانی: ٨٢٢.

(٥٥٤٧) ترمذی: ١٨٥٥۔ صحيح، البانی۔ ابن ماجه: ٣٦٩٤۔ احمد: ٦٨٠٩۔ دارمی: ٢٠٨١.

شرح: ......یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کرو۔ اور تحائف کے ذریعہ صدقات میں، مہمانوں اور مسافروں اور دوستوں میں کھانے بانٹو۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۲۴۴)

اور کثرت سے السلام علیکم کہو، جب تم یہ کارہائے خیر سرانجام دو گے تو جنت میں بغیر کسی خوف وغم کے پرسکون انداز میں داخل ہو جاؤ گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ۝﴾ (الزخرف: ۷۰)

''جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمہاری بیویاں تم خوش کیے جاؤ گے۔''

۵۵٤۸۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، رَفَعَهٗ: مَنْ وَافَقَ مِنْ أَخِيْـهِ شَهْوَةً غُفِرَ لَهٗ. (رواه الطبراني في الكبير والبزار، ۲۸۹۰ بلين

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی جائز خواہش پوری کرے گا اس کو بخش دیا جائے گا۔'' (الکبیر، البزار، سند کمزور)

۵۵٤۹۔ عَنْ عِصْمَةَ قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَمُرُّ بِهٰذِهِ الأَسْوَاقِ فَنَنْظُرُ إِلَى هٰذِهِ الْفَوَاكِهِ فَنَشْتَهِيْهَا، وَلَيْسَ مَعَنَا نَاضٍ نَشْتَرِيْ بِهِ، فَهَلْ لَنَا فِي ذٰلِكَ مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ؟ وَهَلِ الْأَجْرُ إِلَّا ذٰلِكَ. (رواه الطبراني في الكبير ﴿۱۷/ ۱۸۳﴾) بضعف

''عصمہ نے کہا: لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم بازاروں سے گزرتے اور پھلوں کو دیکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم ان کی خواہش رکھتے ہیں، اور ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی جس کے بدلے میں ہم خرید سکیں۔ تو کیا اس میں ہمارے لیے کوئی اجر ہے؟ فرمایا اس میں اجر ہے۔'' (کبیر، ضعیف ہے)

۵۵۵۰۔ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهَا كَانَتْ إِذَا ثَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئًا حَتّٰى يَذْهَبَ فَوْرُهٗ ثُمَّ تَقُوْلُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهٗ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ. (لأحمد۲٦٤۱۸) والكبير

''سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جب ثرید بناتی تو تھوڑی ساعت اس کو ڈھانپ کر چھوڑ دیتی۔ پھر کہتی: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے یہ طریقہ برکت کا بڑا سبب ہے۔'' (احمد، الکبیر)

۵۵۵۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، رَفَعَهٗ: أَبْرِدُوْا

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کھانا ٹھنڈا ہونے دو۔ گرم کھانے میں

(۵۵٤۸) طبراني كبير، بزار: ۲۸۹۰۔ وفيه زياد النميري وثقه ابن حبان، وقال يخطئ، وضعفه غيره وفيه، من لم اعرفه.

(۵۵٤۹) طبراني كبير: ۱۷/ ۱۸۳۔ وفيه الفضل بن المختار وهو ضعيف، هيثمي: ۷۸۷۵.

(۵۵۵۰) احمد: ۲٦٤۱۸۔ طبراني كبير باسنادين احدهما منقطع، وفي الآخر ابن لهيعة وحديثه حسن، وفيه ضعف ورواه الطبراني وفيه، قرة بن عبدالرحمن وثقه ابن حبان، وغيره وضعفه ابن معين وغيره، وبقية رجالهما رجال الصحيح، دارمي: ۲۰٤۷۔ هيثمي: ۷۸۸۲.

(۵۵۵۱) طبراني اوسط، وفيه عبدالله بن يزيد البكري وقد ضعفه ابو حاتم، هيثمي: ۷۸۸۷.

بِالطَّعَامِ، فَإِنَّ الطَّعَامَ الْحَارَّ غَيْرُ ذِيْ بَرَكَةٍ . (رواه الطبرانی فی الأوسط بضعف)

برکت نہیں ہوتی ہے۔'' (الاوسط، بضعف)

انتباہ: ...... احادیث تو اس بارے میں ضعیف ہیں مگر حکما اور طبیب کہتے ہیں زیادہ گرم کھانا نقصان دہ ہے۔ (گوندلوی)

٥٥٥٢۔ جَابِرٍ، رَفَعَهُ: إِنَّ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى اللّٰهِ مَا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِيْ . (للموصلی، ٢٠٤٥ والأوسط) .

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو وہ کھانا پسند ہے جس میں زیادہ ہاتھ شامل ہوں۔'' (الموصلی، الاوسط)

٥٥٥٣۔ عَنْ عَمَّارٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لاَ يَأْكُلُ مِنْ هَدْيَةٍ حَتّٰى يَأْمُرَ صَاحِبَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، لِلشَّاةِ الَّتِي أُهْدِيَتْ لَهُ بِخَيْبَرَ . (رواه البزار، ٢٨٦٥) والكبير

''سیدنا عمار رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیے میں سے اس وقت تک نہیں کھاتے تھے جب تک ہدیہ پیش کرنے والے کو نہ فرماتے کہ وہ بھی اس میں سے کھائے۔ یہ بات اس بکری کی وجہ سے کرتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں بطور ہدیہ دی گئی تھی۔ (جس میں زہر ملا ہوا تھا)۔'' (البزار، الکبیر)

٥٥٥٤۔ عَنْ اَنَسٍ، رَفَعَهُ: إِذَا قُرِّبَ إِلٰى اَحَدِكُمْ طَعَامُهُ وَفِي رِجْلَيْهِ نَعْلاَنِ فَلْيَنْزَعْ نَعْلَيْهِ فَإِنَّهُ اَرْوَحُ لِلْقَدَمَيْنِ . (للبزار، ٢٨٦٧) والموصلی والأوسط .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت بیان کرتے ہیں کہ جب تم سے کسی کو کھانا پیش کیا جائے اور اس کے پاؤں میں جوتے ہوں تو وہ جوتے نکال دے اس سے پاؤں کو آرام زیادہ پہنچتا ہے۔'' (البزار، الموصلی، الاوسط)

٥٥٥٥۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، رَفَعَهُ: الأَكْلُ فِي السُّوْقِ دَنَاءَةٌ . (للكبير، ٧٩٧٧) بعضف

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بازار میں کھانا پست طبیعت ہونے کی دلیل ہے۔'' (الکبیر، بضعف)

٥٥٥٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِنَّ فَضْلَ الطَّعَامِ الَّذِيْ يَبْقِى بَيْنَ الاَضْرَاسِ يُوْهِنُ الاَضْرَاسَ (رواه الطبرانی فی الكبير، ١٣٠٦٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو کھانا دانتوں کے درمیاں اٹک جاتا ہے۔ وہ دانتوں کو کمزور کر دیتا ہے۔'' (الکبیر)

(٥٥٥٢) موصلی: ٢٠٤٥۔ طبرانی اوسط، وفيه عبدالمجيد بن ابی رواد وهو ثقة وفيه ضعف، هيثمی: ٧٨٩٣.

(٥٥٥٣) بزار: ٢٨٦٥۔ طبرانی كبير ورجال الطبرانی ثقات هيثمی: ٧٩٠٠.

(٥٥٥٤) بزار: ٢٨٧٦۔ موصلی، طبرانی اوسط، هيثمی: ٧٩١١.

(٥٥٥٥) طبرانی كبير: ٧٩٧٧۔ وفيه عمر بن موسى بن وجيه وهو ضعيف، هيثمی: ٧٩٢٠.

(٥٥٥٦) طبرانی كبير: ١٣٠٦٥۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٧٩٥٢.

٥٥٥٧ـ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيّ : أَنَّهُ دَخَلَ الْمُتَوَضَّأَ، فَأَصَابَ لُقْمَةً ـ اَوْ قَالَ : كِسْرَةً فِي مَجْرَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ فَأَمَاطَ عَنْهَا الاَذَى فَغَسَّلَهَا غُسْلاً نِعِمَّا ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى غُلَامِهِ، فَقَالَ لَهُ: يَا غُلَامُ ذَكِّرْنِي بِهَا إِذَا تَوَضَّأْتُ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَالَ لِلْغُلَامِ : يَا غُلَامُ نَاوِلْنِي اللُّقْمَةَ أَوْقَالَ الْكِسْرَةَ، فَقَالَ: يَامَوْلَايَ أَكَلْتُهَا، قَالَ: اذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ : لِأَيِّ شَيْءٍ اَعْتَقْتَنِي؟ قَالَ: لِأَنِّي سَمِعْتُ مِنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَبِيْهَا ﷺ قَالَ مَنْ أَخَذَ لُقْمَةً أَوْ كِسْرَةً مِنْ مَجْرَى الغَائِطِ وَالْبَوْلِ فَأَخَذَهَا فَأَمَاطَ عَنْهُ الاَذَى وَغَسَّلَهَا غَسْلًا نِعِمَّا ثُمَّ أَكَلَهَا لَمْ تَسْتَقِرَّ فِي بَطْنِهِ حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُ، فَمَا كُنْتُ لأَسْتَخْدِمَ رَجُلاً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ. (رواه أبويعلى الموصلى ٧٢٥٠)

''حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بول و براز کی نالی سے روٹی کا ٹکڑا ملا تو اس نے اس کو اٹھایا، صاف کیا، اچھی طرح دھویا اور اپنے غلام کو دے کر کہا: اے غلام! جب میں وضو کروں تو مجھے یاد کرا دے۔ پھر انھوں نے وضو کیا اور کہا: اے غلام! مجھے وہ ٹکڑا پکڑا دے۔ اس نے کہا: میرے سردار! میں تو اس کو کھا چکا ہوں۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی رضا کے لیے تو آزاد ہے۔ غلام نے کہا: مجھے تم نے کس وجہ سے آزاد کر دیا؟ حسن نے کہا: میں نے فاطمہ رضوان اللہ علیہا سے سنا ہے وہ اپنے والد ماجد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں فرمایا: جس نے لقمہ یا ٹکڑا بول و براز کی جگہ میں پایا، اس کو اٹھایا، صاف کیا، اچھی طرح دھویا، اور اس کو کھایا تو پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور ایک جنتی آدمی سے میں خدمت نہیں لینا چاہتا ہوں۔'' (الموصلی)

٥٥٥٨ـ عَنْ بُرَيْدَةَ، رَفَعَهُ: سَيِّدُ الِادَامِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ اللَّحْمُ، وَسَيِّدُالشَّرَابِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ الْمَاءُ وَسَيِّدُ الرَّيَّاحِيْنَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ الْفَاغِيَةُ. (رواه الطبراني في الاوسط وَفِيْهِ سَعِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ الْقَطَّانُ)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور آخرت میں ہر سالن کا سردار گوشت ہے۔ اور سب مشروبات کا سردار پانی ہے۔ ہر خوشبو کا سردار مہندی کی خوشبو ہے۔'' (الاوسط، اور اس میں سعید بن عتبہ القطان ہے)

٥٥٥٩ـ عَنْ عَبْدِالسَّلامِ بْنِ سَلامٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عُثْمَانَ يَقُوْدُ نَاقَةً تَحْمِلُ

''سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اونٹنی ہانکتے دیکھا جس پر آٹا، گھی اور شہد لادا ہوا تھا۔

(٥٥٥٧) ابو یعلی موصلی: ٧٢٥٠۔ ورجاله ثقات، هيثمى: ٧٩٧٥.

(٥٥٥٨) طبرانی اوسط، وفيه سعيد بن عتبة القطان ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات وفى بعضهم كلام لا يضر، هيثمى: ٧٩٨٣.

(٥٥٥٩) طبرانی اوسط.

دَقِيْـقًـا وَسَـمْـنًا وَعَسَلاً ، فَقَالَ ﷺ اَنِخْ ، فَـأَنَـاخَ فَدَعَا بِبُرْمَةٍ فَجَعَلَ فِيْهَا مِنَ السَّمْنِ وَالْـعَسَـلِ وَالـدَّقِيْقِ ، ثُمَّ اَمَرَ فَأَوْقَدَ تَحْتَهَا حَتّٰى نَضَجَ ، ثُمَّ قَالَ: كُلُوْا فَأَكَلَ مِنْهُ ﷺ ثُمَّ قَـالَ: هٰـذَا شَـيْءٌ يَـدْعُـوْهُ أَهْـلُ فَـارْسِ الْخَبِيْصُ . (رواه الطبراني في الاوسط)

آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھا دے تو اس نے بٹھا دی۔ پس ایک پتھر کی ہانڈی طلب کی اور اس میں گھی، شہد، اور آٹا ڈالا۔ پھر آگ جلانے کا حکم دیا اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا کر اس کو پکایا گیا۔ اور پھر فرمایا: کھاؤ، آپ ﷺ نے خود بھی اس سے کھایا۔ پھر فرمایا: اس چیز کو اہل فارس خبیص کہتے ہیں۔'' (اوسط)

٥٥٦٠ـــ عَـنْ اَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ أَهْدَى الأُكَيْدِرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَرَّةً مِنْ مَنٍّ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلاةِ مَرَّعَلَى الْـقَوْمِ فَجَعَلَ يُعْطِى كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ قِطْعَةً فَاَعْطَى جَابِراً قِطْعَةً ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ إِلَيْهِ فَأَعْطَاهُ قِـطْـعَةً أُخْـرَى فَقَالَ إِنَّكَ قَدْ اَعْطَيْتَنِى مَرَّةً قَالَ هٰذَا لِبَنَاتِ عَبْدِاللّٰهِ . (رواه أحمد١١٨١٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اکیدر نامی سردار نے نبی کریم ﷺ کو میٹھے گوند کا ایک مٹکا بطور ہدیہ روانہ کیا تو نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے لوگوں کے پاس جا کر ہر آدمی کو ایک ٹکڑا دیا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک ٹکڑا دیا۔ پھر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اسے ایک اور ٹکڑا عنایت کیا تو جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ نے پہلے ایک بار مجھے دیا ہے۔ فرمایا عبداللہ کی بیٹیوں کے لیے ہے۔'' (احمد)

٥٥٦١ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ ، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُ الْـحَبَّةَ مِـنَ الـرُّمَّـانِ فِيَـأْكُلُهَا ، قِيْلَ لَهُ: لِمَ تَـفْـعَـلُ هٰـذَا؟ قَـالَ: بَـلَغَنِىْ إِنَّـهُ لَيْـسَ فِى الأَرْضِ رُمَّـانَةٌ تُـلْـقِحُ إِلَّا بِحَبَّةٍ مِنْ حَبِّ الْجَنَّةِ فَلَعَلَّهَا هٰذِهِ . (رواه الطبراني في الكبير)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ انار کا ایک دانہ لے کر کھایا کرتے تو ان کو کہا گیا: اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ دنیا میں انار جو پھل دیتا ہے تو اس میں سے ایک دانہ جنت کے دانوں میں سے ہوا کرتا ہے تو شاید وہ یہی ایک دانہ ہو۔'' (الکبیر)

٥٥٦٢ـ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُلُوْا لرُّمَّانَ بِشَحْمِهِ فَإِنَّهُ دِبَاغُ الْمِعْدَةِ . (رواه أحمد، ٢٢٧٢٦)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: انار کو اس کے اندر کے چھلکوں سمیت کھایا کرو وہ معدے کو طاقت دیتا ہے۔'' (احمد)

٥٥٦٣ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ: جَاءَ جَابِرُ بْنُ عَبْـدِاللّٰهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِسَفَرْ جَلَةٍ قَدِمَ بِهَا

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک سفر جل پھل لے کر آئے جو

(٥٥٦٠) احمد: ١١٨١٥.

(٥٥٦١) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٨٠٤٠.

(٥٥٦٢) احمد: ٢٢٧٢٦ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ٨٠٤١.

(٥٥٦٣) طبرانی کبیر: ١١٢٠٩ـ وفيه علی القرشي، عن عمر بن دينار لم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٠٤٢.

مِنَ الطَّائِفِ فَنَاوَلَهُ إِيَّاهَا، فَقَالَ ﷺ إِنَّهُ يَذْهَبُ بِطَخَاوَةَ الصَّدْرِ وَيَجْلُوا الْفُؤَادَ. (رواه الطبرانی فی الکبیر، ١١٢٠٩) وَفِيْهِ عَلِيٌّ الْقُرْشِي.

طائف سے وہ ساتھ لائے تھے۔(اس پھل کو بہی کہتے ہیں) اور نبی کریم ﷺ پر پیش کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سینے کی بیماری کو دور کرتا ہے اور دل کو صاف کرتا ہے۔'' (الکبیر، اس میں علی القرشی ہے)

٥٥٦٤۔ عَنْ سَلْمَانَ، رَفَعَهُ: مَنْ أَكَلَ الطِّيْنَ فَكَأَنَّمَا أَعَانَ عَلَى قَتْلِ نَفْسِهِ. (رواه الطبرانی في الكبير، ٦١٣٨)

''سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے مٹی کھائی تو گویا اس نے اپنے قتل میں تعاون کیا۔'' (الکبیر)

٥٥٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ فَأَطْعَمَهُ طَعَاماً فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَلاَ يَسْأَلَهُ عَنْهُ فَإِنْ سَقَاهُ شَرَاباً مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ وَلاَ يَسْأَلَهُ عَنْهُ. (رواه أحمد، ٨٩٣٣) والأوسط بلين

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے تو وہ اسے کھانا کھلائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے کے بارے میں اس سے سوال نہ کرے۔ اور جب وہ مشروب پلائے تو اس سے سوال نہ کرے کہ یہ کیسا ہے۔'' (احمد، الاوسط، سند کمزور)

انتباہ: ......اگر مشکوک ہوتو پھر تحقیق کر لی جائے اگر شک نہ ہوتو پھر پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یقین ہے کہ یہ حرام ہے تو پھر احتراز کریں۔ (گوندلوی)

❀❀❀❀❀

(٥٥٦٤) طبرانی كبير: ٦١٣٨۔ وفيه يحي بن يزيد الاهوازی جهله الذهبی من قبل نفسه وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٨٠٤٤.
(٥٥٦٥) احمد: ٨٩٣٣۔ طبرانی اوسط وفيه مسلم بن خالد الزنجی، والجمهور ضعفه وقد وثق، وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٨٠٤٣.

كِتَابُ الأَشْرِبَةِ
مشروبات کا بیان

الشرب قائما ومن فم السقاء والتنفس عند الشرب وترتيب الشاربين وتغطية الإناء وغير ذلك

کھڑے ہوکر پینا، مشکیزرے کے منہ سے پینا، پیتے وقت سانس لینا، پینے والوں میں ترتیب رکھنا، برتن ڈھانپنا وغیرہ کا بیان

٥٥٦٦ـــ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ اَتٰى عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ عَلٰى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِماً فَقَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِنِّى رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِى فَعَلْتُ. (رواه البخارى، ٥٦١٥)

''نزال کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ باب رحبہ پر آئے اور کھڑے ہوکر پانی پیا پھر کہا: بعض لوگ کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوکر پیتے دیکھا ہے۔ جیسا تم نے مجھے پیتے دیکھا ہے۔'' (بخاری)

٥٥٦٧ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْرَبُ قَائِماً وَقَاعِداً. (رواه الترمذي، ١٨٨٣)

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوکر اور بیٹھ کر پیتے دیکھا ہے۔'' (ترمذی)

٥٥٦٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَمْشِي وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ. (رواه الترمذي، ١٨٨١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چلتے ہوئے کھاتے تھے اور کھڑے ہوکر پانی پیتے تھے۔'' (ترمذی)

٥٥٦٩ـ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا قَالَ قَتَادَةُ فَقُلْنَا فَالْأَكْلُ فَقَالَ ذَاكَ أَشَرُّ أَوْأَخْبَثُ. (رواه مسلم، ٢٠٢٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا ہے۔ قتادہ نے کہا: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کھانا کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: کھانا تو زیادہ شدید منع ہے، یا کہا: زیادہ برا ہے۔'' (مسلم)

(٥٥٦٦) بخاری: ٥٦١٥ـ نسائی: ١٣٠ـ ابوداؤد: ٣٨١٨ـ احمد: ١٣٢٠.

(٥٥٦٧) ترمذی: ١٨٨٣ـ حسن، البانی: ١٥٣٥ـ احمد: ٦٩٨٢.

(٥٥٦٨) ترمذی: ١٨٨١ـ صحیح، البانی: ١٥٣٣.

(٥٥٦٩) مسلم: ٢٠٢٤ـ ترمذی: ١٨٧٩ـ ابوداؤد: ٣٧١٧ـ ابن ماجہ: ٣٤٢٤ـ احمد: ١٣٦٩١ـ دارمی: ٢١٢٧.

٥٥٧٠ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ . (رواه مسلم، ٢٠٢٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پیئے۔ اگر بھول کر پیئے تو قے کر دے۔'' (مسلم)

٥٥٧١ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ رَآهُ يَشْرَبُ قَائِماً قِئْ قَالَ لِمَ قَالَ اَتُحِبُّ أَنْ تَشْرَبَ مَعَ الْهِرِّ قَالَ لاَ قَالَ فَقَدْ شَرِبَ مَعَكَ شَرٌّ مِنْهُ الشَّيْطَانُ . (رواه الدارمي، ٢١٢٨) بمجهول .

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو فرمایا: جس کو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیتے دیکھا۔ قے کر دے۔ اس نے کہا: کیوں؟ فرمایا: کیا تجھے پسند ہے کہ تو بلی کے ساتھ پیئے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: بلی سے بدتر نے تیرے ساتھ پیا ہے یعنی شیطان نے۔'' (دارمی، اس میں مجہول راوی ہے)

شرح: ...... یہ تمام احادیث دلالت کرتی ہیں کہ کھڑے کھڑے پانی پینا منع بھی ہے اور جائز بھی ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ اولیٰ بہتر اور ثواب کے لائق بات یہ ہے کہ کھڑے کھڑے پانی نہ پیا جائے لیکن بوقت ضرورت جائز ہے۔ اسے عادت نہ بنایا جائے لیکن اس کی اجازت ثابت ہے۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے یہی جواب دیا ہے۔

وَقَدْ صَحَّحُوْا شُرْبَهٗ قَائِمًا وَلٰكِنَّهٗ لِبَيَانِ الْجَوَازِ .

علمائے کرام نے آپ ﷺ سے کھڑے پانی پینے کے ثبوت کو صحیح قرار دیا ہے لیکن یہ جواز کے لیے ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۸۴۰)

٥٥٧٢ـ عَنْ كَبْشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِماً فَقُمْتُ إِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ . (للترمذي، ١٨٩٢، زادرزين: فَاتَّخَذْتُهٗ رَكْوَةً اَشْرَبُ مِنْهَا .)

''سیدہ کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے پانی پیا۔ میں نے مشک کا منہ آپ ﷺ کے منہ مبارک رکھنے کی جگہ سے کاٹ کر تبرک کے طور پر رکھ لیا۔ ترمذی رزین رحمہ اللہ نے یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے: اس حصہ کا میں نے پیالہ بنایا تا کہ میں اس سے پیا کروں۔''

٥٥٧٣ــ عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَجُلٍ مِنَ

''عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

(٥٥٧٠) مسلم: ٢٠٢٢ـ احمد: ٨١٣٥.

(٥٥٧١) دارمی: ٢١٢٨ـ احمد: ٧٩٤٣.

(٥٥٧٢) ترمذی: ١٨٩٢ـ رزين ـ صحيح، البانی: ١٥٤٢ـ ابن ماجه: ٣٤٢٣.

(٥٥٧٣) ابوداؤد: ٣٧٢١ـ منكر البانی: ٧٩٧ـ ترمذی: ١٨٩١.

الأَنْـصَـارِ عَـنْ اَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَا بِـإِدَاوَةٍ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ اخْنِثْ فَمَ الإِدَاوَةِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْ فِيْهَا . (رواه أبوداود، ۳۷۲)

کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے دن چمڑے کا چھوٹا برتن طلب کیا۔ فرمایا: اس کا منہ موڑ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ پس آپ نے اس کے منہ سے پانی پیا۔'' (ابوداؤد)

۵۵۷٤ــ عَـنْ أَبِـىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهٗ قَالَ نَهٰـى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ اَفْوَاهِهَا . (رواه مسلم۲۰۲۳)

''ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ مشک کا منہ موڑ کر پانی پینے سے منع فرماتے تھے۔'' (مسلم)

۵۵۷۵ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ لاَ يَـمْنَعْ أَحَدُكُمْ جَارَهٗ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِـى جِـدَارِهٖ قَـالَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْهُرَيْرَةَ مَا لِى أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ . (رواه مسلم، ۱٦۰۹)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی رکھنے سے نہ روکے۔ پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے کیا ہے میں تمھیں اس حکم سے اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اسے ضرور تمہارے کندھوں پر ڈالوں گا۔'' (مسلم)

۵۵۷٦ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ عَـنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ وَإِنَّ رَجُلاً بَـعْـدَ مَا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ قَامَ اللَّيْلَ إِلٰى سِقَاءٍ فَاخْتَنَثَهٗ فَخَرَجَتْ عَلَيْهِ مِنْهُ حَيَّةٌ . (رواه إبن ماجة، ۳٤۱۹) بضعف

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشکیزوں کے منہ موڑ کر پانی پینے سے منع کیا۔ آپ ﷺ کی ممانعت کے بعد ایک آدمی رات کو اٹھا اور مشکیزے کے منہ پر منہ رکھ کر پینے لگا تو مشکیزے سے سانپ نکل آیا۔'' (ابن ماجہ، فیہ ضعیف)

۵۵۷۷ــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ لاَ تَشْـرَبُـوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلاَثَ وَسَمُّوْا إِذَا اَنْتُمْ شَـرِبْتُـمْ وَاحْـمَدُوْا إِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ . (رواه الترمذی، ۱۸۸٦)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بار ہی اونٹ کی طرح نہ پیا کرو، لیکن دو بار، اور تین بار پیا کرو، اور جب پیو تو اللہ کا نام ذکر کرو اور پینے کے بعد اللہ کی حمد وثناء بیان کرو۔'' (ترمذی)

(۵۵۷٤) مسلم: ۲۰۲۳۔ بخاری: ۵٦۲٦۔ ترمذی: ۱۸۹۰۔ ابوداؤد: ۳۷۲۰۔ ابن ماجہ: ۳٤۱۸۔ احمد: ۱۱٤۷۸۔ دارمی: ۲۱۱۹.

(۵۵۷۵) مسلم: ۱٦۰۹۔ بخاری: ۲٤٦۳۔ ترمذی: ۱۳۵۳۔ ابوداؤد: ۳٦۳٤۔ ابن ماجہ: ۲۳۳۵۔ احمد: ۹٦٤۵۔ مؤطا: ۱٤۵۲.

(۵۵۷٦) ابن ماجہ: ۳٤۱۹۔ ضعیف، البانی: ۷٤٤.

(۵۵۷۷) ترمذی: ۱۸۸۵۔ ضعیف، البانی: ۳۱۹۱.

٥٥٧٨ـــ عَــنْ اَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَـنَـفَّــسُ فِــي الْاِنَـاءِ ثَــلَاثًا . (لمسلم، ٢٠٢٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی مشروب پیتے تو آپ ﷺ تین بار سانس لیتے تھے۔'' (مسلم)

٥٥٧٩ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ : إِنَّـهُ اَرْوَى وَأَبْـرَأُ وَأَمْرَأُ. (رواه مسلم، ٢٠٢٨)

''ترمذی نے یہ زائد بیان کیا : آپ ﷺ فرماتے تھے: یہ زیادہ سیراب کرتا، درست رہتا اور خوشگوار ہوتا ہے۔'' (مسلم)

٥٥٨٠ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَشْـرَبُ فِي ثَـلَاثَةِ اَنْفَاسٍ ، إِذَا أَدْنَي الْاِنَاءَ إِلَـى فِيْهِ سَمَى اللّٰهَ ، فَإِذَا أَخَّرَهٗ حَمِدَ اللّٰهَ ، يَـفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . (رواه الطبراني في الاوسط، ١٢٤٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تین سانس کے ساتھ پیتے تھے۔ جب برتن کو منہ کی طرف کرتے تو بسم اللہ کہتے۔ اور جب منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے تھے۔ اور تین بار ایسا کرتے تھے۔'' (اوسط)

٥٥٨١ــ عَـنْ بَهْـزٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَاكُ عَـرْضـاً وَيَشْـرَبُ مَـصَّـا وَيَتَنَفَّـسْ ثَــلَاثًا وَيَـقُـوْلُ: هُـوَ أَهْـنَـأُ وَأَمْـرَأُ وَأَبْـرَأُ. (رواه الطبراني في الكبير، ١٢٤٢)

''سیدنا بہز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مسواک عرض (چوڑائی) میں کرتے۔ مشروب گھونٹ گھونٹ پیتے۔ اور تین بار سانس لیتے۔ اور فرماتے: اس طرح مشروب خوش ہضم درست وخوش گوار رہتا ہے۔'' (کبیر)

٥٥٨٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَايَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ . (رواه الترمذي١٨٨٩)

''عبداللہ اپنے والد ابوقتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔'' (الترمذی)

٥٥٨٣ـ عَنْ اَبِي الْمُثَنَّى قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ فَـدَخَـلَ أَبُـوْ سَـعِيْـدٍ فَقَالَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـنْهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ قَالَ

''ابومثنی کا بیان ہے کہ میں مروان کے پاس تھا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آئے تو مروان نے کہا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو پانی میں پھونک مارنے سے منع کرتے سنا ہے؟ انھوں نے

(٥٥٧٨) مسلم: ٢٠٢٨ـ بخاری: ٥٦٣١ـ ترمذی: ١٨٨٤ـ ابن ماجه: ٣٤١٦ـ احمد: ١٣٢٢٣ـ دارمی: ٢١٢٠.

(٥٥٧٩) مسلم: ٢٠٢٨ـ بخاری: ٥٦٣١ـ ترمذی: ١٨٨٤ـ ابن ماجه: ٣٤١٦ـ احمد: ١٣٢٢٣ـ دارمی: ٢١٢٠.

(٥٥٨٠) طبرانی اوسط: ٢٠٢٨ـ وفيه عتيق بن يعقوب وهو احد رواة المؤطا عن مالك المؤطا فی حياة الامام مالك، و بقية رجاله رجال الصحيح.

(٥٥٨١) طبرانی کبیر: ١٢٤٢ـ وفيه ثبيت بن كثير وهو ضعيف، هيثمی: ٨٢٥٥.

(٥٥٨٢) ترمذی: ١٨٨٩ـ صحيح، البانی: ١٥٤٠ـ بخاری: ٥٦٣٠ـ مسلم: ٢٦٧ـ نسائی: ٤٧ـ ابوداؤد: ٣١ـ احمد: ٢٢١٤٩ـ دارمی: ٢١٢٢.

نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ إِنِّي لاَ أُرْوَى مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ قَالَ أَبِنْهُ عَنْكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ قَالَ أَرَى فِيْهِ الْقَذَاةَ قَالَ فَأَهْرِقْهَا. (رواه أحمد، ١٠٨١٩)

جواب دیا: ہاں۔تو ایک آدمی نے کہا: میں ایک سانس سے پی کر سیر نہیں ہوتا ہوں۔فرمایا: تو منہ سے برتن جدا کر کے پھر سانس لیا کر۔ اس نے کہا: میں اس میں تنکا دیکھوں تو کیا کروں؟ فرمایا: تنکا بہادے۔'' (احمد)

٥٥٨٤۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدْحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ. (رواه أبوداود، ٣٧٢٢)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے برتن کے سوراخ سے پینے اور برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت اس لیے ہے کہ ایک دم ہی منہ پر پانی نہ گر جائے۔ یا کوئی کیڑا وغیرہ منہ میں آ سکتا ہے۔ باقی روایات سے مشک کے منہ سے پانی پینے کی اجازت نظر آتی ہے۔ بعض سے ممانعت نظر آتی ہے۔ دونوں میں تطبیق یوں ہے کہ اگر ضرورت ہو تو جائز ہے اگر ضرورت نہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ پیالہ کے سوراخ سے پانی پینے کی ممانعت ہے یہ اس لیے ہے کہ اس میں صفائی نہیں رہتی اذیت ہوتی ہے۔

اور پھونک مار کر پانی پینا اس لیے منع ہے کہ اس کے ملوث ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ (عون المعبود: ٣/٣٩٠)

اس میں یہ ہدایت بھی ہے کہ پانی وغیرہ مشروب تین سانسوں میں پیا جائے یہ زیادہ خوشگوار ہے۔ اور اگر سانس لینا ہو تو برتن سے منہ علیحدہ کر لیں تاکہ گدلا پن پیدا نہ ہو۔ (عون المعبود: ٣/٣٩٢)

٥٥٨٥۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِنَا فَاسْتَسْقٰى فَحَلَبْنَالَهُ شَاةً ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِيْ هٰذِهِ قَالَ فَأَعْطَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ ﴿وَجَاهَهُ﴾ وَأَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شُرْبِهٖ قَالَ عُمَرُ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے آپ ﷺ کے لیے بکری دوہی۔ پھر اس میں اپنے اس کنویں کا پانی ملایا ابوبکر آپ ﷺ کی بائیں طرف، عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے، اور ایک اعرابی آپ ﷺ کے دائیں طرف تھا۔ جب آپ ﷺ پی کر فارغ ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی توجہ ابوبکر کی طرف کرنا چاہتے تھے۔ پس آپ نے پینے کے لیے اعرابی کو برتن

(٥٥٨٣) احمد: ١٠٨١٩۔ ترمذی: ١٨٧٨۔ ابوداؤد: ٣٧٢٢۔ مؤطا: ١٧١٨۔ دارمی: ٢١٢١.

(٥٥٨٤) ابوداؤد: ٣٧٢٢۔ صحیح، البانی: ٣١٦٥۔ ترمذی: ١٨٨٧۔ احمد: ١١٣٥١۔ مؤطا: ١٧١٨۔ دارمی: ٢١٢١.

(٥٥٨٥) مسلم: ٢٠٢٩۔ بخاری: ٥٦١٩۔ ترمذی: ١٨٩٣۔ ابوداؤد: ٣٧٢٦۔ ابن ماجه: ٣٤٢٥۔ احمد: ١٣١٠٠۔ مؤطا: ١٧٢٣۔ دارمی: ٢١١٦.

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُـرِيْهِ اِيَّاهُ فَاَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الاَعْـرَابِـىَّ وَتَـرَكَ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْاَيْـمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ الْاَيْمَنُوْنَ قَالَ اَنَسٌ فَهِىَ سُنَّةٌ فَهِىَ سُنَّةٌ فَهِىَ سُنَّةٌ . (رواه مسلم، ٢٠٢٩)

پکڑا دیا اور ابوبکر وعمر کو چھوڑ دیا۔ پھر فرمایا: دائیں طرف والے، دائیں طرف والے، دائیں طرف والے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔'' (مسلم)

٥٥٨٦ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِىَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَـنْ يَـمِيْـنِـهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الاَشْيَاخُ فَـقَـالَ لِـلْـغُلَامِ اَتَأْذَنُ لِى أَنْ أُعْطِىَ هٰؤُلَاءِ فَـقَـالَ الْـغُلَامُ وَاللّٰـهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لاَ أُوْثِـرُ بِـنَصِيْبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ . (رواه البخاري، ٥٦٢٠) زادرزين : وَالْغُلاَمُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مشروب لایا گیا اور آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف عمر رسیدہ لوگ تھے۔ تو آپ ﷺ نے لڑکے کو فرمایا: کیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں یہ مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ اس نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ سے اپنا حصہ کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے برتن اس کے ہاتھ میں دے دیا۔'' (بخاری، رزین رحمۃ اللہ علیہ نے مزید وضاحت کی ہے کہ وہ لڑکا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھا)

٥٥٨٧ــ عَـنْ أَبِى قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ سَاقِيُ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا . (للترمذى١٨٩٤)

''سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔'' (ترمذی)

شرح:......عرب چونکہ گرم علاقہ تھا، اس لیے وہ دودھ میں پانی ملا کر اس کی حرارت میں اعتدال پیدا کرتے تھے۔ یہ پینے کے لیے ملانا ہے، دودھ فروخت کرنے کے لیے اگر پانی ملایا جائے تو یہ دھوکا ہے، ہاں! پینا ہو یا اسے زیادہ کرنے کی ضرورت ہو تو پھر پانی ملانا جائز ہے، فروخت کے لیے جائز نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ پانی ہو یا دودھ یا کوئی بھی پینے والی چیز ہو وہ اسے دیا جائے گا جو دائیں جانب ہو مثلاً کوئی بڑا آدمی کچھ پیتا ہے بقیہ دینے کے لیے دائیں جانب سے شروع کرے گا خواہ وہ دائیں جانب والا چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ اسے ترجیح دی جائے اگر مسواک ہو یا بات کرنے کی باری ہو تو ان دونوں صورتوں میں بڑے کو مقدم رکھا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۸۷، شرح مسلم: ۱۳/ ۲۰۰)

(٥٥٨٦) بخاری: ٥٦٢٠۔ رزین۔ مسلم: ٢٠٣٠۔ احمد: ٢٢٣٦٠۔ مؤطا: ١٧٢٤.

(٥٥٨٧) ترمذی: ١٨٩٤۔ صحیح: ١٥٤٤۔ مسلم: ٦٨١۔ ابن ماجه: ٣٤٣٤۔ احمد: ٢٢٠٩٣۔ دارمی: ٢١٣٥.

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ قوم کا ساقی ان کے آخر میں پیئے گا یعنی جو پانی وغیرہ پلانے پر مقرر ہو وہ سب کو پلا کر فارغ ہوا ہو تو پھر خود پیئے۔

اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو مسلمانوں کے معاملات کا سرپرست ہو وہ اپنی اصلاح سے پہلے ان کی اصلاح مقدم رکھے، اپنے فائدہ پر ان کے فائدہ کو مقدم رکھے، اپنی مضرت سے پہلے ان کی مضرت اور نقصان دور کرے، اپنے چھوٹے یا بڑے معاملات سے پہلے ان کے معاملات کی بہتری دیکھے۔

اسی طرح پھل یا پلانے والی چیز ہو تو تقسیم میں دائیں جانب والے کو مقدم رکھے۔ (نیل الاوطار: ۸/ ۲۰۷)

۵۵۸۸ــ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ. (رواه مسلم، ۲۰۱۲)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: برتن ڈھانپ کر رکھا کرو، مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو۔'' (مسلم)

۵۵۸۹ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ، قَالَ اللَّيْثُ فَالْأَعَاجِمُ عِنْدَنَا يَتَّقُوْنَ ذٰلِكَ فِي كَانُوْنَ الْأَوَّلِ. (رواه مسلم، ۲۰۱٤)

''اور ایک روایت ہے: سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا اترتی ہے۔ اور وہ جب کسی برتن کے پاس سے گزرتی ہے جو ڈھانپا نہ ہو، یا مشکیزے کے پاس سے گزرتی ہے جس کا منہ باندھا نہ گیا ہو تو وبا میں سے کچھ حصہ برتن وغیرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ لیث رحمہ اللہ نے کہا: ہمارے ہاں عجمی لوگ اس رات سے ماہ قانون اول (جو کہ رومی مہینہ ہے) میں بچا کرتے ہیں۔'' (مسلم)

۵۵۹۰ــ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِقَدَحِ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ لَيْسَ مُخَمَّرًا فَقَالَ أَلَا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُوْدًا. (رواه مسلم، ۲۰۱۰)

''سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مقام نقیع سے دودھ کا پیالہ لے کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اور پیالہ ڈھانپا نہیں تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے ڈھانپا کیوں نہیں خواہ ایک لکڑی ہی رکھ دیتا۔'' (مسلم)

۵۵۹۱ــ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنْ بُيُوْتِ السُّقْيَا قَالَ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ کے لیے بیوت السقیا نامی چشمے سے عمدہ، میٹھا پانی لایا جاتا تھا۔ قتیبہ رحمہ اللہ نے کہا: اس

(۵۵۸۸) مسلم: ۲۰۱۲۔ بخاری: ۳۲۸۰۔ ترمذی: ۲۸۵۷۔ ابوداؤد: ۳۷۳۳۔ ابن ماجه: ۳٤۱۰۔ احمد: ۱٤۷٤۷۔ مؤطا: ۱۷۲۷.
(۵۵۸۹) مسلم: ۲۰۱٤۔ بخاری: ۳۲۸۰۔ ترمذی: ۲۸۵۷۔ ابوداؤد: ۳۷۳۳۔ ابن ماجه: ۳٤۱۰۔ احمد: ۱٤۷٤۷۔ مؤطا: ۱۷۲۷.
(۵۵۹۰) مسلم: ۲۰۱۰۔ بخاری: ۵٦۰٦۔ احمد: ۲۳۰۹۷۔ دارمی: ۲۱۳۱.
(۵۵۹۱) ابوداؤد: ۳۷۳۵۔ صحیح، البانی: ۳۱۷۸۔ احمد: ۲٤۲٤۹.

قُتَيْبَةُ هِـيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَانِ. (رواه أبوداود، ٣٧٣٥)

کے اور مدینہ کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے۔'' (ابوداوٗد)

شــــــرح: ......ان احادیث میں حکم ہے کہ پانی والے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھا جائے وجہ یہ ہے کہ جب برتن ڈھانپ دیا جائے تو عموماً اس پر بسم اللہ پڑھی جاتی ہے، جس وجہ سے شیطان قریب نہیں آتا اور اس سے حفاظت رہتی ہے۔ (عون المعبود:۳/۳۹۳)

٥٥٩٢ــــ عَـنْ جَـابِـرِبْنِ عَبْدِاللّٰـهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَـلَ عَـلَـى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَاحِبُهُ فَـرَدَّ الـرَّجُـلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِيْ أَنْـتَ وَأُمِّـي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يَحُوْلُ فِـي حَـائِـطٍ يَـعْنِي الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ كَـانَ عِـنْـدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا وَالـرَّجُـلُ يَـحُـوْلُ الْـمَـاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الـرَّجُـلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِي قَدْحٍ مَـاءً ثُـمَّ حَـلَـبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ اَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. (رواه البخاری، ٥٦٢١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ایک ساتھی سمیت انصار کے ایک شخص کے پاس گئے۔ سلام کے بعد اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اتنی گرمی میں آپ تشریف لائے۔ وہ آدمی اپنے باغ میں پانی پھیر کر لگا رہا تھا۔ اس کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تیرے پاس رات کا رکھا ہوا پانی مشکیزے میں ہے تو بہتر ورنہ ہم پانی پر منہ رکھ کر پیتے ہیں۔ پس اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ٹھنڈا پانی موجود ہے۔ پس وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفیق دونوں کو چھپر میں لے گیا۔ اس نے پیالے میں پانی ڈالا اور اس پر بکری دوھی، اور یہ پیالہ آپ ﷺ کو پلایا۔ پھر اس طرح کر کے اس مرد کو پلایا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔'' (بخاری)

٥٥٩٣ــــ عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَانَا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْـرَبَ عَـلَـى بُطُوْنِنَا وَهُـوَ الْـكَـرْعُ وَنَهَـانَـا أَنْ نَغْتَرِفَ بِـالْيَدِ الْـوَاحِـدَةِ وَقَـالَ لاَ يَـلَغْ أَحَدُكُمْ كَمَا يَلَغُ الْـكَـلْـبُ وَلاَ يَشْـرَبْ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ كَمَا

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمیں نبی کریم ﷺ نے پیٹ کے بل لیٹ کر پانی کو منہ لگا کر پینے سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے چلّو بھرنے سے منع کیا اور فرمایا: کہ کوئی تم میں سے اس طرح نہ چاٹے جیسے کتا چاٹتا ہے۔ اور ایک ہاتھ کے چلّو سے بھی نہ پیئے جیسے وہ قوم پیتی ہے جن پر اللہ کا ناراض ہوا۔ اور

(٥٥٩٢) بخاری: ٥٦٢١۔ ابوداؤد: ٣٧٢٤۔ ابن ماجه: ٣٥٣٢۔ احمد: ١٢٤١١۔ دارمی: ٢١٢٣.

(٥٥٩٣) ابن ماجه: ٣٤٣١۔ ضعیف، البانی: ٧٤٦.

يَشْرِبُ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلاَ يَشْرَبْ بِاللَّيْلِ مِنْ إِنَاءٍ حَتّٰى يُحَرِّكَهُ إِلاَّ أَنْ يَكُوْنَ إِنَاءً مُخَمَّرًا وَمَنْ شَرِبَ بِيَدِهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِنَاءٍ يُرِيْدُ التَّوَاضُعَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِعَدَدِ أَصَابِعِهِ حَسَنَاتٍ وَهُوَ إِنَاءُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامِ إِذْ طَرَحَ الْقَدَحَ فَقَالَ أُفٍّ هٰذَا مَعَ الدُّنْيَا. (لإبن ماجة، ٣٤٣١ بمجهولين.)

رات کے وقت برتن کو حرکت دینے کے بغیر نہ پیئے مگر جب برتن ڈھانپا ہو اور جو شخص تواضع وانکساری کے لیے ہاتھ سے پانی پیئے جب کہ برتن میں پینے پر قادر ہو تو اس کی انگلیوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ نیکیاں لکھ دے گا۔ یہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا برتن ہے جب انہوں نے پیالہ یہ کہہ کر پھینک دیا تھا کہ اف یہ تو میرے ساتھ دنیا ہے۔'' (ابن ماجہ، اس میں دو مجہول راوی ہیں۔)

٥٥٩٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْنَا عَلَى بِرْكَةٍ فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَكْرَعُوْا وَلٰكِنِ اغْسِلُوْا أَيْدِيكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوْا فِيْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ إِنَاءٌ أَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ. (رواه إبن ماجة، ٣٤٣٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک تالاب پر سے گزرے تو اس میں منہ لگا کر پینا شروع کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منہ لگا کر نہ پیئو مگر اپنے ہاتھ دھو لو اور ہاتھوں سے پیئو۔ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں ہے۔'' (ابن ماجہ)

٥٥٩٥۔ عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ قَدَحٌ مِّنْ عَيْدَانٍ فَقَالَتْ سَقَيْتُ فِيْهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ الشَّرَابِ الْمَاءَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَالنَّبِيْذَ. (رواه النسائى، ٥٧٥٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ام سلیم کا پیالہ عیدان لکڑی کا تھا۔ اس نے کہا: میں نے اس پیالے میں رسول اللہ ﷺ کو ہر مشروب پلایا ہے پانی، شہد، دودھ اور نبیذ۔'' (النسائی)

٥٥٩٦۔ عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْخٍ: اَتَا نَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ مُحَارِبٍ، نَضَّرَكُمُ اللّٰهُ لاَ تَسْقُوْنِي حِلْبَ أمْرَأَةٍ. (رواه البزار ٢٩٠٣ بخفى)

''ابن ابی شیخ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ پس آپ نے فرمایا: اے محارب قوم! مجھے عورت کا دوہا دودھ نہ پلانا اللہ تعالیٰ تمہیں تروتازہ رکھے۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

شرح: ......جن احادیث میں منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت ہے وہ ضعیف ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ اگر برتن نہ ہو تو منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا گرم دن ہو تو اس میں ٹھنڈا پانی پینا جائز ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے اس سے

(٥٥٩٤) ابن ماجه: ٣٤٣٣۔ ضعيف، البانى: ٧٤٧.
(٥٥٩٥) نسائى: ٥٧٥٣۔ صحيح البانى: ٥٣٠٩.
(٥٥٩٦) بزار: ٢٩٠٣۔ وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمى: ٨٣٧٣.

فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انعامات میں سب سے پہلے روز قیامت جو حساب لیں گے وہ یہی ہوگا۔ بندے سے اللہ تعالیٰ سوال کریں گے: میں نے تجھے جسمانی صحت دی، اور ٹھنڈے پانی سے سیراب کیا۔ تو نے ان سے کیا کیا؟ (ترمذی) اس سے بھی ثابت ہوا ٹھنڈا پانی پینا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۹/ ۷۸)

یہ بھی ثابت ہوا کہ پانی کے لیے یا کسی بھی جائز مشروب کے لیے پیالہ استعمال کرنا مسنون ہے۔ ضرورت کے تحت ہاتھ اور منہ سے بھی پانی پینا جائز ہے۔

الخمور والأنبذة

شراب اور نبیذ کی اقسام کا بیان

۵۵۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ البِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. (رواه البخاری، ۵۵۸۵)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد کی شراب کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا: جو مشروب نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔ (بخاری)

۵۵۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ مَا اَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ (رواه الترمذی، ۱۸۶۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور جس کا ایک مٹکا نشہ دیتا ہو اس سے ایک ہتھیلی برابر بھی حرام ہے۔ (ترمذی)

۵۶۰۰۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَاأَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ (رواه الترمذی، ۱۸۶۵)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس چیز کا کثیر نشہ آور ہو اس سے قلیل مقدار بھی حرام ہے۔'' (ترمذی)

۵۶۰۱۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا۔ پس آپ ﷺ

(۵۵۹۷) بخاری: ۵۵۸۵۔ مسلم: ۲۰۰۱۔ ترمذی: ۱۸۶۶۔ نسائی: ۵۵۹۴۔ ابوداؤد: ۳۶۸۷۔ ابن ماجه: ۳۳۸۶۔ احمد: ۲۵۳۶۳۔ مؤطا: ۱۵۹۵۔ دارمی: ۲۰۹۷.

(۵۵۹۸) ترمذی: ۱۸۶۶۔ صحیح، البانی: ۱۵۲۱۔ بخاری: ۵۵۸۵۔ مسلم: ۲۰۰۱۔ نسائی: ۵۵۹۴۔ ابوداؤد: ۳۶۸۷۔ ابن ماجه: ۳۳۸۶۔ احمد: ۲۵۳۶۳۔ مؤطا: ۱۵۹۵۔ دارمی: ۲۰۹۷.

(۵۶۰۰) ترمذی: ۱۸۶۵۔ حسن صحیح، البانی: ۱۵۲۰۔ ابوداؤد: ۳۶۸۱۔ ابن ماجه: ۳۳۹۳۔ احمد: ۱۴۲۹۳.

(۵۶۰۱) مسلم: ۱۷۳۳۔ بخاری: ۶۱۲۴۔ نسائی: ۵۶۰۴۔ ابوداؤد: ۴۸۳۵۔ ابن ماجه: ۳۳۹۱۔ احمد: ۱۹۲۲۹۔ دارمی: ۲۰۹۸.

ادْعُوا النَّاسَ وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا وَيَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفْتِنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ الْبِتْعُ وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ وَالْمِزْرُوَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِيْرِ يُنْبَذُحَتّٰى يَشْتَدَّقَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ فَقَالَ أَنْهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَعَنِ الصَّلاَةِ. (رواه مسلم، ١٧٣٣)

نے فرمایا: لوگوں کو دعوت اور بشارت دو، نفرت نہ دلاؤ۔ آسانی کرو، تنگی نہ کرو۔ ایک دوسرے کی اطاعت کرو۔ اختلاف نہ کرو۔'' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! بتع نام کے ان دومشروبات کے بارے میں بتائیں جو ہم یمن میں تیار کرتے تھے وہ اس طرح کہ شہد سے نبیذ بناتے تاآنکہ اس میں سختی آجاتی یعنی نشہ پیدا ہوجاتا ہے۔'' دوسرا مشروب مزر ہے وہ باجرہ اور جو سے کشید کیا جاتا ہے۔ اس کو ڈال دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس میں شدت اور سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ جامع کلمات دیئے گئے تھے۔ فرمایا: میں تمھیں نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے بے خبر کر دے۔'' (مسلم)

٥٦٠٢ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَّمُفَتِّرٍ. (رواه أبوداود، ٣٦٨٦)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور عقل میں فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔'' (ابو داؤد)

٥٦٠٣ــ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقِيْلَ لَهُ أَفْتِنَا فِي الْبَاذَقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ الْبَاذَقَ وَمَا أَسْكَرَفَهُوَ حَرَامٌ. (رواه النسائی، ٥٦٠٦)

''سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: ہمیں باذق (وہ شراب جسے تھوڑا سا پکالیا جائے) کے متعلق فتویٰ دیں: تو انھوں نے یہ فرمایا: یہ چیز نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی۔ بس یاد رکھو! جو نشہ آور ہے وہ حرام ہے۔'' (نسائی)

٥٦٠٤ــ عَنْ دَيْلَمِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا بِأَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيْهَا عَمَلاً شَدِيْدًا وَإِنَّا نَتَّخِذُ شَرَاباً مِنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوَّى بِهِ عَلَى

''دیلم الحمیری کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم شدید سرد ملک کے رہنے والے ہیں۔ اور وہاں ہمیں شدید کام کاج کرنے پڑتے ہیں۔ ہم وہاں گندم سے شراب تیار کرتے ہیں تاکہ اپنے کام کاج میں تقویت حاصل

(٥٦٠٢) ابوداود: ٣٦٨٦۔ ضعیف، البانی: ٧٩٣۔ احمد: ٢٦٠٩٤.
(٥٦٠٣) نسائی: ٥٦٠٦۔ صحیح، البانی: ٥١٧٩۔ بخاری: ٥٥٩٨.
(٥٦٠٤) ابوداؤد: ٣٦٨٣۔ صحیح، البانی: ٣١٣١۔ احمد: ١٧٥٧٤.

أَعْمَالِنَا وَعَلَى بَرْدِبِلاَدِنَا قَالَ هَلْ يُسْكِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اجْتَنِبُوْهُ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرَ تَارِكِيْهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَتْرُكُوْهُ فَقَاتِلُوْهُمْ. (رواه أبوداود ٣٦٨٣)

کریں، اور اپنے علاقے کی سردی بھی برداشت کرسکیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھراس سے اجتناب ہی کرو۔ میں نے عرض کیا لوگ تو اس سے باز نہیں آئیں گے۔ فرمایا: اگر لوگ اس کو ترک نہ کریں تو ان سے جنگ کرو۔'' (ابوداؤد)

٥٦٠٥ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ نَبِيَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قَالَ أَبُوْدَاوُدُ قَالَ ابْنُ سَلامٍ أَبُوْ عُبَيْدِ الْغُبَيْرَاءُ السُّكْرُكَةُ تُعْمَلُ مِنَ الذُّرَةِ شَرَابٌ يَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ. (رواه أبوداود، ٣٦٨٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب، جوئے، ڈھولک اور جوار کی شراب سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ الغبیراء مکئی کی شراب ہے، جسے اہل حبشہ تیار کرتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٦٠٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الآخِرَةِ. (رواه مسلم، ٢٠٠٣)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے، اور ہر نشہ آور حرام ہے۔ جس نے دنیا میں ہمیشہ شراب پی، اور اس سے توبہ نہ کی تو وہ قیامت کے دن جنت کی شراب نہیں پیئے گا۔'' (مسلم)

٥٦٠٧ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ. (رواه النسائی، ٥٥٨٦)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔'' (نسائی)

شرح:......سورت مائدہ آیت (٩٠، ٩١) میں شراب کے حرام ہونے کے سات دلائل بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔ اسے رِجْسٌ پلید قرار دیا گیا ہے۔

(٥٦٠٥) ابوداؤد: ٣٦٨٥۔ صحیح، البانی: ٣١٣١۔ احمد: ١٧٥٧٤.

(٥٦٠٦) مسلم: ٢٠٠٣۔ بخاری: ٥٥٧٥۔ ترمذی: ١٨٦١۔ نسائی: ٥٦٧٤۔ ابوداؤد: ٣٦٧٩۔ ابن ماجه: ٣٣٩٠۔ احمد: ٦٢٣٨۔ مؤطا: ١٥٩٧۔ دارمی: ٢٠٩٠.

(٥٦٠٧) نسائی: ٥٥٨٦۔ حسن صحیح، البانی: ٥١٥٥۔ مسلم: ٢٠٠٣۔ ترمذی: ١٨٦١۔ ابوداؤد: ٣٦٧٩۔ ابن ماجه: ٣٣٩٢۔ احمد: ٦١٨٣.

۲۔ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ یہ شیطانی کام ہے۔
۳۔ فَاجْتَنِبُوْهُ اس سے اجتناب کرو۔
۴۔ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ شیطان اس کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈالنا چاہتا ہے۔
۶۔ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ شیطان اس کے ذریعہ تمہیں ذکر الٰہی اور نماز سے روکتا ہے۔
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ کیا تم باز آتے ہو۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ شراب صرف وہی نہیں جو انگور اور کھجور وغیرہ سے بنائی جائے بلکہ ہر شراب ہی حرام ہے۔اس وقت زیادہ تر شراب کھجور سے تیار ہوتی تھی اس لیے کہا گیا ہے۔اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شراب کسی اور چیز سے نہ بنتی تھی۔دیگر اشیاء سے بھی بنتی تھی۔جو شراب کھجور کے پھل سے تیار ہوتی اسے فضیح کہتے تھے۔اگر ڈوکا اور اس کے پھل ملا لیا جاتا تو اسے خلیط کہتے تھے۔یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پانچ چیزوں سے شراب تیار ہوتی تھی۔عموماً انہی چیزوں سے تیار ہوتی تھی۔انگور، کھجور، شہد، گندم، جو وغیرہ سے مگر شراب ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لے اور حواس پر غالب آجائے۔یہ صورت جس میں بھی پائی جائے وہ حرام ہوگی۔یہ ایک شرعی قاعدہ ہے کہ کوئی بھی چیز خواہ وہ کھانے والی ہو، یا پینے والی ہو جو بھی عقل زائل کر دے اور اسے ڈھانپ دے اسے استعمال کرنا حرام ہے۔منشیات تمام قسم کی حرام ہیں، ہیروئن، چرس، بھنگ، تمبا کو فروخت کرنا اور اسے پینا بھی حرام ہے۔کیونکہ عقل میں فتور پیدا کرتی ہیں۔

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس کا زیادہ مقدار میں استعمال نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔مگر احناف اور کوفہ و بصرہ کے علماء کا خیال ہے کہ انگور اور کھجور کے سوا جو شراب نشہ دینے کی مقدار تک نہ پہنچے وہ حلال ہے۔وہ اس پر بہت سارے اقوال کے انبار لگاتے ہیں یہ سب ضعیف اور بے بنیاد ہیں۔یہ حدیث ان کے اقوال کی تردید کرتی ہے۔جس چیز میں نشہ کی صلاحیت ہے، وہ پینے سے اگر نشہ نہ بھی ہو تو پھر اس میں سے تھوڑی سی مقدار پینا حرام ہے۔صرف نشہ آور چیزوں سے ہی نہیں روکا گیا بلکہ ان کے ذرائع اور وسائل سے بھی دور رہنے کی تلقین ہے۔(تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۳۷-۶۳۹)

۵۶۰۸ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قِيْلَ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عقل ڈھانپنے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔اور جس نے نشہ آور چیز پی اس کی چالیس ایام کی نمازیں کم ہو جائیں گی، اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔اور چوتھی بار اعادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو طینۃ الخبال سے پلائے گا۔عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! طینۃ

صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ . (رواه أبوداود، ٣٦٨٠)

الخبال کیا ہے؟ فرمایا: اہل جہنم کی پیپ ہے۔''(ابوداؤد)

٥٦٠٩ــ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحاً فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهِ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلاَةً أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَهْرِ الْخَبَالِ قِيْلَ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمَا نَهْرُ الْخَبَالِ قَالَ نَهْرٌ مِنْ صَدِيْدِ أَهْلِ النَّارِ . (رواه الترمذى ١٨٦٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی چالیس صبح تک اس کی نماز مقبول نہ ہوگی چالیس صبح تک۔ پس اگر توبہ کی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا: اور اگر چوتھی بار اعادہ کیا تو اس کی نماز چالیس صبح تک قبول نہ ہوگی، اگر توبہ کی تو توبہ قبول نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو خبال کے دریا سے پلائے گا۔ کہا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن: نہر الخبال کیا ہے؟ کہا: وہ اہل جہنم کی پیپ کا دریا ہے۔''(ترمذی)

٥٦١٠ــ وَلِلنَّسَائِى مَوْقُوْفاً: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَلَمْ يَنْتَشِ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ مَادَامَ فِي جَوْفِهِ أَوْ عُرُوْقِهِ مِنْهَا شَيْءٌ وَإِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا وَإِن انْتَشَى لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلاَةٌ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَإِنْ مَاتَ فِيْهَا مَاتَ كَافِراً . (رواه النسائى، ٥٦٦٨)

''نسائی کی موقوف روایت ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جس نے شراب پی اور نشہ نہ آیا تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک شراب اس کے پیٹ میں رہے گی، یا اس کی رگوں میں اس کا اثر ہوگا۔ اگر اسی حال میں فوت ہوا تو کافر ہوکر مرے گا۔ اور اگر اس کو نشہ آیا تو اس کی نماز چالیس ایام تک قبول نہ کی جائے گی۔ اور مرا تو کافر ہی مرے گا۔''(نسائی)

٥٦١١ــ عَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه قَالَ اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلاَ قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا فَقَالَتْ لَهُ إِنَّا نَدْعُوْكَ

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شراب سے اجتناب کرو کیونکہ وہ تمام خباثتوں کی جڑ ہے۔ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان میں ایک آدمی تھا، وہ عبادت میں رہتا تھا، ایک عورت نے اس کو اغوا کیا اور اس کے پاس لونڈی روانہ کی۔ اس نے کہا: تجھے

(٥٦٠٩) ترمذی: ١٨٦٢۔ صحیح، البانی: ١٥١٧۔ احمد: ٤٨٩٨.

(٥٦١٠) نسائی: ٥٦٦٨۔ صحیح، البانی: ٥٢٣٨۔ نسائی: ٥٦٦٨.

(٥٦١١) نسائی: ٥٦٦٦۔ صحیح موقوف: ٥٢٣٦.

لِلشَّهَادَةِ فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ حَتّٰى اَفْضٰى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ فَقَالَتْ إِنِّي وَاللّٰهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ وَلٰكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هٰذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْساً أَوْ تَقْتُلَ هٰذَا الْغُلَامَ قَالَ فَاسْقِيْنِي مِنْ هٰذَا الْخَمْرِ كَأْساً فَسَقَتْهُ كَأْساً قَالَ زِيْدُوْنِي فَلَمْ يَرِمْ حَتّٰى وَقَعَ عَلَيْهَا وَقَتَلَ النَّفْسَ فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لاَ يَجْتَمِعُ الإِيْمَانُ وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا لَيُوْشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. (رواه النسائی، ٥٦٦٦)

گواہی کے لیے فلاں عورت بلاتی ہے۔ وہ اس لونڈی کے ساتھ چل پڑا۔ پس جب وہ کسی دروازے سے داخل ہوتا تو دروازے کو لونڈی بند کرتی جاتی یہاں تک کہ وہ بدکار عورت کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے پاس ایک بچہ سویا ہوا تھا اور ایک بالٹی میں شراب تھی۔ عورت نے کہا: بخدا: میں نے گواہی کے لیے نہیں بلایا بلکہ تجھے بلایا ہے تا کہ تو میرے ساتھ زنا کرے، یا اس شراب کا ایک گلاس پی جائے یا اس غلام کو قتل کر دے۔ تو اس نے کہا: شراب ہی کا ایک گلاس پلا دے۔ پس مرد نے کہا مجھے زیادہ دے دو۔ پھر عورت سے زنا بھی کیا اور لڑکا بھی قتل کیا۔ پس تم شراب سے بچتے رہو۔ اللہ کی قسم ایمان اور دائمی شراب دونوں جمع نہیں رہتے ہیں۔ مگر قریب ہی ایک ان میں سے دوسرے کو نکال باہر کرے۔'' (نسائی)

٥٦١٢ـ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُدْمِنُ الْخَمْرِ كَعَابِدِوَثَنٍ (رواه إبن ماجة، ٣٣٧٥) بلين

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا بت کی عبادت کرنے والے کی مانند ہے۔'' (ابن ماجہ، سند کمزور)

٥٦١٣ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لاَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ. (رواه إبن ماجة، ٣٣٧٦)

''سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔'' (ابن ماجہ)

٥٦١٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: الْخَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ وَأَكْبَرُ الْكَبَائِرِ، مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلَى أُمِّهٖ وَخَالَتِهٖ. وَعَمَّتِهٖ. (رواه الطبرانی فی الْأوسط، ٣٢٨٥) والكبير بضعف.

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ شراب تمام فاحشات کی جڑ، اور بڑے گناہوں میں سے ایک ہے۔ جس نے شراب پی لی تو اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی پر بھی واقع ہوسکتا ہے۔'' (الاوسط، الکبیر، سند کمزور)

(٥٦١٢) ابن ماجه: ٣٣٧٥ـ حسن، البانی: ٢٧٢٠.

(٥٦١٣) ابن ماجه: ٣٣٧٦ـ صحيح، البانی: ٢٧٢١ـ احمد: ٢٦٩٣٨.

(٥٦١٤) طبرانی اوسط: ٣٢٨٥ـ طبرانی كبير وفيه عبدالكريم ابو امية وهو ضعيف، هيثمی: ٨١٧٢.

٥٦١٥ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ آدَمَ عليه السلام لَـمَّا أَهْبَطَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَى الأَرْضِ قَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ أَىْ رَبِّ ﴿أَتَـجْـعَـلُ فِيْهَـا مَـنْ يُفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الـدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَـالَ إِنِّـى أَعْـلَـمُ مَا لاَ تَعْلَمُوْنَ﴾ قَالُوْا رَبَّنَا نَحْنُ أَطْوَعُ لَكَ مِنْ بَنِىْ آدَمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِـلْـمَلاَئِـكَةِ هَـلُمُّوْا مَلَكَيْنِ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ حَتّٰـى يُهْبَطَ إِلَـى الأَرْضِ فَـنَـنْظُـرَ كَيْفَ يَـعْـمَلاَنِ قَـالُـوْا رَبَّـنَـا هَارُوْتُ وَمَارُوْتُ فَـأُهْبِـطَا إِلَى الاَرْضِ وَمُثِّلَتْ لَهُمَا الزُّهْرَةُ امْرَأَةً مِنْ اَحْسَنِ الْبَشَرِ فَجَاءَتْهُمَا فَسَأَلاَهَا نَـفْسَهَـا فَـقَالَتْ لاَ وَاللّٰهِ حَتّٰى تُكَلِّمَا بِهٰذِهِ الْـكَلِمَةِ مِنَ الإِشْرَاكِ فَقَالاَ وَاللّٰهِ لاَ نُشْرِكُ بِاللّٰهِ أَبَداً فَذَهَبَتْ عَنْهُمَا ثُمَّ رَجَعَتْ بِصَبِيٍّ تَحْمِلُهُ فَسَأَلاَهُ نَفْسَهَا فَقَالَتْ لاَ وَاللّٰهِ حَتّٰى تَقْتُلاَ هٰذَا الصَّبِيَّ فَقَالاَ وَاللّٰهِ لاَ نَقْتُلُهُ اَبَدًا فَـذَهَبَـتْ ثُـمَّ رَجَعَتْ بِقَدَحِ خَمْرٍ تَحْمِلُـهُ فَسَـأَلاَهَا نَفْسَهَا قَالَتْ لاَوَاللّٰهِ حَتّٰى تَشْرِبَا هٰـذَا الْـخَـمْـرَ فَشَـرِبَا فَسُكِرَا فَوَقَعَا عَلَيْهَا وَقَتَلاَ الـصَّبِيَّ فَلَمَّا أَفَاقَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ وَاللّٰهِ مـاَ تَـرَكْتُـمَـا شَيْـئاً مِمَّا أَبَيْتُمَاهُ عَلَيَّ إِلاَّ قَدْ فَـعَـلْتُـمَا حِيْنَ سَكِرْتُمَا فَخُيِّرَا بَيْنَ عَذَابِ الـدُّنْيَـا وَالآخِـرَةِ فَاخْتَارَا عَذَابَ الدُّنْيَا .

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرشتوں نے کہا: اے رب! کیا تو زمین پر اس قوم کو آباد کرنا چاہتا ہے جو اس میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی اور ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں؟ تو اللہ نے فرمایا: جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا: یا اللہ! اولادِ آدم سے ہم زیادہ تابع فرمان ہیں۔ فرمایا: دو فرشتے لاؤ جن کو زمین پر اتارا جائے اور دیکھیں کہ وہ کیا عمل کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: رب تعالیٰ! یہ ہاروت و ماروت موجود ہیں۔ پس وہ دونوں زمین پر اتارے گئے، اور ان کے لیے زہرہ ستارے کو بہت خوب صورت عورت کی شکل میں بنایا گیا۔ وہ دونوں فرشتوں کے پاس آئی تو انھوں نے اس کے نفس کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا: نہیں، یہاں تک کہ تم یہ شرکیہ کلمات کہہ دو۔ انہوں نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ شرک ہرگز نہیں کریں گے۔ وہ ان سے منہ پھیر کر جاتی رہی، اور پھر ان کے پاس ایک بچے کو لے کر حاضر ہوئی۔ انہوں نے اس کے نفس کا مطالبہ کیا۔ اس نے کہا: بخدا! نہیں یہاں تک کہ تم اس بچے کو قتل کردو۔ انہوں نے کہا: نہیں ہم ہرگز قتل نہیں کریں گے۔ تو وہ لوٹ گئی پھر وہ ایک شراب کا پیالہ لے کر حاضر ہوئی۔ انہوں نے اس کے نفس کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا: ہرگز نہیں یہاں تک کہ تم دونوں اس شراب کے پیالے کو پی جاؤ۔ پس انہوں نے پیا، اور نشہ چڑھا، تو اس عورت سے بدکاری کی۔ بچے کو بھی قتل کیا۔ جب وہ ہوش میں آئے تو عورت نے کہا: اللہ کی قسم! تم نے کوئی بدی چھوڑی ہی نہیں جس سے تم رکتے تھے پس

(٥٦١٥) احمد: ٦١٤٣ ـ بزار، رجال الصحيح خلا واحد وهو ثقة، هيثمى: ٨١٧٥.

(رواه أحمد، ٦١٤٣) والبزار برجال الصحيح خلا واحد وهو ثقة

اس وقت ان کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ تو انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا۔ (اس کو احمد، بزار نے صحیح کے رجال کے ساتھ روایت کیا ماسوا ایک راوی کے اور وہ بھی ثقہ راوی ہے۔)

شــــرح: ......اہل جنت کو جو شراب ملے گی اس سے نہ تو سر درد ہوگا، نہ عقل زائل ہوگی مگر دنیا میں پینے والا اس سے محروم رہے گا۔ اگر یہ جنت میں داخل بھی ہوا تو شراب میں تاخیر کر دی جائے گی۔

اس کی سزا یہ بھی ہے کہ اسے دوزخ کی پیپ پلائی جائے گی۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی یہ ڈانٹ ہے وگرنہ ہر جرم اور گناہ سے توبہ کر لی جائے تو قبول ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے شرابی کا اتنا بڑا جرم ہے اگر معافی نہ ہوتی تو اس گناہ کی نہ ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے اگر شرابی بھی تائب ہو جائے تو توبہ قبول ہو جائے گی۔

اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی یعنی اگر چہ شرابی نماز ادا بھی کرے تو ارکان ضرور ادا کر رہا ہے مگر قبول نہ ہوگی۔ نماز نہ قبول ہونے کا خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ یہ عبادات میں سے اہم عبادت ہے، جب یہ قبول نہ ہوگی تو دوسری عبادات کیسے قبول ہوں گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۲۴۸)

یہ ام الخبائث ہے۔ زنا، قتل جیسے سنگین جرم اس کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ شرابی کو بتوں کے پجاری کی مانند اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ بتوں کا پجاری اپنی خواہش کی پیروی کرتا اور اللہ کے حکم کی مخالفت کرتا ہے۔ اسی طرح شرابی بھی مدہوشی میں ہر خواہش کو خدا بنا کر پوجتا ہے یہ زبردست ڈانٹ ہے، خبردار ہو جائیں۔ (انجاز الحاجہ: ۹/ ۶۳۴)

٥٦١٦ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً عَاصِرَهَا مُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَآكِلَ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِيَ لَهَا وَالْمُشْتَرَاةَ لَهُ. (رواه الترمذي، ١٢٩٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سبب دس انسانوں کو لعنت کی ہے۔ شراب نچوڑنے (یعنی بنانے) والے، بنوانے والے، پینے والے، اٹھا کر لانے والے، جس کی طرف لایا جائے، پلانے والے، فروخت کرنے والے، اس کی قیمت کھانے والے، خریدنے والے، اور جس کے لیے خریدی گئی ہے ان سب کو لعنت کا مستحق ٹھہرایا ہے۔'' (ترمذی)

٥٦١٧ــ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسٰى عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا أُبَالِي شَرِبْتُ

''سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کوئی فرق نہیں سمجھتا کہ شراب پیوں یا اللہ کے علاوہ اس ستون کی عبادت کروں۔'' (نسائی)

(٥٦١٦) ترمذی: ١٢٩٥۔ حسن، صحیح، البانی: ١٠٤١۔ ابن ماجہ: ٣٣٨١.

(٥٦١٧) نسائی: ٥٦٦٣۔ صحیح الاسناد: ٥٢٣٤.

الْـخَـمْـرَ اَوْ عَبَـدْتُ هٰذِهِ السَّارِيَةَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ (للنسائی، ٥٦٦٣)

٥٦١٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: مَنْ سُقِيَ الْخَمْرَ صَـغِيْـرًا لاَيَـعْـرِفُ حَلاَلَهٗ مِنْ حَرَامِهٖ كَانَ حَـقًّـا عَـلَـى اللّٰهِ اَنْ يُسْقِيَ سَاقِيَهٗ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ. (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے بچپن میں شراب پی، حلال وحرام کا علم نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے کہ اسے شراب پلانے والے کو جہنمیوں کی پیپ پلائے۔'' (رزین)

شرح: ......شراب نوشی ایک لعنت کا کام ہے، شراب نچوڑنے والا، شراب نچوڑنے کا مطالبہ کرنے والا، جس نے کہا ہو میرے پاس شراب لاؤ، اسے بیچنے والا، یا اسے خریدنے والا، اور جس کے لیے یہ شراب خریدی گئی ہے۔ شراب کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۵۵۵)

٥٦١٩ــ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَـالَ خَطَبَ عُـمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهٗ قَدْ نَـزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءٍ الْـعِنَبُ وَالتَّمْرُ وَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيْرُ وَالْعَسَلُ وَالْـخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلاَثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَـمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْـدًا الْـجَدُّ وَالْكَلاَلَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا. (رواه البخاری، ٥٥٨٨)

''سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر نبوی پر فرمایا: امابعد: اے لوگو! شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں کی بنتی تھی۔ انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ اور شراب وہ چیز ہے جو نشہ دے اور عقل کو بگاڑ دے۔ تین اشیاء کے بارے مجھے پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے واضح بیان کر رکھا ہوتا تو ہم اس پر ٹھہر جاتے: میراث میں دادے کا حصہ، کلالہ کی بحث، اور سود کے ابواب کی تفصیل۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے شراب کا معنی اور عموماً جن چیزوں سے شراب تیار کی جاتی ہے اسے بیان کیا ہے۔

یہ مطلب نہیں کہ دوسری چیزوں سے شراب بنائیں تو جائز ہوگی یہ بات درست نہیں۔ خمر کا لغوی معنی ڈھانپنا ہے اور شرعی معنی بھی یہی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے منبر پر یہ معنی بیان کر رہے ہیں کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا شرعی اور لغوی معنی ایک ہی ہے کہ عقل کو ڈھانپ لینے والی چیز شراب ہے اور جو چیز عقل کو ڈھانپ لے اس کا تھوڑا یا زیادہ حصہ پینا حرام ہے۔ اور جو حضرت نے یہ فرمایا تھا کہ میری تمنا تھی

(٥٦١٨) رزین.

(٥٦١٩) بخاری: ٥٥٨٨ـ مسلم: ٣٠٣٢ـ ترمذی: ١٨٧٢ـ نسائی: ٥٥٨٠ـ ابوداؤد: ٣٦٧٠.

کہ دادا کی وراثت، کلالہ اور سود کے دروازوں کے بارے نبی اکرم ﷺ کا واضح فرمان ہوتا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس بارے رسول اکرم ﷺ نے واضح رہنمائی نہیں کی، دادا کی وراثت بارے اصول بتائے ہیں، کلالہ جس کی اولاد نہ ہو، نہ ماں باپ ہوں، قرآن وسنت نے اس بارے بھی بتایا ہے اور سود بارے بھی بعض احکام بالکل واضح کیے ہیں مگر بعض میں اشارات دیئے ہیں، جن کا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی علم تھا۔

اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مزید خواہش تھی کہ ان تینوں احکام میں اور زیادہ وضاحت ہوتی تا کہ ہر کوئی اسے سمجھ لیتا، نہ دادا کی وراثت میں اختلاف ہوتا، نہ ہی کلالہ کی وراثت میں گنجلک ہوتی، اور نہ ہی سود کے بارے میں اشارات ہوتے بلکہ ایک ایک کھول کر بیان کیا جاتا اور ان میں سے ہر ایک پر نص موجود ہوتی۔

یہ سب کچھ موجود ہے شریعت نے ان کی باقاعدہ مناسب وضاحت کی ہے مگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اپنی تمنا تھی مجھے ان بقیہ باتوں میں مزید معرفت ہوتی۔ یہ نہیں کہ ان تینوں مسائل میں کوئی تشنگی ہے اس حدیث سے مزید مسائل بھی اخذ ہوتے ہیں: (۱) یہ ہے کہ ایک علت ہونے کی وجہ سے قیاس جائز ہے جیسا کہ خمر میں ڈھانپ لینا علت ہے، اب یہ جس چیز میں پائی جائے گی خواہ وہ کوئی بھی ہو وہ بھی حرام ہو جائے گی کہ جس کے کھانے یا پینے سے عقل زائل ہو جائے، حرام ہے۔

(۲) یہ بات واضح ہوئی کہ شرعی مسائل منبر پر بیان کیے جائیں تا کہ سامعین کے درمیان ان کی شہرت ہو اور ان کے علم میں اضافہ ہو۔

(۳) یہ ثابت ہوا خطبہ میں ''امابعد'' کہا جائے۔

(۴) آگاہ کیا گیا ہے کہ عقل اور فکر صواب بڑی فضل والی چیز ہے۔

(۹۵ اور چیز کی آرزو کی جائے اور اسے بیان کرنے کی تمنا کی جائے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۵۰)

۵۶۲۰ــ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِياً يُنَادِيْ أَلاَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ قَالَ فَقَالَ لِي أَبُوْطَلْحَةَ أُخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا فَخَرَجْتُ فَأَهْرَقْتُهَا فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قَدْقُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُوْنِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوطلحہ کے مکان پر لوگوں کو شراب پلاتا تھا۔ اور ان کے پاس اس دن کچی کھجور کی شراب تھی۔ پس نبی ﷺ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے خبردار! شراب حرام کر دی گئی ہے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اٹھ اور باہر جا کر بہا دے۔ پس مدینہ کی گلیوں میں شراب بہنے لگی۔ بعض لوگوں نے کہا: کچھ لوگ قتل کیے گئے جبکہ ان کے پیٹ میں شراب تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی: ﴿نہیں ہے ایمان والوں پر اور نیک اعمال کرنے والوں

(۵۶۲۰) بخاری: ۲٤٦٤۔ مسلم: ۱۹۸۰۔ نسائی: ۵۵٤۳۔ ابوداؤد: ۳٦۷۳۔ احمد: ۱۲۹٦۳۔ مؤطا: ۱۵۹۹.

فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الآية. (رواه البخاری٢٤٦٤)

پر کوئی گناہ اس چیز میں جو وہ کھا پی چکے ہیں۔﴾'' (بخاری)

٥٦٢١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ. (رواه البخاری٥٥٨٢)

ایک روایت میں ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین کو کچی اور خشک کھجور کی شراب پلاتا تھا۔'' (بخاری)

٥٦٢٢ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ قُلْتُ لأَنَسٍ مَا هُوَ قَالَ بُسْرٌ وَرُطَبٌ. (رواه لمسلم ١٩٨٠)

''دوسری روایت میں ہے: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو کہا: وہ شراب کس چیز کی تھی؟ انھوں نے کہا: خشک اور تازہ کھجور کی تھی۔'' (مسلم)

٥٦٢٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. (رواه البخاری، ٥٥٨٤)

''ایک روایت میں ہے: ''اس نے کہا: گدر کھجور سے تھی۔'' (بخاری)

٥٦٢٤ــ عَنْ اَبِي سَعِيْدِالْخُدْرِيّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا أَمْرًا فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْ بِهِ قَالَ فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الآيَةُ وَعِنْدَهٗ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ قَالَ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهَا فِى طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ فَسَفَكُوْهَا. (رواه مسلم، ١٥٧٨)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے شراب سے تعرض کیا ہے۔ وہ اپنے پاس سے کوئی حکم نازل کر دے گا۔ لہٰذا جس کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دے۔ راوی کا بیان ہے: اس سے تھوڑے عرصہ بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے پس جس کو یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس شراب ہو تو وہ نہ پیئے، اور نہ فروخت کرے لوگوں کے پاس جو بھی تھا سب ہی مدینہ کے راستوں پر بہا دیا۔'' (مسلم)

٥٦٢٥ــ وَلِرَزِيْنٍ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ﴾ الآيَةَ، قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَا أَيُّهَاالنَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ يُعَرِّضُ

''رزین رحمہ اللہ کی روایت ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تا آخر آیت تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب پر

(٥٦٢١) بخاری: ٥٥٨٢ـ مسلم: ١٩٨٠ـ نسائی: ٥٥٤٣ـ ابوداؤد: ٣٦٧٣ـ احمد: ١٢٩٦٣ـ مؤطا: ١٥٩٩ـ دارمی: ٢٠٨٩.
(٥٦٢٢) مسلم: ١٩٨٠ـ نسائی: ٥٥٤٣ـ ابوداؤد: ٣٦٧٣ـ احمد: ١٢٩٦٣ـ مؤطا: ١٥٩٩ـ دارمی: ٢٠٨٩.
(٥٦٢٣) بخاری: ٥٥٨٤ـ مسلم: ١٩٨٠ـ نسائی: ٥٥٤٣ـ ابوداؤد: ٣٦٧٣ـ احمد: ١٢٩٦٣ـ مؤطا: ١٥٩٩ـ دارمی: ٢٠٨٩.
(٥٦٢٤) ١٥٧٨ـ احمد: ١٠٨٢١.
(٥٦٢٥) رزین.

بِالْخَمْرِ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا أَمْراً، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ.

٥٦٢٦ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ فَسَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ إِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا.﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ النَّاسُ مَا حَرَّمَ عَلَيْنَا إِنَّمَا قَالَ ﴿فِيْهِمَآ إِثْمٌ كَبِيْرٌ﴾ وَكَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمٌ مِنَ الْأَيَّامِ صَلَّى رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ أَمَّ أَصْحَابَهُ فِي الْمَغْرِبِ خَلَطَ فِي قِرَاءَتِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا آيَةً أَغْلَظَ مِنْهَا ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾ وَكَانَ النَّاسُ يَشْرَبُوْنَ حَتّٰى يَأْتِيَ أَحَدُهُمُ الصَّلَاةَ وَهُوَ مُفِيْقٌ ثُمَّ أُنْزِلَتْ آيَةٌ أَغْلَظُ مِنْ ذٰلِكَ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ فَقَالُوْا انْتَهَيْنَا رَبَّنَا فَقَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ

اشارہ کر دیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے متعلق کوئی حکم نازل فرما دے پس جس کے پاس اس میں سے کچھ ہو تو وہ اس کو فروخت کر دے اور فائدہ اٹھالے۔''

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب تین بار حرام قرار دی گئی۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ پیتے اور جوئے کا مال کھاتے تھے۔ ان دونوں کے بارے میں انہوں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی تجھ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے نفع بھی ہے، لیکن ان کا گناہ نفع سے زیادہ سنگین ہے تا آخر)۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ابھی حرام نہیں کیا۔ محض یہ بتایا ہے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ لوگوں نے شراب نوشی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ ایک دن ایک مہاجر نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ اس کو قرات میں خلل پڑا تو یہ آیت نازل ہوئی جو پہلے سے زیادہ سخت تھی (اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشہ میں ہو: تا آخر) اور لوگ اس کے بعد بھی پیتے رہے صرف نماز کے وقت باز رہتے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جو اس پہلی سے زیادہ سخت تھی (اے ایمان والو! تحقیق شراب اور جوا) تا آخر تو لوگوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم باز آ گئے۔ اور کہا: یارسول اللہ ﷺ! کچھ لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے جو شراب پیتے تھے، یا کہا کچھ لوگ بستر مرگ پر شراب پیتے، اور جوئے کا مال کھاتے فوت ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپاک اور شیطان کے اعمال میں سے قرار دیا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی:

(٥٦٢٦) احمد: ٨٤٠٦ـ وابو وهب مولى ابى هريرة، لم يجرحه احد ولم يوثقه، وابو نجيح ضعيف لسوء حفظه وقد وثقه غير واحد وسريج ثقة، هيثمى: ٨٠٧٥.

اللّٰهِ نَاسٌ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ مَاتُوْا عَلٰى فُرُشِهِمْ كَانُوْا يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَأْكُلُوْنَ الْمَيْسِرَ وَقَدْ جَعَلَهُ اللّٰهُ رِجْساً وَمِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَامَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ. (لأحمد، ٨٤٠٦ بلين)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے گذشتہ (ناجائز) کھانے، پینے میں ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ (آئندہ) بھی تقویٰ اختیار کریں اور ایمان والے رہیں۔" (الا یہ احمد، بسند کمزور)

شرح:......شراب حرام ہوئی تو مصلحت کے تحت اسے گلیوں میں بہایا گیا تا کہ شہرت ہو جائے کہ اسے اب چھوڑنا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱۲/۵)

جو افراد شراب حرام نہ ہونے کی وجہ سے، شراب پی رہے تھے، وہ گیارہ تھے۔

بعض نے ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھی شمار کیا ہے تاہم یہ نہایت ہی منکر اور غلط بات ہے، یہ دونوں بزرگ وہاں نہ تھے۔ ان میں ایک آدمی ابوبکر بن شغوب تھے تو لوگوں نے حصرت ابوبکر صدیق سمجھ لیا ہے، یہ بالکل غلط ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونا خود ہی تصور کر لیا ہے۔

بہرصورت یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ شراب حلال تھی پھر حرام کی گئی ہے یہ بات ہے کہ لوگ کثرت سے پیتے تھے، ابھی اس پر پابندی نہ تھی اس میں مصلحت تھی ایک دم ہی حرام قرار نہ دی گئی اس لیے پہلے اس کے نقصان سے آگاہ کیا گیا پھر نماز کے وقت پینے پر پابندی لگائی گئی۔ کچھ لوگ ان دو مرحلوں میں ہی اسے چھوڑ چکے تھے۔

مگر ابھی یہ سلسلہ رکا نہ تھا، اس لیے پھر دوٹوک اس کی حرمت کا اعلان قرآن پاک نے کیا تو لوگوں نے کہا:

اے رب! ہم اس سے باز آ گئے، پھر معاملہ تھا ان فوت شدگان کا کہ جو شراب کی حرمت سے پہلے فوت ہوئے تو قرآن پاک نے ان کا معاملہ بھی صاف کر دیا کہ انہیں معاف کر دیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۳۷، ۳۹)

٥٦٢٧ــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَصَبْتُ شَارِفاً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَأَعْطَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَارِفاً أُخْرَى فَأَنَخْتُهُمَا يَوْماً عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَحْمِلَ

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: مجھے بدر کے مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی ملی اور ایک اونٹنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے خمس میں سے دی۔ میں نے جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو گھر لانے کا ارادہ کیا تو ایک دن ان دونوں کو ایک انصاری کے دروازے کے پاس بٹھا دیا۔ میں چاہتا تھا کہ ان پر اذخر گھاس

(٥٦٢٧) بخاری: ٢٣٧٥۔ مسلم: ١٩٧٩۔ ابوداؤد: ٢٩٨٦۔ احمد: ١٢٠٤.

عَلَيْهِمَا إِذْخِراً لِأَبِيْعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَأَسْتَعِيْنُ بِهِ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ اَلَايَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَثَارَ إِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَخَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ اَخَذَمِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِى فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌلِاَبَائِى فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَهْقِرُ حَتّٰى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِ الْخَمْرِ . (رواه البخاری، ۲۳۷۵)

لا دکر لاؤں گا اور فروخت کر دوں گا۔ میرے ساتھ بنو قینقاع کا ایک سنار بھی تھا۔ میں اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے سلسلے میں مدد لینا چاہتا تھا۔ حمزہ بن عبدالمطلب اس گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی۔ اس نے کہا: اے حمزہ! ان موٹی تازی اونٹنیوں کی طرف اٹھو۔ حمزہ ان کی طرف گئے، کوہان کاٹ لائے اور ان کے پہلو چیر کر ان کا جگر نکال لائے۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا: کوہان بھی؟ انہوں نے کہا: ان کوہان کاٹ کر لے گئے۔ ابن شہاب کا بیان ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے گرا دیا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو ساری بات بتائی تو وہ نکلے۔ آپ کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور میں تھا۔ تو آپ ان پر ناراض ہوئے۔ حمزہ نے نظر اٹھائی اور کہا: تم تو میرے آباء کے غلام ہو تو آپ پیچھے ہٹے یہاں تک کہ واپس آ گئے۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔

شرح :......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایندھن کا سامان اور گھاس وغیرہ کا کاروبار کرنا جائز ہے۔
(فتح الباری: ۵/ ۴۷)

مال غنیمت کی اجازت پہلے سے تھی مگر اس کی تقسیم جنگ بدر میں ہوئی۔ اس حدیث سے چند اہم مسائل کا پتہ چلتا ہے۔ ان اونٹنیوں کی قیمت بعد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے لی گئی تھی۔ یہ بھی ثابت ہوا غم سے رونا جائز ہے، صبر کے خلاف نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا مظلوم، ظالم کے خلاف شکایت لے کر عدالت میں یا جو بھی ذمہ دار ہو، اس کے پاس جا سکتا ہے یہ غیبت نہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کسی کے گھر جائیں تو پہلے اجازت لیں پھر اندر داخل ہوں اور شرابی جب ہوش میں آئے تو اسے ملامت کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۶/ ۲۰۱)

۵٦۲۸ــ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ

''سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

(۵٦۲۸) نسائی: ۵۷۱۳۔ صحیح الاسناد، موقوف: ۵۲۷۱.

لِسَعْدٍ كُرُوْمٌ وَأَعْنَابٌ كَثِيْرَةٌ وَكَانَ لَهُ فِيْهَا أَمِيْنٌ فَحَمَلَتْ عِنَباً كَثِيْرًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنِّي أَخَافُ عَلَى الأَعْنَابِ الضَّيْعَةَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ أَعْصِرَهُ عَصَرْتُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَعْدٌ إِذَا جَائَكَ كِتَابِي هٰذَا فَاعْتَزِلْ ضَيْعَتِيْ فَوَاللّٰهِ لاَ أَئْتَمِنُكَ عَلٰى شَيْءٍ بَعْدَهُ أَبَداً فَعَزَلَهُ عَنْ ضَيْعَتِهِ . (رواه النسائی: ۵۷۱۳)

سعد رضی اللہ عنہ کے بہت سے انگور اور باغات تھے۔ باغ میں ایک امین (نگران) تھا۔ انگوروں نے بہت پھل دیئے تو امین نے دیکھا کہ انگوروں کے پھل ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اس نے سعد کو خط لکھا۔ اگر تمہارا نچوڑنے کا ارادہ ہو تو میں نچوڑ دوں۔ (یعنی انگوروں کا سیرہ نکال دوں) کیونکہ مجھے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ پس سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب لکھا۔ جب تیرے پاس میرا یہ مراسلہ پہنچ جائے تو میری زمین سے علیحدہ ہو جا مجھے اللہ کی قسم! میں تجھے کسی چیز پر امین نہیں بناؤں گا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین سے اس کو جدا کر دیا۔'' (النسائی)

شرح: ......حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے شبہ سے پرہیز کرتے ہوئے سختی کی تھی کہ اس کے انگور بازار میں دینے سے کوئی شراب نہ نکالے اس لیے روکا تھا۔ یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا تقویٰ ہے۔ وگرنہ انگور کی خرید وفروخت جائز ہے۔ اگر واضح علم ہو کہ اس سے شراب نکالی جاتی ہے تو پھر ایسا کاروبار کرنے والوں کو یہ انگور دینا حرام ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۳۳۵)

۵۶۲۹ــ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِيَّاكَ وَالْخَمْرَ فَإِنَّ خَطِيْئَتَهَا تَفْرَعُ الْخَطَايَا كَمَا أَنَّ شَجَرَتَهَا تَفْرَعُ الشَّجَرَ . (رواه إبن ماجة، ۳۳۷۲ بلين)

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب سے اپنے نفس کو بچاؤ۔ شراب کی ایک خطا بہت سی خطاؤں کو دعوت دیتی ہے، جیسے ایک درخت کئی شاخیں نکالتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ...... یہ حدیث سند کے لحاظ سے اگرچہ ضعیف ہے، مگر صحیح احادیث اس مفہوم کی تائید کرتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو عقل ہی شر سے روکتی ہے، جب عقل نہ رہے تو ہر قبیح حرکت کرتا ہے۔ بالکل اسی کی مثال یہ ہے کہ درخت کی دیکھ بھال نہ کریں تو بے تکی سی ٹہنیاں پھیل جاتی ہیں۔ (انجاز الحاجہ: ۹/ ۶۳۱)

۵۶۳۰ــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحَرِّمَ إِنْ كَانَ مُحَرِّماً مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيْذَ . (رواه النسائی، ۵۶۸۸)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: جو یہ پسند کرتا ہو کہ وہ حرام قرار دے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے تو وہ نشہ آور نبیذ کو حرام قرار دیدے۔'' (نسائی)

(۵۶۲۹) ابن ماجه: ۳۳۷۲ـ ضعيف، البانی: ۷۳۹.

(۵۶۳۰) نسائی: ۵۶۸۸ـ صحيح الاسناد موقوف: ۵۲۵۳ـ احمد: ۳۱۴۷.

٥٦٣١ــ عَـنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْـنَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ وَبَيْـنَ النَّاسِ فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْـأَلُـهُ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ فَنَهٰى عَنْهُ قُلْتُ يَا أَبَا عَبَّـاسٍ إِنِّـى أَنْتَبِـذُ فِـي جَرَّةٍ خَضْرَاءَ نَبِيْذًا حُـلْـوًا فَـاَشْـرَبُ مِنْهُ فَيُقَرْقِرُ بَطْنِى قَالَ لاَ تَشْـرَبْ مِـنْـهُ وَإِنْ كَانَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ .
(رواه النسائی ، ٥٦٩١)

''ابو جمرہ نے کہا: میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ ایک عورت آئی اور اس نے مٹکے کی نبیذ کے متعلق سوال کیا: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کر دیا۔ میں نے کہا: میں سبز مٹکے میں میٹھا نبیذ تیار کر کے اس میں سے پیتا ہوں تو میرے پیٹ میں گڑ بڑ پیدا ہوتی ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مت پیو خواہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا ہو۔'' (نسائی)

٥٦٣٢ــ عَـنِ ابْـنِ شُبْرُمَةَ قَالَ قَالَ طَلْحَةُ لأَهْـلِ الْـكُـوْفَةِ فِـي الـنَّبِيْـذِ فِتْنَةٌ يَرْبُوْفِيْهَا الـصَّـغِيْـرُ وَيَهْرَمُ فِيْهَا الْكَبِيْرُ قَالَ وَكَانَ إِذَا كَانَ فِيْهِمْ عُرْسٌ كَانَ طَلْحَةُ وَزُبَيْدٌ يَسْقِيَان الـلَّبَـنَ وَالْـعَسَلَ فَقِيْلَ لِطَلْحَةَ أَلاَ تَسْقِيْهِمُ الـنَّبِيْـذَ قَـالَ إِنِّـى أَكْرَهُ أَنْ يَسْكَرَ مُسْلِمٌ فِى ﴿سَبَبِي﴾ (رواه النسائی ، ٥٧٥٧)

''ابن شبرمہ کا بیان ہے کہ طلحہ نے اہل کوفہ سے کہا: نبیذ میں ایسا فتنہ ہے جس میں چھوٹا پل کر جوان ہو جاتا ہے، اور بڑا بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جب کوئی شادی ہوتی تو طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما لوگوں کو دودھ اور شہد پلاتے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: تم لوگوں کو نبیذ کیوں نہیں پلاتے؟ انھوں نے کہا: میں ناپسند کرتا ہوں کہ میرے سبب کوئی مسلمان نشہ میں مبتلا ہو۔'' (نسائی)

٥٦٣٣ــ عَـنْ سَـعِيْـدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الـنَّبِيْـذِ فَقَالَ اشْرَبِ الْمَاءَ وَاشْرَبِ الْعَسَلَ وَاشْـرَبِ السَّـوِيْـقَ وَاشْـرَبِ الـلَّبَنَ الَّذِى نُجِعْتَ بِهِ فَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ الْخَمْرَتُرِيْدُ الْخَمْرَ تُرِيْدُ . (رواه النسائی ، ٥٧٥٤)

''سعید بن عبدالرحمٰن اپنے والد عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبیذ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا پانی، شہد، ستو اور دودھ پی جسے پی کر تو جوان ہوا ہے میں نے پھر پوچھا تو انھوں نے کہا: تو شراب پینا چاہتا ہے، تو شراب چاہتا ہے۔''

٥٦٣٤ـ قَالَ ابْنُ عُمَرَرَاَيْتُ رَجُلاً جَاءَ إِلَى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِـقَـدَحٍ فِيْهِ نَبِيْذٌ وَهُوَ عِنْدَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پیالے میں نبیذ لایا جب آپ ﷺ

(٥٦٣١) نسائی: ٥٦٩١ـ صحیح الاسناد موقوف: ٥٢٥٦ـ احمد: ٣١٤٧.
(٥٦٣٢) نسائی: ٥٧٥٧ـ صحیح الاسناد مقطوع: ٥٣١٣.
(٥٦٣٣) نسائی: ٥٧٥٤ـ صحیح الاسناد موقوف: ٥٣١٠.
(٥٦٣٤) نسائی: ٥٦٩٤ـ ضعیف الاسناد: ٤٤١.

الـرُّكْـنِ وَدَفَـعَ إِلَيْـهِ الْـقَدَحَ فَرَفَعَهُ فَوَجَدَهُ شَـدِيْـداً فَـرَدَّهُ عَلَى صَاحِبِهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِـنَ الْـقَـوْمِ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَرَامٌ هُوَ فَقَالَ عَـلَـيَّ بِالرَّجُلِ فَأُتِىَ بِهِ فَأَخَذَ مِنْهُ الْقَدَحَ ثُمَّ دَعَـا بِـمَاءٍ فَصَبَّهُ فِيْهِ فَرَفَعَهُ إِلَى فِيْهِ فَقَطَّبَ ثُـمَّ دَعَـا بِـمَـاءٍ اَيْـضاًفَصَبَّهُ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ إِذَا اغْتَـلَـمَـتْ عَـلَيْكُمْ هٰذِهِ الاَوْعِيَةُ فَاكْسِرُوْا ﴿مُتُـوْنَهَـا﴾ بِـالْـمَـاءِ. (رواه النسائى، ٥٦٩٤، وَقَـالَ: هٰـذَا الْـحَـدِيْـثُ لَيْـسَ بِالْمَشْهُوْرِ وَلاَ يُحْتَجُّ بِهِ)

٥٦٣٥ــ عَـنْ بَكْرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ كُـنْـتُ جَـالِسـاً مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَـأَتَـاهُ أَعْـرَابِيٌّ فَقَالَ مَالِى اَرَى بَنِي عَمِّكُمْ يَسْقُوْنَ الْعَسَلَ وَاللَّبَنَ وَأَنْتُمْ تَسْقُوْنَ النَّبِيْذَ أَمِـنْ حَـاجَةٍ بِـكُـمْ أَمْ مِـنْ بُخْلٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّـاسٍ اَلْـحَـمْـدُلِـلّٰهِ مَا بِنَا مِنْ حَاجَةٍ وَلَا بُـخْلٍ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ عَـلَى رَاحِلَتِهِ وَخَلْفَهُ أُسَـامَةُ فَـاسْتَسْـقٰـى فَـأَتَيْـنَاهُ بِإِنَاءٍ مِّنْ نَبِيْذٍ فَشَرِبَ وَسَقٰى فَضْلَـهُ أُسَامَةَ وَقَالَ أَحْسَنْتُمْ وَأَجْـمَـلْتُمْ كَذَا فَاصْنَعُوْا فَلاَ نُرِيْدُ تَغْيِيْرَ مَا أَمَـرَبِــهِ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ . (رواه مسـلم، ١٣١٦)

٥٦٣٦ــــ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ

حجر اسود کے پاس تھے۔ اس نے پیالہ آپ کو دیا۔ آپ ﷺ نے منہ مبارک کی طرف بلند کیا تو اس کو سخت اور شدید پایا۔ پس اس آدمی کو واپس کر دیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ فرمایا: اس آدمی کو میرے پاس لاؤ۔ وہ واپس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیالہ لیا۔ اس میں تھوڑا سا پانی ملایا۔ پھر اپنے منہ کی طرف اٹھا تو آپ ﷺ کو عجیب لگا، پھر پانی طلب کر کے اس میں ڈال دیا اور اپنے منہ کی طرف بلند کیا۔ پھر فرمایا: جب تم اپنے برتنوں کو سخت پاؤ تو ان کی شدت کو پانی کے ساتھ توڑ دیا کرو۔ نسائی نے فرمایا: یہ حدیث مشہور نہیں اس لیے قابل محبت بھی نہیں۔''

''بکر بن عبداللہ المزنی نے بیان کیا کہ میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس کعبہ میں بیٹھا تھا۔ ان کے پاس ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا: میرے لیے باعث تعجب ہے کہ تیرے چچازاد شہد اور دودھ پلاتے ہیں اور تم نبیذ پلاتے ہو، کیا، یہ تمہاری مالی مجبوری ہے یا کنجوسی کی وجہ سے ایسا کرتے ہو؟ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمدللہ نہ ہماری مجبوری ہے اور نہ ہم بخیل و کنجوس ہیں۔ (بات دراصل یہ ہے کہ) آنحضرت ﷺ سوار ہوکر تشریف لائے۔ آپ کے پیچھے اسامہ بیٹھا ہوا تھا۔ پس آپ ﷺ نے پانی طلب کیا تو ہم نے نبیذ کا برتن پیش کیا۔ آپ ﷺ نے خود پیا اور باقی ماندہ اسامہ کو پلایا۔ پھر فرمایا: تم نے اچھا اور عمدہ کیا، اسی طرح نبیذ بنایا کرو۔ پس ہم اس چیز کو تبدیل کرنا پسند نہیں کرتے جس کا آنحضرت ﷺ نے حکم دیا ہے۔'' (مسلم)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ پانی

(٥٦٣٥) مسلم: ١٣١٦۔ ابوداؤد: ٢٠٢١۔ احمد: ٣٥١٨.

(٥٦٣٦) بخاری: ١٦٣٦۔ احمد: ١٨٤١.

اللّٰهِ ﷺ جَاءَ إِلَى السَّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلٰى أُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِي قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِي فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلاَ أَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ يَعْنِي عَاتِقَهُ وَأَشَارَ إِلٰى عَاتِقِهِ. (رواه البخاری، ١٦٣٦)

پلانے والوں طرف آئے، اور پانی طلب کیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے فضل! اپنی ماں کے پاس جا اور رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے پلا دے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے پلا دے۔ پس آپ ﷺ نے پیا۔ پھر آپ ﷺ زمزم پر آئے تو وہاں لوگ پلاتے اور کام کرتے تھے۔ فرمایا: تم یہ کام کرتے رہو یہ نیک کام ہے۔ پھر فرمایا: اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم پر ہجوم کر دیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ اتر کر رسی یہاں اس جگہ رکھتا یعنی اپنی گردن پر۔'' (البخاری)

٥٦٣٧ـــ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ تَلَقَّتْ ثَقِيْفُ عُمَرَ بِشَرَابٍ فَدَعَا بِهِ فَلَمَّا قَرَّبَهُ إِلٰى فِيْهِ كَرِهَهُ فَدَعَا بِهِ فَكَسَرَهُ بِالْمَاءِ فَقَالَ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا. (رواه النسائی، ٥٧٠٦)

''سعید ابن مسیّب نے کہا: بنو ثقیف عمر رضی اللہ عنہ کو ملے اور مشروب پیش کیا جب انھوں نے منہ کی طرف قریب کیا تو اس کو ناپسند کیا۔ چنانچہ پانی طلب کر کے اس کی شدت توڑ دی۔ اور کہا: اس طرح کیا کرو۔'' (النسائی)

٥٦٣٨ـــ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا كَانَتْ تَنْبِذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُدْوَةً فَإِذَا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ فَتَعَشَّى شَرِبَ عَلَى عِشَائِهِ وَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ صَبَبْتُهُ أَوْ فَرَّغْتُهُ ثُمَّ تَنْبِذُلَهُ بِاللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ تَغَدّٰى فَشَرِبَ عَلٰى غَدَائِهِ قَالَتْ يُغْسَلُ السِّقَاءُ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً فَقَالَ لَهَا أَبِي مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ قَالَتْ نَعَمْ. (رواه أبوداود ٣٧١٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم ایک مشکیزے میں آپ ﷺ کے لیے نبیذ تیار کرتے۔ صبح کو بناتے تو شام کے کھانے کے ساتھ وہ پیتے۔ اور اگر بچ جاتی تو میں اسے بہا دیتی پھر رات کو آپ ﷺ کے لیے نبیذ بناتی اور دن کے کھانے کے بعد پیتے تھے۔ ہم مشکیزے کو ہر صبح و شام دن میں دو بار دھوتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٦٣٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ يُنْبَذُ

''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کے لیے جس مشکیزے میں

(٥٦٣٧) نسائی: ٥٧٠٦ـ ضعیف الاسناد: ٤٤٥.

(٥٦٣٨) ابوداؤد: ٣٧١٢ـ حسن الاسناد: ٣١٥٦ـ مسلم: ٢٠٠٥ـ ترمذی: ١٨٧١.

(٥٦٣٩) ابوداؤد: ٣٧١١ـ صحیح، البانی: ٣١٥٥ـ مسلم: ٢٠٠٥ـ ترمذی: ١٨٧١.

لِـرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِـي سِقَاءٍ يُوْكَأُ أَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ. (رواه أبوداود، ٣٧١١)

نبیذ تیار کیا جاتا اس کا اوپر والا حصہ باندھ دیا جاتا تھا۔ اور اس کے نیچے ایک سوراخ تھا۔'' (ابوداؤد)

٥٦٤٠ـ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـنْتَبَـذُ لَـهُ أَوَّلَ الـلَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْأُخْرَى وَالْغَدَإِلَى الْعَصْرِفَإِنْ بَقِيَ شَـيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ أَوأَمَرَبِهِ فَصُبَّ. (رواه مسلم، ٢٠٠٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے رات کے شروع وقت میں نبیذ تیار کیا جاتا تو اسے اس دن صبح، آنے والی رات، دوسرے دن اور رات پیتے اور اس کے بعد اگلے دن عصر تک پیتے۔ اگر اس سے کچھ بچ رہتا تو خدمتگار کو پلا دیتے یا بہا دینے کا حکم دیتے۔'' (مسلم)

٥٦٤١ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّـهُ نَهٰـى عَـنْ خَـلِيْطِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِوَعَنْ خَـلِيْـطِ الْبُسْـرِ وَالتَّـمْرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّهْوِ وَالرُّطَبِ. (رواه أبوداود، ٣٧٠٤)

''سیدنا ابوقتادہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے منقی اور کھجور ملا کر نبیذ تیار کرنے سے منع کر دیا۔ اسی طرح تازہ اور خشک کھجور ملا کر نبیذ بنانے اور گدر کھجور اور تازہ کھجور ملانے سے منع کر دیا۔'' (ابوداؤد)

٥٦٤٢ـ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَـنْ خَـلِيْـطِ التَّـمْـرِ وَالْبُسْـرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيْطِ الزَّهْوِوَالرُّطَبِ وَقَالَ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدٍ عَلَى حِدَتِهِ. (رواه مسلم، ١٩٨٨)

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: منقی اور خشک کھجور، نیم پختہ اور خشک کھجور، کچی اور تازہ کھجور ملانے سے آپ ﷺ منع کیا۔ اور فرمایا: علیحدہ علیحدہ نبیذ بنایا کرو۔'' (مسلم)

٥٦٤٣ـ عَـنْ كَبْشَةَ بِـنْتِ أَبِيْ مَرْيَمَ قَالَتْ سَأَلْتُ أُمَّ سَلَمَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ قَالَتْ كَانَ يَنْهَانَا أَنْ نَعْجُمَ النَّوَى طَبْخًا أَوْ

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ ہمیں گھٹلیاں علیحدہ کر کے پکانے، اسی طرح زبیب اور خشک کھجور ملانے سے منع کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

(٥٦٤٠) مسلم: ٢٠٠٤ـ نسائی: ٥٧٣٩ـ ابوداؤد: ٣٧١٣ـ ابن ماجه: ٣٣٩٩ـ احمد: ٢٦٠١.

(٥٦٤١) ابوداؤد: ٣٧٠٤ـ صحيح الاسناد، البانی: ٣١٥١ـ بخاری: ٥٦٠٢ـ مسلم: ١٩٨٨ـ نسائی: ٥٥٦٧ـ ابن ماجه: ٣٣٩٧ـ احمد: ٢٢١٤٠ـ دارمی: ٢١١٣.

(٥٦٤٢) مسلم: ١٩٨٨ـ بخاری: ٢ـ٥٦ـ نسائی: ٥٥٥١ـ ابوداود: ٣٨٠٤ـ ابن ماجه: ٣٣٩٧ـ احمد: ٢٢٠١ـ دارمی: ٢١١٣.

(٥٦٤٣) ابوداود: ٣٧٠٦ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٧٩٤ـ احمد: ٢٥٩٦٦.

نَخْلِطَ الزَّبِيْبَ وَالتَّمْرَ . (رواه، أبوداود: ٣٧٠٦)

٥٦٤٤۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَجْمَعَ شَيْئَيْنِ نَبِيْذًا يَبْغى أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفَضِيْخِ فَنَهَانِي عَنْهُ قَالَ كَانَ يَكْرَهُ الْمُذَنِّبَ مِنَ الْبُسْرِ مَخَافَةَ أَنْ يَكُوْنَا شَيْئَيْنِ . (رواه النسائی، ٥٥٦٣)

''سیدنا انس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جن اشیاء سے نبیذ تیار کیا جاتا ہے، ان میں سے دو اشیاء ملا کر نبیذ تیار نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایک چیز دوسری کو شدت میں زیادہ کر دیتی ہے۔ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کچی کھجور کی شراب کے بارے سوال کیا: تو آپ رضی اللہ عنہ اس سے منع کیا۔ نیز انس رضی اللہ عنہ گدر کھجور کہ جس کی ایک جانب پکنی شروع ہوگئی ہو وہ بھی ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس کے دو اشیاء ہونے کا احتمال ہے۔'' (نسائی)

٥٦٤٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُنْبَذُ لَهُ زَبِيْبٌ فَيُلْقِي فِيْهِ تَمْرًا وَتَمْرٌ فَيُلْقِي فِيْهِ الزَّبِيْبَ . (رواه أبوداود، ٣٧٠٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے لیے منقی کی نبیذ بنائی جاتی، تو اس میں کھجوریں ڈال دی جاتیں۔ کھجور کی نبیذ تیار کی جاتی تو اس میں منقی ڈال دیا جاتا۔'' (ابوداؤد)

٥٦٤٦۔ وَفِي رِوَايَةٍ : كُنْتُ آخُذُ قَبْضَةً مِنْ تَمْرٍ وَقَبْضَةً مِنْ زَبِيْبٍ فَأُلْقِيْهِ فِي إِنَاءٍ فَأَمْرُسُهُ ثُمَّ اسْقِيْهِ النَّبِيَّ ﷺ . (رواه أبوداود، ٣٧٠٨)

''ایک روایت میں ہے تو اس سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں کھجور اور منقی کی ایک ایک مٹھی لیتی، برتن میں ڈال کر انھیں ملتی، پھر رسولِ اکرم ﷺ کو پلاتی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نبیذ استعمال فرماتے تھے۔

جن روایات میں یہ آیا ہے کہ نبیذ بھی حرام ہے یہ موقوف ہیں یعنی صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں، ان کا طرز عمل ہے۔ اس کی بھی ایک توجیہ یہ ہوگی کہ انہوں نے اس نبیذ کو حرام قرار دیا جس میں نشہ پیدا ہوا ہو یا اس کا اندیشہ ہو، یا ان کی احتیاط تھی۔ وگرنہ صحیح احادیث سے تو یہی ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نبیذ پیا ہے۔

ہاں یہ خیال رہے جب اس میں نشہ کی کیفیت کا گمان ہوتا اور اندیشہ ہوتا تھا کہ اس میں نشہ پیدا ہو چکا ہے تو پھر آپ ﷺ اس نبیذ کو نوش نہ فرماتے بلکہ اسے گرا دیتے اور دوسرے کو تحفہ نہ دیتے تھے۔ ان سے جو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبیذ کا استعمال تین دن تک ضرور کیا جائے یہ جائز ہے، ان کا ہرگز یہ مطلب نہیں بلکہ ان کا مقصد ہے کہ نشہ سے پہلے تو اس نبیذ کا استعمال جائز ہے بعد میں نہیں۔ خواہ موسم یا برتن کے مطابق وہ دوسرے روز ہی پیدا ہو جائے۔ اس وقت

(٥٦٤٤) نسائی: ٥٥٦٣۔ صحیح الاسناد، البانی: ٥١٣٦۔ احمد: ١٣٢١٥.

(٥٦٤٥) ابوداؤد: ٣٧٠٧۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٧٩٥.

(٥٦٤٦) ابوداؤد: ٣٧٠٨۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٧٩٦.

اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ دنوں کی تعداد تو اندازے کے لیے ہے یہاں صرف یہی نہیں کہ نشہ سے منع کیا گیا ہے بلکہ اس کے شبہہ والی چیز پینے سے بھی منع کر دیا گیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۳۹)

٥٦٤٧ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدِ الاَنْصَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ قَدِمَ الشَّامَ شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الأَرْضِ وَثِقْلَهَا وَقَالُوْا لاَيُصْلِحُنَا إِلاَّ هٰذَا الشَّرَابُ فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوْا هٰذَا الْعَسَلَ قَالُوْا لاَ يُصْلِحُنَا الْعَسَلَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ مِنْ هٰذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لاَ يُسْكِرُ قَالَ نَعَمْ فَطَبَخُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَا ن وَبَقِيَ الثُّلُثُ فَأَتَوْابِهِ عُمَرَ فَاَدْخَلَ فِيْهِ عُمَرُ إِصْبَعَهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ فَقَالَ هٰذَا الطِّلاَءُ هٰذَا مِثْلُ طِلاَءِ الإِبِلِ فَأَمَرَهُمْ عُمَرُ أَنْ يَشْرَبُوْهُ فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ كَلاَّ وَاللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي لاَ أُحِلُّ لَهُمْ شَيْئاً حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ وَلاَ أُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا أَحْلَلْتَهُ. لَهُمْ. (رواه مالك، ١٦٠٠)

''محمود بن لبید راوی ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب شام گئے تو اہل شام نے اس سر زمین کی وبائی امراض اور ثقیل ہونے کی شکایت کی۔ اورانہوں نے کہا: نبیذ کے سوا کوئی مشروب ہمارے لیے درست نہیں رہتا۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شہد پیا کرو۔ انہوں نے کہا: وہ صحیح نہیں لگتا۔ ایک مرد نے کہا: ہم کو اجازت ہو تو ایک مشروب تیار کر کے دیکھائیں جو نشہ آور نہ ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، پس انہوں نے پکایا یہاں تک کہ دو تہائی اڑ گیا اور ایک تہائی باقی رہا۔ اس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں انگلی ڈالی اور ہاتھ اٹھایا تو وہ انگلی کے ساتھ آیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو طلاء ہے جو اونٹ لگاتے ہیں پھر ان کو اس کے پینے کا حکم دیا۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ نے تو حلال کر دیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرگز نہیں، قسم اللہ کی! اے اللہ! میں کوئی چیز حلال نہیں قرار دیتا ہوں جو تو نے ان پر حرام کی ہے۔ اور نہ میں حرام کرتا ہوں ان پر جو تو نے ان پر حلال کی ہے۔'' (مالک)

٥٦٤٨ــــ عَنْ عَامِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ قَرَأْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهَا قَدِمَتْ عَلَيَّ عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ تَحْمِلُ شَرَابًا غَلِيْظًا أَسْوَدَ كَطِلاَءِ الْإِبِلِ وَإِنِّيْ سَأَلْتُهُمْ عَلٰى كَمْ يَطْبُخُوْنَهُ

''عامر بن عبداللہ نے کہا: میں نے وہ خط پڑھا ہے جو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔ اس میں تھا اما بعد: میرے پاس شام سے قافلہ آیا اور سیاہ رنگ کا گاڑھا مشروب لائے جیسا اونٹوں کو لگانے کی طلاء ہوتی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ کس قدر پکاتے ہیں؟ انہوں نے بتایا ہے کہ وہ تین حصے کر کے

(٥٦٤٧) مؤطا: ١٦٠٠.

(٥٦٤٨) نسائی: ٥٧١٦ـ صحیح، البانی: ٥٢٧٤.

فَـأَخْبَـرُوْنِـى أَنَّهُـمْ يَطْبُخُوْنَهٗ عَلَى الثُّلُثَيْنِ ذَهَـبَ ثُـلُثَـاهُ الأَخْبَثَـانِ ثُلُثٌ بِبَغْيِهٖ وَثُلُثٌ بِـرِيْـحِـهٖ فَـمُرْ مَنْ قِبَلَكَ يَشْرَبُوْنَهٗ. (رواه النسائى، ٥٧١٦)

پکاتے ہیں تو دو حصے اڑ جاتے ہیں۔ایک حصہ اڑنے پر بو ختم ہو جاتی ہے اور دوسرے حصے کے اڑنے پر اس کی سرکشی (نشہ) جاتی رہتی ہے۔تو اپنے اطراف کے لوگوں کو اس مشروب کو پینے کا حکم دیدے۔'' (نسائی)

٥٦٤٩ــ عَـنِ الشَـعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ يَـرْزُقُ الـنَّاسَ الطِّلاَءَ يَقَعُ فِيْهِ الذُّبَابُ وَلاَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ. (رواه النسائى٥٧١٨)

''شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک طلاء دیتے تھے جس میں اگر مکھی گر جائے تو نکل نہ سکتی تھی۔'' (نسائی)

٥٦٥٠ــ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَـسَ بْـنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ إِنَّ نُوْحاً ﷺ نَـازَعَهُ الشَّيْطَانُ فِي عُوْدِ الْكَرْمِ فَقَالَ هٰذَا لِي وَقَالَ هٰـذَا لِـى فَـاصْـطَـلَحَا عَلَى أَنَّ لِنُوْحٍ ثُلُثَهَا وَلِلشَّيْطَانِ ثُلُثَيْهَا. (رواه النسائى ٥٧٢٦)

''انس بن سیرین سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: شیطان نے انگور کی لکڑی پر نوح علیہ السلام سے جھگڑا کیا۔نوح علیہ السلام نے فرمایا: یہ میری ہے۔اور شیطان نے کہا: میری ہے۔ پھر اس بات پر جھگڑا ختم ہوا کہ نوح علیہ السلام کے لیے تیسرا حصہ ہے، اور شیطان کے لیے دو حصے ہیں۔'' (نسائی)

٥٦٥١ــ عَـنْ أَبِيْ ثَابِتٍ الثَّعْلَبِيِّ قَالَ كُنْتُ عِـنْـدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهٗ رَجُـلٌ فَسَالَهٗ عَنِ الْـعَـصِيْرِ فَقَالَ اشْرَبْهُ مَا كَانَ طَرِيًّا قَالَ إِنِّي طَبَـخْـتُ شَرَابًا وَفِي نَفْسِي مِنْهُ قَالَ أَكُنْتَ شَـارِبَـهٗ قَبْلَ أَنْ تَطْبُخَهٗ قَالَ لاَقَالَ فَإِنَّ النَّارَ لاَ تَحِلُّ شَيْئًا قَدْ حَرُمَ. (للنسائى، ٥٧٢٩)

''ابو ثابت ثعلبی بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے انگور کے نچوڑ کے متعلق پوچھا: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک تازہ ہو پی لیا کر۔اس نے کہا: میں تو پکا کر پیتا ہوں اور میرے دل میں اس سے شک بھی رہتا ہے۔سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس کو تو پکانے سے قبل بھی پینے کا ارادہ رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آگ تو کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتی۔'' (النسائی)

شــرح: ......طلاء بھی ایک شراب تھی۔لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا۔پہلے انہیں اس میں نشہ محسوس نہ ہوا۔جب حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے کہنے سے اس پر مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ میرا اجتہاد غلط تھا، یہ تو نشہ آور ہے۔اس لیے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا اور اسے حرام قرار دیا۔آپ کے بیٹے نے یہی شراب پی تھی جس کی وجہ سے اس پر حد لگائی۔(شرح زرقانی:۴/۱۷۴)

(٥٦٤٩) نسائی: ٥٧١٨۔ صحيح الاسناد، موقوف: ٥٢٧٦.

(٥٦٥٠) نسائی: ٥٧٢٦۔ صحيح الاسناد موقوف، البانی: ٥٢٧٦.

(٥٦٥١) نسائی: ٥٧٢٩۔ حسن الاسناد موقوف، البانی: ٥٢٨٦.

طلاء کا اصل معنی کسی چیز کا (سیرا) نچوڑ ہے، جب تک یہ نشہ آور نہ ہو تو جائز ہے، اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر حرام ہے۔ نسائی کے حوالہ سے جتنے آثار بیان ہوئے ہیں، اس بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بہت عمدہ فیصلہ دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

بعض آثار سے ثابت ہوتا ہے، یہ طلاء (سیرا) جائز ہے، بعض سے ثابت ہوتا ہے یہ جائز نہیں۔

اس بارے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اگر (سیرا) کے طور پر کسی چیز کو پکایا جائے، اس کی حالت (سیرا) کی رہے اس میں نشہ پیدا نہ ہو تو یہ حلال ہے، اسے پینا جائز ہے۔ اگر پکانے سے انگور میں یا کھجور میں یا بغیر پکانے کے انہیں دو قسم کے پھلوں سے ملا کر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو یہ حرام ہے۔ اس میں نشہ کی علامت یہ ہے کہ وہ جوش مارنے لگ جاتا ہے۔

اس صورت میں اس میں پانی ڈال کر یا آگ میں جلا کر کوئی تبدیلی بھی کریں تو یہ حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ جس میں ایک دفعہ نشہ پیدا ہو چکا ہے، اسے متغیر کرنے کے باوجود اگر چہ نشہ نہ بھی ہوتا ہو پھر بھی منع ہے تھوڑا پئیں یا زیادہ پئیں منع ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۳۵۴)

تیسرے حصہ تک پینا اور نصف تک نہ پینا وغیرہ بھی اسی علت کے گردگھومیں گے جتنے بھی حصہ میں نشہ پیدا نہیں ہوا وہ پینا جائز ہے جس میں نشہ پیدا ہوا ہے وہ سارا حرام ہے خواہ کتنا باقی ہو۔

٥٦٥٢ـ عَنْ اَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلاًّ فَقَالَ لاَ (لمسلم، ١٩٨٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا شراب کو سرکہ بنایا جائے؟ فرمایا: نہیں۔'' (مسلم)

شرح: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علمائے کرام کی دلیل ہے کہ شراب کو سرکہ بنانے سے پاک نہیں ہوتی، بلکہ اپنی نجاست پر برقرار ہے۔ اور جو چیز اس میں ڈال کر اسے سرکہ بنایا گیا ہے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے، یہ سرکہ کسی صورت پاک نہیں ہوتا۔ جبکہ امام اوزاعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کی رائے ہے کہ یہ پاک ہو جاتی ہے، ان کا قول اس حدیث سے ٹکراتا ہے، اس لیے درست نہیں۔

شراب کو سرکہ بنا کر نہ تو پینا جائز ہے نہ ہی فروخت کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم: ۱۳/۱۵۲)

٥٦٥٣ـ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَرَنِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ آتِيَهُ بِمُدْيَةٍ وَهِيَ الشَّفْرَةُ فَأَتَيْتُهُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک چھری لانے کا حکم دیا۔ میں لے کر آیا تو آپ ﷺ

(٥٦٥٢) مسلم: ١٩٨٣ـ ترمذی: ١٢٩٤ـ ابوداؤد: ٣٦٧٥ـ احمد: ١٣٣٢١ـ دارمی: ٢١١٥.

(٥٦٥٣) احمد: ٦١٣٠ـ باسنادین فی احدهما ابوبكر بن ابی مريم وقد اختلط، وفی الأخر ابو طعمة، وقد وثقه محمد بن عبدالله بن عمار الموصلی وضعفه مكحول وبقية رجاله ثقات.

بِهَا فَأَرْسَلَ بِهَا فَأُرْهِفَتْ ثُمَّ أَعْطَانِيْهَا وَقَالَ اغْدُ عَلَيَّ بِهَا فَفَعَلْتُ فَخَرَجَ بِأَصْحَابِهِ إِلَى اَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْهَا زِقَاقُ خَمْرٍ قَدْ جُلِبَتْ مِنَ الشَّامِ فَأَخَذَ الْمُدْيَةَ مِنِّى فَشَقَّ مَا كَانَ مِنْ تِلْكَ الزِّقَاقِ بِحَضْرَتِهِ ثُمَّ أَعْطَانِيْهَا وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَهُ أَنْ يَمْضُوْا مَعِي وَأَنْ يُعَاوِنُوْنِي وَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْأَسْوَاقَ كُلَّهَا فَلا أَجِدُ فِيْهَا زِقَّ خَمْرٍ إِلَّا شَقَقْتُهُ فَفَعَلْتُ فَلَمْ أَتْرُكْ فِي اَسْوَاقِهَا زِقًّا إِلَّا شَقَقْتُهُ. (رواه أحمد، ٦١٣٠)

نے اسے تیز کروا کر مجھے واپس کردی۔ اور فرمایا: کل صبح میرے پاس لے کر آنا۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تو آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کو لے کر بازاروں میں چلے گئے وہاں شام سے لائی گئیں، شراب کی مشکیں رکھی ہوئی تھیں۔ چنانچہ آپ نے چھری لے کر انھیں پھاڑنا شروع کردیا۔ پھر مجھے چھری دی اور ساتھ آنے والے صحابہ کو فرمایا: میرا تعاون کریں، کیونکہ مجھے ایسی مشکیں پھاڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور کوئی مشک نہ چھوڑی۔'' (احمد)

انتباہ: ......اوپر مذکور حدیث میں سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شراب کی حرمت کے بعد اسے بہا دیا تھا۔ (گوندلوی:)

٥٦٥٤۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا. (رواه النسائي، ٥٦٥٨)

''ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ شراب کا دوسرا نام رکھ کر پئیں گے۔'' (النسائی)

٥٦٥٥۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ثَلاثَةٌ لا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَقَاطِعُ رَحِمٍ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَمَنْ مَاتَ مُدْمِناً لِلْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ نَهْرِ الْغُوْطَةِ قِيْلَ وَمَا نَهْرُ الْغُوْطَةِ قَالَ نَهْرٌ يَجْرِي مِنْ فُرُوْجِ الْمُوْمِسَاتِ يُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ رِيْحُ فُرُوْجِهِمْ. (رواه أحمد،

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تین افراد جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو مسلسل شراب پیتے مرگیا اس کو اللہ تعالیٰ غوطہ کے دریا سے پانی پلائے گا۔ کہا گیا: دریائے غوطہ کیا ہے؟ فرمایا: بدکار عورتوں کی شرمگاہ سے جاری ہونے والے مواد کا دریا۔ اور اہل جہنم ان کی شرم گاہوں کی بد بو سے بہت اذیت اٹھائیں گے۔'' (احمد،

(٥٦٥٤) نسائی: ٥٦٥٨۔ صحیح، البانی: ٥٢٢٩۔ احمد: ١٧٦٠٧۔ دارمی: ٢١١٠.

(٥٦٥٥) بزار: ٢٩٣٩۔ موصلی، طبرانی کبیر۔ ورجال احمد وابو یعلی ثقات، ھیثمی: ٨٢٠٦.

١٩٠٧٥ والموصلي والكبير.)

الموصلی، الکبیر)

٥٦٥٦ــ عَنْ أَنَسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ تَرَكَ الْخَمْرَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ لَأَسْقِيَنَّهُ مِنْهُ مِنْ حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ، وَمَنْ تَرَكَ الْحَرِيْرَ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ لَأَكْسُوَنَّهُ إِيَّاهُ فِي حَظِيْرَةِ الْقُدْسِ. (رواه البزار، ٢٩٣٩) بلين

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس روایت کو مرفوعاً بیان کرتے ہیں: جس نے شراب ترک کیا جب کہ وہ اس کے پینے پر قادر تھا تو میں اسے جنت سے مشروب پلاؤں گا۔ اور جس نے ریشمی لباس ترک کیا جبکہ وہ اس کو پہننے پر قادر تھا تو میں اس کو جنت سے ریشمی لباس پہناؤں گا۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

٥٦٥٧ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الشَّرَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْحُلْوَ الْبَارِدَ. (رواه الترمذي "١٨٩٥")

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ٹھنڈا میٹھا مشروب سب سے زیادہ پسند تھا۔'' (ترمذی)

شرح: ......ان میں شرابی کے عذاب والی حدیث پر پہلے بات ہو چکی ہے۔ جو یہ بیان ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی بہت پسند تھا وجہ یہ ہے کہ اس سے حرارت ٹوٹتی ہے، مفید ہوتا ہے، اور اللہ کے شکر کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ (مرقاۃ: ٨/٢٢٤)

٢۔ نام بدل کر شراب پینا، یہی ہے جو حیلہ بہانا بنا کر اسے پیتے ہیں، بیماری کا نام لے کر علاج کے بل بوتے پر پیتے ہیں، حالانکہ یہ خود بیماری ہے یا کہتے ہیں، جب نشہ ہو تب حرام ہے اس سے پہلے نہیں یا کہتے ہیں تھکاوٹ اتارنے کے لیے پیتے ہیں۔ بہر صورت نام بدلنے سے حرام کو حلال نہیں بنایا جا سکتا۔ (التعلیقات السّلفیہ: ٢/ ٣٢٧)

الانتباذ في الظروف وما يحل منه وما يحرم وحكم الأواني

برتنوں میں نبیذ تیار کرنے کا اور اس میں سے حلال وحرام کا اور برتنوں کے احکامات کا بیان

٥٦٥٨ــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُنَاسًا مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَانَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَا نَقْدِرُ عَلَيْكَ إِلَّا فِي

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ بنو القیس میں سے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: یا نبی اللہ ﷺ! ہم بنو ربیعہ سے ہیں۔ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں۔ ہم آپ ﷺ کے پاس آنے پر ان

(٥٦٥٦) بزار: ٢٩٣٩۔ فيه شعيب بن بيان قال الذهبي، صدوق وضعفه الجوزجاني والعقيلي وبقية رجال ثقات، هيثمي: ٨٢١٨.
(٥٦٥٧) ترمذي: ١٨٩٥۔ صحيح، الباني: ١٥٤٥۔ احمد: ٢٣٦٠٩.
(٥٦٥٨) مسلم: ١٨۔ احمد: ١٠٧٩١.

أَشْهُـرِ الْحُرُمِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نَأْمُرُبِهِ مَنْ وَرَاءَ نَا وَنَـدْخُـلُ بِهِ الْجَنَّةَ إِذَا نَحْنُ أَخَذْنَا بِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَأَنْهَا كُمْ عَنْ أَرْبَـعٍ اُعْبُـدُوا الـلّٰـهَ وَلاَ تُشْرِكُوْابِـهِ شَيْئًا وَأَقِيْـمُـوا الـصَّلاَةَ وَآتُـوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْغَنَائِمِ وَأَنْهَا كُـمْ عَـنْ اَرْبَـعٍ وَعَـنِ الـدُّبَّـاءِ وَالْـحَـنْتَمِ وَالْـمُـزَفَّـتِ وَالـنَّـقِيْـرِ قَالُوْا يَا نَبِيَ اللّٰهُ مَا عِـلْـمُكَ بِـالـنَّـقِيرِ قَالَ بَلٰى جِذْعٌ تَنْقُرُوْنَهٗ فَتَـقْـذِفُـوْنَ فِيْـهِ مِنَ الْقُطَيْعَاءِ قَالَ سَعِيْدٌ أَوْ قَالَ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ تَصُبُّوْنَ فِيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى إِذَا سَكَنَ غَلَيَانُهٗ شَرِبْتُمُوْهُ حَتّٰى إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ إِنَّ أَحَـدَهُـمْ لَيَضْرِبُ ابْنَ عَمِّهِ بِالسَّيْفِ قَـالَ وَفِـي الْـقَـوْمِ رَجُـلٌ أَصَابَتْـهُ جِرَاحَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ وَكُنْتُ أَخْبَؤُهَا حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقُـلْـتُ فَفِيْمَ نَشْرَبُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَــالَ فِـي اَسْـقِيَةِ الاَدَمِ الَّتِـي يُلاَثُ عَلَـى اَفْـوَاهِهَا قَالُوْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اَرْضَنَا كَثِيْرَةُ الْـجِـرْذَانِ وَلاَ تَبْـقَى بِهَا أَسْقِيَةُ الاَدَمِ فَقَالَ نَبِـيُّ الـلّٰهِ ﷺ وَإِنْ أَكَـلَتْهَــا الْجرْذَانُ وَإِنْ أَكَـلَتْهَـا الْجِرْذَانُ وَإِنْ أَكَلَتْهَا الْجِرْذَانُ قَالَ وَقَـالَ نَبِـيُّ اللّٰهِ ﷺ لاَ شَـجّ عَبْـدِالْقَيْسِ إِنَّ فِيْكَ لَـخَـصْـلَتَيْـنِ يُـحِبُّـهُـمَا اللّٰهُ وَالْحِلْمُ وَالاَنَاةُ(رواہ مسلم، ۱۸)

حرمت والے مہینوں کے علاوہ قادر نہیں ہیں۔ پس آپ ﷺ ہمیں ایسا حکم دیں جس کا ہم اپنے پچھلے لوگوں کو جا کر حکم دیں۔ اور خود بھی ہم جنت میں داخل ہوں جب ہم اس پر عمل پیرا ہوں۔ فرمایا: میں چار امور کا تمہیں حکم دیتا ہوں، اور چار امور سے منع کرتا ہوں۔ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو۔ اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: کدو کے برتن سے، سبز مٹکے سے، تارکول لگے برتن سے، اور جڑ کے برتن سے بھی روکتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: جڑ کے بارے میں آپ ﷺ کیا جانتے ہیں؟ فرمایا: وہ درخت کا تنا ہوتا ہے جس میں تم سوراخ بنا کر اس میں ٹکڑے، یا فرمایا: کھجور رکھتے ہو۔ اور اوپر سے پانی ڈالتے ہو، یہاں تک کہ جب اس کا ابل کر ٹھنڈی ہو جائے تو تم پیتے ہو، یہاں تک کہ تم میں سے، یا فرمایا: ان میں سے کوئی شخص اپنے چچا کے بیٹے کو تلوار سے مارتا ہے۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص تھا جس کو اس وجہ سے زخم آیا تھا وہ کہتا ہے: میں نبی کریم ﷺ سے شرم کی وجہ سے اس زخم کو چھپاتا تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کس برتن میں پیا کریں؟ فرمایا: چمڑے کے ان برتنوں میں جن کے منہ پر رسی باندھی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی کریم ﷺ! ان کے علاقہ میں ایک قسم کا چوہا بکثرت پایا جاتا ہے چمڑے کے برتن سلامت نہیں رہنے دیتا ہے۔ فرمایا: اگرچہ وہ چوہا کھاجائے تین بار ایسا فرمایا: آپ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی اشج عبدالقیس کو فرمایا: تیرے اندر دو عادات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے: بردباری اور وقار۔'' (مسلم)

٥٦٥٩ــ عَنْ زَاذَانَ قَالَ قُلْتُ لِإِبْنِ عُمَرَ حَدِّثْنِي بِمَا نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الأَشْرِبَةِ بِلُغَتِكَ وَفَسِّرْهُ لِي بِلُغَتِنَا فَإِنَّ لَكُمْ لُغَةً سِوَى لُغَتِنَا فَقَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَنْتَمِ وَهِيَ الْجَرَّةُ وَعَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ الْقَرْعَةُ وَعَنِ الْمُزَفَّتِ وَهُوَ الْمُقَيَّرُ وَعَنِ النَّقِيْرِ وَهِيَ النَّخْلَةُ تُنْسَحُ نَسْحاً وَتُنْقَرُ نَقْراً وَأَمَرَ أَنْ يُنْتَبَذَ فِي الأَسْقِيَةِ. (رواہ مسلم، ١٩٩٧)

''زاذان کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: جو مشروبات نبی کریم ﷺ نے ممنوع قرار دیئے ہیں وہ مجھ سے اپنی زبان میں بیان کر کے، پھر ہماری زبان میں اس کی تفسیر کر دو، اس لیے کہ ہماری اور تمہاری زبان میں یکسانیت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے حنتم سے منع فرمایا اور یہ سبز رنگ کا مٹکا ہوتا ہے۔ کدو کے برتن سے جسے تم قرعہ کہتے ہو۔ مزفت سے یعنی تارکول لگا برتن۔ اور سوراخ کی گئی لکڑی سے منع کیا ہے جس میں کھجور کو کھود کر برتن بنایا جاتا ہے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ ہم صرف چمڑے کے برتنوں میں نبیذ تیار کریں۔'' (مسلم)

٥٦٦٠ــ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الأَشْرِبَةِ فِي ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لاَ تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا. (لمسلم: ٩٧٧)

''ابن بریدہ اپنے والد سے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں چمڑے کے بعض برتنوں کے استعمال سے منع کیا کرتا تھا۔ پس ہر برتن میں سے پیا کرو اور نشہ آور چیز سے نہ پیو۔'' (مسلم)

٥٦٦١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ وَإِنَّ الظُّرُوْفَ أَوْ ظَرْفًا لاَ يَحِلُّ شَيْئًا وَلاَ يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. (رواہ مسلم، ٩٧٧)

''ایک روایت میں ہے: میں تمہیں بعض برتنوں سے منع کرتا تھا، اور برتن کسی چیز کو حلال اور نہ حرام نہیں کرتے۔ اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔'' (مسلم)

شرح: ...... یہ وفد چودہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان کا رئیس اشج عبدالقیس تھا۔ اس وفد کے آنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک آدمی منقذ بن حیان، جاہلیت سے ہی مدینہ منورہ میں تجارت کرتا تھا یہ لحاف اور کھجوریں وغیرہ لاتا اور مدینہ میں فروخت کرتا تھا۔

جب نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کی تو ایک دن آپ ﷺ اس منقذ بن حیان کے پاس سے گزرے۔ یہ

(٥٦٥٩) مسلم: ١٩٩٧۔ بخاری: ٥٣۔ ترمذی: ١٨٧٦۔ نسائی: ٥٦٩٢۔ ابوداؤد: ٣٧٠٣۔ ابن ماجه: ٣٤٠٢۔ احمد: ١٤٧٢٣۔ مؤطا: ١٥٩١۔ دارمی: ٢١١١.

(٥٦٦٠) نسائی: ٥٦٥٢۔ ابوداؤد: ٣٦٩٨۔ احمد: ٢٢٥٤٣۔.

(٥٦٦١) مسلم: ٩٧٧۔ نسائی: ٥٦٥٢۔ ابوداؤد: ٣٦٩٨۔ احمد: ٢٢٥٤٣.

نبی ﷺ سے ملنے کے لیے اٹھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے متعلق اور ان کی قوم کے متعلق حالات دریافت کیے۔ پھر ان کی قوم کے اشراف اور رؤساء کے ایک ایک آدمی کے متعلق پوچھا اور ان کے نام بتائے تو یہ مسلمان ہوگئے۔ اور آپ ﷺ سے سورت فاتحہ اور سورت علق پڑھی اور واپس چلے گئے۔ کچھ دن تو وہاں انہوں نے اسلام چھپا کر رکھا۔ آخر بیوی نے دیکھ لیا تو اپنے والد سے کہنے لگی کہ یہ منقذ جب سے مدینہ سے آیا ہے، اب کے بار کوئی بدلہ بدلہ سا ہے، ہاتھ دھوتا ہے، چہرہ دھوتا ہے، پاؤں وغیرہ دھوتا ہے، اور کچھ پڑھتا ہے، پتہ نہیں کیا کرتا ہے، کبھی جھکتا ہے، کبھی پیشانی زمین پر رکھتا ہے منقذ کی سسر سے بات چیت ہوئی تو وہ بھی مسلمان ہوگئے۔

منقذ کو نبی اکرم ﷺ نے ایک تحریر دی تھی، جو انہوں نے چھپا کر رکھی، اب موقع آیا تو یہ اشج عبدالقیس کو دی انہوں نے بنو عبدالقیس کے سامنے پڑھی وہ بھی مسلمان ہوگئے تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے ملنے کا پروگرام بنایا، جب یہ وفد مدینہ منورہ کے قریب آیا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کو بتایا کہ اہل مشرق کا بہترین وفد آرہا ہے ان میں اشج عصری بھی ہے، یہ وہ وفد ہے جو عہد شکن نہیں، نہ ہی بات بدلنے والے ہیں، نہ ہی یہ شک میں پڑنے والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا، میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور بتائی پانچ ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے وعدہ کے مطابق چار ہی بتائی ہیں اور مال غنیمت سے پانچویں حصہ کا ذکر اس لیے اضافہ سے خود ہی بتایا کہ وہ لوگ کافروں کے پڑوس میں تھے جہاد کی صورت حال سے دو چار رہتے تھے اس لیے مال غنیمت کا انہیں خود ہی اضافہ بتا دیا۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ برتن جن کے نام اس حدیث میں آئے ہیں جن میں عموماً لوگ شراب تیار کرتے تھے۔ ابتداء میں ان کے استعمال پر بھی نبی اکرم ﷺ نے پابندی لگا دی تھی، اس کے بعد ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی تھی مگر یہ حکم برقرار رکھا تھا کہ ان میں نشہ آور چیز نہ کھائیں نہ پئیں۔ ان احادیث سے دیگر چند اہم مسائل بھی حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) یہ بھی ثابت ہوا اہم معاملات میں امراء کے پاس وفد بھیجنا درست ہے۔

(۲) یہ بھی ثابت ہوا بات کرنے سے پہلے معذرت پیش کر لینا بھی اچھی بات ہے۔

(۳) ایک عالم دین کا مسائل سمجھنے یا سمجھانے کے لیے دوسرے سے تعاون لینا جائز ہے۔

(۴) یہ بھی ثابت ہوا آنے والے مہمانوں کا مرحبا کہہ کر استقبال کرنا جائز ہے۔

(۵) جب کسی کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو اس کے کردار اس کی تعریف کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں مبالغہ نہ ہو۔

(٦) یہ بھی ثابت ہوا ایک طالب علم مفتی سے یا عالم دین سے یہ کہے کہ فلاں مسئلہ کی یا بات کی وضاحت کر دو۔ تو

یہ درست ہے یہ کہنے پر اسے ڈانٹا نہ جائے۔

(۷) یہ کہنا بھی جائز ہے کہ میں تجھ پر قربان جاؤں۔ (شرح مسلم للنووی: ۱/ ۳۵)

٥٦٦٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا هُوَيَسِيْرُ إِذْحَلَّ بِقَوْمٍ فَسَمِعَ لَهُمْ لَغَطاً فَقَالَ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالُوْا يَا نَبِيَ اللّٰهِ لَهُمْ شَرَابٌ يَشْرَبُوْنَهُ فَبَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ فِي اَيِّ شَيْءٍ تَنْتَبِذُوْنَ قَالُوْا نَنْتَبِذُ فِي النَّقِيْرِ وَالدُّبَّاءِ وَلَيْسَ لَنَا ظُرُوْفٌ فَقَالَ لاَ تَشْرَبُوْا إِلَّا فِيْمَا أَوْكَيْتُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَلَبِثَ بِذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَلْبَثَ ثُمَّ رَجَعَ عَلَيْهِمْ فَإِذَا هُمْ قَدْ أَصَابَهُمْ وَبَاءٌ وَاصْفَرُّوا قَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ قَدْ هَلَكْتُمْ قَالُوْا يَا نَبِيَ اللّٰهِ اَرْضُنَا وَبِيئَةٌ وَحَرَّمْتَ عَلَيْنَا إِلَّا مَا أَوْكَيْنَا عَلَيْهِ قَالَ اشْرَبُوْا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. (رواه النسائی، ٥٦٥٥)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اتفاقاً نبی کریم ﷺ جا رہے تھے۔ آپ ﷺ ایک قوم پر اترے تو ان کا شور وغل سنا۔ فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان لوگوں کا مشروب ہے وہ پی رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف قاصد بھیج کر بلایا اور وہ آ گئے۔ فرمایا: تم اپنا نبیذ کس چیز میں تیار کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: جڑ کی سوراخ اور کدو میں، اس کے علاوہ تو ہمارا برتن نہیں ہے۔ فرمایا: تم صرف اس برتن سے پیئو جس کا منہ تم بند کر لو۔ پھر ایک عرصہ آپ ﷺ اس طرف ''جتنا اللہ نے'' نہیں آئے۔ پھر ان لوگوں کی طرف گئے تو دیکھا کہ ان کے رنگ زرد ہیں اور وباء میں مبتلا ہیں۔ فرمایا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری زمین وبائی زمین ہے۔ اور آپ نے ہر برتن ممنوع قرار دیا ہے ماسوا اس کے کہ جس کا ہم اوپر سے منہ بند کریں۔ فرمایا: ہر برتن میں پیا کرو۔ اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔'' (نسائی)

شرح: ......اس میں بھی یہی ہے کہ ان برتنوں کا استعمال بعد میں جائز قرار پا چکا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو منع کیا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ ان برتنوں میں چونکہ بہت جلد نشہ پیدا ہوتا ہے، دیر نہ کیا کریں نشہ کے شبہ سے پہلے پہلے ان برتنوں کا استعمال جائز ہے اس لیے ان کے بارے میں سخت احتیاط مدنظر رکھا کریں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۲۵۲)

٥٦٦٣۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: أُهْدِيَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَرَّةٌ خَضْرَاءُ فِيْهَا كَافُوْرٌ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالأَنْصَارِ، وَقَالَ: يَا أُمَّ سُلَيْمِ انْتَبِذِي لَنَا فِيْهَا. (رواه الطبرانی في

''مسلم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کو ایک سبز مٹکا جس میں کافور تھی ہدیہ پیش کیا گیا پس آپ ﷺ نے مہاجرین وانصار پر تقسیم کی اور فرمایا: اے ام سلیم! تو اس مٹکے میں ہمارے لیے نبیذ تیار کر۔'' (طبرانی اور سند میں مزاحم بن عبدالعزیز ہے)

(٥٦٦٢) نسائی: ٥٦٥٥۔ صحیح الاسناد، البانی: ٥٢٢٦۔ مسلم: ٩٧٧۔ ترمذی: ١٨٦٩۔ ابوداؤد: ٣٢٣٥۔ احمد: ٢٢٥٠٦.

(٥٦٦٣) طبرانی کبیر: ١٩/ ٤٣٦۔ وفیه مزاحم بن عبدالعزیز الثقفی لم اعرفه وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٨١٥٣.

الکبیر (١٩/ ٤٣٦)وفیه مزاحم بن عبدالعزیز

٥٦٦٤ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی لَیْلٰی اَنَّهُمْ کَانُوْا عِنْدَ حُذَیْفَةَ فَاسْتَسْقٰی فَسَقَاهُ مَجُوْسِیٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي یَدِهِ رَمَاهُ بِهِ وَقَالَ لَوْلاَ اَنِّی نَهَیْتُهُ غَیْرَ مَرَّةٍ وَلاَ مَرَّتَیْنِ کَاَنَّهُ یَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ هَذَا وَلٰکِنِّی سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لاَ تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَلاَ الدِّیْبَاجَ وَلاَ تَشْرَبُوْا فِی آنِیَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلاَ تَأْکُلُوْا فِی صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ(رواه البخاری، ٥٤٢٦)

''عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ وہ مدائن میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انھوں نے پانی طلب کیا۔ پس مجوسی آدمی نے انھیں پانی دیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن اس پر دے مارا۔ کہا: میں اس کوئی بار حکم دے چکا ہوں کہ میرے لیے اس میں پانی نہ لائے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا: نہ ریشمی لباس پہنو، نہ موٹا ریشم پہنو، اور سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیئو اور نہ ہی ان کی پلیٹوں میں کھاؤ۔ یہ برتن غیروں کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہوں گے۔'' (بخاری)

٥٥٦٥ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِی یَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَجَهَنَّمَ. (رواه البخاري، ٥٦٣٤)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوشخص چاندی کے برتن میں کھاتا اور پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈالتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام برتنوں میں کھانا کھانا، یا پانی پینا جائز ہے مگر سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا، پینا حرام ہے۔ اور ریشم کا لباس بھی مردوں پر حرام ہے، عورتوں کے لیے جائز ہے مگر سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی ممانعت میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ (فتح الباری: ۱/۵۵۴)

٥٦٦٦ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کُنَّا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُصِیْبُ مِنْ آنِیَةِ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَسْقِیَتِهِمْ فَنَسْتَمْتِعُ بِهَا فَلاَ یَعِیْبُ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ. (رواه أبوداود، ٣٨٣٨)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوے میں ہوتے تو ہمیں مشرکین کے کھانے، پینے کے برتن ہی دستیاب ہوتے۔ ہم ان سے فائدہ اٹھاتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کوئی عیب نہ لگاتے۔'' (ابوداود)

(٥٦٦٤) بخاری: ٥٤٢٦ـ مسلم: ٢٠٦٧ـ ترمذی: ١٨٧٨ـ نسائی: ٥٣٠١ـ ابوداؤد: ٣٧٢٣ـ ابن ماجه: ٣٥٩٠ـ احمد: ٢٢٥٤ـ دارمی: ٢١٣٠.

(٥٦٦٥) بخاری: ٥٤٣٤ـ مسلم: ٢٠٦٥ـ ابن ماجه: ٣٤١٣ـ احمد: ٢٦٠٧١ـ مؤطا: ١٧١٧ـ دارمی: ٢١٢٩.

(٥٦٦٦) ابوداؤد: ٣٨٣٨ـ صحیح الاسناد، البانی: ٣٢٥١.

٥٦٦٧ــ عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِي أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّا نُجَاوِرُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَهُمْ يَطْبُخُوْنَ فِي قُدُوْرِهِمُ الْخِنْزِيْرِ وَيَشْرَبُوْنَ فِي آنِيَتِهِمُ الْخَمْرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَكُلُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا بِالْمَاءِ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا . (رواه ابوداود: ٣٨٣٩)

''سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا: ہم اہل کتاب لوگوں کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ وہ اپنی ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ان کے سوا برتن میسر ہوں تو ان میں کھاؤ اور پیو۔ اگر ان کے سوا نہ ملیں تو ان کو پانی سے صاف کر کے کھا پی لیا کرو۔'' (ابوداؤد)

٥٦٦٨ــ وَفِي رِوَايَةٍ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قُدُوْرِ الْمَجُوْسِ فَقَالَ اَنْقُوْهَا غَسْلاً وَاطْبَخُوْا فِيْهَا . (رواه الترمذی، ١٥٦٠)

''ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ سے مجوس ہانڈیوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں دھو کر صاف کرلو اور ان میں کھانا پکالیا کرو۔'' (ترمذی)

٥٦٦٩ــ ابْنُ عُمَرَ ، وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيْمِ فِي جَرِّ نَصْرَانِيَةٍ وَمِنْ بَيْتِهَا (لِرَزِيْنٍ وَنَحْوُهٗ للبخاری تعليقا) .

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے نصرانی عورت کے گھر سے اس کے مٹکے میں گرم کردہ پانی سے لیکر وضو کیا۔'' (رزین اور اس کی مثل تعلیقاً البخاری میں ہے)

٥٦٧٠ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَهْدَى الْمَقُوْقَسُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدَحَ قَوَارِيْرَ فَكَانَ يَشْرَبُ فِيْهِ . (رواه البزار، ٢٩٠٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقوقس مصر نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے شیشے کا پیالہ تحفہ کے طور پر روانہ کیا، اور آپ ﷺ اس میں پانی پیا کرتے تھے۔'' (البزاز)

٥٦٧١ــ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: كَانَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَدَحٌ مُفَضَّضٌ بِنَحَاسٍ يَسْقِيْ فِيْهِ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا شَرِبَ ، وَفِيْهِ يُوَضِّئُهٗ إِذَا تَوَضَّأَ . (للكبير، ٧٨٧٨، بضعف)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا پیالہ تھا، جس پر تانبے کی تہہ چڑھائی گئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے پانی پینا ہوتا تو وہ اس میں پانی پلاتا، جب آپ ﷺ نے وضو کرنا ہوتا تو وہ آپ کو اس میں وضو کراتا۔'' (الکبیر بضعف)

(٥٦٦٧) ابوداؤد: ٣٨٣٩۔ صحیح، البانی: ٣٢٥٢۔ بخاری: ٥٤٩٦۔ مسلم: ١٩٣٠۔ ترمذی: ١٧٩٧۔ ابن ماجه: ٣٢٠٧.

(٥٦٦٨) ترمذی: ١٥٦٠۔ صحیح، البانی: ١٢٦٤۔ بخاری: ٥٧٨١۔ مسلم: ١٩٣٧۔ نسائی: ٤٣٣٢۔ ابوداؤد: ٣٨٣٩۔ ابن ماجه: ٣٢٣٢۔ احمد: ١٧٢٩٣۔ مؤطا: ١٠٧٥۔ دارمی: ٢٤٩٩.

(٥٦٦٩) رزین بخاری تعلیقًا.

(٥٦٧٠) بزار: ٢٩٠٤۔ ابن ماجه باختصار، وفيه منذل وهو ضعيف وقد وثق، هيثمی: ٨٢٢٩.

(٥٦٧١) طبرانی كبير: ٧٨٧٨۔ وفيه علی بن زيد الالهانی، وهو ضعيف، هيثمی: ٨٢٣٠.

شـــرح: ......اہل کتاب سے مراد یہود ونصاریٰ اور مشرکوں سے مراد شرک کرنے والے ہیں۔ ان کے برتنوں کا مسلمان استعمال کریں تو اس بارے میں فیصلہ یہی ہے کہ انہیں دھو کر استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنے برتنوں میں خنزیر پکاتے اور شراب پیتے ہیں۔ اس لیے بغیر دھوئے ان کا استعمال جائز نہیں، یہ نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے۔ تاہم ان کے برتنوں کے علاوں برتن ہوں تو پھر ان کے برتنوں کے استعمال سے گریز کریں، انہیں استعمال کرنا منع ہے۔ اگر ان کے علاوہ دوسرے برتن موجود نہیں تو پھر انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے مگر انہیں دھونا ضروری ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۲۸)

ان کے برتن بغیر دھوئے استعمال کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کو محتاط رکھنے کے لیے ان کے برتن استعمال کرنے سے منع کیا ہے کہ ان کی عادتیں نہ بگڑ جائیں۔ بہرصورت یہی واضح ہوا کہ اہل کتاب کے برتن ہوں، دوسرے میسر نہ آسکیں اور ان میں کوئی حرام چیز بھی نہ کھائی گئی ہوتو ان میں وضو کیا جا سکتا ہے اور پانی پیا جا سکتا ہے۔ دوسرے غیر مسلم، دہریہ، ملحد و بے دین وغیرہ کے برتنوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۵۳)

كتاب اللباس والزينة، الذهب والحرير والصوف والشعر ونحوهما

لباس، زیبائش، سونا، ریشم، اون اور بال وغیرہ کا بیان

٥٦٧٢ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ يُخْبِرُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْنَعُ أَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيْرَ وَيَقُوْلُ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلاَ تَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا. (رواه النسائی، ٥١٣٦)

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنے اہل بیت کو زیور اور ریشم پہننے سے منع کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے: اگر جنت کا زیور اور جنت کا ریشم پہننا پسند کرتے ہو تو اس کو دنیا میں نہ پہنو۔'' (نسائی)

٥٦٧٣ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ إِلاَّ مُقَطَّعًا. (رواه النسائی، ٥١٥٠)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے سونا پہننے سے منع کیا مگر جب وہ کاٹا ہوا ہو۔'' (نسائی)

٥٦٧٤ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ وَأَخَذَ ذَهَباً فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ. (رواه النسائی: ٥١٤٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم دائیں ہاتھ میں اور سونا بائیں ہاتھ میں لیا، پھر فرمایا: یہ دو اشیاء میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔'' (النسائی)

(٥٦٧٢) نسائی: ٥١٣٦ـ صحیح، البانی: ٤٧٧٤ـ احمد: ١٦٨٥٩ـ قال الالبانی، صحیح ٤٧٥٦ـ ابوداؤد: ٤٢٣٩ـ احمد: ١٦٤٨٣.

(٥٦٧٣) نسائی: ٥١٥٠.

(٥٦٧٤) نسائی: ٥١٤٤ـ صحیح، البانی: ٤٧٥ـ ابوداؤد: ٤٠٥٧ـ ابن ماجه: ٣٥٩٥.

٥٦٧٥ــ عَنْ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ. (رواه الترمذی، ١٧٢٠)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے مردوں پر ریشم کا لباس اور سونا حرام ہے، اور عورتوں پر حلال ہے۔'' (ترمذی)

٥٦٧٦ــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. (رواه البخاری، ٥٨٣٥)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق ریشم دنیا میں وہ لوگ پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔'' (بخاری)

٥٦٧٧ــ عَنْ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ أَبِي ذِبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَا للّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ أَلاَلاَ تَلْبَسُوْا نِسَاءَ كُمُ الْحَرِيْرَ فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ فَإِنَّهُ إِنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ. (رواه مسلم، ٢٠٦٩)

''خلیفہ بن کعب ابی ذبیان کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے سنا، جس میں کہا: اے لوگو! اپنی عورتوں کو ریشمی لباس نہ پہناؤ۔ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ریشم نہ پہنو جو شخص دنیا میں پہنے گا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔'' (مسلم)

٥٦٧٨ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ وَتَفْضِيْضِ الأَقْدَاحِ فَكَلَّمَهُ النِّسَاءُ فِي لُبْسِ الذَّهَبِ، فَأَبَى عَلَيْنَا وَرَخَّصَ لَنَا فِي تَفْضِيْضِ الأَقْدَاحِ. (رواه الطبرانی في ﴿الكبير (٢٥/ ٦٨)﴾ والأوسط وفيه عمربن يحى الأبلى

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سونا پہننے اور پیالوں پر چاندی چڑانے سے منع کیا تو عورتوں نے آپ ﷺ سے بات چیت کی۔ آپ ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کیا، اور ہمیں پیالوں پر چاندی کا کام کرنے کی اجازت دے دی۔'' (الکبیر، الاوسط اور اس میں عمر بن یحییٰ ابلی ہے)

(٥٦٧٥) ترمذی: ١٧٢٠ـ صحیح، البانی: ١٤٠٤ـ نسائی: ٥١٤٨.

(٥٦٧٦) بخاری: ٥٨٣٥ـ مسلم: ٢٠٦٩ـ نسائی: ٥٣١٣ـ ابوداؤد: ٤٠٤٢ـ ابن ماجه: ٣٥٩٣ـ احمد: ٣٦٧.

(٥٦٧٧) مسلم: ٢٠٦٩ـ بخاری: ٦٠٨١ـ نسائی: ٥٣١٣ـ ابوداؤد: ٤٠٤٠ـ ابن ماجه: ٣٥٩١ـ احمد: ٦٣٠٣ـ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٧٨) طبرانی کبیر: ٢٥/ ٦٨ـ طبرانی اوسط، وفیه عمر بن یحی الابلی، لم اعرفه و بقیة رجاله ثقات، هیثمی: ٨٥٠٦.

٥٦٧٩ـــعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ وَجَدَ عُمَرُ حُلَّةَ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوْقِ فَأَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَتَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيْدِ وَلِلْوُفُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهٗ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهٗ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِجُبَّةِ دِيْبَاجٍ فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتّٰى أَتَى بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتَ إِنَّمَا هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهٗ أَوْ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهٗ ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ فَقَالَ تَبِيْعُهَا أَوْ تُصِيْبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ. (رواه البخاري، ٣٠٥٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موٹے ریشم کا جبہ بازار میں فروخت ہوتے دیکھا تو اس کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! یہ خرید لیں، اور عید اور وفود آنے کے موقع پر زیبائش کیا کریں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس شخص کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک ٹھہرے جس قدر اللہ نے چاہا۔ پھر آپ ﷺ نے دیباج (ریشم کی ایک قسم) کا جبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ارسال فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اور عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ اس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ جبہ میری طرف سیدنا بھیجا، اور فرمایا: تو اس کو فروخت کر لے یا کوئی اور ضرورت پوری کر لے۔''

٥٦٨٠ـــعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى عُمَرُ عُطَارِدًا التَّمِيْمِيَّ يُقِيْمُ بِالسُّوْقِ حُلَّةً سِيَرَاءَ وَكَانَ رَجُلاً يَغْشَى الْمُلُوْكَ وَيُصِيْبُ مِنْهُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي رَأَيْتُ عُطَارِدَ يُقِيْمُ فِي السُّوْقِ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا لِوُفُوْدِ الْعَرَبِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ وَأَظُنُّهُ قَالَ وَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحُلَلٍ سِيَرَاءَ فَبَعَثَ إِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ وَبَعَثَ إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِحُلَّةٍ وَأَعْطَى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حُلَّةً

''ایک روایت میں ہے: عمر رضی اللہ عنہ نے عطارد کو دیکھا کہ ایک حلّہ دھاری دار بازار میں لے کر بیٹھا تھا۔ یہ آدمی بادشاہوں کے پاس جاتا اور ان سے تحائف وغیرہ حاصل کرتا تھا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے بازار میں عطارد کو دیکھا ہے وہ دھاری دار ریشمی حلہ فروخت کر رہا ہے۔ کاش! کہ آپ ﷺ اسے خرید کر وفود کے آنے کے موقع پر پہنا کریں اور جمعہ کے دن بھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر آپ ﷺ کے پاس دھاری دار حلّے آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک ایک دیا، اور فرمایا: اپنی خواتین میں تقسیم کردو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنا حلّہ ساتھ لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ!

وَقَالَ شَقِّقْهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ بِحُلَّتِهِ يَحْمِلُهَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ وَقَدْ قُلْتَ بِالأَمْسِ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا وَأَمَّا أُسَامَةُ فَرَاحَ فِي حُلَّتِهِ فَنَظَرَإِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَظَرًا عَرَفَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْاَنْكَرَ مَا صَنَعَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَنْظُرُ إِلَيَّ فَأَنْتَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَا فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ إِلَيْكِ لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنِّي بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ نِسَائِكَ . (رواه مسلم، ٢٠٦٨)

آپ نے میرے پاس یہ روانہ کیا ہے۔ اور کل کی بات ہے کہ عطارد کے حلہ کے متعلق آپ ﷺ نے کچھ فرمایا تھا۔ فرمایا: میں نے اس لیے نہیں بھیجا کہ تو خود پہنے اس لیے بھیجا ہے کہ تو اس سے مالی فائدہ اٹھائے۔ اور سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنا حلہ پہن کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ اس نے جو پہنا ہے اس کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا: آپ ﷺ دیکھتے ہیں اور آپ ﷺ ہی نے یہ میری طرف روانہ کیا ہے۔ فرمایا: میں نے تیرے پہننے کے لیے نہیں بھیجا ہے مگر اس لیے بھیجا ہے کہ اپنی خواتین کے درمیان تقسیم کر دے۔'' (مسلم)

٥٦٨١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكاً. (رواه البخاري، ٨٨٧)

''ایک روایت میں ہے: سیدنا پس عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حلہ اپنے مشرک بھائی کو مکہ ارسال کر دیا۔ (بخاری)

٥٦٨٢ــ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَبِسَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْماً قَبَاءً مِنْ دِيْبَاجٍ أُهْدِيَ لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ فَأَرْسَلَ بِهٖ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيْلَ لَهُ قَدْ أَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ نَهَانِى عَنْهُ جِبْرِيْلُ فَجَاءَهُ عُمَرُيَبْكِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ أَمْرًا أَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِيْ قَالَ إِنِّيْ لَمْ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ایک دن دیباج (ریشم) کا جبہ پہنا جو آپ کو تحفہ دیا گیا تھا، پھر جلدی اس کو اتار دیا۔ اور عمر کی طرف روانہ کر دیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: اتنی جلدی کیوں اتار دیا ہے؟ فرمایا: مجھے جبریل علیہ السلام نے منع کر دیا تو عمر روتے ہوئے آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جس چیز کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا وہ مجھے دے دی ہے۔ تو میرا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: میں نے تجھے پہننے کے لیے تو نہیں دیا، اس لیے دیا

(٥٦٧٩) بخاری: ٣٠٥٤۔ مسلم: ٢٠٦٨۔نسائی: ٥٣٠٨۔ ابوداؤد: ٤٠٤٠۔ ابن ماجه: ٣٥٩١۔ احمد: ٥٧٦٣۔ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٨٠) مسلم: ٢٠٦٨۔ بخاری: ٦٠٨١۔ نسائی: ٥٣١٣۔ ابوداؤد: ٤٠٤٠۔ ابن ماجه: ٣٥٩۔ احمد: ٦٣٠٣۔ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٨١) بخاری: ٨٨٦۔ مسلم: ٢٠٦٨۔ نسائی: ٥٣٠٨۔ ابوداؤد: ٤٠٤٠۔ ابن ماجه: ٣٥٩١۔ احمد: ٥٧٦٣۔ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٨٢) ابوداود: ٤٠٤٧۔ نسائی: ٥٣٠٣۔ احمد: ١٤٦٨٧.

أُعْطِكَهُ لِتَلْبِسَهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَهُ تَبِيعُهُ فَبَاعَهُ بِأَلْفَيْ دِرْهَمٍ . (رواه مسلم ، ٢٠٧٠)

ہے تا کہ تو اس کو فروخت کرے۔ پس دو ہزار درہم پر انھوں نے فروخت کیا۔'' (مسلم)

٥٦٨٣۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ الرُّوْمِ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مُسْتُقَةً مِنْ سُنْدِسٍ فَلَبِسَهَا فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدَيْهِ تَذَبْذَبَان ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى جَعْفَرٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا قَالَ فَمَا أَصْنَعُ بِهَا قَالَ أَرْسِلْ بِهَا إِلَى أَخِيْكَ النَّجَاشِيِّ . (رواه أبوداود، ٤٠٤٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: روم کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو لمبے آستین کا ریشمی لباس تحفہ دیا تو آپ ﷺ نے پہنا۔ میں نے آپ کے ہاتھوں کو دیکھا کہ وہ تہہ بتہہ حرکت کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو ارسال کیا تو اس نے پہن لیا۔ پس آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: میں نے پہننے کے لیے تو روانہ نہیں کیا۔ اس نے کہا: میں اس کو کیا کروں؟ فرمایا: تو اس کو اپنے بھائی نجاشی کو روانہ کردے۔'' (ابوداؤد)

٥٦٨٤۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي . (رواه البخاری، ٢٦١٤)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ریشمی حلہ دیا تو میں نے پہن لیا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھے۔ پس میں نے پھاڑ کر اپنی خواتین میں تقسیم کردیا۔'' (بخاری)

٥٦٨٥۔ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ أُكَيْدِرَ دُوْمَةَ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبَ حَرِيْرٍ فَأَعْطَاهُ عَلِياً فَقَالَ شَقِّقْهُ خُمُرًا بَيْنَ الْفَوَاطِمِ . (رواه مسلم، ٢٠٧١)

''ایک روایت میں ہے: اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کو ریشمی لباس کا تحفہ ارسال کیا تو آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دے کر، فرمایا: اس کی چادریں بنا کر فاطمہ نامی خواتین کو دے دے۔ (مسلم) (مراد: فاطمہ بنت رسول اللہ، فاطمہ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت حمزہ فاطمہ زوجہ عقیل ابن طالب رضی اللہ عنہم۔'' (مترجم)

٥٦٨٦۔ عَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع کیا۔ ہمیں حکم دیا بیمار کی عیادت کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینک والے کو جواب دینے کا، قسم پوری کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، دعوت والے کی

(٥٦٨٣) ابوداؤد: ٤٠٤٧۔ ضعیف الاسناد: ٨٧٤۔ احمد: ١٣٢١٤.

(٥٦٨٤) بخاری: ٢٦١٤۔ مسلم: ٢٠٧١۔ نسائی: ٥٢٩٨۔ ابوداؤد: ٤٠٤٣۔ ابن ماجه: ٣٥٩٦۔ احمد: ١٣١٧.

(٥٦٨٥) مسلم: ٢٠٧١۔ بخاری: ٥٨٤٠۔ نسائی: ٥٢٩٨۔ ابوداؤد: ٤٠٤٣۔ ابن ماجه: ٣٥٩٦۔ احمد: ١٣١٧.

(٥٦٨٦) بخاری: ٥٦٣٥۔ مسلم: ٢٠٦٦۔ ترمذی: ٢٨٠٩۔ نسائی: ٥٣٠٩۔ ابن ماجه: ٢١١٥۔ احمد: ١٨١٧٠.

وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالإِسْتَبْرَقِ. (رواه البخاری، ٥٦٣٥)

دعوت قبول کرنے کا اور السلام علیکم کی اشاعت کرنے کا۔ اور ہمیں منع کیا سونے کی انگوٹھی سے، چاندی کے برتنوں سے، اور ریشمی زین سے، قسی کپڑے، ریشمی کپڑے، استبرق اور دیباج سے۔ (یہ سب ریشم کی اقسام ہیں۔)'' (بخاری)

٥٦٨٧ــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي حِبِّي ﷺ عَنْ ثَلاَثٍ لاَ أَقُوْلُ نَهَى النَّاسَ نَهَانِي عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنِ الْمُعَصْفَرِ الْمُفَدَّمَةِ (رواه النسائی، ٥١٧٢)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میرے محبوب علیہ السلام نے تین امور کی ممانعت فرمائی۔ میں نہیں کہتا کہ سب لوگوں کو منع کیا ہے۔ سونے کی انگوٹھی سے، قسی ریشمی کپڑے سے، اور نہایت سرخ ریشمی کپڑے سے۔'' (نسائی)

٥٦٨٨ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَنْزِعُهُ عَنِ الْغِلْمَانِ وَنَتْرُكُهُ عَلَى الْجَوَارِيْ. (رواه ابوداود: ٤٠٥٩)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ریشمی کپڑا لڑکوں سے اتار دیتے تھے اور لڑکیوں پر رہنے دیتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٦٨٩ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيْرِ فَأَمَّا الْعَلَمُ مِنَ الْحَرِيْرِ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلاَ بَأْسَ بِهٖ. (رواه ابوداود، ٤٠٥٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے ریشمی کپڑے کی ممانعت کی ہے۔ نشانات اور تانا اگر ریشمی ہو تو کوئی مذائقہ نہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٦٩٠ــ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذَرْبِيْجَانَ يَا عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَدِّكَ وَلاَ مِنْ كَدِّ أَبِيْكَ وَلاَ مِنْ كَدِّ أُمِّكَ فَأَشْبِعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي رِحَالِهِمْ مِمَّا تَشْبَعُ مِنْهُ فِي رَحْلِكَ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ

''ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا جب ہم آذربیجان میں عتبہ کی قیادت میں تھے۔ اے عتبہ! یہ تیری محنت، تیرے باپ کی کمائی اور تیری ماں کی دولت نہیں ہے۔ مسلمانوں کے گھروں میں پیٹ بھرنے کے لیے خوراک پہنچا جیسی تو اپنے گھر میں سیر ہو کر کھاتا ہے۔ اور اپنے

(٥٦٨٧) نسائی: ٥١٧٢ـ صحیح، البانی: ٤٧٧٧ـ مسلم: ٢٠٧٨ـ ترمذی: ٢٨٠٨ـ ابوداود: ٤٢٢٥ـ ابن ماجه: ٣٦٤٢ـ احمد: ١٣٣٢ـ مؤطا: ١٧٧.

(٥٦٨٨) ابوداؤد: ٤٠٥٩ـ صحیح، البانی: ٣٦٤٢ـ احمد: ١٣٣٢ـ ترمذی: ٢٨٠٨ـ ابوداؤد: ٤٢٢٥ـ ابن ماجه: ٣٦٤٢ـ احمد: ١٣٣٢ مؤطا: ١٧٧.

(٥٦٨٩) ابوداؤد: ٤٠٥٥ـ صحیح الاسناد، البانی: ٣٤٢٤.

(٥٦٩٠) مسلم: ٢٠٦٩ـ بخاری: ٦٠٨١ـ نسائی: ٥٣١٣ـ ابوداؤد: ٤٠٤٠ـ ابن ماجه: ٣٥٩١ـ احمد: ٦٣٠٣ـ مؤطا: ١٧٠٥.

وَزِيَّ أَهْلِ الشِّرْكِ وَلَبُوْسَ الْحَرِيْرِ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لَبُوْسِ الْحَرِيْرِ قَالَ إِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا. (رواه مسلم، ٢٠٦٩)

نفس کو تن آسانی اور اہل شرک کے لباس سے بچاؤ اور ریشمی لباس سے بچتے رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی لباس سے منع کیا ہے۔ مگر اس قدر اور آپ ﷺ نے ہمارے سامنے دو انگلیاں اٹھا کر انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ملا کر اشارہ کیا تھا۔'' (مسلم)

٥٦٩١۔ عَنْ سُوَيْدِبْنِ غَفَلَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهَى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ إِلَّا مَوْضِعَ إِصْبَعَيْنِ اَوْثَلَاثٍ أَوْ اَرْبَعٍ. (رواه مسلم، ٢٠٦٩)

''سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام پر خطبہ دیا اور کہا: نبی ﷺ نے ریشمی لباس سے منع فرمایا ہے، مگر دو، تین یا چار انگلیوں کی مقدار (درست) ہے)۔'' (مسلم)

٥٦٩٢۔ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ هٰذِهِ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْرَجَتْ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنَ بِالدِّيْبَاجِ فَقَالَتْ هٰذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتْ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا. (رواه مسلم، ٢٠٦٩)

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک جبہ نکالا جو طیالسی کسروانی تھا، اس کے گریبان کی پٹی دیباج ریشم کی تھی، اور اس کے دونوں چھٹن ریشمی کپڑے سے کف لگائے گئے، اور اس نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے، آپ ﷺ اس کو پہنا کرتے۔ یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کی زندگی میں رہا، جب وہ فوت ہوئی تو میں نے قبضے میں لے لیا۔ ہم اس کو مریضوں کے لیے دھوتے اور شفا حاصل کرتے ہیں۔'' (مسلم)

٥٦٩٣۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّكَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ. (رواه مالك، ١٦٩٢)

''عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی نقش و نگار والی چادر پہنائی جو خود پہنتی تھیں۔'' (مالک)

٥٦٩٤۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ریشمی قمیض پہننے

(٥٦٩١) مسلم: ٢٠٦٩۔ بخاری: ٦٠٨١۔ نسائی: ٥٣١٣۔ ابوداؤد: ٤٠٤٠۔ ابن ماجه: ٣٥٩١۔ احمد: ٦٣٠٣۔ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٩٢) مسلم: ٢٠٦٩۔ بخاری: ٦٠٨١۔ نسائی: ٥٣١٣۔ ابوداؤد: ٤٠٤٠۔ ابن ماجه: ٣٥٩١۔ احمد: ٦٣٠٣۔ مؤطا: ١٧٠٥.

(٥٦٩٣) مؤطا: ١٦٩٢.

(٥٦٩٤) بخاری: ٥٨٣٩۔ مسلم: ٢٠٧٦۔ ترمذی: ١٧٢٢۔ نسائی: ٧٣١١۔ ابوداؤد: ٤٠٥٦۔ ابن ماجه: ٣٥٩٢۔ احمد: ١٣٤٧٣.

لِحِكَّةٍبِهِمَا . (رواه البخاری، ۵۸۳۹) کی اجازت دی۔اس لیے کہ ان دونوں کو خارش تھی۔'' (بخاری)

شــــرح: ......شراب، آلات موسیقی، رقص وسرور، ریشم کا استعمال، سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال اور مردوں کا سونا پہننا وغیرہ بہت ہی بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ (بخاری: ۵۵۹۰، کتاب الاشربۃ، باب ماجاء من یستحل الخمراء) میں تو ایسے گناہ کرنے والوں کو خنزیروں اور بندروں کی صورت میں مسخ ہونے کا آتا ہے۔ اوران پر پہاڑ کی چوٹی گرنے کی وعید آتی ہے۔

ان احادیث میں زیادہ تر ریشم کا لباس پہننے کی حرمت بیان ہوئی ہے، مردوں کے لیے یہ حرام ہے عورتوں کے لیے جائز ہے، اسی طرح سونا مردوں کے لیے حرام ہے، عورتوں کے لیے جائز ہے۔

بعض روایات میں عورتوں کے لیے بھی سونا منع آیا ہے مگر بغیر زیور بنائے، ٹکڑا پہن سکتی ہیں یہ یا تو احتیاط کے پیش نظر منع کیا گیا ہے یا پہلے کی بات ہے۔ نبی ﷺ نے خواتین کو زیور پہننے کی اجازت دی ہے، یہی راجح بات ہے۔ اور بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کیلئے بھی ریشم پہننا منع ہے، یہ بھی احتیاط پر محمول ہے۔ وگرنہ باقاعدہ نبی ﷺ سے راجح طور پر یہی ثابت ہے کہ عورتوں کے لیے ریشم پہننا جائز ہے، بشرطیکہ زیورات اور ریشم کی نمائش نہ کریں۔

ریشم کا لباس زیب تن کرنے سے انسان کے اندر رعونت اور کبر ونخوت پیدا ہوتا ہے، اور یہ متکبرین کا لباس ہے، اسی لیے اسے امت کے مردوں پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ نیز! یہ نظافت اور زینت کا لباس ہے جو عورتوں کا لباس شمار ہوتا ہے اور مردوں کے لیے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ اس لیے ریشم اور زیور کو مردوں پر حرام قرار دیا گیا ہے۔

ریشم مردوں پر پہننا ہی حرام نہیں اس پر بیٹھنا بھی حرام ہے۔ مگر کئی روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ریشم پہننا ثابت ہوتا ہے۔ تو اس کا حل یہ ہے کہ یہ خالص ریشم نہ تھا، معمولی آمیزش ہوگی، یہ نہیں ہوسکتا کہ صریح حرام کردہ لباس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلاوجہ پہنیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجبوری ہوگی، ترجیح رسول اکرم ﷺ کے فرمان کو ہے۔ یہ بھی ان احادیث سے ثابت ہوا کہ دو چار انگلیوں برابر ریشم لگا ہو تو پہننا جائز ہے یا پھر خارش ہو جائے، جوئیں پڑ جائیں تو بیماری تک کے لیے ریشم پہننا جائز ہے۔ وگرنہ اسی طرح حرام ہے جس طرح اوپر ذکر ہوا ہے۔

بیماری کی صورت میں ریشم کی گنجائش کی وجہ یہ ہے کہ ریشم کا کپڑا گداز اور نرم ہوتا ہے، اس سے خارش وغیرہ تکلیف، میں تخفیف ہو جاتی ہے اور جوئیں کم پڑتی ہیں، اس لیے تکلیف تک ریشم پہن لیں صحت ہونے پر استعمال بند کر دیں یہ مردوں پر حرام ہے۔

ان احادیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے خود ریشم کا کپڑا دیا تھا انہوں نے اسے پہن لیا تو آپ ﷺ نے ان پر سخت برہمی اور غصہ کا اظہار کیا تھا، پھر انہوں نے گھر کی خواتین پر تقسیم کر دیا، اس سے ثابت ہوا مردوں کے لیے ریشم کا لباس زیب تن کرنا سخت گناہ ہے خواتین پہن سکتی ہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۱/ ۵۶۱)

٥٦٩٥ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنَعْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بُرْدَةً سَوْدَاءَ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيْهَا وَجَدَ رِيْحَ الصُّوْفِ فَقَذَفَهَا قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَكَانَ تُعْجِبُهُ الرِّيْحُ الطَّيِّبَةُ. (ابوداؤد، ٤٠٧٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے سیاہ چادر روک لی۔ آپ ﷺ نے پہنی۔ جب اس میں آپ ﷺ کو پسینہ آیا تو اس سے اون کی بو آنے لگی۔ پس آپ ﷺ نے اتار پھینکی اور میرا گمان ہے کہ راوی نے کہا: آپ ﷺ کو اچھی خوشبو پسند تھی۔'' (ابوداؤد)

٥٦٩٦ــ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قَالَ لِي اَبِيْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ نَبِيِّنَا ﷺ وَقَدْ أَصَابَتْنَا السَّمَاءُ حَسِبْتَ أَنَّ رِيْحَنَا رِيْحُ الضَّأْنِ. (رواه أبوداود، ٤٠٣٣)

''سیدنا ابوبردہ کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے کہا: اے بیٹے! اگر تو ہمیں دیکھتا جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور ہم پر بارش برس جاتی تو تجھے گمان ہوتا کہ ہماری ایسی بو ہے جیسی بھیڑوں کی بو ہوا کرتی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٦٩٧ــ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْنَعُ بِالْيَمَنِ وَكِسَاءً مِنَ الَّتِي يُسَمُّوْنَهَا الْمُلَبَّدَةَ قَالَ فَأَقْسَمَتْ بِاللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ فِي هٰذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ. (رواه مسلم ٢٠٨٠)

''سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے ہم لوگوں کے سامنے ایک چادر نکالی جس کو ملبد کہتے تھے۔ اور ایک تہہ بند نکالی جو خوب موٹی تھی جو یمن میں بنائی جاتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اللہ کی قسم کھائی کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ان دو کپڑوں میں ہوا ہے۔'' (مسلم)

٥٦٩٨ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ. (رواه مسلم، ٢٠٨١)

''سیدنا عبداللہ عائشہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور آپ ﷺ پر چادر تھی جس کا حاشیہ سیاہ بالوں کا تھا۔'' (مسلم)

٥٦٩٩ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ عَلٰى مُوْسٰى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ كِسَاءُ صُوْفٍ وَجُبَّةُ صُوْفٍ وَكُمَّةُ صُوْفٍ وَسَرَاوِيْلُ صُوْفٍ وَكَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس دن موسیٰ علیہ السلام سے اس کے رب تعالیٰ نے کلام فرمائی تو موسیٰ کے بدن پر شلوار، جبہ، چادر گول ٹوپی اون کی تھی اور پاؤں میں مردار گدھے کے

(٥٦٩٥) ابوداؤد: ٤٠٧٤۔ صحیح، البانی: ٣٤٣٥۔ احمد: ٢٥٣١٢.

(٥٦٩٦) ابوداؤد: ٤٠٣٣۔ صحیح، البانی: ٣٤٠٤۔ ترمذی: ٢٤٧٩۔ ابن ماجه: ٣٥٦٢۔ احمد: ١٩٢٥٩.

(٥٦٩٧) مسلم: ٢٠٨٠۔ بخاری: ٢٨١٨۔ ترمذی: ١٧٣٣۔ ابوداؤد: ٤٠٣٦۔ ابن ماجه: ٣٥٥١۔ احمد: ٢٤٤٧٦.

(٥٦٩٨) مسلم: ٢٠٨١۔ ترمذی: ٢٨١٣۔ ابوداؤد: ٤٠٣٢۔ احمد: ٢٤٧٦٧.

(٥٦٩٩) ترمذی: ١٧٣٤۔ ضعیف جداً، البانی: ٢٩١.

حِمَارٍ مَيِّتٍ . (رواه الترمذى ، ١٧٣٤) چمڑے کے جوتے تھے۔'' (ترمذی)

شــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اون کا لباس پہننا جائز ہے۔ آپ ﷺ نے اون کا لباس ہونے کی وجہ سے قمیض نہ اتاری تھی، یہ بدبو کی وجہ سے اتاری تھی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ سیاہ رنگ کا لباس جائز ہے تاہم اسے خاص دنوں میں یہ سیاہ لباس ماتم کی نشانی بنا کر پہننا منع ہے۔ بغیر کسی دن کے تعین سے پہننا جائز ہے۔

ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اون اور بالوں سے بنا ہوا لباس پہننا جائز ہے۔ اگر یہ لباس اپنا زہر دکھانے کے لیے پہنا جائے اور تقویٰ کی شہرت کے لیے زیب تن کیا جائے تو پھر جائز نہیں کیونکہ اپنی نیکی اور اچھائی کو پوشیدہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ تقویٰ اون یا بالوں میں ہی نہیں بلکہ کاٹن کا لباس پہن کر بھی تواضع ہوسکتی ہے۔ ثابت یہی ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جو لباس میسر آتا تھا وہ پہنتے تھے، کبھی اون کا، کبھی کاٹن کا، کبھی السی کا کبھی یمنی چادر، کبھی سبز چادر، کبھی جبہ، کبھی قباء، کبھی قمیص زیب تن فرمایا، یہ سب جائز ہے جو میسر آئے اسے پہنا جائے افراط وتفریط نہ کیا جائے۔

افراط یہ ہے کہ کھانا بھی فخریہ اور لباس بھی فخریہ پہنا جائے اور ہمہ وقت تکبر کے طور پر خودنمائی کے لیے عمدہ لباس ہی پہننا یہ افراط ہے، درست نہیں۔ تفریط یہ ہے جو لباس، خوراک اور نکاح، اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے زہد کا اظہار کرنا یہ بھی درست نہیں۔ یہ دونوں عمل نبی اکرم ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہیں۔

اصل میں اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اچھی خوراک، اچھی پوشاک بشرطیکہ جائز ہو کھانے یا پہننے میں کوئی حرج نہیں اگر تکبر میں پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اور ہلکا قسم کا کھانا اور لباس اگر خود پر ضبط رکھنے کے لیے ہو کہ کہیں یہ غلط راہ پر نہ چل نکلے تو یہ بھی جائز ہے، بہرصورت اچھی خوراک اچھا لباس نیکیوں کا ذریعہ بنے تو جائز ہے اگر ہلکا لباس ریا کاری کا باعث بنے تو ناجائز ہے، یہ بات نیک نیتی پر منحصر ہے۔ (عون المعبود: ۴/۸۰)

٥٧٠٠۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَاكَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِىْ يَنَامُ عَلَيْهِ آدَماً حَشْوُهُ لِيْفٌ . (رواه مسلم ، ٢٠٨٢)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا، اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''

٥٧٠١۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْفُرُشَ فَقَالَ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْأَةِ وَفِرَاشٌ لِلْضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ . (رواه أبوداود ، ٤١٤٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے سامنے بستروں کا ذکر کیا گیا تو فرمایا: ایک بستر مرد کے لیے، ایک اس کی عورت کے لیے، اور ایک اس کے مہمان کے لیے، اور چوتھا شیطان کے لیے ہے۔'' (ابوداؤد، النسائی)

(٥٧٠٠) مسلم: ٢٠٨٢۔ بخاری: ٦٤٥٦۔ ترمذی ٢٤٦٩۔ ابوداؤد: ٤١٤٧۔ ابن ماجه: ٤١٥١۔ احمد: ٢٥٢٤٥.

(٥٧٠١) ابوداؤد: ٤١٤٢۔ صحیح، البانی: ٣٤٨٩۔ مسلم: ٢٠٨٤۔ نسائی: ٣٣٨٥۔ احمد: ٤٠٦٦.

٥٧٠٢ــ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: افْتِرَاشُ الْحَرِيْرِ كَلُبْسِهِ. (رواه رزين)

''ابوعبیدہ کا قول ہے، ریشمی بستر کا استعمال پہننے کی مثل ہے۔'' (رزین)

٥٧٠٣ــ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ. (رواه الترمذی، ١٧٧٧١)

''ابوملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے درندوں کی کھال کا بستر بچھانے سے منع کیا ہے۔'' (ترمذی)

٥٧٠٤ــ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ قَالَ اسْتَكْسَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَسَانِي خَيْشَتَيْنِ فَلَقَدْرَأَيْتُنِي وَأَنَا أَكْسَى اَصْحَابِيْ. (رواه أبوداود، ٤٠٣٢)

''عتبہ بن عبدالسلمی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے لباس طلب کیا تو آپ ﷺ نے کھردرا لباس مجھے عنایت کیا۔ چنانچہ میں نے دیکھا تو میں اپنے رفقاء میں اچھے لباس والا تھا۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... نبی اکرم ﷺ کی سادگی پر بھی دلالت ہے۔ نیز ثابت ہوا چمڑے میں روئی وغیرہ بھر کر گدا بنانا، اس پر بیٹھنا اور ٹیک لگانا جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۶۱۴)

۲۔ ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ درندوں کے چمڑے استعمال کرنا جائز نہیں۔ اس کی ممانعت کی وجہ میں ایک یہ قول ہے کہ اسے رنگنے کے باوجود اس کی نجاست ختم نہیں ہوتی، مگر امام شوکانی رحمہ اللہ اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ممانعت کی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ یہ فضول خرچ اور متکبر لوگوں کا طریقہ ہے، اس لیے ان کے چمڑے استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (عون المعبود:۴/ ۱۱۷)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک بستر آدمی کے لیے اور دوسرا بیوی کے لیے اگر ضرورت کے تحت میاں بیوی ایک بستر پر لیٹنا چاہیں تو جائز ہے، اگر علیحدہ علیحدہ لیٹیں تو بھی درست ہے۔ اور تیسرا بستر زائد رکھنا کہ کوئی مہمان آئے گا تو اسے دیں گے۔ چوتھا شیطان کے لیے کہا گیا ہے، ایک قول تو یہ ہے کہ اس پر شیطان رات گزارتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ایک گھر میں مہمان آتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ مہمانوں کا اندازہ رکھ کر مہمانوں کے لیے بستر تیار کر والیں تو کوئی حرج نہیں۔ ضرورت سے زیادہ بستر بنوانا عموماً فخر کے لیے ہوتا ہے اور اس سے آخرت سے توجہ دور ہوتی ہے، اس لیے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے، وہ یہی چاہتا ہے انسان آخرت سے بے خبر رہے۔ (عون المعبود:۴/ ۱۱۹)

آج بیٹیوں کو جہیز میں دسیوں کے حساب سے بستر دینا اور گھروں میں عام طور پر ٹرنک بھر کر بستروں کے ڈھیر لگانا اور پھر افسوس ہے کہ بیس بیس برس انہیں استعمال بھی نا کرنا، ہمارے لیے یہ حدیث تازیانہ عبرت ہے۔ (گوندلوی)

(٥٧٠٢) رزین.

(٥٧٠٣) ترمذی: ١٧٧١ـ صحیح، البانی: ١٤٥٠ـ نسائی: ٤٢٥٣ـ ابوداؤد: ٤١٣٢ـ احمد: ٢٠٨٩ـ دارمی: ١٩٨٣.

(٥٧٠٤) ابودفاؤد: ٤٠٣٢.

آداب اللبس وهيئته

پہننے کا ادب اور شکل و ہیئت

٥٧٠٥ـ قَالَ رُكَانَةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ فَرْقَ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ. (رواه الترمذي: ١٧٨٤)

''رکانہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر پگڑی باندھنا امتیازی فرق ہے۔'' (ترمذی)

٥٧٠٦ــ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ: عَنْ أَبِيْهِ، رَفَعَهُ: اعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْماً، وَقَالَ الْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ. لأبى داود. قُلْتُ لَمْ اَجِدْهُ فِي اَبِي دَاوُدَ وَلاَ غَيْرِهِ مِنَ الْخَمْسَةِ وَهُوَ فِي مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ لِلْكَبِيْرِ. (٥١٧ وَقَالَ فِيْهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ)

''ابوملیح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: تم پگڑی باندھو تو زیادہ تحمل مزاج ہو جاؤ گے۔ اور فرمایا: پگڑیاں عرب کے تاج ہیں۔ (ابوداؤد) میں کہتا ہوں ابوداؤد میں اور اس کے علاوہ پانچ کتابوں میں یہ روایت مجھے دستیاب نہیں ہوئی۔ البتہ یہ مجمع الزوائد الکبیر میں ہے اور کہا: اس کی سند میں عبیداللہ بن ابی حمید متروک ہے۔''

٥٧٠٧ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ عَمَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَدَلَهَا بَيْنَ ﴿يَدَيَّ﴾ وَمِنْ خَلْفِي (رواه أبوداود: ٤٠٧٩)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے پگڑی باندھی، اور پگڑی کا شملہ میرے آگے پیچھے لٹکا دیا۔'' (ابوداؤد)

٥٧٠٨ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَمَّمَ ﷺ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَأَرْخَى لَهُ اَرْبَعَةَ اَصَابِعٍ وَقَالَ: إِنِّي لَمَّا صَعَدْتُ إِلَى السَّمَاءِ رَأَيْتُ أَكْثَرَ الْمَلَائِكَةِ مُعْتَمِّيْنَ. (رواه الطبراني في الأوسط بضعف)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دستار باندھی اور چار انگشت مقدار شملہ نیچے کر دیا، اور فرمایا: جب میں آسمان پر گیا تو دیکھا کہ اکثر ملائکہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں۔'' (الاوسط، بضعف)

٥٧٠٩ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ قَالَ كَأَنِّي

''سیدنا عمرو بن حریث نے کہا میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ

(٥٧٠٥) ترمذی: ١٧٨٤ـ ضعیف، البانی: ٣٠٠ـ ابوداؤد: ٤٠٧٨.

(٥٧٠٦) مجمع الزوائد: ٥١٧ـ طبرانی کبیر، وفیه عبیدالله بن ابی حمید وهو متروك، هیثمی: ٨٤٩٧.

(٥٧٠٧) ابوداؤد: ٤٠٧٩ـ ضعیف، البانی.

(٥٧٠٨) طبرانی اوسط، عن شیخه مقدام بن داود وهو ضعیف، هیثمی: ٨٤٩٨.

(٥٧٠٩) مسلم: ١٣٥٩ـ نسائی: ٥٣٤٦ـ ابوداؤد: ٤٠٧٧ـ ابن ماجه: ٣٥٨٧ـ احمد: ١٨٢٥٩.

أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ اَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ . (رواه النسائى ، ١٣٥٩)

منبر پر ہیں، اور آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا ہے، اس کے دونوں کنارے شانوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔'' (نسائی)

٥٧١٠۔۔۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَرْخَى طَرَفَهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ . (رواه النسائى ، ٥٣٤٦)

''اور ایک روایت میں ہے: ایک کنارہ دونوں کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔'' (نسائی)

٥٧١١۔۔۔ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ قَالَ: كَانَتْ عِمَامَةُ النَّبِيِّ ﷺ بَطْحَةٌ، يَعْنِي لاَ طِيَةً . (رواه رزين)

''سیدنا ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پگڑی سر کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی (یعنی اونچی نہیں تھی)۔'' (رزین)

شــرح: ......عمامہ (عین کے کسرہ کے ساتھ) پگڑی کو کہتے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ پگڑی پہننا مسنون ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہو یا سفید ہو تو دونوں جائز ہیں۔ سبز رنگ کا ثبوت نہیں مل سکا۔ اور پگڑی پہننے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا پلو ایک طرف رکھیں، درمیان یا بائیں طرف رکھیں ہر طرح جائز ہے۔ پگڑی کے پلو کو زیادہ تر کندھوں کے درمیان لٹکانا ہی بہتر ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا نیچے ٹوپی ہو اوپر پگڑی باندھ لیں یہ بھی ثابت ہے۔ اور اگر صرف پگڑی باندھیں یہ بھی جائز ہے اور صرف ٹوپی پہنیں یہ بھی جائز ہے اور لڑ جتنا چاہیں لمبا چھوڑیں صرف زمین پر نہ گھسیٹا جائے۔

بہر صورت نماز میں پگڑی ہو یا نہ ہو نماز ہو جاتی ہے مگر یہ بات آداب میں شامل ہے، سر پر پگڑی یا ٹوپی رکھنا اچھا عمل ہے، خواہ نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ ہو۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۵)

٥٧١٢۔ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ . (رواه البخارى ، ٤٢٠٨)

''ابو عمران کا بیان ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کی طرف دیکھا کہ ان کے اوپر طیالسی چادریں ہیں۔ (یہ یہودی پہنا کرتے تھے) تو فرمایا: اب خیبر کے یہودی یہاں موجود ہیں۔'' (بخاری)

شــرح: ......طیالسہ چادروں کو کہتے ہیں، یہ چادریں یہودی کثرت سے لیتے تھے۔ ان کے علاوہ لوگ انہیں زیادہ استعمال نہ کرتے تھے۔ اس لیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چونکہ زیادہ لوگوں کو یہ چادریں استعمال کرتے نہ دیکھا تھا۔ حضرت

(٥٧١٠) نسائی: ٥٣٤٦۔ صحیح، البانی: ٤٩٣٩.

(٥٧١١) رزین.

(٥٧١٢) بخاری: ٤٢٠٨.

بصرہ میں تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ یہ لوگ ان چادروں کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں تو اس وقت کہا: چونکہ خیبر کے یہودی ان چادروں کا زیادہ استعمال کرتے ہیں مجھے محسوس ہو رہا ہے میں خیبر کے یہودیوں کے پاس بیٹھا ہوں، ان سے تشبیہ دی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ چادریں (طیالسہ) پہننا منع ہیں، نہیں! ایسا نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جو ان کے زرد رنگ تھے، ان پر تنقید کی ہے، چادروں کے استعمال پر تنقید نہیں۔ ثابت ہوا لباس میں بھی غیر مسلموں کی مخالفت کی جائے۔ (فتح الباری: ۷/۴۷۶)

٥٧١٣ــ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ الأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ كَانَ كُمُّ يَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّسْغِ. (رواه الترمذی، ١٧٦٥)

''اسماء بنت یزید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی قمیض کی آستین گٹ تک تھی۔'' (ترمذی)

شـــرح: ......امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن، غریب کہا ہے مگر البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، تاہم مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ قمیض ٹخنوں کے اوپر ہو اور اس کے بازو انگلیوں تک ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قمیض کی آستین ہاتھوں کی انگلیوں تک بھی رکھی جا سکتی ہے۔ اگر اس حدیث کی یہاں کردہ بات اور ابن عباس رضی اللہ عنہما والی بات میں مطابقت رکھیں تو مطلب ہوگا کہ یہ اندازہ ہے گٹ تک آستین رکھیں تو جائز ہے اور انگلیوں تک آستین کے بازو رکھیں تو بہتر ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۱۹۳) ایک صورت یہ بھی ہے قمیض ہو تو گٹ تک آستین رکھیں اور اگر قمیض کے علاوہ لباس ہو جبہ وغیرہ تو پھر ہاتھوں کی انگلیوں تک رکھیں اس سے آگے نہ رکھیں۔

٥٧١٤ــ عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْـهِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنِ الإِزَارِ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ لاَ يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا. (رواه مالك، ١٦٩٩)

''علاء بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ازار کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں تجھے علم کے ساتھ خبر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی تہہ بند نصف پنڈلی تک اور پنڈلی اور ٹخنے کے درمیان تک کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو اس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے۔ اور جس نے اپنی ازار تکبر کے ساتھ نیچے لٹکا کر کھینچی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کو نہیں دیکھے گا۔'' (مالک)

(٥٧١٣) ترمذی: ١٧٦٥۔ ضعیف، البانی: ٢٩٥۔ ابوداؤد: ٤٠٢٧.

(٥٧١٤) مؤطا: ١٤٩٩۔ ابن ماجہ: ٣٥٧٣۔ احمد: ١١٥١٥.

٥٧١٥ــــ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ : أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَضَلَةِ سَاقِيْ أَوْ سَاقِهِ فَقَالَ: هٰذَا مَوْضِعُ الإِزَارِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ فَإِنْ اَبَيْتَ فَلاَ حَقَّ لِلإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ (رواه الترمذی، ١٧٨٣)

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے میری پنڈلی پکڑی اور فرمایا: ازار کا یہ مقام ہے اگر تو نہ کر سکے تو کچھ نیچے کر اور یہ بھی نہ کر سکے اور مزید نیچے کرنا چاہے تو ازار کا ٹخنوں میں کوئی حق نہیں ہے۔'' (الترمذی)

٥٧١٦ــــ عَنْ يَزِيْدَ بْنَ اَبِيْ سُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الإِزَارِ فَهُوَفِي الْقَمِيْصِ. (رواه ابوداود، ٤٠٩٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر نے کہا: نبی کریم ﷺ نے جو کچھ ازار کے متعلق فرمایا ہے قمیص کا بھی وہی حکم ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٧١٧ــــ عَنْ عِكْرَمَةَ أَنَّهٗ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهٖ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهٖ قُلْتُ لِمَ تَأْتَزِرُ هٰذِهِ الإِزْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْتَزِرُهَا. (رواه أبوداود، ٤٠٩٦)

''عکرمہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس کو ازار پہنے ہوئے دیکھا کہ ازار کا کنارہ اگلی جانب سے پاؤں کی پشت پر اور پچھلی جانب سے بلند رکھا۔ تو میں نے کہا: آپ اس طرز سے ازار کیوں باندھتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اس طور پر ازار باندھتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٧١٨ــــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَبِسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَؤُا بِأَيَامِنِكُمْ. (رواه أبوداود، ٤١٤١)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم لباس پہنو، یا تم وضو کرو تو دائیں طرف سے ابتدا کرو۔'' (ابوداؤد)

٥٧١٩ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلاَءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے تکبر کے ساتھ اپنا لباس کھینچا تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ پس ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

(٥٧١٥) ترمذی: ١٧٨٣ـ صحیح، البانی: ١٤٥٧ـ نسائی: ٥٣٢٩ـ ابن ماجه: ٣٥٧٢.

(٥٧١٦) ابوداؤد: ٤٠٩٥ـ صحيح الاسناد: ٣٤٥١ـ احمد: ٦١٨٥.

(٥٧١٧) ابوداؤد: ٤٠٩٦ـ صحيح الاسناد: ٣٤٥٢.

(٥٧١٨) ابوداؤد: ٤١٤١ـ صحيح، البانی: ٣٤٨٨ـ ابن ماجه: ٤٠٢ـ احمد: ٨٤٣٨.

(٥٧١٩) ابوداؤد: ٤٠٨٥ـ صحيح، البانی: ٣٤٤٣ـ بخاری: ٣٦٦٥ـ مسلم: ٢٠٨٥ـ ترمذی: ١٧٣١ـ نسائی: ٥٣٣٦ـ ابن ماجه: ٣٥٦٩ـ احمد: ٦٣٠٤ـ مؤطا: ١٦٩٨.

أَحَـدَا جَانِبَیْ إِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ إِنِّیْ لَاتَعَاهَدُ ذٰلِكَ مِـنْـهُ قَـالَ لَسْتَ مِمَّنْ یَفْعَلُهُ خُیَلَاءَ. (رواه أبوداود، ٤٠٨٥)

نے کہا: میری ازار لٹک جاتی ہے الا کہ میں اس کو پکڑے رکھوں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو تکبر وفخر سے لٹکاتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٧٢٠۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الإِسْبَـالُ فِـي الإِزَارِ وَالْـقَمِیْصِ وَالْعِمَامَةِ مَـنْ جَـرَّ مِـنْهَا شَیْئًا خُیَلَاءَ لَا یَنْظُرُاللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. (رواه النسائی، ٥٣٣٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لٹکانا ازار، قمیص اور عمامہ میں ہے۔ جس نے ان میں سے کسی کو تکبر کی وجہ سے لٹکایا تو قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' (نسائی)

٥٧٢١ــــ وَلِأَصْـحَـابِ السُّـنَنِ: قَالَتْ أُمُّ سَـلَمَةَ فَكَیْفَ یَصْنَعْنَ النِّسَاءُ بِذُیُوْلِهِنَّ قَالَ یُـرْخِیْنَ شِبْرًا فَقَالَتْ إِذًا تَنْكَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ قَـالَ فَـیُرْخِیْنَهُ ذِرَاعاً لَا یَزِدْنَ عَلَیْهِ. (رواه الترمذی، ١٧٣١)

''اصحاب سنن کی روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! خواتین اپنے دامن کہاں پر رکھیں؟ فرمایا: ایک بالشت لٹکائیں۔ عرض کیا: پھر تو عورتوں کے قدم ننگے رہیں گے۔ فرمایا: عورتیں ہاتھ برابر لٹکائیں اور اس سے زائد نہ لٹکائیں۔'' (ترمذی)

٥٧٢٢ــ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَقَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَیَّ إِزَارٌ یَتَقَعْقَعُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قُـلْـتُ عَبْـدُالـلّٰـهِ بْـنُ عُـمَرَ قَالَ إِنْ كُنْتَ عَبْـدَالـلّٰهِ فَارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُ إِزَارِی إِلٰى نِصْفِ السَّاقَیْنِ فَلَمْ تَزَلْ إِزْرَتَهٗ حَتّٰى مَاتَ. (رواه أحمد، ٦٢٢٧)

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میرا تہہ بند نیچے گرا ہوا تھا۔ فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی: میں عبداللہ ہوں۔ فرمایا: اگر اللہ کا بندہ ہے تو اپنا ازار بلند کر۔ پس میں نے نصف پنڈلی تک بلند کی۔ اور پھر ان کا تہہ بند نصف پنڈلی تک ہی رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔''

٥٧٢٣ــــ عَـنْ أُمِّ الْـحَسَـنِ أَنَّ أُمَّ سَـلَمَةَ

''ام الحسن سے روایت ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بیان کیا

(٥٧٢٠) نسائی: ٥٣٣٤۔ بخاری: ٥٧٩١.

(٥٧٢١) ترمذی: ١٧٣١۔ صحیح، البانی: ١٤١٥۔ بخاری: ٥٧٨٣۔ مسلم: ٢٠٨٥۔ نسائی: ٥٣٣٦۔ ابوداؤد: ٤٠٩٤۔ ابن ماجه: ٣٥٦٩۔ احمد: ٦٣٠٤۔ مؤطا: ١٦٩٨.

(٥٧٢٢) احمد: ٦٢٢٧۔ باسنادین والطبرانی فی الاوسط، واحد اسنادی احمد رجاله رجال الصحیح، بخاری: ٣٤٨٥۔ مسلم: ٢٠٨٥۔ ترمذی: ١٧٣١۔ نسائی: ٥٣٣٦۔ ابوداؤد: ٤٠٩٤۔ ابن ماجه: ٣٥٦٩۔ مؤطا: ١٦٩٨.

(٥٧٢٣) ترمذی: ١٧٣٢۔ صحیح، البانی: ١٤١٦۔ نسائی: ٥٣٣٩۔ ابوداؤد: ٤١١٧۔ ابن ماجه: ٣٥٨٠۔ احمد: ٢٦١٤١۔ مؤطا: ١٧٠٠۔ دارمی: ٢٦٤٤.

حَدَّثَتْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَبَّرَلِفَاطِمَةَ شِبْراً مِنْ نِطَاقِهَا. (رواه الترمذی، ۱۷۳۲)

کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کمر بند پر ایک بالشت ناپ کر بتایا۔'' (ترمذی)

٥٧٢٤ــــ عَنْ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ وَقَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ. (رواه أبوداود، ٤٠٧٥)

''سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔آپ کو چادر میں احتباء (سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کرکے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا) کیے ہوئے دیکھا، اور اس چادر کے چھور آپ کے قدموں پر گرے ہوئے تھے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تکبر سے تہبند پاؤں اور ٹخنوں سے نیچے گھسیٹنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اور جو نیچے رکھتا ہے وہ آگ میں ہوگا۔تہبند، پاجامہ، قمیص یا کوئی بھی لباس ہو عورتیں تو ٹخنے ننگے نہ رکھیں۔لیکن اتنا زیادہ لمبا لباس نہ ہو کہ زمین پر گھسیٹتی جائیں۔آج کل بیاہ شادیوں کے موقع پر عورتیں لباس پہنتی ہیں اور خصوصاً دلہن کا غرارہ وغیرہ اٹھانے کے لیے ایک دوسری عورت کا سہارا لیا جاتا ہے یہ منع اور اسراف ہے۔ بلکہ جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا ہے عورت ایک بالشت تک کپڑا لٹکا سکتی ہے۔ بہرصورت عورتیں پاؤں اور ٹخنے ننگے رکھنے کی پابند نہیں۔تاہم کپڑا زمین پر نہ گھسیٹیں۔مردوں کے لیے سخت وعید ہے کہ یہ زمین پر کپڑا نہ گھسیٹیں روز قیامت انہیں اللہ نہ دیکھے گا۔ٹخنوں سے اوپر پنڈلی کے پٹھے تک کسی مقام پر کپڑا رکھنا جائز ہے۔اگر تکبر سے نہ لٹکایا ہو ویسے کسی سستی یا توجہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹخنوں کے نیچے کپڑا آ جائے تو اس میں یہ سزا نہیں۔

علمائے کرام کی دو آراء ہیں: ایک رائے یہ ہے کہ لباس لٹکانے والے سے جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ اسے دیکھیں گے نہیں یہ ڈانٹ کے لیے ہے، جو تکبر سے نہیں لٹکاتا وہ اس وعید میں شامل نہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ کپڑا لٹکانے والا تکبر سے لٹکائے یا غیر تکبر سے لٹکائے دونوں صورتوں میں یہ وعید ہے۔

ترجیح والی بات یہی ہے کہ تکبر سے لٹکانے والا اس وعید میں داخل ہے جو بغیر تکبر کے لٹکاتا ہے وہ اس میں داخل نہیں مگر اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے ایک نوجوان سے کہا تھا۔ جو عیادت کے لیے آیا کہ بھتیجے! ٹخنے ننگے رکھو۔اس سے کپڑا صاف رہتا ہے اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے، مختصر یہ کہ ٹخنوں سے اوپر لباس رکھنے سے دو برائیوں سے براءت ہوتی ہے، ایک فضول خرچی سے بچاؤ۔ (۲) صفائی کا حصول۔ (تفہیم الاسلام:۸۴۲/۲)

(٥٧٢٤) ابوداؤد: ٤٠٧٥۔ ضعیف، البانی: ۸۸۱۔ احمد: ۲۰۱۰۹.

٥٧٢٥ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّمَّاءِ وَعَنِ الإِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ. (رواه أبوداود، ٤٠٨١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے گونگی، گوٹھ اور ایک کپڑے میں احتباء سے منع فرمایا ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......صمّاء کپڑا لپیٹنا یہ ہے کہ انسان پورا جسم کپڑے میں لپیٹ لے اور ہاتھ بھی اندر رکھے۔ اگر ان سے کام لینے کی ضرورت پڑ جائے تو انہیں بھی باہر نہ نکال سکے۔ یعنی کپڑے سے باہر بازو، وغیرہ نکالنے کا بھی کوئی رستہ نہ چھوڑا جائے بلکہ گم سم انداز پر لپیٹ لیا جائے جس طرح چٹان میں کوئی سوراخ نہ ہو یہ بھی اسی طرح ہے، اس لیے صماء کی لپیٹ کہا گیا ہے۔ اس لپیٹ سے منع کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے شرمگاہ کے برہنہ ہونے کا امکان ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ فوراً کسی حرکت کی ضرورت پڑ جائے تو تنگی ہوتی ہے۔ احتباء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی سرین پر بیٹھے اور پنڈلیاں اوپر اٹھالے اور شرمگاہ برہنہ ہو جائے۔ یہ لپیٹ اس صورت میں منع ہے، جب شرمگاہ ننگی ہو اگر یہ برہنہ نہیں ہوتی تو پھر اس لپیٹ کی ممانعت نہیں۔ اور صماء لپیٹ کی ہر صورت میں ممانعت ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۷)

٥٧٢٦ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنُ قُرَّةَ حَدَّثَنِي أَبِيْ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعْنَاهُ وَإِنَّ قَمِيْصَهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ قَالَ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ اَدْخَلْتُ يَدِيْ فِي جَيْبِ قَمِيْصِهِ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ فَمَا رَاَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلاَ ابْنَهُ قَطُّ اِلاَّ مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا فِي شِتَاءٍ وَلَا حَرٍّ وَّلَا يُزَرِّرَانِ أَزْرَارَهُمَا اَبَدًا. (رواه أبوداود، ٤٠٨٢)

''معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میرے ساتھ قبیلہ مزینہ کے چند افراد تھے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی۔ آپ ﷺ کی قمیص کا گریبان کھلا تھا راوی کا بیان ہے: میں نے آپ ﷺ کی بیعت کی تو اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے گریبان میں ڈالا۔ اور آپ ﷺ کی مہر نبوت کو ہاتھ لگایا۔ عروہ نے کہا: پس میں نے معاویہ اور اس کے بیٹے کو ہمیشہ گریبان کھلا رکھتے دیکھا ہے خواہ سردی ہوتی یا گرمی اور وہ گریبان کبھی بند نہیں کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......اس سے ثابت ہوا بٹن لگانا جائز ہے، اور انہیں کھلا بھی چھوڑا جا سکتا ہے اور بند بھی آپ کا دامن کشادہ ہوتا تھا ہاتھ ڈالیں تو پیچھے کمر تک ہاتھ چلا جاتا تھا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

(٥٧٢٥) ابوداؤد: ٤٠٨١ـ صحيح، البانی: ٣٤٣٩ـ مسلم: ٢٠٩٩ـ ترمذی: ٢٧٦٧ـ نسائی: ٥٣٤٢ـ احمد: ١٤٤٨١ـ مؤطا: ١٧١١.

(٥٧٢٦) ابوداؤد: ٤٠٨٢ـ صحيح، البانی: ٣٤٤٠ـ احمد: ١٥٨١٠.

نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کا جذبہ اتنا زیادہ تھا کہ جس طرح دیکھا اسی طرح کرنے لگ جاتے تھے۔ بٹن کھولنے یا نہ کھولنے کا معاملہ عذاب یا ثواب سے خاص تعلق نہیں رکھتا۔ مگر صحابی رضی اللہ عنہ نے جو نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہی طرز عمل اپنا لیا۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۷)

٥٧٢٧۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ أَكْنَفَ قَالَ ابْنُ صَالِحٍ أَكْنَفَ مُرُوْطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. (رواه أبوداود، ٤١٠٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر خواتین پر رحمت فرمائے! جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا (وہ اپنی چادریں اپنے سینوں پر ڈالیں) تو انہوں نے اپنی چادروں کا ایک حصہ پھاڑ کر اس کی اوڑھنی بنائی۔'' (ابوداؤد)

٥٧٢٨۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ خَرَجَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُؤُسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الأَكْسِيَةِ. (رواه أبوداود، ٤١٠١)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: (عورتیں اپنے اوپر چادریں اوڑھیں) تو انصار عورتیں نکلتیں تو گویا چادروں کی وجہ سے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہیں۔ (ابوداؤد)

شرح: ...... ان احادیث میں پردے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ چہرے کا پردہ کیا جائے، اور خواتین اپنا سارا وجود ستر میں رکھیں صرف دیکھنے کے لیے آنکھ ننگی رکھ سکتی ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۰۵)

٥٧٢٩۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِىْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ. (رواه أبوداود ٤١٠٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ اس نے پتلا کپڑا پہنا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! عورت جب بالغہ ہوجائے تو پھر اس کے ان اعضاء کے علاوہ بدن کا ظاہر ہونا جائز نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

٥٧٣٠۔ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ نَزَلَتْ عَلَى صَفِيَّةَ أُمِّ طَلْحَةَ الطَّلَحَاتِ فَرَأَتْ بَنَاتٍ لَهَا

''محمد کا بیان ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب بصرہ میں آئیں تو ام طلحہ الطلحات کے ہاں ٹھہریں۔ اس کی لڑکیاں دیکھیں تو

(٥٧٢٧) ابوداؤد۔ صحیح، البانی: ٣٤٥٧۔ بخاری: ٤٧٥٩.

(٥٧٢٨) ابوداؤد: ٤١٠١۔ صحیح، البانی: ٣٤٥٦.

(٥٧٢٩) ابوداؤد: ٤١٠٤۔ صحیح، البانی: ٣٤٥٨.

(٥٧٣٠) ابوداؤد: ٦٤٢۔ ضعیف، البانی: ١٢٧۔ احمد: ٢٥٤٨٥.

فَقَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ وَفِي حُجْرَتِي جَارِيَةٌ فَأَلْقَى لِي حَقْوَهُ وَقَالَ لِي شُقِّيْهِ بِشُقَّتَيْنِ فَأَعْطِي هٰذِهِ نِصْفًا وَالْفَتَاةَ الَّتِي عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ نِصْفاً فَإِنِّي لاَ أَرَاهَا إِلاَّ قَدْ حَاضَتْ أَوْلاَ أُرَاهُمَا إِلاَّ قَدْ حَاضَتَا . (رواه أبوداود، ٦٤٢)

کہا: میرے حجرے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میرے پاس ایک لڑکی تھی۔ پس آپ ﷺ نے اپنی ازار پھینکی اور فرمایا: اس کو پھاڑ کر دو حصے کر دو۔ ایک حصہ اسے دے دو، اور ایک حصہ اس لڑکی کو دے دو جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہتی ہے۔ میرا یہی خیال ہے کہ وہ بالغہ ہو چکی ہے، یا فرمایا: میں ان دونوں کو یہی خیال کرتا ہوں کہ یہ دونوں حیض کی عمر کو پہنچ چکی ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٧٣١۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَيَّةً لاَ لَيَّتَيْنِ . (رواه أبواداود، ٤١١٥)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، اور وہ اوڑھنی اوڑھ رہی تھیں۔ پس فرمایا: گردن کے گرد ایک ہی لپیٹ رکھو، دو پیچ نہ کرو۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... ان احادیث سے یہ دلیل لی جاتی ہے کہ ہاتھ، پاؤں اور چہرہ ضروری پردہ میں شامل نہیں۔ انہیں ننگا رکھا جا سکتا ہے۔ ہاں! خوف فتنہ ہو تو پھر پردہ میں رکھا جائے۔ جب فاسق وغیرہ ہوں تو پھر چہرہ کا پردہ کریں لیکن یہ احادیث ضعیف ہیں، چہرہ ہی تو مرکز فتنہ ہے، لہٰذا عام حکم یہی ہے کہ پاؤں بازو اور چہرہ وغیرہ پردہ میں رکھے جائیں۔ (عون المعبود:۴/۱۰۶)

٥٧٣٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ اَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَأَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ فَقَالَ أَلَمْ أَرَجَارِيَةَ أَخِيْكَ تَجُوْسُ النَّاسَ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ وَأَنْكَرَذٰلِكَ عُمَرُ . (رواه مالك)

''مالک رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا کہ اس نے آزاد عورتوں جیسا لباس پہن رکھا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا: میں تیرے بھائی کی لونڈی کو دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں پھرتی ہے۔ اور اس نے آزاد عورتوں کی سی ہیت اختیار کر کے خرابی پیدا کر رہی ہے۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مکروہ سمجھا۔'' (مالک)

٥٧٣٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْبِالْيُمْنَى وَإِذَا

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتدا

(٥٧٣١) ابوداؤد: ٤١١٥۔ ضعيف، البانی: ٨٨٨۔ احمد: ٢٦٠٧٥.

(٥٧٣٢) مؤطا.

(٥٧٣٣) مسلم: ٢٠٩٧۔ بخاری: ٥٨٥٠۔ ترمذی: ١٧٧٩۔ ابوداؤد: ٤١٣٦۔ ابن ماجه: ٣٦١٧۔ احمد: ١٠٤٥٧۔ مؤطا: ١٧٠٢.(٥٧٣٤) ابوداؤد: ٤١٣٥۔ صحيح، البانی: ٣٤٨٣.

خَـلَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعاً . (رواه مسلم، ٢٠٩٧)

کرے اور نکالے تو بائیں طرف سے ابتدا کرے اور فرمایا: ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں کو نکال دے، یا دونوں کو پہن لے۔'' (مسلم)

شــرح: ...... جوتا آدمی کے لیے عزت ہے۔ اذیت سے بچاتا ہے۔ دایاں جوتا بائیں سے زیادہ افضل ہے۔ اس لیے مستحب قرار دیا گیا ہے کہ اس کا آغاز دائیں جانب سے کیا جائے جو افضل ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۱۸)

٥٧٣٤۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِماً . (رواه أبوداود: ٤١٣٥)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے منع کیا کہ کھڑا ہو کر کوئی مرد جوتا پہنے۔'' (ابوداؤد)

٥٧٣٥۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلاَ يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِـدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَّاحِدٍ وَلاَ يَـأْكُلْ بِشِمَـالِـهٖ . (رواه أبوداود، ٤١٣٧)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دوسرے کو نہ پہنے یہاں تک کہ تسمہ درست کر لے۔ ایک موزے میں نہ چلے۔ اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائیں۔'' (ابوداؤد)

٥٧٣٦۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ ﷺ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ . (للترمذی: ١٧٧٧)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ کبھی رسول اللہ ﷺ ایک جوتے میں بھی چلے پھرے ہیں۔'' (ترمذی)

٥٧٣٧۔ لِرَزِيْنٍ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْتَعِلُ قَائِماً وَيَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ غَيْرَ مَا مَرَّةٍ .

''رزین کی روایت میں ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہو کر کئی بار جوتا پہنتے بھی دیکھا، اور کئی بار ایک جوتے میں چلتے بھی دیکھا ہے۔''

٥٧٣٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ . (رواه أبوداود، ٤١٣٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: سنت میں سے ہے کہ جب انسان بیٹھے تو جوتا نکال کر اپنی ایک طرف رکھ دے۔'' (ابوداؤد)

(٥٧٣٥) ابوداؤد: ٤١٣٧۔ صحیح، البانی: ٣٤٨٥۔ مسلم: ٢٠١٩۔ ابن ماجه: ٣٢٦٨.

(٥٧٣٦) ترمذی: ١٧٧٧۔ منکر، البانی: ٢٩٧.

(٥٧٣٧) رزین.

(٥٧٣٨) ابوداؤد: ٤١٣٨۔ ضعیف الاسناد: ٨٩١.

٥٧٣٩ــ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لاَ يَزَالُ رَاكِباً مَا انْتَعَلَ . (رواه مسلم، ٢٠٩٦)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک غزوے میں ہم گئے تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں جوتے بکثرت پہننے کی تاکید فرمائی۔ نیز فرمایا: دراصل آدمی سوار ہی رہتا ہے جب تک اس نے جوتے پہنے ہوں۔'' (مسلم)

٥٧٤٠ــ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَهْمَانَ قَالَ أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالاَنِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُمَا نَعْلاَ النَّبِيِّ ﷺ . (رواه البخاری، ٣١٠٧)

''عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہمارے سامنے اگلے دوتسموں والے جوتے نکالے بعد میں ثابت بنانی نے مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ دو جوتے نبی ﷺ کے تھے۔'' (بخاری)

٥٧٤١ــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: كَانَ لِنَعْلِ النَّبِيِّ ﷺ قِبَالاَنِ وَلِنَعْلِ أَبِيْ بَكْرٍ قِبَالاَنِ وَلِنَعْلِ عُمَرَ قِبَالاَنِ وَأَوَّلُ مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً وَاحِدَةً عُثْمَانُ . (رواه الطبرانی فی الصغیر: ٢٥٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کے اگلے دو تسمے تھے۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر کے جوتوں کے بھی اگلے دو تسمے تھے۔ اور جس نے سب سے پہلے ایک تسمہ باندھا وہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔'' (الصغیر)

٥٧٤٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: مَنْ لَبِسَ نَعْلاً صَفْرَاءَ لَمْ يَزَلْ يَرَى سُرُوْرًا مَادَامَ لاَبِسَهَا . (رواه الطبرانی فی الکبیر، ١٠٦١٢، وَفِيْهِ ابْنُ الْعَذْرَاءِ لَمْ يُسَمَّ .)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: جس نے زرد رنگ کے جوتے پہنے تو وہ جب تک یہ جوتے پہن رکھے گا مسرور ہی رہے گا۔ (معجم الکبیر اور اس سند میں ابن العذراء ہے جس کا نام مذکور نہیں ہے)۔''

شرح: ......ان احادیث میں جوتا پہننے کے آداب بتائے گئے ہیں۔ ایک جوتا میں چلنا منع ہے اگر ایک جوتا ٹوٹ جائے اس میں چلنا ناممکن ہو تو دوسرا بھی اتار لیا جائے ایک میں نہ چلیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ شہرت اور مثلہ سے ملتا جلتا لباس نہ پہنا جائے۔ ویسے بھی ننگے پاؤں اور ننگے سر پھرنا شائستگی کے خلاف ہے۔

اسلام ایک کامل دین ہے اور یہ کمال کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور یہ ایک جمیل دین ہے، جمال کی دعوت دیتا ہے۔ اس لیے ایک جوتے میں چلنے کی ممانعت کی ہے۔ کیونکہ یہ ناقص حالت ہے اس پابندی کی وجہ یہ ہے کہ زمین میں کانٹا بھی ہوسکتا

(٥٧٣٩) مسلم: ٢٠٩٦۔ ابوداؤد: ٤١٣٣۔ احمد: ١٤٤٦٠.

(٥٧٤٠) بخاری: ٣١٠٧۔ ترمذی: ١٧٧٣۔ نسائی: ٥٣٦٧۔ ابوداؤد: ٤١٣٤۔ ابن ماجه: ٣٦١٥۔ احمد: ١٣٤٣٣.

(٥٧٤١) طبرانی صغیر: ٢٥٤۔ بزار، ورجال الطبرانی ثقات، هیثمی: ٨٦١٩.

(٥٧٤٢) طبرانی کبیر: ١٠٦١٢۔ وفیه ابن العذراء لم یسم، ولم اعرفه وبقیة رجاله ثقات.

ہے جوتے والا پاؤں تو محفوظ رہے گا ننگے پاؤں میں لگ سکتا ہے اور یہ انسانی عادت کے بھی خلاف ہے اور پھر پھسلنے کا خوف بھی ہوتا ہے اور یہ اعضاء سے ناانصافی بھی ہے۔ یہ شیطانی چال ہے۔ ہاں طبیعت میں سادگی برقرار رکھنے کے لیے دونوں پاؤں سے ننگا چلنے کی کبھی کبھی عادت پوری کی جائے تو اس کی اجازت ہے، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی کبھی ننگا چلو۔ (ابوداؤد: ۴۱۶۰، باب النہی عن کثیر من الارفاہ)۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۸۴۱)

یہ بھی ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت ہے کیونکہ بیٹھ کر جوتا پہنا آسان ہے، کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے آدمی الٹ سکتا ہے ان پریشانیوں سے بچاؤ کے لیے کھڑا ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت ہے۔ خصوصاً بند جوتا بیٹھ کر پہننے میں زیادہ آسانی ہوتی ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا بیٹھنا ہو تو جوتا اتارنے سے پاؤں کو سکون ملتا ہے۔ اور ایک بائیں جانب جوتا رکھنے کا اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ دائیں جانب کی تعظیم ہوتی ہے۔ سامنے رکھیں تو قبلہ رخ ہو جاتا ہے اور پیچھے رکھیں تو چوری کا خطرہ ہے۔ اس لیے اتار کر بائیں جانب رکھنے کا آیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۱۸، ۱۱۷)

٥٧٤٣ــــ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ. (رواه أبوداود، ٤٠٩٩)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عورت مردوں کے سے نعلین پہن سکتی ہے؟ تو انھوں نے کہا: مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٧٤٤ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. (رواه ابوداود٤٠٩٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا سا لباس پہنے۔ اور اس عورت پر بھی لعنت کی جو مردوں کا لباس پہنے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... جس عورت کے خلاف یہ حدیث سنائی گئی تھی اس نے وہ جوتا پہنا جو خاص مرد پہنتے تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لباس مردوں کے ساتھ خاص ہے وہ عورت پہنے تو لعنتی ہے، اگر عورتوں کے ساتھ خاص ہے تو پھر وہ مرد لعنتی ہے۔ علم اور نیکی میں مشابہت اچھی ہے۔ اگر کسی کی پیدائشی حرکات وسکنات ایک دوسرے سے مل جائیں تو پھر یہ اس مذمت میں شامل نہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۰۴)

(٥٧٤٣) ابوداؤد: ٤٠٩٩۔ صحيح، البانی: ٣٤٥٥.

(٥٧٤٤) ابوداؤد: ٤٠٩٨۔ صحيح، البانی: ٣٤٥٤۔ احمد: ٨١١٠.

٥٧٤٥ــــ عَنْ عَلِيّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَالْكِسْوَةِ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِی مِنَ الرِّيَاشِ مَا أَتَجَمَّلُ بِهٖ فِي النَّاسِ وَأُوَارِی بِهٖ عَوْرَتِیْ . (لأحمد، ١٣٥٨ والموصلی بضعف)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو لباس پہنتے وقت یہ دعا کرتے سنا ہے: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ لباس دیا ہے جس کے ذریعے میں لوگوں میں اپنی زیبائش کرتا اور ستر ڈھانپتا ہوں۔'' (احمد، موصلی، بسند ضعیف)

٥٧٤٦ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْباً جَدِيْدًا فَقَالَ الْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِی مَا أُوَارِی بِهِ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهِ فِی حَيَاتِی ثُمَّ عَمَدَ إِلَی الثَّوْبِ الَّذِی اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهِ كَانَ فِي كَنَفِ اللّٰهِ وَفِی حِفْظِ اللّٰهِ وَفِی سِتْرِاللّٰهِ حَيًّاوَمَيِّتًا . (رواه الترمذی، ٣٥٦٠)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے نیا لباس پہنا اور کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں زیبائش سے رہتا ہوں (راوی کا بیان ہے) پھر پرانا لباس صدقہ کر دیا تو وہ زندہ اور مردہ اللہ پاک کی پناہ، حفاظت پردے میں رہے گا۔'' (ترمذی)

٥٧٤٧ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهٗ: اَلارْتِدَاءُ لُبْسَةُ الْعَرَبِ وَالالْتِفَاعُ لُبْسَةُ الايْمَانِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَلَفَّعُ . (رواه الطبرانی في الكبير، ٧٦٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ چادر پہننا عرب کا لباس ہے۔ اور کمبل اوڑھنا ایمان کا لباس ہے، اور نبی ﷺ کمبل اوڑھتے تھے۔'' (الکبیر)

٥٧٤٨ــــ عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ، دَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِخُفَّيْنِ يَلْبَسُهُمَا فَلَبِسَ أَحَدَهُمَا ثُمَّ جَاءَ غُرَابٌ فَاحْتَمَلَ الْأٰخَرَ فَرَمٰی بِهِ فَخَرَجَتْ

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے پہننے کے لیے دو موزے منگوائے پس ایک پہنا تھا کہ دوسرے کو کوا اٹھا کر لے گیا، اور بلند کر کے پھینک دیا تو اس میں سے سانپ نکلا۔ پس

(٥٧٤٥) احمد: ١٣٥٨ـ موصلی بضعف.

(٥٧٤٦) ترمذی: ٣٥٦٠ـ ضعیف، البانی: ٧١٣ـ ابن ماجه: ٣٥٥٧.

(٥٧٤٧) طبرانی كبير: ٧٦٢٠ـ وفيه سعيد بن سنان الشامی، وهو ضعيف جدا ونقل عن بعضهم توثيقه ولم يصح، هيثمی: ٨٥٤٥.

(٥٧٤٨) طبرانی كبير: وفيه هاشم بن عمرو لم اعرفه الا ابن حبان ذكره فی الثقات، فی طبقته والظاهر انه هو الا انه لم يذكر روايته عن اسماعيل بن عياش شيخ اسماعيل فی هذا الحديث شامی فرواته ثقات، وهو صحيح ان شاء الله وجاء فی الهامش ليس فی اسناده هاشم بن عمرو، هيثمی: ٨٦٣٥.

مِـنْهُ حَيَّةٌ ، فَقَالَ ﷺ مَـنْ كَـانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَـوْمِ الآخِـرِ فَلاَ يَـلْبَـسْ خُـفَّيْـهِ حَتّٰى يَنْفَضَـهُمَا . (رواه الطبرانی فی الکبیر .)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ موزے نہ پہنے یہاں تک کہ ان کو جھاڑ لے۔'' (الکبیر)

شــــرح: ......لباس پہنتے وقت کی یہ دعائیں تو ضعیف ہیں مگر ابوداؤد کتاب اللباس: ۴۰۱۶، مستدرک: ۱۹۲/۴ کتاب اللباس میں احادیث ہیں جن کی سند صحیح اور حسن ہے۔ لباس پہن کر درج ذیل دعا پڑھیں تو اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَ رَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ .

''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے مجھے یہ پہنایا، اور میری ہمت، طاقت کے بغیر عطا فرمایا۔''

أنواع من اللباس والوانها وحيث يطلب اللبس وتركه

لباس کی اقسام اور رنگ......لباس طلب کرنا اور ترک کرنا

۵۷۴۹۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ ثَوْبٌ أَحَبَّ إِلٰـى رَسُوْ لِ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ قَمِيْصٍ . (رواه أبوداود، ٤٠٢٦)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو قمیص سے زیادہ کوئی لباس پسند نہیں تھا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......قمیص نبی اکرم ﷺ کو اس لیے پسند تھی کہ چادریں باندھنا پڑتی ہیں۔ جبکہ قمیص زیادہ باپردہ ہے اور اسے باندھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اور یہ جسم کے ساتھ ملی ہوتی ہے، جسم پر بوجھ نہیں بنتی، اور قمیص پہننے سے تواضع بھی رہتی ہے اور قمیص کے بازوؤں کی لمبائی گٹ تک ہونی چاہیے، معمولی کمی بیشی بھی ہو جائے تو جائز ہے مگر لمبے لمبے کھلے بازو اور بوری نما بازو بنانا ثابت نہیں اس میں خود پسندی کی صورت ہے، یہ خلاف سنت ہے۔ (عون المعبود: ۷۶/۴)

۵۷۵۰۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ أَنَا وَمَـخْـرَفَةُ الْـعَبْـدِيُّ بَـزًّا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ وَعِنْدِيْ وَزَّانٌ يَـزِنُ بِـالْاَجْـرِ فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْوَزَّانِ زِنْ وَاَرْجِحْ . (رواه الترمذی، ١٣٠٥)

''سوید بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں اور مخرفہ العبدی نے مقام ہجر سے کپڑا خریدا۔ نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اور ہم سے شلوار خریدی۔ ہمارے پاس پیسے لے کر وزن کرنے والا بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: وزن کرو اور پلڑا جھکایا کرو۔'' (ترمذی)

(۵۷۵۰) ترمذی: ۱۳۰۵۔ صحیح، البانی: ۱۰۵۱۔ نسائی: ٤٥٩٢۔ ابوداؤد: ۳۳۳٦۔ ابن ماجہ: ۳۵۷۹۔ احمد: ۱۸٦۱۹۔ دارمی: ۲۵۸۵.

٥٧٥١ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَإِنَّكَ لَتَلْبَسُ السَّرَاوِيْلَ؟ قَالَ: أَجَلْ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَبِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، فَإِنِّي أُمِرْتُ بِالسَّتْرِ، فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا اَسْتَرَ مِنْهُ. (رواه أبويعلى الموصلي: ٦١٦٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؛ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ (زیادہ تر) شلوار پہنتے ہیں؟ فرمایا: ہاں سفر وحضر اور رات و دن میں مجھے پردے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے زیادہ پردے کا لباس میں نے نہیں پایا ہے۔'' (ابویعلی موصلی)

٥٧٥٢ـ عَنْ عَلِيٍّ: كُنْتُ قَاعِداً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ الْبَقِيْعِ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ، فَمَرَّتِ امْرَاَةٌ عَلَى حِمَارٍ وَمَعَهَا مَكَارِي فَسَقَطَتْ فَأَعْرَضَ عَنْهَا بِوَجْهِهِ، فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهَا مُتَسَرْوِلَةٌ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُتَسَرْوِلاَتِ مِنْ أُمَّتِيْ. (رواه البزار، ٢٩٤٧) بضعف.

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا: میں آپ ﷺ کے پاس بارش کے دن بقیع کے نزدیک بیٹھا تھا کہ گدھے پر سوار ایک عورت گذر رہی تھی اور وہ گر گئی تو آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اس عورت نے شلوار بھی پہن رکھی ہے تو فرمایا: اے اللہ! میری امت کی شلوار پہننے والی عورتوں کی مغفرت کردے۔'' (البزار، ضعیف)

شرح: ......ان سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حساب کے لیے منشی اور وزن کرنے کے لیے وزن کرنے والا اجرت پر رکھنا جائز ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شلوار پہننا، اور تول کر کپڑا فروخت کرنا جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/۵۶۳)

٥٧٥٣ـ عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ فَقَالَ لِي أَبِيْ مَخْرَمَةُ انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يُعْطِيَنَا مِنْهَا شَيْئاً فَقَامَ اَبِى عَلَى الْبَابِ فَتَكَلَّمَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ قُبَاءٌ وَهُوَ يُرِيْهِ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ خَبَأْتُ هٰذَالَكَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ. (رواه البخاری، ٢٦٥٧)

''سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ چوغے لائے گئے۔ میرے باپ مخرمہ نے کہا: میرے ساتھ چل شاید کہ آپ ﷺ ہمیں بھی اس میں سے کچھ دے دیں۔ پس میرے باپ نے دروازے پر جا کر بات کی تو آپ ﷺ نے اس کی آواز پہچان لی، اور آپ ﷺ چوغہ لے کر باہر تشریف لائے، اور اس کی خوبیاں دکھائیں، اور آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے: (اے مخرمہ میں نے تیرے لیے یہ بچا رکھا ہے۔ میں تیرے لیے یہ بچا رکھا ہے۔''

(٥٧٥١) ابو يعلى موصلى: ٦١٦٢ـ طبرانى اوسط، وفيه يوسف بن زياد البصرى وهو ضعيف، هيثمى: ٨٥١٠.

(٥٧٥٢) بزار: ٢٩٤٧ـ وفيه ابراهيم بن زكريا المعلم وهو ضعيف جدًا، هيثمى: ٨٥١١.

(٥٧٥٣) بخارى: ٢٦٥٧ـ مسلم: ١٠٥٨ـ ترمذى: ٢٨١٨ـ نسائى: ٥٣٢٤ـ ابوداؤد: ٤٠٢٨ـ احمد: ١٨٤٤٨.

٥٧٥٤ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: يَـا بُنَـيَّ ادْعُ لِـي النَّبِيَّ ﷺ فَـاَعْظَمْتُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَدْعُوْلَكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قُبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِـالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هَذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ. (للبخاري تعليقا.)

''ایک روایت میں ہے: میرے والد نے کہا: اے میرے بیٹے! میرے لیے نبی کریم ﷺ کو بلا لاؤ، میں نے یہ بات بڑی ناگوار سمجھی اور کہا: میں آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں؟ والد محترم نے کہا: میرے بیٹے وہ کوئی جابر سلطان نہیں ہیں۔ پس میں نے آواز دی تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ دیباج کا بنا ہوا ایک قبا لائے جس پر سونے کے بٹن لگے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے مخرمہ! میں نے یہ تیرے لیے بچا رکھی ہے۔''

شـــرح: ......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنا، اس پر اعتماد کیا ابھی انہیں دیکھا نہیں تھا۔ اس طرح آواز کی پہچان کے مطابق وثوق کیا جا سکتا ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۶۶)

حضرت مخرمہ، حضرت مسور کے والد تھے۔ حضرت مسور بھی صحابی ہیں، یہ مخرمہ زہری قریش کے روساء میں سے تھے یہ ماہر نسب دان تھے۔ فتح مکہ میں ایمان لائے۔ جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ ۱۱۵ برس عمر پا کر فوت ہوئے۔

جب قبائیں تقسیم کیں تو آپ ﷺ نے ان کو اس وقت نہ دی تھی جب انہوں نے بیٹے کو لے کر آپ ﷺ کے پاس درعالیہ پر حاضری دی تو آپ ﷺ ان کی آواز پہچان کر خود باہر تشریف لائے تو انہیں قباء پیش کی اور نہایت ہی انسیت کے انداز میں کہا: مخرمہ! یہ ہم نے آپ کے لیے چھپا رکھی تھی، جس سے مخرمہ بہت خوش ہوئے۔

یہ قباء ریشم کی تھی۔ یہ یا تو اس وقت کی بات ہے جب ریشم حرام نہ تھا، اگر بعد کی بھی ہو تو یہ پہننے کے لیے نہ دی تھی ویسے ہدیہ دیا تھا جو کہ منع نہیں۔

اس حدیث سے مزید اسباق بھی حاصل ہوتے ہیں: (۱) کہ جو تیز زبان ہوں ان سے اچھی گفتگو اور عطیات کے ذریعہ الفت کا اظہار کیا جائے تا کہ ان کی تیزی سے تحفظ رہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۷۰)

٥٧٥٥ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَـابِ إِلَـى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَـلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ. (رواه البخاري، ٥٨١٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو دھاریوں والا لباس پہننا زیادہ پسند تھا۔'' (بخاری)

شـــرح: ......حبرہ ایک یمنی چادر ہے۔ یہ دھاری دار ہوتی ہے اور اس کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ یہ اہل یمن کاٹن سے

(٥٧٥٤) بخاری تعليقًا.

(٥٧٥٥) بخاری: ٥٨١٣ـ مسلم: ٢٠٧٩ـ ترمذی: ١٧٨٧ـ نسائی: ٥٣١٥ـ ابوداؤد: ٤٠٦٠ـ احمد: ١٣٦٩٤.

بناتے ہیں یہ ان کے ہاں سب سے اعلیٰ لباس ہے، اسے حبرہ اس لیے کہتے ہیں یہ دیدہ زیب ہے۔ زینت میں اضافہ کرتی ہے۔ اوپر گزرا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو قمیض بہت پسند تھی تو قمیض کی پسندیدگی بناوٹ کے لحاظ سے تھی حبرہ دھاریدار کپڑے کی پسندیدگی سجاوٹ کے لحاظ سے تھی۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۷۷)

٥٧٥٦ــ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا خَـرَجَـتِ الْحَرُوْرِيَّةُ اَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ ائتِ هٰؤُلاَءِ الْقَوْمَ فَلَبِسْتُ اَحْسَنَ مَـا يَـكُـوْنُ مِـنْ حُـلَلِ الْيَمَنِ قَالَ أَبُوْزُمَيْلٍ وَكَـانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَجُلاً جَمِيْلاً جَهِيْرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَالُوْا مَرْحَباً بِكَ يَا ابْنَ عَبَّـاسٍ مَـاهٰـذِهِ الْحُلَّةُ قَالَ مَا تَعِيْبُوْنَ عَلَيَّ لَـقَـدْ رَأَيْـتُ عَـلَـى رَسُـوْلِ اللّٰهِ أَحْسَنَ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْحُلَلِ . (رواه أبوداود ٤٠٣٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب حروری خارجی فرقہ نکلا تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس قوم کے پاس جا تو میں نے یمن کا عمدہ لباس زیب تن کیا۔ ابوزمیل نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما خوبصورت بلند آواز انسان تھے۔ انھوں نے کہا: خارجیوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا اے ابن عباس خوش آمدید لباس کیسا ہے؟ میں نے کہا: اس لباس کو تم میرے لیے عیب قرار دیتے ہو اس سے زیادہ عمدہ لباس میں نے رسول اللہ ﷺ کو پہنتے دیکھا ہے۔'' (ابوداود)

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ جو بھی لباس میسر آجاتا وہی زیب تن فرما لیتے۔ کبھی اون، کبھی کاٹن، کبھی یمنی چادر، کبھی قبہ وجبہ، کبھی قباء اور کبھی قمیض زیب بدن فرماتے۔

اب ایک طبقہ جو کہ زہد اور عبادت کا اظہار کرتا ہے، وہ جائز لباس پہنے، اچھا کھانے، اور نکاح وغیرہ جو جائز ہیں ان سے فائدہ اٹھانے سے بھی منع کرتے ہیں۔ یہ بات اور نظریہ درست نہیں۔ ایک طبقہ ان سے الٹ ہے وہ بہترین لباس پہنتا، اور کھانا کھاتا ہے، اس سے کم کھانا وہ اپنی توہین تصور کرتا ہے۔ یہ اپنی برتری کا اظہار کرتا ہے، یہ بھی قابل مذمت ہے۔

باقی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، تاہم اچھے مقاصد کے حصول کے لیے اور دینی مطالب کی خاطر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خاطر خود کو مرکز نگاہ بنانے کے لیے اور خصوصاً جب ذی وجاہت کی بات پر ہی لوگ توجہ کرتے ہوں تو ایسی صورت میں تکبر سے محتاط رہ کر حلال لباس زیب تن کرنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۸۰)

٥٧٥٧ــ عَـنْ عَبْـدِالْـوَاحِدِ بْنِ اَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيْ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ الـلّٰـهُ عَـنْهَـا وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِـمَ فَـقَـالَـتِ ارْفَعْ بَصَرَكَ إِلَى جَارِيَتِي انْـظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهَى أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ

''ایمن کا بیان ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور میں نے اُن پر پانچ درھم کی قطری چادر دیکھی تو انھوں نے کہا: اپنی آنکھیں بلند کر کے میری لونڈی کو دیکھ وہ اس چادر کو گھر میں پہننا پسند نہیں کرتی۔ اور اس کی مثل میری قطری چادر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی۔ مدینہ منورہ میں جو عورت زیبائش

وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَاكَانَتِ امْرَأَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا اَرْسَلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ. (رواه البخاري: ٢٦٢٨)

کرنا چاہتی وہ میرے پاس آ کر اس کو مستعار لے جاتی تھی۔'' (بخاری)

شــــرح: ......اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بتانا چاہتی ہیں کہ آج سے پہلے لوگ تنگدستی میں زندگی گزارتے تھے، جسے اس دور کی خواتین حقیر لباس سمجھ کر پہنتی نہیں وہ لباس اس دور میں بہت عظیم القدر تصور کیا جاتا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا دلہن کے لیے لباس مانگ کر لینا کوئی عیب والی بات نہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں بھی معمول بہ کام تھا۔

اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تواضع بھی جھلکتی ہے کہ خود اونچے درجے کا لباس نہیں پہنتی تھیں۔ حالانکہ خوشحالی بھی تھی مگر سخاوت بہت کرتی تھیں۔ اپنے خادموں اور ملازموں سے نہایت ہی بردباری برتتی تھیں اور سرزنش کے وقت بھی نرم انداز اختیار کرتی تھیں۔ (فتح الباری: ۲۴۲/۵)

٥٧٥٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُ قَلَنْسُوَةً بَيْضَاءَ. للكبير بلين

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے۔'' (الکبیر، بسند کمزور)

٥٧٥٩۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لأُحِبُّ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى الْقَارِئِ اَبْيَضَ الثِّيَابِ. (رواه مالك، ١٦٨٨)

''مالک رحمہ اللہ کو خبر پہنچی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ قاری قرآن کو سفید لباس میں ملبوس دیکھوں۔'' (مالک)

٥٧٦٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيْصًا أَبْيَضَ فَقَالَ ثَوْبُكَ هٰذَا غَسِيْلٌ أَمْ جَدِيْدٌ قَالَ لَا بَلْ غَسِيْلٌ قَالَ الْبَسْ جَدِيْدًا وَعِشْ حَمِيْدًا وَمُتْ شَهِيْدًا. (رواه إبن ماجة، ٣٥٥٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو سفید قمیض پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تیرا یہ کپڑا نیا ہے یا دھویا ہوا ہے؟ انھوں نے کہا: بلکہ دھویا ہوا ہے۔ فرمایا: نیا پہن۔ قابل مدح زندگی بسر کر اور شہادت کی موت حاصل کر۔'' (ابن ماجہ)

شرح: ......اس میں وضاحت ہے کہ سفید لباس پہننا اچھی بات ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۱۰/ ۲۲۹)

(٥٧٥٦) ابوداؤد: ٤٠٣٧۔ حسن الاسناد: ٣٤٠٦.

(٥٧٥٧) بخاری: ٢٦٢٨.

(٥٧٥٨) طبرانی کبیر، وفیه عبدالله بن خراش وثقه ابن حبان وقال ربما اخطأ وضعفه جمهور الائمة وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٨٥٠٥.

(٥٧٥٩) مؤطا: ١٦٨٨.

(٥٧٦٠) ابن ماجه: ٣٥٥٨۔ صحيح، البانی: ٢٨٦٣۔ احمد: ٥٥٨٨.

٥٧٦١ـ عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِى لَيْلَةٍ إِضْحِيَان فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِى اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ. (رواه الترمذى، ٢٨١١ بلين)

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے سرخ دھاریوں والا جوڑا پہنا ہوا تھا۔ میں کبھی آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ میرے نزدیک حسن و جمال میں آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔'' (ترمذی، سند کمزور)

٥٧٦٢ـ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ بِالْمِشْقِ وَالْمَصْبُوْغَ بِالزَّعْفَرَان. (رواه مالك: ١٦٩١)

''نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گیروے اور زعفرانی رنگ سے رنگین کر کے لباس پہنتے تھے۔'' (مالک)

٥٧٦٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّرَجُلٌ وَعَلَيْهِ ثَوْبَان أَحْمَرَان فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَرُدَّالنَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ. (رواه الترمذى، ٢٨٠٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک آدمی دو سرخ کپڑوں میں ملبوس گزرا، اور اس نے سلام۔ لیکن نبی ﷺ نے اس کو سلام کا جواب نہیں دیا۔'' (ترمذی)

٥٧٦٤ـ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَوَاحِلِنَا وَعَلٰى إِبْلِنَا أَكْسِيَةً فِيْهَا خُيُوْطُ عِهْنٍ حُمْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَاأَرَى هٰذِهِ الْحُمْرَةَ قَدْ عَلَتْكُمْ فَقُمْنَا سِرَاعاً لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَفَرَبَعْضُ إِبِلِنَا فَأَخَذْنَا الأَكْسِيَةَ فَنَزَعْنَا هَا عَنْهَا. (رواه أبوداود، ٤٠٧٠)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے۔ پس آپ ﷺ نے کجاووں اور ہمارے اونٹوں پر سرخ اونی دھاگے سے کشیدہ کاری والا کپڑا دیکھا تو فرمایا: میں دیکھ نہیں رہا کہ تم پر سرخی غالب آتی جا رہی ہے؟ آپ ﷺ کا یہ ارشاد سنتے ہی ہم جلدی اٹھے یہاں تک کہ ہمارے بعض اونٹ بدک گئے اور ہم نے کپڑے پر سے وہ چیز دور کر دی۔'' (ابوداؤد)

٥٧٦٥ـ عَنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِى اَسَدٍقَالَتْ كُنْتُ

''بنو اسد کی ایک عورت کہتی ہے کہ ایک دن میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

(٥٧٦١) ترمذی: ٢٨١١۔ ضعیف الاسناد: ٥٣١۔ ابوداؤد: ٤٠٦٩.

(٥٧٦٢) موطا: ١٦٩١.

(٥٧٦٣) ترمذی: ٢٨٠٧.

(٥٧٦٤) ابوداؤد: ٤٠٧٠.

(٥٧٦٥) ابوداؤد: ٤٠٧١۔ ضعیف الاسناد: ٨٨٠.

يَوْماًعِنْدَ زَيْنَبَ امْرَأَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَصْبَغُ ثِيَابًا لَهَا بِمَغْرَةٍ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذَا طَلَعَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْمغْرَةَ رَجَعَ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ زَيْنَبُ عَلِمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَرِهَ مَا فَعَلَتْ فَأَخَذَتْ فَغَسَلَتْ ثِيَابَهَا وَوَارَتْ كُلَّ حُمْرَةٍ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَجَعَ فَاطَّلَعَ فَلَمَّا لَمْ يَرَشَيْئاً دَخَلَ. (رواه أبوداود، ٤٠٧١)

کے پاس تھی، اورہم سرخ رنگ سے کپڑے رنگ رہی تھیں پس آپ ﷺ تشریف لائے اور سرخ رنگ دیکھا تو لوٹ گئے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جان گئیں کہ آپ ﷺ نے اس کا یہ کام ناپسند کیا ہے۔ تو انھوں نے اپنے کپڑے دھو ڈالے۔ اور ہر سرخی چھپا ڈالی۔ آپ ﷺ تشریف لائے پس جب کچھ نہ دیکھا تو گھر میں داخل ہو گئے۔"

شرح: ......ان احادیث سے سرخ رنگ کا لباس پہننے کی ممانعت پر استدلال کرتے ہیں، مگر یہ ممانعت والی ساری احادیث ضعیف ہیں قابل حجت نہیں یا پھر انہیں کچھ قبول بھی کر لیا جائے تو خالص اور گہرا رنگ جو سرخ ہے اس کی ممانعت ہے ہلکا سرخ پہننے کی اجازت ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے لال رنگ کا جوڑا پہنا تھا:

وَالصَّوَابُ اَنَّ لَيْسَ اَلثَّوْبِ الْمُشَيَّعِ بِالْحُمْرَةِ يَكْرَهُ لِلرِّجَالِ دُوْنَ مَا كَانَ صِبْغُهُ خَفِيْفًا. (عون المعبود: ٤/ ٩٤)

"جو گہرا سرخ رنگ ہے یہ مردوں کے لیے مکروہ ہے، جو ہلکا سرخ رنگ ہو اس کی کراہت نہیں۔"

٥٧٦٦ــــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ أَرْكَبُ الأُرْجُوَانَ وَلاَ أَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ وَلاَ اَلْبَسُ الْقَمِيْصَ الْمُكَفَّفَ بِالْحَرِيْرِ ﴿قَالَ وَأَوْمَأَ الْحَسَنُ إِلٰى جَيْبِ قَمِيْصِهِ قَالَ وَقَالَ﴾ أَلاَ وَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لاَ لَوْنَ لَهُ أَلاَ وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لاَ رِيْحَ لَهُ. (رواه أبوداود، ٤٠٤٨)

"سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سرخ زین پر سوار ہو کر نہیں بیٹھوں گا، اور زرد رنگ کا لباس بھی نہیں پہنوں گا اور نہ وہ قمیص پہنوں گا جس کے کف ریشمی ہوں۔ خبردار رہو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں عمدہ خوشبو ہو اور رنگ نہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو میں رنگ ہو خوشبو نہ ہو۔" (ابوداؤد)

شرح: ......اُرجوان، سرخ رنگ کو کہتے ہیں، مراد اس سے سرخ رنگ کا ریشم ہے، اس میں چونکہ فضول خرچی پائی جاتی ہے اس لیے یہ منع ہے۔

مُعصفر کسنبہ رنگ ہے، یہ نہایت ہی زرد قسم کا رنگ ہے، اس رنگ سے کپڑا بنا جائے یا بعد میں رنگ کیا جائے یہ منع

(٥٧٦٦) ابوداؤد: ٤٠٤٨۔ صحیح، البانی: ٣٤١٥۔ ترمذی: ٢٧٨٨۔ احمد: ١٩٤٧٣.

ہے، ملغف سے مراد وہ قمیض ہے جس کا دامن گریبان اور آستینیں ریشم سے بنائی گئی ہوں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ایک جبہ دکھایا اور کہا یہ رسول اکرم ﷺ کا جبہ ہے، اس کے کاج ریشم کے تھے۔ اور اس زیر شرح حدیث سے ثابت ہوتا ہے اس کی ممانعت ہے۔ اس ٹکراؤ کا حل یہ ہے کہ جبہ میں ریشم کی آمیزش جائز حد تک تھی اس لیے اس میں ریشم ہونے کے باوجود اسے پہننا جائز تھا۔ جبکہ اس قمیض میں جو کہ زیر شرح حدیث میں ہے، اس میں منع کی حد تک آمیزش تھی اس لیے اس ریشم کی آمیزش والی قمیض پہننا منع ہے۔

اور اس میں مرد اور عورت کی خوشبو کی تمیز بھی بیان ہوئی ہے، کستوری، کافور اور عود وغیرہ خوشبو مردوں کے لیے ہے کیونکہ ان میں رنگ نہیں ہوتا اور زعفران اور خلوق وغیرہ خواتین کے لیے ہیں کیونکہ ان میں رنگت ہے خوشبو کی مہکار نہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۸۵)

٥٧٦٧۔ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ : لَبِسَ النَّبِيُّ ﷺ ثَوْبَيْنِ كَانَا صُبِغَا بِزَعْفَرَانٍ ، وَقَدْ نُفِضَا . (رواه رزين)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے دو کپڑے زعفران سے رنگے ہوئے پہنے یہاں تک کہ ان دونوں کا رنگ مدھم پڑ گیا۔'' (رزین)

٥٧٦٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ أَأُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهٰذَا قُلْتُ أَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ أَحْرِقْهُمَا . (رواه مسلم ، ٢٠٧٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرے اوپر دو کپڑے زرد رنگ سے رنگے ہوئے دیکھے تو فرمایا: تجھے تیری ماں نے اس کا حکم دیا ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! دھو دیتا ہوں۔ فرمایا: بلکہ یہ دونوں جلا ڈال۔'' (مسلم)

٥٧٦٩۔ وَفِي رِوَايَةٍ: هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلاَ تَلْبَسْهَا . (رواه مسلم ، ٢٠٧٧)

''ایک روایت میں ہے فرمایا: یہ کفار کا لباس ہے اس کو نہ پہن۔'' (مسلم)

٥٧٧٠۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ اذْهَبْ فَاطْرَحْهُمَا عَنْكَ قَالَ اَيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فِي النَّارِ . (رواه النسائی ٥٣١٧)

''دوسری روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ غصے ہوئے اور فرمایا: جا کر اُتار پھینک۔ اس نے کہا: کہاں پھینکوں؟ اے اللہ کے رسول! فرمایا: آگ میں۔'' (نسائی)

٥٧٧١۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

''عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے

(٥٧٦٧) رزين.

(٥٧٦٨) مسلم: ٢٠٧٧۔ نسائی: ٥٣١٧۔ احمد: ٦٩٣٣.

(٥٧٦٩) نسائی: ٥٣١٧۔ صحيح، البانی: ٤٩١٠۔ مسلم: ٢٠٧٧۔ احمد: ٦٩٣٣.

(٥٧٧٠) نسائی: ٥٣١٧۔ صحيح، البانی: ٤٩١٠۔ مسلم: ٢٠٧٧۔ احمد: ٦٩٣٣.

(٥٧٧١) ابوداؤد: ٤٠٦٦۔ حسن، البانی: ٣٤٣١۔ ابن ماجه: ٣٦٠٣۔ احمد: ٦٨١٣.

جَدِّهِ قَالَ هَبَطْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ثَنِيَّةٍ فَـالْتَفَتَ إِلَيَّ وَعَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ بِالْعُصْفُرِ فَـقَالَ مَا هٰذِهِ الرَّيْطَةُ عَلَيْكَ فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَـأَتَيْـتُ أَهْـلِـي وَهُمْ يَسْجُرُوْنَ تَنُّوْرًا لَهُمْ فَـقَـذَفْتُهَـا فِيْهِ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ مِنَ الْغَدِفَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰـهِ مَـا فَـعَـلَتِ الرَّيْطَةُ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ أَلَّا كَسَـوْتَهَـا بَـعْـضَ أَهْـلِكَ فَـإِنَّهٗ لاَ بَأْسَ بِهٖ لِلنِّسَاءِ. (رواه أبوداود، ٤٠٦٦)

بیان کرتے ہیں انھوں نے کہا: ہم گھاٹی سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اتر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا تو میرے اوپر زرد رنگ سے رنگین چادر تھی۔ فرمایا: یہ تیرے اوپر کیسی چادر ہے؟ میں جان گیا کہ ناپسند کی ہے۔ میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ وہ لوگ تنور جلا رہے تھے۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ پھر دوسرے دن آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر کے کسی فرد کو پہنا دیتا۔ اس لیے کہ عورتوں کو اس کا پہننا گناہ نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٧٧٢ــ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، رَفَعَهٗ: لاَ تَلْبَسُوْا شَيْئًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلاَ وَرَسٌ. رواه رزين.

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں فرمایا: کوئی لباس زعفران اور ورس سے رنگین کر کے نہ پہنو۔'' (رزین)

٥٧٧٣ــ عَـنْ اَنَـسٍ، كَـانَـتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مِـلْـحَـفَةٌ مَـصْبُـوْغَةٌ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ يَـدُوْرُبِهَـا عَـلَى نِسَائِهٖ فَإِنْ كَانَتْ لَيْلَةُ هٰذِهٖ رَشَّتْهَـا بِـالْمَاءِ وَإِنْ كَانَتْ لَيْلَةُ هٰذِهٖ رَشَّتْهَا بِالْمَاءِ (رواه الطبراني في الأوسط، ٦٧٩)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کی چادر زعفران اور ورس سے رنگی ہوئی تھی۔ اسی میں آپ اپنی ازواجِ مطہرات کے پاس جایا کرتے۔ جب اس کی باری ہوتی تو یہ اس پر پانی چھڑکتی، اور اگر اس کی باری ہوتی تو وہ اس پر پانی چھڑک دیتی۔'' (الاوسط)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ زرد رنگ کا کپڑا پہننا حرام ہے اور اس بارے میں اتنی زیادہ سختی ہے کہ پہلے تو آپ ﷺ نے اسے جلانے کا حکم دیا تھا، بعد میں جلانا ضروری نہیں سمجھا، لیکن یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کے لیے زرد رنگ پہننے کی اجازت دی ہے وہ پہن سکتی ہیں۔

اور بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ نبی ﷺ نے زرد رنگ (کسنبہ) رنگ کا کپڑا پہنا تھا تو یہ گہرا نہ تھا، معمولی زرد رنگ کا تھا۔ (تفہیم الاسلام: ۱/۵۶۴) لہٰذا کسنبہ رنگ جو کہ گہرا زرد رنگ ہے یہ مردوں کے لیے حرام ہے۔

٥٧٧٤ــ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَـالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَنَهْ سَنَهْ

''ام خالد نے کہا: میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، میرے اوپر زرد قمیص تھی فرمایا: سنہ، سنہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی ہے بہت اچھی بہت اچھی۔ تو

(٥٧٧٢) رزين.

(٥٧٧٣) طبراني اوسط: ٦٧٩ـ وفيه مؤمل بن اسماعيل وثقه ابن حبان وضعفه جماعة، هيثمي: ٨٥٦٣.

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْلِي وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ. (رواه البخاري، ٣٠٧١)

میں جا کر آپ ﷺ کی مہر نبوت کے ساتھ کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے جھڑکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو رہنے دے۔ پھر فرمایا: پہن، اور پرانا کر، پھر پہن، اور پرانا کر، پھر پہن، اور پرانا کر۔ راوی نے کہا: وہ کپڑا دیر تک رہا یہاں تک کہ سیاہ ہو گیا۔'' (بخاری)

شرح: ......سند میں مذکور خالد بن سعید یہ عبداللہ بن مبارک کے شیخ ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے، خالد بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص ہے۔ بخاری شریف میں ان کی صرف یہی ایک حدیث ہے۔ ام خالد نے اپنے بیٹے کا نام اپنے باپ کے نام پر رکھا تھا، وہ خالد تھا، اس لیے یہ ام خالد کہلواتی تھیں۔ (فتح الباری: ٦/ ١٨٥)

٥٧٧٥ــ عَنْ أُمِّ خَالِدٍبِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْهَا هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِي بِأُمِّ خَالِدٍ أُتِيَ بِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَلْبَسَنِيْهَا بِيَدِهِ وَقَالَ اَبْلِي وَاَخْلِقِي مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمِ الْخَمِيْصَةِ وَيُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ وَيَقُوْلُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَيَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَاءُ. بِلِسَانِ الْحَبَشِيَّةِ الْحَسَنُ. (رواه البخاري، ٥٨٤٥)

''سیدہ ام خالد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کپڑے آئے اور ان میں ایک سیاہ رنگ کی چھوٹی سی قمیص تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے یہ کس کو پہنا دوں؟ تو لوگ خاموش رہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ام خالد کو لاؤ۔ مجھے لایا گیا پس آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے وہ مجھے پہنا دی اور فرمایا: پہن اور پرانی کر۔ پس آپ ﷺ قمیص کے پھول دیکھنے لگے۔ ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: اے ام خالد! یہ بہت اچھی ہے۔ اے ام خالد! یہ بہت عمدہ ہے۔ سنہ کے لفظ کا حبشی زبان میں معنی ہے بہت عمدہ۔'' (بخاری)

٥٧٧٦ــ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ وَاَنَا جُوَيْرِيَةٌ فَكَسَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةً لَهَا أَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ الأَعْلَامَ بِيَدِهِ

''ایک روایت میں ہے میں ملک حبشہ سے ہو کر آئی تو اس وقت چھوٹی لڑکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قمیص پہنائی جس پر نقش و نگار تھے۔ پس آپ ﷺ نے نقوش پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: سناہ سناہ یعنی خوبصورت ہے خوبصورت

(٥٧٧٥) بخاري: ٣٠٧١۔ ابوداؤد: ٤٠٢٤۔ احمد: ٢٦٥١٧.

(٥٧٧٦) بخاري: ٣٨٧٤۔ ابوداؤد: ٤٠٢٤۔ احمد: ٢٦٥١٧.

وَيَقُوْلُ سَنَاهُ سَنَاهُ . قَالَ الْحُمَيْدِيُّ يَعْنِي ہے۔‘‘(بخاری وابوداؤد)
حَسَنٌ حَسَنٌ . (رواه البخاری، ٣٨٧٤)

شرح:......اس سے خرقہ پوش مشائخ جو کہ اپنے مریدوں کو ایک خاص عمامہ، اور خاص رنگ کا لباس پہنواتے ہیں وہ بھی دلیل لیتے ہیں۔ ان کی یہ دلیل بے وزن ہے کیونکہ ام خالد تو ایک چھوٹی بچی تھیں۔ وہ تو بیعت کی پابند نہ تھیں۔ جبکہ یہ لوگ اپنے مریدوں سے بیعت کے لیے انہیں خاص پگڑی اور لباس زیب تن کراتے ہیں۔ ثابت ہوا ان کی دلیل بے حیثیت ہے۔(عون المعبود:۴/ ۷۵)

ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیا لباس پہننے والا خود بھی اور دوسرا بھی اس کے لیے دعاء کرے۔ ایک تو یہاں مذکور ہے کہ اسے بوسیدہ کرے، اس سے درازی عمر مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ام خالد رضی اللہ عنہا بہت طویل عرصہ زندہ رہی تھیں۔ اور ایک یہ بھی دعاء گزری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نیا لباس دیکھا تو کہا، جدید لباس تم نے پہنا ہے۔ وَعِشْ حَمِيْدًا وَمِتْ شَهِيْدًا (نسائی، ابن ماجہ وصححہ ابن حبان)

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے:
((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ)) (ابوداود، نسائی، ترمذی وصححه)

’’اے میرے اللہ! تمام تعریفات تیرے لیے ہیں۔ تو نے مجھے یہ پہنایا ہے میں تجھ سے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور اس چیز کی خیر طلب کرتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی شر سے اور اس چیز کی شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔‘‘

ایک یہ دعا بھی آتی ہے جو نیا کپڑا پہنتے وقت پڑھتے ہیں:
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ)) (ترمذی، ابن ماجه وصحح الحاكم)

’’تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے مجھے پہنایا جس کے ساتھ میں اپنے ننگ کو ڈھانپتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ساتھ زینت اختیار کرتا ہوں۔‘‘

ایک اور حدیث میں یہ بھی آتا ہے:
((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ)) (احمد، ترمذی وحسنه)

’’تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری قوت کے بغیر مجھے یہ دیا۔‘‘ (فتح الباری:۱۰/۳۰۳)

یہ ثابت ہوا سیاہ رنگ کی چادر پہننا جائز ہے جس میں زرد یا سرخ رنگ کی دھاریاں ہوں۔'' (فتح الباری: ۱۰/ ۲۷۹)

۵۷۷۷۔ عَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ . (رواه الترمذی، ۲۸۱۲)

''سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ پر سبز رنگ کے دو کپڑے ہیں۔'' (ترمذی)

۵۷۷۸۔ عَنْ اَنَسٍ: کَانَ أَحَبُّ الاَلْوَانِ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ الْخُضْرَةَ . (رواه البزار: ۲۹۴۳ والأوسط)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رنگوں میں سے نبی ﷺ کو سبز رنگ زیادہ پسند تھا۔'' (البزار، الاوسط)

شرح: ......سبز رنگ پہننا جائز ہے، یہ یاد رہے بعض لوگ کسی آستانہ کی طرف نسبت کر لیتے ہیں اور پھر سبز لباس سرتا پا زیب تن کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں، صرف دو سبز چادریں لینا ثابت ہیں وہ بھی ہمیشہ نہیں۔ آپ ﷺ دوسرے رنگ کا لباس بھی زیب بدن کرتے تھے۔

یہ سبز رنگ اس لیے استعمال کرنے کی اجازت ہے، ایک تو یہ جاذب نظر ہے، دیکھنے والوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے اور یہ آنکھوں کے لیے بھی مفید ہے۔ جنت میں یہ رنگ پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ عَلَیْهِمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٍ (الدهر: ۲۱) ''جنتیوں پر سبز ریشم کے لباس ہوں گے۔'' (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۹۱)

۵۷۷۹۔ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَرَادَ أَنْ یَنْهٰی عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ فَقَالَ لَهٗ أَبِیْ لَیْسَ ذٰلِكَ لَكَ قَدْ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ یَنْهَنَا عَنْ ذٰلِكَ فَاَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ وَاَرَادَ أَنْ یَنْهٰی عَنْ حُلَلِ الْحِبَرَةِ لاَنَّهَا تُصْبَغُ بِالْبَوْلِ فَقَالَ لَهُ أَبِیْ لَیْسَ ذٰلِكَ لَكَ قَدْ لَبِسَهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ وَلَبِسْنَا هُنَّ فِی عَهْدِهِ . (رواه أحمد، ۲۰۷۷۶)

''الحسن بصری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حج تمتع سے روکنے کا ارادہ کیا تو میرے والد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے لیے درست نہیں۔ کیونکہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے اور آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ ترک کر دیا۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منقش چادریں پہننے سے منع کرنے کا ارادہ کیا، اس لیے کہ ان کو پیشاب سے رنگین کیا جاتا ہے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو میرے والد نے کہا یہ تیرے لیے جائز نہیں ہے نبی ﷺ نے وہ چادریں پہنی ہیں، اور آپ ﷺ کے عہد میں ہم نے بھی پہنی ہیں......'' (مسند احمد)

(۵۷۷۷) ترمذی: ۲۸۱۲۔ صحیح، البانی: ۲۲۵۴۔ نسائی: ۱۵۷۲۔ ابوداؤد: ۴۲۰۶۔ احمد: ۱۷۰۳۷۔ دارمی: ۲۳۸۸.

(۵۷۷۸) بزار: ۲۹۴۳۔ طبرانی اوسط ورجال الطبرانی ثقات، هیثمی: ۸۵۶۲.

(۵۷۷۹) احمد: ۲۰۷۷۶.

شرح: ......حضرت ابی رضی اللہ عنہ کا موقف درست تھا۔ اس پر بحث پہلے گزر چکی ہے، حج تمتع بھی جائز ہے اور دھاری دار کپڑا بھی جائز ہے۔

٥٧٨٠۔ عَنْ أَبِيْ الأَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي ثَوْبٍ دُوْنٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَلَكَ مَالٌ قَالَ نَعَمْ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَالَ مِنْ اَيِّ الْمَالِ قَالَ قَدْ آتَانِي اللّٰهُ مِنَ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ والرَّقِيْقِ قَالَ فَإِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالاً فَلْيُرَ عَلَيْكَ أَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ . (رواه النسائی، ٥٢٢٤)

''ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے بدن پر پرانا لباس تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس کچھ مال بھی ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ فرمایا: کون سا مال ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دیا ہے۔ اونٹ گائے، بکری، گھوڑے اور غلام۔ فرمایا: جب تجھے اللہ نے مال دیا ہے تو اللہ کی نعمت و کرامت کا اثر بھی تیرے اوپر ظاہر ہونا چاہیے۔'' (نسائی)

٥٧٨١۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرَى اَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ . (رواه الترمذی، ٢٨١٩)

''عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اپنی عطا کردہ نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔'' (ترمذی)

شرح: ......اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کے اثرات کا ظہور دیکھنا پسند کرتا ہے یعنی اس کے کرم واحسان کا اظہار ہونا چاہیے۔ ان کا اظہار کرنا بھی اللہ کے شکر میں شامل ہے اور انعامات الٰہیہ کو چھپانا اس کا کفران اور ناقدری ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۹۵)

اسی وجہ سے آپ ﷺ اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو میل کچیل سے صاف اور دھلے ہوئے کپڑے پہننے کا حکم دے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی مالداری کے مناسب حال لباس نہیں پہنا تھا۔ اسے تلقین فرمائی کہ اتنا زیادہ مال ہو تو پھر عمدہ لباس پہنو تا کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہو کہ تم غنی ہو اور اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات تم پر کر رکھے ہیں۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۱)

٥٧٨٢۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيْظَانِ فَكَانَ إِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ لِفُلَانِ الْيَهُوْدِيِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ إِلَيْهِ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بدن اطہر پر دو گرم قطری کپڑے تھے۔ جب آپ ﷺ بیٹھتے اور پسینہ آتا تو وہ آپ ﷺ کے لیے بھاری ہو جاتے۔ پس فلاں یہودی کا شام سے کپڑا آیا تو میں نے عرض کی: اگر آپ ﷺ نے

(٥٧٨٠) نسائی: ٥٢٢٤۔ صحیح، البانی: ٤٨٢٠۔ ابوداؤد: ٤٠٦٣۔ احمد: ١٦٧٧٧.
(٥٧٨١) ترمذی: ٢٨١٩۔ حسن صحیح، البانی: ٢٢٦٠.
(٥٧٨٢) ترمذی: ١٢١٣۔ صحیح، البانی: ٩٦٩۔ نسائی: ٤٦٢٨.

فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيْدُ إِنَّمَا يُرِيْدُ أَنْ يَذْهَبَ بِمَالِيْ أَوْ بِدَرَاهِمِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّيْ مِنْ أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ. (رواه الترمذی، ١٢١٣)

قاصد روانہ کریں اور اس سے آسانی آنے تک کے ادھار پر دو کپڑے لے لیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ یہودی نے کہا: میں جانتا ہوں ان کا کیا ارادہ ہے؟ ان کا یہی ارادہ ہے تاکہ وہ میرا مال یا میرے درہم دبالیں۔ فرمایا: اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے: اس کو معلوم ہے کہ میں انسانوں میں سے سب سے زیادہ متقی اور سب سے بہتر امانت ادا کرنے والا ہوں۔'' (الترمذی)

شــرح: ......بعض لوگوں کا خیال تھا کہ نبی اکرم ﷺ ادھار چیز نہیں خریدتے تھے۔ ان کی غلط فہمی اس حدیث سے دور ہو جاتی ہے کہ خرید و فروخت ادھار کرنا جائز ہے۔

اور یہ جو قطری کپڑوں سے مراد وہ چادریں ہیں جن میں سرخ رنگت اور نشانات ہوتے ہیں۔ ثابت ہوا یہ لباس بھی جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۴۸۵)

٥٧٨٣ـ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ إِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلَى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيْهَا شَيْئاً فَوَجَدْتُ فِيْهَا جِرْوَقِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا قَالَ فَجَهَّزْتُهُ ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلَقَا قَالَ

''سیدنا جابر کہتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی انمار میں گئے۔ پس اتفاقاً میں ایک درخت کے نیچے تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! سائے میں تشریف لائیں، پس آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ میں اپنے سامان کی طرف گیا اور چھوٹی سی ککڑی نکال کر توڑی آپ ﷺ کو پیش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہاں سے تجھے ہاتھ آئی؟ میں نے عرض کی: ہم مدینہ سے آتے وقت ساتھ لائے ہیں۔ ہمارا ایک رفیق چوپائیوں کو چرانے والا تھا وہ ہماری سواریاں چرا کر لایا تو اس پر دو چادریں تھیں جو پرانی ہو چکی تھیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے پاس اس کے علاوہ دو کپڑے نہیں ہیں؟ میں نے کہا: اس کے پاس کپڑے تو موجود ہیں، میں نے خود اس کو دیے ہیں۔ فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ اور حکم دو کہ وہ کپڑے پہنے۔ میں نے بلایا اور اس نے وہ

(٥٧٨٣) مؤطا: ١٦٨٨.

فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْهِ فَقَالَ أَمَا لَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ فَقُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَهُ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهُ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَهُ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه مالك، ١٦٨٨)

کپڑے پہنے پھر وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس کی گردن کاٹ دے کیا یہ اس کے لیے بہتر نہیں ہے؟ اس آدمی نے سنا تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں گردن کاٹی جائے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں کاٹی جائے۔ تو وہ آدمی اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا۔'' (مالک)

٥٧٨٤ـــ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ: اَللِّبَّاسُ يُظْهِرُ الْغِنٰى وَالدُّهْنُ يُذْهِبُ الْبُؤْسَ وَالْاِحْسَانُ إِلَى الْمَمْلُوْكِ يَكْبِتُ اللّٰهُ بِهِ الْعَدُوَّ. (رواه الطبرانى فى الاوسط بضعف)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً بیان کرتی ہیں، فرمایا: لباس مالداری ظاہر کرتا ہے۔ تیل لگانا، شدت ومحتاجی دور کرتا ہے۔ اور غلاموں کے ساتھ بھلائی کرنے سے اللہ تعالیٰ دشمن کو منہ کے بل گرا دیتا ہے۔'' (الاوسط، بضعف)

٥٧٨٥ـ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ: أَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اشْتَرٰى رِدَاءً بِاَلْفٍ وَكَانَ يُصَلِّي فِيْهِ. (رواه الطبرانى في الكبير.)

''ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک چادر ہزار درہم کی خریدی اور وہ اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔'' (الکبیر)

٥٧٨٦ـــ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعاً لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهٗ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ

''سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی رضا کے لیے بوجہ تواضع اچھا لباس ترک کیا جب کہ وہ اچھا لباس پہننے پر قادر تھا تو روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ وہ ایمان کا جو لباس چاہے پہن لے۔'' (ترمذی)

(٥٧٨٤) طبرانی اوسط، وفیه عبدالسلام بن عبدالقدوس الكلاعی وهو ضعيف جدا، هيثمی: ٨٥٨٥.

(٥٧٨٥) طبرانی كبير ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٨٥٩٩.

(٥٧٨٦) ترمذی: ٢٤٨١ـ حسن، البانی: ٢٠١٧ـ احمد: ١٥٢٠٤.

يَلْبَسُهَا . (رواه الترمذی، ٢٤٨١)

٥٧٨٧ــ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ سَعْدٍوَكَانَتْ خَادِمًالِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِى الزِّيْنَةِ فِي غَيْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا نُوْرَلَهَا . (رواه الترمذی، ١١٦٧)

''سیدہ میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خادمہ تھی۔ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیر اہل کا زینت و زیبائش میں ناز و تکبر سے دامن گھسیٹتے چلنا قیامت کے دن تاریکی کی صورت میں ظاہر ہوگا اس کے لیے روشنی نہ ہوگی۔'' (ترمذی)

٥٧٨٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَيَرْفَعُهُ قَالَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَلْبَسَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ثُمَّ اَلْهَبَ فِيْهِ النَّارَ ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ . (لِرَزِيْنٍ وَلأَبِيْ دَاوُدَ، ٤٠٢٥ نحوه .)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے شہرت کا لباس پہنا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو وہی لباس پہنائے گا۔اور پھر اس میں آگ کا شعلہ پیدا کر دے گا۔ اور جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ ان میں سے شمار ہوگا۔'' (رزین، ابوداؤد)

٥٧٨٩ــ عَنِ ابْنِ أَبِيْ حَدْرَدٍ ، رَفَعَهُ: انْتَضِلُوْا وَاخْشَوْشَنُوْا وَامْشُوْا حُفَاةً . وَزَادَفِى رِوَايَةٍ: تَمَعْدَدُوْا . (رواه الطبرانی فی الكبير والاوسط)

''سیدنا ابن ابی حدود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: تیر اندازی کا مقابلہ کرو، مضبوطی اور خشونت اختیار کرو، اور ننگے پاؤں بھی چلا کرو۔'' (الکبیر، الاوسط) اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: اور طاقت ور بنو۔

٥٧٩٠ــ عَنْ اَنَسٍ ، رَفَعَهُ: اسْتَعِيْنُوْا عَلَى النِّسَاءِ بِالْعُرَى . (رواه للأوسط بضعف)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتوں پر لاپرواہی سے امداد طلب کرو۔'' (الاوسط، بضعف)

شرح: ......یعنی لباس اچھا، قیمتی اور اعلیٰ درجے کا پہن سکتا ہے اس کے باوجود تواضع کے پیش نظر نہیں پہنتا۔ تواضع چونکہ ایمان کی علامت ہے، لہٰذا اسے اہل ایمان والا جوڑا پہنایا جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ٣/ ٦٢١)

اور اس سے اگلی حدیث کا مطلب ہے کہ جو بیوی خاوند کے علاوہ غیر کے لیے بناؤ سنگھار کرتی ہے تو اس کے لیے روز قیامت نور نہ ہوگا۔ (جائزۃ الاحوذی: ٢/ ٤٣٨)

اور جو شہرت کا لباس ہے، اس سے مراد ہے اس کا لباس عام لوگوں کی رنگت کے برعکس زیادہ نمایاں اور شیوخ رنگ

(٥٧٨٧) ترمذی: ١١٦٧۔ ضعيف البانی: ٢٠٣.

(٥٧٨٨) رزين۔ ابوداؤد: ٤٠٢٩۔ نحوه حسن، البانی: ٣٢٩٩۔ ابن ماجه: ٣٦٠٧۔ احمد: ٦٢٠٩.

(٥٧٨٩) طبرانی كبير طبرانی اوسط وفيه عبدالله بن سعيد وهو ضعيف، هيثمی: ٨٦١٠.

(٥٧٩٠) طبرانی اوسط عن شيخه موسی بن زكريا وهو ضعيف، هيثمی: ٨٦١٧.

والا ہو اور پھر تکبر اور فخر کا نظریہ ہو، لوگ نگاہ اٹھا اٹھا کر اسے دیکھیں، اسے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ذلت سے دو چار کریں گے، اسے یہ سزا ملے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نفیس لباس نہ پہنے یہ تو پہن سکتا ہے لوگوں کو نیچا دکھانا مقصد نہ ہو۔ اس لیے یہ شہرت کا لباس حرام ہے۔

اور دوسری قوم سے مشابہت والا انہی میں سے ہے اس کا مطلب ہے کہ ان کا لباس پہنے، ان کی چال چلے، ان کے اعمال اپنائے گا تو گناہ میں ان کے شریک ہوگا۔ (عون المعبود: ۴/ ۷۸)

لبس الخاتم

انگوٹھی پہننے کا بیان

۵۷۹۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ أَنَّهُ رَأٰی فِی یَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ یَوْماً وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِیْمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَهُمْ. (رواه البخاری، ۵۸٦۸)

''سیدنا انس ﷛ نے ایک دن نبی ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی۔ پس لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں تیار کرا کے پہن لیں۔ پھر آپ ﷺ نے انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔'' (بخاری)

۵۷۹۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِی یَمِینِهِ فِیْهِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ كَانَ یَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا یَلِیْ كَفَّهُ. (رواه مسلم، ۲۰۹٤)

''سیدنا انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی، اس کا نگینہ حبشی پتھر کا تھا، اور نگینے کو ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔'' (مسلم)

۵۷۹۳۔ عَنْ اَنَسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَرَادَ أَنْ یَكْتُبَ إِلٰی كِسْرَی وَقَیْصَرَوَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ إِنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ كِتَاباً إِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ وَنَقَشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌرَسُوْلُ اللّٰهِ. (رواه مسلم، ۲۰۹۲)

''سیدنا انس ﷛ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ کو عرض کیا گیا: وہ کوئی خط نہیں قبول کرتے مگر مہر کے ساتھ۔ پس آپ ﷺ نے انگوٹھی تیار کروائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا، اور اس میں محمد رسول اللہ منقش کرایا۔'' (مسلم)

(۵۷۹۱) بخاری: ۵۸٦۸۔ مسلم: ۲۰۹۳۔ نسائی: ۵۲۹۱۔ ابوداؤد: ٤۲۲۱۔ احمد: ۱۳٦۷۷.

(۵۷۹۲) مسلم: ۲۰۹٤۔ ترمذی: ۱۷۳۹۔ نسائی: ۵۲۸۰۔ ابوداؤد: ٤۲۱۷۔ ابن ماجہ: ۳٦٤۱۔ احمد: ۱۳۳۹۱.

(۵۷۹۳) مسلم: ۲۰۹۲۔ بخاری: ۷۱٦۲۔ ترمذی: ۲۷۱۸۔ نسائی: ۵۲۸۵۔ ابوداؤد: ٤۲۲۱۔ ابن ماجہ: ۳٦٤٦۔ احمد: ۱۳٦۷۷.

٥٧٩٤ـ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ بِئْرَارِيْسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهٖ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلاثَةَ اَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ. (رواه البخاری، ٥٨٧٩)

''سیدنا انس سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، اور پھر عثمان کے ہاتھ میں آئی جب وہ خلیفہ ہوئے۔ تو ایک دن اریس نامی کنویں کے دھانے پر وہ بیٹھے، اور انگوٹھی نکال کے اس کے ساتھ کھیلنے لگے تو وہ کنویں میں گر گئی۔ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن آتے جاتے رہے اور کنویں کا پانی بھی نکال دیا مگر ہمیں انگوٹھی نہیں دستیاب ہوئی۔'' (بخاری)

٥٧٩٥ـ عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَماً قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَماً وَنَقَشْنَافِيْهِ نَقْشًا فَلاَ يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ اَحَدٌ قَالَ فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيْقَةُ فِي خِنْصَرِهِ. (رواه البخاری، ٥٨٧٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے مہر تیار کرائی ہے۔ اور اس میں حروف منقش کرائے ہیں۔ پس اس کے مطابق کوئی مہر منقش نہ کرائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مہر کی چمک میں نے آپ ﷺ کی چھوٹی انگلی میں دیکھی ہے۔''

٥٧٩٦ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ كُلُّهٗ فَصُّهٗ مِنْهُ. (رواه أبوداود، ٤٢١٧)

''سیدنا انس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مکمل انگوٹھی چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔'' (ابوداود)

٥٧٩٧ـ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلاثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ. (رواه الترمذی، ١٧٤٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی کا نقش تین سطور میں تھا۔ ''محمد'' ایک سطر، ''رسول'' ایک سطر اور ''اللہ'' ایک سطر میں تھا۔'' (ترمذی)

٥٧٩٨ـ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَابَكْرٍ رضي الله عنه لَمَّا اسْتَخْلَفَ بَعَثَهٗ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهٗ هٰذَا

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے مجھے ایک خط دے کر بحرین کی طرف بھیجا۔

(٥٧٩٤) بخاری: ٥٨٧٩ـ نسائی: ٥٢٠١ـ ابوداؤد: ١٥٦٧ـ ابن ماجه: ١٨٠٠ـ احمد: ١٣٦٧٧.

(٥٧٩٥) بخاری: ٥٨٧٤ـ مسلم: ٢٠٩٢ـ ترمذی: ٢٧١٨ـ نسائی: ٥٢٧٨ـ ابوداؤد: ٤٢١٤ـ احمد: ١٣٦٧٧.

(٥٧٩٦) بخاری: ٥٨٧٤ـ مسلم: ٢٠٩٢ـ ترمذی: ٢٧١٨ـ نسائی: ٥٢٧٨ـ مسلم: ٢٠٩٤ـ ترمذی: ١٧٣٩ـ نسائی: ٥٢٨٠ـ ابن ماجه: ٣٦٤٦ـ احمد: ١٣٥٠٤.

(٥٧٩٧) ترمذی: ١٧٤٨ـ صحیح، البانی: ١٤٢٨.

(٥٧٩٨) بخاری: ٣١٠٦ـ نسائی: ٥٢٠١ـ ابوداؤد: ١٥٦٧ـ ابن ماجه: ١٨٠٠ـ احمد: ١٣٦٧٧.

الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ (رواه البخاری، ۳۱۰٦)

جس پر نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی سے مہر لگائی گئی تھی۔ مہر کی تین منقش سطور تھیں۔ ''محمد'' ایک سطر۔ ''رسول'' ایک سطر اور ''اللہ'' ایک سطر تھی۔'' (بخاری)

۵۷۹۹ــــ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدِ اتَّخَذَ حَلْقَةً مِنْ فِضَّةٍ فَقَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَصُوْغَ عَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ وَلاَ تَنْقُشُوْا عَلٰى نَقْشِهِ. (رواه النسائی، ۵۲۰۷)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ نے مہر تیار کرائی تو آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: جو ایسی انگوٹھی تیار کرانا چاہے تو کرائے، اور اس کے نقش کے مطابق نقش نہ بنوائے۔'' (نسائی)

۵۸۰۰ــــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَسْتَضِيْئُوْا بِنَارِ الْمُشْرِكِيْنَ وَلاَ تَنْقُشُوْا عَلٰى خَوَاتِيْمِكُمْ عَرَبِيًّا. (رواه النسائی، ۵۲۰۹)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کی آگ سے روشنی نہ حاصل کرو۔ اور اپنی انگوٹھیوں پر عربی کلمات بھی منقش نہ کراؤ۔''

۵۸۰۱ــــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَماً مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لاَ يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيْبٍ فِي بِئْرِ اَرِيْسٍ. (رواه مسلم، ۲۰۹۱)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنائی تو اس کو ترک کر دیا۔ اور پھر چاندی کی مہر تیار کرائی تو اس میں منقش کرایا ''محمد رسول اللہ'' اور فرمایا: میری اس انگوٹھی کے نقش کی طرح کو نقش نہ بنائے۔ اور جب آپ ﷺ اس کو پہنتے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب پھیر دیتے وہی انگوٹھی بالآخر معیقیب سے اریس کنویں میں گر گئی۔'' (مسلم)

۵۸۰۲ــــ عَنِ ابْنِ عَمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا رَآهُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تین ایام سونے کی انگوٹھی پہنی۔ صحابہ نے بھی دیکھ لی تو سونے کی

(۵۷۹۹) نسائی: ۵۲۰۷۔ صحیح الاسناد، البانی: ٤٨٠٥.

(۵۸۰۰) نسائی: ۵۲۰۹۔ ضعیف، البانی: ۳۹۹۔ احمد: ۱۱۵٤۳.

(۵۸۰۱) مسلم: ۲۰۹۱۔ بخاری: ٦٦٥١۔ ترمذی: ۱۷٤۱۔ نسائی: ۵۲۹۳۔ ابوداؤد: ٤۲۲۷۔ ابن ماجہ: ۳٦٤۵۔ احمد: ٦۹۳۸۔ مؤطا: ۱۷٤۳.

(۵۸۰۲) نسائی: ۵۲۱۷۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٤۰۱۔ بخاری: ۷۲۹۸۔ مسلم: ۲۰۹۱۔ ترمذی: ۱۷٤۱۔ ابوداؤد: ٤۲۲۷۔ ابن ماجہ: ۳٦٤۵۔ احمد: ٦۹۳۸۔ مؤطا: ۱۷٤۳.

أَصْحَابُهُ فَشَتْ خَوَاتِيْمُ الذَّهَبِ فَرَمٰى بِهِ فَلاَ نَدْرِىْ مَا فَعَلَ ثُمَّ اَمَرَ بِخَاتَمٍ مِنْ فِضَّةٍ فَأَمَرَ اَنْ يُنْقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فِي يَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ وَفِى يَدِأَبِىْ بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَ وَفِى يَدِعُمَرَ حَتّٰى مَاتَ وَفِى يَدِعُثْمَانَ سِتَّ سِنِيْنَ مِنْ عَمَلِهٖ فَلَمَّا كَثُرَتْ عَلَيْهِ الْكُتُبُ دَفَعَهٗ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ فَخَرَجَ الْأَنْصَارِىُّ إِلٰى قَلِيْبٍ لِعُثْمَانَ فَسَقَطَ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يُوْجَدْ فَأَمَرَبِخَاتَمٍ مِثْلَهٗ وَنُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ . (رواه النسائى، ٥٢١٧)

انگوٹھیاں عام ہوگئیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ نکال پھینکی اور معلوم نہ ہوسکا کہ اس کا کیا کیا۔ پھر چاندی کی انگوٹھی تیار کرنے کا حکم دیا کہا کہ اس میں لکھا جائے: ''محمد رسول اللہ''۔ پس یہ مہر آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ان کی خلافت کے ابتدائی چھ سال تک رہی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر خطوط کی کثرت ہوگئی تو انہوں نے ایک انصاری آدمی کے حوالے کر دی، اور وہ اسکے ساتھ مہر لگانے لگا۔ پھر انصاری عثمان رضی اللہ عنہ کے کنویں کی طرف نکلا تو مہر گرگئی اور وہ دستیاب نہ ہوسکی، چنانچہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق ایک (انگوٹھی) بنانے کا حکم دیا اور اس پر منقش کرایا: ''محمد رسول اللہ''۔'' (نسائی)

٥٨٠٣ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ جَعَلَ فَصَّهٗ فِىْ بَاطِنِ كَفِّهٖ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَطَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ وَاتَّخَذَخَاتَماً مِنْ فِضَّةٍ فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلاَ يَلْبَسُهٗ. (رواه النسائى، ٥٢١٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کرائی۔ اور آپ ﷺ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف پھیر کر رکھتے تھے۔ پس لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں تیار کرائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی تیار کرائی۔ اس سے آپ ﷺ مہر لگاتے تھے اور اس کو پہنتے نہیں تھے۔'' (نسائی)

٥٨٠٤ــ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: قَالَ عُمَرُ ﴿يَعْنِى لِصُهَيْبٍ﴾ مَالِى أَرَى عَلَيْكَ خَاتَمَ الذَّهَبِ، قَالَ: قَدْرَآهُ مَنْ هُوَخَيْرٌ مِنْكَ فَلَمْ

''سعید ابن مسیّب کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کو کہا کیا وجہ ہے کہ میں تیرے پاس سونے کی انگوٹھی دیکھتا ہوں؟ اس نے کہا: میرے ہاتھ میں تجھ سے بہتر شخصیت نے دیکھی تھی

(٥٨٠٣) نسائی: ٥٢٩٢۔ صحیح، البانی: ٤٨١٤۔ دون قوله ولا يلبسه فانه شاذ، بخاری: ٧٢٩٨۔ مسلم: ٢٠٩١۔ ترمذی: ١٧٣١۔ ابوداؤد: ٤٢٢٧۔ ابن ماجه: ٣٦٤٥۔ احمد: ٦٩٣٨۔ مؤطا: ١٧٤٣.

(٥٨٠٤) رزین.

يَعِبْهُ . قَالَ : مَنْ هُوَ؟ قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . (رواه رزين)

اور میرے اوپر عیب و ملامت نہیں کی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون تھے؟ اس نے کہا: رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔'' (رزین)

شـــرح: ......ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تا کہ زیبائش حاصل کریں۔ جب لوگ بھی بنوانے لگے اتنی دیر میں سونے کی انگوٹھی پہننے کی حرمت بھی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار دیا۔ تو آپ کی اطاعت میں لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت پڑھی کہ مہر لگا کر خطوط بھیجتے تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص نقش کے مطابق مندری بنوائی جو آپ مہر میں استعمال کرتے۔ اور اس نقش پر لوگوں کو مندری بنانے سے روک دیا۔ تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندری کی خصوصیت باقی رہے۔ یہی مندری خلفاء کے پاس رہی آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کنوئیں میں گر گئی جو تلاش بسیار کے باوجود نہ ملی تھی۔

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء میں نہایت ہی تیز رو تھے، جو عمل آپ نے برقرار رکھا، انہوں نے بھی برقرار رکھا اور جس کا آپ نے انکار کیا یہ بھی فوراً رک گئے۔

یہ بھی ثابت ہوا معمولی سامان بھی ضائع ہو تو اسے طلب کرنے میں کوتاہی نہ کی جائے خصوصاً جبکہ وہ کسی اہل خیر کی نشانی ہو اسے ضرور تلاش کیا جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کسی فکر مندی کی صورت میں تھوڑی سی کھیل کود کر لینا کوئی عیب والی بات نہیں۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۳۱۹)

٥٨٠٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَـاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَـلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَـدِيْـدٍ فَـقَالَ مَالِى اَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ ثُمَّ جَاءَ هُ وَعَـلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ صُفْرٍ فَقَالَ مَـا لِـيْ اَجِـدُ مِـنْكَ رِيْـحَ الْأَصْـنَامِ ثُمَّ اَتَاهُ وَعَـلَيْـهِ خَـاتَـمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ مَالِى اَرَى عَـلَيْكَ حِـلْيَةَ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ مِنْ اَيِّ شَىْءٍ أَتَّـخِـذُهُ قَـالَ مِـن وَرِقٍ وَلاَ تُتِـمَّهُ مِثْقَالًا . (رواه الترمذى، ١٧٨٥)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ پر لوہے کی انگوٹھی تھی۔ فرمایا: کیا وجہ ہے تیرے اوپر اہل جہنم کا زیور دیکھتا ہوں؟ وہ پھر آیا تو ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی۔ فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تجھ سے مجھے بتوں کی سی بو آتی ہے؟ وہ پھر آیا تو اس کے ہاتھ پر سونے کی انگوٹھی تھی۔ فرمایا: کیا وجہ ہے کہ تیرے اوپر میں اہل جنت کا زیور دیکھتا ہوں؟ اس نے عرض کی: میں کس چیز کی انگوٹھی تیار کراؤں؟ فرمایا: چاندی کی جو مثقال کے وزن کے برابر تک نہ پہنچے۔'' (ترمذی)

(٥٨٠٥) ترمذى: ١٧٨٥۔ ضعيف، البانى: ٣٠١۔ ابوداؤد: ٤٢٢٣.

٥٨٠٦ــــعَنْ اَبِيْ ذُبَابٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ حَدِيْدٍ مَلْوِيٌّ عَلَيْهِ فِضَّةٌ قَالَ فَرُبَّمَاكَانَ فِي يَدِهِ قَالَ وَكَانَ الْمُعَيْقِيْبُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ. (لأبى داود، ٤٢٢٤)

''سیدنا ابوذباب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی (مہر) لوہے کی تھی، جس پر چاندی کی قلعی کی گئی تھی۔ کبھی آپ کے ہاتھ میں ہوا کرتی تھی۔ اور رسول اللہ ﷺ کا مہر بردار معیقیب رضی اللہ عنہ تھا۔'' (ابوداؤد)

٥٨٠٧ــــعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ وَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِىْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لاَ وَاللّٰهِ لآَخُذُهٗ أَبَداً وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم، ٢٠٩٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آنحضرت ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اس کو آپ ﷺ نے نکال کر پھینک دیا، اور فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی آگ کی چنگاری کا ارادہ کرکے ہاتھ میں رکھتا ہے ...... جب آنحضرت ﷺ جا چکے تو اس آدمی کو کہا گیا اپنی انگوٹھی اٹھا لے اور اس سے فائدہ حاصل کر۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اس کو کبھی نہیں اٹھاؤں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے پھینک دیا ہے۔'' (مسلم)

٥٨٠٨ــــعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّعَلَيْهِ وَكَانَ فِى يَدِهٖ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ وَجُبَّةُ حَرِيْرٍ فَأَلْقَاهُمَاثُمَّ سَلَّمَ فَرَدَّعَلَيْهِ السَّلاَمَ ثُمَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَيْتُكَ آنِفًا فَأَعْرَضْتَ عَنِّى فَقَالَ إِنَّهٗ كَانَ فِىْ يَدِكَ جَمْرَةٌ مِنْ نَارٍ قَالَ لَقَدْ جِئْتُ إِذًا بِجَمْرٍ كَثِيْرٍ قَالَ إِنَّ مَا جِئْتَ بِهٖ لَيْسَ بِاَجْزَأَ عَنَّا مِنْ حِجَارَةِ الْحَرَّةِ وَلٰكِنَّهٗ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَالَ فَمَا ذَا اَتَخَتَّمُ قَالَ حَلْقَةً مِنْ حَدِيْدٍ أَوْوَرِقٍ أَوْ صُفْرٍ. (رواه النسائى، ٥٢٠٦)

''سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرد بحرین سے آیا اور اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا: آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، کیونکہ اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، اور ریشم کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا، اس نے وہ دونوں اتار کر پھر سلام کہا، تو آپ ﷺ نے جواب دیا۔ پس اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ابھی میں آیا تھا اور آپ ﷺ نے اعراض فرمایا تھا۔ فرمایا: اس وقت تیرے ہاتھ میں آگ کی چنگاری تھی۔ اس نے کہا: پھر تو بہت سی چنگاریاں لایا ہوں۔ فرمایا: بے شک جو چیز تو لایا ہے وہ ہمیں مقام حرہ کے پتھروں سے زیادہ کفایت کرنے والی نہیں بلکہ وہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے۔ اس نے کہا: ہم کس چیز کی انگوٹھی پہن سکتے

(٥٨٠٦) ابوداود: ٤٢٢٤۔ ضعیف، البانی: ٩٠٧۔ نسائی: ٥٢٠٥.

(٥٨٠٧) مسلم: ٢٠٩٠.

(٥٨٠٨) نسائی: ٥٢٠٦۔ ضعیف، البانی: ٣٩٨۔ احمد: ١٠٧٢٥.

ہیں؟ فرمایا: لوہے کا یا چاندی کا یا پیتل کا حلقہ۔''

٥٨٠٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَماً فَلَبِسَهُ قَالَ شَغَلَنِيْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ إِلَيْهِ نَظْرَةٌ وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ ثُمَّ الْقَاهُ. (رواه النسائى، ٥٢٨٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انگوٹھی تیار کرائی اور اس کو پہنا۔ پھر فرمایا: اس نے آج مجھے تمہاری جانب سے مصروف رکھا ہے ایک نظر تمہیں دیکھنا اور دوسری بار اس کو دیکھنا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو پھینک دیا......'' (نسائی)

٥٨١٠۔ قَالَ يَحْيَى وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ يَلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئاً مِنَ الذَّهَبِ لِأَنَّهُ بَلَغَنِى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ. (رواه مالك.)

''یحییٰ نے کہا: میں چھوٹے لڑکوں کو سونے کی کوئی چیز پہنانا جائز نہیں سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کرانے سے منع فرمایا ہے۔ پس اس کو بڑے اور چھوٹے سب ہی مردوں کے لیے مکروہ سمجھتا ہوں۔'' (مالک)

٥٨١١۔ عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حِلْيَةٌ مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ أَهْدَاهَا لَهُ فِيْهَا مِنْ ذَهَبٍ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ قَالَتْ فَأَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعُوْدٍ مُعْرِضاً عَنْهُ أَوْ بِبَعْضِ اَصَابِعِهِ ثُمَّ دَعَا أُمَامَةَ ابْنَةَ أَبِى الْعَاصِ ابْنَةَ ابْنَتِهِ زَيْنَبَ فَقَالَ تَحَلِّى بِهٰذَا يَا بُنَيَّةُ. (رواه ابوداود، ٤٢٣٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی ﷺ کے پاس ایک زیور آیا جو آپ ﷺ کو نجاشی نے تحفہ روانہ کیا تھا۔ اس میں سونے کی انگوٹھی بھی تھی اور اس میں حبشی نگینہ لگایا گیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر کر لکڑی کے ساتھ پکڑا یا اپنی کسی ایک انگلی کے ساتھ پکڑا اور پھر امامہ بنت ابی العاص اپنی بیٹی زینب کی بیٹی کو بلایا اور فرمایا کہ یہ زیور پہنا کرا ے میری بیٹی!'' (ابوداؤد)

٥٨١٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ النِّسَاءَ كُنَّ يَلْبَسْنَ الْفَتْخَ وَ الْخَوَاتِيْمَ وَ الْخُرْصَ وَ السِّخَابَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاِنَّ ذٰلِكَ مِمَّا كُنَّ يَلْبَسْنَهُ أَوْلَادَهُنَّ الذُّكُوْرَ. (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں خواتین نگینہ کے بغیر انگوٹھی، نگینہ دار انگوٹھی بالیاں اور ہار پہنتی تھیں اور یہ اشیاء اپنی اولاد کو بھی پہنا دیتی تھیں۔'' (رزین)

(٥٨٠٩) نسائى: ٥٢٨٩۔ صحيح الاسناد: ٤٨٨٣۔ احمد: ٢٩٥٥.

(٥٨١٠) مؤطا.

(٥٨١١) ابوداؤد: ٤٢٣٥۔ حسن الاسناد: ٣٥٦٤۔ ابن ماجه: ٣٦٤٤۔ احمد: ٢٤٣٥٩.

(٥٨١٢) رزين.

٥٨١٣ــعَنْ عَلِيِّ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ اَتَــخَتَّــمَ فِيْ إِصْبَعِي هٰذِهٖ اَوْهٰذِهٖ قَالَ فَأَوْمَأَ إِلَـى الْوُسْطَى وَالَّتِىْ تَلِيْهَا . (رواه مسلم، ٢٠٧٨)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس انگلی میں یا اس میں جو اس کے ساتھ والی ہے میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔ اور اشارہ کیا درمیانی انگلی کی طرف اور اس کے ساتھ والی کی طرف۔'' (مسلم)

٥٨١٤ــوَفِـي رِوَايَةٍ: نَهَـانِـىْ نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ عَـنِ الْـخَـاتَمِ فِي السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى (رواه النسائى، ٥٢٨٦)

''اور ایک روایت میں ہے: مجھے رسول اللہ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگشت میں انگوٹھی پہننے سے منع کیا ہے۔'' (نسائی)

٥٨١٥ــعَنْ اَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتْخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهِ . (رواه النسائى، ٥٢٨٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔'' (نسائی)

٥٨١٦ـوَفِى رِوَايَةٍ: كَأَنِّى أَنْظُرُ إِلَى وَبِيْصِ خَـاتَـمِـهٖ مِـنْ فِـضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى الْخِنْصَرَ . (رواه النسائى، ٥٢٨٥)

''ایک روایت میں ہے: گویا میں رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کی طرف اب بھی دیکھ رہا ہوں اور انس نے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اٹھائی۔'' (النسائی)

٥٨١٧ــعَـنْ مُحَمَّدِبْنِ إِسْحٰقَ قَالَ رَاَيْتُ عَلَى الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُوْفَلَ بْنِ عَبْدِ الْـمُطَّلِبِ خَاتَمًا فِيْ خِنْصَرِهِ الْيُمْنٰى فَقُلْتُ مَـا هٰذَا قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ هَـكَـذَا وَجَـعَلَ فَصَّهٗ عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ وَلاَ يَخَالُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلاَّ قَدْكَانَ يَذْكُرُأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهٗ كَذٰلِكَ . (رواه أبوداود، ٤٢٢٩)

''محمد ابن اسحاق ﷺ نے کہا: میں نے صلت بن عبداللہ پر دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی پر انگوٹھی دیکھی تو میں نے کہا: یہ کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنی انگوٹھی اسی طرح پہنتے دیکھا ہے، اور وہ نگینہ ظاہر کی جانب رکھتے تھے۔ اور میرا خیال یہی ہے کہ وہ ذکر کرتے تھے کہ نبی ﷺ بھی اسی طرح پہنتے تھے۔'' (ابوداود)

(٥٨١٣) مسلم: ٢٠٧٨.

(٥٨١٤) نسائى: ٥٢٨٦ـ صحيح، البانى: ٤٨٠٨ـ مسلم: ٢٧٢٥ـ ابوداؤد: ٤٢٢٥ـ احمد: ١٣٢٣.

(٥٨١٥) نسـائـى: ٥٢٨٣ـ صحيح البانى: ٤٨٠٤ـ بخارى: ٧١٦٢ـ مسلم: ٢٠٩٤ـ ترمذى: ٢٧١٨ـ ابوداؤد: ٤٢١٧ـ ابن ماجه: ٣٦٤٦ـ احمد: ١٣٥٠٤.

(٥٨١٦) نسائى: ٥٢٨٥ـ صحيح، البانى: ٤٨٠٢ـ بخارى: ٥٨٦٩ـ مسلم: ٢٠٩٥ـ ابن ماجه: ٦٩٢ـ احمد: ١٣٤٠٧.

(٥٨١٧) ابوداؤد: ٤٢٢٩ـ حسن صحيح، البانى: ٣٥٥٩ـ ترمذى: ١٧٤٢.

٥٨١٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ. (رواه أبوداود، ٤٢٢٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف ہوتا تھا۔'' (ابوداؤد)

٥٨١٩ــ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَشْرٍعَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَعَنْ مُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَأَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي اَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الأَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِثْلَ الاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبَى وَرُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ إِلَّالِذِىْ سُلْطَانٍ. (رواه ابوداود، ٤٠٤٩)

''سیدنا ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دس امور سے ممانعت کی ہے۔ دانت باریک کرنا، کھال گود کر نیل چھڑکنا، بال اکھاڑنا اور ننگے بدن مرد کا مرد سے ایک کپڑے میں رہنا، بلالباس عورت کا عورت سے ایک چادر میں رہنا، مرد کا اپنے لباس کے اندرونی حصے کو عجمیوں کی طرح ریشمی بنانا۔ دو شانوں پر اہل عجم کی طرح ریشم لگانا، ڈاکہ زنی کرنا، چیتوں کے چمڑوں پر سوار ہونا اور سلطان کے علاوہ انگوٹھی پہننا۔'' (ابوداؤد)

٥٨٢٠ــ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ لَهُ لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهٰى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ الْبَرَاءُ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ غَنِيْمَةٌ يَقْسِمُهَا سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ قَالَ فَقَسَمَهَا حَتّٰى بَقِىَ هٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرَفَهُ فَنَظَرَ إِلٰى اَصْحَابِهِ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرَفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ ثُمَّ خَفَّضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرَفَهُ فَنَظَرَإِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَىْ بَرَاءِ فَجِئْتُهُ حَتّٰى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَخَذَ الْخَاتَمَ

''محمد بن مالک نے کہا: میں نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا۔ لوگ اس سے سوال کرتے تھے کہ تو سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتا ہے؟ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ اس نے کہا: ایک دفعہ نبی ﷺ مالِ غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔ اور ہم آپ ﷺ کے پاس تھے یہاں تک کہ صرف یہ انگوٹھی بچ رہی۔ پس آپ ﷺ نے اپنے اصحاب پر نگاہ ڈالی پھر نگاہ نیچے کر دی۔ پھر نگاہ اٹھا کر ان کو دیکھا اور پھر نظر نیچے کر دی۔ پھر آنکھیں اٹھا کر ان کو دیکھا اور فرمایا: اے براء! پس میں آ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے انگوٹھی ہاتھ میں لے کر میرے ہاتھ کے گٹے کا چھنگلیا کی طرف کا حصہ

(٥٨١٨) ابوداؤد: ٤٢٢٧۔ شاذ، البانی والمحفوظ فی یمینه: ٩٨٠۔ بخاری: ٦٦٥١۔ مسلم: ٢٠٩١۔ ترمذی: ١٧٤١۔ نسائی: ٥٢٩٣۔ ابن ماجه: ٣٦٤٥۔ احمد: ٦٣٧٦.

(٥٨١٩) ابوداؤد: ٤٠٤٩۔ ضعیف، البانی: ٨٧٥۔ دارمی: ٢٦٤٨.

(٥٨٢٠) احمد: ١٨٢٨۔ موصلی.

فَـقَبَـضَ عَلٰى كُرْسُوْعِيْ ثُمَّ قَالَ خُذِ الْبَسْ مَـاكَسَـاكَ الـلّٰـهُ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَكَانَ الْبَرَاءُ يَـقُـوْلُ كَيْفَ تَــأْمُـرُوْنِّيْ أَنْ اَضَعَ مَـا قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ اَلْبَـسْ مَـا كَسَـاكَ اللّٰـهُ وَرَسُوْلُهٗ. (لأحمد، ١٨١٢٨ والموصلى)

٥٨٢١ـ عَنْ عُبَادَةَ، رَفَعَهٗ: كَانَ فَصُّ خَاتَمِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ سَمَاوِيًّا فَأُلْقِيَ إِلَيْهِ فَاَخَذَهٗ فَـوَضَـعَـهُ فِي خَاتَمِهِ، وَكَانَ نَقْشُهٗ اَنَا اللّٰهُ لَااِلٰهَ إِلَّاأَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِي. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

٥٨٢٢ـ عَـنْ أَبِيْ مُوْسَى: رَأَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَاَنَـا أَلْبَـسُ خَاتَمِيْ فِي السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى فَـقَـالَ. إِنَّـمَـا الْخَاتَمُ لِهٰذِهِ وَهٰذِهِ ﴿يَعْنِى الْـخِـنْصَرَ وَالْبِنْصَرُ﴾. (رواه الطبراني فى الكبير بخفى.)

٥٨٢٣ـ عَنْ جَمِيْلِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: رَاَيْتُ خَـمْسَةً مِـنَ الـصَّـحَــابَةِ يَلْبَسُوْنَ خَوَاتِمَ الـذَّهَـبِ: زَيْـدُبْـنُ حَـــارِثَةَوَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَالْبَــرَاءُ بْـنُ عَــازِبٍ وَأَنَـــسُ بْنُ مَـالِكٍ وَعَبْـدُالـلّٰـهِ بْـنُ يَزِيْدَ. (رواه الطبراني فى الكبير، ٥١٤٨ وفيه جميل)

پکڑا، پھر فرمایا: لے کر پہن جو تجھے اللہ اور اس کا رسول پہنا دے۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے تم کیسے مجھے حکم دیتے ہو کہ میں وہ چیز اتاردوں جس کا نبی ﷺ نے فرمایا: پہن وہ چیز جو تجھے اللہ اور اس کے رسول نے پہنا دی ہے۔'' (احمد، موصلی)

''سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمانی تھا، ان کی طرف ڈالا گیا تو انہوں نے وہ لے کر اپنی انگوٹھی میں رکھ دیا۔ اس پر یہ منقش تھا: ''میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔'' (الکبیر)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور میں اپنی انگوٹھی اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں پلٹ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق انگوٹھی اس میں اور اس میں پہنی جاتی ہے۔ یعنی چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی......۔

''حمید بن عبداللہ نے کہا: میں نے پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا ہے۔ زید بن حارثہ، زید بن ارقم، براء بن عازب، انس اور عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہم۔'' (الکبیر، اس کی سند میں جمیل ہے)

(٥٨٢١) طبرانى كبير وفيه محمد بن مخلد الرعينى وهو ضعيف جدا هيثمى: ٨٧٢٧.

(٥٨٢٢) طبرانى كبير وفيه محمد بن عبيدالله فان كان العرزمى فهو ضعيف وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٨٧٢٩.

(٥٨٢٣) طبرانى كبير: ٥١٤٨ـ وجميل لم اعرفه وبقية رجاله وثقوا، هيثمى: ٨٧٣٨.

٥٨٢٤ـــ عَنْ فَاطِمَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ تَخَتَّمَ بِالْعَقِيْقِ لَمْ يَزَلْ يَرٰى خَيْرًا. (للأوسط، ١٠٣ بِانْقِطَاعٍ.)

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عقیق کے نگینے کی انگوٹھی پہنی وہ بھلائی دیکھتا رہے گا۔'' (الاوسط، بسند منقطع)

شرح: ......پیتل اور لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت بھی احتیاطاً ہے پابندی نہیں اور اس کی مقدار کی بھی پابندی نہیں۔ جس انگلی پر چاہیں پہن لیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے، یہ روایات درست نہیں یا پھر یہ ممانعت سے پہلے کی بات ہے۔ صرف چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔ مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی حرام ہے، بچوں کو بھی اس سے محتاط رکھیں، بچوں پر کوئی پابندی نہیں۔ زیادہ درست اور صفائی والی بات یہی ہے کہ دائیں ہاتھ میں ہو یا بائیں میں ہو سب سے چھوٹی انگلی پر انگوٹھی پہنی جائے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۲۰۲-۲۰۳)

الحلي والطيب

زیورات وخوشبو

٥٨٢٥ـــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَتْهُ أَمْرَاةٌ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ سِوَارَانِ مِنْ نَارٍ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ طَوْقٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ طَوْقٌ مِنْ نَارٍ قَالَتْ قُرْطَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ قُرْطَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ وَكَانَ عَلَيْهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَرَمَتْ بِهِمَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا لَمْ تَتَزَيَّنْ لِزَوْجِهَا صَلِفَتْ عِنْدَهُ قَالَ مَا يَمْنَعُ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تَصْنَعَ قُرْطَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ ثُمَّ تُصَفِّرَهُ بِزَعْفَرَانٍ أَوْ بِعَبِيْرٍ. (رواه النسائی، ٥١٤٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! دو کنگن سونے کے کیسے ہیں؟ فرمایا: آگ کے دو کنگن ہیں۔ کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گلے کا ہار سونے کا کیسا ہے؟ فرمایا: آگ کا ہار ہے۔ اس نے کہا کانوں کی دو بالیاں؟ فرمایا: آگ کی دو بالیاں ہیں۔ اس عورت نے دو کنگن سونے کے پہن رکھے تھے وہ اس نے پھینک کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر عورت اپنے خاوند کے لیے زیبائش نہیں کرے گی تو خاوند کے سامنے بے وقعت ہو کر رہ جائے گی۔ فرمایا: چاندی کی دو بالیاں بنا کر زعفران سے یا عبیر سے ان کو رنگین کرنے سے تمہیں کون منع کرتا ہے؟ (نسائی)

(٥٨٢٤) طبرانی اوسط: ١٠٣۔ وعمرو بن شريد لم يسمع من فاطمة وزهير بن عباد الرواسی وثقه ابو حاتم وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٨٧٤٤.

(٥٨٢٥) نسائی: ٥١٤٢۔ ضعيف، البانی: ٣٩٢۔ احمد: ٩٣٨٥.

٥٨٢٦ـــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى عَلَيْهَا مَسَكَتَىْ ذَهَبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلاَ اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَاَحْسَنُ مِنْ هٰذَا لَوْنَزَعْتِ هٰذَا وَجَعَلْتِ مَسْكَتَيْنِ مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ صَفَّرْتِهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ. (رواه النسائى، ٥١٤٣)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان پر دو کنگن دیکھے جو سونے کے تھے، تو فرمایا: اس سے بہتر چیز کی تجھے خبر نہ دوں؟ اگر ان کو نکال کر چاندی کے دو کنگن بنائے اور ان کو زعفران سے زرد کر کے پہنے تو وہ بہت خوبصورت ہونگے۔'' (نسائی)

٥٨٢٧ــ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاءَ تْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِى يَدِهَا فَتَخٌ فَقَالَ كَذَا فِى كِتَابِ أَبِىْ أَىْ خَوَاتِيْمُ ضِخَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْرِبُ يَدَهَا فَدَخَلَتْ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَشْكُوْإِلَيْهَا الَّذِىْ صَنَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَزَعَتْ فَاطِمَةُ سِلْسِلَةً فِىْ عُنُقِهَا مِنْ ذَهَبٍ وَقَالَتْ هٰذِهِ اَهْدَاهَا اِلَىَّ اَبُوْحَسَنٍ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالسِّلْسِلَةِ فِى يَدِهَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اَيَغُرُّكِ أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ ابْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَفِى يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ ثُمَّ خَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ فَاَرْسَلَتْ فَاطِمَةُبِالسِّلْسَلَةِ إِلَى السُّوْقِ فَبَاعَتْهَا وَاشْتَرَتْ بِثَمَنِهَا غُلَاماً وَقَالَ مَرَّةً عَبْدًا وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهاَ فَاَعْتَقَتْهُ فَحَدَّثَ بِذٰلِكَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْجَى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ. (رواه النسائى، ٥١٤٠)

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: بنت ہبیرہ نبی ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے ہاتھ میں نگینے کے بغیر سونے کی بڑی موٹی انگوٹھی تھی۔ پس آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ پر مارنا شروع کر دیا۔ وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور شکایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح مارا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے گلے سے سونے کا ہار نکال کر کہا: ابوالحسن نے مجھے سونے کا یہ ہار تحفے میں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس حال میں تشریف لائے کہ وہ ہار اس کے ہاتھ میں تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کیا تجھے پسند ہے کہ لوگ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے؟ پھر آپ ﷺ گھر سے نکل گئے اور بیٹھے نہیں تھے۔ پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار بازار میں فروخت کیا اور اس کی قیمت پر غلام خریدا یا کہا مملوک خریدا اور اس کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آگ سے نجات دی۔'' (النسائی)

(٥٨٢٦) نسائى: ٥١٤٣ـ صحيح البانى: ٤٧٤٩.

(٥٨٢٧) نسائى: ٥١٤٠ـ صحيح، البانى: ٤٧٤٨ـ احمد: ٢١٨٩٢.

٥٨٢٨ــ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ مِنْ اَهْلِهِ فَاطِمَةَ وَاَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحاً اَوْ سِتْرًا عَلَى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَهُ أَنْ يَدْخُلَ مَا رَأَى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّكَتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَّعَتْهُ بَيْنَهُمَا فَانْطَلَقَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُمَا يَبْكِيَانِ فَأَخَذَهُ مِنْهُمَا وَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى آلِ فُلَانٍ أَهْلِ بَيْتٍ بِالْمَدِيْنَةِ إِنَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي أَكْرَهُ أَنْ يَأْكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا يَا ثَوْبَانُ اشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ . (رواه ابوداود، ٤٢١٣)

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں جس انسان سے رخصت ہوتے وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی ہوا کرتیں۔ اور جب سفر سے واپس آتے تو سب اہل بیت سے پہلے جس کے پاس آتے وہ بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی ہوا کرتی تھیں۔ ایک دفع آپ ﷺ غزوے سے واپس آئے تو دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دروازے پر پردہ لٹکایا ہوا ہے۔ اور حسن، حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے دو کنگن ڈالے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ آ کر واپس لوٹ گئے اور داخل نہ ہوئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جان لیا کہ جو کچھ اس نے زیبائش کر رکھی ہے اس وجہ سے داخل نہیں ہوئے تو پردہ اتار دیا۔ اور دو لڑکوں کے ہاتھ سے کنگن بھی لے کر ان کے درمیان توڑ ڈالے۔ وہ دونوں روتے روتے آنحضرت ﷺ کے پاس چلے گئے۔ آپ ﷺ نے دونوں سے ٹوٹے ہوئے کنگن لے کر فرمایا: اے ثوبان! جاؤ مدینہ کے فلاں گھر میں دے کر آجاؤ۔ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیوی زندگی ہی میں کھا پی جائیں۔ اے ثوبان! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے پٹھے کا ہار بنا دے اور ہاتھی دانت کے دو کنگن بنوا دے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......صحیح مؤقف یہی ہے کہ عورتوں کے لیے سونا پہننا جائز ہے۔ اس پر پابندی نہیں مگر اسے پردہ میں رکھیں، اس کا اظہار نہ کریں۔ یہ جو نبی ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا ہے، یہ یا تو اس لیے کہ بیٹی سادگی میں رہے۔ یا پھر اس لیے مذمت فرمائی ہے جو خواتین فخر کے طور پر اس زیور کی نمود ونمائش کرتی ہیں۔ خواتین اگر نمود نہ کریں اور اپنی برتری نہ جتائیں تو ان کے لیے زیور پہننا حلال ہے، مردوں کے لیے حرام ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ٢/ ٢٧٧)

اگر ساڑے سات تولے سونا ہو یا اس سے زیادہ ہو تو اس کی زکاۃ ادا کرنی ہوں وگرنہ یہ دوزخ کا ایندھن ہے۔

٥٨٢٩ــ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ: رَأَيْتُ عَلَى

''ہشام بن عروہ نے کہا: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر سونے کی

(٥٨٢٨) ابوداؤد: ٤٢١٣۔ ضعیف الاسناد منکر: ٩٠٣۔ احمد: ٢١٨٥.

(٥٨٢٩) رزین.

عَائِشَةَ خَوَاتِيْمَ الذَّهَبِ . (رواه رزين)

انگوٹھیاں دیکھی ہیں۔'' (رزین)

۵۸۳۰۔ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ اَسْعَدِ قَالَ اُصِيْبَ اَنْفِيْ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذْتُ اَنْفاً مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيَّ فَامَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ اَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ . (رواه الترمذی، ۱۷۷۰)

''عرفجہ بن اسعد نے کہا: میری ناک عہد جاہلیت میں جنگ کلاب میں کٹ گئی تو میں نے چاندی کی ناک بنوائی اوراس کی بو سے تنگ آ گیا۔ پس نبی ﷺ نے حکم دیا تو میں نے سونے کی ناک بنوائی۔'' (ترمذی)

۵۸۳۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ ، اَنَّ ثَنِيَّتَهُ أُصِيْبَتْ مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَتَّخِذَ ثَنِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ . (رواه البزار، ۳۰۱۱)

''سیدنا عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ کے اگلے دو دانت رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شہید ہوئے تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ سونے کے دو دانت بنوالے۔'' (البزار)

۵۸۳۲۔ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ الْكُوْفِيِّ قَالَ رَاَيْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَدْشَدَّ اَسْنَانَهٗ بِالذَّهَبِ فَذُكِرَ مِثْلُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ لَا بَأْسَ . (رواه أحمد، ۱۹۷٦٤)

''حماد بن ابی سلیمان نے کہا: میں نے مغیرہ بن عبداللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنے دانت سونے کی تار سے باندھے تھے۔ میں نے ابراہیم (نخعی) سے ذکر کیا تو اس نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے۔'' (احمد)

۵۸۳۳۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ نَعْلُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ وَقَبِيْعَةُ سَيْفِهٖ فِضَّةٌ وَمَابَيْنَ ذٰلِكَ حِلَقُ فِضَّةٍ . (رواه النسائی ۵۳۷٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی تلوار کے نیام کا نیچے کا حصہ چاندی کا تھا۔ اور آپ ﷺ کی تلوار کا قبضہ بھی چاندی سے مزین تھا۔ اور اس کے درمیان بھی چاندی کا حلقہ تھا۔'' (النسائی)

۵۸۳٤۔ عَنْ مَزِيْدَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى سَيْفِهٖ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ (رواه الترمذی، ۱٦۹۰)

''مزیدہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ آئے تو آپ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا۔'' (ترمذی)

شرح: ......کلاب جاہلیت کی مشہور جنگ ہے۔اس میں ان کی ناک زخمی ہوئی تھی۔تلوار وغیرہ کے دستہ کو سونے

(۵۸۳۰) ترمذی: ۱۷۷۰۔ حسن البانی: ۱٤٤۹۔ نسائی: ۵۱٦۱۔ ابوداؤد: ٤۲۳۲.

(۵۸۳۱) بزار: ۳۰۱۱۔ ورجاله رجال الصحيح خلا بشر بن معاذ وهو ثقة ولكن عروة بن الزبير لم يدرك عبدالله بن عبدالله بن ابی، هيثمی: ۸۷۱۵.

(۵۸۳۲) احمد: ۱۹۷٦٤۔ رواه عبدالله بن احمد وفيه من لم يسم وبقية رجاله ثقات، ترمذی: ۱۷۷۰۔ نسائی: ۵۱٦۲۔ ابوداؤد: ٤۲۳۲.

(۵۸۳۳) نسائی: ۵۳۷٤۔ صحیح، البانی: ٤۹۹۷۔ ترمذی: ۱٦۹۱۔ ابوداؤد: ۲۵۸۳۔ دارمی: ۲٤۵۷.

(۵۸۳٤) ترمذی: ۱٦۹۰۔ ضعیف، البانی: ۲۸٤.

سے بنانے والی بات تو درست نہیں۔ ان احادیث سے اتنا جواز نکلتا ہے کہ ضرورت کے وقت مردوں کے لیے معمولی سونے کا استعمال جائز ہے مثلاً دانت باندھنے کے لیے یا دانت لگوالینا، یا ناک بنوالینا، اس سے زیادہ سونا کے استعمال کا جواز کشید کرنا ناجائز ہے۔ (جائزة الاحوذی: ۳/ ۱۹۵)

ہاں، تلوار کی مٹھی چاندی کی بنوانا جائز ہے، سونے کی منع ہے۔

۵۸۳۵ــ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُبِّبَ إِلَـيَّ الـنِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنَيَّ فِي الصَّلاَةِ . (رواه النسائی ١٦٩٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے محبت دی گئی خوشبو کی اور عورتوں کی۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (النسائی)

شرح: ......عورتوں کی محبت سے مراد بیویوں کی محبت ہے۔ ان سے محبت کی وجہ یہ ہے کہ یہ آپ ﷺ سے یہ مسائل سیکھیں اور مردوں کے متعلقہ احوال پوچھیں جو کہ اگر خواتین پوچھیں گی شرم آئے گی تا کہ یہ عورتیں آپ ﷺ کی بیویوں سے پوچھ سکیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ پیغام رسالت پہنچانے کے مکلّف تھے اور یہ نہایت ہی کٹھن مرحلہ ہے اس کے ساتھ بیویوں کی محبت آزمائش میں اضافہ کا باعث ہے کیونکہ بیویوں سے محبت فریضہ کی ادائیگی میں رکاوٹ بن سکتی ہے مگر آپ نے بیویوں سے محبت کی اور فریضہ رسالت بھی کما حقہ ادا کیا یہ آپ ﷺ کے اجر میں اضافہ کا باعث ہوا۔ مشقت زیادہ برداشت کرنے سے اجر بڑھ جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کائنات میں سب سے بڑھ کر معتدل مزاج تھے۔ یہ خوشبو اعتدال مزاج کو برقرار رکھتی ہے اور ایک بات یہ تھی کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں سے راز و نیاز رکھتے تھے اور فرشتے خوشبو کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس وجہ سے نبی اکرم ﷺ خوشبو سے لگاؤ رکھتے تھے۔

اور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے، اس میں اشارہ ہے کہ بیویوں اور خوشبو کی محبت میرے رب سے مناجات میں رکاوٹ نہیں، جب رب سے مناجات کا وقت ہوتا ہے تو یہ دونوں محبوب چیزیں مغلوب ہو جاتی ہیں، رب کی عبادت کرنے میں اور نماز میں مجھے اصل قرار حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ میری حقیقی محبت میرے خالق سے وابستہ ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۱۳۶۲۳)

٥٨٣٦ــ عَـنْ سَـعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ إِنَّ اللّٰـهَ طَيِّـبٌ يُـحِـبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ الـنَّـظَـافَةَ كَرِيْمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَّادٌ يُحِبُّ

''سعید ابن میسّب ﷺ نے کہا: اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ وہ صاحبِ نظافت ہے، نظافت کو پسند کرتا ہے، وہ کریم ہے، کرم کو پسند کرتا ہے۔ وہ سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے

(٥٨٣٥) نسائی: ٣٩٤٠ـ صحیح، البانی: ٣٦٨١ـ احمد: ١٣٦٢٣.

(٥٨٣٦) ترمذی: ٢٧٩٩ـ ضعیف، البانی لکن ان الله جواد یہ الفاظ صحیح ہیں۔ (۵۲۸)

الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا أُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلاَ تَشَبَّهُوْا بِـالْيَهُـوْدِ قَـالَ فَـذَكَـرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِبْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ . عَامِرُ بْنُ سَعْدِبْنِ اَبِىْ وَقَّـاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهٗ إِلاَّ أَنَّهٗ قَالَ نَظِّفُوْا أَفْنِيَتَكُمْ . (رواه الترمذی، ۲۷۹۹)

پس تم صفائی رکھو۔ میرا خیال ہے کہ فرمایا: اپنے صحن صاف رکھو اور قوم یہود سے مشابہت نہ بناؤ۔ پس میں نے یہ روایت مہاجر بن مسمار سے ذکر کی تو اس نے کہا: یہ حدیث عامر بن سعد نے بروایت اپنے باپ سعد رضی اللہ عنہ اس کی مثل مرفوع بیان کی ہے مگر اس نے بلا تردد کہا اپنے صحن صاف رکھو۔'' (ترمذی)

انتباہ:......اگر چہ سند ضعیف ہے مگر اس میں بیان کردہ باتیں صحیح ہیں۔

۵۸۳۷۔ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُعْطِىَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانُ فَلاَ يَـرُدَّهٗ فَإِنَّهٗ مِنَ الْجَنَّةِ . (رواه الترمذی، ۲۷۹۱)

''سیدنا ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کسی کو خوشبو کا تحفہ دیا جائے تو وہ انکار کر کے واپس نہ کرے اس لیے کہ وہ جنت سے لائی گئی ہے۔'' (ترمذی)

۵۸۳۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثٌ لاَ تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ الدُّهْنُ يَعْنِى بِهِ الطِّيْبَ . (رواه الترمذی، ۲۷۹۰)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں واپس نہیں کی جاتی تکیہ، تیل اور خوشبو۔'' (ترمذی)

۵۸۳۹۔ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ عَـائِشَةَ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَطَيَّبُ قَالَتْ نَعَـمْ بِـذِكَـارَةِ الطِّيْبِ الْمِسْكِ وَالْعَنْبَرِ . (رواه النسائی، ۵۱۱۶)

''محمد بن علی کا بیان ہے کہ میں نے سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ نبی ﷺ خوشبو لگاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ عمدہ خوشبو لگاتے جس میں کستوری اور عنبر کی آمیزش ہوتی تھی۔'' (النسائی)

۵۸۴۰۔ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْمِسْكِ فَقَالَ هُوَاَطْيَبُ طِيْبِكُمْ . (رواه الترمذی، ۹۹۲)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کستوری کی خوشبو کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا وہ تمہاری عمدہ خوشبو سے ہے۔'' (ترمذی)

۵۸۴۱۔ عَنْ نَـافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا

''نافع نے کہا: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اگر دھونی دیتے تو دوسری

(۵۸۳۷) ترمذی: ۲۷۹۱۔ ضعیف، البانی: ۵۲۶۔
(۵۸۳۸) ترمذی: ۲۷۹۰۔ حسن، البانی: ۲۲۴۱۔
(۵۸۳۹) نسائی: ۵۱۱۶۔ ضعیف الاسناد: ۳۸۳۔
(۵۸۴۰) ترمذی ۹۹۲۔ صحیح، البانی: ۷۹۰۔ مسلم: ۲۲۵۲۔ نسائی: ۱۹۰۵۔ ابوداؤد: ۳۱۵۸۔ احمد: ۱۱۱۹۶۔
(۵۸۴۱) مسلم: ۲۲۵۴۔ نسائی: ۵۱۳۵۔

اسْتَجْمَرَا سْتَجْمَرَ بِالأَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الأَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم، ٢٢٥٤)

خوشبو کے ملائے بغیر دیتے تھے۔ اور بسااوقات اس کے ساتھ کافور بھی پھینک دیتے، اور کہتے: رسول اللہ ﷺ کی انگیٹھی اسی طرح سلگائی جاتی تھی۔'' (مسلم)

٥٨٤٢ـــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا. (رواه أبوداود، ٤١٦٢).

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی ایک خوشبو کی ڈبیہ تھی اس سے خوشبو لگاتے تھے۔'' (ابوداود)

٥٨٤٣ـــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيْحُهُ. (رواه الترمذى، ٢٧٨٧)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس سے خوشبودار ہوا مہکتی ہے اور اس کا رنگ نہیں ہوتا۔ اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نہ ہو۔'' (ترمذی)

٥٨٤٤ـ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً. (رواه الترمذى، ٢٧٨٦)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آنکھ زانی ہے اور کوئی عورت جب خوشبو لگا کر محفل کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ایسی یعنی زانیہ ہے۔'' (ترمذی)

٥٨٤٥ـ عَنْ اَبِى مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْاَةُ فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا. (رواه أبوداود، ٤١٧٣)

''ایک روایت میں ہے: جو عورت خوشبو لگا کر گزرتی ہے تاکہ اس کی خوشبو لوگ محسوس کریں۔'' (ابوداود)

٥٨٤٦ـــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَتْهُ امْرَاَةٌ وَجَدَمِنْهَا رِيْحَ الطِّيْبِ يَنْفَحُ وَلِذَيْلِهَا إِعْصَارٌ فَقَالَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ جِئْتِ مِنَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو راستہ میں ایک عورت کے گزرنے پر خوشبو آئی اور اس کے لباس کے دامن سے غبار (بگولہ) اڑتے دیکھا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبار (یعنی سخت طاقت

(٥٨٤٢) ابوداؤد: ٤١٦٢ـ صحيح البانى.

(٥٨٤٣) ترمذی: ٢٧٨٧ـ صحيح، البانى: ٢٢٣٨ـ نسائى: ٥١١٨ـ ابوداؤد: ٢١٧٤.

(٥٨٤٤) ترمذی: ٢٧٨٦ـ حسن، البانى: ٢٢٣٧ـ دارمى: ٢٦٤٦.

(٥٨٤٥) ابوداؤد: ٤١٧٣ـ حسن، البانى: ٣٥١٦ـ ترمذی: ٢٧٨٦ـ نسائى: ٥١٢٦ـ احمد: ١٩٠٨١.

(٥٨٤٦) ابوداؤد: ٤١٧٦ـ صحيح، البانى: ٣٥١٧ـ مسلم: ٤٤٤ـ نسائى: ٥١٢٨ـ احمد: ٩٦٢١.

الْـمَسْـجِـدِ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَلَهُ تَطَيَّبْتِ قَالَتْ نَـعَـمْ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَـقُـوْلُ لاَ تُـقْبَلُ صَلاَةٌ لِإِمْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْـمَسْـجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ . (رواه أبوداود، ٤١٧٤،)

والے اللہ کی) بندی! کیا تو مسجد سے لوٹ کر آئی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو مسجد کے لیے خوشبو لگا کر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسا غسل کر لے جیسا جنابت کا غسل کرتی ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٤٧۔ عَنْ اَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ تُعْجِبُهُ الْفَاغِيَةُ . (رواه أحمد، ١٢١٣٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مہندی بڑی پسند تھی۔'' (احمد)

٥٨٤٨۔ عَنِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ، رَفَعَهُ: سَيِّـدُ رَيْـحَـانِ أَهْـلِ الْجَنَّةِ الْحِنَاءُ . (رواه الطبرانی فی الکبیر)

''سیدنا ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اہل جنت کی خوشبو کی سردار حناء ہے۔ (الکبیر)

شرح: ......ان احادیث میں یہ بیان ہوا ہے، گلاب، کستوری، عنبر اور کافور وغیرہ مرد استعمال کریں اور زعفران وغیرہ عورت استعمال کرے۔ یہ پابندی عورت پر اس وقت ہے جب یہ باہر جانے کا ارادہ رکھتی ہو اگر خاوند کے پاس گھر میں ہو تو پھر عورت پر کسی خوشبو کی پابندی نہیں جو چاہے خوشبو لگائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو کوئی خوشبو دیتا تو اسے واپس نہ کرتے تھے۔ وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ خوشبو کو بہت ہی زیادہ پسند فرماتے تھے، فرشتوں کو خوشبو پسند تھی اور نبی ﷺ ان سے محو گفتگو رہا کرتے تھے۔ تکیہ، خوشبو اور دودھ بھی واپس کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ ہدیہ جو ہیں ان کا احسان کم ہے اور فوائد بہت زیادہ ہیں، تکیہ گھر میں اور مہمان کے لیے ہمہ وقت کار آمد ہوتا ہے اور دودھ ایک فطرتی اور برکت والی غذا ہے، خوشبو بھی خوش کن چیز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۸۱، ۸۰)

اور اگر کوئی خاتون عام کفر تو دور کی بات ہے نیک کام کے لیے مسجد میں عبادت کے لیے نکلتی ہے اور مہکتی خوشبو لگاتی ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اسے زانیہ قرار دیا ہے، اگر باہر نکلنا ہو اور مہکتی خوشبو عورت نے لگائی ہو تو اگر بدن کو لگائی ہے تو اسے دھوئے اور اگر کپڑے کو لگائی ہے تو وہ کپڑا دھوئے تو پھر باہر نکلے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۲۸)

وہ خواتین جو معطر ہو کر بازاروں، گلیوں اور رستوں میں مٹکتی اور بھٹکتی پھرتی ہیں وہ اپنے خیر خواہ پیغمبر کی باتوں پر غور کریں۔

(٥٨٤٧) احمد: ١٢١٣٧۔ ورجاله ثقات، بخاری: ٥٤٣٩۔ مسلم: ٢٠٤١۔ ترمذی: ١٨٥٠۔ ابوداؤد: ٣٧٨٢۔ ابن ماجه: ٣٣٠٣۔ مؤطا: ١١٦١۔ دارمی: ٢٠٥٠۔ هيثمی: ٨٧٦٢.

(٥٨٤٨) طبرانی کبیر ورجاله رجال الصحيح خلا عبدالله بن احمد بن حنبل وهو ثقه مامون، هيثمی: ٨٧٦٣.

الشعور من الرأس واللحية والشارب

سر، داڑھی اور لبوں کے بال

٥٨٤٩ــ عَنْ يَحْيَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِي جُمَّةً أَفَأُرَجِّلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا فَكَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا. (رواه مالك، ١٧٦٩)

''یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا میرے بال کندھوں تک ہیں تو کیا میں کنگھی کیا کروں؟ فرمایا: ہاں، اور بالوں کا اکرام کر۔ چنانچہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کبھی دن میں اپنے سر کے بالوں میں دو بار تیل ڈالتے تھے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے انھیں فرمایا تھا: ہاں اور اکرام کر بالوں کا۔'' (مالک)

٥٨٥٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا (رواه الترمذی، ١٧٥٦)

''سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بلاوقفہ کنگھی کرنے سے منع کیا ہے۔'' (ترمذی)

٥٨٥١ــ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلاً صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَرْبَعَ سِنِيْنَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ. (رواه النسائی، ٥٠٥٤)

''حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری کا بیان ہے کہ میں نے اس آدمی سے ملاقات کی جو نبی ﷺ کا صحابی ہے وہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہا ہے جیسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چار سال آپ ﷺ کی صحبت میں رہے۔ انھوں نے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا ہے۔'' (النسائی)

٥٨٥٢ــ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنِ اخْرُجْ كَأَنَّهُ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعْرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

''عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک مرد مسجد میں داخل ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال پراگندہ تھے۔ پس آپ ﷺ نے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ اور سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں کی درستی کا حکم دیا تو اس نے جا کر تعمیل کی اور پھر حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ تم میں سے کوئی شخص سر

(٥٨٤٩) مؤطا: ١٧٦٩۔ نسائی: ٥٢٣٥.

(٥٨٥٠) ترمذی: ١٨٥٦۔ صحیح، البانی: ١٤٣٧۔ نسائی: ٤٠٤٤۔ ابوداؤد: ٤١٥٩.

(٥٨٥١) نسائی: ٤٠٥٤۔ صحیح، البانی: ٤٦٧٩۔ ابوداؤد: ٨١۔ احمد: ٢٢٦٢٢.

(٥٨٥٢) مؤطا: ١٧٧٠.

اَلَیْسَ هٰذَا خَیْرًا مِنْ أَنْ یَأْتِیَ أَحَدُکُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ کَأَنَّهُ شَیْطَانٌ . (رواه مالك، ١٧٧٠)

کے بال اس طرح بکھیر کر آئے جیسے شیطان ہو۔'' (مالک)

شرح: ...... تَرَجُّلْ کا مطلب ہے بالوں کو کنگھی کرنا، صاف ستھرا رکھنا اور انہیں اچھے طور پر رکھنا۔ غِبًّا کا معنی ہے ایک دن کسی کام کو کرنا، ایک دن نہ کرنا۔ مراد یہ ہے کہ بالوں پر روزانہ کنگھی کا اہتمام کرنا درست نہیں۔ یہ احادیث اس کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں، کیونکہ یہ عیش پسندی اور آرام طلبی میں شامل ہے، جس سے منع کیا گیا ہے۔

ان روزانہ کنگھی کرنے سے منع والی اور روزانہ کنگھی کرنے والی احادیث میں مطابقت یوں ہے کہ اگر چہ روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت ہے مگر اس کا جواز ہے بہتر یہ ہے کہ ناغہ کیا جائے اور وہ شخص روزانہ کر سکتا ہے جس کے بال زیادہ ہوں اور بکھرے ہوئے بال برے لگتے ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۸۸)

٥٨٥٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهَی عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِیَّ وَتَرَكَ هَاهُنَا شَعْرَةً وَهَاهُنَا وَهَاهُنَا فَأَشَارَلَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ إِلَی نَاصِیَتِهِ وَجَانِبَیْ رَأْسِهِ قِیْلَ لِعُبَیْدِاللّٰهِ فَالْجَارِیَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لاَاَدْرِیْ . (رواه البخاري، ٥٩٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ''قزع'' سے منع کیا ہے۔ کہا گیا ''قزع'' کیا چیز ہے؟ تو عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا اور ہمیں بتایا کہ بچے کا سر اس جگہ، اس جگہ اور اس جگہ بال رکھ کر مونڈھ دینا۔ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر اشارہ کیا کہ پیشانی اور سر کے بال دو اطراف سے ترک کر کے بقیہ سر مونڈ دیا جائے۔ عبیداللہ سے لڑکی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں نہیں جانتا ہوں۔'' (بخاری)

شــــرح: ...... قزعہ بادل کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ سر کے بال کچھ منڈوا لیے جائیں اور کچھ اسی طرح چھوڑ دیئے جائیں تو اسے بادل کے متفرق ٹکڑوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، یہ منع ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۳۶۴)

٥٨٥٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَأَی صَبِیًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ شَعْرِهِ وَتَرَكَ بَعْضَهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْهُ کُلَّهُ أَوِ اتْرُکُوْهُ کُلَّهُ . (رواه أبوداود، ٤١٩٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لڑکا دیکھا جس کا بعض حصہ سر کا مونڈ دیا گیا تھا اور بعض حصہ چھوڑا گیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے منع کیا، اور فرمایا: یا سارا سر مونڈ دو یا سارا رکھ دو۔'' (ابوداؤد)

(٥٨٥٣) بخاری: ٥٩٢٠ـ مسلم: ٢١٢٠ـ نسائی: ٥٢٣١ـ ابوداؤد: ٤١٩٤ـ ابن ماجه: ٣٦٣٨ـ احمد: ٦٤٢٣.

(٥٨٥٤) ابوداؤد: ٤١٩٥ـ صحیح، البانی: ٣٥٣٥ـ بخاری: ٥٩٢١ـ مسلم: ٢١٢٠ـ نسائی: ٥٢٣١ـ ابن ماجه: ٣٦٣٨ـ احمد: ٦٣٨٤.

٥٨٥٥ــــ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّان قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِي أُخْتِي الْمُغِيْرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقَالَ احْلِقُوْا هٰذَيْنِ أَوْ قُصُّوْهُمَا فَإِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُوْدِ. (رواه أبوداود، ٤١٩٧)

''حجاج بن حصان کا بیان ہے کہ ہم سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: مجھے میری بہن مغیرہ نے بات سنائی کہ تم ابھی چھوٹے تھے، اور تیرے سر میں دو لٹیں تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں چھوا اور تیرے لیے برکت کی دعا کی۔ نیز فرمایا: ان کو مونڈ دو یا کترا دو، کیونکہ یہ تو یہود کا طریقہ ہے۔ (ابوداؤد)

٥٨٥٦ــــ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَلِي شَعْرٌ طَوِيلٌ فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ. (رواه أبوداود، ٤١٩٠)

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میرے بال طویل تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نحوست ہے، نحوست ہے۔ چنانچہ میں نے جاکر بال کاٹ لیے دوسرے دن پھر حاضری دی تو فرمایا: میں نے تیرے ساتھ کوئی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا اور یہ اچھا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٥٧ــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِي ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِي أُمِّي لاَ أَجُزُّهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمُدُّهَا وَيَأْخُذُبِهَا. (رواه أبوداود، ٤١٩٦)

''سیدنا انس نے کہا میرے چٹیا تھی تو میری ماں نے مجھے کہا: میں اسے نہیں کاٹوں گی، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیار سے کھینچتے اور پکڑتے تھے۔'' (ابوداود)

٥٨٥٨ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلاَثاً أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ لاَ تَبْكُوْا عَلَى أَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ ادْعُوْالِيْ بَنِيْ اَخِيْ فَجِيْءَ بِنَا كَأَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوْا لِيْ الْحَلاَّقَ فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا. (رواه أبوداود، ٤١٩٢)

''سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب جعفر کی موت کی خبر آئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر رضی اللہ عنہما کو تین دن ان کے حال پر رہنے دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رویا کرو۔ پھر فرمایا: میرے بھائی کے بیٹے میرے پاس لاؤ تو ہمیں لایا گیا، اور گویا ہم چوزے تھے۔ فرمایا: میرے پاس سر مونڈنے والے کو بلا کر لاؤ۔ وہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہمارے سر مونڈنے کا حکم

(٥٨٥٥) ابوداؤد: ٤١٩٧۔ ضعیف الاسناد: ٩٠٠.

(٥٨٥٦) ابوداؤد: ٤١٩٠۔ صحیح، البانی: ٣٥٣٠۔ نسائی: ٥٠٥٢۔ ابن ماجه: ٣٦٣٦.

(٥٨٥٧) ابوداؤد: ٤١٩٦۔ ضعیف الاسناد: ٨٩٩.

(٥٨٥٨) ابوداؤد: ٤١٩٢۔ صحیح، البانی: ٣٥٣٢۔ نسائی: ٥٢٢٧۔ احمد: ١٧٥٣.

دیا، اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے سروں کو اس لیے منڈوایا تھا کہ ان کے والد کی شہادت کی وجہ سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا مبتلائے غم تھیں اگر بال ہوتے تو ان کے سر میں کنگھی کی ضرورت تھی وہ غم سے نڈھال ہونے کی وجہ سے ایسا کر نہ سکتی تھیں اس لیے ان کے سر منڈوائے تھے۔ اس میں دلیل ہے کہ سارا سر منڈوانا جائز ہے۔

جو بعض حضرات نے کہا ہے کہ استرے سے سر منڈوانا جائز نہیں کیونکہ یہ خارجیوں کی علامت ہے، یہ موقف درست نہیں۔ کیونکہ یہ علامت ہے یہ دلیل نہیں کہ سر منڈوانا منع ہے۔ وجہ یہ ہے علامت حلال بھی ہوسکتی ہے، حرام بھی ہوسکتی ہے۔ یہ سر منڈوانے کی علامت حرام نہیں حلال ہے۔

ان میں سے بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر کے بالوں پر مہندی رکھنا جائز ہے۔ بعض سے پتہ چلتا ہے نہیں جائز۔ تو ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ سر پر بال سارے ایک جیسے موجود ہوں اور کچھ بال مہندی کی صورت میں لٹکائیں تو جائز ہے اور سر کے بالوں کا کچھ حصہ منڈوا دیا اور کچھ چھوڑ دیا یہ صورت منع ہے۔ (عون المعبود: ۴/۱۳۴)

۵۸۵۹ــ عَنْ عَلِيٍّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا . (للنسائی ، ۵۰۴۹)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے عورت کو سر مونڈوانے سے منع کیا ہے۔'' (النسائی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ عورت کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں۔ عام حالات میں بھی منع ہے۔ احرام کھولنے کے بعد بھی منع ہے یعنی عورت کے لیے حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر بھی حلق جائز نہیں۔ مرد جو حلق کراتے ہیں یہ عورت نہیں کرائے گی یہ قصر کرائے گی قصر بھی اتنی کہ سر کے بال کے جمع کرے اور ایک دو پورے جتنے بال کٹوا دے۔ اس کے لیے بس اتنی اجازت ہے اس مؤقف پر علماء کا اجماع ہے۔ (نیل الاوطار: ۵/ ۷۵)

۵۸۶۰ـ عَنْ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ حَلْقِ الْـقَـفَـا إِلَّا لِلْحَجَامَةِ . (رواه الطبرانی فی الأوسط (والصغير ، ۲٦۱) بلين

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سینگھی کے علاوہ گدی کے بال مونڈوانے سے منع کیا ہے۔'' (الاوسط، الصغیر سند کمزور)

۵۸٦۱ــ عَـنْ اَسْـمَـاءَ قَالَتْ سَالَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَـقَـالَـتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ ﴿فَأَمَّرَقَ﴾ شَعْرُهَا وَإِنِّي

''سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میری بیٹی کو خسرہ کی بیماری لاحق ہوئی تو اس کے سر کے بال گر گئے تھے اور میں نے اس کا نکاح کیا ہے تو کیا میں

(۵۸۵۹) نسائی: ۵۰٤۹.

(۵۸٦۰) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ۲٦۱ـ وفيه سعيد بن بشير وثقه شعبة وغيره وضعفه ابن معين وغيره وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ۸۸٦٤.

(۵۸٦۱) بخاری: ۵۹٤۱ـ مسلم: ۲۱۲۲ـ نسائی: ۵۲۵۰ـ ابن ماجه: ۱۹۸۸ـ احمد: ۲٦٤۳۸.

زَوَّجْتُهَا اَفَاَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ. (رواه البخاری، ٥٩٤١)

اس کے بالوں میں بال ملاؤں؟ فرمایا: بال ملانے والی اور جس کے بالوں میں بال ملائے جائیں دونوں کو اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔'' (بخاری)

٥٨٦٢ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَاْسِهَا فَجَائَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِى أَنْ اَصِلَ فِيْ شَعْرِهَا فَقَالَ لاَ إِنَّـهُ قَـدْ لُـعِـنَ الْمُوْصِلاَتُ. (رواه البخاری، ٥٢٠٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی کا عقد کرایا تو اسکے سر کے بال گر گئے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، اور کہا کہ لڑکی کے خاوند نے مجھے کہا ہے کہ اس کے بالوں میں بال ملادوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ بال ملانے والی خواتین کو لعنت کی گئی ہے۔ (بخاری)

٥٨٦٣ــ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ وَكَانَتْ فِي يَدَىْ حَرَسِىٍّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُوْلُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ. (رواه البخاری، ٣٤٦٨)

''حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے سنا جس سال حج کیا اور اس نے بالوں کا ایک گچھا ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا۔ اور وہ ایک محافظ کے ہاتھوں میں تھا، اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے آپ ﷺ کو اس طرح کے بال ملانے سے منع کرتے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنواسرائیل ہلاک اس وقت ہوئے جب ان کی خواتین نے یہ کام شروع کر دیا۔'' (بخاری)

٥٨٦٤ــ وَفِى رِوَايَةٍ: قَالَ مَاكُنْتُ أَرٰى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُهُ إِلاَّ الْيَهُوْدَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّوْرَ. (رواه مسلم، ٢١٢٧)

''ایک روایت میں ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال نہیں تھا کہ یہود کے علاوہ کوئی اور بھی ایسا کرتا ہوگا۔ اور اس فعل کی جب نبی ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے اس کا نام زُور رکھا تھا۔''

٥٨٦٥ــ وَفِى رِوَايَةٍ: قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِى مَا يُكَثِّرُ بِهِ النِّسَاءُ اَشْعَارَهُنَّ مِنَ الْخِرَقِ (رواه مسلم، ٢١٢٧)

''ایک روایت میں ہے: سیدنا قتادہ ﷺ نے (زور) کی تفسیر میں کہا: یعنی وہ چیز کہ عورتیں اپنے بالوں کو اس کے ساتھ زیادہ کرتی ہیں۔'' (مسلم)

(٥٨٦٢) بخاری: ٥٢٠٥۔ مسلم: ٢١٢٣۔ نسائی: ٥٠٩٧۔ احمد: ٢٥٤٣٨.

(٥٨٦٣) بخاری: ٣٤٦٨۔ مسلم: ٢١٢٧۔ ترمذی: ٢٧٨١۔ نسائی: ٥٢٤٦۔ ابوداؤد: ٤١٦٧۔ احمد: ١٧٤٨٢۔ مؤطا: ١٧٦٥.

(٥٨٦٤) مسلم: ٢١٢٧۔ ترمذی: ٢٧٨١۔ نسائی: ٥٢٤٦۔ ابوداؤد: ٤١٦٧۔ احمد: ١٧٤٨٢۔ مؤطا: ١٧٦٥.

(٥٨٦٥) مسلم: ٢١٢٧۔ ترمذی: ٢٧٨١۔ نسائی: ٥٢٤٦۔ ابوداؤد: ٤١٦٧۔ احمد: ١٧٤٨٢۔ مؤطا: ١٧٦٥.

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر چہ بوجہ بیماری عورت کو دوسرے بناوٹی بال لگوانے کی ضرورت بھی ہو تب بھی یہ لگانے جائز نہیں اور یہ لعنت کا کام ہے، لعنت اسی کام پر ہوتی ہے جو حرام ہو۔ یعنی کسی عورت کے بال جو کہ قدرتی ہیں ان کے ساتھ دوسرے بال ملا کر جو کسی غیر عورت کے ہوں یا جانور کے ہوں جسے ''وگ'' کہتے ہیں، یہ اس لیے لگائے جائیں کہ بال لمبے دکھائی دیں یہ حرام ہیں، آپ ﷺ نے جب بیمار عورت کو یہ بال لگانے کی اجازت نہیں دی تو تندرست کو کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟ اس میں چونکہ دھوکہ پایا جاتا ہے اس لیے اسے لعنت قرار دیا گیا ہے۔

بالوں کی کنگھی کرنے کے بعد عورتیں پراندہ وغیرہ باندھتی ہیں یہ جائز ہے خواہ بالوں اور پراندہ کا رنگ ایک ہی ہو جب آپس میں رنگ کا فرق ہو تو پھر بالا والی پراندہ باندھنا جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۳۶۸)

٥٨٦٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ بِهِ فَسَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَا صِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ. (رواه مسلم، ٢٣٣٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اہل کتاب اپنے بال لٹکاتے، اور مشرکین سر کے بالوں میں مانگ نکالتے تھے۔ نبی ﷺ اہل کتاب کی موافقت ہر اس امر میں پسند کرتے تھے جس میں آپ ﷺ پر کوئی خاص حکم نازل نہیں ہوتا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے پیشانی کے بال کچھ عرصہ تک لٹکائے۔ پھر آپ ﷺ نے بالوں میں مانگ نکالی۔'' (مسلم)

شرح: ......فرق سے مراد وہ چیر ہے جو بالوں میں نکالا جاتا ہے۔ اور بالوں کے سدل سے مراد ہے بغیر چیر کے بالوں کو کھلا رکھنا۔ یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ بالوں کو بغیر چیر کھلا چھوڑ دیتے تھے۔ مشرکوں کا طریقہ یہ تھا وہ سر کے بالوں کے دو حصے کرتے، ایک حصہ دائیں جانب ڈال دیتے، دوسرا حصہ سر کی جائیں جانب ڈالتے اور درمیان سے چیر نکال لیتے۔ اور یہودی پیشانی پر بال پھینک دیتے تھے۔ آپ ﷺ یہودیوں کو مانوس کرنے کے لیے بال بغیر مانگ نکالے ویسے چھوڑ دیتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ﷺ کو یہودیوں کی مخالفت کا حکم نہ تھا۔ جب آپ کو یہ حکم ہوا تو پھر ان کی مخالفت کی تو آپ ﷺ کا آخری عمل مانگ نکالنا تھا۔

اب علمائے کرام کی ایک رائے یہ ہے کہ بالوں کو بغیر مانگ نکالے لٹکانا منسوخ ہو چکا ہے۔ لیکن صحیح بات یہی ہے کہ دونوں طرح جائز ہے مانگ نکال لیں، یا بغیر مانگ نکالے بالوں کو لٹکائیں، ہر طرح جائز ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۳۲)

٥٨٦٧ـــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ تَنْتِفُوا

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید بال نہ اکھاڑو۔ جو

(٥٨٦٦) مسلم: ٢٣٣٦ـ بخاری: ٥٩١٧ـ نسائی: ٥٢٣٨ـ ابوداؤد: ٤١٨٨ـ ابن ماجه: ٣٦٣٢ـ احمد: ٢٩٣٦.

الشَّيْبَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيْبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ قَالَ عَنْ سُفْيَانَ إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

مسلمان اسلام کے زیرسایہ بوڑھا ہوتا ہے اس کے لیے سفید بال بروز قیامت نور ہوں گے۔''

٥٨٦٨۔ وَفِي رِوَايَةٍ : كَتَبَ اللّٰهُ بِهَا حَسَنَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً . (هما لأبى داود، ٤٢٠٢)

''ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے نیکی لکھتا اور ایک بدی دور کرتا ہے۔'' یہ دونوں روایات ابوداؤد کی ہیں۔

٥٨٦٩۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ . (رواه الترمذى ١٦٣٥)

''سیدنا عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ کی راہ میں بڑھاپا آیا اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس میں سفید بالوں کو باقی رکھنے کی ترغیب ہے۔ اس میں رنگنے کی ممانعت نہیں ضرورت اور مصلحت کے تحت رنگنا جائز ہے، اس حدیث میں سفید بالوں کو اکھاڑنے سے روکا گیا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۳۶)

ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اور نیکی میں سرگرم عمل رہتے ہوئے اور احکام اسلام کی پابندی میں مصروف ہے اور اس کے بال سفید ہو جاتے ہیں تو یہ سفیدی محشر کے دن جب مصائب ومشکلات تاریکیاں بن کر ہولنا کی پیدا کریں گی تو یہ ضیاء بن کر چمکے گی، جس کی رہنمائی میں یہ جنت میں داخل ہوگا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۱۵)

٥٨٧٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحٰى . (رواه البخارى، ٥٨٩٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔'' (بخاری)

٥٨٧١۔ وَفِي رِوَايَةٍ: خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ . (رواه البخارى، ٥٨٩٢)

''ایک روایت میں ہے فرمایا: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو مٹا دو۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج کرتے یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر جو زائد ہوتی اس کو کترا دیتے تھے۔'' (بخاری)

(٥٨٦٨) ابوداؤد: ٤٢٠٢.

(٥٨٦٩) ترمذی: ١٦٣٥۔ صحیح، البانی: ١٣٣٥۔ نسائی: ٣١٤٢.

(٥٨٧٠) بخاری: ٥٨٩٣۔ مسلم: ٢٥٩۔ ترمذی: ٢٧٦٤۔ نسائی: ٥٠٤٦۔ ابوداؤد: ٤١٩٩۔ احمد: ٦٤٢٠.

(٥٨٧١) بخاری: ٥٨٩٢۔ مسلم: ٢٥٩۔ ترمذی: ٢٧٦٤۔ نسائی: ٥٠٤٦۔ ابوداؤد: ٤١٩٩۔ احمد: ٦٤٢٠.

٥٨٧٢ــ لـرزيـن : أَنَّ ابْنَ عُمَرَكَانَ يُحْفِيْ شَـارِبَـهٗ حَتّٰـى يُـنْـظَـرَ إِلَـى الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ . ﴿يَعْنِي مَا بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ﴾

''رزین کی روایت ہے: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھیں کتراتے یہاں تک کہ کھال نظر آتی اور داڑھی اور موچھوں کے درمیان کے بال بھی کاٹ دیتے۔''

٥٨٧٣ـ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلاَّ فِي حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ . (رواه أبوداود، ٤٢٠١)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم داڑھی کے لٹکتے بال رہنے دیتے مگر حج وعمرہ میں کترا دیتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٧٤ــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا . (رواه الترمذی، ٢٧٦٢)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ تحقیق نبی ﷺ داڑھی کے بال طول اور عرض ہر دو اطراف سے کاٹتے تھے۔'' (ترمذی)

٥٨٧٥ـ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا غَضِبَ فَتَلَ شَارِبَهٗ وَنَفَخَ . (الطبرانی فی الکبیر٥٤ بانقطاع)

''عامر بن بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو جب غصہ آتا تو اپنی موچھوں کو بٹتے اور پھونکتے تھے۔ (الکبیر، سند منقطع ہے)

٥٨٧٦ــ عَـنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ جَزِّ السِّبَالِ . (رواه للأوسط بضعف)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لٹکے بال کاٹنے سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے۔'' (الاوسط، بضعف)

٥٨٧٧ــ عَـنِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ : نَهَى الـنَّبِيُّ ﷺ عَـنِ الْـجُـمَّةِ لِـلْـحُـرَّةِ وَالْقُصَّةِ لِلاَمَةِ . (رواه الطبرانی فی الکبیر والصغیر، ٣٧٠)

''ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے آزاد عورتوں کو لمبے بال رکھنے سے اور لونڈیوں کو چٹیا بنانے سے منع کیا ہے۔'' (الکبیر، الصغیر)

شرح : ......۱۔ ثابت ہوا کہ عورتوں کو مردوں کی مانند بال نہیں رکھنے چاہیے جس طرح کہ کانوں تک مردوں نے رکھے ہوتے ہیں یہاں تک عورتوں کو بال رکھنا منع ہے۔

۲۔ لبیں بالکل بھی چٹم کی جاسکتی ہیں اور کاٹی بھی جاسکتی ہیں مگر داڑھی پوری رکھنے کا حکم ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۳۵)

جو نبی ﷺ کی طرف نسبت کی گئی ہے کہ آپ داڑھی کے دائیں بائیں سے اور طول وعرض سے کاٹتے تھے، یہ خود

(٥٨٧٢) رزين.

(٥٨٧٣) ابوداؤد: ٤٢٠١ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٩٠١.

(٥٨٧٤) ترمذی: ٢٧٦٢ـ موضوع، البانی: ٥٢٥.

(٥٨٧٥) طبرانی کبیر: ٥٤ـ ورجاله رجال الصحيح خلا عبدالله بن احمد وهو ثقة مامون الا ان عامر بن عبدالله بن الزبير لم يدرك عمر، هيثمی: ٨٨٤٠.

(٥٨٧٦) طبرانی اوسط، عن المقدام بن داود وهو ضعيف، هيثمی: ٨٨٤٩.

(٥٨٧٧) طبرانی کبیر، طبرانی صغیر ورجال الصغير ثقات، هيثمی: ٨٨٤٩.

ساختہ بات ہے۔ یا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج کے موقع پر کترواتے تھے جو کہ ان کا اجتہاد ہے یہ لائق اتباع نہیں لائق اتباع حدیث ہے۔مسنون داڑھی یہی ہے جیسے اپنی حالت پر چھوڑا جائے اور پوری رکھی جائے۔

علمائے کرام نے لکھا ہے: یہ کہنا کہ داڑھی عرب کا رواج تھا، دین کا حکم نہیں، یہ ملحد اور بے دین آدمی کا نظریہ ہے اور انگریز اور غیر مسلم شروع سے ہی داڑھی نہیں رکھتے۔ بلکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے، داڑھی منڈوانا مشرکوں، انگریزوں اور ہندوؤں اور جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں ان کی عادت ہے۔(مرقاۃ:۱/۳۰۲)

بہرصورت پوری داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے۔(جائزۃ الاحوذی:۴/ ۶۹)

الخضاب للشعر والیدین والخلوق

بالوں اور ہاتھوں کے لیے خضاب اور خوشبو کا بیان

۵۸۷۸ــــ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَایَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ. (رواه البخاري،٣٤٦٢)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔'' (بخاری)

۵۸۷۹ــــ وَفِی رِوَایَةٍ: غَیِّرُوا الشَّیْبَ وَلاَ تَشَبَّهُوْا بِالْیَهُوْدِ. (رواه الترمذی، ١٧٥٢)

''ایک روایت میں ہے: سفیدی کو تبدیل کرو اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔''

شرح: ......ان سے معلوم ہوا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔مگر یاد رہے کہ خالص سیاہ رنگ نہ ہو، اس سے رنگنا حرام ہے۔کوئی دوسرا رنگ ڈال کر اس کی سیاہی مات کر لی جائے۔(فتح الباری:۱۰/۳۵۴)

۵۸۸۰ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَااَحْسَنَ هٰذَا قَالَ فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا قَالَ فَمَرَّآخَرُ قَدْخَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ. (لابی داود٤٢١١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک مرد گزرا، اس نے مہندی کا خضاب لگا رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے۔ پھر ایک گزرا جس نے مہندی اور کتم (ایک گھاس ہے جس سے سرخی مائل سیاہ رنگ نکلتا ہے اسے وسمہ کہتے ہیں) کا خضاب لگایا ہوا تھا، فرمایا: یہ اس سے بھی اچھا ہے۔ پھر ایک شخص گذرا جس نے زرد رنگ لگا رکھا تھا تو فرمایا: یہ ان سب سے زیادہ بہتر ہے۔'' (ابوداؤد)

(٥٨٧٨) بخاری: ٣٤٦٢۔ مسلم: ٢١٠٣۔ نسائی: ٥٠٧٢۔ ابوداؤد: ٤٢٠٣۔ ابن ماجه: ٣٦٢١۔ احمد: ٨٩٥٦.

(٥٨٧٩) ترمذی: ١٧٥٢۔ صحیح، البانی: ١٤٣٣۔ بخاری: ٣٤٦٢۔ مسلم: ٢١٠٣١۔ نسائی: ٥٠٧٢۔ ابوداؤد: ٤٢٠٣۔ ابن ماجه: ٣٦٢١۔ احمد: ٨٩٥٦.

(٥٨٨٠) ابوداؤد: ٤٢١١۔ ضعیف، البانی: ٩٠٢۔ ابن ماجه: ٣٦٢٧.

٥٨٨١ــ عَـنْ أَبِیْ ذَرٍّعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحْسَـنَ مَـا غُیِّـرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ (رواه الترمذی، ١٧٥٣)

''سیدنا ابوذر ﷺ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ تبدیل کیا جائے وہ مہندی اور وسمہ ہے۔'' (ترمذی)

٥٨٨٢ــ عَـنْ زَیْـدٍ یَعْنِی ابْنَ اَسْلَمَ أَنَّ ابْنَ عُـمَـرَ كَـانَ یَـصْبُـغُ لِـحْیَتَهٗ بِالصُّفْرَةِ حَتّٰی تَـمْتَلِئَ ثِیَابُهٗ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِیْلَ لَهٗ لِمَ تَصْبُغُ بِـالـصُّـفْرَةِ فَقَالَ إِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَـصْبُـغُ بِهَا وَلَمْ یَكُنْ شَیْءٌ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْهَا وَقَـدْ كَـانَ یَصْبُغُ ثِیَابَهٗ كُلَّهَا حَتّٰی عِمَامَتَهٗ. (رواه أبوداود، ٤٠٦٤)

''زید بن اسلم کا بیان ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کو زرد رنگ لگاتے یہاں تک کہ ان کے کپڑے زردی سے رنگین ہوجاتے۔ ان سے کہا گیا: آپ زردی کا رنگ کیوں لگاتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ رنگ لگاتے دیکھا ہے۔ اور اس سے زیادہ پسند آپ ﷺ کو کوئی رنگ نہیں تھا۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے سب کپڑے اس سے رنگین کرتے یہاں تک کہ پگڑی بھی۔'' (ابوداؤد)

٥٨٨٣ــ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ یَـلْبَـسُ الـنِّـعَــالَ السِّبْتِیَّةَ وَیُصَفِّرُ لِحْیَتَـهٗ بِـالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ. (رواه النسائی، ٥٢٤٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مدبوغ چمڑے کے جوتے پہنتے تھے۔ اور اپنی داڑھی کو ورس (ایک گھاس ہے جس سے زرد رنگ نکلتا ہے) اور زعفران سے زرد کردیتے تھے۔ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔'' (نسائی)

٥٨٨٤ـ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَـنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَـقَالَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِی رَاْسِهٖ فَعَلْتُ وَقَالَ لَمْ یَـخْتَـضِـبْ وَقَـدِاخْتَضَبَ أَبُوْ بَكْرٍبِالْحِنَّاءِ وَالْـكَتَـمِ وَاخْـتَـضَــبَ عُـمَــرُ بِــالْحِنَّـاءِ بَحْتًا. (رواه مسلم، ٢٣٤١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اگر میں رسول اللہ ﷺ کے سر کے سفید بال شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا۔ سیدنا ابوبکرالصدیق رضی اللہ عنہ نے خضاب لگایا ہے جو مہندی اور کتم سے تیار کیا جاتا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خالص مہندی کا خضاب لگایا ہے۔'' (مسلم)

(٥٨٨١) ترمذی: ١٧٥٧ـ صحیح، البانی: ١٤٣٤ـ ابوداؤد: ٤٢٠٥ـ ابن ماجه: ٣٦٢٢.

(٥٨٨٢) ابوداؤد: ٤٠٦٤ـ صحیح الاسناد: ١٤٢٩ـ بخاری: ١٦٦ـ مسلم: ١٢٥٧ـ ترمذی: ٨١٨ـ نسائی: ٥٢٤٤ـ ابن ماجه: ٣٦٢٦ـ احمد: ٦١٩٦ـ مؤطا: ٩٢٣ـ دارمی: ١٨٣٨.

(٥٨٨٣) نسائی: ٥٢٤٤ـ صحیح الاسناد، البانی: ٤٨٣٩ـ بخاری: ١٦٦ـ مسلم: ١١٨٧ـ ابوداؤد: ٤٢١٠ـ ابن ماجه: ٣٦٢٦ـ احمد: ٥٩٠٧ـ مؤطا: ٧٤١.

(٥٨٨٤) مسلم: ٢٣٤١ـ بخاری: ٥٩٠٦ـ ترمذی: ٣٦٢٣ـ نسائی: ٥٠٨٧ـ ابوداؤد: ٤٢٠٩ـ ابن ماجه: ٣٦٣٤ـ احمد: ١٣٩٧ـ مؤطا: ١٧٠٧.

٥٨٨٥۔ عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِيْ نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا هُوَ ذُوْوَفْرَةٍ بِهَارَدْعُ حِنَّاءٍ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ فَقَالَ لَهُ اَبِي اَرِنِي هٰذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيْبٌ قَالَ اللّٰهُ الطَّبِيْبُ بَلْ اَنْتَ رَجُلٌ رَفِيْقٌ طَبِيْبُهَا الَّذِيْ خَلَقَهَا. (رواه أبوداود، ٤٢٠٦)

''سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنے باپ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ کے بال کانوں کی لوتک تھے اور ان پر مہندی لگائی تھی۔ آپ ﷺ پر دو سبز چادریں تھیں تو میرے باپ نے عرض کی: آپ ﷺ اپنی پشت کے اوپر کی چیز دیکھائیں میں طبیب آدمی ہوں۔ فرمایا: اللہ ہی طبیب ہے بلکہ تو رفیق مرد ہے۔ میری پشت کی چیز (مہر نبوت) کا طبیب تو وہ ذات حق ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٨٦۔ عَنْ أَبِيْ رِمْثَةَ قَالَ أَتَيْتُ أَنَا وَأَبِي النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ قَدْ لَطَخَ لِحْيَتَهُ بِالْحِنَّاءِ. (رواه النسائی، ٥٠٨٣)

''سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا والد نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ نے اپنی داڑھی مہندی سے لت پت کر رکھی تھی۔'' (نسائی)

٥٨٨٧۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيْلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهِ شَعْرٌ مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا. (رواه البخاری، ٥٨٩٦)

''عثمان بن عبداللہ بن موھب کا بیان ہے کہ میرے گھر والوں نے مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیالے میں پانی دے کر روانہ کیا۔ اسرائیل نے (حدیث کا ایک راوی ہے) نبی علیہ السلام کے بالوں کے ایک گچھے کو تین انگلیوں میں دبایا۔ چنانچہ جب کوئی انسان بیمار ہوتا یا اسے نظر لگتی تو وہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف اپنے خضاب والے چیتھڑے بھیجتا۔ پس میں نے ڈبیہ میں دیکھا تو اس میں سرخ بال تھے۔'' (بخاری)

٥٨٨٨۔ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيْسًا لَهُمْ وَكَانَ اَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ

''سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث ان کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور ان کا سر اور داڑھی سفید تھی۔ ایک دن وہ آئے تو انہوں نے داڑھی سرخ کر رکھی تھی تو ہمارے لوگوں نے کہا: یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس نے

(٥٨٨٥) ابوداؤد: ٤٢٠٦۔ صحیح، البانی: ٣٥٤٣۔ ترمذی: ٢٨١٢۔ نسائی: ١٥٧٢۔ احمد: ١٧٠٣٧.
(٥٨٨٦) نسائی: ٥٠٨٣۔ صحیح، البانی: ٤٧٠٧۔ ابوداؤد: ٤٢٠٦.
(٥٨٨٧) بخاری: ٥٨٩٦۔ ابن ماجه: ٣٦٢٣۔ احمد: ٢٦١٩٧.
(٥٨٨٨) مؤطا: ١٧٧١.

حَمَّرَهُمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هٰذَا اَحْسَنُ فَقَالَ إِنَّ أُمِّى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَرْسَلَتْ إِلَيَّ الْبَارِحَةَ جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ فَأَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَأَصْبُغَنَّ وَأَخْبَرَتْنِى أَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ كَانَ يَصْبُغُ. (رواه مالك، ١٧٧١)

کہا میری ماں عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ نے آج شام کو اپنی خادمہ کے ہاتھ تھوڑی سی مہندی بھیجی اور مجھے قسم دی کہ میں ضرور مہندی لگاؤں۔ اور مجھے بتایا کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ مہندی لگاتے تھے۔'' (مالک)

٥٨٨٩۔ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، بَلَغَنِىْ: أَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا وَأُبَيًّا لَمْ يَكُوْنُوْا يُغَيِّرُوْنَ الشَّيْبَ، وَلَوْكَانَتْ عَائِشَةُ عَلِمَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَبَغَ لَذَكَرَتْهُ حِيْنَ ذَكَرَتْ أَبَا بَكْرٍ. (لأبن الأسود ولرزين.)

''سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ عمر، علی، اور ابی رضی اللہ عنہم سفید بالوں کا رنگ تبدیل نہیں کرتے تھے۔ اگر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم میں یہ بات ہوتی کہ نبی ﷺ نے مہندی وغیرہ سے خضاب لگایا ہے تو وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتیں جب انہوں نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تھا۔'' (ابن اسود، رزین)

٥٨٩٠۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أُتِىَ بِأَبِى قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَىْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ. (رواه مسلم ٢١٠٢)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو لایا گیا جس دن مکہ فتح ہوا ان کا سر اور داڑھی ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز سے اس کو تبدیل کر دو، البتہ سیاہ کرنے سے اجتناب کرو۔'' (مسلم)

٥٨٩١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ قَوْمٌ يَخْضَبُوْنَ فِى آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لاَ يَرِيْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. (رواه أبوداود، ٤٢١٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ایک قوم سیاہ خضاب لگائے گی، جیسا کبوتر کا سینہ سیاہ ہوتا ہے، ایسے لوگ جنت کی بو بھی نہیں پائیں گے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٩٢۔ عَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هَمَّامٍ أَنَّ امْرَأَةً اَتَتْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلَتْهَا عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لاَ بَأْسَ بِهِ وَلٰكِنْ

''کریمہ بنت ہمام نے کہا: ایک عورت نے آ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی کے خضاب کا پوچھا، تو انہوں نے کہا: اس میں گناہ تو نہیں ہے، لیکن میں ناپسند کرتی ہوں اس لیے کہ میرے محبوب اللہ

(٥٨٨٩) ابن اسود اور رزین.

(٥٨٩٠) مسلم: ٢١٠٢۔ نسائی: ٥٢٤٢۔ ابوداؤد: ٤٢٠٤۔ ابن ماجہ: ٣٦٢٤۔ احمد: ١٤٢٣١.

(٥٨٩١) ابوداؤد: ٤٢١٢۔ صحیح، البانی: ٣٥٤٨۔ نسائی: ٥٠٧٥۔ احمد: ٢٤٦٦.

(٥٨٩٢) ابوداؤد: ٤١٦٤۔ ضعیف، البانی: ٨٩٣۔ نسائی: ٥٠٩٠۔ احمد: ٢٥٢٣٢.

أَكْرَهُهُ كَانَ حَبِيبِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ رِيْحَهُ. (رواه أبوداود، ٤١٦٤)

کے رسول ﷺ اس کی بو پسند نہیں کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٩٣ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوْمَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ مَاأَدْرِىْ أَيَدُرَجُلٍ أَمْ يَدُامْرَأَةٍ قَالَتْ بَلِ امْرَأَةٌ قَالَ لَوْكُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِى بِالْحِنَّاءِ. (رواه أبوداود، ٤١٦٦)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ سے ایک خط دیا۔ پس آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا۔ اس نے عرض کی: عورت کا ہاتھ ہے۔ فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخن مہندی سے رنگین کرتی۔'' (ابوداؤد)

٥٨٩٤ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدَبِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا نَبِىَ اللّٰهِ بَايِعْنِى قَالَ لاَأُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِىْ كَفَّيْكِ كَأَنَّهُمَا كَفَّاسَبُعٍ. (رواه أبوداود، ٤١٦٥)

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیعت کریں۔ فرمایا: میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو اپنی ہتھیلی کا رنگ تبدیل نہ کر دے۔ گویا تیرے ہاتھ درندے کے ہاتھ ہیں۔'' (ابوداؤد)

٥٨٩٥ـ عَنْ عَائِشَةَ، رَفَعَتْهُ إِنِّى لَأُ بْغِضُ الْمَرْأَةَ أَنْ أَرَاهَا سَلْتَاءَ مَرْهَاءِ. (رواه رزين)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس عورت کو دیکھنا ناپسند کرتا ہوں جو مہندی اور رنگ سے خالی ہو۔'' (رزین)

٥٨٩٦ـ عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَالَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَخْتَضِبُ الْحَائِضُ فَقَالَتْ قَدْكُنَّا عِنْدَ النَّبِىِّ ﷺ وَنَحْنُ نَخْتَضِبُ فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَا نَا عَنْهُ. (رواه ابن ماجة، ٦٥٦)

''معاذہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: حیض والی عورت مہندی لگا سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس مہندی کا خضاب لگاتی تھیں، اور آپ ﷺ منع نہیں کرتے تھے۔'' (ابن ماجہ)

٥٨٩٧ـ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِىَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا اس نے اپنے ہاتھ، پاؤں مہندی سے رنگین کر رکھے تھے۔

(٥٨٩٣) ابوداؤد: ٤١٦٦ـ حسن، البانى: ٣٥١٠ـ نسائى: ٥٠٩٩ـ احمد: ٢٥٧٢٦.

(٥٨٩٤) ابوداؤد: ٤١٦٥ـ ضعيف البانى: ٨٩٤.

(٥٨٩٥) رزين.

(٥٨٩٦) ابن ماجه: ٦٥٦ـ صحيح، البانى: ٥٣٥.

(٥٨٩٧) ابوداؤد: ٤٩٢٨ـ صحيح، البانى: ٤١١٩.

فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَـابَـالُ هٰذَافَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَشَبَّـهُ بِـالـنِّسَاءِ فَأَمَرَبِهِ فَنُفِيَ إِلَى الـنَّـقِيْـعِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَلاَ نَـقْتُلُهُ فَقَالَ إِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ. (رواه أبوداود، ٤٩٢٨)

فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ عورتوں کی مشابہت بناتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کو مدینہ سے باہر مقام نقیع کی طرف نکال دیا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس کو قتل نہ کریں؟ فرمایا: مجھے نمازیوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔'' (ابوداؤد)

٥٨٩٨ـ عَنْ مَالِكٍ: بَلَغَنِي أَنَّ نَاساً مِنْ اَهْلِ الْـعِـلْـمِ كَرِهُوْا خِضَابَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ لِـلـرِّجَـالِ لِهٰذَاالْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ عَنْ اَبِيْ هُـرَيْـرَةَ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي فِيْهِ إِلاَّ اَنَّهُ مُسْتَحَبٌّ لِلنِّسَاءِ. (رواه رزين)

''مالک کو خبر پہنچی کہ چند اہل علم نے مردوں کے لیے ہاتھ پاؤں کو خضاب لگانا مکروہ قرار دیا ہے۔ مذکورہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے۔ اور کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مہندی لگانا عورتوں کے لیے مستحب ہے۔'' (رزین)

٥٨٩٩ــ عَـنْ اَنَـسٍ، رَفَـعَـهُ: اخْتَضِبُوْا بِـالْحِنَّاءِ فَإِنَّهُ طِيْبُ الرِّيْحِ يَسْكُنُ الدَّوْخَةَ. (رواه أبو يعلى الموصلى، ٣٦٢١ بجهالة)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مرفوعًا بیان کیا کہ مہندی کا خضاب لگاؤ اس کی بو اچھی ہے۔ اور سر چکرانے سے بھی تسکین ہوتی ہے۔'' (الموصلی سند مجہول سے)

٥٩٠٠ــ عَـنْ اَنَـسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَالرَّجُلُ. (رواه البخاري، ٥٨٤٦)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔'' (بخاری)

٥٩٠١ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَلَّمَا يُوَاجِهُ رَجُلاً فِي وَجْهِهِ بِشَيْءٍ يَـكْـرَهُـهُ فَـلَمَّا خَرَجَ قَالَ لَوْاَمَرْتُمْ هٰذَا اَنْ يَغْسِلَ هٰذَا عَنْهُ. (رواه أبوداود، ٤١٨٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اور اس پر زردی کا نشان تھا۔ آنحضرت ﷺ ہر اس مرد کے روبرو کم ہی بیٹھتے تھے جس کے چہرے پر کوئی ناپسندیدہ چیز ہوتی تھی۔ جب وہ محفل سے چلا گیا تو فرمایا: بہتر ہوتا اگر تم اس کو اپنے اوپر سے زردی دھونے کا حکم دیتے۔'' (ابوداؤد)

٥٩٠٢ــ عَـنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّافَتَحَ

''ولید بن عقبہ نے کہا: جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اہل مکہ

(٥٨٩٨) رزين.

(٥٨٩٩) ابو يعلى موصلى: ٣٦٢١ـ من طريق الحسن بن دعامة عن عمر بن شرلك قال الذهبى مجهولان، هيثمى: ٨٧٨٨.

(٥٩٠٠) بخارى: ٥٨٤٦ـ مسلم: ٢١٠١ـ ترمذى ٢٨١٥ـ نسائى: ٥٢٥٧ـ ابوداؤد: ٤١٧٩ـ احمد: ١٢٥٣٠.

(٥٩٠١) ابوداؤد: ٤١٨٢ـ ضعيف، البانى: ١٠٢٦ـ احمد: ١٢٢١٧.

(٥٩٠٢) ابوداؤد: ٤١٨١ـ منكر، البانى: ٨٩٧ـ احمد: ١٥٩٤٤.

نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ جَعَلَ أَهْلُ مَكَّةَ يَأْتُوْنَهُ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُوْلَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُؤُسَهُمْ قَالَ فَجِيْءَ بِيْ إِلَيْهِ وَأَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِيْ مِنْ اَجْلِ الْخَلُوْقِ. (رواه أبوداود، ٤١٨١)

٥٩٠٣۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ اَبْصَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِي رَدْعٌ مِنْ خَلُوْقٍ قَالَ يَا يَعْلَى لَكَ امْرَأَةٌ قُلْتُ لاَ قَالَ اغْسِلْهُ ثُمَّ لاَ تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لاَ تَعُدْ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لاَ تَعُدْ قَالَ فَغَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ ثُمَّ غَسَلْتُهُ ثُمَّ لَمْ اَعُدْ. (رواه النسائى، ٥١٢٤)

٥٩٠٤۔ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى اَهْلِي وَقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَايَ فَخَلَّقُوْنِي بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ. (رواه أبوداود، ٤٦٠١)

٥٩٠٥۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَيَقْبَلُ اللّٰهُ تَعَالَى صَلاَةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مِنْ خَلُوْقٍ. (رواه أبوداود، ٤١٧٨)

٥٩٠٦۔ عَنْ أُمِّ لَيْلَى قَالَتْ: بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنَّ نَخْتَضِبَ الْغَمْسَ، وَنَمْتَشِطَ بِالْغُسْلِ، وَلاَ نُعَطِّلَ اَيْدِيَنَا مِنْ خِضَابٍ. وَقَالَتْ: أَمَرَنَا إِذَا

نے اپنے بچے لانے شروع کر دیے۔ آپ ﷺ برکت کی دعا کرتے تھے، اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ مجھے بھی لایا گیا اور میرے اوپر زعفران کی رنگین خوشبو لگائی گئی تھی۔ پس خوشبو کی وجہ سے آپ نے میرے سر پر ہاتھ نہیں پھیرا تھا۔'' (ابوداؤد)

''سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے نبی ﷺ نے دیکھا زعفرانی خوشبو میں نے لگا رکھی تھی: فرمایا: اے یعلیٰ! تیری بیوی ہے؟ میں نے کہا: نہیں ہے فرمایا: اس کو دھو دے پھر نہ لگا، اور دھو دے پھر نہ لگا، اور پھر دھو دے اور پھر نہ لگا۔

پس میں نے دھویا اور پھر نہ لگائی: پھر دھویا پھر نہ لگائی، پھر دھویا اور پھر کوئی چیز نہ لگائی۔'' (نسائی)

''سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں سفر سے لوٹ کر گھر آیا اور میرے ہاتھ پھٹے ہوئے تھے۔ گھر والوں نے زعفران کی مرہم تیار کر کے لگائی۔ اور فجر کو میں آپ ﷺ کے پاس گیا۔ سلام کیا تو آپ ﷺ نے نہ سلام کا جواب دیا، اور نہ مجھے مرحبا کہا اور فرمایا: جا کر اس کو دھو آ۔'' (ابوداؤد)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زعفرانی رنگ کی خوشبو لگائی گئی ہو۔''

''سیدہ ام لیلیٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تو جو شرائط ہم پر آپ نے رکھیں ان میں سے یہ بھی تھی: ہم خالی پیٹ مہندی کا خضاب لگائیں، غسل کر کے کنگھی کریں اور اپنے ہاتھ خضاب سے خالی نہ رکھیں۔ وہ کہتی ہیں: آپ ﷺ

(٥٩٠٣) نسائی: ٥١٢٤۔ ضعیف، البانی: ٣٨٧۔ ترمذی: ٢٨١٦۔ احمد: ١٧١٢٠.

(٥٩٠٤) ابوداؤد: ٤٦٠١۔ حسن، البانی: ٣٨٤٦۔ احمد: ١٨٤٠٧.

(٥٩٠٥) ابوداؤد: ٤١٧٨۔ ضعیف، البانی: ٨٩٦۔ احمد: ١٩١١٦.

(٥٩٠٦) طبرانی کبیر: ٢٥/ ١٣٨۔ طبرانی اوسط، باسناد واحد علی مرتین وفی اسناده من لم اعرفه، هیثمی: ٨٨٧٩.

كَانَتْ إِحْدَانَا تَقْدِرُ أَنْ تَتَّخِذَفِي يَدَيْهَا مَسَكَتَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَإِنْ لَمْ تَقْدِرْ فَصَدَّتْ يَدَيْهَا وَلَوْ بِسَيْرٍ ، وَقَالَ: لاَ تُشَبَّهْنَّ بِالرِّجَالِ .
(للكبير(٢٥/ ١٣٨) والأوسط بخفي.

نے ہمیں حکم دیا کہ اگر کوئی ہم میں سے قدرت رکھتی ہوتو چاندی کے دوکنگن تیار کرائے۔ اگر قدرت نہ رکھتی ہوتب بھی کوئی معمولی چیز کلائی پر باندھ رکھے اور فرمایا: مردوں کے ساتھ مشابہت بھی نہ اختیار کرو۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

شرح: ......ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما زرد رنگ کا لباس وغیرہ پہنتے تھے اور انہوں نے بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رنگ کیا تھا، اس سے مراد معمولی زرد رنگ ہے، مگر گہرا زرد رنگ منع ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۹۱)

ہندی میں معصفر رنگ، کسنبہ رنگ کو کہتے ہیں، یہ رنگ زردی اور سرخی کے درمیان ہوتا ہے۔ کاہن، سادھو اور جوگی لوگ پہنتے ہیں۔ ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے کاہنوں کا بھی یہی لباس ہو جس کی وجہ سے یہ رنگ پہننے کی ممانعت ہو۔ ان احادیث میں سے اس لباس کے پہننے کے حرام ہونے پر دلیل ہے، یہ پابندی مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے یہ رنگ پہننے کی اجازت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۵۶۴)

ان میں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد کے لیے سرخ مہندی ہاتھوں اور پاؤں کو لگانا منع ہے اور خواتین کے لیے ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی سے رنگنا مستحب ہے اور مہندی لگانے کے بعد ہاتھ پردہ میں رکھے جائیں۔ بلاضرورت باہر نہ نکالیں اور خصوصاً جہاں یہ واضح نہ ہو سکے کہ یہ ہاتھ عورت کا ہے یا مرد کا تو پھر فرق کے لیے عورت کا ہاتھوں پر مہندی لگانا بہت ضروری ہے۔ اسی لیے اس موقع پر ہاتھ نہ رنگنے والی عورت کے ہاتھوں کو درندے کے ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشابہت دی ہے، یہ اظہار ناپسندیدگی تھا۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سرخ مہندی اور سیاہ رنگ کا وسمہ ملا کر لگانا مستحب ہے۔ سر اور داڑھی کے بالوں پر یہ لگایا جائے تو بہت اچھا ہے، وجہ یہ ہے کہ وسمہ سیاہ ہوتا ہے اور مہندی سرخ ہوتی ہے دونوں کو ملانے سے سیاہی مائل سرخ رنگ بن جاتا ہے۔ خالص سیاہ نہیں رہتا، خالص سیاہ رنگ سر کے بالوں اور داڑھی کے بالوں کو لگانا منع ہے۔

اور یہ جو صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، میں طبیب ہوں مجھے مہر نبوت دکھائیں میں اس کا علاج کروں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تم رفیق ہو۔ طبیب اللہ تعالیٰ ہے، یعنی تم ایک ایسے ماہر فن ہو کہ مریض کے ساتھ نرمی کرتے ہو کہ اسے صحت میسر آئے مگر حقیقت میں آرام اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ (عون المعبود: ۴/ ۱۳۸)

اور جو یہ بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو خضاب لگاتے تھے۔ بعض میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا۔ تو اس میں مطابقت یہ ہے کہ صحیح ترین بات حضرت انس رضی اللہ عنہ والی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا۔

جنہوں نے کہا ہے کہ خضاب لگایا ہے، انہوں نے خود ہی اندازہ لگا لیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی

مبارک میں ہونٹوں کے نیچے چند سفید تھے۔اور چند بال ہی کنپٹی کے قریب سفید تھے، جب آپ ﷺ تیل لگاتے تو وہ سفید بال نظر نہ آتے تھے، تو دیکھنے والوں نے یہ تصور کرلیا کہ آپ نے خضاب لگایا ہے۔اور جنہوں نے سرخ رنگ کا خضاب کہا ہے۔ دراصل وہ آپ ﷺ نے سرخ رنگ کا خضاب نہ لگایا ہوتا تھا۔خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے ان سفید بالوں کا یہ رنگ سرخی مائل تھا۔ وگرنہ آپ ﷺ نے خضاب استعمال نہیں کیا۔(فتح الباری: ۱۰/۳۵۴)

الختان وقص الاظفار ونتف الإبط والاستحداد والوشم وغير ذلك

ختنہ کرنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھاڑنے، زیر ناف لوہا استعمال کرنے اور جسم وغیرہ میں سرمہ بھروانا وغیرہ کا بیان

۵۹۰۷۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الفِطْرَةُ خَمسٌ الإِخْتِتَانُ وَالإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ . (رواه مسلم، ۲۵۷)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اشیاء فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرنا، استرہ استعمال کرنا، مونچھ چھوٹی کرنا، ناخن ترشوانا، بغلوں کے بال اکھاڑنا۔''

۵۹۰۸۔ قَالَ اَنَسٌ وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لاَ نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً . (رواه مسلم، ۲۵۸)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: موچھ کترانے، ناخن ترشوانے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں مقرر کیا گیا کہ چالیس راتوں سے زیادہ تاخیر نہ کریں۔'' (مسلم)

۵۹۰۹۔ وَفِي رِوَايَةٍ: أَكْثَرَمِنْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا . (رواه الترمذی، ۲۷۵۹)

''ایک روایت میں ہے: چالیس ایام سے زیادہ نہ چھوڑیں۔''

شرح: ......یعنی اگر کوئی چالیس دن تک لبیں نہیں کٹاتا، زیر ناف یا زیر بغل بال نہیں اتارتا، یا ناخن نہیں تراشتا تو وہ مخالف سنت نہ ٹھہرے گا، اس سے زائد اگر کرتا ہے تو یہ خلاف سنت کرتا ہے، ان دنوں سے پہلے کی کوئی پابندی نہیں، جب چاہے اتار لے۔(عون المعبود: ۴/ ۱۳۶)

۵۹۱۰۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۵۹۰۷) مسلم: ۲۵۷۔ بخاری: ٦۲۹۷۔ ترمذی: ۲۷۵٦۔ نسائی: ۵۲۲۵۔ ابوداؤد: ۴۱۹۸۔ ابن ماجه: ۲۹۲۔ احمد: ۹۹٦۵۔ مؤطا: ۱۷۰۹.

(۵۹۰۸) مسلم: ۲۵۸۔ ترمذی: ۲۷۵۹۔ نسائی: ۱۴۔ ابوداؤد: ۴۲۰۰۔ ابن ماجه: ۲۹۵۔ احمد: ۱۳۲٦۵.

(۵۹۰۹) ترمذی: ۲۷۵۹۔ صحیح، البانی: ۲۲۱٦۔ مسلم: ۲۵۸۔ نسائی: ۱۴۔ ابوداؤد: ۴۲۰۰۔ ابن ماجه: ۲۹۵۔ احمد: ۱۳۲٦۵.

(۵۹۱۰) بخاری: ٦۲۹۸۔ مسلم: ۲۳۷۰۔ احمد: ۹۳۳۹.

قَالَ اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُخَفَّفَةً عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ بِالْقَدُّوْمِ وَهُوَ مَوْضِعٌ مُشَدَّدٌ. (رواه البخاری، ٦٢٩٨)

فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے اسّی سال کے بعد کلہاڑے سے اپنا ختنہ کیا بعض نے قدوم کے دال کو مخفف کہا ہے بمعنی کلہاڑا۔ ابو ابوالزناد نے دال مشدّد پڑھی ہے، پھر جگہ کا نام مراد ہوگا۔''

٥٩١١۔ وفی رواية: اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ علیہ السلام وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً. (رواه البخاری، ٣٣٥٦)

''اور ایک روایت میں ہے: ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ کیا جب ان کی عمر مبارک اسی سال تھی۔'' (بخاری)

٥٩١٢۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ علیہ السلام أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَارَبِّ مَاهٰذَا فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَارٌ يَاإِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ يَارَبِّ زِدْنِي وَقَاراً. (رواه مالك، ١٧١٠)

''سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: ابراہیم علیہ السلام پہلے انسان ہیں جنھوں نے مہمان نوازی کی۔ اور وہ پہلے انسان ہیں جنھوں نے اپنا ختنہ کیا۔ اور وہ پہلے انسان ہیں جس نے موچھیں کترائیں۔ اور وہ پہلے انسان ہیں جس نے اپنے بال سفید دیکھے تو کہا: اے رب کریم! یہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ وقار ہے۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے رب تعالیٰ! میرا وقار زیادہ کردے۔'' (مالک)

٥٩١٣۔ زادرزین: وَاخْتَتَنَ وَهُوَ ابْنُ مِائَةِ سَنَةٍ وَعِشْرُوْنَ، ثُمَّ عَاشَ بَعْدُ ثَمَانِيْنَ.

''رزین نے زیادہ کیا: اور انھوں نے اپنا ختنہ ایک سوبیس سال کی عمر میں کیا اور اس کے بعد وہ اسی سال زندہ رہے۔''

شرح: ......ایک قول ہے کہ ''قدوم'' شام کے علاقہ میں ایک بستی ہے، وہاں ختنہ کیا تھا۔ دوسرا قول ہے، یہ سراۃ میں ایک گھاٹی ہے۔ مگر صحیح ترین بات یہی ہے کہ یہ ختنہ کرنے کا آلہ تھا۔ جسے کلہاڑا کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ جس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ آلہ تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کرنے کا حکم ہوا تو انہوں نے قدوم (کلہاڑے) سے ختنہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ابراہیم! آلے سے ختنہ ک جس آلے سے ختنہ کرنا تھا، اس کا انتظار کرنا تھا۔ انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تیرے حکم میں تاخیر کرنا پسند نہیں کی۔ اس لیے جو آلہ ملا اس سے ختنہ کر دیا ایک سوبیس برس کی عمر میں ختنہ کرنے والی بات بھی درست نہیں۔ صحیح ترین روایت: ۸۰) برس میں ختنہ کرنے والی ہی ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٣٩٠)

٥٩١٤۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ جَبَيْرٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ تو کتنی عمر کا تھا جب نبی ﷺ کا وصال ہوا؟ انھوں نے کہا: میرا ختنہ اس وقت

(٥٩١١) بخاری: ٣٣٥٦۔ مسلم: ٢٣٧٠۔ احمد: ٩٣٣٩.

(٥٩١٢) مؤطا: ١٧١٠.

(٥٩١٣) رزین.

(٥٩١٤) بخاری: ٦٢٩٩۔ احمد: ٣٣٤٧.

قَالَ أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ قَالَ وَكَانُوْا لاَيَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ (للبخاري، ٦٢٩٩)

ہو چکا تھا اور لوگ ختنہ تب ہی کرتے تھے جب بلوغت کو لڑکا پہنچ جاتا تھا۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو کہا ہے کہ جب لڑکا بالغ ہوتا تو تب ختنہ بٹھاتے تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بالغ ہو جاتا بلکہ مطلب ہے کہ بلوغت کے قریب ہوتا۔ جب یہ ختنہ بیٹھے تھے تو ان کی عمر تقریباً تیرہ برس تھی کیونکہ یہ ہجرت سے پہلے شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر ١٣ برس تھی۔ (فتح الباری: ١١/ ٩٠)

٥٩١٥ــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ لاَ تُنْهِكِي فَإِنَّ ذٰلِكَ اَحْظَى لِلْمَرْاَةِ وَاَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ . (لابى داود، ٥٢٧١ وضعفه)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک عورت مدینہ میں ختنہ کیا کرتی تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ زیادہ نہ کاٹے اس سے عورت کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور مرد کو زیادہ پسند ہے۔ (ابوداؤد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے)

٥٩١٦ــ لرزين : اِشْمِي وَلاَ تُنْهِكِي ، فَإِنَّهٗ أَنْوَرُ لِلوَجْهِ وَاَحْظٰى عِنْدَالرَّجُلِ .

''رزین کی روایت میں ہے: صرف چھودے اور زیادہ نہ کاٹنا اس سے چہرے کی تازگی رہتی ہے اور مرد کے لیے زیادہ لذیذ ہے۔''

٥٩١٧ــ عَنْ مَيْلٍ بِنْتِ مَشْرَحٍ ، قَالَتْ: رَأَيْتُ اَبِي يَقْلِمُ اَظْفَارَهٗ وَيَدْفِنُهَا ، قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ . (رواه البزار ، ٢٩٦٨ ـ والكبير والاوسط بضعف)

''میل بنت مشرح کہتی ہیں: میں نے اپنے باپ کو اپنے ناخن کاٹ کر دفن کرتے دیکھا ہے۔ اور اس نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔'' (البزار، الکبیر، الاوسط، سند ضعیف)

شرح: ......بچوں کے ختنہ کی صورت تو یہ ہے کہ حشفہ پر بڑھا ہوا چمڑا کاٹ دیا جاتا ہے اور عورت کا ختنہ یہ ہے کہ شرمگاہ کے کنارہ پر ایک لوتھڑا ہوتا ہے جو مرغ کی کلغی کی مانند ہے اس کے اوپر گوشت بڑھا ہوتا ہے اس میں سے معمولی سا کاٹ دیا جائے زیادہ گہرا نہ کاٹا جائے تو یہ عورت کا ختنہ ہے۔ بعض محدثین ابن عبدالبر اور ابن منذر رحمہ اللہ کے نزدیک تو عورتوں کے ختنہ والی احادیث ثابت نہیں۔ مگر البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے ان کے نزدیک یہ جائز ہیں۔ جس طرح مرد کا ختنہ ضروری اور تاکید سے کرنے کا حکم ہے، عورت ایسے تو نہیں تاہم جو نہ کرائے وہ خلاف سنت نہیں جو کروانا چاہے اسے ختنہ کرانے کی اجازت ہے کیونکہ عورت کے اس ختنہ کے مقام پر اعصاب جمع ہوتے ہیں۔ جن

(٥٩١٥) ابوداؤد: ٥٢٧١ـ صحيح، البانى: ٤٣٩١.

(٥٩١٦) رزين.

(٥٩١٧) بزار: ٢٩٦٨ـ طبرانى كبير، طبرانى اوسط من طريق عبدالله بن سلمة بن وهرام عن ابيه، وكلاهما ضعيف، وابوه وثق، هيثمى: ٨٨٦٠.

کو ملنے سے عورت کی شہوت ولذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب خاوند جماع کے لیے ملاپ کرتا ہے تو پھر اس سے عورت میں حرکت پیدا ہوتی ہے جو میاں بیوی کی لذت کا باعث ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ختنہ کرنے والی خاتون سے کہا تھا اس حصہ کو زیادہ نہ کاٹنا۔ (عون المعبود: ۵۴۲/۴)

۵۹۱۸ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰـــهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰـهُ الْـوَاشِـمَاتِ وَالْمُوْتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْـمُتَـفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِنْ بَنِىْ اَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ فَجاءَ تْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِى عَنْكَ أَنَّكَ لَـعَـنْـتَ كَيْـتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَالِىْ لَا اَلْـعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِى كِتَـابِ اللّٰـــهِ فَـقَـالَـتْ لَـقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُـنْـتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ اَمَا قَرَأْتِ ﴿ وَمَا آتَـاكُـمُ الـرَّسُـوْلُ فَـخُذُوْهُ وَمَانَهَا كُمْ عَنْهُ فَـانْتَهُـوْا﴾ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَـالَـتْ فَـإِنِّـىْ اَرٰى اَهْـلَكَ يَـفْـعَلُوْنَهُ قَالَ فَـاذْهَبِـىْ فَـانْـظُـرِىْ فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَـرَمِـنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُهَا . (رواه البخارى ، ٤٨٨٦)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: گودنے والی، گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی خوبصورتی کے لیے دانت کشادہ کرنے والی عورتوں کو جو اللہ کی تخلیق کو بگاڑتی ہیں ان سب پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ جب یہ قول ام یعقوب کو پہنچا اور وہ قرآن پڑھنے والی خاتون تھی تو وہ ابن مسعود کے پاس آئی اور اس نے کہا: وہ کیا بات ہے جو تیری طرف سے میرے تک پہنچی ہے کہ تم ایسا ویسا کہتے ہو؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو لعنت کیوں نہیں کروں گا جس کو رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اس نے کہا: میں نے تو دو تختیوں کے درمیان کا پورا مصحف پڑھا ہے، اور مجھے تو اس میں یہ چیز نہیں مل سکی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے پڑھا ہوتا تو تجھے ضرور یہ چیز مل جاتی۔ اللہ نے فرمایا: ''جو تمہیں اللہ کا رسول دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے تو تم اس سے باز آ جاؤ'' اس نے کہا: یہ آیت تو ہے قرآن میں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ کاموں سے روکا ہے۔ پھر ام یعقوب نے کہا: یہ اشیا تو میں تیری عورت پر بھی دیکھتی ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی جا کر دیکھ۔ وہ گئی، اور اس نے کچھ نہ دیکھا وہ لوٹ کر آئی تو اس نے کہا: میں نے کچھ نہیں دیکھا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میری بیوی کے ساتھ کوئی چیز ان اشیا میں سے ہوتی تو ہم باہم یکجا نہ رہ سکتے۔''

(٥٩١٨) بخاری: ٤٨٨٦۔ مسلم: ٢١٢٥۔ ترمذی: ٢٧٨٢۔ نسائی: ٥٢٥٤۔ ابوداؤد: ٤١٦٩۔ ابن ماجہ: ١٩٨٩۔ احمد: ٤٤٢٠۔ دارمی: ٢٦٤٧۔

٥٩١٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَقَالَ نَافِعٌ الْوَاشِمُ فِي اللِّثَةِ . (رواه البخاری٥٩٣٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے بالوں کے ساتھ بال ملانے والی کو اور جس کے ساتھ ملائے گئے ہیں جسم گودنے والی پر اور گدوانے والی پر۔ نافع رحمہ اللہ نے کہا: داغ (وشم) مسوڑھوں میں لگایا جاتا تھا۔''

٥٩٢٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ . (رواه أبوداود، ٤١٧٠)

''ابوداؤد کی ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: لعنت کی گئی بالوں میں نقلی بال ملانے والی پر، جس کو بال ملائے جائیں، بال اکھاڑنے والی پر یعنی جس کے بال اکھاڑے جائیں، داغ لگانے والی پر یعنی جس کو داغ لگائے جائیں بغیر بیماری کے۔''

٥٩٢١۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ: دَخَلْنَا عَلٰى اَبِیْ بَكْرٍ فِیْ مَرَضِهٖ فَرَاَیْتُ عِنْدَهُ امْرَاَةً بَیْضَاءَ مَوْشُوْمَةَ الْیَدَیْنِ تَذُبُّ عَنْهُ وَهِیَ اَسْمَاءُ بِنْتِ عُمَیْسٍ . (للكبير (٢٤/ ١٣١)

''قیس بن ابی حازم نے کہا: ہم سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب وہ بیمار تھے اور ان کے پاس ایک سفید رنگ عورت تھی جوان پر سے مکھیاں اڑا رہی تھی اور اس کے ہر دو ہاتھوں پر گودنے کے نشانات تھے اور وہ اسماء بنت عمیس تھیں۔'' (الکبیر)

٥٩٢٢۔ عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ لَا يُفَارِقُ مَسْجِدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِوَاكُهٗ وَمُشْطُهٗ، وَكَانَ يَنْظُرُ فِی الْمِرْآةِ إِذَا سَرَحَ لِحْيَتَهٗ . (رواه الطبرانی فی الاوسط بضعف)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مسواک اور آپ ﷺ کی کنگھی ہمیشہ مسجد میں رہتی تھی۔ اور آپ ﷺ آئینہ میں دیکھتے تھے جب آپ ﷺ داڑھی میں کنگھی کرتے تھے۔'' (اوسط، ضعیف)

٥٩٢٣۔ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، قَالَتْ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتِ إِذَا سَافَرْتِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ حَجَجْتِ اَوْ غَزَوْتِ مَعَهٗ، مَاكُنْتِ تَزَوَّدِيْنَهٗ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أُزَوِّدُهٗ دُهْنًا وَمُشْطًا وَمِرْآةً وَمِقَصًّا

''سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفرِ حج یا سفرِ غزوات میں جاتی تو آپ ﷺ کے لیے کیا کیا سامان ساتھ لے جاتی تھی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں سامانِ سفر آپ ﷺ کے لیے تیار

(٥٩١٩) بخاری: ٥٩٣٧۔ مسلم: ٢١٢٤۔ ترمذی: ٢٧٨٣۔ نسائی: ٥٢٥١۔ ابوداؤد: ٤١٦٨۔ ابن ماجہ: ١٩٨٧۔ احمد: ٤٧١٠.

(٥٩٢٠) ابوداؤد: ٤١٧٠۔ صحیح، البانی: ٣٥١٤.

(٥٩٢١) طبرانی کبیر: ٢٤/ ١٣١۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٨٨٧١.

(٥٩٢٢) طبرانی اوسط، وفيه سلمان بن ارقم الزهری وهو ضعيف، هيثمی: ٨٨٧٦.

(٥٩٢٣) طبرانی اوسط، وفيه محمد بن حفص الوصابی وهو ضعيف، هيثمی: ٨٨٧٨.

وَمُكْحَلَةً وَسِوَاكًا . (رواه الطبرانی فی الاوسط بضعف)

کرتی، جس میں یہ اشیا ہوتی تھیں، تیل کی کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی اور مسواک۔ (الاوسط، بسند ضعیف)

٥٩٢٤ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اطَّلَى بَدَأَ بِعَوْرَتِهِ فَطَلاَهَا بِالنَّوْرَةِ وَسَائِرَ جَسَدِهِ اَهْلُهُ . (رواه ابن ماجة ، ٣٧٥١)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب بدن مبارک پر تیل وغیرہ لگاتے تو سب سے پہلے پردے کے مقام پر تو بال صفا پاؤڈر خود لگاتے پھر سارے بدن پر آپ ﷺ کے گھر والے تیل ملتے۔'' (ابن ماجہ)

شــــرح: ...... بال اتارنے کے لیے پاؤڈر استعمال کرنے والی احادیث میں انقطاع ہے۔ تاہم علامہ محمد علی جانباز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مردوں کے لیے بہتر تو یہ ہے کہ کسی چیز کے ساتھ بال مونڈھیں اور عورتوں کے لیے پاؤڈر استعمال کرنا مونڈھنے کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہے۔ جواز دونوں طرح ہے۔ (انجاز الحاجہ: ١٠/ ٤٥٧)

واصلہ بال ملانے والی کو کہتے ہیں، مستوصلہ جو بال لگوانے کا مطالبہ کرتی ہے۔ ''واشمہ'' وشم والی اس سے مراد ہے سوئی وغیرہ سے وجود میں نشان ڈال کر اس میں سیاہی بھر دیتے ہیں۔ بازوؤں، مسوڑھوں، چہرے وغیرہ میں یہ بناتے ہیں۔ اور مستوشمہ گوندنا کا مطالبہ کرنے والی کو کہتے ہیں۔

اور متنمصات سے مراد ہے چہرے کے بال اکھاڑنے والیاں خواہ وہ کسی کیمیکل سے اکھاڑے جائیں یا کسی آلہ کے ساتھ اکھاڑے جائیں، اس میں ابرو باریک کروانا بھی شامل ہے، جنہیں پلکنگ کہتے ہیں۔ متفلجات سے مراد وہ خواتین ہیں جو ریتی کے ذریعہ دانتوں کے درمیان فاصلہ کرتی ہیں، اگر مجبوری ہو کسی جلدی بیماری کے لیے عورت گودنا کرواتی ہے تو اس کی گنجائش ہے، وگرنہ یہ تمام امور حرام ہیں اور لعنت کے کام ہیں۔ (فتح الباری: ١٠/ ٣٧٦)

الصور والنقوش الستور

تصاویر، نقوش اور پردے لگانے کا احکام

٥٩٢٥ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے ایک گدیلہ خریدا جس میں تصاویر تھیں جب نبی ﷺ نے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے، (گھر میں) داخل نہ ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی

(٥٩٢٤) ابن ماجه: ٣٧٥١ـ ضعیف، البانی: ٨٢٢.

(٥٩٢٥) بخاری: ٥٩٦١ـ مسلم: ٢١٠٧ـ احمد: ٢٥٥٥٩ـ مؤطا: ١٥٠٣.

وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ قَالَ مَابَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِى فِيْهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ الْمَلاَئِكَةُ. (رواه البخاری، ٥٩٦١)

ہوں میں نے کیا قصور کیا ہے؟ فرمایا: اس گدیلے کی کیا ضرورت؟ میں نے عرض کی: میں نے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے لیے خریدا ہے، اور اس پر آپ ﷺ تکیہ بھی لگائیں گے۔ فرمایا: ان تصاویر والے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ انہیں کہا جائے گا: جو تم نے بنایا ہے اس میں روح ڈالو۔ (مزید) فرمایا: جس گھر میں تصاویر ہوتی ہیں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری)

٥٩٢٦ــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَشَوْتُ لِلنَّبِىِّ ﷺ وِسَادَةً فِيْهَا تَمَاثِيْلُ كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ فَجَاءَ فَقَامَ بَيْنَ البَابَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهٗ فَقُلْتُ مَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ قَالَتْ وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا قَالَ اَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ صُوْرَةٌ. (رواه البخاری، ٣٢٢٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لیے تصاویر والا ایک تکیہ بھرا، گویا وہ گدیلہ ہے۔ پس آپ ﷺ آئے، اور دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہوتا جاتا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں کیا ہوا؟ فرمایا: اس تکیے کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: یہ میں نے گدیلہ تیار کیا ہے تاکہ آپ ﷺ اس پر لیٹا کریں۔ فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔'' (بخاری)

٥٩٢٧ــ وزادفی رواية: قَالَتْ فَأَخَذْتُهٗ فَجَعَلْتُهٗ مِرْفَقَتَيْنِ فَكَانَ يَرْتَفِقُ بِهِمَا فِى الْبَيْتِ (رواه مسلم، ٢١٠٧)

''ایک روایت میں مزید بیان ہے: پس میں نے اس کو پکڑ کر دو تکیے بنائے جو کہنی کے نیچے رکھے جاتے ہیں، پس آپ ﷺ ان پر کہنی رکھ کر گھر میں بیٹھتے تھے۔'' (مسلم)

٥٩٢٨ــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ عَلَى سَهْوَةٍ لِىْ فِيْهِ تَصَاوِيْرُ فَنَزَعَهٗ وَقَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس آئے تو میں نے گھر کے روشن دان پر نرم کپڑا بطور پردہ ڈالا تھا جس میں تصاویر تھیں، پس آپ ﷺ نے وہ کھینچ کر اتار دیا اور فرمایا: شدید عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا

(٥٩٢٦) بخاری: ٣٢٢٤۔ مسلم: ٢١٠٦۔ احمد: ٢٥٥٥٩۔ مؤطا: ١٨٠٣.

(٥٩٢٧) مسلم: ٢١٠٧۔ بخاری: ٧٥٥٧۔ ترمذی: ٢٤٦٨۔ نسائی: ٥٣٦٣۔ ابن ماجه: ٣٦٥٣۔ احمد: ٢٥٦١١۔ مؤطا: ١٨٠٣.

(٥٩٢٨) نسائی: ٥٣٥٦۔ صحيح، البانی: ٤٩٤٩۔ بخاری: ٧٥٥٧۔ مسلم: ٢١٠٧۔ ترمذی: ٢٤٦٨۔ ابن ماجه: ٣٦٥٣۔ احمد: ٢٥٥٥٩۔ مؤطا: ١٨٠٣۔ دارمی: ٢٦٢٢.

بِخَلْقِ اللّٰهِ(رواه النسائی، ٥٣٥٦)

جو تصاویر بنا کر اللہ کی مخلوق کی تشبیہ تیار کرتے ہیں۔'' (نسائی)

٥٩٢٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَّرْتُ عَلٰى بَابِى دُرْنُوْكاً فِيْهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الاَجْنِحَةِ فَأَمَرَنِى فَنَزَعْتُهٗ. (رواه مسلم، ٢١٠٧)

''دوسری روایت میں ہے: آنحضرت ﷺ سفر سے تشریف لائے تو میں نے اپنے دروازے پر منقش غالیچہ ڈالا ہوا تھا، اور اس میں پروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں۔ پس آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے وہ اتار دیا۔'' (مسلم)

٥٩٣٠ـ وفی رواية: فَأَخَذْتُ نَمَطاً فَسَتَرْتُهٗ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاى النَّمَطَ عَرَفْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِى وَجْهِهِ فَجَذَبَهٗ حَتّٰى هَتَكَهٗ اَوْ قَطَعَهٗ وَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ قَالَتْ فَقَطَّعْنَا مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيْفًا فَلَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ عَلَيَّ. (رواه مسلم، ٢١٠٦)

''ایک روایت ہے کہ انہوں نے اپنے دروازے پر پردہ ڈالا تھا جب آپ ﷺ تشریف لائے، وہ کپڑا دیکھا تو میں نے آپ ﷺ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دیکھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کو پھاڑ دیا، کاٹ دیا پھر فرمایا: اللہ نے ہمیں پتھر اور مٹی پر لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں نے وہ پردہ کاٹ کر اس سے دو تکیے بنائے۔ اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی تو اس پر مجھے آپ ﷺ نے ملامت نہیں کیا۔'' (مسلم)

٥٩٣١ـــ وَفِى أُخْرَى: فَقَالَ انْزَعِيْهِ فَإِنَّهٗ يُذَكِّرُنِى الدُّنْيَا. (رواه الترمذی، ٢٤٦٨)

''اور روایت میں ہے: فرمایا: اس کو کھینچ کر اتار دے یہ مجھے دنیا یاد کراتا ہے۔'' (ترمذی)

شــــرح: ......ان احادیث میں مختلف سزائیں بیان ہوئی ہیں۔ تصاویر بنانے والوں کی اور تصاویر والے کپڑے استعمال کرنے والوں کی سزائیں یہ ہیں کہ جن گھروں میں تصاویر ہوں وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اور روز قیامت انہیں سخت عذاب ہوگا، اور یہ آخرت سے غفلت کا باعث بھی ہیں۔ تصاویر حرام ہونے کی یہ ساری وجوہات ہوسکتی ہیں۔ جن تصاویر کے سائے ہوں، یا نقش کی گئی ہوں، یا بنی گئی ہوں جو بھی تصویر ہے اور ذی روح کی ہے یہ احادیث اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہے۔

ان احادیث میں کچھ ٹکراؤ سا نظر آتا ہے کہ بعض میں آتا ہے کہ وہ پردہ جس میں تصاویر تھیں انہیں کاٹ کر تکیہ بنالیا

(٥٩٢٩) مسلم: ٢١٠٧ـ ترمذی: ٢٤٦٨ـ ابن ماجه: ٣٦٥٣ـ احمد: ٢٥٥٥٩ـ مؤطا: ١٨٠٣ـ دارمی: ٢٦٢٢.

(٥٩٣٠) مسلم: ٢١٠٦ـ بخاری: ٥٩٥٨ـ ترمذی: ٢٨٠٤ـ نسائی: ٥٢٥٠ـ ابوداؤد: ٤١٥٥ـ ابن ماجه: ٣٦٥٣ـ احمد: ١٥٩٣٤ـ مؤطا: ١٨٠٢.

(٥٩٣١) ترمذی: ٢٤٦٨ـ صحيح، البانی: ٢٠٠٧ـ بخاری: ٥٩٥٤ـ مسلم: ٢١٠٧ـ نسائی: ٥٣٥٧ـ ابن ماجه: ٣٦٥٣ـ احمد: ٢٧٦٦١ـ مؤطا: ١٨٠٣ـ دارمی: ٢٦٦٢.

گیا تھا وہ آپ نے استعمال کیا تھا اور بعض میں آتا ہے استعمال نہ کیا تھا۔ ان میں مطابقت یوں ہے کہ جب استعمال نہیں کیا تھا وہ اس حالت کی بات ہے جب تصاویر موجود تھیں، جب کاٹ کر ان تصاویر کی حالت بدل گئی تو پھر آپ ﷺ نے اسے بطور تکیہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

یہ بھی ثابت ہوا تصاویر والا پردہ جہاں لٹکتا تھا اور آپ ﷺ اس گھر میں داخل نہ ہوئے تھے تو وہ روح والی تصاویر تھیں اس لیے اس پردے کو اتروا دیا۔ اور جسے صرف سامنے سے دور کروایا یہ تصاویر غیر ذی روح کی تھیں جو کہ نماز میں مشغول کرتی تھیں اس لیے انہیں صرف پیچھے کروا دیا تھا، اتروایا نہ تھا۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۳۹۰)

۵۹۳۲ــ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَافْتِنِي فِيْهَا فَقَالَ لَهُ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ادْنُ مِنِّي فَدَنَا حَتّٰى وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ قَالَ أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ وَقَالَ إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ. (رواه مسلم ۲۱۱۰)

''سعید بن ابی الحسن فرماتے ہیں: ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور عرض کی: میں تصاویر بنایا کرتا ہوں مجھے ان کے متعلق فتویٰ دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے قریب آ۔ وہ قریب آیا تو کہا: میرے قریب آ۔ وہ قریب آیا یہاں تک کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: میں تجھے اس حدیث کی خبر دیتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ فرمایا: تصویر بنانے والا آگ میں جائے گا۔ اور اس کی تصویر کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس جیسا ایک نفس بنائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔ پھر کہا: اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو درخت بناؤ، یا وہ چیز جس میں روح نہیں ہوا کرتی۔'' (مسلم)

۵۹۳۳ــ وَفِي رِوَايَةٍ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحُ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ اَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ. (رواه للبخاری ۷۵۵۹)

''ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ سے میں نے سنا کہ جس نے تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے گا یہاں تک کہ اس میں وہ روح پھونکے اور وہ روح کبھی نہیں پھونک سکتا۔ چنانچہ وہ آدمی بہت زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ وہ کانپ گیا، اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے کہا: اگر تو ترک نہیں کر سکتا تو درخت اور ہر غیر ذی روح کی تصویر بنا لیا کر۔'' (بخاری والنسائی)

(۵۹۳۲) مسلم: ۲۱۱۰۔ بخاری: ۷۰۴۲۔ ترمذی: ۱۷۵۱۔ نسائی: ۵۳۵۹۔ ابوداؤد: ۵۰۲٤۔ احمد: ۳۳۸٤.

(۵۹۳۳) بخاری: ۲۲۲۵۔ مسلم: ۲۱۱۰۔ ترمذی: ۲۲۸۳۔ نسائی: ۵۳۵۹۔ ابوداؤد: ۵۰۲٤۔ ابن ماجہ: ۳۹۱٦۔ احمد: ۳۳۸٤.

٥٩٣٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً. (رواه البخاري، ٧٥٥٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا؛ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کون بڑا ظالم ہے اس سے جو مخلوق بنانے لگے میری مخلوق کی مثل؟ وہ ایک ذرہ بنا دیکھائیں، یا وہ ایک دانا بنائیں، یا ایک جو بنائیں۔'' (بخاری)

شرح: ......تصویروں کی مذمت میں احادیث میں عام بیان تھا کہ روح والی ہو یا غیر روح والی ہو۔ اس لیے اس آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا تو انہوں نے یہ تخصیص فرمائی کہ یہ مذمت ان تصاویر کی ہے جو ذی روح چیز کی ہوں جو ذی روح چیز کی تصاویر نہیں ان کی اجازت ہے، وہ بنا کر روزی کما لیا کریں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۸۵)

اور اللہ تعالیٰ جو مصوروں سے فرمائیں گے جو تم نے پیدا کیا ہے اسے زندہ کرو، جو پیدا کرو زندہ پیدا کرو، اس میں انہیں ڈانٹ ہوگی، بطور استہزاء کہا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ تم نے یہ کوشش کی ہے کہ اللہ کی مانند مخلوق بتائیں، اس نے تو مخلوق کو زندہ کیا ہے تم بھی زندہ کرو جو کہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔ نہ روح پھونک سکیں گے نہ زندہ کرسکیں گے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۵۳۵)

تصویر میں ایک تو زینت میں فخر و مباہات کے جذبات ابھرتے ہیں اور فضول مال صرف ہوتا ہے۔ دوسرا اس سے شرک کی ترویج ہوتی ہے، اس لیے اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے اور وہاں فرشتے بھی نہیں آتے جہاں تصویر ہو۔ (حجۃ اللہ: ۳/ ۱۹۲)

٥٩٣٥۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُوْلٰئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوْرَةَ أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَاللّٰهِ. (رواه البخارى، ١٣٤١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کی بعض ازواج نے نصاریٰ کے ایک گرجے کا تذکرہ کیا، جس کا نام ماریہ تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بھی حبشہ سے ہو کر آئی تھیں تو انہوں نے اس عمارت کی خوبصورتی اور تصاویر کا ذکر کیا جو اس میں تھیں۔ پس آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک بلند کیا اور فرمایا: ان لوگوں میں سے جو نیک آدمی فوت ہوتا تو اس کی قبر پر مسجد تیار کرتے تھے اور اس میں ان کی تصاویر بناتے تھے۔ وہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔'' (بخاری)

(٥٩٣٤) بخاری: ٧٥٥٩۔ مسلم: ٢١١١۔ احمد: ١٠٤٣٨.

(٥٩٣٥) بخاری: ١٣٤١۔ مسلم: ٥٢٨۔ نسائی: ٧٠٤۔ احمد: ٢٣٧٣١.

شــرح: ......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبرستان میں مسجد بنانا منع ہے کیونکہ جو یہاں نماز پڑھے گا اس کے متعلق خدشہ ہے کہ وہ قبر کی پرستش نہ کر رہا ہو، اس لیے قبرستان میں نہ تو نماز پڑھی جائے، نہ مسجد بنائی جائے۔

اس گرجا میں ذی روح چیزوں اور نیک آدمیوں کی تصاویر تھیں۔ ثابت ہوا یہ تصاویر ہی غیر اللہ کی عبادت کا باعث بنی تھیں، انہیں مخلوق میں سے بدترین اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ یہ کافر تو پہلے ہی تھے اس کے ساتھ بزرگوں کی تصاویر ملا کر عقیدہ عمل میں اور قباحت پیدا کر لی، یہ بدترین لوگ ثابت ہوئے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۱/۸۲)

۵۹۳۶ــ عَـنْ زَیْدِبْنِ خَالِدٍعَنْ أَبِیْ طَلْحَةَ صَـاحِـبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَلائِکَةَ لاَ تَدْخُلُ بَیْتاً فِیْهِ الـصُّـوْرَـةُ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَکَی زَیْدٌ فَعُدْنَاهُ فَـإِذَا عَلَی بَابِهِ سِتْرٌ فِیْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَیْدِ الـلّٰــهِ رَبِیْـبِ مَیْـمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَلَمْ یُـخْبِـرْنَـازَیْـدٌ عَنِ الصُّوَرِیَوْمَ الْاَوَّلِ فَقَالَ عُبَیْدِاللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِیْنَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِی ثَوْبٍ. (رواہ البخاری، ۵۹۵۸)

''صحابی رسول سیدنا ابوطلحہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔ بسر بن سعید کا بیان ہے: زید بن خالد بیمار ہوئے تو ہم اس کی عیادت کے لیے گئے۔ اس کے دروازے پر جو پردہ تھا اس میں تصاویر موجود تھیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کی بیوی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر پرورش پانے والے عبیداللہ سے کہا: کیا خالد نے پہلے دن تصاویر کے متعلق ہمیں خبر نہیں دی تھی؟ تو اس نے کہا: یہ الفاظ نہیں سنے تھے؟ تاہم وہ تصویر جو کپڑے میں ہو تو مذائقہ نہیں۔'' (بخاری)

۵۹۳۷ــ عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيِّ یَعُوْدُهُ قَـالَ فَـوَجَـدْتُ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَیْفٍ قَالَ فَـدَعَـا أَبُـوْ طَـلْحَةَ إِنْسَانًا یَنْزِعُ نَمَطًا تَحْتَهُ فَـقَـالَ لَـهُ سَهْـلٌ لِـمَ تَـنْـزِعُهُ قَالَ لِاَنَّ فِیْهِ تَـصَـاوِیْـرَ وَقَـدْ قَـالَ فِیْهِ النَّبِیُّ ﷺ مَـا قَدْ عَـلِـمْـتَ قَـالَ سَهْـلٌ أَوَلَمْ یَقُلْ إِلَّا مَا کَانَ رَقْـمًـا فِـی ثَـوْبٍ فَقَالَ بَلَی وَلٰکِنَّهُ اَطْیَبُ

''عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا تو وہاں سہل بن حنیف بھی موجود تھے۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا کہ وہ اس کے نیچے کی چادر نکال دے۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں؟ تو اس نے کہا: اس لیے کہ اس میں تصاویر ہیں اور تصاویر کے متعلق رسول اللہ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے تم اس کو جانتے ہو۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا: مگر وہ جو کپڑے میں پیوست ہو۔ تو اس نے کہا: ہاں، فرمایا تھا: مگر نکالنا میرے دل کے لیے زیادہ

(۵۹۳۶) بخاری: ۶۹۵۸۔ مسلم: ۲۱۰۶۔ ترمذی: ۲۸۰۴۔ نسائی: ۵۳۵۰۔ ابوداؤد: ۴۱۵۵۔ ابن ماجه: ۴۶۴۹۔ احمد: ۱۵۹۳۴۔ مؤطا: ۱۸۰۲۔

(۵۹۳۷) ترمذی: ۱۷۶۰۔ صحیح، البانی: ۱۴۳۱۔ بخاری: ۳۲۲۵۔ مسلم: ۲۱۰۶۔ نسائی: ۵۳۵۰۔ ابوداؤد: ۴۱۵۵۔ ابن ماجه: ۳۶۴۹۔ احمد: ۱۵۹۱۰۔ مؤطا: ۱۸۰۲۔

لِنَفْسِي (رواه الترمذی، ١٧٥٠)

اچھا ہے۔'' (ترمذی)

شـــرح: ......ان احادیث میں جو بیان ہوا ہے کہ نقش والی تصویر ہو تو اس کا استعمال جائز ہے، یاد رہے یہ وہی تصاویر ہیں جو درخت وغیرہ غیر ذی روح کی تصاویر ہوں۔ ذی روح چیزوں کی تصاویر حرام ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۸۴)، فتح الباری: ۱۰/ ۳۹۰)

٥٩٣٨ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَاءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْراً مَوْشِيًّا فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَأْمُرْنِيْ فِيْهِ مَا شَاءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهِ إِلٰى فُلَانَ أَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ. (رواه البخاری، ٢٦١٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، ان کے دروازے پر رنگ دار پردہ دیکھا تو گھر میں داخل نہ ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا۔ پس علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور خبر دی کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت پریشان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے ساتھ دنیا کا کیا تعلق ہے؟ علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان کو یہ بات بتائی۔ تو انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی طرف دوبارہ روانہ کیا کہ وہ کہتی ہے آپ ﷺ ہمیں اسکے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اس کو فلاں ضرورت مند کی طرف بھیج دو۔'' (بخاری)

٥٩٣٩ــ عَنْ سَفِيْنَةَ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلاً اَضَافَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْدَعَوْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَأَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ بِهِ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لِعَلِيٍّ الْحَقْهُ فَانْظُرْ مَا رَجَعَهُ فَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَارَدَّكَ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ

''سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مہمان تھا، اس کے لیے کھانا تیار کرایا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہم نبی ﷺ کو بھی دعوت دیں تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔ پس آپ ﷺ کو بھی دعوت دی۔ آپ ﷺ تشریف لائے۔ اور دروازے کے اطراف پر ہاتھ رکھے تو دیکھا کہ ایک منقش پردہ گھر کے کونے میں لٹکایا گیا ہے تو آپ ﷺ لوٹ گئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ﷺ کے پاس جاؤ، اور معلوم کرو کہ آپ ﷺ کس

(٥٩٣٨) بخاری: ٢٦١٣۔ ابوداؤد: ٤١٤٩۔ احمد: ٤٧١٣.

(٥٩٣٩) ابوداؤد: ٣٧٥٥۔ حسن، البانی: ٣١٩٤۔ ابن ماجه: ٣٣٦٠.

لِـى أَوْ لِـنَبِـيٍّ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتاً مُزَوَّقاً. (رواه أبوداود، ٣٧٥٥)

چیز کی وجہ سے لوٹ گئے ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے گئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ کو کس چیز نے واپس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں مناسب میرے لیے مناسب نہیں، یا فرمایا: کسی نبی کے لیے کہ وہ پردے لٹکائے گئے گھر میں داخل ہو۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... یہ ایک مختلف رنگوں میں منقش چادر تھی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بطور پردہ لٹکا رکھی تھی۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ گھر پر پردہ لٹکانا منع ہے یہ اقتباس لینا غلط ہے، یہ صرف دنیا میں زیادہ مگن ہونے والے سبب سے روکنا تھا وگرنہ منقش پردہ گھر پر لٹکانا جائز ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا غلام لینے گئی تھیں کہ اس سے خدمت لیں تو آپ نے سوتے وقت سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھنے کا فرمایا تھا کہ آخرت سدھر جائے تو اس حدیث سے ثابت ہوا، جس گھر میں شریعت کے مزاج سے ہٹ کر کچھ ہو رہا ہو تو اس میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۲۲۹)

دعوت کو قبول کرنا اچھا عمل ہے، اگر وہاں جانے کے بعد پتہ چلے کہ اس جگہ پر وہ کام ہو رہا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے تو اسے روکا جائے اگر وہ باز آ جائیں تو پھر کھانا جائز ہے اگر یہ ممکن نہیں تو وہاں سے واپس آ جائے، دونوں میں سے جو بھی کر سکتا ہے وہ کر لے۔ (عون المعبود: ۳/۴۰۳)

٥٩٤٠ــ عَـنْ اَبِـىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِى جِبْرِيْلُ فَقَالَ إِنِّى كُنْتُ اَتَيْتُكَ الْبَـارِحَةَ فَـلَـمْ يَـمْـنَـعْنِىْ أَنْ أَكُوْنَ دَخَلْتُ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِىْ كُنْتَ فِيْهِ إِلَّا اَنَّهُ كَانَ فِى بَـابِ الْبَيْتِ تِمْثَالَ الرِّجَالِ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍفِيْهِ تَمَاثِيْلُ وَكَانَ فِى الْبَيْتِ كَلْبٌ فَـمُـرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِىْ بِالْبَابِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُصَيَّرْ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ وَيُـجْـعَـلْ مِـنْهُ وِسَادَتَيْنِ مُنْتَبَذَتَيْنِ يُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَـانَ ذٰلِكَ الْـكَـلْـبُ جَـرَوًا لِلْحَسَنِ اَوْ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور کہا: میں گزشتہ رات آپ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ مجھے آپ ﷺ کے پاس داخل ہونے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا تھا مگر وجہ یہ بنی کہ آپ جس گھر میں تھے وہاں منقش پردہ لٹکا ہوا تھا، جس میں انسانی تصاویر تھیں، نیز گھر میں کتا بھی تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ تصاویر کے سر اتارنے کا حکم دیں تاکہ وہ درخت کی مانند ہو جائیں۔ اور منقش پردے کے متعلق حکم دیں کہ اس سے دو تکیے تیار کیے جائیں جن پر پاؤں رکھے جائیں اور کتے کو نکالنے کا حکم دیں۔ وہ کتے کا پلا حسن یا حسین کا تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے تھا، چنانچہ اسے بھی نکال باہر کیا گیا۔''

(٥٩٤٠) ترمذی: ٢٨٠٦ـ صحیح، البانی: ٢٢٥٠ـ نسائی: ٥٣٦٥ـ ابوداؤد: ٤١٥٨.

الْـحُسَيْـنِ تَـحْتَ نَضَدٍ لَهُ فَأَمَرَبِهِ فَأُخْرِجَ .

(رواه الترمذی، ٢٨٠٦)

شـــرح: ......ثابت ہوا حفاظت یا شکار کے لیے کتا ہو جو کہ مستثنیٰ ہے تو اس جگہ پر فرشتہ نہیں آ تا اور جہاں تصاویر ہوں وہاں بھی نہیں آ تا اگر تصاویر کی شکل تبدیل کر لی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ (عون المعبود: ۴/۱۲۳)

٥٩٤١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ : دَعَا أَبَا أَيُّوْبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْراً عَلَى الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرُ: غَـلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ ، قَالَ أَبُوْأَيُّوْبَ: مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ اَخْشَى عَلَيْكَ وَاللّٰهِ لاَ اَطْعَمُ لَكَ طَعَاماً فَرَجَعَ . (رواه رزين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی دعوت کی تو انہوں نے دیوار پر پردہ دیکھا۔سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے معذرت کے لیے کہا: ہم پر عورتیں غالب آ گئیں ہیں۔سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی دوسرے پر مجھے خطرہ تھا تو تیرے اوپر مجھے اس چیز کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔اللہ کی قسم! میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا، اور وہ واپس چلے گئے۔''

٥٩٤٢ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، رَفَعَهُ: فِي التَّمَاثِيْلِ رَخَّـصَ فِيْـمَـا كَـانَ يُـوْطَأُ ، وَكَرِهَ مَا كَانَ مَنْصُوْباً . (رواه الطبرانی فی الاوسط بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصاویر کی اجازت دی جو پاؤں تلے روندی جائیں۔اور جو کھڑی کیجائیں ان کو مکروہ قرار دیا۔'' (الاوسط، بسند ضعیف)

٥٩٤٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ : مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِصَنَمٍ مِـنْ نُـحَـاسٍ فَـضَرَبَ ظَهْرَهُ بِظَهْرِ كَفِّهِ ثُمَّ قَـالَ: خَـابَ وَخَسِـرَ مَنْ عَبَدَكَ مِنْ دُوْنِ اللّٰـهِ ، ثُـمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ جِبْـرِيْـلُ وَمَعَهُ مَلَكٌ . فَتَنَحّٰى الْمَلَكُ ، فَقَالَ ﷺ: مَا شَأْنُهُ تَـنَـحّٰى؟ قَالَ: إِنَّهُ وَجَدَ مِنْكَ رِيْحَ نُحَاسٍ ، وَإِنَّـا لاَنَسْتَـطِيْـعُ رِيْحَ النُّحَـاسِ . (رواه الطبرانی فی الأوسط بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بت کے پاس سے گزر ہوا جو تانبے کا بنایا گیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی پشت اس پر مار کر فرمایا: ناکام ہوا اور نقصان اٹھایا اس نے جس نے اللہ کو چھوڑ کر تیری عبادت کی۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور ان کے ساتھ ایک دوسرا فرشتہ بھی تھا تو وہ دور جا کر بیٹھا۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ دور جا بیٹھا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تانبے کی بو محسوس کی ہے، اور ہم تانبے کی بو برداشت نہیں کرتے ہیں۔'' (الاوسط، بسند ضعیف)

(٥٩٤١) رزين.

(٥٩٤٢) طبرانی اوسط، وفيه سليمان بن ارقم وهو ضعيف، هيثمی: ٨٨٩٧.

(٥٩٤٣) طبـرانـی اوسـط، وفيـه يـزيد بن يوسف الصنعانی، ضعفه ابن معين، وغيره وهو متروك، واثنی عليه ابو مسهر وابو سبرة، قال الذهبی لا يعرف وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٨٨٩٨.

كتاب الخلافة والإمارة وما يتعلق بذلك
خلافت، امارت اور اس کے متعلقات کا بیان

٥٩٤٤ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ إِذَا فَقِهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّالنَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ. (رواه البخاری، ٣٤٩٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ خلافت وحکومت کے معاملہ میں قریش کے تابع ہیں ہر مسلمان تابع ہے قریش کے مسلمان کا، اور لوگوں میں سے ہر کافر قریش کے کفار کا تابع ہے۔ لوگ معدنیات کی مثل ہیں جو لوگ جاہلیت کے دور میں اچھے لوگ تھے وہ دین کو سمجھ لینے کے بعد اسلام میں بھی اچھے ہی ہوتے ہیں تم انہیں پاؤ گے کہ وہ حکومت کرنے کو بہت برا خیال کرتے ہیں، مگر پھر بھی وہ اس کام میں گر جاتے ہیں۔'' (بخاری)

شرح: ......اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ لوگ قریش کے تابع تھے، کافر، کافر کے تابع ہے اور مسلمان، مسلمان کے تابع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عرب قریش کی بے حد تعظیم کرتے تھے اور جاہلیت میں بھی کرتے تھے کیونکہ قریش حرم کے باسی تھے۔ جب نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے اور دعوت الی اللہ کا کام کیا تو عرب لوگ آپ ﷺ کی اتباع سے رک گئے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم انتظار کرتے ہیں کہ آپ کی قوم کے لوگ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟ جب نبی اکرم ﷺ نے مکہ فتح کیا اور قریش اسلام لائے تو عرب لوگ بھی اسلام لائے اور اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونے لگے۔ اور نبوت وخلافت پھر قریش میں ہی رہی۔ یہ پہلو اس پر واضح دلیل ہے کہ ان کا کافر کافر کے تابع ہے اور قریش کا مسلمان، مسلمان کے تابع ہے اور لوگوں کو جو کان کے ساتھ مشابہت دی ہے۔ کان اچھی اور نفیس بھی ہوتی ہے بری بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح لوگ ہیں کہ کان سے نکلنے والی خفیہ چیز کی اصلیت نہیں بدلتی، اسی طرح شرف کا وصف بھی نہیں بدلتا، جو جاہلیت میں شریف ہو، اسلام لے آئے تو اس کی شرافت میں اضافہ ہوگا۔ وہ دوسرے جاہلیت والوں سے زیادہ اعلیٰ ہوگا، لیکن اس میں ایک شرط ہے کہ دین میں سمجھ حاصل کی ہو یعنی جو جاہلیت میں حسن اخلاق کا پیکر تھا کرم وعفت والا تھا۔ حلم وبردباری والا تھا، اور برے اخلاق سے احتراز کرتا تھا، کنجوسی، فسق وفجور اور ظلم وغیرہ سے اجتناب کرتا تھا تو اسلام اس میں اور نکھار پیدا کرے گا۔

(٥٩٤٤) بخاری: ٣٤٩٦۔ مسلم: ٢٩١٢۔ ترمذی: ٢٢١٥۔ ابوداؤد: ٤٨٧٢۔ ابن ماجہ: ٤٠٩٧۔ احمد: ١٠٥٧٣۔ مؤطا: ١٨٨٤.

اور جو یہ آیا ہے کہ اس امارت کو کراہت کی نظر سے دیکھنے والا اس میں واقع ہوگا، اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان عہدہ امارت وخلافت کو پسندیدگی اور چاہت ولالچ سے قبول نہ کرے، لیکن اگر یہ مل جائے تو پھر کراہت کا اظہار نہ کرے، اللہ سے مدد طلب کرے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرے۔ (فتح الباری: ۶/ ۳۰، ۵۲۹)

٥٩٤٥ــ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ لاَ يَـزَالُ هٰـذَا الأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ. (رواه البخاري، ٣٥٠١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کام کی قیادت قریش میں رہے گی جب تک ان میں سے دو فرد بھی باقی رہیں گے۔'' (بخاری)

٥٩٤٦ــ عَـنْ مُـحَـمَّدِبْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُـحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِّنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَـلَـى اللّٰهِ بِمَا هُوَأَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَـلَـغَـنِي اَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحَادِيَثَ لَيْسَـتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلاَ تُوْثَرُعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُوْلٰئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّا كُمْ وَالاَمَانِيَّ الَّتِـي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَـقُـوْلُ إِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لاَ يُعَادِيْهِمْ أَحَـدٌ إِلاَّ كَبَّـهُ الـلّٰهُ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ. (رواه البخاري، ٧١٣٩)

''محمد بن جبیر کا بیان ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب بنوقحطان میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا، وہ اٹھے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی احادیث بیان کرتے جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں نہ وہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ وہ لوگ تمہارے نادان ہیں، پس تم ان سے بچتے رہو اور ان خواہشات سے بھی بچو جن کی وجہ سے اہل خواہش گمراہ ہوتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ امارت قریش میں رہے گی، جو بھی ان پر زیادتی کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل گرا دے گا۔ جب تک قریش دین کو قائم رکھیں گے۔'' (بخاری)

٥٩٤٧ــ عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ كَانَ نَا سٌ مِنْ رَبِيْعَةَ عِنْدَ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْلَيَـجْعَلَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ فِي جُمْهُوْرٍ مِنَ

''عبداللہ کا بیان ہے کہ ربیعہ قبیلے کے چند افراد عمرو بن عاص کے پاس موجود تھے کہ بنوبکر کے ایک آدمی نے ان کے سامنے کہا: اہل قریش ظلم سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ امارت کو جمہور عرب میں رکھ دے گا جو قریش سے نہ ہوں گے۔ عمرو

(٥٩٤٥) بخاری: ٣٥٠١۔ مسلم: ١٨٢٠۔ احمد: ٦٠٨٦.
(٥٩٤٦) بخاری: ٧١٣٩۔ احمد: ١٦٤١٠۔ دارمی: ٢٥٢١.
(٥٩٤٧) ترمذی: ٢٢٢٧۔ صحیح، البانی: ١٨١٥۔ احمد: ١٧٣٥٢.

الْعَرَبِ غَيْرِهِمْ فَقَالَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قُرَيْشٌ وُلاَةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . (رواه الترمذی، ٢٢٢٧)

بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تو غلط کہتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: قریش لوگوں کے تا قیامت امراء ہیں خیر اور شر میں بھی۔'' (ترمذی)

٥٩٤٨۔ عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَيْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ فَقِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ مَا عَنَى بِذٰلِكَ قَالَ نُبْلَ الرَّأْيِ (لأحمد، ١٦٣٠٠)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق قریشی کے لیے غیر قریشی دو مردوں کے برابر قوت ہے۔ زہری نے کہا مراد فکری صلاحیت ہے۔'' (احمد)

شرح: ......قریش پانی کا ایک کیڑا ہے جو سمندر کے ہر جانور کو کھا جاتا ہے، اسی طرح قریش کے سامنے بھی لوگ سر نہیں اٹھاتے تھے۔ اس سے مراد نضر بن کنانہ کی اولاد ہے۔ خلافت قریش میں رہے گی مطلب ہے کہ لوگ ان کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرتے رہیں گے کیونکہ نبی اکرم ﷺ خود بھی قریش میں سے تھے۔ اس پر سوال ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حکومت کا معاملہ قریش میں رہے گا اگر چہ دو آدمی بھی باقی رہیں تو اب تو سینکڑوں سال سے قریش کی حکومت نہیں رہی۔

تو اس کا حل یہ ہے کہ حکومت قریش میں رہے گی اگر کسی دوسرے کے پاس جائے گی تو وہ اعتراف کرے گا کہ خلافت قریش میں ہے، ہم تو صرف نظام چلا رہے ہیں، اصل خلافت قریش کی ہے۔

دوسری بات یہ ہے، حکومت قریش میں ہونے کا تب کہا تھا، جب یہ دین قائم رکھیں گے، جب یہ دین قائم نہ رکھیں گے تو ان کی حکومت کمزور ہوگی اور ان کی خلافت کا نام رہ جائے گا اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ (فتح الباری: ٦/ ٥٣٥)

٥٩٤٩۔ عَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خِلاَفَةُ النُّبُوَّةِ ثَلاَثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ أَوْ مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ قَالَ سَعِيْدٌ قَالَ لِي سَفِيْنَةُ اَمْسِكْ عَلَيْكَ اَبَابَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَعُمَرَ عَشْرًا وَعُثْمَانَ اثْنَتَي عَشَرَةَ وَعَلِيٌّ كَذَا قَالَ سَعِيْدٌ قُلْتُ لِسَفِيْنَةَ إِنَّ هٰؤُلاَءِ

''سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافتِ نبوت تیس سال رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا بادشاہت عنایت کردے گا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ابوبکر رضی اللہ عنہ دو سال، عمر رضی اللہ عنہ دس سال، عثمان رضی اللہ عنہ بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ اتنے عرصہ خلیفہ رہے۔ تو میں نے سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ لوگ تو کہتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ

(٥٩٤٨) احمد: ١٦٣٠٠.

(٥٩٤٩) ابوداؤد: ٤٦٤٦۔ حسن صحیح، البانی: ٣٨٨٢۔ ترمذی: ٢٢٢٦۔ احمد: ٢١٤١٧.

يَـزْعُـمُـوْنَ أَنَّ عَـلِيًّـا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِخَلِيْفَةٍ قَالَ كَذَبَتْ اَسْتَاهُ بَنِى الزَّرْقَاءِ يَعْنِى بَنِیْ مَرْوَانَ . (رواه أبو داود، ٤٦٤٦)

خلیفہ نہیں تھے۔ سفینہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بنو زرقاء کے چوتڑ جھوٹ بولتے ہیں یعنی بنو مروان۔'' (ابوداؤد)

قَـالَ سَـعِيْدٌ: قُلْتُ لَهٗ: إِنَّ بَنِى أُمَيَّةَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الْخِلاَفَةَ فِيْهِمْ، قَالَ كَذَبُوْا بَنُوْ الزَّرْقَاءِ، بَلْ هُمْ مُلُوْكٌ مِنْ شَرِّالْمُلُوْكِ .

''سعید کا بیان ہے کہ میں نے سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بے شک بنی امیہ کے لوگ گمان کرتے ہیں کہ خلافت ان کا حق ہے تو فرمایا: بنو زرقاء نے جھوٹ بکا ہے، بلکہ وہ تو برے ترین بادشاہ ہیں۔''

٥٩٥٠ـ عَـنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ لاَ يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَـائِـمًا حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُـلُّـهُـمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الاُمَّةُ فَسَمِعْتُ كَلاَمًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ اَفْهَمْهُ قُلْتُ لِاَبِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ . (لأبی داود٤٢٧٩)

''سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دین قائم رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلیفے ہوں گے اور ہر ایک پر امت متفق ہوگی۔ پس میں نے نبی ﷺ سے ایک بات سنی اور میں سمجھ نہیں سکا تو میں نے اپنے باپ سے عرض کی کہ آپ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو انھوں نے کہا: فرماتے ہیں وہ سب ہی قریش میں سے ہوں گے۔''

٥٩٥١ـ وَفِی رِوَايَةٍ: فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ اَتَتْـهُ قُـرَيْـشٌ فَـقَالُوْا ثُمَّ يَكُوْنُ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَكُوْنُ الْهَرْجُ . (رواه ابو داود، ٤٢٨٠)

''ایک روایت میں ہے: جب آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو قریش آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا: ہنگامہ آرائی ہوگی۔'' (ابوداؤد)

شـرح: ......خلافت نبوت کے متعلق پیش گوئی ہے کہ ۳۰ برس ہوگی، اس میں خلفائے راشدین کو شمار کیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۲ برس تین ماہ دس دن، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دس برس چھ ماہ آٹھ دن، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۱۱ برس ۱۱ ماہ اور نو دن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت ۴ برس ۹ ماہ سات دن ہے۔

یہ تقریباً تیس برس بن جاتے ہیں۔ ایک سوال ابھرتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد بادشاہت ہوگی جب کہ حدیث میں آتا ہے، یہ دین قائم رہے گا حتی کہ ۱۲ خلفاء ہوں گے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ۳۰ برس کا عرصہ جو

(٥٩٥٠) ابوداؤد: ٤٢٧٩ـ صحيح، البانی: ٣٥٩٨ـ دون قوله تجتمع عليه الامة، بخاری: ٧٢٢٣ـ مسلم: ١٨٢١ـ ترمذی: ٢٢٢٣ـ احمد: ٢٠٥٤٠.

(٥٩٥١) ابوداؤد: ٤٢٨٠ـ صحيح، البانی: ٣٥٩٩ـ بخاری: ٧٢٢٣ـ مسلم: ١٨٢١ـ ترمذی: ٢٢٢٣ـ احمد: ٢٠٥٤٠.

نبی ﷺ نے خلافت کا بتایا ہے وہ نبوت کے طریقہ پر خلافت کا ہے، عام خلافت اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہے، اس میں کوئی ٹکراؤ نہیں۔

بنو زرقاء کی تردید کی ہے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے، زرقاء بنو امیہ کی اوپر والی بڑی ماں کا نام ہے۔ (عون المعبود: ۳۴۲/۴)

اور جو یہ حدیث میں آیا ہے کہ ۱۲ خلفاء قریش سے ہوں گے، امت ان کی اطاعت پر متفق ہوگی اور ان کی سرنگوں رہے گی تو ان میں چار تو خلفائے راشدین ہیں اور باقی قیامت تک پورے ہوں گے، ان شاء اللہ! یہ مختلف زبانوں میں ہوں گے لازم نہیں کہ پے در پے ہوں۔

یہاں بھی (۱) سوال یہ ہے کہ اگر شمار کریں تو اس تعداد سے زیادہ خلفاء گزر چکے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اتنی تعداد میں جو کہ (۱۲) کی ہے۔ خلفاء ہوں گے یہ مطلب نہیں کہ ان کے بعد خلیفہ نہ آئے گا اور بھی آسکتے ہیں یہ تعداد کم از کم بتائی ہے۔

ایک اہم بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اثنا عشری شیعہ امامیہ فرقہ نے یہاں سے ہی ۱۲ امام ثابت کیے ہیں۔

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ حدیث میں خلفاء کا ذکر ہے کہ خلافت ہوگی، امامت کا ذکر نہیں۔ شیعہ وسنی اس پر اتفاق رکھتے ہیں ان ۱۲ اماموں کی اکثریت خلیفہ نہیں ہوئی، صرف امام ہوئے ہیں۔

(۲) بات یہ ہے کہ ان ۱۲ اماموں کا تعلق بنو ہاشم سے ہے، جب کہ آپ ﷺ نے قریش سے ان کا نسب بتایا ہے۔

(۳) یہ بات ہے ۱۲ ائمہ ائمہ کے قائل تو کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین خفیہ پھیلایا جاتا تھا، اعلانیہ اظہار ممکن نہ تھا، حتیٰ کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی کہتے ہیں وہ بھی اپنا مذہب ظاہر کرنے پر قادر نہ تھے، تقیہ کرتے تھے۔ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، ان ۱۲ خلفاء کے ذریعہ دین ظاہر ہوگا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں: اس میں ۱۲ نیک خلفاء کی بشارت دی گئی ہے، جو حق قائم کریں گے، لوگوں میں عدل پروری کریں گے، ضروری نہیں وہ مسلسل آئیں گے چار تو مسلسل آئے ہیں جو کہ خلفائے راشدین ہیں اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی ان میں سے ہیں اور بنو عباس کے بعض خلفاء بھی ان میں شمار ہوتے ہیں اور قیامت تک آتے رہیں گے حتیٰ کہ امام مہدی بھی ان میں سے ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۲ وبعثنا منھم اثنی عشر، عون المعبود: ۱۷۲/۴)

۵۹۵۲ــ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بُوْیِعَ الْخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الآخَرَ مِنْهُمَا . (رواه مسلم، ۱۸۵۳)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو جو ان میں سے بعد والا ہوا سے قتل کردو۔'' (مسلم)

(۵۹۵۲) مسلم: ۱۸۵۳.

٥٩٥٣ــ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَشُقَّ عَصَاكُمْ أَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (لِمُسْلِمٍ، ١٨٥٢)

''سیّدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تمہارے پاس امارت کی طلب میں آئے، اور تم پہلے سے ایک آدمی پر جمع ہو چکے تھے، اور وہ آ کر تمہاری لاٹھی (طاقت) توڑ دے، یا تمہاری جمعیت منتشر کرے تو تم اسے قتل کردو۔'' (مسلم)

٥٩٥٤ــ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَتَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَاَنْ يُفَرِّقَ اَمْرَهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَّنْ كَانَ. (رواه مسلم، ١٨٥٢)

''سیدنا عرفجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: عنقریب مصیبت اور کمزوری آئے گی، جو شخص اس امت کی اجتماعی ہیئت جدا جدا کرے جبکہ وہ جمع ہوں تو اس کو تلوار سے قتل کر دو وہ جو بھی ہو۔'' (مسلم)

٥٩٥٥ــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَاهَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَإِنَّهٗ لاَ نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوابِبَيْعَةِ الْاَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ. (رواه البخاري، ٣٤٥٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی نگہداشت انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوتا اس کا خلیفہ دوسرا نبی آتا، اور میرے بعد نبی نہیں ہے، اور میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ عرض کیا گیا: آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: تم پہلے کی بیعت پوری کرو۔ پھر تم ان کا حق دیتے جاؤ اور ان سے اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ وہ لوگ رعیت سے کیسے پیش آئے؟'' (بخاری)

شــرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جب مسلمان ایک شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کرلیں، پھر جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کے لیے سرگرمی دکھلائے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کرے تو وہ واجب القتل ہے، اور اس کا خون بے کار جائے گا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ایک خلیفہ یا امیر پر متفق ہونے کے بعد ان میں تفریق ڈالنا کبیرہ گناہ ہے اور ان کے خلیفہ کے اتفاق پر عمل کرنا واجب ہے، اللہ کا بھی فرمان ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (النسآء: ٥٩)

(٥٩٥٣) مسلم: ١٨٥٢۔ نسائی: ٤٠٢٢۔ ابوداؤد: ٤٧٦٣۔ احمد: ٩٧٦٦.

(٥٩٥٤) مسلم: ١٨٥٢۔ نسائی: ٤٠٢٢۔ ابوداؤد: ٤٧٦٣۔ احمد: ٩٧٦٦.

(٥٩٥٥) بخاری: ٣٤٥٥۔ مسلم: ١٨٤٢۔ ابن ماجہ: ٢٨٧١۔ احمد: ٧٩٠٠.

''اے ایماندارو! اللہ تعالیٰ اور رسول اور صاحب امر کی اطاعت کرو۔''

یہ آیت اور احادیث مبارکہ واضح بیان کر رہی ہیں کہ مسلمان ایک امام پر جمع ہو چکے ہوں، پھر کوئی بندوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بغاوت کرے تو وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہے اگرچہ امام کچھ جور وستم بھی کرتا ہو۔ اس میں دو شرطیں ہیں: (۱) امیر کی اطاعت تب واجب ہے، جب وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے مطابق حکم دے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ علانیہ کفر نہ کرے، اگر علانیہ کفر کرتا ہے تو پھر بغاوت جائز ہے۔ ان شرطوں کے بغیر بغاوت کرنا بہت ساری خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ امن شکنی ہوگی، خونریزی ہوگی، لاقانونیت کا دور دورہ ہوگا، اس وجہ سے علانیہ کفر نہ ہو تو امیر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۵۸۰)

٥٩٥٦۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مَرَّتَيْنِ. (رواه أبوداود، ٢٩٣١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ پر دوبار ابن ام مکتوم کو اپنے پیچھے اپنا نائب چھوڑا تھا۔'' (ابوداود)

شرح: ......ثابت ہوا نابینا کو والی یا حاکم بنایا جا سکتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے علم کے مطابق بتا رہے ہیں جبکہ سیرت نگار کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو ۱۳ مرتبہ نائب مقرر کیا تھا، نمازوں کے بھی یہی امام تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں یہ اعزاز اس لیے دیا تھا کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عتاب فرمایا تھا۔ انہیں آپ نے یہ عزت دی تھی، وجہ کچھ بھی ہو، یہ ثابت ہوا کہ نابینا کی امامت جائز ہے۔ (عون المعبود: ۳/۹۲)

٥٩٥٧۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ بِشَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا هَلَكَ كِسْرَى قَالَ مَنِ اسْتَخْلَفُوْا قَالُوْا ابْنَتَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمُ امْرَاَةً قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْبَصْرَةَ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَصَمَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ. (رواه الترمذی، ٢٢٦٢)

''سیدنا ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اللہ نے محفوظ رکھا اس چیز کی وجہ سے جو میں نے نبی ﷺ سے سنی تھی۔ جب کسریٰ ہلاک ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھوں نے کسریٰ کا جانشین کس کو بنایا ہے؟ تو کہا گیا: اس کی بیٹی کو۔ آنحضرت ﷺ نے سنا تو فرمایا وہ قوم فلاح نہیں پائے گی جس نے عورت کو اپنی امارت سپرد کی ہے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا بصریٰ میں آئیں تو مجھے نبی ﷺ کا قول یاد آیا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ رکھا۔'' (ترمذی)

٥٩٥٨۔ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْنَفَعَنِيَ اللّٰهُ

''بخاری کی روایت ہے: البتہ مجھے اللہ تعالیٰ نے نفع دیا جنگ

(٥٩٥٦) ابوداؤد: ٢٩٣١۔ صحیح، البانی: ٢٥٤٣۔ احمد: ١٢٥٨٨.

(٥٩٥٧) ترمذی: ٢٢٦٢۔ صحیح، البانی: ١٨٤٧۔ بخاری: ٧٠٩٩۔ نسائی: ٥٣٨٨۔ احمد: ٢٧٥٣٥.

(٥٩٥٨) بخاری: ٤٤٢٥۔ ترمذی: ٢٢٦٢۔ نسائی: ٥٣٨٨۔ احمد: ٢٧٧٤٥.

بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ اَنْ اَلْحَقَ بِاَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ. (رواه البخاری، ٤٤٢٥)

جمل کے وقت اس کلمے سے جو میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا۔ اس کے بعد کہ قریب تھا میں جمل والوں سے مل کر ان کے شانہ بشانہ (علی رضی اللہ عنہ سے) لڑتا۔“

شرح: ...... نبی اکرم ﷺ کے آخری ایام کی بات ہے۔ مملکت فارس متزلزل ہو چکی تھی، حوادث زمانہ نے اسے ہلا کر رکھ دیا، شیرویہ قباذ نے اپنے باپ کسریٰ پرویز کو قتل کیا۔ ۷ ہجری میں یہ قابض ہوا۔ ۹ ہجری میں وفات پا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے اردشیر کو جو ابھی دودھ پیتا بچہ تھا، تخت نشین کر دیا۔ اسے شہر برائز نامی قائد نے قتل کیا اور خود تخت نشین ہوا، چالیس روز بعد اسے بھی ختم کر دیا گیا۔ ۹ ہجری یا ۱۰ ہجری میں بوران نامی شہزادی کو سربراہ بنا لیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے کہا تھا: یہ قوم فلاح نہ پائے گی۔ امامت کبریٰ یا صغریٰ، شعائر اسلامی کا نفاذ، اذان، اقامت، خطبہ وغیرہ عورت کے لیے جائز نہیں۔ بلکہ عورت کی سربراہی موجب بربادی ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ عہد رسالت کے بعد امہات المومنین میں سے بھی کسی کو یہ منصب نہیں سونپا گیا، جب عورت گھر کی سربراہ نہیں تو ملک کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں کس طرح دی جا سکتی ہے، عورت کو مملکت کی سربراہی کی خطرناکیوں اور تکالیف میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے یہ سخت جان کام ہے جبکہ یہ نرم مزاج آئینہ کی مانند ہیں یہ نرمی کی مستحق ہیں۔

ان آزادی نسواں کے دعویداروں نے عورت کو مردوں کے کاموں میں شریک کر کے گھروں کی رونق ختم کر دی ہے۔ خاندان کی چولیں ڈھیلی کر دی ہیں، اولاد کی تربیت برباد کر دی ہے اور بچوں کو ماں کی مامتا سے محروم کر دیا ہے اسلام نے مرد اور عورت کی فطرت کے دائرہ میں رہ کر ان دونوں کی استعداد کے مطابق ذمہ داری سونپی ہے۔ ان دعویداروں نے نہ فطرت اسلامی کا پاس ولحاظ رکھا اور نہ ہی عورت کی فطرت کو دیکھا اور نہ ہی فزیکل تقسیم کا خیال رکھا، عورت کو ملکہ خانہ بننے کی بجائے شمع محفل بنا دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کی صداقت روزِ روشن کی طرح نظر آ رہی ہے، عورت کو سربراہ بنانے والا کامیاب نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ فطرت سے جنگ آزما ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۷۹۰)

۲۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا ہے، مجھے اس حدیث نے نفع دیا، میں جنگ جمل میں شریک نہ ہوا تھا، یہ ان کی احتیاط ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بطور سربراہ حکومت جنگ جمل میں تشریف نہیں لے کر گئی تھیں۔

اصحاب جمل سے مراد وہ لوگ ہیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی وجہ سے اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت ہوئی تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما مکہ روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج ادا کر لیا تھا، ان حضرات کی یہ رائے ٹھہری کہ بصرہ جاتے ہیں اور لوگوں کو خون عثمان کا بدلہ لینے پر آمادہ کرتے ہیں۔

اس بات کا علم جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا تو وہ ان کے خلاف نکلے اور واقعہ جمل پیش آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

لوگوں کو دعوت صلح دینے کے لیے تشریف لے گئی تھیں۔ سربراہی کرنا مقصد نہ تھا۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۲۸)

٥٩٥٩ــ عَـنْ اَبِـىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ إِذَاكَـانَ أُمَـرَاؤُكُـمْ خِيَـارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ سُـمَحَاءَ كُمْ وَأُمُوْرُكُمْ شُوْرٰى بَيْـنَـكُمْ فَظَهْرُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَـانَ اُمَـرَاؤُكُـمْ شِـرَارَكُمْ وَاَغْنِيَاؤُكُمْ بِـخَلَاءَ كُـمْ وَأُمُـوْرُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْـرٌ لَّـكُـمْ مِـنْ ظَهْرِهَـا . (رواه الترمذى، ٢٢٦٦)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے امراء تمہارے نیک لوگ ہوں اور تمہارے غنی سخی لوگ ہوں اور تمہارے کام باہمی مشورت سے ہوں تو زمین پر زندہ رہنا تمہارے لیے زمین میں دفن ہونے سے بہتر ہے۔ اور جب تمہارے امراء تم میں سے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند لوگ بخیل و کنجوس ہوں اور تمہارے اجتماعی کام عورتوں کے اختیار میں ہوں تو تمہارے لیے زمین کے اوپر سے زمین کے اندر مدفون ہونا زیادہ بہتر ہے۔'' (ترمذی)

٥٩٦٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِـهِ وَالـرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَـنْ رَعِيَّتِـهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَـدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيْهِ وَمَسْئُوْلٌ عَـنْ رَعِيَّتِـهِ وَكُـلُّـكُـمْ رَاعٍ وَمَسْـئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ . (رواه البخارى، ٨٩٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر آدمی نگران ہے اور اس سے رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ پس امام نگران ہے اور اس سے رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ آدمی اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی زیر نگرانی اشیاء کے متعلق سوال ہوگا۔ نوکر اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اپنی رعایا کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹا اپنے باپ کے مال میں محافظ ہے اور اس سے رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اور ہر ایک انسان سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (بخاری)

شرح: ...... راعی کا مطلب ہے نگہبان جو امانت اس کے سپرد کی گئی ہو وہ اس کی اصلاح کرے اور حفاظت کرے اور عدل و انصاف رکھے۔ اور رعیت ہر وہ چیز ہے جو راعی اور نگہبان کی نگرانی میں ہو۔

(٥٩٥٩) ترمذى: ٢٢٦٦۔ ضعيف، البانى: ٣٩٣.

(٥٩٦٠) بخارى: ٨٩٣۔ مسلم: ١٨٢٩۔ ترمذى: ١٧٠٥۔ ابوداؤد: ٢٩٢٨۔ احمد: ٥٩٩٠.

الا صرف تنبیہ ہے جو خبردار کرنے کے لیے آتا ہے۔ امیر جن پر راعی ہے اس کی رعایا کے حقوق کے متعلق پوچھ گچھ ہوگی کہ ان کا خیال رکھا ہے، یا نہیں رکھا۔ آدمی سے اس کے گھر کے متعلق سوال ہوگا کہ ان کا خرچہ، لباس اور حسن معاشرت کا خیال رکھا ہے کہ نہیں رکھا، عورت سے سوال ہوگا تو نے اپنے خاوند کے گھر میں گزران اچھی کی یا نہیں۔ اس کی خیر خواہی کی یا نہیں کی، شفقت وامانت کا خیال کیا یا نہیں کیا، اپنی عصمت کی حفاظت کی یا نہیں کی، خاوند کے مال، بچوں اور اس کے مہمانوں کا خیال رکھا یا نہیں رکھا اور خاوند کا خیال رکھا یا نہیں رکھا۔ غلام سے اپنے آقا کے مال کی حفاظت، حسن خدمت اور حسن نصیحت کے متعلق سوال ہوگا یہ ادا کیا یا نہیں؟

آخر میں جامع انداز پر بتایا کہ جس کے پاس مذکورہ چیزیں نہ بھی ہوں کم از کم وہ اپنے اعضاء کا نگہبان ہے کہ انہیں نیکی کے امور میں استعمال کرے اور منع کردہ احکام سے اجتناب کرے، اسی طرح زبان، دل، حواس یہ سب اس کی رعیت ہیں، ان کی نگہبانی کرے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۵۸)

۵۹٦١ـ عَنْ اَبِیْ مَرْیَمَ الاَزْدِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی مُعَاوِیَةَ فَقَالَ مَا اَنْعَمَنَا بِكَ اَبَا فُلاَنٍ وَهِیَ كَلِمَةٌ تَقُوْلُهَا الْعَرَبُ فَقُلْتُ حَدِیْثًا سَمِعْتُهُ اُخْبِرُكَ بِهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ وَلاَّهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ شَیْئًا مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِهِمْ وَخَلَّتِهِمْ وَفَقْرِهِمُ احْتَجَبَ اللّٰهُ عَنْهُ دُوْنَ حَاجَتِهِ وَخَلَّتِهِ وَفَقْرِهِ قَالَ فَجَعَلَ رَجُلاً عَلٰی حَوَائِجِ النَّاسِ. (رواه أبوداود، ٢٩٤٨)

''ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ نے کہا میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ''ہم آپ پر کتنے ہی زیادہ خوش ہیں۔ یہ کلمہ عرب کا محاورہ ہے'' تو میں نے کہا: میں نے ایک حدیث سنی ہے میں اس کی تجھے خبر دیتا ہوں۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے امور کا متولی بنا دے اور وہ ان کی ضرورت ان کی غرض اور ان کے فقر وفاقہ کے درمیان پردہ ڈال کر بیٹھ جائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کو اس کی ضرورت و حاجت ومحتاجی کے درمیان پردہ ڈال دے گا۔ اس نے کہا: پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ایک آدمی لگا دیا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... اَنْعَمَنَا الخ عرب لوگ کسی دوست کی آمد پر ان الفاظ کے ساتھ اظہارِ مسرت کرتے تھے، تمہارے آنے پر ہم بہت خوش ہوئے ہیں۔

مقصد حدیث یہ ہے کہ کوئی محتاج آدمی اپنی ضرورت کے لیے جاتا ہے کہ بادشاہ کے سامنے اپنی ضروریات رکھے تاکہ وہ اس سے ان کا حل کروائے مگر بادشاہ اسے اپنے تک آنے ہی نہیں دیتا، نہ ہی خود باہر نکل کر اس کی بات سنتا ہے تو ایسے بادشاہ کی بات کو اللہ بھی قبول نہ کرے گا، اس کی آرزوؤں کو ناکام کرے گا، دینی یا دنیوی جو اس کی ضروریات ہوں

(٥٩٦١) ابوداؤد: ٢٩٤٨ـ صحیح، البانی: ٢٥٥٥ـ ترمذی: ١٣٣٢.

گی وہ اس کی پوری نہ کرے گا۔ اس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عدل پروری اور حدیث کی پیروی کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۶)

٥٩٦٢ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِي حُكْمِهِمْ وَاَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا. (رواہ مسلم، ١٨٢٧)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدل کرنے والے لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن نور کے منبروں پر رحمٰن کے دائیں طرف جگہ پائیں گے اور رحمٰن کے ہر دو ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اپنے اہل وعیال میں اور جن امور کے وہ متولی ہوں عدل کرتے تھے۔'' (مسلم)

شــــرح: ......عدل پرور حکمران یا قاضی بلند اور چمکتے ہوئے منبروں پر ہوں گے، اور اللہ کی دائیں جانب ہوں گے۔ بعض ائمہ اس کی تاویلات کرتے ہیں اور صفات کی تعطیل کرتے ہیں، یہ دونوں چیزیں تاویل اور تعطیل غیر درست ہیں، اس حدیث کے ظاہر پر ہی ایمان لانا سلف کا نظریہ ہے، اللہ کی دائیں جانب ہوگی جس طرح اس کی شان کے لائق ہے اور نورانی منبر بلند ہوں گے جس طرح حدیث میں آتا ہے اور عموماً یہ ہوتا ہے، بایاں ہاتھ ناقص تصور کیا جاتا ہے، اس وہم کو دور کرنے کے لیے فرمایا، اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں یعنی دونوں مبارک ہیں کسی میں کوئی نقص نہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ بھی بتائے ہیں، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۲۹۹)

٥٩٦٣ـ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ عَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارِ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ قَالَ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَوْعَلِمْتُ اَنَّ لِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (رواہ مسلم، ١٤٢)

''حسن کا بیان ہے کہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عبیداللہ بن زیاد نے اس بیماری میں عیادت کی جس میں معقل رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اگر مجھے اپنے زندہ رہنے کا علم ہوتا تو میں تجھے یہ حدیث نہ سناتا۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا: جس انسان کو اللہ تعالیٰ رعیت پر متعین کردے اور وہ اس حال میں مرے کہ ان لوگوں سے خیانت کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردے گا۔'' (مسلم)

(٥٩٦٢) مسلم: ١٨٢٧ـ نسائی: ٥٣٧٩ـ احمد: ٦٨٥٨.

(٥٩٦٣) مسلم: ١٤٢ـ بخاری: ٧١٥١ـ احمد: ١٩٨٠٤ـ دارمی: ٢٧٩٦.

٥٩٦٤ــ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ زِيَادٍ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ فَاِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ فَاِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَقَالَ وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ إِنَّمَاكَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِي غَيْرِهِمْ. (رواه مسلم، ١٨٣٠)

''عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہما عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے۔ اور کہا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بدترین حاکم وہ ہے جو لوگوں کو توڑ پھوڑ کر رکھتا ہو۔ پس تو اپنے آپ کو ان میں شمار ہونے سے بچا۔ اس نے کہا: اے عائذ بن عمرو! بیٹھ جا تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے چھان میں سے ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیا صحابہ کے لیے چھان تھا۔ یقینی بات ہے کہ چھان ان کے بعد والے اور ان کے علاوہ ہے۔'' (مسلم)

٥٩٦٥ــ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَجْلِساً إِمَامٌ عَادِلٌ وَاَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ وَأَبْعَدُهُمْ مِنْهُ مَجْلِساً إِمَامٌ جَائِرٌ. (رواه الترمذی، ١٣٢٩)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور اس کے قرب میں جگہ پانے والا وہ شخص ہوگا جو عادل حکمران ہوگا۔ اور ناپسندیدہ اور بعید ترین انسان وہ ہوگا جو ان میں سے ظالم حکمران ہوگا۔'' (ترمذی)

شرح: ......عبیداللہ بن زیاد بہت غیر ذمہ دار گورنر تھا، اور خونریزی بھی کرتا تھا یہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے آیا تو انہوں نے اس کی اصلاح کی خاطر یہ حدیث سنائی۔ ان سے ثابت ہوا فریب، دھوکہ اور خیانت حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ مسلمانوں کے حکمران کو ان کی خیر خواہی کرنی چاہیے اور رعیت سے انصاف کرے اور ناانصافی نہ ہونے دے۔ رعیت کے لیے آسانیاں پیدا کرے، انہیں مشقت میں نہ ڈالے، ان کے مال پر ہاتھ صاف نہ کرے، ان کی عزت و ناموس پر ڈاکہ نہ ڈالے، ٹیکسوں کی بھرمار سے عوام کا جینا دوبھر نہ کرے، عوام کو چوروں ڈاکوؤں اور دہشت گردوں سے تحفظ مہیا کرے، اگر حکمران، عوام کا خون چوستا ہے تو ایسے حاکم کے لیے جنت میں جانا حرام کر دیا گیا ہے، الا کہ یہ توبہ کرے اور رعیت کے حقوق ادا کرے۔ وجہ یہ ہے کہ حکمران اللہ کے نائب ہیں، ان کا حق ہے نمائندہ کی حیثیت سے اس کے بندوں تک خیر پہنچائیں، ان کے دین کی بھی اصلاح کریں اور ان کی دنیا بھی اچھی کریں وہ یوں کہ مستحقین میں مال تقسیم کریں اور مجرموں کو سزا دیں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے، اس کی ادائیگی پر انہیں انعام بھی ملے گا۔ یعنی حکمران غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کریں تو سخت سزا ہے۔ اگر ذمہ داری پوری کریں تو بہترین جزا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ٢/ ٩٠١)

(٥٩٦٤) مسلم: ١٨٣٠۔ احمد: ٢٠١١٤.

(٥٩٦٥) ترمذی: ١٣٢٩۔ ضعیف، البانی: ٢٢٥۔ احمد: ١١١٣١.

٥٩٦٦ــ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی كَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ عَلٰى مَنْكِبِهٖ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ إِنْ مُتَّ وَلَمْ تَكُنْ اَمِيْرًا وَلَا كَاتِبًا وَلَا عَرِيْفًا . (لابی داود، ٢٩٣٣)

''سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے قدیم! تو فلاح پائے گا اگر تو اس حال میں فوت ہوا کہ نہ امیر ہوا، نہ کاتب اور نہ لوگوں کا نمبردار۔'' (ابوداؤد)

٥٩٦٧ــ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَاتَسْتَعْمِلُنِیْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِیْ ثُمَّ قَالَ يَااَبَاذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْیٌ وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِیْ عَلَيْهِ فِيْهَا . (رواه مسلم، ١٨٢٥)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ مجھے (کسی علاقے کا) عامل (گورنر) نہیں بنا دیتے۔ تو آپ ﷺ نے میرے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تو ضعیف آدمی ہے، اور یہ منصب ایک امانت ہے۔ اور یہ منصب قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہوگا اس شخص کے سوا جس نے اسے اس کو حقوق کے ساتھ پکڑا اور جو اس پر ذمہ داری عائد تھی وہ پوری کر دی۔'' (مسلم)

٥٩٦٨ــ عَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهُمْ كَانُوْا عَلٰى مَنْهَلٍ مِنَ الْمَنَاهِلِ فَلَمَّا بَلَغَهُمُ الْاِسْلَامُ جَعَلَ صَاحِبُ الْمَاءِ لِقَوْمِهٖ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ عَلَى أَنْ يُسْلِمُوْا فَأَسْلَمُوْا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَالَهٗ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ ﴿فَاَرْسَلَ ابْنَهٗ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ ائْتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ إِنَّ اَبِی يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَإِنَّهٗ جَعَلَ لِقَوْمِهٖ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ عَلٰى أَنْ يُسْلِمُوْا فَأَسْلَمُوْا وَقَسَمَ الْإِبِلَ بَيْنَهُمْ وَبَدَالَهٗ﴾ أَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ اَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا اَمْ هُمْ فَإِنْ قَالَ لَكَ نَعَمْ أَوْ لَا فَقُلْ لَهُ إِنَّ اَبِیْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ وَهُوَ عَرِيْفُ الْمَاءِ وَإِنَّهٗ يَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ لِیَ الْعِرَافَةَ بَعْدَهٗ فَأَتَاهُ فَقَالَ ﴿إِنَّ أَبِی يُقْرِئُكَ السَّلَامَ فَقَالَ

''غالب القطان ایک آدمی سے وہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے اس نے کہا: ہم ایک گھاٹ پر تھے کہ ہمیں اسلام کی خبر پہنچی چنانچہ پانی کے مالک نے اپنی قوم کو اس شرط پر سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر وہ اسلام قبول کریں۔ تو وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اس نے سو اونٹ ان کے درمیان تقسیم کر دیے۔ پھر اس کا ارادہ ہوا کہ وہ لوگوں سے اونٹ واپس کر لے تو اس نے اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا یہ پیغام دے کر کہ انھیں میری طرف سے سلام کہنا اور بتانا کہ میرے والد نے اپنی قوم کو اسلام لانے کی شرط پر سو اونٹ دیئے ہیں وہ اسلام لے آئے اور اس نے ان میں اونٹ تقسیم کر دیئے لیکن اب اسے اونٹ واپس لینے کا خیال پیدا ہوا ہے، تو کیا وہ اونٹوں کا زیادہ حقدار ہے یا وہ لوگ زیادہ حق رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ تجھے ہاں یا نہیں میں جواب دیں تو کہنا کہ میرا باپ بوڑھا ہے اور وہ پانی کا مالک و نمبردار ہے۔

وَعَـلَيْكَ وَعَـلَى اَبِيْكَ السَّلاَمُ فَقَالَ إِنَّ أَبِىْ جَعَلَ لِقَوْمِهِ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ عَلَى اَنْ يُسْلِمُوْا فَـأَسْـلَـمُـوْا وَحَسُنَ إِسْلاَمُهُمْ ثُمَّ بَدَالَهٗ اَنْ يَرْتَجِعَهَا مِنْهُمْ أَفَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَمْ هُمْ فَقَالَ﴿ إِنْ بَـدَالَـهُ أَنْ يُسْـلِـمَهَا لَهُمْ فَلْيُسْلِمْهَا وَإِنْ بَـدَالَـهُ اَنْ يَرْتَجِعَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا مِنْهُمْ فَإِنْ هُمْ اَسْلَمُوْا فَلَهُمْ إِسْلاَمُهُمْ وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوْا قُـوْتِلُوْا عَلَى الْإِسْلاَمِ ﴾فَقَالَ إِنَّ اَبِى شَيْخٌ كَبِيْـرٌ وَهُـوَ عَـرِيْفُ الْـمَاءِ وَإِنَّهٗ يَسْأَلُكَ أَنْ تَـجْعَلَ لِيَ الْعِرَافَةَ بَعْدَهٗ﴾ فَقَالَ إِنَّ الْعُرَافَةَ حَـقٌّ وَلاَ بُـدَّ لِـلـنَّـاسِ مِـنَ الْعِرْفَاءِ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِى النَّارِ . (رواه ابوداود، ٢٩٣٤)

اور آپ سے سوال کرتا ہے کہ آپ اس کے بعد نمبرداری میرے لیے مخصوص کردیں۔ وہ گیا اور آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ ان لوگوں کو سپرد کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، اور اگر واپس لینا چاہے تو وہ زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر وہ لوگ اسلام پر قائم رہے تو ان کے لیے ہے ان کا سلام اور اگر وہ مسلم نہ ہوئے تو ان سے اسلام کی خاطر جنگ کی جائے گی۔ اور فرمایا: لوگوں کے لیے نمبردار کی تو ضرورت ہے البتہ نمبردار آگ میں جائیں گے۔'' (ابوداؤد)

٥٩٦٩ــ عَـنْ عَبْـدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ لاَ تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِـلْـتَ إِلَيْهَـا وَإِنْ أُوْتِيْتَهَـا مِـنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا . (رواه البخارى، ٦٦٢٢)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! امارت طلب نہ کرنا اگر تو طلب کرنے پر امیر بنایا گیا تو تجھے امارت کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اور اگر بغیر طلب تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری امداد کی جائے گی۔'' (بخاری)

٥٩٧٠ــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّـكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَـدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ . (رواه البخارى، ٧١٤٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم لوگ امارت وحکومت کی حرص کرو گے، اور وہ قیامت کے دن باعث ندامت ہوگی۔ پس کتنی اچھی لگتی ہے دودھ پلانے والی ہے اور کتنی بری لگتی ہے دودھ چھڑانے والی۔'' (البخاری)

(٥٩٦٦) ابوداؤد: ٢٩٣٣۔ ضعیف، البانی: ٦٢٨۔ احمد: ١٦٧٥٤.
(٥٩٦٧) مسلم: ١٨٢٥۔ احمد: ٢١٠٠٢.
(٥٩٦٨) ابوداؤد: ٢٩٣٤۔ ضعیف، البانی: ٦٢٩۔ احمد: ٢٢٥٩٤.
(٥٩٦٩) بخاری: ٦٦٢٢۔ مسلم: ١٦٥٢۔ ترمذی: ١٥٢٩۔ نسائی: ٥٣٨٤۔ ابوداؤد: ٣٢٧٧۔ احمد: ٢٠١٠٥۔ دارمی: ٢٣٤٦.
(٥٩٧٠) بخاری: ٧١٤٨۔ نسائی: ٥٣٨٥۔ احمد: ٩٨٠٦.

۵۹۷۱ـ عَنْ اَبِي مُوْسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَـاوَرَجُلاَنِ مِنْ بَنِى عَمِّى فَقَالَ اَحَـدُالـرَّجُـلَيْـنِ يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمِّرْنَا عَلٰى بَـعْـضِ مَاوَلَّاكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ الآخَرُ مِثْـلَ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّا وَاللّٰهِ لاَ نُوَلِّيْ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَلاَ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ . (رواه مسلم ، ۱۷۳۳)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے وہ دو میرے چچازاد تھے تو ان میں سے ایک نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں امیر مقرر کر دو بعض ان امور پر جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تحویل میں دیے ہیں۔ دوسرے نے بھی یہی کہا پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قسم اللہ کی! ہم کسی آدمی کو اس کام پر نہیں لگاتے جو اس کا سوال کرتا ہو، یا اس کی حرص رکھتا ہو۔'' (مسلم)

شــــرح: ......ان احادیث میں ایک یہ تشبیہ بھی ہے کہ امارت وحکومت کے کروفر جاہ وحشمت اور نفاذ حکم کے دنیا تک تو خوب مزے ہیں، لیکن اس کی وجہ سے مرتب ہونے والی سزا بھی سخت ہے۔

جس وقت حکمران کرسی پر براجمان ہوتا ہے تو عزت وتوقیر ملتی ہے دولت وثروت ہاتھ آتی ہے۔ عوام ماتحت ہوتے ہیں، ان پر حکم چلتا ہے، ٹھاٹھ باٹھ جمتے ہیں، اسے دودھ والی قرار دیا گیا ہے۔

مگر جب بدعنوانیوں کی وجہ سے احتساب ہوتا ہے تو اس دنیا میں ہی پچھتاوا شروع ہو جاتا ہے۔ آخرت کے حساب وکتاب کی سختی کا تو تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس حالت کو دودھ چھڑانے والی حالت قرار دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا حکومت وسرداری کی ابتدا بہت خوبصورت ہے مگر اس کا انجام بہت خطرناک اور بھیانک ہے، یہ بالکل ایسے ہی ہے۔ جب عورت بچے کو دودھ پلاتی ہے تو بچہ خوش ہوتا ہے مگر جب دودھ چھڑاتی ہے تو بچے پر یہ ناگوار گزرتا ہے۔

ان احادیث میں ولایت وحکومت کی حرص سے روکا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ یہ ایک عظیم ذمہ داری ہے، اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور ایک اہم بات یہ بھی ثابت ہوئی کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان دنیاوی چیز پر خوش ہوتا ہے لیکن وہ آخرت میں نقصان دہ ہوتی ہے۔

ایک اعتراض اٹھتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وزارت خزانہ کا خود مطالبہ کیا تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا: اے میرے پروردگار! مجھے وہ بادشاہت عطا کر جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔ (ص: ۳۵)

تو یہ عظمت وشان والے پیغمبر حکومت وامارت طلب کر رہے ہیں اور یہاں درج احادیث امارت کے حصول پر پابندی لگاتی ہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ جو شخص عہدہ قضا اور امارت کا اہل نہ ہو، وہ جاہ ومنصب اور مال ومتاع کے لیے عہدہ کی حرص کرے اس کے لیے عہدہ لینا منع ہے۔ اور یہ خطرناک ہے اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ اس کا اہل ہے، نااہل سے

(۵۹۷۱) مسلم: ۱۷۳۳۔ بخاری: ٤٣٤٥۔ نسائی: ٤٠٦٦۔ ابوداؤد: ٤٣٥٥۔ احمد: ١٩٢٣٨.

اس عہدہ کو بچانا چاہتا ہے اور امت کی خیر خواہی ملحوظ ہو، اپنا لالچ نہ ہو تو پھر اسے عہدہ طلب کرنے کی اجازت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۸۳)

۵۹۷۲ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الاَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِيْ اَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْسَأَلْتَنِي هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَاللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لِيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لأَرَاكَ الَّذِيْ اُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَاَيْتُ فَاَخْبَرَنِي اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ ﴿الْحَدِيْثُ الآتِي فِي التَّعْبِيْرِ﴾ (رواه البخاری، ۳۶۲۱)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مسیلمہ کذاب بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں آیا، اور اس نے کہنا شروع کر دیا اگر محمد ﷺ نے اپنے بعد امر خلافت میرے لیے مخصوص کر دیں تو میں آپ ﷺ کی پیروی کروں گا۔ پس اس کے سامنے آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے، اور آپ ﷺ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ گئے، اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی شاخ تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ مسیلمہ کے پاس جا کھڑے ہوئے اور وہ اپنے لوگوں کے درمیان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے یہ شاخ طلب کرے گا تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا۔ اور تو ہرگز اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکے گا، اور اگر تو پیٹھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے کاٹ دے گا، اور میں نے تیرے بارے میں جو دیکھا ہے میں تجھے بتاتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اتفاقاً میں سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو کنگن سونے کے ہیں۔ یہ حدیث عنقریب تعبیر رؤیا میں آ رہی ہے۔'' (بخاری)

۵۹۷۳۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيْبُكَ عَنِّي فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ. (رواه البخاری، ۴۳۷۹)

''ایک روایت میں ہے: مسیلمہ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ ثابت بن قیس موجود ہے میری طرف سے تجھے جواب دے گا اور آنحضرت ﷺ لوٹ گئے۔'' (بخاری)

شرح: ...... مسیلمہ کا پورا نام یہ ہے، مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر ابن حبیب بن حارث یہ بنو حنیفہ کا آدمی تھا اس نے ۱۰ ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ اپنی قوم کے نزدیک بہت زیادہ معزز تھا۔ اس کی قدر کی بدولت اسے یمامہ کا رحمان

(۵۹۷۲) بخاری: ۳۶۲۱۔ مسلم: ۲۲۷۴۔ ترمذی: ۲۲۹۲۔ ابن ماجه: ۳۹۲۲۔ احمد: ۲۷۶۹.

(۵۹۷۳) بخاری: ۴۳۷۹۔ مسلم: ۲۲۷۴۔ ترمذی: ۲۲۹۲۔ ابن ماجه: ۳۹۲۲۔ احمد: ۲۷۶۹.

کہتے تھے۔ اسی رعونت اور تکبر کی بنا پر جب یہ مدینہ آیا تو نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ اپنی صلح جو طبیعت کی بنا پر اور اس پر حجت قائم کرنے کے لیے خود ہی اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امام وقت، متعین کافر کے پاس اس لیے جا سکتا ہے جب دینی مصلحت ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے جب اس کے سوال کا جواب دیا جو اس نے کہا تھا کہ اپنے بعد خلافت مجھے دیں۔ تو آپ ﷺ نے نہایت ہی جامع جواب دیا اور قبول حق نہ کرنے کی صورت میں اسے آگاہ کیا کہ تجھ پر عذاب آئے گا۔ اور مزید لمبی بات کرنے کے لیے اپنے خطیب خاص حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی طرف رہنمائی کر دی۔ کیونکہ اس قسم کے عناد پرور آدمی کے لیے یہی موزوں تھے، نبوت کا دعویٰ اسود عنسی نے بھی کیا تھا اور مسیلمہ نے بھی کیا تھا، اسود تو نبی ﷺ کے زمانہ میں ہی مارا گیا اور مسیلمہ کذاب کو نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک لشکر بھیج کر تہ تیغ کیا تھا۔ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شرف و فضل کا بھی پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے جو سونے کے دو کنگن خواب میں دیکھے تھے ان میں سے ایک تو آپ کی حیات مبارکہ میں مارا گیا جو کہ اسود تھا اور دوسرا کنگن جسے پھونک مار کر اڑایا تھا اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے نائب کی حیثیت سے مارا۔

یہ بھی ثابت ہوا خواب میں عورتوں والا زیور مرد دیکھے تو یہ اچھا خواب نہیں ہوتا برا ہوتا ہے، ثابت ہوا نااہل عہدہ مانگے تو اسے نہ دیا جائے۔ (فتح الباری: ۸/ ۸۹)

٥٩٧٤ــــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالاَمِيْرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهٗ وَإِذَا اَرَادَاللّٰهُ بِهِ غَيْرَذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرَسُوْءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ . (رواه أبوداود، ٢٩٣٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کو سچا وزیر دے دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو وزیر یاد کراتا ہے، اور اگر اس کو یاد ہو تو وزیر مدد کرتا ہے۔ اور اگر امیر سے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کوئی ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کو بدترین وزیر دے دیتا ہے۔ اگر وہ بھول جائے تو وزیر یاد نہیں کراتا، اور اگر اس کو یاد ہو تو مدد نہیں کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

٥٩٧٥ــــ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا اسْتَخْلَفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی خلیفہ بنتا ہے اس کے ساتھ دو دلی دوست مقرر ہو جاتے ہیں۔ ایک اس کو اچھے کام کا حکم دیتا، اور اس کی رغبت

(٥٩٧٤) ابوداؤد: ٢٩٣٢۔ صحیح، البانی: ٢٥٤٤۔ نسائی: ٤٢٠٤.

(٥٩٧٥) بخاری: ٦٦١١۔ نسائی: ٤٢٠٢۔ احمد: ١١٤٢٤.

وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ . (رواه البخاری، ٦٦١١)

دلاتا ہے۔ اور دوسرا اس کو بدی کا حکم دیتا، اور بدی پر اکساتا ہے۔محفوظ ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔'' (البخاری)

شرح: ......وزیر اسے کہتے ہیں، جو امیر کی رائے، تدبیر اور حکومتی کام سرانجام دینے میں اس کا بوجھ اٹھائے۔ اگر امیر کی نیت درست ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا وزیر مہیا کر دیتا ہے جو اس امیر کے حسن نیت کی وجہ سے رعیت کی خیر خواہی زبانی یا عمل کرتا ہے جبکہ بری نیت کی وجہ سے وزیر بھی برا ہوتا ہے۔ جو بری تدبیر بتاتا ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۲)

بطانہ اصل میں دلی راز دان ہوتا ہے، لیکن اچھے بطانہ سے مراد فرشتہ ہے اور برے بطانہ سے مراد شیطان ہے۔

اب حکمران اگر نیک نیت ہو اور رعیت کا خیر خواہ ہو تو اس کے اس اعلیٰ کردار اور بہتر عمل کی وجہ سے فرشتہ والی رہنمائی غالب آ جاتی ہے اگر یہ بدنیت ہو تو شیطان والی طاقت جو کہ شر ہے یہ غالب آ جاتی ہے۔ (التعلیقات السلفیہ: ۲/ ۱۷۸)

٥٩٧٦ــــ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، رَفَعَهُ: اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ . (رواه الترمذی، ٢٢٥٩)

''سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بات غور سے سنو! میرے بعد کچھ حکمران ہوں گے، جو ان کے پاس حاضر ہوا، ان کے جھوٹ کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی تو وہ مجھ سے نہیں ہوگا، اور میں اس سے نہیں ہوں گا، اور وہ میرے حوض پر وارد نہ ہوگا۔ اور جو ان کے پاس نہ گیا، ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کی، ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کی تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور وہ میرے حوض پر بھی وارد ہوگا۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے سخت وعید بتائی ہے اور اظہار لاتعلقی فرمایا ہے جو کہ بہت بڑی سزا ہے، یہ سزا اس کے لیے ہے جو جانتا ہے کہ حکمران جھوٹ بول رہے ہیں اور غلط کام کرتے ہیں۔ یہ ان کا قرب اور مفاد حاصل کرنے کے لیے کہتا ہے کہ یہ درست کر رہے ہیں اور سچ کہہ رہے ہیں۔ لیکن جو اپنی دینداری، تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے ایسے غلط حکمرانوں سے اجتناب کرتا ہے، یا اگر ان کی مجالس میں شریک ہوتا ہے لیکن ظلم کا ساتھ نہیں دیتا ان کی غلط بات کی تردید کرتا ہے تو یہ اس وعید سے محفوظ رہتا ہے۔ (التعلیقات السلفیہ: ۲/ ۱۷۹)

(٥٩٧٦) ترمذی: ٢٢٥٩۔ صحیح، البانی: ١٨٤٣۔ نسائی: ٤٢٠٨۔ احمد: ١٧٦٦٠.

٥٩٧٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ السِّجِلُّ كَاتِبٌ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ. (رواه ابوداود، ٢٩٣٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سجل نامی آدمی رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا۔'' (ابوداؤد)

شرح:......اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ کاتب رکھنا جائز ہے جو کہ حکومت کا حساب وکتاب لکھا کرے۔

سجل کی تفسیر یہ بھی ہے وہ صحیفہ ہے جس میں لکھا جاتا ہے یا اس سے مراد فرشتہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ نبی ﷺ کے کاتب کا نام ہے۔ (عون المعبود: ۹۳/۳)

سورت الانبیاء آیت ۱۰۴ میں آتا ہے: ﴿يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ﴾ یعنی اس دن اللہ تعالیٰ آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح کاغذ لفافہ میں ڈالنے کے لیے لپیٹا جاتا ہے۔

اس کا واضح ترین معنی یہی ہے کہ یہ خاص کاتب کا نام نہیں منشی جب بھی کاغذ پر لکھائی سے فارغ ہوتا ہے تو اسے لپیٹتا ہے، اس سے یہ مراد ہے۔ (الیسر التفاسیر: ۹۳۶)

٥٩٧٨۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَزِيْدَبْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهٗ وَوَلَدَهٗ فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هٰذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنِّي لَا اَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ اَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ الْقِتَالُ وَاِنِّي لَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنْكُمْ خَلَعَهٗ وَلَا بَايَعَ فِي هٰذَا الْاَمْرِ اِلَّا كَانَتِ الْفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهٗ. (رواه البخاري، ٧١١١)

''نافع کہتے ہیں: جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی امارت سے علیحدگی اختیار کی تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں اور دیگر احباب کو جمع کر کے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے: ہر دغاباز کے لیے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے گا۔ اور ہم نے اس آدمی کی اللہ اور اس کے رسول کے معاہدے کے ساتھ بیعت کی ہے۔ اور اس سے بڑی غداری تو میں نہیں جانتا کہ ایک آدمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے عہد کے ساتھ بیعتِ امارت کی جائے، اور پھر اس کے خلاف لڑائی کے لیے کھڑا ہوا جائے۔ پس میرے علم میں اگر آیا کہ تم میں سے کسی فرد نے اس آدمی کی امارت سے علیحدگی اختیار کی یا کسی دوسرے کی بیعتِ امارت کی تو یہ چیز میرے اس فرد کے درمیان آخری دیوار ہوگی۔'' (بخاری)

٥٩٧٩۔ عَنْ نَافِعٍ قَالَ جَاءَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ

''نافع بیان کرتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی امارت

(٥٩٧٧) ابوداؤد: ٢٩٣٥۔ ضعيف، الباني: ٦٣٠.

(٥٩٧٨) بخاري: ٧١١١۔ مسلم: ١٧٣٥۔ ترمذي: ١٥٨١۔ ابوداؤد: ٢٧٥٦۔ احمد: ٦٤١١.

(٥٩٧٩) مسلم: ١٨٥١۔ احمد: ٦٣٨٧.

عُمَرَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ حِيْنَ كَانَ مِنْ اَمْرِ الْحَرَّةِ مَاكَانَ زَمَنَ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اطْرَحُوْا لِأَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وِسَادَةً فَقَالَ إِنِّي لَمْ آتِكَ لِاَجْلِسَ اَتَيْتُكَ لِاُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَاحُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً. (رواه مسلم، ١٨٥١)

سے انکار کر دیا، اور ابن مطیع پر لوگ جمع ہو گئے تو اس کے پاس سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ گئے۔ ابن مطیع نے کہا: ابوعبدالرحمٰن کے لیے تکیہ بچھاؤ۔ انھوں نے کہا: میں تمہارے پاس بیٹھنے کو نہیں آیا۔ میں تو تمہیں ایک حدیث بیان کرنے آیا ہوں جو میں نے نبی ﷺ سے سنی ہے۔ فرمایا: جس نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جب ملاقات کرے گا تو اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی۔ اور جوفوت ہوا اس حال میں کہ امیر کی بیعت کی رسی اس کی گردن میں نہ تھی تو وہ جہالت کی موت مرے گا۔'' (مسلم)

شرح: ...... جب تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ رہے اس وقت تک تو اہل مدینہ نے بغاوت نہ کی، ان کی وفات کے بعد جب یزید حکمران بنا تو پھر صورت حال بگڑ گئی۔ حضرت امیر معاویہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مالی خدمت بھی کرتے تھے مگر اس کے باوجود انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میری زندگی میں ہی یزید کی بیعت کر لیں۔ انہوں نے کہا: میں ایک وقت میں دو امیروں کی بیعت نہیں کر سکتا کہ آپ کی بیعت بھی کر رکھی ہے اور آپ کی موجودگی میں ہی یزید کی بھی بیعت کر لوں۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے لکھا کہ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔

ایک وفد یزید کے پاس گیا جو کہ اہل مدینہ کے افراد پر مشتمل تھا، ان میں عبداللہ بن حنظلہ تھے اور عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی تھے۔ ان کے علاوہ بھی افراد تھے، یزید نے ان کی عزت کی اور انہیں انعامات سے نوازا، جب یہ وفد واپس آیا تو اس نے یزید کے خلاف بولنا شروع کر دیا اور اس کے عیب بیان کرنے لگے، مدینہ میں یزید کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو بے دخل کر دیا اور بغاوت برپا کر دی۔

ادھر یزید کو اہل مدینہ کی اس بغاوت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر دے کر مدینہ کی جانب بھیجا یہ ذوالحج ۳۰ ہجری کی بات ہے۔ اور یزید نے مسلم سے کہا: تین دن تک انہیں اصلاح کی دعوت دینا اگر وہ رجوع کریں تو پھر کوئی حرکت نہ کرنا، اگر وہ رجوع نہ کریں تو پھر لڑائی کرنا اور تین روز تک ایسا کرنا۔ اس واقعہ میں مدینہ کے گروہ کے سربراہ عبداللہ بن حنظلہ اور عبداللہ بن مطیع وغیرہ تھے۔ انہوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی، اس کے باوجود جنگ ہوئی تو اہل مدینہ کو شکست ہوئی عبداللہ بن حنظلہ شہید ہوئے، عبداللہ بن مطیع راہ فرار اختیار کر گئے اور تین دن تک مدینہ میں آزادانہ اندھیر نگری مچی رہی، بہت لوگ مارے گئے اور جو زندہ رہے انہوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ یہ وہ پس منظر

جس کے دوران اہل مدینہ بغاوت کرنے پر تول رہے تھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اعزہ واقارب اور عبداللہ بن مطیع سے کہا تھا: میں نے اس امام یزید کی بیعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق کی ہے جو اس کی خلاف ورزی کرے گا میرا اس کا کوئی تعلق نہیں، یہ جاہلیت کی موت ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا جس امام کی بیعت کر لی ہو اسے توڑنا منع ہے، اگرچہ معمولی زیادتی بھی کرتا ہو، الا کہ امیر ظاہر کفر کا اعلان کرے پھر اس کی بغاوت جائز ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۷۳-۷۰)

۵۹۸۰۔ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَاكَلَاعَ وَذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِى تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى اَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَأَقْبَلاَ مَعِى حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِىْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَا هُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَخْلَفَ أَبُوْبَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالاَ أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَاَخْبَرْتُ أَبَابَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ أَفَلاَ جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِى ذُوْعَمْرٍو يَا جَرِيْرُ إِنَّ بِكَ عَلَىَّ كَرَامَةً وَإِنِّى مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ. مَعْشَرَ الْعَرَبِ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِى آخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوْا مُلُوْكاً يَغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ. (رواه البخارى، ٤٣٥٩)

''جریر کہتے ہیں: میں اہل یمن کے آدمیوں سے ملا ایک ذو کلاع تھا اور دوسرا ذوعمرو تھا۔ پس ان سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتا رہا۔ ذوعمرو نے کہا: تم اپنے صاحب کی باتیں کرتے ہو وہ تو تین دن بیت گئے فوت ہو چکے ہیں۔ پس میں اور وہ دونوں آدمی راستے پر جا رہے تھے کہ ہمارے سامنے ایک قافلہ مدینہ کی طرف سے نمودار ہوا۔ میں نے ان سے پوچھا: انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ اور ابوبکر صدیق خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں۔ اور لوگ صلح صفائی کے ساتھ قائم ہیں۔ میرے دو رفقاء نے کہا جا کر اپنے رفیق کو ہماری خبر دینا کہ ہم آئے تھے۔ اور ہم اب ان شاء اللہ پھر کبھی لوٹ کر آئیں گے۔ اور وہ دونوں یمن کی طرف لوٹ گئے۔ میں نے ان کی خبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی تو انہوں نے کہا: تو ان کو ساتھ کیوں نہیں لایا؟ پھر ایک وقت کے بعد ذوعمرو نے مجھے کہا: اے جریر! تیری میرے ساتھ نیکی ہے اور میں تجھے ایک عمدہ بات کہتا ہوں۔ کہ تم عرب قوم ہمیشہ بھلائی پر رہو گے جب تک تمہارا یہ حال ہوگا کہ جب تمہارا امیر فوت ہوگا اور تم دوسرا امیر منتخب کرو گے۔ اور جب تمہارا معاملہ تلوار پر طے ہوگا تو تمہارے حکمران بادشاہ بن جائیں گے، بادشاہوں کی طرح وہ غضبناک ہونگے اور بادشاہوں کی مثل وہ راضی ہوں گے۔'' (بخاری)

(۵۹۸۰) بخاری: ۴۳۵۹۔ احمد: ۱۸۷۴۹۔

شرح: ......حضرت جریر رضی اللہ عنہ پہلے ذوالخلصہ کو تباہ کرنے گئے تھے، اسے گرانے کے بعد یمن تشریف لے گئے اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی تو پھر واپس مدینہ لوٹ آئے۔

جب یہ یمن میں تھے تو ان کی ملاقات ذوالکلاع، جس کا نام اسمیفع تھا، اور ذوعمرو سے ہوئی جو کہ یمن کے شہزادوں میں سے تھا، یہ بھی دونوں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ رستہ میں انہیں علم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں، تو یہ دونوں واپس یمن چلے گئے۔ انہوں نے جو بتایا تھا کہ عرب لوگ جب تک مشورہ سے رہیں گے اور ایک امیر کی وفات کے بعد دوسرا امیر آئے گا تو خیر رہے گی مگر جب بزور شمشیر امارت منوائی جائے گی تو پھر غضب کی آگ شعلہ زن ہوگی۔

اس کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے بھی ہوتی ہے (جو اوپر گزر چکی ہے) ۳۰ برس خلافت ہوگی اس کے بعد کاٹ دار بادشاہت ہوگی۔

ذوالکلاع اور ذوعمرو کا یہ بات کرنا یا اس وجہ سے ہوسکتا ہے کہ یہ پہلے کہانت جانتے تھے مسلمان ہونے کے بعد چھوڑ دی، یا پھر اس وجہ سے کہ یمن میں یہودی بھی رہتے تھے۔ یمن والوں نے ان سے دین سیکھا تھا، ان کی یہ پیش گوئی یہودیوں کی کتاب سے کی ہوگی۔ (فتح الباری: ۸/ ۷۶)

۵۹۸۱ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ مِمَّنْ اَنْتَ فَقُلْتُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ فَقَالَتْ كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِي غَزَاتِكُمْ هٰذِهِ فَقَالَ مَا نَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا إِنْ كَانَ لَيَمُوْتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيْرُ فَيُعْطِيْهِ الْبَعِيْرَ وَالْعَبْدَ فَيُعْطِيْهِ الْعَبْدَ وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ فَيُعْطِيْهِ النَّفَقَةَ فَقَالَتْ اَمَا إِنَّهُ لاَ يَمْنَعُنِي الَّذِيْ فَعَلَ فِي مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ أَخِي أَنْ اُخْبِرَكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي بَيْتِي هٰذَا اللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنِ اَمْرِ اُمَّتِي شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِي

''عبدالرحمٰن بن شماسہ کا بیان ہے کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی سوال کرنے کے لیے حاضر ہوا تو انھوں نے کہا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: اہل مصر سے ہوں۔ انھوں نے کہا: تمہارا حکمران تمہاری اس جنگ میں کیسا رہا ہے؟ میں نے کہا: ہم اس پر کسی چیز میں بھی کوئی عیب نہیں لگاتے۔ اگر ہم میں سے کسی کا اونٹ مر گیا تو اس نے اونٹ دیا، جس کا غلام فوت ہوا تو اسکو غلام دیا، جس کو اخراجات کی ضرورت پڑی تو اس کو نفقہ دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ چیز مجھے یہ بتانے سے باز نہیں رکھتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اس گھر میں سنا ہے۔ اے اللہ! میری امت کے کسی کام پر جو شخص متولی بنایا جائے اور وہ ان پر تنگی سے پیش آئے تو تو بھی اس پر

(۵۹۸۱) مسلم: ۱۸۲۸۔ احمد: ۱۸۷۳۹.

شَيْـئًـا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ . (رواه مسلم، ١٨٢٨) تنگی کر دے۔ اور جو شخص میری امت کے کسی کام پر مامور ہو اور وہ ان سے نرمی کرے تو تو بھی اس سے نرمی کر۔'' (مسلم)

شرح: ......واقعہ یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر کے حاکم تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو مصر بھیجا ان کا محمد بن ابی بکر سے مقابلہ ہوا تو محمد بن ابی بکر اس لڑائی میں قتل ہوئے اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا گلہ کیا اور اس کے باوجود خوشخبری والی حدیث سنائی۔ (البدایہ والنہایہ: ۷/ ۳۲۶)

اس سے ثابت ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت کس قدر انصاف پسند تھی، بھائی کے قاتل کے اوصاف سننے کے بعد بھی اس کی تائید میں حدیث سنائی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان امت تک پہنچایا، یہ ان کے کمال تقویٰ اور حدیث رسول سے کمال محبت کی علامت ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ والی اور سربراہ کو ظلم وجور سے بچنا چاہیے۔ رعایا کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ مسلمانوں کو مشقت میں نہ ڈالا جائے یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی موٹی برائی پر لعنت نہیں کرتے۔

اس سخت ترین سرزنش کے باوجود آج کل سرکاری وزرا، امراء اور افسرانِ بالا کے دل مردہ ہو چکے ہیں اور یہ فضول گپ شپ میں وقت گزاریں گے، لوگوں کے معاملات نمٹاتے نہیں، لوگ باہر قطاروں میں کھڑے انتظار کر رہے ہوتے ہیں اور صاحب بہانہ تراش رہے ہیں، میٹنگ ہے، کل آنا، صاحب باتھ میں ہیں، ابھی اور انتظار کریں، عدالتوں اور دفتروں میں لوگوں کو اسی طرح چکر لگواتے ہیں۔

یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈر جائیں اور آسانی پیدا کریں تاکہ لوگ اپنے جائز حقوق حاصل کر سکیں اور یہ حکمران دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مستحق بنیں، مظلوم کی آہ سے بچیں اور دعائے نبوی کی واہ کے لائق خود کو ثابت کریں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۹۰۳)

٥٩٨٢۔ عَنْ اَبِی فِرَاسٍ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَالَ اِنِّی لَمْ اَبْعَثْ عُمَّالِی لِيَضْرِبُوْا اَبْشَارَكُمْ وَلاَ لِيَأْخُذُوْا اَمْوَالَكُمْ فَمَنْ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ اِلَیَّ اُقِصُّهُ مِنْهُ قَالَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ لَوْ اَنَّ رَجُلاً اَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ اَتُقِصُّهُ مِنْهُ قَالَ اِیْ وَالَّذِی

''ابوفراس کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا: میں نے عامل (گورنر) اس لیے نہیں بھیجے کہ وہ تمہارے جسموں پر ضرب لگائیں، یا تمہارے مال قبضے میں لے لیں۔ پس جس سے ایسا کیا گیا وہ مجھے اطلاع دے تاکہ میں اس کو قصاص لے کر دے دوں۔ تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ایک عامل اپنی رعیت کو ادب سکھائے تو تم اس سے قصاص لے کر دو گے؟ عمر رضی اللہ عنہ

(٥٩٨٢) ابوداؤد: ٤٥٣٧۔ ضعیف، البانی: ٩٨٠۔ نسائی: ٤٧٧٧۔ احمد: ٢٨٨.

نَفْسِي بِيَدِهِ أُقِصُّهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقَصَّ مِنْ نَفْسِهِ. (رواه أبوداود، ٤٥٣٧)

نے کہا: قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں قصاص کیوں نہ دلاؤں گا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان کی طرف سے قصاص دیتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

شـــرح: ...... یہ واقعہ سنداً ضعیف ہے، اس کا مفہوم جو ہے، اس کی تائید میں حدیث آتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود کو قصاص کے لیے پیش کیا تھا، مگر صحابی رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا نہ تھا۔ تاہم افسران کو جائز طور پر کبھی سختی سے کام لینا پڑتا ہے اس پر پابندی نہیں ہاں، اگر حکمران اپنی دھاک بٹھانے کے لیے ظلم وتشدد کرے تو پھر قصاص کے کٹہرا میں کھڑا کیا جائے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۰۶)

٥٩٨٣ـ عَنْ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ وَكَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ وَعَمْروبْنِ الأَسْوَدِ وَالْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ وَأَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الأَمِيْرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيْبَةَ فِي النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ. (رواه أبوداود، ٤٨٨٩)

''جبیر بن نفیر، کثیر بن مرہ، عمرو بن اسود اور مقدام اور ابو امامہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امیر لوگوں کے عیب تلاش کرنے لگے تو وہ لوگوں کو بگاڑ دے گا۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ...... ریبہ، تہمت کو کہتے ہیں، جب امیر وقت لوگوں کے معاملات میں تہمت اور بدگمانی سے کام لینے لگے اگر صحیح علم ہو کہ فلاں مجرم ہے، پھر کوئی بات نہیں، اگر بدگمانی میں اسے ظاہر کرنا شروع کر دے تو اس سے لوگ زیادہ فساد کا شکار ہوں گے، کیونکہ ان سے حیا اتر جائے گی وہ مزید گناہوں کا ارتکاب شروع کر دیں گے۔ لہٰذا جب تک صحیح ثبوت نہ ہو بدگمانی کی بنا پر امام وقت لوگوں کے گناہوں کی جستجو نہ کرے۔ (عون المعبود: ۴/ ۴۲۴)

٥٩٨٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: أَوَّلُ هٰذَا الأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكٌ وَرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ إِمَارَةٌ وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُوْنَ عَلَيْهَا تَكَادُمَ الْحَمِيْرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانٌ. (رواه الطبراني في الكبير، ١١١٣٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی، پھر خلافت، رحمت ہوگی، پھر بادشاہت اور رحمت ہوگی، پھر امارت اور رحمت ہوگی، پھر امارت کی خاطر ایک دوسرے کو دانتوں سے کاٹیں گے جیسے گدھے ایک دوسرے کو کاٹتے ہیں۔ پس تم پر جہاد لازم ہے اور تمہارا افضل جہاد سرحدیں مضبوط کرنا ہے اور عسقلان کی سرحد مضبوط کرنا تمہارے لیے افضل ترین جہاد ہے۔'' (الکبیر)

(٥٩٨٣) ابوداؤد: ٤٨٨٩ـ صحيح، الباني: ٤٠٨٩ـ احمد: ٢٣٣٠٣.

(٥٩٨٤) طبراني كبير: ١١١٣٨ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ٨٩٦٤.

۵۹۸۵ـ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، رَفَعَهٗ: مَا مِنْ اَمِیْرِ عَشَرَةٍ إِلَّا یُؤْتٰی بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَغْلُوْلًا حَتّٰی یَفُكَّهُ الْعَدْلُ أَوْ یُوْثِقَهُ الْجَوْرُ. (رواه البزار، ١٦٤٠) والاوسط

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دس افراد کا امیر ہو اس کی گردن میں اس کے ہاتھ باندھ کر قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اس کا عدل اس کو آزاد کرائے گا یا اس کا ظلم مضبوطی سے باندھ دے گا۔'' (البزار، الاوسط)

٥٩٨٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهٗ: مَا مِنْ رَجُلٍ وَلّٰی عَشَرَةً إِلَّا أُتِیَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَغْلُوْلَةً یَدُهٗ إِلٰی عُنُقِهٖ حَتّٰی یُقْضٰی بَیْنَهُمْ وَبَیْنَهٗ. (رواه الطبرانی فی (الکبیر، ١٢٦٨٩) والأوسط.

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں کوئی شخص جس کو دس افراد کا حاکم بنایا گیا ہو مگر اس کو قیامت کے دن اس کے ہاتھ گردن میں باندھ کر لایا جائے گا یہاں تک کہ اس کے اور رعایا کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔'' (الکبیر، الاوسط)

۵۹۸۷ـ عَنْ مُعَاوِیَةَ، رَفَعَهٗ: لَا یَقْدُسُ اللّٰهُ أُمَّةً لَا یُقْضٰی فِیْهَا بِالْحَقِّ وَیَأْخُذُ الضَّعِیْفُ حَقَّهٗ مِنَ الْقَوِیِّ غَیْرَ مُتَعَتِّعٍ. (رواه الطبرانی فی الکبیر (١٩/ ٣٨٥)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: وہ امت پاکیزہ نہیں رہے گی جن کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے نہ کیے جائیں۔ اور ضعیف کا حق طاقت ور سے وصول کر کے اس کو نہ دیا جائے جس میں غفلت وکوتاہی بالکل نہ ہو۔'' (الکبیر)

۵۹۸۸ـــ عَنْ زَیْدِبْنِ اَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَخَلَ عَلٰی مُعَاوِیَةَ فَقَالَ حَاجَتُكَ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَطَاءُ الْمُحَرَّرِیْنَ فَإِنِّی رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَ مَا جَاءَهٗ شَیْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِیْنَ. (رواه أبوداود، ٢٩٥١)

''زید بن اسلم نے بیان کیا کہ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! تیرا کیا کام ہے؟ کہا: سفید پوش شرفاء کے وظائف۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلے جو چیز آتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید پوش لوگوں سے ابتدا کرتے۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... مال فیٔ وہ مال ہوتا ہے جو کافروں سے جنگ و جہاد کیے بغیر حاصل ہو جائے۔ محرر سے مراد وہ لوگ بھی ہیں جو غلام تھے بعد میں آزاد ہوئے ہوں اس مال سے ان کے لیے بھی حصہ ہے۔ اور اس سے مراد قسطوں پر آزاد ہونے والے غلام بھی ہیں، یہ غلام چونکہ فہرست میں شمار نہ ہوتے تھے۔ اس لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ضرورت سے پہلے

(٥٩٨٥) بزار: ١٦٤٠ـ طبرانی اوسط، ورجال البزار رجال الصحیح، ھیثمی: ٩٠٣٦.
(٥٩٨٦) طبرانی کبیرپ ١٢٦٨٩ـ طبرانی اوسط ورجاله ثقات، ھیثمی: ٩٠٤٢.
(٥٩٨٧) طبرانی کبیر: ١٩/ ٣٨٥ـ ورجاله ثقات، ھیثمی: ٩٠٥٧.
(٥٩٨٨) ابوداؤد: ٢٩٥١ـ حسن، البانی: ٢٥٥٨.

انہیں دینے کا کہا۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۷)

۵۹۸۹۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ ، رَفَعَهٗ: مَنْ اَبْلَغَ ذَاسُلْطَانٍ حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ اِبْلَاغَهٗ ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزُوْلُ الْاَقْدَامُ . (رواه البزار ، ۱۵۹۳)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حاکم کے پاس اس شخص کی حاجت پیش کرے گا جو خود حکام تک رسائی نہ رکھتا ہو تو اس سفارش کرنے والے کے قدم (جہنم کے) پل پر اللہ تعالیٰ ثابت رکھے گا جس دن قدم پھسلتے ہونگے۔'' (البزار)

۵۹۹۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهٗ: مَا مِنْ اُمَّتِی أَحَدٌ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُمْ بِمَا يَحْفَظُ بِهِ نَفْسَهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ . للأَوْسَطِ والصغير ، ۹۱۹ بضعف)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا جو فرد لوگوں کے معاملات میں سے کسی شعبے کا مختار بنایا گیا ہو، اور وہ لوگوں کی اس چیز سے حفاظت نہ کرے جس سے وہ اپنی جان و اہل کی حفاظت کرتا ہے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔'' (الاوسط، الصغیر بضعف)

۵۹۹۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهٗ: مَنْ وَلِيَ شَيْئًا مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهٖ حَتّٰى يَنْظُرَ فِي حَوَائِجِهِمْ . (رواه الطبرانی فی الکبير بلين)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے امور کا متولی ہو تو اللہ اس کی ضرورت کی طرف نظرِ کرم نہیں کرے گا جب تک کہ وہ ان لوگوں کی ضروریات پیش نظر نہیں رکھے گا۔'' (الکبیر، سند کمزور)

۵۹۹۲۔ وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ غَنَمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْصَحَ لِسُلْطَانٍ بِأَمْرٍ فَلَا يُبْدِلَهُ عَلَانِيَةً وَلٰكِنْ لِيَأْخُذْ بِيَدِهِ فَيَخْلُوَبِهٖ فَإِنْ قَبِلَ مِنْهُ فَذَاكَ وَإِلَّا كَانَ قَدْ اَدّٰى الَّذِیْ عَلَيْهِ لَهُ . (رواه أحمد، ۱٤۹۰۹)

''عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صاحب اقتدار کو نصیحت کرنا چاہے خواہ کسی معاملے میں ہو تو اعلانیہ نصیحت نہ کرے، بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تنہائی میں لیجائے۔ پس اگر وہ نصیحت قبول کرے تو بہتر ورنہ اس نے تو اپنا وہ حق ادا کر دیا جو اس پر عائد تھا۔'' (احمد)

(۵۹۸۹) بزار: ۱۵۹۳۔ فی حدیث طویل وفیه سعید البراد وبقیة رجاله ثقات، هیثمی: ۹۰٦٤.

(۵۹۹۰) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ۹۱۹۔ وفیه اسماعیل بن شیبة الطائفی وهو ضعیف، هیثمی: ۹۰٦۹.

(۵۹۹۱) طبرانی کبیر وفیه حسین بن قیس وهو متروك وزعم ابو محصن انه شیخ صدق، وبقیة رجاله رجال الصحیح، هیثمی: ۹۰۷۰۰.

(۵۹۹۲) احمد: ۱٤۹۰۹۔ ورجاله ثقات الا انی لم اجد لشریح من عیاض سماع وهشام سماعا وان کان تابعیا، مسلم: ۲٦۱۳۔ ابوداؤد: ۳۰٤۵۔ هیثمی: ۹۱٦۱.

٥٩٩٣ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهُ: مَنْ حَضَرَ إِمَامًا فَلْيَقُلْ خَيْرًا اوِلْيَسْكُتْ. (رواه الطبرانى فى الاوسط بلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص حاکم کے پاس جائے تو اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔'' (الاوسط، سند کمزور)

٥٩٩٤ــ عَنْ عَلِيٍّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَيَحِلُّ لِلْخَلِيْفَةِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ إِلَّا قَصْعَتَانِ قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا هُوَ وَأَهْلُهُ وَقَصْعَةٌ يَضَعُهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ (رواه أحمد، ٥٧٩)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: خلیفہ کو اللہ کے مال سے صرف دو برتنوں کا استعمال جائز ہے۔ ایک وہ جس سے وہ اور اس کا اہل وعیال کھائے۔ اور دوسرا وہ جو لوگوں کے سامنے رکھے۔'' (احمد)

٥٩٩٥ــ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍ قَالَ: لَمَّا احْتُضِرَ أَبُوْبَكْرٍ قَالَ: يَا عَائِشَةَ انْظُرِى الْلِقْحَةَ الَّتِىْ كُنَّا نَشْرَبُ مِنْ لَبَنِهَا وَالْجَفْنَةَ الَّتِىْ كُنَّا نَصْطَبِحُ فِيْهَا وَالْقَطِيْفَةَ الَّتِى كُنَّا نَلْبَسُهَا فَإِنَّا كُنَّا نَنْتَفِعُ بِذٰلِكَ حِيْنَ كُنَّا نَلِى اَمْرَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِذَا مُتُّ فَارْدُدِيْهِ إِلٰى عُمَرَ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْبَكْرٍ اَرْسَلَتْ بِهَا إِلٰى عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ لَقَدْ أَتْعَبْتَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكَ. (رواه الطبرانى فى الكبير، ٣٨)

''حسن بن علی کا بیان ہے کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کہا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تو ملحوظ رکھنا وہ دودھ دینے والی اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے؟ اور وہ بڑا پیالہ جس میں کھانا کھاتے تھے، اور وہ چادر جو ہم پہنتے تھے، ہم ان اشیاء سے اس وقت فائدہ اٹھاتے تھے جب ہم مسلمانوں کے امور انجام دینے پر مامور تھے۔ پس جب میں فوت ہو جاؤں تو ان اشیا کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس کر دو۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین فوت ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ اشیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے صدیق! اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت نازل کرے تو نے اپنے بعد آنے والے کو محنت ومشقت میں ڈال دیا ہے۔'' (الکبیر)

انتباہ: ...... جو کچھ ان اقوال میں بیان ہوا ہے، ان میں سے اکثر کا مفہوم اوپر احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ خلیفہ کا احترام کرنا اور خلیفہ اپنی ضروریات کے مطابق اخراجات لے سکتا ہے۔ امراء کو چاہیے یہ لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھیں اور لوگ جب تک علانیہ کفر نہ دیکھیں اس وقت تک بغاوت نہ کریں، ان اقوال میں یہی بیان ہوا ہے۔

(٥٩٩٣) طبرانى اوسط، وفيه، صالح بن محمد بن زياد وثقه احمد وغيره وضعفه جماعة وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٩١٦٧.

(٥٩٩٤) احمد: ٥٧٩ـ وفيه ابن لهيعة وحديثه حسن وفيه ضعف، هيثمى: ٩١٦٩.

(٥٩٩٥) طبرانى كبير: ٣٨ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ٩١٧٠.

۵۹۹۶ـ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ اَبِیْ مَالِكٍ إِنَّ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَیْنَ نِسَاءِ مِنْ نِسَاءِ الْمَدِیْنَةِ فَبَقِیَ مِرْطٌ جَیِّدٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِی عِنْدَكَ یُرِیْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِیٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِیْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِیْطٍ مِنْ نِسَاءِ الاَنْصَارِ مِمَّنْ بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُلَنَا الْقِرَبَ یَوْمَ أُحُدٍ. (رواہ البخاری، ۲۸۸۱)

’’ثعلبہ بن مالک نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں۔ ان میں سے ایک عمدہ چادر بچ رہی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی موجود تھا اس نے کہا: اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (نواسی) کو دے دیں۔ مراد ام کلثوم بنت علی تھی۔ لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ام سلیط اس کی زیادہ مستحق ہے، یہ عورت انصاریہ تھی، نبی علیہ السلام کی بیعت کرنے والوں میں شامل تھی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ہمیں اُحد کے دن مشکیں پانی کی بھر بھر کر پہنچاتی تھی۔‘‘

شرح: ......حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہونے والی بیٹی جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی تھیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔

ام سلیط کا نسب یہ ہے، ام قیس بنت عبید بن زیادہ بن ثعلبہ یہ بنو مازن سے تھیں، ان سے ابوسلیط بن ابو حارثہ، عمرو بن قیس نے شادی کی اور سلیط اور فاطمہ پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے اسے ام سلیط کہتے ہیں۔

ان کی خدمات کے صلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ ہدیہ دیا۔ اپنی بیوی پر انہیں ترجیح دی، امام وقت کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے۔ (فتح الباری: ۶/ ۷۹)

ذکر الخلفاء الراشدین وبیعتهم رضی اللّٰه عنهم

خلفاء الراشدین اوران کی بیعت کے حالات کا ذکر

۵۹۹۷ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَاأَ بَاحَسَنٍ كَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَأَخَذَبِیَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ

’’سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جس مرض میں نبی علیہ السلام نے وفات پائی اس بیماری میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تھے۔ چنانچہ باہر نکلے تو لوگوں نے کہا: اے ابوالحسن رضی اللہ عنہ! رسول اللہ ﷺ نے صبح کس حال میں کی؟ انہوں نے کہا: الحمدللہ آپ ﷺ بہت حد تک صحت یاب ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ عباس رضی اللہ عنہما نے پکڑا اور کہا: تین دن بعد تجھے لاٹھی سے ہانکا

(۵۹۹۶) بخاری: ۲۸۸۱.

(۵۹۹۷) بخاری: ٤٤٤٧ـ احمد: ۲۹۹۰.

أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَثَلاَثٍ عَبْدُ الْعَصَاوَإِنِّیْ وَاللّٰهِ لأَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَوْفَ یُتَوَفّٰی مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا إِنِّیْ لَاَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِی عَبْدِالْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اذْهَبْ بِنَا إِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَنَسْأَلْهُ فِیْمَنْ هٰذَا الأَمْرُ إِنْ کَانَ فِیْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ کَانَ فِی غَیْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصَی بِنَا فَقَالَ عَلِیٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَنَعَنَاهَا لاَ یُعْطِیْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ وَإِنِّی وَاللّٰهِ لاَ أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . (رواه البخاری، ٤٤٤٧)

جائے گا۔ اللہ کی قسم! میری رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں فوت ہو جائیں گے۔ میں بنوعبدالمطلب کے چہروں پر موت کے وقت آثار موت پہچان جاتا ہوں۔ پس تو ہمارے ساتھ چل ہم آپ ﷺ سے امر خلافت کے متعلق پوچھ لیں پس ہم میں ہے تو ہم جان لیں۔ اگر غیروں میں ہے تو ہم آپ ﷺ سے بات کریں تاکہ آپ ﷺ ہمارے لیے وصیت کر دیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ہم نے خلافت کا آپ ﷺ سے سوال کیا اور آپ ﷺ نے انکار کر دیا تو لوگ پھر کبھی اس کے بعد ہمیں خلافت سپرد نہیں کریں گے۔ اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ سے خلافت کا سوال نہیں کروں گا۔ ''(البخاری)

شرح: ......حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ تین دن بعد تم لاٹھی کے غلام ہو گے یعنی رسول اکرم ﷺ تین دن کے بعد وفات پا جائیں گے۔ یہ انہوں نے اپنی فراست سے کہا تھا کہ مجھے پتہ ہے وفات کے وقت بنو مطلب کے چہروں کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یہ نبی ﷺ کے چہرے مبارک پر نمایاں ہے، اور یہی ہوا تیسرے دن نبی ﷺ کی وفات ہوئی۔

یہ خلافت کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھ نہ سکے، آپ کی وفات کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: علی! ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں اور دوسرے لوگ پھر تمہاری بیعت کر لیں گے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت نہ لی جس کا بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پچھتاوا بھی ہوا۔ (فتح الباری: ۱۴۲/۸)

٥٩٩٨ــ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ جُبَیْرِبْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَتِ امْرَاۃٌ النَّبِیَّ ﷺ فَأَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ إِلَیْهِ قَالَتْ أَرَأَیْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ کَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ قَالَ ﷺ إِنْ لَمْ تَجِدِیْنِی فَأْتِی اَبَابَکْرٍ . (رواه البخاری، ٣٦٥٩)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کسی چیز کے بارے میں آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے حکم دیا وہ پھر آئے۔ اس نے کہا: اگر میں آپ ﷺ کو موجود نہ پاؤں تو کیا کروں؟ گویا وہ آپ ﷺ کی وفات کا کہتی تھی۔ فرمایا: اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔'' (بخاری)

(٥٩٩٨) بخاری: ٣٦٥٩۔ مسلم: ٢٣٨٦۔ ترمذی: ٣٦٧٦۔ احمد: ١٦٣٢٦.

شـرح: ......اس عورت کا یہ کہنا کہ میں اگر آپ کو نہ پاؤں الخ اس سے مراد ہے کہ آپ اگر خدانخواستہ فوت ہو جائیں تو پھر میں کس کے پاس آؤں اور کیا کروں۔ فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

اس میں شیعوں کی تردید ہے کہ خلافت کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا بلکہ ایک اور حدیث میں آتا ہے جو کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو اس نے بھی یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔ (معجم طبرانی)

یہ بھی ثابت ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے آپ کی وفات کے بعد خلیفہ کے ذمہ ہیں کہ وہ پورے کرے۔ (فتح الباری: ۷/۳۴)

۵۹۹۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالاً مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِنْهُمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا إِذْرَجَعَ إِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلاً أَتَى أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِي فُلَانَ يَقُوْلُ لَوْ قَدْمَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ إِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَااَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ فَإِنَّهُم هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلَى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَأَنَاأَخْشَى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ وَأَنْ لَا يَعُوْهَا وَأَنْ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں چند مہاجرین کو علم پڑھاتا تھا جن میں ایک عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اتفاقاً میں ان کے گھر منیٰ میں گیا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کا یہ آخری حج کا واقعہ ہے۔ عبدالرحمٰن جب میرے پاس لوٹ کر آئے تو انھوں نے کہا: اگر تو اس آدمی کو دیکھتا جو امیر المومنین کے پاس آج آیا اور کہا: کیا فلاں شخص کا تمھیں پتہ ہے؟ وہ کہتا ہے کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں فلاں کی بیعت کردوں گا اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی اچانک ہوئی تھی۔ تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا: ان شاءاللہ میں عشا کو لوگوں کے درمیان کھڑا ہو کر خطبہ دوں گا۔ اور میں ان لوگوں کو تنبیہ کروں گا جو لوگوں کا حق شوریٰ غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے کہا: اے امیرالمومنین! ایسا نہ کرنا حج کے موسم میں عام لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اور شور وغل مچانے والے آئے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے پاس وہی لوگ آ کر جگہ گھیریں گے جب تم کھڑے ہوگے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمہارا مقالہ لے کر ہر طرف نکل جائیں گے اسے سمجھا نہیں ہوگا اور اس کی غلط تعبیر کریں گے۔ فی الحال تم ٹھہر جاؤ اور جب تم مدینہ جاؤ

(۵۹۹۹) بخاری: ۶۸۳۰۔ مسلم: ۱۶۹۱۔ ترمذی: ۱۴۳۲۔ ابوداؤد: ۴۴۱۸۔ ابن ماجہ: ۲۵۵۳۔ احمد: ۳۹۳۔ مؤطا: ۱۵۵۸۔ دارمی: ۲۳۲۲۔

لَّا يَضَعُوْهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَأَمْهِلْ حَتّٰى
تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ فَإِنَّهَا دَارُالْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ
فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافَ النَّاسِ فَتَقُوْلَ
مَا قُلْتَ مُتَمَكِّناً فَيَعِي أَهْلَ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ
وَيَضَعُوْنَهَا عَلَى مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا
وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لاَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ
أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا
الْمَدِيْنَةَ فِي عُقْبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ
الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ
الشَّمْسُ حَتّٰى أَجِدَ سَعِيْدَبْنَ زَيْدِبْنِ عَمْرِو
بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًاإِلَى رُكْنِ الْمِنْبَرِفَجَلَسْتُ
حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ
خَرَجَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلاً
قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِبْنِ عَمْرِوبْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُوْ
لَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ
فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ مَا عَسَيْتَ اَنْ يَقُوْلَ مَا لَمْ
يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا
سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا
هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ
مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَلِي أَنْ أَقُوْلَهَا لاَ اَدْرِي لَعَلَّهَا
بَيْنَ يَدَيْ اَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا
فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَمَنْ
خَشِيَ أَنْ لاَ يَعْقِلَهَا فَلاَ اُحِلُّ لأَحَدٍ أَنْ
يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ
بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا انْزَلَ

جو ہجرت کا گھر اور سنت نبوی کا مرکز ہے وہاں فقہاء و اشراف لوگ تمہارے سامنے ہوں گے اور جو کہو گے اطمینان سے کہو گے اور اہل علم تمہارے مقالے کو بخوبی یاد رکھیں گے۔ اور اس کو اصل مقام پر منطبق کریں گے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں مدینہ میں پہلا خطبہ یہی دوں گا۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم مدینہ میں ذوالحجہ کے آخر میں آئے۔ جمعے کا دن آیا تو میں نے آنے میں جلدی کی جب سورج زائل ہوا میں مسجد میں آ گیا۔ میں نے منبر کے پائے کے قریب سعید بن زید کو پایا، تو میں ان کے ساتھ بیٹھ رہا، تھوڑا وقت ہم بیٹھے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ آ گئے جب میں نے ان کو آتے دیکھا تو سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو کہا: آج عمر رضی اللہ عنہ منبر پر وہ بیان کریں گے جو خلیفہ بننے کے بعد تا حال انہوں نے بیان نہیں کیا تو اس نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا: وہ ایسی بات نہیں کہیں گے جو انہوں نے پہلے نہ کہی ہو۔ جب مؤذن خاموش ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا: میں تمہیں وہ بات کہتا جو میرے مقدور میں کہنا ہوگا میں نہیں جانتا کہ میری اجل میرے سامنے کب آتی ہے۔ پس جس کو بات سمجھ آئے وہ یاد رکھ کر جہاں جائے بیان کر دے۔ اور جس کو خوف ہو کہ وہ نہیں سمجھا ہوگا تو میں اس کو اپنی بات نقل کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے۔ محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور آپ ﷺ پر کتاب اتاری ہے اور اس میں آیت رجم بھی نازل کی تھی۔ پس ہم نے وہ پڑھی، سمجھی، یاد کی اور آپ ﷺ نے رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ زیادہ وقت گذرنے کے ساتھ وہ آیت بھول جائے

اللّٰهُ آيَةَ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيُضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوْالإِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُفِيْمَا نَقْرَأُمِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لاَ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًابِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَلاَثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ تُطْرُوْنِي كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْاعَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ إِنَّهٗ بَلَغَنِيْ أَنَّ قَائِلاً مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ قَدْمَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلاَنًا فَلاَيَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ إِنَّمَاكَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلاَ وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقَى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِيْ بَكْرٍمَنْ بَايَعَ رَجُلاً عَنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلاَ يُبَايَعُ هُوَ وَلاَ الَّذِي بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلاَوَإِنَّهٗ قَدْكَانَ مِنْ خَبَرِنَا حِيْنَ تُوُفِّيَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ

گی، اور کوئی کہنے والا کہے گا ہمیں آیت رجم قرآن میں نہیں ملتی ہے تو لوگ اللہ کے نازل کردہ فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ پس اللہ کی کتاب کے مطابق رجم ثابت شدہ چیز ہے جو زنا کرے اور شادی شدہ مرد ہو یا عورت۔ جب گواہ ثابت کردیں یا حمل ظاہر ہو یا اقرار ہو۔ اور دوسری چیز جو ہم پڑھتے تھے یہ ہے اور کتاب اللہ کا حکم ہے کہ تم اپنے باپ دادے کے نسب سے منہ نہ پھیرو یہ کفر ہوگا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم مجھے حد سے نہ بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا ہے۔ بلکہ کہا کرو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اگر عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوا تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ پس کوئی غلط فہمی میں نہ رہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور وہ مکمل بھی ہوگئی۔ یہ حقیقت ہے وہ بیعت اچانک ہی عمل میں آئی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچالیا، تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثل گھوڑوں کی گردنیں طے کی جائیں یعنی جس کی طرف سفر کر کے جایا جاتا ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ہمارے درمیان سب سے بہتر آدمی ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ انصار نے ہماری مخالفت کی اور وہ سب سقیفہ بنی ساعدہ کے احاطہ میں جمع ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اور جو ان کے حامی تھے، ہم سے الگ رہے۔ عام مہاجرین ابوبکر کی طرف مائل تھے میں نے کہا: اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جاتے ہیں ہم چلے تو راستہ میں انصار کے دو نیکوکار انسانوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ قوم کس کی طرف میلان رکھتی ہے تو انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہوگا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ گے تم اپنا فیصلہ کر لو۔ میں نے کہا:

الْـمُهَـاجِـرُوْنَ إِلَـى أَبِـيْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لِاَبِيْ بَـكْرٍ يَا اَبَابَكْرِ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى إِخْوَانِنَا هٰؤُلاَءِ مِـنَ الْأَنْـصَارِ فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِـنْهُـمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلاَنِ صَالِحَانِ فَذَكَرَا مَـاتَـمَـا لَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالاَ أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَـعْشَـرَ الْـمُهَـاجِـرِيْـنَ فَقُلْنَا نُرِيْدُ إِخْوَانَنَا هٰـؤُلاَءِ مِـنَ الأَنْصَارِ فَقَالاَلا عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَـقْـرَبُـوْهُـمُ اقْـضُـوْا أَمْـرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَـنَـأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَـقُـلْـتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ فَـقُلْتُ مَالَهٗ قَالُوْا يُوْعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلاً تَشَهَّـدَ خَـطِيْبُهُـمْ فَـأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْـلُـــهٗ ثُـمَّ قَـالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ اَنْصَارُاللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْإِسْلاَمِ وَأَنْتُـمْ مَـعْشَـرَالْمُهَاجِرِيْنَ رَهْـطٌ وَقَـدْدَفَّـتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُـرِيْـدُوْنَ أَنْ يَـخْتَـزِلُـوْنَـا مِـنْ اَصْلِنَا وَأَنْ يَـحْـضُنُوْنَا مِنَ الأَمْرِ فَلَمَّاسَكَتَ أَرَدْتُّ أَنْ أَتَـكَـلَّـمَ وَكُنْتُ قَدْ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي أُرِيْـدُ أَنْ أُقَـدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِـنْـهُ بَـعْـضَ الْـحَدِّ فَلَمَّا اَرَدْتُ أَنْ أَتَـكَـلَّـمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْـضِبَـهٗ فَتَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِـنِّـي وَأَوْقَـرَ وَالـلّٰــهِ مَــا تَـرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ اَعْـجَبَـتْـنِـي فِي تَزْوِيْرِيْ إِلاَّ قَالَ فِي بَدِيْهَتِهٖ

قسم اللہ کی! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔ ہم گئے تو ایک مرد کپڑوں میں لپیٹا گیا تھا اور لوگ اس کے آس پاس جمع تھے میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ تو بتایا گیا کہ سعد بن عبادہ ہیں، انھیں بخار ہو رہا ہے جب تھوڑی ساعت ہم بیٹھے تو ان کا خطیب اٹھا اور اس نے کلمہ شہادتین پڑھ کر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: ہم اللہ کے دین کے مددگار اور اسلام کی فوج ہیں۔ اے مہاجرین کی جماعت! تم بھی ایک جماعت ہو۔ تمہاری قوم سے بڑی ایک بڑی جماعت منتقل ہو کر آ گئی۔ اور تم نے ہمیں بالکل الگ کر دیا۔ اور امر خلافت سے دور کر دیا۔ جب ان کا خطیب خاموش ہوا تو اپنے دل ہی دل میں مقالہ تیار کر چکا تھا اور وہ مجھے پسند بھی تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے میں بیان کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور بعض امور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میں زیادہ تیز تھا۔ میں نے بات کرنا چاہی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہر جا تو میں نے ان کی مخالفت کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور میں ان کو غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا اور وہ مجھ سے زیادہ متحمل مزاج اور باوقار تھے۔ قسم اللہ کی! جو میں نے مقالہ تیار کیا تھا اس میں سے کوئی پہلو ابوبکر نے ترک نہ کیا فی البدیہ کہہ گزرے بلکہ اس سے زیادہ بہتر کہا۔ فرمایا: جو نیکی تم نے ذکر کی ہے تم اس کے اہل ہو البتہ عرب لوگ قریش کے علاوہ امر خلافت کسی قوم میں تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اور قریش عربوں میں اعلیٰ قوم ہیں حسب ونسب کے لحاظ سے۔ میں تمہارے لیے ان دو آدمیوں کو امیر پسند کرتا ہوں تم جس کو چاہو امیر بناؤ، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ اس بات کے سوا میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوئی بات ناپسند نہیں کی تھی۔ اللہ کی قسم! اگر میری گردن ماری جاتی تو وہ مجھے اتنی ناپسند چیز نہ ہوتی

مِثْـلَهَـا أَوْ اَفْـضَـلَ مِنْهَا حَتّٰى سَكَتَ فَقَالَ
مَـاذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهٗ أَهْلٌ وَلَنْ
يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ
هُـمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيْتُ
لَـكُـمْ اَحَـدَ هٰـذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايَعُوْا أَيَّهُمَا
شِـئْتُـمْ فَـاَخَـذَ بِيَـدِي وَبِيَـدِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ
الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ
غَيْرَهَا كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لاَ
يُقَرِّبُنِي ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ
عَلَى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ اللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ
اِلَـيَّ نَفْسِي عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لاَ اَجِدُهُ الآنَ
فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ
وَعُـذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ يَا
مَـعْشَـرَ قُـرَيْـشٍ فَـكَثُـرَ اللَّغَطُ وَارْتَفَعَتِ
الأَصْوَاتُ حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الإِخْتِلاَفِ فَقُلْتُ
اُبْسُـطْ يَـدَكَ يَـا اَبَـابَـكْرٍ فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعْتُهٗ
وَبَـايَـعَـهُ الْـمُهَـاجِرُوْنَ ثُمَّ بَايَعَتْهُ الأَنْصَارُ
وَنَزَوْنَا عَلَى سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ
قَتَـلْتُـمْ سَعْدَبْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ
بْـنَ عُبَـادَةَ قَـالَ عُمَرُ وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا
فِيْـمَـا حَضَرْنَا مِنْ اَمْرٍ اَقْوَى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِي
بَـكْرٍ خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةً
أَنْ يُبَايِعُوْا رَجُلاً مِنْهُمْ بَعْدَنَا فَإِمَّا بَايَعْنَا هُمْ
عَـلَـى مَـالاَ نَـرْضَى وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ
فَسَادٌ فَمَنْ بَايَعَ رَجُلاً عَلَى غَيْرِ مَشْوَرَةٍ مِنَ

جتنی یہ چیز ناپسند تھی کہ میں امیر بنوں جبکہ لوگوں میں ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں۔ اے اللہ! اگر بوقت موت میرا نفس کوئی بات اپنے اندر سے بنائے تو وہ جدا بات ہے مگر ایسی کوئی بات میرے سامنے نہیں ہے۔ انصار میں سے ایک نے کہا: میں میں رائے عمدہ دیتا ہوں میں بات کا تجربہ کار شخص ہوں اور میں ہوشیار اور زبان دراز ہوں کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو اے قوم قریش! پس شور وغل بڑھ گیا یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا خطرہ لاحق ہوا اور میں نے جلدی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر دی اور مہاجرین نے بھی بیعت کی اور انصار نے بھی بیعت کر دی۔ پس ہم سعد رضی اللہ عنہ کو پھلانگ کر چلے گئے تو قائل نے کہا: تم نے تو سعد کو مار ہی ڈالا۔ میں نے کہا: اس کو اللہ نے مارا ہے۔ ہم جس کام میں حاضر ہوئے اس کو ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت سے زیادہ مضبوط نہیں پایا۔ اس وقت خطرہ یہ تھا کہ قوم میں تفرقہ پڑھ جائے گا، اور ہمارے بعد کسی ایسے مرد کی لوگ بیعت کر دیں گے کہ یا تو ہم ناپسند کرتے ہوئے تابع ہوں گے۔ یا ہم مخالفت کریں گے اور فساد بپا ہوگا۔ پس جس نے اچانک کسی مرد کی بیعت کی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر تو اس کی پیروی نہ کی جائے گی اور نہ بیعت کرنے والے کی صاف بات ہے کہ دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔'' (بخاری)

الْمُسْلِمِيْنَ فَلاَيُتَابَعُ هُوَ وَلاَ الَّذِى بَايَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلاَ. (رواه البخاري، ٦٨٣٠)

٦٠٠٠ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُوْبَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ فَقَامَ عُمَرُيَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ وَقَالَ عُمَرُوَاللّٰهِ مَاكَانَ يَقَعُ فِى نَفْسِى إِلاَّ ذَاكَ وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ فَلَيَقْطَعَنَّ أَيْدِىْ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ فَجَاءَ اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِأَبِى أَنْتَ وَأُمِّى طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا وَّالَّذِىْ نَفْسِى بِيَدِهِ لاَ يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ اَبَدًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اَيُّهَا الْحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ فَحَمِدَ اللّٰهَ اَبُوْبَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ أَلاَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَىٌّ لاَّ يَمُوْتُ وَقَالَ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ وَقَالَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ، بِنَحْوِمَا قَبْلَهُ. (رواه البخاري، ٣٦٧٠)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مقام سُنح میں تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر کہنے لگے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے بس میرے دل میں یہی بات ڈالی گئی تھی کہ آپ ﷺ اٹھ کر منافق لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس سے پردہ اٹھا کر بوسہ دیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! آپ زندہ اور وفات ہرحال میں پاک صاف ہیں۔ مجھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! اللہ آپ ﷺ کو دو موت نہیں چکھائے گا۔ پھر وہ باہر گئے اور کہا: اے قسم کھانے والے! ٹھہر جا۔ پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات چیت کی تو عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہوکر بیٹھ گئے۔ انھوں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، اور کہا: خبردار رہو! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی فوت نہ ہوگا۔ یہ آیت تلاوت کی: (تحقیق تو مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں) اور یہ آیت تلاوت کی (نہیں ہیں محمد ﷺ مگر رسول ان سے پہلے بھی رسول گذر چکے ہیں پس اگر وہ فوت ہوں یا وہ قتل کیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔ اور جو اپنی ایڑیوں پر پھرے گا تو وہ اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اجر عطا کرے گا۔ پس اب لوگ رونے لگے۔ آگے مثل حدیث سابق ہے۔'' (البخاری)

(٦٠٠٠) بخاری: ٣٦٧٠ـ مسلم: ٢٢١٣ـ نسائی: ١٨٤١ـ ابن ماجه: ١٦٢٧ـ احمد: ٢٧٨٠٧.

٦٠٠١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ أَبَابَكْرٍ رضي الله عنه خَرَجَ وَعُمَرُ رضي الله عنه يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبٰى فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبٰى فَتَشَهَّدَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّارَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلَى ﴿الشَّاكِرِيْنَ﴾ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَعْلَمُوْنَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَهَا حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَلَقَّاهَا عَنْهُ النَّاسُ فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا يَتْلُوْهَا . (رواه البخاري، ١٢٤٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کر رہے تھے کہا: بیٹھ جا تو انھوں نے انکار کیا۔ پھر کہا: پھر انکار کیا۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اما بعد: جو تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پاگئے ہیں۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے، اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ زندہ رہنے والا ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ پھر وہی آیت پڑھی یعنی وما محمد الا رسول الخ۔ قسم اللہ کی! گویا لوگوں کو ان آیات کے نزول کا پہلے علم ہی نہیں تھا یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کی تلاوت کی۔ پس یہ آیات لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے کر پڑھنا شروع کر دیں اور ہر انسان سے یہی آیات سنی جاتی تھیں۔ (بخاری)

٦٠٠٢ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْبَكْرٍ صَامِتٌ لَايَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْاَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ ﷺ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْجَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهِ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ وَإِنَّ أَبَابَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا تھا جب وہ منبر پر رسول اللہ ﷺ کی وفات سے اگلے دن بیٹھے کلمہ شہادت پڑھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے امید تھی کہ آپ ﷺ ہم سب سے آخر میں فوت ہوں گے۔ پس اگر نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو تمہارے درمیان وہ نور موجود ہے جس سے تم ہدایت حاصل کرو۔ وہ نور جس سے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت بخشی تھی پس تم اس کو مضبوطی سے پکڑ لو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا رفیق خاص ہے وہ دو میں سے دوسرا ہے۔ اور وہ تمہارے امور مملکت چلانے کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ پس تم

(٦٠٠١) بخاری: ١٢٤٢۔ مسلم: ٢٢١٣۔ نسائی: ١٨٤١۔ ابن ماجه: ١٦٢٧۔ احمد: ٢٧٨٠٧.

(٦٠٠٢) بخاری: ٧٢١٩.

بِـأُمُـوْرِكُـمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِـنْهُـمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَـاعِـدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ . (رواه البخاري، ٧٢١٩)

اس کی اٹھ کر بیعت کرو۔ ایک جماعت تو سقیفہ بنو ساعدہ میں بیعت کر چکی تھی اور یہ منبر کے پاس بیعت عامہ کا انعقاد ہوا۔'' (بخاری)

٦٠٠٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُـوَإِلَّا أَنْ سَـمِـعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلاَهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰـى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلاَيَ وَحَتّٰى اَهْوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ حِيْـنَ سَـمِـعْتُـهُ تَلاَهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْمَاتَ (رواه البخاري، ٤٤٥٤)

''ایک روایت میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت کی تلاوت کی یعنی (نہیں ہیں محمد مگر رسول ہیں) تو گویا میری پچھاڑ کاٹ دی گئی ہیں۔ میں کھڑا نہ رہ سکا۔ زمین پر گر گیا۔ میں نے یقین کر لیا کہ آپ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔'' (بخاری)

٦٠٠٤ــ لـرزيـن: أَنَّ عُـمَرَ لَمْ يَزَلْ يَوْمَئِذٍ بِـأَبِـيْ بَكْرٍ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَـامَّةً وَخَـطَـبَ فِـي الْيَـوْمِ الثَّـالِثِ، أَيُّهَا الـنَّاسُ إِنَّ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنِّي لَمْ يَكُنْ حِرْصًا عَـلٰـى وِلاَيَتِـكُـمْ، لٰـكِـنِّـي خِفْتُ الْفِتْنَةَ وَالإِخْتَلاَفَ، وَقَـدْ رَدَدْتُ اَمْـرَكُـمْ إِلَيْكُمْ فَوَلُّوا مَنْ شِئْتُمْ، فَقَالُوْا: لاَ نُقِيْلُكَ .

''رزین کی روایت ہے: اس دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر گئے اور عام لوگوں نے بیعت کی۔ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تیسرے دن خطبہ دیا اور کہا: لوگو! جو تم نے میرا معاملہ دیکھا یہ تمہاری امارت کی حرص کی وجہ سے نہیں تھا۔ مگر مجھے فتنے اور اختلاف کا خوف تھا۔ اور اب میں تمہارا معاملہ تم کو واپس کرتا ہوں تم امیر بناؤ جس کو چاہو تو لوگوں نے کہا ہم تجھ سے بیعت واپس نہیں لیں گے۔''

شــــرح: ......ان احادیث کا مطلب تو واضح ہے، چند باتوں کی وضاحت کی ضرورت ہے، ایک گروہ جو کہ قبر کی زندگی کا منکر ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کی وفات کے بعد یہ کہنا کہ آپ کو اللہ دو موتیں نہ چکھائے گا۔ اس سے ثابت ہوا قبر کی زندگی نہیں۔

اس کا حل یہ ہے کہ یہاں اس موت کی نفی کی جا رہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی کہ ابھی کچھ دیر کے لیے آپ پر موت طاری ہوئی ہے۔ پھر اللہ آپ کو بھیجے گا اور آپ کی موت کے قائل لوگوں کے آپ ہاتھ کاٹیں گے۔ اس موت کے وقفہ کی تردید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔ اس طرح ایک ہی موت ہے۔ جو آپ ﷺ نے چکھی قبر کی زندگی کا وجود ہے۔ ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا علم دوسروں سے زیادہ تھا۔ ایسے جانکاہ صدمہ کے

(٦٠٠٣) بخاري: ٤٤٥٤ـ مسلم: ٢٢١٣ـ نسائي: ١٨٤١ـ ابن ماجه: ١٦٢٧ـ احمد: ٢٧٨٠٧.

(٦٠٠٤) رزين.

وقت بھی حواس قائم رہے اور لوگوں کی رہنمائی کی۔ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک اور خوبی بھی نمایاں ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں انہیں نماز پڑھانے کا کہا یہ علامت تھی کہ خلافت کے حقدار زیادہ آپ ہی ہیں، اس کے باوجود آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا نام خلافت کے لیے پیش کرتے ہیں، یہ ان کے عجز وانکسار کی شناخت ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۹ تا ۳۱)

ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ شادی شدہ زانی یا زانیہ کو سنگسار کیا جائے گا، یہ حکم قیامت تک باقی ہے۔ زانیہ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک انتظار کیا جائے وضع حمل کے بعد اسے سنگسار کیا جائے۔

یہ بھی ثابت ہوا پہلے ہمارے اسلاف خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن پاک کی حفاظت کا سخت اہتمام کیا تھا۔

یہ بھی ثابت ہوا جب یہ ڈر ہو کہ کوئی قوم فتنہ کا شکار ہونے والی ہے اور وہ راہ حق قبول نہ کرے گی تو ان سے مناظرہ کیا جائے ان پر حجت قائم کی جائے، اور انہیں راہِ راست پر لایا جائے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا ایک ہی امیر ہو۔ یہ بھی ثابت ہوا جس کے باقی رہنے سے فتنے کا ڈر ہو اس کی موت کی بددعا جائز ہے۔

یہاں سے شیعوں نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں ان دو آدمیوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کو تمہارے لیے خلیفہ پسند کرتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوا وہ اپنی امامت کے قائل نہ تھے نہ اس کے مستحق خود کو تصور کرتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے یہ تواضع سے کہا تھا، غیر مستحق والی کوئی بات نہیں۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۱۵۵)

۶۰۰۵ــ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور اپنی میراث طلب کی۔ مدینہ کے مال فئی باغ فدک اور خیبر کے خمس کا باقی ماندہ حصہ طلب کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اس میں وراثت قائم نہیں ہوتی۔ آل محمد اس مال سے بقدر ضرورت لے سکتے ہیں۔ میں ہرگز نبی علیہ السلام کے صدقہ سے کسی چیز کو تبدیل نہ کروں گا جو نبی علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ اور میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ اشیا دینے سے انکار کر دیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوگئیں، اور

(۶۰۰۵) مسلم: ۱۷۵۹۔ بخاری: ۶۷۳۰۔ نسائی: ۴۱۴۱۔ ابوداؤد: ۲۹۷۶۔ احمد: ۲۵۷۲۸۔ مؤطا: ۱۸۷۰.

عَـمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـأَبٰى اَبُوْ بَكْرٍ أَنْ
يَـدْفَـعَ إِلَـى فَـاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ
عَـلٰـى أَبِـىْ بَكْرٍ فِىْ ذٰلِكَ قَالَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ
تُـكَـلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ
الـلّٰهِ ﷺ سِتَّةَ أَشْهُـرٍ فَـلَـمَّـا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا
زَوْجُهَـا عَلِيُّ بْنُ أَبِىْ طَالِبٍ لَيْلاً وَلَمْ يُؤْذِنْ
بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِىٌّ وَكَانَ لِعَلِىٍّ
مِـنَ النَّاسِ وِجْهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتِ
اسْتَـنْـكَـرَ عَـلِـىٌّ وُجُـوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ
مُـصَالَحَةَ أَبِى بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ
تِـلْكَ الأَشْهُـرَ فَـاَرْسَـلَ إِلٰـى اَبِىْ بَكْرٍ اَنِ
ائْتِنَاوَ لاَيَأْتِنَامَعَكَ أَحَدٌ كَرَاهِيَةَ مَحْضَرِ عُمَرَ
بْـنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ لأَبِى بَكْرٍ وَاللّٰهِ لاَ
تَـدْخُـلْ عَـلَيْهِـم وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا
عَسَـاهُـمْ أَنْ يَـفْعَلُوْا بِىْ إِنِّىْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ
فَـدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْبَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِىُّ بْنُ أَبِىْ
طَـالِـبٍ ثُـمَّ قَـالَ إِنَّـا قَـدْ عَـرَفْنَا يَا اَبَابَكْرٍ
فَـضِيْـلَتَكَ وَمَـا اَعْـطَـاكَ الـلّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ
عَـلَيْكَ خَيْـرًا سَـــاقَـــهُ اللّٰـهُ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ
اسْتَبْـدَدْتَ عَلَيْنَا بِالاَمْرِ وَكُنَّا نَحْنُ نَرَى لَنَا
حَـقًّـا لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ
يُـكَـلِّـمُ أَبَـابَكْرٍ حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِى بَكْرٍ
فَـلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِى نَفْسِىْ بِيَدِهٖ
لَـقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَىَّ اَنْ اَصِلَ
مِـنْ قَـرَابَتِىْ وَأَمَّا الَّذِىْ شَجَرَبَيْنِى وَبَيْنَكُمْ

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلام ترک کر دی اور پھر تا دم موت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات دوبارہ نہیں کی۔ جب وہ فوت ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رات ہی دفنا دیا۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں وجاہت حاصل تھی جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے منہ پھیرلیا۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ بقید حیات رہیں۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا انحراف دیکھا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت کی طرف مائل ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور تمہارے ساتھ کوئی آدمی نہ آئے۔ دراصل سیدنا علی رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ ان کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ آئیں۔اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ میں شدت تھی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ تنہا نہ ہو جاؤ۔تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اللہ کی! میں ان کے پاس تنہا ہی جاؤں گا اور میرے ساتھ وہ کچھ نہیں کریں گے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو بنو ہاشم علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع تھے۔ پس علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا: اما بعد، اے ابوبکر! ہم تیری فضیلت کا انکار نہیں کرتے، تجھے اللہ نے مقام دیا اور اس پر بھی تجھ سے حسد نہیں کرتے ہیں۔البتہ ہم اس امر میں اپنا حق سمجھتے ہیں، پس تم نے جبراً ہمارا حق چھینا ہے۔ پھر رسول اللہ سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اور وجوہات قرب بیان کرتے رہے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خاموش ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی قرابت اللہ کی قسم! اپنی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں زیادہ عزیز ہے۔اور اللہ کی قسم! اس مال میں بھی کوئی کمی بیشی نہیں کروں گا جو میرے اور تمہارے درمیان زیر بحث آیا ہے۔البتہ میں نے

مِنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ فَإِنِّيْ لَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ الْحَقِّ وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لأَبِى بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُوْبَكْرٍ صَلَاةَ الظُّهْرِ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِى اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيُّ بْنُ اَبِى طَالِبٍ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِى بَكْرٍ وَأَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِى صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى اَبِىْ بَكْرٍ وَلاَ إِنْكَارًا لِلَّذِىْ فَضَلَّهُ بِهِ وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرَى لَنَا فِى الأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتُبِدَّ عَلَيْنَا بِهِ فَوَجَدْنَا فِى اَنْفُسِنَا فَسُرَّبِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا أَصَبْتَ فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ رَاجَعَ الأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ . (رواه مسلم، ۱۷۵۹)

رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ہماری میراث تقسیم نہ ہوگی جو کچھ ہم نے چھوڑا وہ صدقہ ہے اور تحقیق آل محمد ﷺ اس سے کھاتے رہیں گے۔ اور قسم اللہ کی! رسول اللہ جو کام اس مال سے لیتے رہے ہیں میں اسی طریقے پر اس کو جاری رکھوں گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بعد دوپہر تیری بیعت کا وقت مقرر ہے پس ابوبکر نماز ظہر پڑھا چکے تو علی رضی اللہ عنہ کا عذر لوگوں پر پیش کیا ان کے لیے استغفار کی، پھر علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور ابوبکر کی تعظیم و فضیلت ذکر کی اسلام کی طرف دوسرے لوگوں سے پہل کرنے کا ذکر کیا اور بتایا جو میں نے کیا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حسد اور ان کی فضیلت و مقام کے انکار کی بنا پر نہیں کیا، بلکہ ہم سمجھتے تھے کہ ہمارا امر خلافت میں حق ہے، ہم پر زبردستی کی گئی، لہٰذا ہم نے دل میں یہ بات محسوس کی تھی، جس کی بنا پر میں بیعت سے لیٹ ہوا۔ چنانچہ سب مسلمان خوش ہوگئے۔ اور کہا: تم نے بہتر کیا اور مسلمان علی رضی اللہ عنہ کی طرف زیادہ قریب آ گئے جب امر معروف کی طرف انھوں نے رجوع کیا۔'' (مسلم)

شرح: ...... نبی ﷺ کے تین مالی حقوق تھے: (۱) جو آپ ﷺ کو ہبہ میں زمین ملی تھی، مخیریق یہودی نے وصیت کی تھی کہ بنونضیر میں اس کے سات باغ ہیں، یہ میں آپ ﷺ کو دیتا ہوں، یہ اس نے احد کے دن جب وہ اسلام لایا تھا، اس دن کہا تھا۔ یہ نبی ﷺ کی ملکیت تھی۔ (۲) بنونضیر سے جو مالی فئی حاصل ہوا تھا، یہ بھی خاص آپ کی ملکیت تھا کیونکہ مسلمانوں نے اس پر لشکر کشی نہ کی تھی۔

(۳) خیبر کے مال کا پانچواں حصہ بھی آپ کا تھا، مگر اسے آپ اپنے اخراجات میں اور مسلمانوں کے لیے اور عام مصلحتوں کے لیے خرچ کرتے تھے۔

اس بارے میں یہ غلط فہمی تھی کہ یہ وراثت ہے، اس کی بنا پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا انہوں نے جب نبی ﷺ کا فرمان سنا تو خاموش ہوگئیں۔

یہی مغالطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا کہ مجھے پس پشت ڈال کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جلدی سے خلافت کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لیا تھا، جب یہ غلط فہمی دور ہوئی تو پھر اسی طرح آپس میں شیر وشکر ہوگئے۔ اور محبت والفت

کی مہکار سے فضا معطر ہوگئی۔ (عون المعبود: ۳/۱۰۴)

٦٠٠٦ـ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكِ لَوْكَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُلَكِ وَادْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلَيَاهُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْكَانَ ذَاكَ لَظَلَلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّساً بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْاَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ أَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ. (رواه البخاري، ٧٢١٧)

''قاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے میرا سر! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو فوت ہوگئی اور میں زندہ رہا تو تیرے لیے استغفار کروں گا اور دعا طلب کروں گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے اس کی ماں روئے قسم اللہ کی! میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میرا مرنا پسند کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو اسی دن کے آخری وقت آپ ﷺ اپنی کسی بیوی سے شب باش ہوں گے۔ فرمایا: بلکہ میرا سر جارہا ہے میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے کو بلا کر حکم لکھ دوں تاکہ کوئی آرزو کرنے والا آرزو ہی نہ کرے پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکار کرے گا اور مومن دور ہٹائیں گے یا اللہ دور ہٹائے گا اور مومن انکار کریں گے۔'' (البخاری)

شرح: ......اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واضح اشارہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۰۶)

٦٠٠٧ـ عَنْ عَائِشَةَ: نَحَلَنِي أَبِيْ جَادَ عِشْرِيْنَ وَسْقًا، الْحَدِيْثُ الْمَاضِيْ فِي الْهِبَةِ. وَزَادَ رَزِيْنٌ فِي آخِرِهٖ: ثُمَّ اَوْصٰى اَنْ تَغْسِلَهٗ امْرَاَتُهٗ، ثُمَّ دَعَا عُمَرَ فَقَالَ: إِنِّيْ مُسْتَخْلِفُكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَا عُمَرُ إِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ وَثِقْلِهٖ عَلَيْهِمْ وَحَقٌّ لِمِيْزَانٍ أَنْ لَا يُوْضَعَ فِيْهِ إِلَّا الْحَقُّ أَنْ يَكُوْنَ ثَقِيْلاً، يَاعُمَرُ وَإِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِيْنُ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ وَخِفَّتِهٖ عَلَيْهِمْ وَحَقٌّ

''عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے باپ نے مجھے مقام جادہ کی بیس ۲۰ وسق عطیہ دے دیں۔ تا آخر حدیث جو باب ہبہ میں گزر چکی ہے۔ رزین نے اس پر مزید یہ نقل کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ اس کی بیوی اس کو غسل دے گی۔ اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! میں نے تجھے اصحاب رسول اللہ ﷺ پر خلیفہ بنایا ہے۔ تحقیق وزن اس کا بھاری ہوگا جس کا آخرت کے دن بھاری ثابت ہوا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو حق کا اتباع کرتے ہیں تو ان کا وزن بھاری ہوگا۔ اور میزان کا حق یہ ہے کہ اس میں صرف حق ہی رکھا جائے تو وہ بھاری ہی ہوگا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! اور ہلکا میزان اس کا ہے جس کا قیامت کو میزان ہلکا ثابت ہوگا۔ اور یہ باطل کی پیروی کی وجہ سے ہوگا۔ اس میزان

(٦٠٠٧) رزين.

لِمِيزَانٍ اَنْ يُّوضَعَ فِيهِ سِوَى الْبَاطِلِ أَنْ يَكُوْنَ خَفِيْفًا ، وَكَتَبَ إِلَى أُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ: وُلِّيتْ عَلَيْكُمْ عُمَرُ وَلَم آلُ نَفْسِي وَلَا الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا . ثُمَّ مَاتَ وَدُفِنَ لَيْلاً ثُمَّ قَامَ عُمَرُ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ أَنْ حَمِدَ اللّٰهَ: اَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَأُعَلِّمُكُمْ مِنْ نَفْسِي شَيْئًا تَجْهَلُوْنَهُ ، أَنَا عُمَرُ وَلَمْ اَحْرِصْ عَلَى اَمْرِكُمْ ، وَلٰكِنَّ الْمُتَوَفَّى اَوْصَى إِلَيَّ بِذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَلْهَمَهُ ذٰلِكَ وَلَيْسَ اَجْعَلُ اَمَانَتِي إِلَى اَحَدٍ لَيْسَ لَهَا بِاَهْلٍ ، وَلٰكِنِ اجْعَلُهَا إِلَى مَنْ تَكُوْنُ رَغْبَتُهُ فِي التَّوْقِيْرِ لِلْمُسْلِمِيْنَ ، أُوْلٰئِكَ أَحَقُّ بِهِمْ مِمَّنْ سِوَاهُمْ .

٦٠٠٨ـ عَنِ الاَقْرَعِ مُؤَذِّنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَعَثَنِي عُمَرُ إِلَى الْاَسْقَفِ فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ وَهَلْ تَجِدُنِي فِي الْكِتَابِ قَالَ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ تَجِدُنِي قَالَ اَجِدُكَ قَرْناً فَرَفَعَ عَلَيْهِ الدِّرَّةَ فَقَالَ قَرْنٌ مَهْ فَقَالَ قَرْنٌ حَدِيْدٌ اَمِيْنٌ شَدِيْدٌ قَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي يَجِيءُ مِنْ بَعْدِي فَقَالَ اَجِدُهُ خَلِيْفَةً صَالِحاً غَيْرَ أَنَّهُ يُؤْثِرُ قَرَابَتَهُ قَالَ عُمَرُ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُثْمَانَ ثَلَاثاً فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُ الَّذِي بَعْدَهُ قَالَ اَجِدُهُ صَدَأَ حَدِيْدٍ فَوَضَعَ عُمَرُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ يَادَفْرَاهُ يَادَفْرَاهُ فَقَالَ يَاَامِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

کا یہ حق ہے کہ اس میں باطل ہی رکھا جائے تو وہ ہلکا ثابت ہوگا۔ افواج کے افسران کی طرف لکھا کہ میں نے تم پر عمر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہے اور میں نے اپنی اور مسلمانوں کی بھلائی میں کوئی کمی روا نہیں رکھی ہے پھر وہ فوت ہوئے اور رات کے وقت ہی دفنا دیئے گئے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کو خطاب کیا اور اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا لوگو! میں تمہیں اپنے متعلق ایک چیز بتاتا ہوں، جس کو تم نہیں جانتے میں صرف عمر رضی اللہ عنہ ہوں۔ مجھے تمہاری امارت کی کوئی حرص نہیں تھی مگر متوفی نے مجھے اس کی وصیت کی ہے اور اللہ ہی نے اس کے دل میں یہ چیز ڈال دی ہے اور میں اپنی امانت کسی ایسے شخص کے حوالے نہیں کروں گا جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو مگر اس کو ان لوگوں کے حوالے کروں گا جو مسلمانوں کی عزت اور وقار میں دلچسپی لیتے ہوں ایسے لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہیں۔''

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مؤذن اقرع کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک پادری کے پاس ایلیاء شہر میں روانہ کیا تو میں اس کو لے کر آیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: تو مجھے اپنی کتاب پاتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں کہا: کیسا ہے؟ اس نے کہا: قرن۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر درہ اٹھایا اور کہا قرن کیا؟ اس نے کہا لوہا اور سخت ترین امانت دار۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بعد والے خلیفہ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے کہا: اس کو نیک خلیفہ پاتا ہوں مگر وہ اپنے خاندان کو ترجیح دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ عثمان پر رحم کرے تین بار کہا: پھر کہا: اس کے بعد والے کو کیسا پاتا ہے؟ اس نے کہا لوہے کا زنگ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا ہائے بدبو، ہائے بدبو! اس نے کہا: امیر المومنین

(٦٠٠٨) ابوداؤد: ٤٦٥٦ـ ضعيف الاسناد، البانی: ١٠٠٩.

إِنَّـهُ خَـلِيْـفَةٌ صَالِحٌ وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْلَفُ حِيْنَ يُسْتَـخْـلَفُ وَالسَّيْفُ مَسْـلُـوْلٌ وَالـدَّمُ مُهْرَاقٌ. (رواه أبوداود، ٤٦٥٦)

وہ نیکوکار خلیفہ ہوگا، البتہ جب وہ خلیفہ منتخب ہوگا تو تلوار میان سے نکل چکی ہوگی اور خون بہادیا گیا ہوگا۔'' (ابوداوٗد)

٦٠٠٩۔ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَابَكْرٍ قَالَ إِنِّی رَاَيْتُ كَأَنَّ دِيْكًا نَقَرَنِی ثَلاَثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّیْ لاَ أُرَاهُ إِلاَّ حُضُوْرَ أَجَلِی. (رواه مسلم، ٥٦٧)

''معدان بن ابی طلحہ کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعے کا خطبہ دیا اور آنحضرت ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، پھر کہا: میں نے دیکھا ہے کہ گویا مجھے ایک مرغ نے تین بار چونچ ماری ہے۔ اور میں اس کی یہی تعبیر جانتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ (مسلم)

٦٠١٠۔ عَنْ سَعِيْدِبْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَعُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى أَنَاخَ بِالأَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى ثُمَّ مَدَّيَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّی وَضَعُفَتْ قُوَّتِی وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِی فَاقْبِضْنِی إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلاَ مُفَرِّطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَيُّهَاالنَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلاَّ أَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْناً وَشِمَالاً وَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْرَى ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ لاَ نَجِدُحَدَّيْنِ فِی كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ لَوْلاَ

''سعید ابن مسیّب نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب منیٰ سے گزرنے لگے تو سیلابی نہر کے پاس سواری بٹھائی۔ ریت جمع کر کے ایک ٹیلہ بنایا۔ اس پر اپنی چادر ڈالی، پھر اس پر چت لیٹ گئے۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا دیئے اور کہا: اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوچکی ہے، قوت کمزور ہوگئی ہے میری رعایا پھیل چکی ہے پس مجھے ضائع ہونے اور کمی آنے سے پہلے اٹھالے۔ پھر مدینہ میں ذوالحجہ کے اواخر میں آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا، اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے لیے سنن مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ تمہارے لیے فرائض بیان کر دیئے گئے ہیں۔ تمہیں واضح شاہراہ پر ڈالدیا گیا ہے جس کی رات بھی دن کی مثل روشن ہے۔ پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر مار کر کہا: تمہارے گمراہ ہونے کی یہی ایک صورت ہے کہ تم واضح راستہ چھوڑ کر دائیں بائیں نکل کر چلے جاوٗ۔ پھر کہا: خبردار! آیت رجم سے غافل نہ ہونا کہ کوئی کہنے والا کہے ہم دو حدیں کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ یقیناً نبی کریم ﷺ نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی۔ مجھے قسم اس ذات

(٦٠٠٩) مسلم: ٥٦٧۔ بخاری: ٧٢١٨۔ نسائی: ٧٠٨۔ ابوداؤد: ٢٩٣٩۔ ابن ماجه: ٣٣٦٣۔ احمد: ٣٦٤۔ مؤطا: ١١٠١.

(٦٠١٠) مؤطا: ١٥٦٠۔ ترمذی: ١٤٣١۔ ابوداؤد: ٤٤١٨۔ ابن ماجه: ٢٥٥٣۔ احمد: ٣٩٣.

أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَعُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا أَلْبَتَّةَ فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُوْالْحَجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ (رواه مالك، ١٥٦٠ وَقَالَ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبُ وَالثَّيِّبَةُ)

٦٠١١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ قَالَتْ اَعَلِمْتَ أَنَّ أَبَاكَ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِيَفْعَلَ قَالَتْ إِنَّهُ فَاعِلٌ قَالَ فَحَلَفْتُ أَنِّي أُكَلِّمُهُ فِي ذٰلِكَ فَسَكَتُّ حَتّٰى غَدَوْتُ وَلَمْ أُكَلِّمْهُ قَالَ فَكُنْتُ كَأَنَّمَا أَحْمِلُ بِيَمِيْنِي جَبَلاً حَتّٰى رَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلَنِي عَنْ حَالِ النَّاسِ وَأَنَا أُخْبِرُهُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ إِنِّي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ مَقَالَةً فَآلَيْتُ أَنْ اَقُوْلَهَا لَكَ زَعَمُوْا أَنَّكَ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ وَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لَكَ رَاعِي إِبِلٍ أَوْ رَاعِي غَنَمٍ ثُمَّ جَاءَكَ وَتَرَكَهَا رَأَيْتَ اَنْ قَدْضَيَّعَ فَرِعَايَةُ النَّاسِ اَشَدُّ قَالَ فَوَافَقَهُ قَوْلِي فَوَضَعَ رَاْسَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَفَعَهُ إِلَيَّ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَحْفَظُ دِيْنَهُ وَإِنِّي لَئِنْ لاَ أَسْتَخْلِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسْتَخْلِفْ وَإِنْ اسْتَخْلِفُ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ قَدِ اسْتَخْلَفَ قَالَ

کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگ کہیں گے عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن میں اضافہ کر دیا ہے تو میں لکھ دیتا۔ اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت زنا کریں تو ان دونوں کو رجم کردو قطعی طور پر ہم نے اس کو پڑھا ہے۔ پھر ذوالحجہ نہیں گزرا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ قتل کردیئے گئے۔ (مالک کی روایت ہے اور امام مالک نے کہا الشیخ والشیخہ کا معنی ہے) شادی شدہ مرد و عورت۔''

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ پس اس نے کہا: تجھے کچھ علم ہے کہ تیرا باپ کسی کو خلیفہ نہیں بنا رہا؟ میں نے کہا: وہ ایسا نہیں کریں گے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایسا ہی کرنے والے ہیں۔ چنانچہ میں نے قسم اٹھائی کہ ان سے یہ بات کروں گا تو میں خاموش رہا اور کل تک میں نے کلام نہیں کیا۔ میں ایسا محسوس کرتا تھا کہ گویا میرے دائیں ہاتھ میں پہاڑ تھاما ہوا ہے۔ پس میں لوٹ کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے لوگوں کا پوچھا تو میں بتاتا گیا۔ پھر میں نے کہا: میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ ایک بات کرتے ہیں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں یہ بات آپ کو بتاؤں گا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ تم خلیفہ کسی کو نہیں بنائیں گے۔ اگر اونٹ یا بکریاں چرانے والا مویشی چھوڑ کر تمہارے پاس آجائے تو آپ یہی کہوگے کہ اس نے ضائع کر دیا۔ پس لوگوں کے لیے نگران تو زیادہ اہم ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے میرے قول سے اتفاق کیا اور سر تھوڑی ساعت نیچے رکھ دیا پھر میری طرف سر اٹھایا اور کہا: اللہ تعالیٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے اور میں خلیفہ نہ بناؤں تو حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ نہیں بنایا تھا، اور اگر بنا دوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ

(٦٠١١) مسلم: ١٨٢٣ـ بخاری: ٧٢١٨ـ ترمذی: ٢٢٢٥ـ ابوداؤد: ٢٩٣٩ـ احمد: ٣٣٤.

فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلاَّ أَنْ ذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَعْدِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا وَأَنَّهٗ غَيْرُ مُسْتَخْلِفٍ. (رواه مسلم، ۱۸۲۳)

نے خلیفہ بنایا تھا، قسم اللہ کی! عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا تو میں جان گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوسرے کسی کو برابر نہیں سمجھتے اور یہ کہ وہ کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔'' (مسلم)

۶۰۱۲ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَتَحَمَّلُ أَمْرَكُمْ حَيًّا وَمَيِّتًا لَوَدِدْتُ أَنَّ حَظِّي مِنْهَا الْكَفَافُ لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي. (رواه مسلم، ۱۸۲۳)

''اور ایک روایت میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا بوجھ زندہ اور مردہ ہر حال میں ہی اٹھائے رکھوں؟ مجھے تو یہ پسند ہے کہ امر خلافت کے حساب سے پورا پورا بچ جاؤں نہ میرے اوپر گناہ ہو اور نہ مجھے اجر ثواب دیا جائے۔'' (مسلم)

۶۰۱۳ـــ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كَيْفَ فَعَلْتُمَا أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَالاَ تُطِيْقُ قَالاَ حَمَّلْنَا هَا أَمْرًا هِيَ لَهٗ مُطِيْقَةٌ مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ قَالَ انْظُرَا أَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لاَ تُطِيْقُ قَالَ قَالاَ لاَ فَقَالَ عُمَرُ لَئِنْ سَلَّمَنِيَ اللّٰهُ لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لاَ يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا قَالَ فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلاَّ رَابِعَةٌ حَتّٰى أُصِيْبَ قَالَ إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهٗ إِلاَّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيْبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اسْتَوُوْا حَتّٰى إِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلاً تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَّمَا قَرَأَ سُوْرَةَ

''عمرو بن میمون الاودی کہتے ہیں: میں نے مسلم عمر رضی اللہ عنہ کو زخم آنے سے چند ایام پہلے مدینہ میں سیدنا حذیفہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے دیکھا۔ اس نے کہا: تم دونوں نے کیسے کیا ہے؟ کیا تم نے زمین پر محصول اتنا تو نہیں لگایا جو زمین کی طاقت سے باہر ہو؟ انہوں نے کہا: ہم نے اتنا ہی محصول لگایا ہے جس کی زمین متحمل ہے اور اس میں سے پیداوار زیادہ آتی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تاکیداً کہا دیکھنا تم نے محصول اتنا نہ لگایا ہو جس کی زمین متحمل نہ ہو تو دونوں نے کہا: ایسا ہر گز نہیں کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں اہل عراق کی بیواؤں کا ایسا انتظام کروں گا کہ ان کو میرے بعد کسی کا احتیاج نہ رہے گا۔ اس کے بعد چار ایام بھی نہیں گزرے تھے کہ ان کو زخمی کر دیا گیا میرے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے جب فجر کو وہ زخمی ہوئے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ مسجد میں آتے تو ہر دو صفوں کے درمیان کھڑے ہوتے، اور دیکھتے اگر کسی جگہ صف میں خلل نظر آتا تو کہتے: برابر ہو جاؤ! کوئی خلل نہ رہتا تو

(۶۰۱۲) مسلم: ۱۸۲۳۔ بخاری: ۷۲۱۸۔ ترمذی: ۲۲۲۵۔ ابوداؤد: ۲۹۳۹۔ احمد: ۳۳٤.
(۶۰۱۳) بخاری: ۳۷۰۰.

يُوْسُفَ أَوِالنَّحْلَ أَوْ نَحْوَذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِالأُوْلَى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَإِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ قَتَلَنِي اَوْاَكَلَنِي الْكَلْبُ حِيْنَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ لاَيَمُرُّ عَلَى أَحَدٍيَمِيْنًا وَلاَ شِمَالاً إِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلاثَةَ عَشَرَرَجُلاً مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ فَلَمَّا رَاى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُساً فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ اَنَّهُ مَأْخُوْذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي اَرَى وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهَا لاَيَدْرُوْنَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَصَلّٰى بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ صَلاَةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ يَاابْنَ عَبَّاسٍ اُنْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ غُلاَمُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاتَلَهُ اللّٰهُ لَقَدِ اَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوْفًا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِي بِيَدِرَجُلٍ يَدَّعِي الْإِسْلاَمَ قَدْ كُنْتَ اَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَالْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا فَقَالَ إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَاقَالَ كَذَبْتَ بَعْدَمَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلُّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ

آگے بڑھ کر تکبیر کہتے اور بعض اوقات سورت یوسف یا سورت نحل یا ان کے مثل کوئی سورت اول رکعت میں پڑھتے تا کہ لوگ جمع ہو جائیں۔ پس تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان کو کہتے سنا کہ مجھے قتل کیا گیا یا مجھے کتا کھا گیا نیزہ مار کر مجوسی کافر دوطرفہ تیز دھار چھری لے کر بھاگ گیا اور دائیں بائیں جو آتا چھری مارتا گیا اور تیرہ افراد زخمی کر دیئے جن میں سے سات افراد فوت ہوگئے۔ ایک آدمی نے یہ حال دیکھا تو بڑا کمبل اس پر ڈال کر گرفت میں لے لیا جب کافر سمجھا کہ وہ پکڑا گیا ہے تو اپنے نفس کو ذبح کر دیا۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگے کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قریب کے لوگوں کو تو معلوم ہوگیا جو ہوا لیکن مسجد کے کونوں میں کھڑے لوگ نہ سمجھ سکے۔ انھوں نے محض عمر رضی اللہ عنہ کی آواز گم پائی۔ چنانچہ انھوں نے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا۔ پس عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مختصر نماز پڑھائی اور جب سب نے سلام پھیرا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عباس! دیکھ مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما کچھ دیر گھوم کر آئے اور کہا: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے آپ پر حملہ کیا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاریگر نے؟ کہا: ہاں، انہوں نے کہا: اللہ اس کو ہلاک کرے میں نے تو اس کو معروف بات کا حکم دیا تھا۔ پھر کہا: اللہ کا شکر ہے میری موت اللہ نے کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں کرائی۔ ابن عباس! تو اور تیرا باپ چاہتے تھے کہ مدینہ میں غیر مسلم بکثرت کام کریں۔ عباس رضی اللہ عنہ کے غلام سب سے زیادہ مدینہ میں رہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر آپ کی خواہش ہو تو سب کو قتل کرا دوں گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بعد اس کے قتل کرنے کا جواز نہیں کہ وہ تمہاری زبان بولتے، تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے، اور تم

فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ يَقُوْلُ لاَ بَأْسَ وَقَائِلٌ يَقُوْلُ أَخَافُ عَلَيْهِ فَأُتِيَ بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهٖ فَعَلِمُوْا اَنَّهُ مَيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ أَبْشِرْ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكُمْ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَدَمٍ فِي الإِسْلَامِ مَا قَدْعَلِمْتَ ثُمَّ وَلِيْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي فَلَمَّا اَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الْأَرْضَ قَالَ رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلاَمَ قَالَ يَاابْنَ اَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ فَإِنَّهُ اَبْقٰى لِثَوْبِكَ وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُنْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَثَمَانِيْنَ أَلْفًاأَوْ نَحْوَهُ قَالَ إِنْ وَفَّ لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهٖ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَإِلاَّفَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ اَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ وَلاَ تَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَأَدِّعَنِّي هٰذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقُلْ يَقْرَأُعَلَيْكَ عُمَرُالسَّلاَمَ وَلاَ تَقُلْ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَمِيْرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً

جیسا حج کرتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر ان کے گھر پہنچایا گیا۔ ہم لوگ ساتھ گئے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لوگوں کو اس سے پہلے ایسا سانحہ پیش نہیں آیا۔ کوئی کہتا: مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی جان خطرے میں نظر آتی ہے اور کوئی کہتا جان کا خطرہ نہیں ہے۔ نبیذ لایا گیا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پیا تو وہ پیٹ کے راستے باہر آ گیا۔ پھر دودھ لایا گیا، وہ پیا تو زخم سے خارج ہوگیا۔ اب لوگوں نے جان لیا کہ وہ فوت ہو جائیں گے۔ ہم ان کے پاس گئے تو لوگ آ کر ان کی خوبیاں بیان کر رہے تھے۔ ایک نوجوان آیا اور اس نے کہا: تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہو اے امیر المومنین! تمہیں رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل رہی ہے۔ اور اسلام میں جو سبقت حاصل ہوئی اس کو تم خود جانتے ہو۔ پھر حاکم بنائے گئے تو تم نے عدل کیا اور اب درجہ شہادت قریب ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ میں پورا پورا بچ جاؤں نہ میرے اوپر بوجھ ہو نہ مجھے اجر دیا جائے۔ وہ جب جانے لگا تو اس کی تہہ بند زمین پر لگ رہی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لڑکے کو واپس بلاؤ۔ پھر کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! ازار اوپر اٹھاؤ یہ تیرے کپڑے کے لیے صفائی کی چیز ہے اور تیرے رب کا تقویٰ ہے۔ عبداللہ تم حساب لگاؤ میرے اوپر کتنا قرض ہے؟ حساب لگایا تو چھیاسی ہزار یا اس کے قریب قریب قرض تھا۔ کہا: اگر آل عمر کے مال سے پورا ہو جائے تو ان کے مال سے ادا کرنا، ورنہ بنو عدی بن کعب سے سوال کرنا، اگر ان سے پورا نہ ہو تو قریش سے سوال کرو، اور قریش کے علاوہ کسی سے سوال نہ کرو، اور میری طرف سے یہ قرض سب ادا کر دو۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو: تمہیں عمر رضی اللہ عنہ سلام کہتا ہے اور امیر المومنین نہ کہو میں آج امیر

تَبْكِي فَقَالَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيْ فَلَمَّا اقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْجَاءَ قَالَ ارْفَعُوْنِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ مَالَدَيْكَ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اَذِنَتْ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُوْنِي ثُمَّ سَلِّم فَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ اَذِنَتْ لِي فَاَدْخِلُوْنِيْ وَإِنْ رُدَّتْنِيْ رُدُّوْنِي إِلَى مَقَابِرِالْمُسْلِمِيْنَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُمَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَاقُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلاً لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَائَهَا مِنَ الدَّاخِلِ فَقَالُوْ اَوْصِ يَااَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اسْتَخْلِفْ قَالَ مَا اَجِدُأَحَدًا اَحَقَّ بِهٰذَا الاَمْرِ مِنْ هٰؤُلاَءِ النَّفَرِأَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ يَشْهَدُكُمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْس لَهُ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةَ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلاَّ فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلاَ خِيَانَةٍ وَقَالَ اُوْصِي

المومنین نہیں رہا۔ انہیں کہنا: عمر رضی اللہ عنہ آپ سے اجازت چاہتے ہیں کہ ان کو ان کے دو ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور اجازت طلب کی۔ گھر میں گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ اس نے کہا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ اجازت طلب کرتے ہیں کہ ان کو ان کے دو رفقاء کے ساتھ دفن کرنے کی اجازت دو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ جگہ میں اپنے لیے رکھنے کا ارادہ رکھتی تھی مگر آج میں اپنے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دوں گی۔ عبداللہ واپس آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اونچا کردو۔ ایک مرد نے اپنے سہارے سے اونچا کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا خبر لایا؟ کہا: وہ جو آپ پسند کرتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی ہے انھوں نے کہا: الحمد للہ میرے لیے اس سے زیادہ اہم کام کوئی نہیں تھا۔ پس جب میں فوت ہو جاؤں تو اٹھا کر لے جاؤ اور سلام کہو کہ عمر رضی اللہ عنہ اجازت چاہتا ہے اگر عائشہ رضی اللہ عنہا اجازت دے دیں تو دفنا دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دو۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، ان کے ساتھ اور بھی خواتین آئیں۔ جب ہم نے ان کو آتے دیکھا تو ہم لوگ محفل سے اٹھ گئے۔ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئیں اور تھوڑی ساعت روتی رہیں۔ پھر مردوں نے اجازت طلب کی تو وہ اندر کے حصے میں چلی گئیں۔ اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی۔ لوگوں نے کہا: امیر المومنین وصیت کرو اور خلیفہ مقرر کرو تو انہوں نے کہا: اس منصب کے حقدار ان ہی افراد کو سمجھتا ہوں جن سے بوقت وفات رسول اللہ ﷺ راضی تھے۔ نام بنام بتایا علی، عثمان، زبیر، سعد اور عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم۔ نیز کہا کہ تمہارے ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوگا اور اس کا

الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِى بِالْمُهَاجِرِيْنَ الاَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا. ﴿الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الاَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الإِسْلَامِ وَجُبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ وَأَنْ لاَ يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلاَّ فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَمِنْ حَوَاشِى أَمْوَالِهِمْ وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ أَنْ يُّوْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَلاَ يُكَلَّفُوْا إِلاَّ طَاقَتَهُمْ فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِى فَسَلَّم عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَتْ أَدْخِلُوْهُ فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلاَءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلاثَةٍ مِنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِى إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ طَلْحَةُ قَدْ جَعَلْتُ اَمْرِى إِلَى عُثْمَانَ وَقَالَ سَعْدٌقَدْجَعَلْتُ أَمْرِى إِلَى عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ أَيُّكُمَا تَبَرَّأَمِنْ هٰذَا الأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ اَفْضَلَهُمْ فِى نَفْسِهِ

اس امر میں کوئی دخل نہ ہوگا وہ بصورت تعزیت رہے گا۔ اور اگر سعد رضی اللہ عنہ کو حکومت ملے تو وہ اس کے اہل ہیں ورنہ جس کو حکومت ملے وہ اس سے تعاون حاصل کرے۔ میں نے ان کو نالائقی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ اور کہا: میں خلیفہ بننے والے کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ اولین مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کرے ان کا حق پہچانے اور ان کے وقار کو ملحوظ و محفوظ رکھے۔ اور انصار کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام اور ایمان کو جگہ دی ہے ان میں سے جو بھلائی کرے اس کو قبول کیا جائے اور جو بدی کا مرتکب ہو اس سے درگزر کیا جائے۔ عام شہروں میں رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں وہ اسلام کا دفاع اور مال کے حصول کا ذریعہ ہیں اور دشمنوں کے لیے باعث پریشانی ہیں اور ان سے وہی کچھ وصول کیا جائے جو ان کی ضروریات سے زائد ہو اور ان کی رضا مندی سے لیا جائے۔ میں اس کو اعراب کے ساتھ بہتر سلوک کی وصیت کرتا ہوں، وہ عرب کی اصل بنیاد اور اسلام کا ذخیرہ ہیں، ان کے مالوں کے اطراف سے حاصل کیا جائے اور ان ہی کے غرباء پر تقسیم کیا جائے۔ غیر مسلم اہل معاہدہ سے بہتر سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے معاہدے پر قائم ہوں تو ان سے معاہدے پورے کیے جائیں اور ان کی خاطر دشمنوں سے جنگ کی جائے اور ان پر کوئی بوجھ ان کی طاقت سے زیادہ نہ ڈالا جائے۔ جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو ہم ان کو لے کر گئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اجازت طلب کرتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کو داخل کر دو پس وہاں اپنے رفقاء کے ساتھ دفن کر دیئے گئے جب ان کے دفن کرنے سے فارغ ہوئے تو وہ چھ نفوس جمع ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن

فَاُسْكِتَ الشَّيْخَانِ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَفَتَجْعَلُوْنَهُ اِلَيَّ وَاللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ لاآلُ عَنْ اَفْضَلِكُمْ قَالا نَعَمْ فَاَخَذَبِيَدِاَحَدِهِمَا فَقَالَ لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَدَمُ فِي الإِسْلاَمِ مَاقَدْعَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ اَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ اَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ ثُمَّ خَلاَ بِالآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا اَخَذَا الْمِيْثَاقَ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ. (رواه البخاری، ۳۷۰۰)

عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: تم تین کی طرف اپنا فیصلہ دے تو سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اور طلحہ نے کہا میری رائے عثمان کے ساتھ ہے اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے عبدالرحمٰن کے ساتھ ہے تو عبدالرحمٰن نے کہا تم دو میں سے کون بری ہوتا ہے ہم اس کو اللہ اور اسلام کی روشنی میں کہتے ہیں کہ وہ اپنے دل میں افضل کا انتخاب کردے تو دونوں خاموش رہے۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا کیا تم دونوں مجھے اختیار دیتے ہو میرے اوپر اللہ گواہ ہے کہ میں افضل کی تعین میں کمی نہیں کروں گا۔ ان دونوں نے کہا ہاں پس اس نے ایک کا ہاتھ پکڑا اور کہا تجھے رسول اللہ ﷺ کی قربت اور اسلام میں اولیت حاصل ہے جو تجھے خود معلوم ہے پس تیرے اوپر اللہ گواہ ہے کہ اگر میں تجھے منتخب کروں تو تو عدل کرے گا اور اگر عثمان کو منتخب کردوں تو اس کی اطاعت کرے گا۔ پھر دوسرے کو تخلیہ میں یہی کہا اور جب وعدہ لے چکے تو کہا عثمان ہاتھ اوپر اٹھاؤ اور اس کی بیعت کر دی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی اور جو وہاں گھر میں لوگ تھے ان سب نے بیعت کی۔“

۶۰۱۴۔ عَنْ حُمَيْدِبْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلاَّهُمْ عُمَرُاجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِي أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَاالْاَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ إِلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْاعَبْدَالرَّحْمٰنِ اَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا اَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلاَ يَطَأُعَقِبَهٗ

”حمید بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جماعت جن کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا تھا وہ جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا تو عبدالرحمٰن نے کہا: میں اس امر میں خواہش نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں تم میں سے کسی کو منتخب کر دوں۔ پس انہوں نے یہ معاملہ عبدالرحمٰن پر چھوڑ دیا۔ جب عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو انتخاب کا منصب مل گیا تو اس پر لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور اس کی طرف مائل ہوئے اور مشورے دینے لگے ان راتوں میں عبدالرحمٰن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی فجر کو ہم نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو

(۶۰۱۴) بخاری: ۷۲۰۷.

وَمَـالَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِـلْكَ الـلَّيَـالِـي حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي اَصْبَـحْـنَـا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَـرَقَـنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَـضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ اَرَاكَ نَـائِماً فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِكَبِيْرِ نَـوْمٍ انْـطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَـهٗ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَـدَعَـوْتُـهٗ فَـنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَـلِـيٌّ مِـنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْـدُالرَّحْمٰنِ يَخْشَى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِـي عُثْـمَانَ فَدَعَوْتُهٗ فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْـنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى لِلنَّاسِ الـصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَـأَرْسَـلَ إِلٰـى مَـنْ كَـانَ حَـاضِـرًا مِـنَ الْـمُهَـاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الأَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَـلَـمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّـا بَـعْـدُ يَـا عَـلِـيُّ إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ اَمْرِ الـنَّـاسِ فَـلَـمْ اَرَهُـمْ يَـعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلاَ تَـجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْـلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَـلَـى سُـنَّةِ الـلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَـعْـدِهٖ فَبَـايَـعَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْـمُهَـاجِـرِيْـنَ وَالأَنْـصَارُ وَأُمَرَاءُ الأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ. (رواه البخاری، ۷۲۰۷)

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کچھ رات گزرنے کے بعد میرے پاس آئے دروازے پر دستک دی یہاں تک میں بیدار ہوا کہا: میں تجھے سویا ہوا پاتا ہوں اور بخدا! میں نے تو اس رات میں نیند کا زیادہ سرمہ نہیں ڈالا ہے۔ سعد اور زبیر رضی اللہ عنہما کو میرے پاس بلا کر لا۔ تو میں بلا لایا اور باہم مشورہ کرنے کے بعد پھر مجھے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا تو میں بلا لایا۔ وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے آخر تک رہے پھر علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے پر امید ہو کر اٹھے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ پھر کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا تو میں ان کو بلا لایا۔ اور باہم مشورہ کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کے موذن نے ان کو جدا کر دیا۔ جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو یہ چھ افراد منبر کے پاس جمع ہوئے۔ پس عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مسجد سے باہر مہاجرین اور انصار کو اندر بلایا اور فوجی افسران جو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کرنے کے لیے مختلف مقامات سے وافر تعداد میں آئے ہوئے تھے، ان کو بلایا، جب جمع ہو گئے تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اما بعد! اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے لوگوں کے معاملات پر غور کیا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ پس تو اپنے دل میں کوئی خلش نہ رکھنا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر دی۔ اور کہا: میں تیری بیعت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے طریقے پر اور ان کے بعد سابقہ دو خلفاء کے طرز حکومت کی شرط پر۔ پس عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیعت کی، اور دیگر مہاجرین، انصار اور امراء افواج سب ہی نے بیعت کی اور سب مسلمانوں نے بھی۔'' (بخاری)

٦٠١٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلاَّمٍ: لَمَّا حُوْصِرَ عُثْمَانُ: وَلّٰى أَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الصَّلاَةِ وَكَانَ ابْـنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّي أَحْيَانًا ثُمَّ بَعَثَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ مَاتُرِيْدُوْنَ مِنِّي؟ قَالُوْا: نُرِيْدُ أَنْ تَخْلَعَ إِلَيْهِمْ اَمْرَهُمْ قَالَ: لاَ اَخْلَعُ سِرْبَالاً سَرْبَلَنِيْهِ اللّٰهُ تَعَالَى، قَالُوْا: فَهُمْ قَاتِلُوْكَ، قَالَ: لَئِنْ قَتَلْتُمُوْنِي لاَتَتَحَابُّوْنَ بَعْدِي أَبَدًا، وَلاَ تُقَاتِلُوْنَ بَعْدِي عَدُوًّا جَمِيْعاً أَبَدًا، وَلَتَخْتَلِفَنَّ عَلَى بَصِيْرَةٍ، يَاقَوْمِ لاَيَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي اَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلَ مَا اَصَابَ مَنْ قَبْلَكُمْ، فَلَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الاَمْرُ اَصْبَحَ صَائِماً يَوْمَ جُمُعَةٍ: فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ النَّهَارِ نَامَ قَالَ: رَاَيْتُ الآنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ إِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ، فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ خَطِيْبًا فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ:اَيُّهَا النَّاسُ اَقْبِلُوْا عَلَيَّ بِأَسْمَاعِكُمْ وَاَبْصَارِكُمْ، إِنِّي اَخَافُ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا وَاَنْتُمْ قَدْأَصْبَحْنَا فِي فِتْنَةٍ، وَمَا عَلَيْنَا فِيْهَا إِلاَّ الاِجْتِهَادُ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَدَّبَ هٰذِهِ الاُمَّةَ بِاَدَبَيْنِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ لاَ هَوَادَةَ عِنْدَ السُّلْطَانِ فِيْهِمَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ثُمَّ نَزَلَ وَعَمَدَ إِلٰى مَا بَقِيَ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَقَسَمَهُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ. (رواه رزين)

''عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو نماز پڑھانے کی ذمہ داری سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ادا کرتے تھے اور کبھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے۔ پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس پیغام بھیجا تم لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ خلافت چھوڑ دو، اور ہمارا معاملہ ہماری طرف واپس کر دے۔ انھوں نے کہا: میں وہ کرتا نہیں اتاروں گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے۔ تو کہا: وہ آپ کو تجھے قتل کر دیں گے۔ کہا: اگر تم مجھے قتل کر وگے تو میرے بعد نہ تم میں الفت رہے گی، نہ کبھی تم دشمن سے جمع ہو کر لڑ سکو گے، اور تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوگا۔ پس اے میری قوم! بصیرت سے کام لو۔ تمہیں میری دشمنی اس بات پر نہ اکسائے کہ تمہیں بھی وہ مصائب پہنچیں جو تم سے پہلوں کو پہنچی ہیں۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف معاملہ شدت اختیار کر گیا تو جمعہ کی صبح انھوں نے روزہ رکھا جب دن کا وقت تھا وہ سو گئے۔ پھر کہا: ابھی میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے فرماتے ہیں: تو رات کو افطاری ہمارے ساتھ کرے گا۔ پس اس دن قتل کر دیئے گئے، پھر علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: لوگو! اپنے کانوں اور آنکھوں کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، مجھے خطرہ ہے کہ میں اور تم فتنے میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو دو چیزوں کے ساتھ ادب کی تعلیم دی ہے۔ وہ دو آداب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں۔ سلطان کے لیے ان دو میں سستی کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں صلح وصفائی اختیار کرو۔ پھر وہ اترے اور بیت المال میں جو کچھ بچا تھا وہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔''

(٦٠١٥) رزين.

شــرح: ......خلیفہ مقرر کرنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متوسط قسم کا طریقہ اپنایا۔ ان کی رائے یہ تھی کہ مسلمانوں کو ضابطہ میں رکھنے کے لیے خلیفہ مقرر کرنا ہی بہتر ہے۔ اس لیے چھ افراد مقرر کر دیئے۔ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لیا جائے۔ تا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی ہو سکے۔ اور کچھ حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی اپنا لیا کہ آپ نے متعین طور پر خلیفہ منتخب نہ فرمایا تھا۔ ان چھ کا انتخاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اصحاب بدر تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ان سے راضی تھے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۲۰۷)

۲۔ ان میں بھی بیان ہوا ہے کہ امام وقت کی بیعت کس طرح کی جائے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسلسل تین دن تک بے خوابی اٹھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے پر بیعت لی، خود بھی بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی کی اور مہاجرین اور انصار نے بھی کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن چھ شخصیات کے نام خلیفہ کے انتخاب کے لیے پیش کیے تھے ان میں سے آخر کار سارے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر لیتے ہیں۔

اس حدیث سے شیعہ کی اس بات کی بھی تردید ہوتی ہے کہ امامت علی رضی اللہ عنہ پر نص وارد ہے، اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہوتا تو بمع حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بذریعہ شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کا انتخاب نہ کرتے اور نہ ہی بیعت کرتے۔

اس سے ایک علمی بات یہ بھی واضح ہوئی کہ کسی چیز میں شرکاء جب تنازع کریں تو یہ معاملہ ان میں سے کسی ایک کو سونپ دیں اور وہ ان میں سے خود کو باہر نکال کر اس دعویٰ سے دستبردار ہو جائے تو وہ اسے فیصل تسلیم کریں اور وہ ان کا فیصلہ کر دے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۱۹۸)

۳۔ اس طویل حدیث میں تین اہم باتیں بیان ہوئی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بیعت کیسے ہوئی۔ (۲) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوا تھا۔ (۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دلفگار معاملہ کیسے پیش آیا، اس سے چند اہم باتوں پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں مسلمانوں کی شفقت تھی اور سنت قائم کرنے اور دین کے معاملہ کا اہتمام انہوں نے اپنی جان سے بھی زیادہ اہم تصور کیا تھا اور یہ بھی ثابت ہوا منہ پر تعریف اس وقت منع ہے جب مبالغہ کی جائے اگر جھوٹی تعریف نہ ہو مبالغہ نہ ہو تو تعریف کی گنجائش ہے۔ قرض کی ادائیگی کی وصیت بھی کی جائے اور اہل خیر کے ساتھ دفن ہونے کا اہتمام کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۶۹)

٦٠١٦ــ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اسْتَقْبَلَ وَاللّٰهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ بِكَتَائِبَ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَقَالَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ إِنِّي لأَرَى

''حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: قسم اللہ کی! سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پہاڑوں جیسی مضبوط افواج کے ساتھ پیش قدمی کی۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے

(٦٠١٦) بخاری: ٢٧٠٤ـ ترمذی: ٣٧٧٣ـ نسائی: ١٤١٠ـ ابوداؤد: ٤٦٦٢ـ احمد: ١٩٩٩٤.

كَتَائِبَ لاَ تُوَلِّي حَتّٰى تَقْتُلَ أَقْرَانَهَا فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ وَكَانَ وَاللّٰهِ خَيْرَ الرَّجُلَيْنِ أَى عَمْرُو وَإِنْ قَتَلَ هٰؤُلاَءِ وَهٰؤُلاَءِ وَهٰؤُلاَءِ مَنْ لِي بِأُمُوْرِ النَّاسِ مَنْ لِي بِنِسَائِهِمْ مَنْ لِي بِضَيْعَتِهِمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ فَقَالَ اذْهَبَا إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَاعْرِضَا عَلَيْهِ وَقُوْلاَ لَهُ وَاطْلُبَا إِلَيْهِ فَأَتَيَاهُ فَدَخَلاَ عَلَيْهِ فَتَكَلَّمَا وَقَالاَ لَهُ فَطَلَبْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِنَّا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ اَصَبْنَا مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنَّ هٰذِهِ الاُمَّةَ قَدْ عَاثَتْ فِي دِمَائِهَا قَالاَ فَإِنَّهُ يَعْرِضُ عَلَيْكَ كَذَاوَكَذَا وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ قَالَ فَمَنْ لِي بِهٰذَا قَالاَ نَحْنُ لَكَ بِهِ فَمَا سَأَلَهُمَا شَيْئًا إِلاَّقَالاَ نَحْنُ لَكَ بِهِ فَصَالَحَهُ فَقَالَ الْحَسَنُ وَلَقَدْ سَمِعْتُ اَبَابَكْرَةَ يَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُوْلُ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ . (رواه البخاري، ٢٧٠٤)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا: میں ایسی افواج دیکھ رہا ہوں جو پیچھے نہیں ہٹے گی یہاں تک کہ تو ان کے بڑوں بڑوں کو قتل کردے، مدمقابل کو فنا کر کے رکھ دیں گی۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا اور ان دونوں میں معاویہ رضی اللہ عنہ ہی بہتر آدمی تھا۔ یہ تو بتا اگر یہ بھی قتل کر دیئے گئے اور وہ بھی تو مسلمانوں کے کام کون نبھائے ان کی عورتوں کی حفاظت کون کرے گا۔ ان کی زمین کی حفاظت کون کرے گا؟ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے دو آدمی بنوعبدالشمس شاخ میں سے ایک عبدالرحمٰن بن سمرہ اور دوسرا عبداللہ بن عامر روانہ کیے اور کہا: حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، صلح پیش کرو، اور خلافت چھوڑنے کا مطالبہ کرو۔ وہ اس کے پاس آئے، گفتگو کی اور جو کہا سو کہا اور خلافت کے طالب ہوئے۔ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم بنوعبدالمطلب کو تو مال ملا ہے اور امت ساری خون خرابے کا شکار ہوچکی ہے۔ ان دونوں نے کہا: معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ وقتال ترک کرنے پر تمہیں صلح کی دعوت دیتا ہے اور تم سے خلافت چھوڑنے کا مطالبہ کرتا ہے اور سوال کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا: اس بات کا ضامن میرے لیے کون ہوگا؟ پس حسن رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے گئے وہ دونوں اس کی ضمانت دیتے رہے۔ پس حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ حسن بصری نے کہا: میں نے ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا حسن بن علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے اور آپ ﷺ لوگوں کی طرف ایک بار متوجہ ہوئے اور ایک بار حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ میرا بیٹا سردار ہے، اور عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے بہت بڑی مسلمان دو جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔'' (البخاری)

شرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کے حکم فرمانبردار پر ہمہ وقت فکر مند رہتے تھے۔ اور

آپ ﷺ نے اصلاح کا حکم دیا ہے۔ اور اس بات کی آپ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح واقع ہوگی۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۰۷)

ان جماعتوں کو عظیم کہا ہے، ایک جماعت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ، اور دوسری جماعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ۴۰ ہزار افراد نے بیعت کی تھی کہ ہمیں آپ کی اتباع میں موت بھی قبول ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس دور میں حکومت کے زیادہ حقدار تھے مگر ان کی احتیاط کی وجہ سے اور اپنے نانا ﷺ کی امت پر شفقت کی بناء سے ملک کو چھوڑا، دنیا کی رنگینوں سے رخ موڑا، اللہ سے اجر طلب کرنے کی خاطر حکومت سے دستبرداری اختیار کی یہ کام آپ نے قلت وذلت کی بناء پر نہ کیا تھا، جب ان کے شیعہ ساتھیوں نے کہا: اور طنز کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْن ''اے مومنوں کے لیے وجہ عار بننے والے تجھ پر سلام۔'' انہوں نے کہا تھا۔

اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ، ''عار آگ سے بہتر ہے۔''

یہ بھی ثابت ہوا ان میں سے کوئی بھی مسلمانی سے خارج نہ ہوا تھا، آپ نے دونوں جماعتوں کو مسلمان قرار دیا تھا۔ (طیبی شرح مشکاۃ: ۱۱/ ۲۹۸)

۶۰۱۷ــعَنْ عَبْدِالْخَیْرِ قَالَ قَامَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِ وَسَارَ بِسِیْرَتِهِ حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَی ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَلَی ذٰلِكَ فَعَمِلَ بِعَمَلِهِمَا وَسَارَ بِسِیْرَتِهِمَا حَتّٰی قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَی ذٰلِكَ (رواه أحمد، ۱۰۵۸)

''عبد خیر کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ منبر پر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا اور کہا: نبی علیہ السلام فوت ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے۔ انھوں نے تمام کام رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کے مطابق ہی کیے۔ یہاں تک کہ یہ بھی وفات پا گئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا، انھوں نے بھی ان دونوں کی سیرت اور طریقے کے مطابق کام سرانجام دیئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں بھی وفات دے دی۔'' (احمد)

۶۰۱۸ــعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یُؤْمَرُ بَعْدَكَ قَالَ إِنْ تُؤَمِّرُوْا أَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ تَجِدُوْهُ أَمِیْنًا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الأٰخِرَةِ وَإِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم امیر بناؤ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تو اس کو امین پاؤ گے۔ دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی رغبت رکھنے والا ہوگا۔

(۶۰۱۷) احمد: ۱۰۵۸۔ ورجاله ثقات، هیثمی: ۸۹۰۸.

(۶۰۱۸) احمد: ۸۶۱۔ بزار، طبرانی اوسط ورجال البزار ثقات، هیثمی: ۸۹۰۹.

تُجِدُوْهُ قَوِيًّا أَمِيْنًا لاَ يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَإِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا ؓ وَلاَ أَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُبِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ. (رواه أحمد، ٨٦١ والبزار الاوسط)

اگرتم سیدنا عمر ؓ کو امیر بناؤ گے تو اس کو طاقت ور امین پاؤ گے، اس کو اللہ کے دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔ اور اگر سیدنا علی ؓ کو امیر بناؤ گے اور میں تمہیں اس کو امیر بناتا نہیں دیکھ رہا تو تم اس کو ہدایت کی راہنمائی کرنے والا، ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائے گا۔'' (احمد، البزار، الاوسط)

٦٠١٩ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا اَسَّسَ النَّبِيُّ ﷺ مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ جَاءَ بِحَجَرٍ فَوَضَعَهُ وَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ بِحَجَرٍ فَوَضَعَهُ وَجَاءَ عُمَرُ بِحَجَرٍ فَوَضَعَهُ وَجَاءَ عُثْمَانُ بِحَجَرٍ فَوَضَعَهُ فَسُئِلَ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: هٰذَا أَمْرُ الْخِلاَفَةِ مِنْ بَعْدِي. للموصلى ٤٨٨٤ بتابعى لم يسم

''سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد مدینہ کی بنیاد رکھی تو ایک پتھر خود لا کر رکھا اور ایک پتھر ابوبکر ؓ نے لا کر رکھا اور ایک پتھر عمر ؓ نے لا کر رکھا اور ایک پتھر عثمان نے لا کر رکھا۔ پس نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا تو فرمایا: یہ امر خلافت ہے میرے بعد۔ (الموصلی نے ایک تابعی سے روایت کی جس کا نام ذکر نہیں کیا)''

٦٠٢٠ـ عَنِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، رَفَعَهُ: يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ لاَ يَلْبَثُ بَعْدِي إِلاَّ قَلِيْلًا، وَصَاحِبُ رِحَادَارَةِ الْعَرَبِ يَعِيْشُ حَمِيْدًا وَيَمُوْتُ شَهِيْدًا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى عُثْمَانَ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ إِنْ اَلْبَسَكَ اللّٰهُ قَمِيْصًا فَأَرَادَكَ النَّاسُ عَلٰى خَلْعِهِ فَلاَ تَخْلَعْهُ، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ خَلَعْتَهُ لاَ تَرَى الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ

''سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ نے بیان کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔ ان میں ایک ابوبکر ہے، جو میرے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہے گا۔ اور چکی چلانے والا جو عرب والوں کی چکی چلائے گا وہ قابل تعریف زندہ رہے گا، اور شہادت کی موت مرے گا، کہا گیا: وہ کون ہے؟ فرمایا: عمر بن خطاب ؓ۔ پھر آپ ﷺ نے عثمان ؓ کی طرف منہ پھیرا اور فرمایا: اے عثمان ؓ! اگر تجھے اللہ قمیص پہنائے تو لوگ اس کو اتارنے کا ارادہ کریں تو قمیص نہ اتارنا اللہ کی قسم! اگر تو نے قمیص اتاری تو جنت کو نہیں دیکھے گا، یہاں تک

(٦٠١٩) موصلی: ٤٨٨٤ـ عن العوام بن حوشب عمن حدثه عن عائشة و رجاله رجال الصحيح غير التابعي فانه لم يسم، هيثمى: ٨٩١١.

(٦٠٢٠) طبرانی ١٢ـ طبرانی اوسط، وفيه مطلب بن شعيب قال ابن عدى لم ارله حديثا منكرا غير حديث واحد غير هذا وبقية رجاله وثقوا، هيثمى: ٨٩١٩.

الْـجَمَلُ فِی سَمِّ الْخِيَاطِ . (رواه الطبرانی فی الكبير، ١٢ والأوسط بضعف)

کہ اونٹ سوئی کے سوراخ سے گزرے۔'' (الکبیر، الاوسط بسند ضعیف)

٦٠٢١ـ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ فَـقَـالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُقَمِّصُكَ قَـمِيْـصـاً فَـإِنْ أَرَادَكَ الْـمُـنَافِقُوْنَ عَلٰى أَنْ تَخْلَعَهُ فَلاتَخْلَعْهُ لَهُمْ وَلاَ كَرَامَةَ يَقُوْلُهَا لَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاثاً . (رواه احمد، ٢٣٩٤٥)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! اللہ تجھے قمیص پہنانے والا ہے۔ پس اگر منافق اس کو اتارنے کا ارادہ کریں تو قمیص نہ اتارنا اور اس میں کوئی عزت نہیں دو بار یا تین بار یہ بات انھیں کہی۔'' (احمد)

شــرح: ......اس میں خلافت کو نبی ﷺ نے قمیص سے استعارہ دیا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اگر تمہیں خلافت سے معزول کرنا چاہیں تو معزول نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہوگے اور یہ خلافت چھیننے والے باطل پر ہوں گے۔ اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ان بلوائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا تھا اور معزول ہونے کا مطالبہ کیا تھا تو انہوں نے معزول ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/۵۹۰)

٦٠٢٢ـــ عَـنْ فَـضَـالَةَ بْنِ اَبِـی فَضَـالَةَ الْأَنْـصَـارِيِّ وَكَـانَ اَبُوْ فَضَـالَةَ مِنْ اَهْلِ بَـدْرٍ قَـالَ خَـرَجْتُ مَعَ اَبِی عَائِدًاالِعَلِيِّ بْنِ اَبِـی طَـالِـبٍ رَضِـیَ الـلّٰـهُ عَنْهُ مِنْ مَرَضٍ اَصَـابَهُ ثَقُلَ مِنْهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ اَبِی مَا يُقِيْمُكَ فِـی مَنْزِلِكَ هَذَا لَوْ اَصَابَكَ اَجَلُكَ لَمْ يَلِكَ إِلَّا اَعْـرَابُ جُهَيْـنَةَ تُحْمَلُ إِلَى الْمَدِيْنَةَ فَإِنْ اَصَـابَكَ أَجَـلُكَ وَلِيَكَ اَصْحَابُكَ وَصَلَّوْا عَلَيْكَ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُوْلَ الـلّٰـهِ عَهِـدَ إِلَیَّ أَنْ لاَ أَمُوْتَ حَتّٰی أُؤَمَّرَ ثُمَّ تُخْضَبَ هَذِهِ يَعْنِی لِحْيَتَهُ مِنْ دَمِ هَذِهِ يَعْنِی هَامَتَهُ . (رواه أحمد، ٨٠٤)

''فضالہ بن ابی فضالہ کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیمار تھے۔ میں نے اپنے والد کے ساتھ جو کہ بدری صحابی تھے علی رضی اللہ عنہ کی عیادت کی۔ اور کہا: تمہارا یہاں قیام کرنا تمہارے اس مقام میں مناسب نہیں۔ اگر تیری موت کا وقت آ گیا تو تمہاری تجہیز صرف جھینہ کے اعراب کریں گے۔ تجھے اٹھا کر مدینہ لے جایا جائے تو وہاں اگر موت کا وقت آ گیا تو تمہاری تجہیز تمہارے رفقاء کریں گے او رنماز جنازہ بھی پڑھیں گے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے کہ میں نہیں مروں گا یہاں تک کہ خلیفہ بنایا جاؤں، اور پھر میری داڑھی اس کھوپڑی کے خون سے رنگین کی جائے گی۔'' (احمد)

(٦٠٢١) احمد: ٢٣٩٤٥ـ ابن ماجه: ١١٣ـ باختصار وفيه فوج بن فضاله وقد وثق وفيه ضعف وبقية رجاله رجال الصحيح، ترمذی: ٣٧٠٥ـ هيثمی: ٨٩٤٣.

(٦٠٢٢) احمد: ٨٠٤ـ وفيه عبدالله بن محمد بن عقيل وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات.

٦٠٢٣۔ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِیُّ إِنْ اَنْتَ وُلِّيْتَ الْأَمْرَ بَعْدِیْ فَأَخْرِجْ اَهْلَ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. (رواه احمد، ٦٦٣ بلين)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! اگر میرے بعد تجھے خلیفہ مقرر کیا جائے تو اہل نجران کو جزیرہ العرب سے نکال دینا۔'' (احمد کی کمزور سند سے روایت ہے)

٦٠٢٤۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ، رَفَعَهٗ: إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيْلِ الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيْلِهِ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنَّهٗ خَاصِفُ النَّعْلِ، وَكَانَ اَعْطٰى عَلِيًّا نَعْلَهٗ يَخْصِفُهَا. (رواه ابو يعلى الموصلى، ١٠٨٦)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق تم میں سے ایک آدمی قرآن کے مفہوم اور تاویل کی خاطر جہاد کرے گا جیسا میں نے اس کے نزول کی خاطر جہاد کیا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ میں ہوں؟ فرمایا: نہیں لیکن وہ شخص وہ ہے جو جوتے کو ٹانکا لگا رہا ہے۔ اور آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جوتا سینے کے لیے دیا ہوا تھا۔'' (الموصلی)

٦٠٢٥۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَفَعَهٗ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ وُلِّيْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَاعْدِلْ قَالَ فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ اَنِّیْ مُبْتَلًى بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰى ابْتُلِيْتُ (لأحمد، ١٦٤٨٦) والموصلى

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اگر تو حاکم بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ اس نے کہا: پس میں ہمیشہ یہ گمان کرتا رہا کہ میں امر خلافت کی آزمائش میں ڈالا جاؤں گا، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ یہاں تک میں آزمایا گیا ہوں۔'' (احمد، موصلی)

طاعة الإمام ولزوم الجماعة وملوك الجور

امام کی اطاعت، جماعت میں رہنے کا وجوب اور ظالم حکمرانوں کا بیان

٦٠٢٦۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا وَإِنِ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی عامل بنایا جائے گویا

(٦٠٢٣) احمد: ٦٦٣۔ وفيه قيس بن الربيع وهو ضعيف وقد وثقه شعبة والثورى وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٨٩٤٧.

(٦٠٢٤) ابو يعلى موصلى: ١٠٨٦۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٨٩٥٠.

(٦٠٢٥) احمد: ١٦٤٨٦۔ والموصلى، وهو مرسل ورجاله رجال الصحيح ورواه ابو يعلى عن سعيد عن معاوية فوصله ورجاله رجال الصحيح رواه الطبرانى باختصار عن عبدالملك بن عمير عن معاوية و فيه اسماعيل بن ابراهيم بن مهاجر وهو ضعيف وقد وثق، هيثمى: ٨٩٥٢.

(٦٠٢٦) بخارى: ٧١٤٢۔ ابن ماجه: ٢٨٦٠۔ احمد: ١٢٣٤١.

اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ . (رواه البخاري، ٧١٤١)

کہ اس کا سر منقے جیسا ہے۔'' (البخاری)

شرح:......امام کی اطاعت کا حکم ہے بشرطیکہ وہ حکم نافرمانی کا نہ ہو، اگر نافرمانی کا امیر حکم دے تو پھر اطاعت نہیں۔

اس امیر میں ملک کا سربراہ بھی ہے، نماز کا امام بھی ہے، خراج وصول کرنے والا عامل بھی ہے اور جنگ کا امیر بھی ہے شرط یہ ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق چلائے۔ سیاہ حبشی جس کا سر منقا کی مانند ہونے کا مطلب ہے کہ سر سکڑا ہوا ہو اور اس پر سیاہ بال ہوں یہ مثال حقارت اور بدصورتی پر دی جاتی ہے مراد ہے دیکھنے میں اگرچہ وہ معمولی حیثیت کا ہو اگر وقت کا حکمران اسے بھی امیر مقرر کرتا ہے تو اس کی بھی اطاعت کی جائے کیونکہ اطاعت نہ کرنے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے، تاہم اطاعت نیک کام میں ہے۔ (فتح الباری:۱۳/۱۲۲)

٦٠٢٧ـــ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِي فَقَدْ عَصَانِي . (رواه البخاري، ٧١٣٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (بخاری)

٦٠٢٨ـــ وفي رواية: قَالَ إِنَّمَا الإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذٰلِكَ أَجْرًا وَإِنْ أَمَرَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا . (رواه النسائي، ٤١٩٦)

''ایک روایت میں مزید اضافہ ہے۔ امام ڈھال ہے اس کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے، اور اس کے ذریعے بچاؤ کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اللہ کے خوف اور عدل کے ساتھ حکومت کرے گا تو اس کو اجر حاصل ہوگا اور اگر وہ اس کے خلاف عمل کرے گا تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا۔'' (النسائی)

شرح:......وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ٥٩) اور جو تم میں سے صاحب امر ہے اس کی اطاعت کرو۔ یہ حدیث وضاحت کر رہی ہے کہ اولی الامر سے مراد امراء ہیں اور اس حدیث کا مفہوم اس آیت مبارکہ سے لیا گیا ہے۔

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النسآء: ٨٠)

''جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

نبی اکرم ﷺ وہی حکم دیتے ہیں جو اللہ حکم دیتا ہے، تو جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اس کی

(٦٠٢٧) بخاری: ٧١٣٧ـ مسلم: ١٨٤١ـ نسائی: ٥٥١٠ـ ابن ماجه: ٢٨٥٩ـ احمد: ١٠٣٩٨.

(٦٠٢٨) نسائی: ٤١٩٦ـ صحيح: ٣٩١٢ـ بخاری: ٧١٣٧ـ مسلم: ١٨٤١ـ ابوداؤد: ٢٧٥٧ـ احمد: ١٠٣٩٨.

اطاعت کی جس نے آپ ﷺ کو حکم دیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے، اس طرح گویا کہ رسول اکرم ﷺ کی بات کو ماننا اللہ کی بات کو ماننا ہے۔ اور آپ ﷺ کی نافرمانی کرنا اللہ کی نافرمانی کرنا ہے۔ اور جو امیر بھی نبی ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اور شریعت پر عمل کرتا ہے وہ گویا کہ آپ ﷺ کے امیر کی اطاعت کر رہا ہے۔ امیر کی اطاعت کی ترغیب کی وجہ یہ ہے کہ امت میں وحدت رہے اور فساد انگیزی نہ ہو۔ یہ حدیث امراء اور حکمرانوں کی اطاعت لازم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بشرطیکہ ان کا حکم خلاف شریعت نہ ہو۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۱۲)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امام وقت لوگوں کے لیے ایک دیوار ہوتا ہے، اس میں نافرمانی یا اختلاف کی وجہ سے اس میں دراڑ پڑ جائے تو یہ سہارا گر جاتا ہے، انارکی پھیلتی ہے۔

٦٠٢٩۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا وَيَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ. (للترمذى، ٢١٩٩)

''سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا: جب ایک آدمی نے سوال کیا کہ اگر ہمارے اوپر جو حکمران ہوں وہ ہمارے حقوق ہمیں نہ دیں اور اپنے حقوق ہم سے طلب کریں تو کیا کیا جائے؟ فرمایا: تم سنو اور اطاعت کرو۔ تحقیق ان پر وہ ہے جو ان پر لازم ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم ہے۔'' (ترمذی)

٦٠٣٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ (رواه البخارى، ٧١٤٤)

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے ہر اس چیز میں جس کو وہ پسند کرتا ہو اور نا پسند کرتا ہو۔ مگر جب کہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو جب نافرمانی کا حکم ہو تو نہ سننا لازم ہے نہ اطاعت کرنا۔'' (بخاری)

٦٠٣١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَيَلِيْ أُمُوْرَكُمْ بَعْدِى رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَيَعْمَلُوْنَ بِالْبِدْعَةِ وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد امارت پر وہ آدمی آجائیں گے جو سنت کو مٹائیں گے، بدعت پر عمل کریں گے، اور نماز کو اس کے اوقات سے موخر کریں گے۔ میں نے عرض کی:

(٦٠٢٩) ترمذی: ٢١٩٩۔ صحیح، البانی: ١٧٩٠۔ مسلم: ١٨٤٦.

(٦٠٣٠) بخاری: ٧١٤٤۔ مسلم: ٢٧٣٥۔ ترمذی: ١٧٠٧۔ ابوداؤد: ٢٦٢٦۔ ابن ماجه: ٢٨٦٤۔ احمد: ٦٢٤٢.

(٦٠٣١) ابن ماجه: ٢٨٦٥.

إِنْ اَدْرَكْتُهُمْ كَيْفَ اَفْعَلُ قَالَ تَسْاَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ لاَطَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ (رواه إبن ماجة، ٢٨٦٥)

یا رسول اللہ ﷺ! اگر میں ان لوگوں کا دور پاؤں تو میں کیا کروں؟ فرمایا: اے ابن ام عبد! تو مجھ سے سوال کرتا ہے کہ تو کیا کیا کرے؟ یاد رکھ اس کی کوئی اطاعت نہیں جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہو۔'' (ابن ماجہ)

٦٠٣٢۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكَ السَّمْعَ وَالطَّاعَةَ فِي عُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَمَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ. (رواه مسلم، ١٨٣٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر سننا او راطاعت کرنا لازم ہے تیری تنگی، آسانی، خوشی اور ناراضگی میں اور جب کہ تیرے اوپر دوسروں کو ترجیح دی جائے۔'' (مسلم)

٦٠٣٣۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الاَشْجَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالُوْا قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلاَ نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لاَ مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلاَةَ لاَ مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلاَةَ اَلاَ مَنْ وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَاتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلاَ يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ. (رواه مسلم، ١٨٥٥)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: تمہارے اچھے حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہوں۔ تم ان کے لیے دعائیں طلب کرو اور وہ تمہارے لیے دعا کرتے ہوں۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم ان کو اکھاڑ نہ پھینکیں؟ فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز تمہارے درمیان قائم رکھیں۔ خبردار! جو شخص تم پر امیر بنایا جائے پھر وہ اللہ کی نافرمانی کرگزرے تو جو اس نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اس کو ناپسند سمجھو لیکن اس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ مت کھینچو۔'' (مسلم)

شـــرح: ...... امراء مکلّف ہیں، عدل وانصاف کریں اور رعیت کے حقوق ادا کریں۔ اور رعایا کے ذمہ ہے کہ آزمائش پر صبر واطاعت کریں اگر امراء عدل وانصاف نہیں کرتے تو ان پر زوال و وبال ہوگا۔ اور تم اگر ان کے حقوق پورے کرتے رہو گے، بات سنتے اور اطاعت کرتے رہو گے تو اللہ تمہیں ثواب دے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۳۷۴)

اور ان تمام احادیث کا مفاد یہ ہے کہ امراء کی اطاعت تب ہے، جب نافرمانی نہ ہو، اور رعایا بھی صبر سے کام لے جماعت سے علیحدہ نہ ہو، اور اگر امیر کا حکم نافرمانی پر ہو تو پھر اطاعت حرام ہے، جو اسے روکنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اسے

(٦٠٣٢) مسلم: ١٨٣٦. (٦٠٣٣) مسلم: ١٨٥٥.

روکے اور اگر امیر علانیہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے معزول کرنا لازمی ہے، اور جو اسے معزول کرنے کے لیے کھڑا ہوگا اسے ثواب ملے گا اور جو سستی کرے گا اس پر گناہ ہے، اور جو بے بس ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سرزمین سے ہجرت ہی کر جائے جہاں کا حکمران علانیہ کفر کر رہا ہے، اگر چھوٹی موٹی حکمران کی ناپسندیدہ حرکت ہو تو پھر بغاوت نہ کی جائے اسے صبر وتحمل سے برداشت کیا جائے۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۲۳)

٦٠٣٤ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ يُسْتَعْمَلُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلاَّ نُقَاتِلَهُمْ قَالَ لاَمَا صَلَّوْا أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ. (رواه مسلم، ١٨٥٤)

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگو! تمہارے اوپر حکمران ہوں گے جن کے بعض کاموں کو تم اچھا سمجھتے ہو گے اور بعض کو ناپسند۔ تو جس نے ان منکرات کو دل سے ناپسند کیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے انکار کیا وہ سلامت رہا۔ مگر وہ جو راضی ہوا اور اطاعت کی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں۔ یعنی جس نے دل سے ناپسند کیا اور دل سے انکار کیا۔ (مسلم)

شرح: ......نماز چونکہ اسلام کا اصل عنوان ہے، اس لیے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تک یہ امراء نماز قائم کرتے ہیں ان سے لڑنا منع ہے، تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو، اس فتنہ سے بہتر ہے ان کی تکالیف برداشت کر لیں، اور انہیں ان کی برائیوں سے خبردار کرتے رہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۵۱۴)

٦٠٣٥ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً. (رواه البخاری، ٧٠٥٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امیر کی کوئی بات ناپسند کرے تو وہ اس پر صبر کرے کیونکہ جو سلطان کی اطاعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا تو وہ جہالت کی موت مرے گا۔'' (بخاری)

٦٠٣٦ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ وَيَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُوْ إِلٰى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو امیر کی اطاعت سے نکلا اور جماعت سے جدا ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ جس نے اندھے جھنڈے کے نیچے جنگ لڑی، عصبیت کی وجہ سے غصے میں آیا، عصبیت کی طرف دعوت دی، یا عصبیت کی بنا پر مدد کی پھر قتل کیا گیا

(٦٠٣٥) بخاری: ٧٠٥٣ـ مسلم: ١٨٤٩ـ احمد: ٢٨٢١ـ دارمی: ٢٥١٩.

(٦٠٣٦) مسلم: ١٨٤٨ـ نسائی: ٤١١٤ـ ابن ماجه: ٣٩٤٨ـ احمد: ٩٩٦٠.

وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلاَ يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلاَ يَفِي لِذِي عَهْدٍ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ.
(رواه مسلم، ١٨٤٨)

تو اس کا قتل ہونا جاہلیت کا قتل ہے۔ اور جو شخص میری امت پر خروج کر کے نیک و بد کی تمیز کیے بغیر قتل کرنے لگا وہ کسی مومن کی پرواہ نہیں کرتا اور غیر مسلم کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ نہ میرے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ میں اس سے تعلق رکھتا ہوں۔'' (مسلم)

شرح: ...... بادشاہ کی اطاعت سے نکلنے کا مطلب ہے کہ اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور اس کے خلاف جنگ کرتا ہے۔ اور بالشت سے مراد ہے کہ معمولی سی مقدار کے مطابق دور جائے اتنا سا دور ہٹنے سے بھی خونریزی ہوتی ہے اس لیے اس سے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ روکا گیا ہے۔

اور ایسے آدمی کو اگر موت آتی ہے تو یہ جاہلیت کی موت ہے کیونکہ جاہلیت والے ضلالت پر تھے اور وہ کسی امام کی اطاعت کی پابندی نہ کرتے تھے۔ اسی طرح یہ کر رہا ہے جو سلطان وقت کے خلاف رکھتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۷)

عصبیت یہ ہے کہ آدمی اپنی قوم، خاندان اور رشتہ داروں کی حمایت میں لڑنا، خواہ یہ حق پر ہوں یا غلطی ہوں۔ یہ بھی جاہلیت ہے ہاں، اگر یہ خاندان والے حق پر ہیں پھر ان سے تعاون کرنا شریعت کی رو سے ضروری ہے۔ (انجاز الحاجۃ: ۱۱/۳۱۲)

٦٠٣٧ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلاَثٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلاَةِ يَمْنَعُهُ مِنِ ابْنِ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلاً بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ لَاَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَاماً لاَ يُبَايِعُهُ إِلاَّ لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى إِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ (رواه مسلم، ١٠٨)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ آدمی جو جنگل میں زائد پانی پر نگران ہو وہ مسافروں کو پانی سے منع کرتا ہو۔ اور دوسرا وہ شخص جو سامان بعد نماز عصر قسم کھا کر کسی آدمی پر فروخت کرے کہ اتنے اتنے پر خریدا ہے جبکہ بات ایسی نہ ہو اور مشتری اس کو سچا سمجھ کر خرید لے۔ تیسرا وہ آدمی جس نے کسی امیر کی بیعت دنیا کی خاطر کی پس اگر امام نے اس کو دیا جو اس کا ارادہ تھا تو یہ وفاداری کرتا ہے۔ اور اگر اس کو نہ دیا تو یہ وفا نہیں کرتا۔'' (مسلم)

(٦٠٣٧) مسلم: ١٠٨ـ بخاری: ٢٣٦٩ـ ترمذی: ١٥٩٥ـ نسائی: ٤٤٦٢ـ ابوداؤد: ٣٤٧٤ـ ابن ماجه: ٤٠٣٧ـ احمد: ٩٨٦٦.

شرح: ......ارشاد باری ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾ (آل عمران : ۷۷)

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور قسموں کے ذریعہ تھوڑی قیمت خریدتے ہیں، یہ لوگ ہیں آخرت میں ان کا حصہ نہ ہوگا اور نہ ہی ان سے اللہ تعالیٰ کلام کریں گے اور نہ روز قیامت ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

یہ حدیث اسی کی تشریح ہے، ان تینوں آدمیوں سے اللہ تعالیٰ یہ سلوک کریں گے یعنی اول تو ان سے بات ہی نہ کریں گے اگر کریں گے تو ان کے لیے خوش کن نہ ہوگی، اور نظر رحمت سے نہ دیکھیں گے، اور نہ ہی ان کی تعریف کریں گے کہ یہ پاکباز ہیں بلکہ انہیں گناہ آلودہ قرار دیں گے۔

اور جھوٹی قسم تو کسی وقت بھی اچھی نہیں عصر کے بعد اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے کیونکہ عصر میں فرشتے جمع ہوتے ہیں اور یہ دن کے کاموں کے اختتام کا وقت ہوتا ہے جو کہ شدید سزا کا وقت ہے۔

تو اس حدیث میں بیعت توڑنے کی سخت وعید ہے، اصل میں امام سے بیعت اس بناء پر کی جاتی ہے کہ وہ حق پر عمل پیرا ہوگا، حدود اللہ قائم کرے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے گا اور بیعت کرنے والا اس کی اطاعت کرے گا اور جس نے فقط حصول مال کو مطمع نظر بنا کر بیعت کی اگر مل گیا تو بیعت برقرار رکھتا ہے، اگر نہ ملا تو بیعت توڑ دی۔ یہ خسارہ پاتا ہے کیونکہ اس طرح بیعت توڑنے سے وحدت پارہ پارہ ہوتی ہے، عصمتیں محفوظ نہیں ...... مال برباد ہوتا ہے اور خون محفوظ نہیں رہتا۔

اس حدیث میں ایک اہم درس یہ بھی ہے کہ ہر عمل رضائے الٰہی کے لیے ہی کیا جائے اگر اس سے حصول مال مقصد ہو تو ایسا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۱۳/۲۰۳)

۶۰۳۸ــــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً فَسَلَحْتُ رَجُلاً مِنْهُمْ سَيْفًا فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لَوْرَاَيْتَ مَا لاَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَعَجَزْتُمْ إِذَا بَعَثْتُ رَجُلاً مِنْكُمْ فَلَمْ يَمْضِ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوْا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِي لِاَمْرِيْ. (رواه أبوداود ۲۶۲۷)

''سیدنا عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک فوج روانہ کی۔ ان میں سے ایک آدمی کو میں نے تلوار دی۔ جب یہ واپس آئے تو اس نے کہا: ہماری حالت دیدنی تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے ہمیں ملامت کیا اور فرمایا: تم اس کام سے بھی عاجز تھے کہ جب میں نے ایک مرد کو کام پر روانہ کیا۔ اور وہ میرے کام پر نہ گیا تو تم اس کی بجائے کوئی دوسرا

(۶۰۳۸) ابوداؤد: ۲۶۲۷۔ حسن، البانی: ۲۲۸۷۔ احمد: ۱۶۵۵۹.

آدمی کھڑا کرتے جو میرے احکامات مانتا۔'' (الترمذی)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کی نافرمانی کرنے والے کو معزول کر دیا جائے اور اس کی جگہ اچھے آدمی کو امیر بنایا جائے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک فوجی دستہ بھیجا، اس نے ایک قوم پر حملہ کیا تو ان میں سے ایک آدمی باہر نکل کر بھاگنا شروع ہوا اور یہ دستہ کا سربراہ اس کے پیچھے بھاگنے لگا، اس نے تلوار میان سے باہر نکال رکھی تھی اور اسے مارنا چاہتا تھا، بھاگنے والے نے کہا: میں مسلمان ہوں، مگر اس نے کچھ نہ دیکھا اسے قتل کر دیا۔ اس بات کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو ہوئی تو آپ نے قاتل کے بارے میں شدید ردعمل ظاہر کیا۔ اس قاتل نے کہا کہ اس مقتول نے پناہ کی خاطر اسلام کا اظہار کیا تھا تو نبی اکرم ﷺ کے چہرے سے پریشانی نمایاں تھی۔ آپ نے اس قاتل سے منہ پھیر لیا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منع کیا ہے کہ کسی مومن کو قتل کروں، یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۵)

۶۰۳۹۔ قَالَ أَبُوْبَكْرَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الأَرْضِ أَهَانَهُ اللّٰهُ. (رواه الترمذی، ٢٢٢٤)

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سلطان کی تذلیل کی اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔'' (ترمذی)

شرح: ......اس میں اللہ کے سلطان کی نسبت بتا رہی ہے کہ یہ بادشاہ لوگوں پر اللہ کی نیابت میں ان کے امور کی انجام دہی کرے اور احکام الٰہی کا خود بھی پابند ہو اور لوگوں کو بھی اس کا پابند کرے۔ اگر وہ خود احکام الٰہی کی توہین کا مرتکب ہے تو پھر اس پر قدغن کرنا دینی فریضہ ہے، اس کی بے عزتی سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ تاہم اس کے خلاف بغاوت تب کرنا ہے جب وہ علانیہ کفر کرے۔ (گوندلوی)

اس امیر نے یا تو ریشم وغیرہ پہنا تھا جو کہ حرام ہے یا ویسے باریک لباس ہوگا جو کہ عیش پسندی کی علامت ہے اگر چہ پہننا حلال ہوگا، ابو بلال نے تشدد کی بناء پر اسے فسق کی طرف منسوب کر دیا یہ بات زیادہ ترین قیاس ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کا رد کیا تھا۔ اور بادشاہ کی اہمیت بیان کی جس طرح بیت اللہ کی نسبت شرافت ہے، اسی طرح سلطان اللہ کی نسبت ہے ویسے بھی قرآن پاک میں ہے کہ خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔

﴿إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ﴾ (صٓ: ٢٦)

''بے شک ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔'' (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۴۸۶)

اس لیے بادشاہ کی نسبت اللہ کی طرف ہے۔

(٦٠٣٩) ترمذی: ٢٢٢٤۔ صحیح، البانی: ١٨١٢۔ احمد: ١٩٩٨٢.

٦٠٤٠ــ عَـنِ الْـقَاسِمِ بْنِ عَوْفٍ الشَّيْبَانِيِّ عَـنْ رَجُـلٍ قَالَ كُنَّا قَدْ حَمَلْنَا لِاَبِى ذَرٍّ شَيْئًا نُـرِيْدُ أَنْ نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فَأَتَيْنَا الرَّبَذَةَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَـلَـمْ نَجِدْهُ قِيْلَ اسْتَأْذَنَ فِى الْحَجِّ فَأُذِنَ لَهُ فَـأَتَيْـنَاهُ بِالْبَلْدَةِ وَهِىَ مِنًى فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ إِذْقِيْلَ لَهٗ إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى اَرْبَعًا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَبِىْ ذَرٍّ وَقَالَ قَوْلاً شَدِيْدًا وَقَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَـعَ اَبِـىْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ قَامَ اَبُوْذَرٍّ فَصَلَّى اَرْ بَعًا فَقِيْلَ لَهُ عِبْتَ عَلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ شَيْئًا ثُـمَّ صَـنَـعْتَ قَالَ الْخِلافُ اَشَدُّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا فَقَالَ إِنَّهُ كَائِنٌ بَعْدِى سُلْطَانٌ فَلاَ تُذِلُّوْهُ فَمَنْ اَرَادَ أَنْ يُذِلَّهٗ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلاَمِ مِـنْ عُـنُقِهٖ لَيْسَ بِمَقْبُوْلٍ مِنْهُ تَوْبَةٌ حَتّٰـى يَسُـدَّ ثُلْمَتَهُ الَّتِى ثَلَمَ وَلَيْسَ بِفَاعِلٍ . (رواه أحمد، ٢٠٩٤٩) مطولا برجل لم يسم)

’’قاسم بن عوف شیبانی کسی آدمی سے روایت کرتا ہے اس نے کہا: ہم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک چیز اٹھا رکھی جو اسے دینا چاہتے تھے۔ ہم ربذہ مقام پر ان کے پاس آئے لیکن وہاں ہمیں مل نہ سکے۔ بتایا گیا کہ وہ حج کی اجازت لے کر حج کرنے گئے ہیں۔ چنانچہ ہم مکہ مکرمہ آئے، ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھیں بتایا گیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت پڑھی ہیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا منیٰ میں دو کی بجائے چار رکعات نماز پڑھانا ابوذر رضی اللہ عنہ پر شدید گزرا، لیکن اس کے باوجود اٹھ کر عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار رکعات نماز پڑھیں۔ ان کو کہا گیا آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ پر عیب لگایا لیکن پھر اس کے پیچھے چار رکعات بھی پڑھیں۔ انھوں نے کہا: اختلاف کرنا اس سے زیادہ شدید ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: میرے بعد ایک سلطان ہوگا تم اس کی تذلیل نہ کرنا۔ جس نے اس کو ذلیل کیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال پھینکی۔ اس کی توبہ قبول نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنی کمی پوری کر دے اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔‘‘ (احمد کی طویل روایت ہے ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔)

٦٠٤١ــ عَـنْ اَبِـىْ أُمَامَةَ ، رَفَعَهٗ: لاَتَسُبُّوا الأَئِـمَّةَ وَادْعُـوا الـلّٰـهَ لَهُـمْ بِالصَّلاَحِ فَإِنَّ صَلاَحَهُـمْ لَـكُمْ صَلاَحٌ . (رواه الطبرانى فى الكبير، ٧٦٠٩) والأوسط)

’’سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حکمرانوں کو گالی نہ دو، اور اللہ سے ان کی درستی طلب کرو، ان کی درستی میں تمہاری اصلاح ہے۔‘‘ (الکبیر، الاوسط)

(٦٠٤٠) احمد: ٢٠٩٤٩۔ وفيه راوٍ لم يسم وبقية رجاله ثقات دارمى: ٥٤٣.

(٦٠٤١) طبرانى كبير: ٧٦٠٩۔ طبرانى اوسط، عن شيخه الحسن بن محمد بن مصعب الاسنانى لم اعرفه وبقية رجاله الكبير ثقات، هيثمى: ٩٢٧٠.

٦٠٤٢۔ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ. (رواه أبوداود، ٤٧٥٨)

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے جماعت سے ایک بالشت کے برابر جدائی اختیار کی تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔'' (ابوداوٗد)

شرح: ...... جانور کے گلے میں جب رسی ڈالیں تو وہ ادھر ادھر بھاگ نہیں سکتا نہ ہی وہ گم ہوتا ہے۔ اگر اس کے گلے سے رسی اتار دیں تو وہ بدک جائے گا اور گم ہو جائے گا۔ اسی طرح جو امام وقت کی اطاعت سے علیحدہ ہوگا اور ان کے اجتماعی امور میں ساتھ نہ دے گا تو یہ بھی گمراہی کے ہلاکت خیز گڑھے میں گرے گا۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۸۶)

٦٠٤٣۔ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ فَإِنِّي أَكْرَهُ الْإِخْتِلَافَ حَتّٰى يَكُوْنَ لِلنَّاسِ جَمَاعَةٌ أَوْ أَمُوْتَ كَمَا مَاتَ اَصْحَابِي فَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ. (رواه البخاری، ٣٧٠٧)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: فیصلے کرتے چلو جیسے تم پہلے فیصلے کرتے رہے ہو۔ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں یہاں تک کہ سب ہی لوگ ایک جماعت بن جائیں یا میں فوت ہو جاؤں جیسے میرے رفقاء فوت ہو چکے ہیں۔ ابن سیرین عام تر وہ روایات جو علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان کو علی رضی اللہ عنہ پر افتراء قرار دیتے تھے۔'' (بخاری)

٦٠٤٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهٗ: مَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ فِي الْجَمَاعَةِ فَأَصَابَ قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ. وَإِنْ اَخْطَأَ غُفِرَلَهٗ، وَمَنْ عَمِلَ يَبْتَغِي الْفُرْقَةَ فَأَصَابَ لَمْ يَتَقَبَّلِ اللّٰهُ وَإِنْ اَخْطَأَ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ. (رواه الطبرانی فی الكبير، ١٢٤٧١ والبزار بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جماعت کے ساتھ کام کیا اور صحیح کیا تو اللہ اس کو قبول کرے گا۔ اگر خطا کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور جس نے تفرقہ اختیار کرنے کے لیے کام کیا اور درست عمل کیا تب بھی اللہ قبول نہیں کرتا اور خطا کی تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' (الکبیر، البزار سند ضعیف)

٦٠٤٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَفَعَهٗ: لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا، فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّ يَدَ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ. (رواه الطبراني في الكبير، ١٢٦٢٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی پس تم جماعت کو لازم پکڑلو! پس اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔'' (الکبیر)

(٦٠٤٢) ابوداؤد: ٤٧٥٨۔ صحيح، البانی: ٣٩٨١۔ احمد: ٢١٠٥٠.

(٦٠٤٣) بخاری: ٣٧٠٧.

(٦٠٤٤) طبرانی کبیر: ١٢٤٧١۔ والبزار بضعف، وفيه محمد بن خليل الحنفی وهو ضعيف ورواه البزار باسناد ضعيف، هيثمی: ٩٠٩٢.

(٦٠٤٥) طبرانی کبیر: ١٢٦٢٣۔ باسنادين رجال احدهما ثقات رجال الصحيح خلا مرزوق مولى آل طلحة وهو ثقة، هيثمی: ٩١٠٠.

٦٠٤٦ـــ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ بِغَيْرِإِمَامٍ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً. (رواه أحمد، ١٦٤٣٤)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جو امام کے بغیر مرا وہ جہالت کی موت مرے گا۔''

٦٠٤٧ـــ عَنْ مُعَاوِيَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً. (رواه الطبراني فى الكبير (١٩/٣٣٤) بضعف

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مرا اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کی رسی نہیں تھی پس وہ جہالت کی موت مر گیا۔'' (الکبیر، بضعیف)

٦٠٤٨ـــ عَنْ مُعَاذَ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةَ الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ فَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ وَالْمَسْجِدِ. (رواه أحمد، ٢١٥٢٤ والكبير)

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہے جیسا بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے وہ دور رہنے والی بکری کو پکڑتا ہے جو کونے پر ہو۔ پس تم اپنے آپ کو گھاٹیوں پر منتشر ہونے سے بچاؤ اور جماعت کو لازم پکڑو اور عام لوگوں میں رہو اور مسجد میں رہو۔'' (احمد، الکبیر)

٦٠٤٩ـــ عَنْ زَرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: لَمَّاأَنْكَرَ النَّاسُ سِيْرَةَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِى مُعَيْطٍ فَزِعَ النَّاسُ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُاللّٰهِ: اصْبِرُوْا فَإِنَّ جَوْرَإِمَامٍ خَمْسِيْنَ عَامًا خَيْرٌمِنْ هَرَجِ شَهْرٍ. (رواه للكبير، ١٠٢١٠ مُطَوَّلاًوَفِيْهِ وَهْبُ اللّٰهِ بْنُ رِزْقٍ)

''زر بن حبیش کا بیان ہے کہ جب لوگوں نے ولید بن عقبہ کی سیرت کو ناپسند کیا تو وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: صبر کرو تمہارے امام کا پچاس سال ظلم کرنا ایک مہینہ کی قتل و غارت سے سے بہتر ہے۔'' (الکبیر کی طویل روایت سے ہے۔ اور اس میں وہب اللہ بن رزق ہے)

٦٠٥٠ـــ عَنْ اَبِىْ ذَرِّ الْغِفَارِيِّ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ خِدْمَتِهِ آوٰى إِلَى

''سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ فراغت کے بعد مسجد نبوی میں چلے جاتے وہی

(٦٠٤٦) احمد: ١٦٤٣٤ـ طبرانى واسناده ضعيف، هيثمى: ٩١٠٢.
(٦٠٤٧) طبرانى كبير: ١٩/ ٣٣٤ـ بضعف واسناده ضعيف، هيثمى: ٩١٠٣.
(٦٠٤٨) احمد: ٢١٥٢٤ـ طبرانى كبير ورجال احمد ثقات الا ان العلاء بن زياد قيل: انه لم يسمع من معاذ، هيثمى: ٩١٠٨.
(٦٠٤٩) طبرانى كبير: ١٠٢١٠ـ وفيه بوهب الله بن رزق ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٩١٢٤.
(٦٠٥٠) احمد: ٢٧٠٤١ـ وفيه شهر بن حوشب وهو ضعيف وقد وثق، هيثمى: ٩١٢٩.

الْـمَسْـجِـدِ فَـكَـانَ هُـوَ بَيْتُـهُ يَضْطَجِعُ فِيْهِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ لَيْلَةً فَوَجَدَ أَبَـاذَرٍّ نَـائِـمًـا مُنْجَدِلاً فِي الْمَسْجِدِ فَنَكَتَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرِجْلِـهِ حَتّٰى اسْتَوَى جَالِسًا فَـقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلاَ أَرَاكَ نَائِماً قَالَ اَبُـوْذَرٍّ يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ فَأَيْنَ اَنَامُ هَلْ لِي مِنْ بَيْتٍ غَيْرُهُ فَجَلَسَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا اَخْرَجُوْكَ مِنْهُ قَالَ إِذَنْ اَلْحَقَ بِـالشَّـامِ فَـإِنَّ الشَّامَ أَرْضُ الْهِجْرَةِ وَأَرْضُ الْـمَحْشَرِ وَأَرْضُ الاَنْبِيَاءِ فَأَكُوْنُ رَجُلاً مِنْ أَهْـلِهَـاقَـالَ لَهُ كَيْفَ اَنْتَ إِذَا اَخرَجُوْكَ مِنَ الشَّـامِ قَالَ إِذَنْ اَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيَكُوْنُ هُوَ بَيْتِي وَمَنْزِلِي قَالَ لَهُ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَخْرَجُوْكَ مِنْهُ الثَّـانِيَةَ قَـالَ إِذَنْ آخُـذَسَيْـفِـي فَأُقَاتِلَ عَنِّي حَتّٰـى اَمُوْتَ قَالَ فَكَشَّرَإِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـأَثْبَتَـهُ بِيَدِهِ قَالَ اَدُلُّكَ عَلَى خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ قَـالَ بَـلَـى بِأَبِيْ أَنْتَ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَـنْـقَادُ لَهُمْ حَيْثُ قَادُوْكَ وَتَـنْسَـاقُ لَهُـمْ حَيْثُ سَاقُوْكَ حَتّٰى تَلْقَانِيَ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ (لأحمد، ٢٧٠٤١بلين)

٦٠٥١ـــ عَـنْ عُبَـادَةَ بْـنِ الـصَّامِتِ قَالَ سَـمِـعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهُ

ان کا گھر تھا، اسی میں سوتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے مسجد میں سویا ہوا دیکھا۔ اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دی اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تو فرمایا: کیا میں تجھے مسجد میں سویا ہوا نہیں دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں کہاں سوؤں، کیا مسجد کے سوا میرا کوئی گھر ہے؟ فرمایا: اس وقت تو کس حال میں ہوگا جب تجھے مسجد سے لوگ نکالیں گے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں شام چلا جاؤں گا، جو ہجرت کی جگہ ہے، محشر کی جگہ ہے، اور انبیاء علیہم السلام کا مسکن ہے۔ میں وہاں کے لوگوں میں ایک بن کر رہوں گا۔ فرمایا: پھر تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے شام سے نکالا جائے گا؟ اس نے کہا: میں پھر اسی مسجد میں آ جاؤں گا، یہی میری منزل ہوگی، یہی میرا گھر ہوگا۔ فرمایا: کیا حال ہوگا؟ جب دوبارہ تجھے اس سے نکالا جائے گا۔ کہا: پھر تو میں تلوار اپنے کاندھے پر رکھ لوں گا۔ اور اپنی حفاظت میں لڑوں گا یہاں تک کہ فوت ہوجاؤں۔ پھر آپ نے غصے سے اپنے ہاتھ کے ساتھ انہیں دبایا اور فرمایا: اس سے بہتر کام تجھے بتاؤں؟ کہا: ہاں، اے اللہ کے نبی، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! فرمایا: تو وہاں کھڑا ہونا جہاں تجھے کھڑا کر دیں۔ اور وہاں سے چل پڑنا جہاں سے وہ چلائیں یہاں تک کہ جب تو میرے پاس آئے تو اسی حال پر آئے۔'' (احمد، سند کمزور)

''سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد کچھ لوگ تمہارے حکمران ہوں گے

(٦٠٥١) احمد: ٢٢٢٦٣ـ طبرانی کبیر احمد بطوله ولم یقل، عن اسماعیل، عن ابیه ورواه عبدالله فزاد عن ابیه، وکذالك الطبرانی ورجالهما ثقات الا ان اسماعیل بن عیاش رواه عن الحجازیین وروایته عنهم ضعیفة، بخاری: ١١٥٤ـ مسلم: ١٧٠٩ـ ترمذی: ١٤٣٩ـ نسائی: ٥٠٠٢ـ ابن ماجه: ٢٨٦٦ـ مؤطا: ٩٧٧ـ دارمی: ٢٤٥٣.

سَيَلِي أُمُوْرَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُعَرِّفُوْنَكُمْ مَا تُنْكِرُوْنَ وَيُنْكِرُوْنَ عَلَيْكُمْ مَا تَعْرِفُوْنَ فَلاَ طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى . (رواه أحمد، ٢٢٢٦٣ والكبير مطولا)

جو تمہیں وہ کام متعارف کرائیں گے جو تمہیں معلوم نہ ہوں گے اور وہ تم پر ان کاموں کا انکار کریں گے جو تم پہچانتے ہوگے، پس اس کی کوئی اطاعت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہو۔'' (احمد، الکبیر کی طویل روایت)

انتباہ:......اوپر اس مفہوم کی احادیث کی شرح گزر چکی ہے۔

٦٠٥٢ـــ عَنْ مُعَاذٍ، رَفَعَهُ: أَلاَ إِنَّ رَحَى الْإِسْلاَمِ دَائِرَةٌ فَدُوْرُوْا مَعَ الْكِتَابِ حَيْثُ دَارَ، أَلاَ إِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّلْطَانَ سَيَفْتَرِقَانِ فَلاَ تُفَارِقُوا الْكِتَابَ، أَلاَ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَقْضُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ مَالاَ يَقْضُوْنَ لَكُمْ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوْهُمْ قَتَلُوْكُمْ وَإِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اَضَلُّوْكُمْ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ، كَمَا صَنَعَ اَصْحَابُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمُ، نُشِرُوْا بِالْمَنَاشِيْرِ وَحُمِّلُوْا عَلَى الخَشَبِ، مَوْتٌ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ حَيَاةٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ. (رواه الطبراني في الكبير (٢٠/ ٩٠)بلين

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی چکی چلتی رہے گی، پس تم کتاب کے ساتھ چلتے رہو جہاں یہ جائے۔ کتاب اور سلطان عنقریب جدا جدا ہو جائیں گے۔ چنانچہ تم کتاب اللہ کو نہ چھوڑنا۔ خبردار! تمہارے اوپر حکمران آئیں گے جو اپنے لیے وہ فیصلہ کریں گے جو تمہارے لیے نہیں کریں گے۔ اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کریں گے اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم کیا کریں؟ فرمایا: تم وہ کرو جو عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کیا ہے وہ آرے سے چیر دیئے گئے، وہ سولی پر لٹکائے گئے۔ اللہ کی اطاعت میں موت زیادہ بہتر ہے اس زندگی سے جو اللہ کی نافرمانی میں ہو۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٦٠٥٣ـــ عَنْ اَبِيْ سَلاَمٍ السُّلَمِيِّ، رَفَعَهُ: سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أَئِمَّةٌ يَمْلِكُوْنَ رِقَابَكُمْ، وَيُحَدِّثُوْنَكُمْ فَيَكْذِبُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فَيَسِيْؤُوْنَ، لاَ يَرْضَوْنَ مِنْكُمْ حَتّٰى تُحْسِنُوْا قَبِيْحَهُمْ

''سیدنا ابو سلام سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم پر حکمران ہوں گے جو تمہاری گردنوں کے مالک بن جائیں گے۔ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ ہی بولیں گے۔ وہ برے کام کریں گے اور تم سے راضی نہ ہوں

(٦٠٥٢) طبراني كبير: ٢٠/ ٩٠ـ ويزيد بن مرثد لم يسمع من معاذ، والوضين بن عطاء وثقه ابن حبان وغيره وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩١٥٣.

(٦٠٥٣) طبراني كبير: ٣٧٣ـ وفيه عاصم بن عبيدالله وهو ضعيف، هيثمي: ٩١٥٥.

وَتُصَدِّقُوْا كَذِبَهُمْ، فَأَعْطُوْهُمُ الْحَقَّ مَا رَضُوْابِهِ. (للكبير ٢٢/ ٣٧٣) بضعف

گے یہاں تک کہ تم ان کی بدی کو نیکی نہ کہو گے اور ان کے جھوٹ کو سچ نہیں کہو گے۔ پس صرف ان کا حق ان کو ادا کرو جب تک وہ حق پر راضی رہیں۔''

٦٠٥٤۔ زَادَ مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ فِي آخِرِهِ: فَإِذَا تَجَاوَزُوْا فَمَنْ قُتِلَ عَلَى ذٰلِكَ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (رواه الطبراني في الكبير ٢٢/ ٢٦٢)

دوسری روایت میں یہ زیادہ بیان کیا گیا ہے: ''جب وہ حد سے تجاوز کرنے لگیں تو جو اس وجہ سے قتل کیا جائے گا وہ شہید ہو گا۔''

٦٠٥٥۔ عَنْ مُعَاذٍ، رَفَعَهُ: أَخْوَفُ مَاأَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي ثَلَاثٌ: رَجُلٌ قَرَأَكِتَابَ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا رُؤِيَتْ عَلَيْهِ بَهْجَتُهُ وَكَانَ عَلَيْهِ رِدَاءُ الإِسْلَامِ أَعَارَهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِيَّاهُ أَخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَضَرَبَ بِهِ جَارَهُ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّامِي أَحَقُّ بِهِ أَمِ الْمُرْمَى؟ قَالَ: الرَّامِي، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ سُلْطَانًا فَقَالَ: مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَكَذَبَ، وَلَيْسَ لِخَلِيْفَةٍ أَنْ يَكُوْنَ جُنَّةً دُوْنَ الْخَالِقِ، وَرَجُلٌ اسْتَخَفَّتْهُ الاَحَادِيْثُ كُلَّمَاقَطَعَ أُحْدُوْثَةً حَدَّثَ بِأَطْوَلَ مِنْهَا، إِنْ يُدْرِكَ الدَّجَّالَ يَتْبَعُهُ. (رواه الطبراني في ﴿الكبير (٢٠/ ٨٨)﴾ والصغير بلين

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے اپنی امت کے لیے خطرہ ہے وہ تین امور ہیں: ایک وہ آدمی جس نے اللہ کی کتاب پڑھی یہاں تک کہ جب اس پر قرآن کی تازگی نمایاں ہوگئی تو اس پر اسلام کی چادر آ گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو طاقت ور بنایا تو اس نے تلوار سونت کر ہمسائے کو قتل کیا اور شرک کرنے کا اس پر الزام عائد کیا۔ فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا الزام لگانے والا اس کا زیادہ مستحق ہے یا وہ جس پر الزام عائد کیا گیا؟ فرمایا: الزام لگانے والا۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت دی تو اس نے کہا: جس نے میری پیروی کی اس نے اللہ کی پیروی کی، اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہ جھوٹ کہتا ہے۔ کسی خلیفہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ خالق اور مخلوق کے درمیان حائل بنے۔ تیسرا وہ جس کو باتیں کرنا آسان ہوں جب اس کی ایک بات ختم ہو تو وہ دوسری بات بنا کر پہلی بات سے زیادہ طویل بنا دے۔ اگر وہ دجال کا زمانہ پائے تو اس کی پیروی کرے گا۔'' (الکبیر والصغیر، سند کمزور)

(٦٠٥٤) طبراني كبير: ٢٢/ ٢٦٢۔ وفيه عاصم بن عبيدالله وهو ضعيف، هيثمي: ٩١٥٤.

(٦٠٥٥) طبراني كبير: ٩٤٩٧۔ طبراني صغير وفيه شهر بن حوشب وهو ضعيف يكتب حديثه، هيثمي: ٩١٥٩.

٦٠٥٦۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِنَّهُ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَدَعُوْنَ مِنَ السُّنَّةِ مِثْلَ هٰذِهِ فَإِنْ تَرَكْتُمُوْهَا جَعَلُوْهَا مِثْلَ هٰذِهِ فَإِنْ تَرَكْتُمُوْهَا جَاؤُوْا بِالطَّامَّةِ الْكُبْرٰى. (رواه الطبرانی فی الکبير، ٩٤٩٧)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: عنقریب تم پر حکمران آئیں گے جو سنت ترک کریں گے پس اگر تم بھی ترک کرو گے تو وہ اس چیز کو مثالی نمونہ بنالیں گے۔ پھر اگر تم اس کو ترک کرو گے تو بڑی مصیبت لے آئیں گے۔'' (الکبیر)

٦٠٥٧۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ لَا تَدْخُلَنَّ عَلَى الْأُمَرَاءِ فَإِنْ غُلِبْتَ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَا تَجَاوَزْ سُنَّتِي وَلَا تَخَافَنَّ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ أَنْ تَأْمُرَهُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ. (رواه الطبرانی فی الأوسط، ٢٢٩) بضعف

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: امراء کے پاس نہ جاؤ۔ پس اگر حالات تیرے اوپر غالب آ جائیں تو میری سنت سے تجاوز نہ کرنا۔ اور اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے ہوئے حکمران کی تلوار اور کوڑے سے نہ ڈرنا۔'' (الاوسط، سند ضعیف ہے)

٦٠٥٨۔ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَحَدًا مُحَابَاةً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ. (رواه أحمد، ٢٢ مطولا برجل لم يسم)

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا متولی ہو اور مسلمانوں پر اپنی پسند کا آدمی متعین کر دے جو اس پر منصب کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض اور نفل قبول نہیں کرے گا اور بالاخر اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔'' (احمد کی طویل حدیث بروایت راوی مجہول)

٦٠٥٩۔ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ ضَرَبَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْثَالًا وَاحِدًا وَثَلَاثَةً وَخَمْسَةً وَسَبْعَةً وَتِسْعَةً وَأَحَدَعَشَرَ قَالَ فَضَرَبَ لَنَا رَسُوْلُ

''ربعی بن حراش کا بیان ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسولِ اکرم ﷺ نے ہمیں کئی مثالیں بیان کیں، ایک، تین، پانچ، سات، نو اور گیارہ چنانچہ ان سب کو چھوڑ کر صرف ایک مثال یہ بیان کی کہ ایک ضعیف مسکین قوم تھی ان سے اہل جبر نے جنگ

(٦٠٥٦) طبرانی کبیر: ٩٤٩٧۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ٩١٦٤.

(٦٠٥٧) طبرانی اوسط: ٢٢٩۔ وفيه عبدالرحمان بن زيد بن اسلم وهو ضعيف، هيثمی: ٩١٦٦.

(٦٠٥٨) احمد مطولا: ٢٢۔ وفيه رجل لم يسم، هيثمی: ٩١٧٥.

(٦٠٥٩) احمد: ٢٢٩٥٢۔ وفيه الاجلح الكندی وهو ثقة وقد ضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٩١٧٦.

اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا مَثَلاً وَتَرَكَ سَائِرَهَا قَالَ إِنَّ قَوْمًا كَانُوْا أَهْلَ ضَعْفٍ وَمَسْكَنَةٍ قَاتَلَهُمْ أَهْلُ تَجَبُّرٍ وَعَدَدٍ فَأَظْهَرَ اللّٰهُ أَهْلَ الضَّعْفِ عَلَيْهِمْ فَعَمَدُوْا إِلَى عَدُوِّهِمْ فَاسْتَعْمَلُوْهُمْ وَسَلَّطُوْهُمْ. فَأَسْخَطُوا اللّٰهَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ. (رواه أحمد، ٢٢٩٥٢) بلين

کی تو اللہ تعالیٰ نے ان ضعیفوں کو غلبہ دے دیا۔ انہوں نے ان ہی دشمنوں کے افراد کو کام پر لگایا اور ضعیفوں پر مسلط کیا تو اپنے اوپر اللہ کو ناراض کیا اس دن تک جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے۔'' (احمد، سند کمزور)

٦٠٦٠ــ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: يَكُوْنُ فِى آخِرِ الزَّمَانِ أُمَرَاءُ ظَلَمَةٌ وَوُزَرَاءُ فَسَقَةٌ وَقُضَاةٌ خَوَنَةٌ وَفُقَهَاءُ كَذَبَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ الزَّمَانَ مِنْكُمْ فَلاَ يَكُوْنَنَّ لَهُمْ جَابِيًا وَلاَ عَرِيْفًا وَلاَ شُرْطِيًا. (رواه الطبرانى فى الأوسط (والصغير، ٥٦٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانے میں ظالم حکمران، فاسق وزراء خیانت کرنے والے جج، اور جھوٹ بولنے والے فقہاء ہوں گے۔ پس جب ان لوگوں کا زمانہ پاؤ تو ان کے تحصیل دار نہ بننا نہ ان کے نمبر دار کا عہدہ قبول کرنا اور نہ ان کی پولیس میں بھرتی ہونا۔'' (الاوسط، الصغیر، سند کمزور)

٦٠٦١ــ عَنْ أَبِى أُمَامَةَ: رَفَعَهُ: صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِى لاَ تَنَالُهُمَا شَفَاعَتِى: إِمَامٌ ظَلُوْمٌ، وَكُلُّ غَالٍ مَارِقٍ. (رواه الطبرانى فى الكبير، ٨٠٧٩) والاوسط.

''ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو قسم کے لوگوں کو میری شفاعت حاصل نہ ہو گی۔ ظالم حکمران او رہر غلو کرنے والا دین سے نکلنے والا انسان۔''

٦٠٦٢ــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَذَاكَرُوا الْخِلاَفَةَ بَعْدَهُ، فَقَالُوْا: وَلَدُ فَاطِمَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَصِلُوْنَ إِلَيْهَا أَبَدًا، وَلٰكِنَّهَا فِى وَلَدِ عَمِّى وَصِنْوَابِى، حَتّٰى يُسَلِّمُوْهَا إِلَى الدَّجَّالِ. (رواه الطبرانى فى الكبير (٢٣/ ٤٢٠) بخفى

''سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد والی خلافت کا تذکرہ کیا۔ پس کسی نے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ فرمایا: وہ کبھی خلافت تک نہیں پہنچنے پائیں گے۔ البتہ میرے چچا کے بیٹے خلافت پر آئیں گے یہاں تک خلافت کو دجال کے حوالے کر دیں گے۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

(٦٠٦٠) طبرانی اوسط، طبرانی صغیر: ٥٦٤۔ وفيه داود بن سليمان الخرسانی قال الطبرانی، لاباس بهٖ وقال الازدی ضعيف جدا ومعاوية بن الهيثم لم اعرفه، وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٩١٧٧.

(٦٠٦١) طبرانی کبیر: ٨٠٧٩۔ طبرانی اوسط ورجال الكبير ثقات، هيثمی: ٩١٩٥.

٦٠٦٣ــ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ عَمِّهِ الْعَبَّاسِ ثُمَّ قَالَ: يَا عَبَّاسُ إِنَّهُ لاَ تَكُوْنُ نُبُوَّةٌ إِلاَّ كَانَتْ بَعْدَهَا خِلاَفَةٌ وَسَيَلِي مِنْ وَلَدِكَ آخِرَ الزَّمَانِ سَبْعَةَ عَشَرَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ وَمِنْهُمُ الْمَنْصُوْرُ وَمِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ وَلَيْسَ بِمَهْدِيٍّ، وَمِنْهُمُ الْجُمُوْحُ، وَمِنْهُمُ الْعَاقِبُ وَمِنْهُمُ الْوَاهِنُ مِنْ وَلَدِكَ، وَوَيْلٌ لِأُمَّتِي مِنْهُ، كَيْفَ يَعْقِرُهَا وَيُهْلِكُهَا وَيَذْهَبُ بِأَمْوَالِهَا، هُوَ وَاَتْبَاعُهُ عَلَى غَيْرِ دِيْنِ الْإِسْلاَمِ، فَإِذَا بُوْيِعَ لِصُلْبِهِ فَعِنْدَ الثَّامِنِ عَشْرَا انْقِطَاعِ دَوْلَتِهِمْ وَخُرُوْجُ أَهْلِ الْمَغْرِبِ مِنْ بُيُوْتِهِمْ. (رواه الطبرانيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَفِيْهِ عَبْدُ الْاَوَّلِ بْنِ عَبْدَ اللّٰهِ الْمُعَلِّمُ)

''سیدہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے اپنے چچا عباس کا ہاتھ پکڑا، اور فرمایا: اے عباس! جب بھی کوئی نبوت آئی تو اس کے بعد خلافت بھی آئی ہے۔ تیری اولاد سے آخر زمانے میں سترہ خلفاء ہوں گے ایک ان میں سے سفاح، ایک ان میں منصور، ایک ان میں سے مہدی کہلائے گا اور مہدی نہ ہوگا۔ اور ایک ان میں سے جموح، ایک ان میں سے عاقب ہوگا۔ تیرے بیٹوں میں سے ایک واہن (دین میں سستی کرنے والا) ہوگا، اس کی طرف سے میری امت پر بہت مصیبت آئے گی، وہ امت کو کاٹے، اور ہلاک کرے گا اور وہ اور اس کے پیروکار اسلام کے قواعد کے خلاف میری امت کا مال لے جائیں گے، پھر اس کی صلبی اولاد میں سے ایک کی بیعت کی جائے گی۔ پس اٹھارویں پر ان کی حکومت ختم ہوگی۔ اہل مغرب کا ان کے گھروں سے خروج عمل میں آئے گا۔'' (الاوسط، اس میں عبدالاول بن عبداللہ المعلم بھی ہے)

٦٠٦٤ــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيَرْعَفَنَّ عَلَى مِنْبَرِي جَبَّارٌ مِنْ جَبَابِرَةِ بَنِي أُمَيَّةَ يَسِيْلُ رُعَافُهُ قَالَ فَحَدَّثَنِي مَنْ رَأَى عَمْرَوْبْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ رَعَفَ عَلٰى مِنْبَرِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى سَالَ رُعَافُهُ. (لأحمد، ١٠٣٨٥ بِرَجُلٍ لَمْ يُسَمِّ)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے منبر پر بنو امیہ کے جابروں میں سے ایک جابر، ظالم، نکسیر چلنے میں مبتلا ہوگا۔ اور اس کی نکسیر بہتی ہوگی۔ پس مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ عمرو بن سعید العاص کو نبی کریم ﷺ کے منبر پر نکسیر چلی یہاں تک کہ نکسیر بہت زیادہ بہ نکلی۔'' (احمد، ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

(٦٠٦٢) طبراني كبير: ٢٣/ ٤٢٠۔ وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمي: ٨٩٥٤.

(٦٠٦٣) طبراني اوسط، وفيه عبدالاول بن عبدالله المعلم ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٨٩٥٧.

(٦٠٦٤) احمد: ١٠٣٨٥۔ وفيه راوٍ لم يسم، هيثمي: ٩٢٢٧.

٦٠٦٥ـــ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَرَبِّ هٰذِهِ الْكَعْبَةِ لَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فُلَاناً وَمَاوُلِدَمِنْ صُلْبِهِ. (رواه أحمد، ١٥٦٩٥ والبزار والكبير)

''شعبی کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب کعبہ کی دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے تھے، اس وقت میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا: اس کعبہ کے رب کی قسم! تحقیق فلاں اور اس کی اولاد کو نبی کریم ﷺ نے لعنت کی ہے۔'' (احمد، بزار، کبیر)

٦٠٦٦ـــ عَنْ أَبِيْ يَحْيَ: كُنْتُ بَيْنَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَمَرْوَانَ يَتَشَاتَمَان فَجَعَلَ الْحَسَنُ يَكُفُّ الْحُسَيْنَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُوْنُوْنَ، فَغَضِبَ الْحَسَنُ، وَقَالَ: أَقُلْتَ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُوْنُوْنَ؟فَوَاللّٰهِ لَقَدْ لَعَنَكَ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ وَأَنْتَ فِي صُلْبِ أَبِيْكَ. (رواه أبو يعلى الموصلى، ٦٧٦٤) بلين

''ابو یحیٰ نے کہا: میں حسن و حسین رضی اللہ عنہ اور مروان کے درمیان تھا، جب حسین رضی اللہ عنہ اور مروان ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا شروع کیے ہوئے تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو روک رہے تھے تو مروان نے بد زبانی کی اور کہا: اہل بیعت ملعون ہیں۔ اب تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی غصہ آیا، اور فرمایا: کیا تو کہتا ہے اہل بیت ملعون ہیں۔ پس قسم اللہ کی! تجھے اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان سے اس وقت لعنت کی ہے جب تو باپ کی پشت میں تھا۔'' (الموصلی، سند کمزور)

٦٠٦٧ـــ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :إِذَا بَلَغَ بَنُوْأَبِي ﴿فُلَانٍ﴾ ثَلَاثِيْنَ رَجُلاً اتَّخَذُوْا مَالَ اللّٰهِ دِوَلاً وَدِيْنَ اللّٰهِ دَخَلاً وَعِبَادَ اللّٰهِ خَوَلًا. (للبزار ١٦٢٠) والأوسط والموصلى وَلَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مِثْلَهُ.

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فلاں میں سے تیس مرد جوان ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنی دولت بنائیں گے۔ اور اللہ کے دین کو اپنی فریب کاری کا ذریعہ بنائیں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنا کر رکھیں گے۔'' (البزار، الاوسط، الموصلی کی روایت ابو ہریرہ سے ہے مثل اس کی)

٦٠٦٨ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنَّا

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ

(٦٠٦٥) احمد: ١٥٦٩٥ـ بزار، الا انه قال لقد لعن الله الحكم وما ولد على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم والطبرانى بنحوه وعنده رواية كرواية احمد ورجال احمد رجال الصحيح، هيثمى: ٩٢٣٠.

(٦٠٦٦) ابو يعلى موصلى: ٦٧٦٤ـ فيه عطاء بن السائب وقد تغير، هيثمى: ٩٢٢٨.

(٦٠٦٧) بزار: ١٦٢٠ـ احمد الا انه قال اذا بلغ بنو ابى العاص، وطبرانى فى الاوسط و ابو يعلى وفيه: عطية العوفى، وفيه ضعف و بقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٩٢٣١.

(٦٠٦٨) احمد: ٦٤٨٤ـ بزار الا انه قال حتى دخل الحكم بن ابى العاص، والطبرانى فى الاوسط ورجال احمد رجال الصحيح هيثمى: ٩٢٣٣.

جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُوبْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهٗ لِيَلْحَقَنِي فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ وَجِلاً اَتَشَوَّفُ دَاخِلاً وَخَارِجاً حَتّٰى دَخَلَ فُلاَنٌ يَعْنِي الْحَكَمَ. (لأحمد، ٦٤٨٤)

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کپڑے پہنے چلے گئے، تاکہ میرے ساتھ مل بیٹھیں۔ اتنے میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ایک لعنتی آدمی آنے والا ہے۔ پس میں ڈرتے ہوئے اندر اور باہر نظر دوڑا رہا تھا یہاں تک کہ حکم بن العاص داخل ہوا۔'' (احمد)

٦٠٦٩ــ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، رَفَعَهٗ: لاَ يَزَالُ هٰذَا اَمْرُاُمَّتِي قَائِمًابِالْقِسْطِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ يَثْلُمُهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِي اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ: يَزِيْدُ (رواه الموصلى، ٨٧٠)والبزار

''ابوعبیدہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میری امت کا معاملہ انصاف پر چلتا رہے گا یہاں تک کہ بنو امیہ میں سے ایک آدمی جس کو یزید کہا جائے گا۔ پہلا رخنہ ڈالے گا۔'' (الموصلی و البزار)

٦٠٧٠ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ مُرَّةَ: اسْتَأْذَنَ الْحَكَمُ بْنُ اَبِي الْعَاصِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَعَرَفَ كَلاَمَهٗ، فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، وَمَا يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ يَشْرُفُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَيَرْذُلُوْنَ فِي الْاٰخِرَةِ ذُوُوْ مَكْرٍ وَخَدِيْعَةٍ. (لِلْكَبِيْرِ وَفِي غَيْرِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ إِلاَّ الصَّالِحُوْنَ مِنْهُمْ وَقَلِيْلٌ مَاهُمْ)

''عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم بن ابی العاص نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے اس کی گفتگو سے اس کو پہچان لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو اجازت دو، اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ جو اولاد اس کی پشت سے پیدا ہوگی اور قلیل ہی ہوگی وہ دنیا میں عزت پائے گی لیکن آخرت میں بہت ذلیل ہوگی، اور بڑے مکار اوردھوکہ باز ہوں گے۔ (الکبیر اور اس کے علاوہ میں ہے کہ اس کی پشت سے نیک لوگ بہت تھوڑے پیدا ہوں گے۔)''

٦٠٧١ــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي مَنَامِهِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِهٖ وَيَنْزِلُوْنَ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ، وَقَالَ: مَالِي رَاَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِي

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا گویا بنوحکم آپ کے منبر پر چڑھتے اور اترتے ہیں۔ صبح آپ ﷺ پریشان کن غصے میں تھے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں نے دیکھا میرے منبر پر بنوحکم اس طرح کودتے

(٦٠٦٩) موصلى: ٨٧٠ـ بزار ورجال ابى يعلى رجال الصحيح الا ان مكحولا لم يدرك ابا عبيدة، هيثمى: ٩٢٣٦.

(٦٠٧٠) طبرانى كبير وفى غيره، وما يخرج من صلبه الا الصالحون منهم قليل ماهم وفيه ابوالحسن الجزرى وهو مستور وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٩٢٤١.

(٦٠٧١) موصلى: ٦٤٦١ـ ورجاله رجال الصحيح غير مصعب بن عبد الله بن الزبير وهو ثقة، هيثمى: ٩٢٤٦.

نَزْوَ الْقِرَدَةِ فَمَا رُئِيَ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكاً بَعْدَ ذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَ . للموصلی (٦٤٦١)

چڑھتے ہیں جیسے بندر کودتے ہیں، اس کے بعد میں نے نبی کریم ﷺ کو پوری طرح خوش بخوش ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے جا ملے۔'' (الموصلی)

٦٠٧٢ـ عَنْ عَابِسِ الْغِفَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَخَوَّفُ عَلٰى أُمَّتِهِ سِتَّ خِصَالٍ إِمْرَةِ الصِّبْيَانِ وَكَثْرَةِ الشُّرْطِ وَالرِّشْوَةِ فِي الْحُكْمِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَاسْتِخْفَافٍ بِالدَّمِ وَنَشْوءٍ يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَيْسَ بِأَفْقَهِهِمْ وَلاَ بِأَفْضَلِهِمْ يُغْنِيْهِم غِنَاءً . (رواه الطبرانی فی الکبیر (١٨/ ٣٤ والبزار بنحوه)

''سیدنا عابس الغفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا: آپ ﷺ امت پر چھ چیزوں سے بہت زیادہ خوف کھاتے تھے بچوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، فیصلوں میں رشوت، قطع رحمی، خون بہانے کو خفیف سمجھنا، نشہ کرنا۔ قرآن مجید کو موسیقی کے آلات کے مثل استعمال کرنا۔ غیر فقیہ اور غیر افضل کو آگے کھڑا کرنا کہ وہ گانے کے طور پر ان کے سامنے گائے۔'' (الکبیر اور البزار میں اس کی مثل ہے)

انتباہ: ...... یہ جتنی بھی بنو امیہ اور مروان وغیرہ کے متعلق روایات ہیں، اور ان میں انہیں لعنتی کہا گیا ہے اور بندر وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔

ان کا جواب امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خود بنو امیہ میں سے لوگوں کو اپنی حیات مبارکہ میں عامل مقرر فرمایا تھا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی بنو امیہ میں سے عامل بنائے تھے، قریش کے سارے قبائل میں سے بنو عبد شمس کے عامل ہیں ان میں سرداری اور شرف تھا۔

مکہ مکرمہ میں جو کہ کائنات کی بہترین سرزمین ہے اس پر عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کو عامل مقرر کیا، نجران پر حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ کو گورنر مقرر کیا، بنو مذحج کے صدقات کی وصولی کے لیے خالد بن سعید بن عاص کو مقرر کیا، یمن کے علاقے صنعاء پر بھی انہیں ہی عامل بنایا تھا۔ عثمان بن سعید بن عاص کو تیماء اور خیبر پر مقرر کیا، یہ سب بنو امیہ میں سے ہیں۔ (مختصر منہاج السنہ: ص ٣٠٠)

❀❀❀❀❀

(٦٠٧٢) طبرانی کبیر: ١٨/ ٣٤ـ بزار احد اسنادی الکبیر رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٩٢٥٣.

كتاب الجهاد
جہاد کا بیان

فضل الرباط والجهاد فى سبيل الله
سرحد کی حفاظت اور جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

٦٠٧٣ـ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ مَوْلَی عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ إِنِّی كَتَمْتُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّی ثُمَّ بَدَالِی أَنْ أُحَدِّثَكُمُوْهُ لِيَخْتَارَامْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَالَهٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَاسِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ. (رواه الترمذی، ١٦٦٧)

''امیرالمومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن منبر پر بیان کیا: میں تم سے ایک حدیث مخفی رکھتا تھا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی مجھے خوف تھا کہ تم لوگ مجھے تنہا چھوڑ کر سرحدوں پر چلے جاؤ گے۔ پھر خیال پیدا ہوا کہ میں تمہیں وہ حدیث بتادوں تا کہ ہر آدمی اپنے لیے وہ چیز اختیار کرے جو اس کو مناسب معلوم ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوسرے تمام مقامات میں ہزار ایام عبادت کرنے سے سنا ایک دن سرحد کی حفاظت کے لیے چوکس رہنا راہِ خدا میں بہتر ہے۔'' (الترمذی)

٦٠٧٤ـ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ وَرُبَّمَاقَالَ خَيْرٌمِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهٖ وَمَنْ مَاتَ فِيْهِ وُقِیَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَنُمِّیَ لَهٗ عَمَلُهٗ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (رواه الترمذی، ١٦٦٥)

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دن فی سبیل اللہ سرحد کی حفاظت کرنا ایک مہینے کے روزے اور اس کا قیام کرنے سے افضل ہے۔ جو شخص سرحد کی حفاظت کرتے راہ خدا میں فوت ہوتا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا، اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔'' (ترمذی)

٦٠٧٥ـ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَفَعَهٗ: رِبَاطُ شَهْرٍخَيْرٌ مِنْ صِيَامِ دَهْرٍ، وَمَنْ مَاتَ

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک ماہ سرحد کی حفاظت کرنا زیادہ بہتر ہے ساری عمر

(٦٠٧٣) ترمذی: ١٦٦٧ـ حسن، البانی: ١٣٦١ـ نسائی: ٣١٧٠ـ احمد: ٥٥٩ـ دارمی: ٢٤٢٤.
(٦٠٧٤) ترمذی: ١٦٦٥ـ صحیح، البانی: ١٣٦١ـ مسلم: ١٩١٣ـ نسائی: ٣١٦٨ـ احمد: ٢٣٢٢٣.
(٦٠٧٥) طبرانی کبیر ورجاله ثقات، هیثمی: ٩٤٩٧.

مُـرَابِـطًـا فِـى سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ أَمِنَ مِنَ الْفَزَعِ الأَكْبَرِ، وَغُـذِىَ عَـلَيْـهِ بِـرِزْقِهِ وَرِيْحِ مِنَ الْـجَـنَّةِ، وَيَجْرِى عَلَيْهِ اَجْرُالْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَبْـعَثَـهُ الـلّٰـهُ عَـزَّوَجَلَّ (رواه الطبرانى فى الكبير)

روزے رکھنے سے۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد اور سرحد کی حفاظت کرتے فوت ہوجائے گا وہ قیامت کے بڑے خوف کے وقت امن میں رہے گا، اور صبح وشام اس کو جنت کا کھانا بھی دیا جائے گا، اور اس کا اجر بھی راہ خدا میں جہاد کرنے والے کے برابر جاری ساری رکھا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ اس کو دوبارہ زندہ کرے۔'' (الکبیر)

٦٠٧٦ــ عَـنْ اَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: مَنْ حَـرَسَ لَيْلَةً عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ كَانَ اَفْضَلَ مِـنْ عِبَادَةِ رَجُلٍ فِى أَهْلِهِ أَلْفَ سَنَةٍ. (رواه أبويعلى المو صلى، ٤٢٨٣) بلين

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سمندر کے کنارے پر ایک رات حفاظت کی یہ گھر میں ہزار سال تک عبادت کرنے سے افضل ہے۔'' (الموصلی)

٦٠٧٧ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِى سَبِيْلِ الـلّٰـهِ خَيْـرٌمِـنَ الـدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَـوْطِ أَحَـدِ كُـمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَـا عَـلَيْهَـا وَالـرَّوْحَةُ يَـرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِى سَبِيْـلِ الـلّٰـهِ أَوِالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الـدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (رواه البخارى، ٢٨٩٢)

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راہ خدا میں ایک دن پہرہ دینا دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے بہتر ہے۔ اور تم میں سے کسی ایک کی جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور اس کی تمام اشیا سے بہتر ہے۔ اور اللہ کی راہ میں ایک شام کے وقت یا صبح کے وقت نکلنا دنیا اور اس کی تمام اشیا سے افضل ہے۔'' (بخاری)

٦٠٧٨ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ عَنِ النَّبِى ﷺ قَالَ غَدْوَةٌ اَوْ رَوْحَةٌ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (رواه مسلم: ١٨٨٢)

''سیدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایک صبح یا شام اللہ کے راستے میں نکلنا دنیا اور اس میں موجود چیزوں سے بہتر ہے۔'' (مسلم)

٦٠٧٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوعَنِ النَّبِيِّ ﷺ

''عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(٦٠٧٦) ابـو يـعـلـى موصلى: ٤٢٨٣ـ ابن ماجه خلا قوله على ساحل البحر وفيه سعيد بن خالد بن ابى طويل القرشى وهو ضعيف وان كان ابن حبان وثقه، فقد قال فى الضعفاء لا يجوز الا حتجاج به.

(٦٠٧٧) بخارى: ٢٨٩٢ـ مسلم: ١٨٨١ـ ترمذى: ١٦٤٨ـ نسائى: ٣١١٨ـ ابن ماجه: ٤٣٣٠ـ احمد: ٢٢٣٦٥ـ دارمى: ٢٣٩٨.

(٦٠٧٨) مسلم: ١٨٨٢ـ بخارى: ٦٤١٥ـ ترمذى: ١٦٤٩ـ نسائى: ٣١١٨ـ ابن ماجه: ٤٣٣٠ـ احمد: ٢٢٣٦٥ـ دارمى: ٢٣٩٨.

(٦٠٧٩) ابوداؤد: ٢٤٨٧ـ صحيح، البانى: ٢١٧٣ـ احمد: ٥٦٨٨.

قَالَ قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ. (لأبی داود، ٢٤٨٧) جہاد سے واپس آنے کا ثواب بھی غزوہ کرنے کی مانند ہے۔''

شرح: ...... غازی جب جہاد سے واپس لوٹتا ہے تو اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے، جتنا اجر اسے غزوہ میں جاتے ہوئے ملا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ غزوہ سے واپسی پر اسے خود کو راحت دینے اور دشمن کے خلاف قوت تیار کرنے اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کا موقع مل جاتا ہے جو کہ اجر کا باعث ہے۔ (عون المعبود: ٣١٤/٢)

اللہ کی راہ میں جہاد والے کے عمل کا ثواب اس کی موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے یہ اس کے لیے خصوصی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غازی کی وفات کے بعد بھی عمل جاری رہنے کا راز یہ ہے کہ جہاد کا معاملہ عمارت کی مانند ہے، دیوار بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے اور چھت دیوار پر ٹھہرتی ہے۔ مثلاً مہاجرین وانصار سبب بنے تھے کہ قریش اور ان کے اردگرد لوگ ان کی وجہ سے اسلام سے روشناس ہوئے اور ان کے ہاتھوں عراق اور شام کا علاقہ فتح ہوا اور ان شامیوں کے ہاتھوں روم اور فارس کے علاقہ جات فتح ہوئے پھر رومیوں اور فارسیوں کے ہاتھوں ہندوستان، ترک اور سوڈان والے اسلام لائے تو یہ صدقہ جاریہ کی مانند ہوا۔ (حجۃ اللہ: ١٧٢/٢)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا﴾ (آل عمران: ٢٠٠)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور دشمن کے خلاف صبر کا مظاہرہ کرو اور رباط کرو۔''

اور جگہ پر ارشاد باری ہے:

﴿وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ٦٠)

''اور گھوڑے باندھو اس کے ساتھ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو ڈراؤ۔''

یہ احادیث مبارکہ انہی آیات کی تشریح ہیں، شروع دن سے لے کر آدھے دن سے پہلے پہلے باہر جانے کو عدوۃ کہتے ہیں اور زوال آفتاب کے بعد، غروب آفتاب تک باہر جانے کو ''روحہ'' کہتے ہیں۔ یعنی ان اوقات میں سے کسی وقت بھی جائے، یہ تو صرف وقت کی مقدار کا اندازہ بتایا ہے، لوگوں کی نظر میں چونکہ دنیا بہت بڑی چیز ہے، اس لیے کہا کہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے یہ راہ خدا میں نکلنا اس سے بہتر ہے، یہ بھی سمجھانے کے لیے کہا ہے، وگرنہ جنت کے مقابلہ میں دنیا تو ایک ذرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ (فتح الباری: ٨٤/٦)

اصل میں رباط کی تشریح یہ بھی ہے کہ نماز کے انتظار میں رہنا۔ اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جہاد کے لیے گھوڑے باندھنا، یہاں یہ مراد لی گئی ہے۔ رباط اس جگہ کو کہتے ہیں جو مسلمانوں اور کفار کے درمیان مخصوص کی جاتی ہے کہ وہاں رہ کر مسلمانوں کی حفاظت ہو سکے جسے سرحد کہا جا سکتا ہے، تو رباط سرحد کی حفاظت کے لیے بیٹھنا اور نماز کے انتظار میں

بیٹھنا دونوں معانی میں درست ہے۔ رباط، کی فضیلت میں جو کچھ بھی بیان ہوا ہے ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں یہ سب قسم کے اجر وثواب حاصل ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:۶/ ۸۶)

۶۰۸۰ــ عَنْ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ اَمَرَاَصْحَابَهُ بِالْغَزْوِوَأَنَّ رَجُلاً تَخَلَّفَ وَقَالَ لاَهْلِهِ أَتَخَلَّفُ حَتّٰى اُصَلِّىَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ ثُمَّ اُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَ أُوَدِّعُهُ فَيَدْعُوْلِى بِدَعْوَةٍ تَكُوْنُ شَافِعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَمَّاصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ الرَّجُلُ مُسَلِّماً عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَدْرِىْ بِكَمْ سَبَقَكَ اَصْحَابُكَ قَالَ نَعَمْ سَبَقُوْنِى بِغَدْوَتِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ لَقَدْ سَبَقُوْكَ بِأَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ فِى الْفَضِيْلَةِ . (رواه أحمد، ۱۵۱۹۵)بلين

''سہل بن معاذ اپنے والد معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا۔ اور ان میں سے ایک شخص اس لیے پیچھے رہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر جائے گا۔ اور وہ دعا کریں گے جو قیامت کے دن اس کی سفارشی ہوگی۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ سے رخصت ہونے کے لیے حاضر ہوا تا کہ آپ ﷺ اس کے لیے دعا کریں فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ تیرے رفقا تیرے اوپر کتنی سبقت لے گئے ہیں؟ اس نے کہا: ایک صبح تک وہ مجھ سے پہلے جا چکے ہیں۔ فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تجھ سے اتنے فاصلے پر فضیلت میں آگے جا چکے ہیں جتنا مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے۔'' (احمد، سند کمزور)

۶۰۸۱ــ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٌ فَأَعْجَبَتْهُ لِطِيْبِهَا فَقَالَ لَوِاعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِى هٰذَا الشِّعْبِ وَلَنْ اَفْعَلَ حَتّٰى اسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لاَتَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهِ فِى بَيْتِهِ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلاَتُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَاللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْزُوا فِى

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی کسی گھاٹی سے گزرا۔ وہاں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا۔ اسے یہ بہت اچھا لگا تو اس نے کہا: اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر یہاں ڈیرہ ڈال لوں تو کیا حرج ہے؟ لیکن میں آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے کے بغیر ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے یہ بات آپ کو بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کرنا۔ تحقیق تمہارا اللہ کی راہ میں ایک ساعت کھڑا ہونا زیادہ افضل ہے ستر سال اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کرے؟ تو تم اللہ کی راہ

(۶۰۸۰) احمد: ۱۵۱۹۵۔ وفيه زبان بن فائد وثقه ابو حاتم وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ۹۴۶۹.

(۶۰۸۱) ترمذى: ۱۶۵۰۔ حسن، البانى: ۱۳۴۸۔ احمد: ۱۰۴۰۷.

سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ . (رواه الترمذى ١٦٥٠) بقصة

٦٠٨٢ـ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهُ اَجْرُ شَهِيْدٍزَادَ ابْنُ الْمُصَفّٰى مِنْ هُنَا وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِمَا كَانَتْ لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا رِيْحُ الْمِسْكِ وَمَنْ خَرَجَ بِهِ خُرَاجٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ طَابَعَ الشُّهَدَاءِ . (رواه أبوداود، ٢٥٤١)

٦٠٨٣ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ لاَيُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيْلِي وَإِيْمَانًا بِي وَتَصْدِيْقًا بِرُسُلِي فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ ارْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ نَائِلاً مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍبِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيْحُهُ مِسْكٌ

میں جہاد کرو۔ پس جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کا دو دفعہ دودھ دوہنے کے درمیانی وقت کے برابر قتال کیا تا کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔'' (ترمذی)

''سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو فرماتے سنا: جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوھنے کے وقفے کے برابر اللہ کی راہ میں جنگ کی تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ اور جس نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے کی دعا کی، پھر وہ مر گیا، یا وہ قتل ہوا پس اس کے لیے شہید کے برابر اجر ہوگا۔ اور جس کو اللہ کی راہ میں زخم آیا، یا تھوڑی سے مصیبت آئی تو وہ قیامت کے دن گہرا زخم بن کر آئے گی، اس کے خون کا رنگ تو سرخ ہوگا، اور خوشبو اس کی مثل کستوری کے ہوگی۔ اور جس کو اللہ کی راہ میں پھوڑا نکل آیا تو اس پر شہداء کی مہر ثبت ہوگئی۔'' (ابوداؤد)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس انسان کے لیے ضمانت دیتا ہے جو اللہ کی راہ میں نکلے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو نہیں نکالا مگر میری راہ میں جہاد نے، میرے ساتھ ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق نے پس وہ میری ضمانت پر ہے یا تو میں اس کو جنت میں داخل کرونگا یا میں اس کو وہاں واپس کرونگا جہاں سے وہ نکلا تھا اور وہ اجر وغنیمت کے ساتھ ہی لوٹے گا۔ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے جو زخم اللہ کی راہ میں آتا ہے قیامت کے دن وہ اسی طرح نمایاں ہو گا جیسا وہ

(٦٠٨٢) ابوداؤد: ٢٥٤١.

(٦٠٨٣) مسلم: ١٨٧٦ـ بخاری: ٧٤٦٣ـ ترمذی: ١٦٥٦ـ نسائی: ٥٠٣٠ـ ابن ماجه: ٢٧٩٥ـ احمد: ١٠٥٥٣ـ مؤطا: ١٠١٢ـ دارمی: ٢٤٠٦.

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْلاَ أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ خِلاَفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَبَدًا وَلٰكِنْ لاَ اَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُ وَلاَ يَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّي وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَغْزُوفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُو فَأُقْتَلُ ثُمَّ أَغْزُو فَأُقْتَلُ . (رواه مسلم، ١٨٧٦)

زخم لگنے کے دن تھا اس کا رنگ تو خون کا سا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر یہ بات مسلمانوں پر گراں نہ ہوتی تو راہ خدا میں جانے والی کسی فوج سے میں پیچھے نہ رہتا مگر اتنی وسعت نہیں کہ میں سوار ہو کر سب مسلمانوں کو ساتھ لیجاؤں اور وہ خود بھی اتنی وسعت نہیں رکھتے ہیں۔ اور ان کی برداشت سے یہ امر بھی باہر ہے کہ وہ میرے سے پیچھے بیٹھ رہیں۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں کفار سے لڑوں اور قتل کیا جاؤں، پھر لڑوں اور پھر قتل کیا جاؤں، اور پھر جنگ کروں اور پھر قتل کیا جاؤں۔'' (مسلم)

شــــرح: ......١۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے صحابی تھے جو کہ نوافل کے لیے یہاں پر فضا مقام پر رہنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے زیادہ اہم کام کی ترغیب دی جو کہ جہاد ہے۔ اور اس حدیث میں ستر سال گھر میں ٹھہرنے سے بہتر کہا گیا ہے بعض میں ساٹھ برس کا بھی آتا ہے، یہ تعارض نہیں ثواب کی کثرت بتانا مقصد ہے۔

(۲) بتایا گیا ہے کہ اونٹنی کا دودھ دھونے کے وقفہ جتنا اللہ کی راہ میں لڑنا بشرطیکہ سچے دل سے ہو یہ اتنا عظمت والا ہے کہ یہ بہتا ہوا خون زعفران کی خوشبو بن جائے وہ پھنسی جس سے نفرت ہوتی ہے وہ دلکش خوشبو بن جائے گی۔ ''فواق ناقہ'' کا مطلب ہے کہ ایک دفعہ اونٹنی کا دودھ دھولیا جاتا ہے، پھر اس کا بچہ اس کے نیچے چھوڑتے ہیں وہ دودھ پیتا ہے اتنی دیر میں اونٹنی دوبارہ دودھ اتار لیتی ہے، اتنی دیر جہاد کرنا اتنے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۶)

۳۔ اور اللہ تعالیٰ نے ضمانت لی ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد والے کو جو کہ توحید والا ہو مشرک نہ ہو تو اسے جنت میں داخل کرے گا، اس کا خون کستوری کی مانند خوشبو دار ہوگا۔ اور نبی اکرم ﷺ خود اپنی قیمتی جان بطور شہادت پیش کر کے اس موت کو عظمت بخش رہے ہیں، اور پھر اللہ سے بڑھ کر اپنی ضمانت اور کون ہے جو پوری کر سکے۔ (گوندلوی)

٦٠٨٤۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ لاَ تَسْتَطِيْعُوْنَهُ قَالَ فَأَعَادُوْا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا گیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر کوئی عمل ہے؟ فرمایا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ لوگوں نے دوبار اسی بات کا

(٦٠٨٤) مسلم: ١٨٧٨۔ بخاری: ٢٧٨٥۔ ترمذی: ١٦١٩۔ نسائی: ٣١٢٨۔ احمد: ٩٦٧٤.

أَوْ ثَلاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لاَ تَسْتَطِيْعُوْنَهٗ وَقَالَ فِـي الثَّـالِثَةِ مَثَـلُ الْـمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ بِآيَاتِ اللّٰهِ لاَ يَفْتُرُ مِنْ صِيَـامٍ وَلاَ صَلاَةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى . (لمسلم ، ١٨٧٨)

اعادہ کیا آپ ﷺ بھی ہر بار فرماتے: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر تیسری مرتبہ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس انسان کی سی ہے جو دن کو روزہ رکھتا، رات کو قیام کرتا ہے اور تھکتا نہیں (یعنی ہمیشہ یہ کام کرتا رہتا ہے) یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس لوٹ آئے۔''

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسلسل روزہ دار اور قیام کرنے والا حصول ثواب کرتا رہتا ہے اور اس کی حرکات وسکنات اجر کا باعث ہیں ایک گھڑی بھی سست نہیں پڑتا اسی طرح اللہ کی راہ کا مجاہد اس کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہوتا بلکہ وہ باعث ثواب ہے۔ قرآن پاک بھی اس کی وضاحت کرتا ہے:

﴿لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ﴾ (التوبة: ١٢٠)

''نہیں پہنچتی انہیں پیاس اور نہ ہی تھکاوٹ اور نہ ہی بھوک اللہ کی راہ میں اور نہیں وہ روندتے روندنے کی وہ جگہ جو کافروں کو غصہ میں ڈالے اور نہیں وہ پاتے دشمن کو پانا مگر اس کے عوض ان کے لیے عمل صالح لکھا جاتا ہے۔''

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں۔ لیکن ترمذی، ابن ماجہ اور احمد کے حوالہ سے روایت ہے جسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اللہ کے نزدیک بہترین اور پاکیزہ ترین ہے اور درجات میں سب سے بلند درجہ ہے۔ سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے ملاقات کرو وہ تمہاری گردنیں اڑائے اور تم اس کی گردنیں اڑاؤ۔ لوگوں نے کہا: ضرور بتایئے گا، تو آپ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ ذکر الٰہی سب سے افضل ہے۔ اب ان میں مناسبت یہ ہوگی کہ جہاد کفر مٹانے اور دین کی نشر واشاعت کا ذریعہ ہے تو نیکی کا ذریعہ ہونے میں یہ افضل عمل ہے۔ اور ذکر الٰہی بذات خود عمل ایسا ہے جو اعمال میں سے افضل ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٥)

٦٠٨٥ــ وَفِي رِوَايَةٍ: كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ. (رواه النسائي، ٣١٢٧)

''ایک روایت میں ہے: مجاہد مثل اس شخص کے ہے جو روزہ رکھنے والا، قیام کرنے والا، خشوع کرنے والا، رکوع اور سجود کرنے والا ہو۔'' (نسائی)

(٦٠٨٥) نسائي: ٣١٢٧ـ صحيح، الباني: ٢٩٣٠ـ بخاري: ٧٤٦٣ـ مسلم: ١٨٧٦ـ ابن ماجه: ٢٧٥٣ـ احمد: ١٠٠٣٥ـ مؤطا: ٩٧٤ـ دارمي: ٢٣٩١.

٦٠٨٦ـ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُؤْمِنٌ یُجَاهِدُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِی شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ یَتَّقِی اللّٰهَ وَیَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ. (للبخاری، ٢٧٨٦)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو اس نے کہا: افضل انسان کون ہے؟ فرمایا: وہ مومن جو اپنی جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہو۔ اس نے کہا: اس کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا: وہ انسان جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہتا ہو، اللہ سے ڈرتا ہو، اور لوگوں کو اپنے شر سے بچاتا ہو۔'' (بخاری)

٦٠٨٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلاَ اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ مَنْزِلاً قُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یُقْتَلَ وَاُخْبِرُکُمْ بِالَّذِی یَلِیْهِ قُلْنَا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِی شِعْبٍ یُقِیْمُ الصَّلاَةَ وَیُؤْتِی الزَّکَاةَ وَیَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ وَاُخْبِرُکُمْ بِشَرِّ النَّاسِ قُلْنَا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِی یُسْاَلُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلاَ یُعْطِی بِهٖ. (رواہ النسائی، ٢٥٦٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس شخص کی خبر دوں جو مرتبے کے لحاظ سے لوگوں میں بہتر انسان ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، یارسول اللہ ﷺ! فرمایا: وہ مرد جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کا سر پکڑے رکھے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے۔ کیا تمہیں بتاؤں جو اس کے بعد ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمایا: وہ آدمی جو الگ تھلگ کسی گھاٹی میں رہتا ہو، نماز قائم کرتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو، اور لوگوں کے شرور سے بچتا ہو، فرمایا: کیا بدترین آدمی کی خبر دوں؟ ہم نے کہا: ہاں، فرمایا: جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ نہ دے۔'' (نسائی)

شرح:......اس حدیث میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے:

﴿وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ﴾ (الصف: ١٠)

''اور تم جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔''

مال وجان سے جہاد کرنے والا سب سے زیادہ افضل ہے، لیکن دیگر اسلامی واجبات بھی ادا کرنے والا ہو، اتنا بلند رتبہ اسے اس لیے ملا ہے کہ اس کا یہ عمل آگے تک پھیلتا ہے جتنا بھی دین بلند ہوگا اس کا رتبہ بڑھتا جائے گا۔

اور اس کے بعد جو علیحدگی پسند مومن کو افضل کہا گیا ہے، یہ اس وقت علیحدگی ہے، جب فتنوں کا زمانہ ہو اور دین

(٦٠٨٦) بخاری: ٢٧٧٦۔ مسلم: ١٨٨٨۔ ترمذی: ١٦٦٠۔ نسائی: ٣١٠٥۔ ابوداؤد: ٢٤٨٥۔ ابن ماجہ: ٣٩٧٨۔ احمد: ١١٤٢٨.

(٦٠٨٧) نسائی: ٢٥٦٩۔ صحیح البانی: ٢٤٠٩۔ ترمذی: ١٦٥٢۔ مؤطا: ٩٧٦۔ دارمی: ٢٣٩٥.

خطرہ کی نذر ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر لوگوں میں رہ کر دین پر چلنا بہتر ہے۔ یہ اس مرتبہ کا مستحق تب ہوتا ہے کہ لوگوں سے میل ملاپ سے گناہوں کا ارتکاب ہو سکتا ہے، غیبت، چغلی جیسی شرانگیزی ہو جاتی ہے۔ اور تنہائی میں ان خطاؤں اور شرارتوں سے حفاظت رہتی ہے اور ارکان اسلام پرسکون انداز میں ادا ہو جاتے ہیں۔ (فتح الباری: ٦/ ٧)

اللہ کا نام بہت بڑا ہے اگر کوئی اس کے نام پر چیز مانگے تو اسے دی جائے، اگر کچھ پاس نہیں پھر تو مجبوری ہے اگر ہے تو حسب طاقت ضرور دیا جائے اور یہ بات ہے مانگنے والا پیشہ ور نہ ہو پتہ ہو کہ یہ ضرورت مند ہے تب دیا جائے۔ (گوندلوی)

٦٠٨٨۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَیَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰى یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلاَیَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ. (رواه الترمذی، ١٦٣٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی آگ میں داخل نہ ہوگا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک دودھ تھنوں میں لوٹ جائے۔ اور اللہ کی راہ میں گرد و غبار اور جہنم کا دھواں بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوں گے۔'' (ترمذی)

٦٠٨٩۔ عَنْ اَبِیْ عَبْسٍ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَااغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (رواه البخاری، ٢٨١١)

''سیدنا ابوعبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس انسان کے دو پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں گے اس کو آگ نہیں لگے گی۔'' (بخاری)

٦٠٩٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَیْنَانِ لاَ تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَیْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ (رواه الترمذی، ١٦٣٩)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: دو آنکھوں کو آگ نہیں مس کرے گی: ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی۔ اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں نگرانی کرتی رہی۔'' (ترمذی)

٦٠٩١۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَیَجْتَمِعَانِ فِی النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ وَلاَ یَجْتَمِعَانِ فِی جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَفَیْحُ جَهَنَّمَ وَلاَ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمع نہ ہوں گے جہنم میں مسلمان اور اس کا مقتول کافر پھر مسلمان دین پر مضبوط اور قریب قریب رہا۔ اور مومن بندے کے پیٹ میں اللہ کے راستہ کی غبار اور جہنم کی بھاپ، اور مومن بندے کے دل میں

(٦٠٨٨) ترمذی: ١٦٣٣۔ صحیح، البانی: ١٣٣٣۔ نسائی: ٣١١٥۔ ابن ماجہ: ٢٧٧٤۔ احمد: ١٠١٨٢.
(٦٠٨٩) بخاری: ٢٨١١۔ ترمذی: ١٦٣٢۔ نسائی: ٣١١٦۔ احمد: ١٥٥٠٥.
(٦٠٩٠) ترمذی: ١٦٣٩۔ صحیح، البانی: ١٣٣٨.
(٦٠٩١) نسائی: ٣١٠٩۔ حسن، البانی: ٢٩١٢۔ ترمذی: ٢٣١١۔ ابن ماجہ: ٢٧٧٤.

يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍالإِيْمَانُ وَالْحَسَدُ . (رواه النسائی، ۳۱۰۹)

ایمان اور حسد بھی جمع نہیں ہوتے ہیں۔'' (نسائی)

شــرح: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب اللہ کی راہ میں پاؤں پر گرد پڑنے سے یہ ثواب حاصل ہوتا ہے کہ دوزخ کی آگ نہیں چھوتی تو جو پوری کوشش کرتا ہے اور مکمل جدوجہد کرتا ہے تو اس کے ثواب میں تو بے حد اضافہ ہوتا ہے۔

ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک غزوہ میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث سنائی تو لوگ اپنے جانوروں سے نیچے اتر گئے، اتنے زیادہ پیدل چلتے لوگ کبھی نہیں دیکھے گئے۔ (فتح الباری: ۶/ ۳۰)

جو نافرمانی سے توبہ کرتا ہے اور خشیت الٰہی سے آبدیدہ ہو جاتا ہے تو یہ بھی مجاہدوں کا رتبہ پا لیتا ہے۔ اور جو آنکھ سرحدوں کی حفاظت میں بیدار رہی ہو کہ کفار سے مجاہدوں کی حفاظت کرے یہ دونوں دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۱۸)

ایمان اور حسد، کافر کا قاتل بشرطیکہ وہ کردار وعمل درست رکھے، تو اس کے ساتھ دوزخ کی بھاپ جمع نہیں ہوسکتی یعنی یہ دوزخ میں نہ جائیں۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۴۸)

٦٠٩٢ـ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَااَبَا سَعِيْدٍ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ أَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ وَأُخْرَى يُرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ قَالَ وَمَاهِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه مسلم، ١٨٨٤)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو راضی ہو اللہ تعالیٰ کو رب مان کر اور اسلام کو دین سمجھ کر، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول تسلیم کر کے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔ پس ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت ہی پسند آئی تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو میرے سامنے دوبارہ بیان فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ بات دھرائی۔ اور فرمایا: ایک اور چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو سو درجہ جنت بلند کر دے گا، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔'' (مسلم)

(٦٠٩٢) مسلم: ١٨٨٤ـ نسائی: ٣١٣١ـ ابوداؤد: ١٥٢٩.

٦٠٩٣ـــ عَـنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿إِنَّ اَبْوَابَ ﴾ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَـااَبَـامُـوْسٰی آنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَرَجَعَ إِلٰی اَصْحَابِهِ فَـقَـالَ أَقْـرَأُ عَـلَیْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَجَفْنَ سَیْـفِـهِ فَـأَلْـقَـاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهِ إِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتّٰی قُتِلَ . (لمسلم ، ١٩٠٢)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ ایک پراگندہ شخص اٹھا اور اس نے کہا: اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! کیا تو نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہے کہ آپ ﷺ نے اس طرح فرمایا ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں، پس وہ آدمی اپنے رفقاء کے پاس لوٹ کر گیا اور اس نے کہا: میں تمھیں سلام کہنے لوٹا ہوں۔ اس نے تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی، پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی طرف گیا اور تلوار چلاتا رہا یہاں تک کہ قتل ہوگیا۔'' (مسلم)

شرح: ...... جنت تلواروں کے سایہ میں ہونے کا مطلب ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور معرکہ میں اسلام کی سر بلندی کے لیے شریک ہونا جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۱۳۲/۳)

وہ جنت کتنی اعلیٰ اور بلند وبالا ہے اس کے درجات سو ہیں۔ ایک اور دوسرے درجہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ لیکن اس جنت کے حصول کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اللہ کی ربوبیت، الوہیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، دل سے اس کی وحدانیت تسلیم ہو اور دین کے سامنے تسلیم ورضا کی گردن جھکی ہو، اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت دل میں رچی بسی ہو، اور رسالت کے سامنے تنی گردن سرنگوں ہو تو پھر یہ درجات حاصل ہوں گے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے نہایت ہی سادہ طبیعت لوگ بھی نبی ﷺ کے فرمان پر کس قدر یقین رکھتے تھے کہ فوراً جان فدا کر دی اور جنت کے وارث ٹھہرے۔

٦٠٩٤ـ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ عَمْرَو بْنَ أُقَیْشٍ كَـانَ لَـهُ رِبًـا فِـی الْجَاهِلِیَّةِ فَكَرِهَ أَنْ یُسْلِمَ حَتّٰـی یَـأْخُـذَهُ فَجَاءَ یَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ أَیْنَ بَنُوْ عَـمِّی قَالُوْا بِأُحُدٍ قَالَ أَیْنَ فُلَانٌ قَالُوْا بِأُحُدٍ قَـالَ فَـأَیْـنَ فُلَانٌ قَـالُوْا بِأُحُدٍ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ وَرَكِـبَ فَـرَسَـهُ ثُـمَّ تَـوَجَّهَ قِبَلَهُمْ فَلَمَّا رَآهُ الْـمُسْـلِـمُوْنَ قَالُوْا إِلَیْكَ عَنَّا یَا عَمْرُو قَالَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرو بن اقیش کا عہد جاہلیت میں کسی پر سود تھا۔ اور وہ اس کو چھوڑ کر مسلمان ہونا ناپسند کرتا تھا۔ اسی حال میں احد کا وقت آ گیا تو اس نے کہا: میرے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: وہ احد میں ہیں۔ اس نے کہا: بنو فلاں کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: وہ بھی احد میں ہیں۔ پس اس نے اپنی زرہ پہنی، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کی طرف چل پڑا۔ جب اس کو مسلمانوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا: اے

(٦٠٩٣) مسلم: ١٩٠٢ـ ترمذی: ١٦٥٩ـ احمد: ١٩١٨١.

(٦٠٩٤) ابوداؤد: ٣٥٣٧ـ حسن، البانی: ٢٢١٢.

إِنِّيْ قَدْ آمَنْتُ فَقَاتَلَ حَتّٰى جُرِحَ فَحُمِلَ إِلٰى أَهْلِهِ جَرِيْحًا فَجَاءَهُ سَعْدُبْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ لِأُخْتِهِ سَلِيْهِ حَمِيَّةً لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لِلّٰهِ فَقَالَ بَلْ غَضَبًا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلّٰى لِلّٰهِ صَلَاةً (رواه أبوداود، ٢٥٣٧)

عمرو! ہم سے دور رہو۔ اس نے کہا: میں ایمان لا چکا ہوں۔ پس وہ لڑا یہاں تک کہ زخمی ہوا تو اس کو زخمی حالت میں مدینہ میں لایا گیا۔ اس کے پاس سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے، اور اس کی بہن سے کہا: اس سے پوچھ! کیا قوم کی حمایت میں لڑا ہے اور ان کی وجہ سے غصہ آیا ہے، یا اللہ کے لیے غصہ آیا ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ پھر وہ فوت ہوا اور جنت میں داخل ہوا جب کہ اس نے اللہ کے لیے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......یعنی یہ صرف اس لیے لڑا ہے کہ قومی عصبیت اور غیرت اس کے دل میں تھی یا کہ اس لیے لڑا ہے کہ چونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے مخالف ہیں اس لیے لڑا ہے تو اس نے کہا: اللہ کے دین کے لیے ہی لڑا ہے تو پھر اسے جنت کی بشارت دی، جہاد اور توبہ کی برکت سے بت پرستی کا گناہ بھی ختم ہوا۔ اور ابھی دیگر ارکان اسلام کی ادائیگی کا وقت نہیں ملا پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوا۔ اسلام قبول کرنے کی برکت سے بغیر کسی دوسرے نیک عمل کرنے کے جنت میں داخل ہوا، کتنا رحیم ہے ہمارا رب۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۶)

٦٠٩٥ــ عَنْ أَبِيْ نَجِيْحٍ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ فَبَلَّغْتُ يَوْمَئِذٍ سِتَّةَ عَشَرَ سَهْمًا قَالَ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ عِدْلُ مُحَرَّرٍ. (رواه النسائی، ٣١٤٣)

''سیدنا ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر پھینکا تو اس کے لیے جنت میں درجہ ہوگا۔ تو میں نے اس دن دشمن پر سولہ تیر پھینکے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا پس اس کو غلام آزاد کرنے کا اجر دیا جائے گا۔'' (نسائی)

شرح: ......یعنی جو آدمی اللہ کی راہ میں اس کے دین کی سربلندی کے لیے دشمن اسلام پر تیر چلاتا ہے تو اس کا ثواب اتنا ہے جتنا غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ اور غلام آزاد کرنے والے کو غلام کے ہر عضو کے مطابق دوزخ سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ ایک تیر چلانے کا اجر وثواب ہے، جتنے زیادہ چلائے گا اتنا اجر بڑھتا جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۱۷)

(٦٠٩٥) نسائی: ٣١٤٣ـ صحیح، البانی: ٢٩٤٦ـ ترمذی: ١٦٣٨ـ ابوداؤد: ٣٩٦٥.

٦٠٩٦ــــ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السَمْطِ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبُ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَهُ حَدِّثْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاحْذَرْ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ارْمُوْا مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ دَرَجَةً قَالَ ابْنُ النَّحَّامِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَاالدَّرَجَةُ قَالَ اَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ وَلٰكِنْ مَابَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ. (رواه النسائی، ٣١٤٤)

''شرحبیل بن سمط نے کعب بن مرہ سے کہا: ہمیں رسولِ اکرم ﷺ کی حدیث سناؤ اور ایسی ویسی بات کرنے سے بچنا۔ چنانچہ انھوں نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا: جو اسلام میں بوڑھا ہوا تو اس کے بالوں کی سفیدی اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گی۔ اور فرمایا: تیر مارو جو دشمن کو تیر مارے گا اس کا ایک درجہ اللہ تعالیٰ بلند کر دے گا۔ ابن نحام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! درجہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: وہ تیری ماں کی چوکھٹ تو ہے نہیں، بلکہ دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ سو سال کی مسافت ہے۔'' (نسائی)

٦٠٩٧ــــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: مَنْ رَمَى رَمْيَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَصَرَ أَوْ بَلَغَ كَانَ لَهُ مِثْلَ أَجْرِ اَرْبَعَةِ أُنَاسٍ مِنْ بَنِي اِسْمَاعِيْلَ اعْتَقَهُمْ. للبزار (والأوسط، ١٣٨٠) بلين

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے راہ خدا میں تیر مارا، دشمن کو تیر پہنچا، نہ لگا تو اس کو ولد اسمٰعیل علیہ السلام کے چار انسانوں کو غلامی سے آزاد کرنے کے برابر اجر ہو گا۔'' (البزار، الاوسط، سند کمزور ہے)

٦٠٩٨ــــ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه البزار، ١٧٠٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے راستے میں تیر مارا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا۔''

شرح: ......اس میں بال سفید ہونے کا ذکر ہے خواہ ایک بال ہی سفید ہوا ہو یہ اجر ہے اور سارے ہو جائیں تو پھر تو نور میں اور اضافہ ہو گا۔ یہ صرف جہاد کے ساتھ ہی اس فضل وشرف کی تخصیص نہیں بلکہ اسلام کے احکام پر چلتے ہوئے کوئی بھی سفید بالوں والا ہو جاتا ہے تو وہ اس اجر کا مستحق ہے۔ روزِ قیامت جبکہ میدان محشر میں تاریکیاں چھائی ہوں گی اور ان کی شدتوں میں گھرے ہوئے انسان کے لیے یہ کتنی بڑی امید کی روشن کرن ہے، یہ سفید بال روشنی کا مرکز اور بقیہ نور بن کر جنت کی منزل کی جانب رہنمائی کر رہا ہو گا۔ جہاد اور خوف خدا جیسی نیکیاں ضیاء بار ہو جائیں گی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۱۵)

(٦٠٩٦) نسائی: ٣١٤٤ـ صحيح، البانی ـ ترمذی: ٤×١٪.

(٦٠٩٧) بزار، طبرانی اوسط: ١٣٨٠ـ وفيه شبيب بن بشر وهو ثقة وفيه ضعف، هيثمی: ٩٣٩٧.

(٦٠٩٨) بزار: ١٧٠٧ـ عن شيخهٖ عبدالرحمن بن الفضل بن موفق ولم اعرفه وبقية رجالهٖ رجال الصحيح، هيثمی: ٩٣٩٨.

٦٠٩٩ــ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَقَالُوْا كَيْفَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ فَيُقَاتِلُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ. (رواه مسلم، ١٨٩٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ دو مردوں کی وجہ سے ہنستا ہے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوتا ہے اور وہ دونوں جنت میں جاتے ہیں۔ کہا گیا: کیسے اے اللہ کے رسول؟ فرمایا: ایک نے اللہ کی راہ میں جنگ کی اور شہید ہوا پھر قاتل کو اللہ نے توبہ کی توفیق بخشی، وہ مسلمان ہوا، جہاد کیا، اور شہید ہوا۔''

شــرح: ......اس میں ایک تو یہ بیان ہوا ہے کہ ایک مسلمان کافر کو قتل کرتا ہے۔ پھر یہ دین پر درست طور پر قائم رہتا ہے تو یہ کافر کو قتل کرنے والا کبھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے والی صفت کی تاویلات تمام غلط ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صفت کے مالک ہیں جس طرح ان کی شان کے لائق ہے وہ مخلوق جیسا نہیں ہنستے۔

تیسری بات اس میں یہ بیان ہوئی ہے ایک کافر مسلمان کو شہید کرتا ہے، اس کے بعد یہ مسلمان ہو جاتا ہے، پھر یہ اللہ کی راہ میں شہید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتے ہیں اور اسے جنت میں داخل کرتے ہیں۔ (فتح الباری:٦/٤٠)

٦١٠٠ــ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِی مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(رواه البخاری، ٢٨٥٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑا روک رکھا، وہ اللہ پر ایمان رکھتا، اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتا ہو تو گھوڑے کا سیر ہونا پانی پینا، لید و بول کرنا سب قیامت کو میزان پر تولا جائے گا۔ (یعنی نیکیاں شمار ہوں گی)'' (بخاری)

شرح: ......یعنی اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے جہاد میں روکتا ہے، اس کے علاوہ دنیاوی فخر و مباہات کے لیے نہیں روکتا۔

اور اللہ پر پختہ ایمان ہو، ایمان میں شرک سے نقص نہ ہو اور اسے اللہ کے وعدے پر یقین ہو کہ جو اس نے ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے، وہ سچا ہے۔ تو اس گھوڑے کی سیرابی اور سیر ہونا اور لید اور پیشاب کرنا یہ سب ثواب میں بدل جاتا ہے۔ کوئی نیکی ہوتی ہے وہ قبول نہیں ہوتی، اس میں عامل کی کوتاہی ہوتی ہے مگر یہ وہ نیکی ہے جس کی قبولیت کی یہ ضمانت

(٦٠٩٩) مسلم: ١٨٩٠۔ بخاری: ٢٨٢٦۔ نسائی: ٣١٦٦۔ ابن ماجہ: ١٩٩١۔ احمد: ١٠٢٥٨۔ مؤطا: ١٠٠٠۔

(٦١٠٠) بخاری: ٢٨٥٣۔ مسلم: ٩٨٧۔ ترمذی: ١٦٣٦۔ نسائی: ٣٥٨٢۔ ابن ماجہ: ٢٧٨٨۔ احمد: ٩١٩١۔ مؤطا: ٩٧٥۔

ہے کہ یہ روزِ قیامت میزان میں آئے گی یہی اس کی مقبولیت کی ضمانت ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض اوقات صرف نیک نیتی کی وجہ سے ہی عمل کرنے والے جتنا اجر حاصل ہو جاتا ہے اور ضرورت کے وقت اس چیز کا نام بھی لیا جا سکتا ہے جو نفرت والی ہے مثلاً پیشاب، لید وغیرہ۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے دفاع کے لیے گھوڑے وقف رکھنا جائز ہے۔(فتح الباری:٦/ ٥٧)

٦١٠١۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ. (رواه مسلم، ١٨٩٢)

''سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی مہار ڈال کر اونٹنی لایا، اور نبی ﷺ کو پیش کی، اور کہا: یہ اللہ کی راہ میں ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اس کے بدلے تجھے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں دی جائیں گی اور ہر ایک کو مُہار ڈالی ہو گی۔'' (مسلم)

شرح: ......یعنی روز قیامت اسے اس کا یہ صلہ ملے گا کہ ایک نیکی کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جائے گا۔لوگ جب اپنے اعمالنامے لے کر حاضر ہوں گے تو اس کے اعمال نامے میں سات سو اونٹنیوں کا اجر درج ہوگا۔(التعلیقات السّلفیہ:٢/ ٥٨)

٦١٠٢۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِیِّ أَنَّهٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ خِدْمَةُ عَبْدٍ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْظِلُّ فُسْطَاطٍ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه الترمذی، ١٦٢٦)

''سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا: صدقہ کون سا افضل ہے؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں خدمت کے لیے خادم دینا، یا سائبان اللہ کی راہ میں دینا، یا اللہ کی راہ میں مادہ کو جفتی کرانے کے لیے نر دینا۔'' (ترمذی)

شرح: ......مطلب یہ ہے کہ کسی غازی یا مجاہد کے لیے غلام دینا جو اس کی خدمت کرے، خیمہ دینا، جہاں وہ سائے میں آرام کرے اور سواری دینا بوقت ضرورت اس پر سوار ہو سکے یہ سب سے بہتر صدقہ ہے۔(جائزۃ الاحوذی:٣/١١٢)

٦١٠٣۔ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ. (رواه الترمذی، ١٦٢٥)

''سیدنا خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے بدلے سات سو گنا لکھا جائے گا۔'' (ترمذی)

(٦١٠١) مسلم: ١٨٩٢۔ نسائی: ٣١٨٧۔ احمد: ٢١٨٥٢۔ دارمی: ٢٤٠٢.

(٦١٠٢) ترمذی: ١٦٢٦۔ حسن، البانی: ١٣٢٨.

(٦١٠٣) ترمذی: ١٦٢٥۔ صحیح، البانی: ١٣٢٦۔ نسائی: ٣١٨٦.

٦١٠٤ــعَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، رَفَعَهٗ: طُوْبٰى لِمَنْ أَكْثَرَفِى الْجِهَادِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰـهِ تَعَالٰى فَإِنَّ لَهٗ بِكُلِّ كَلِمَةٍ سَبْعِيْنَ أَلْفَ حَسَنَةٍ كُلُّ حَسَنَةٍ مِنْهَا عَشَرَةُ أَضْعَافٍ مَعَ الَّذِىْ لَهٗ عِنْدَ اللّٰـهِ مِنَ الْمَزِيْدِ . قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ النَّفَقَةُ؟ قَالَ: النَّفَقَةُ عَلٰى قَدْرِ ذٰلِكَ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ لِمُعَاذٍ إِنَّمَا النَّفَقَةُ بِسَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ، فَقَالَ مُعَاذٌ: قَلَّ فَهْمُكَ إِنَّمَا ذَاكَ إِذَا اَنْفَقُوْهَا وَهُمْ مُقِيْمُوْنَ فِى اَهْلِيْهِمْ غَيْرَ غُزَاةٍ فَإِذَا غَزَوْا وَاَنْفَقُوْاخَبَأَ اللّٰهُ لَهُمْ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ مَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ عِلْمُ الْعِبَادِ وَصِفَتُهُمْ فَأُوْلٰئِكَ حِزْبُ اللّٰـهِ وَحِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ . (رواه الطبرانى فى الكبير (٢٠/ ٧٧) برجل لم يسم

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس انسان کے لیے خوشی کی بات ہے جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اللہ کا بکثرت ذکر کیا۔ ہر کلمے کے بدلے اس کے لیے ستر ہزار نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور پھر ہر نیکی کے ساتھ دس گنا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کے لیے مزید بھی ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر خرچ کیا جائے تو اس کا کیا اجر ہے؟ فرمایا: نفقہ بھی اس اندازے پر شمار ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: نفقہ تو سات سو گنا ہی لکھا جاتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا فہم کم ہے، سات سو گنا تو اس وقت دیا جاتا ہے جب وہ مقیم ہوں اپنے اہل عیال میں غزوے میں نہ گئے ہوں۔ اور جب وہ غزوات میں جاتے اور خرچ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے خزانے کھول دیتا ہے۔ جس کا شمار بندوں کا علم نہیں کر سکتا ہے اور نہ ان کی صفت بیان ہو سکتی ہے، (یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں، اور اللہ کی جماعت ہی غالب آئے گی)۔''
(الکبیر نے ایک راوی کا نام ذکر نہیں کیا)

٦١٠٥ـعَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِى طَالِبٍ وَاَبِى الدَّرْدَاءِ وَأَبِى هُرَيْرَةَ وَأَبِى أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰـهِ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهٗ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ بِنَفَقَةٍ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَقَامَ فِى بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا

''حسن رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ علی، ابودرداء، ابوہریرہ، ابوامامہ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو، جابر اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم یہ سب ہی رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں اخراجات دیئے اور خود اپنے گھر میں ہی رہا تو اس کے لیے ہر درھم کے بدلے سات سو درھم کا اجر لکھا جائے گا۔ اور جو بنفس نفیس جہاد فی سبیل اللہ میں گیا اور اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتا رہا تو اس کے لیے ہر درھم کے بدلے

(٦١٠٤) طبرانى كبير: ٧٧٢٠ـ وفيه رجل لم يسم، هيثمى: ٩٤٥٤.
(٦١٠٥) ابن ماجه: ٢٧٦١ـ ضعيف، البانى: ٦٠٤.

بِـنَفْسِهِ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِی وَجْهِ ذٰلِكَ فَلَــهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلاَهٰذِهِ الآيَةَ ﴿وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (رواه ابن ماجة، ٢٧٦١) بمجهول وارسال

سات لاکھ درھم کا اجر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور اس کو اللہ دو گنا کرتا ہے جس کے لیے چاہئے۔'' (ابن ماجہ، راوی بھی ہیں مجہول ہے اور روایت بھی مرسل ہے)

شرح: ......ان میں کم از کم وعدہ سات گنا بڑھا کر دینے کا کہا گیا ہے، اگرچہ اس سے زیادہ والی روایات ضعیف ہیں، مگر اللہ کے خزانے بھرے ہیں۔ وہ فرماتا ہے: ﴿وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (البقرة: ٢٦١) ''اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے وہ اجر کا اضافہ بڑھا دیتا ہے۔'' (جائزۃ الاحوذی: ۳/۱۱۲)

٦١٠٦۔ عَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فَقَدْغَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِياً فِی اَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا. (رواه مسلم، ١٨٩٥)

''سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غازی کو سامان جہاد فراہم کیا تو اس نے جہاد کیا۔ اور جس نے غازی کے اہل و عیال کی بھلائی کے ساتھ حفاظت کرنے میں اس کی نیابت کی تو اس نے جہاد کیا۔'' (مسلم)

٦١٠٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍواَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلْغَازِيِّ أَجْرُهُ وَلِلْجَاعِلِ اَجْرُهُ وَاَجْرُ الْغَازِيِّ. (رواه أبوداود، ٢٥٢٦)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غازی کے لیے اس کا اجر ہے۔ اور غازی کو سامان دینے والے کے لیے سامان دینے کا اجر بھی ہے۔ اور اس کے لیے غازی کے مثل بھی اجر ہے۔'' (ابوداؤد)

٦١٠٨۔ عَنِ ابْنِ حَارِثَةَ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يَغْزِ اَعْطٰی سَلاَحَهٗ عَلِيًّا أَوْ أُسَامَةَ. (لأحمد، والكبير والأوسط.)

''سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب خود غزوے میں شامل نہ ہوتے تو اپنا اسلحہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیتے۔'' (احمد، الکبیر، الاوسط)

٦١٠٩۔ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ: أَفْضَلُ الْغُزَاةِ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ خَادِمُهُمْ ثُمَّ الَّذِی يَأْتِيْهِمْ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین غازی وہ جو دوسروں کی خدمت کرتے ہیں۔ ان کے بعد

(٦١٠٦) مسلم: ١٨٩٥۔ بخاری: ٢٨٤٣۔ ترمذی: ١٦٣١۔ نسائی: ٣١٨١۔ ابوداؤد: ٢٥٠٩۔ ابن ماجه: ٢٧٥٩۔ احمد: ٢١١٧٣۔ دارمی: ٢٤١٩.

(٦١٠٧) ابوداؤد: ٢٥٢٦۔ صحيح البانی: ٢٢٠٣۔ احمد: ٦٥٨٧.

(٦١٠٨) احمد، طبرانی كبير، طبرانی اوسط، ورجال احمد ثقات، هيثمی: ٩٤٦٢.

(٦١٠٩) طبرانی اوسط، وفيه عنبسة بن مهران وهو ضعيف، هيثمی: ٩٥٠٨.

بِالأَخْبَارِ ، وَاَخَصُّهُمْ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ الصَّائِمُ وَمَنِ اسْتَقَى لأَصْحَابِهِ قُرْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ سَبَقَهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ بِسَبْعِيْنَ دَرَجَةً أَوْ سَبْعِيْنَ عَامًا . (رواه الطبراني في الاوسط بضعف)

وہ جوان کے پاس خبریں پہنچائے۔ اور اللہ کے نزدیک مخصوص مقام اس کا ہے جس نے روزہ رکھا ہو۔ اور جس نے غزوے میں اپنے رفقا کو پانی پلایا وہ جنت میں ستر درجے آگے بڑھ جائے گا، یا ستر سال ان سے پہلے داخل ہوگا۔'' (الاوسط، بسند ضعیف)

شرح: ......یعنی غازی جب تک واپس نہیں آتا جتنا اسے ثواب حاصل ہوگا اتنا ہی اسے تیار کرنے والے کو ثواب ہوگا۔ مگر اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانہ سے جتنا ثواب دینا تھا دیں گے، اس تیاری والے کو اتنا ہی ملے گا مگر اپنی طرف سے اللہ دیں گے یہ اس کے علاوہ ہوگا جو غازی کو دیا تھا۔ (فتح الباری: ٦/ ٥٠)

٦١١٠ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ . (رواه البخاري، ٢٨٨٧)

''سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس بندے کے لیے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں پکڑے رہتا ہے، اس کے بال پراگندہ، اس کے دو پاؤں گرد آلود ہوتے ہیں۔ اگر اس کو پاسبانی ونگرانی پر لگایا جائے تو وہ نگرانی کرنے لگتا ہے۔ اور اگر اس کو فوج کے پچھلے حصے میں رکھا جائے تو وہاں خدمت انجام دیتا ہے۔ اگر وہ طلب کرے تو اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر وہ کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ سنی جائے۔'' (بخاری)

شرح: ......اس کا پہلا حصہ یہ ہے کہ وہ بندہ برباد ہو جائے جس کا مقصد صرف مال ہے، ثواب کی اسے کوئی پرواہ نہیں۔ اگر مال مل جائے تو دین پر راضی ہے اگر مال نہ ملے تو ناراض ہو جاتا ہے یہ تو بے بس ہی رہے۔

اس کے برعکس وہ آدمی مبارک کا مستحق ہے جو بظاہر پراگندہ اور گرد آلود ہے جہاں بھی اسے ذمہ داری سونپی جائے وہ اسے پوری کرتا ہے اور نہایت ہی متواضع ہے اکڑ اور شہرت اور دولت اس کا نقطہ نظر نہیں، اس مقصود خاطر صرف ثواب حاصل کرنا ہے، یہ بہت ہی زیادہ مبارک شخص ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ٨٣)

٦١١١ـ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْأَمْصَارُ وَسَتَكُوْنُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ تُقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيهَا

''سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: عنقریب تمہارے لیے ملک فتح کیے جائیں گے۔ اور عنقریب لشکر جمع ہوں گے اور تمہارے خلاف ان میں فوجیں

(٦١١٠) بخاری: ٢٨٨٧ـ ترمذی: ٢٣٧٥ـ ابن ماجه: ٤١٣٦.

(٦١١١) ابوداؤد: ٢٥٢٥ـ ضعیف، البانی: ٥٤٣ـ احمد: ٢٢٩٨٩.

بُعُوْثٌ فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ مِنْكُمُ الْبَعْثَ فِيْهَا فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهِ ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَيْهِمْ يَقُوْلُ مَنْ اَكْفِيْهِ بَعْثَ كَذَا مَنْ أَكْفِيْهِ بَعْثَ كَذَا أَلاَ وَذٰلِكَ الأَجِيْرُ إِلَى آخِرِهِ قَطْرَةٍ مِنْ دَمِهِ . (لأبي داود، ٢٥٢٥)

(یعنی ہر قوم کو اپنے مخصوص فوجی دینے پڑیں گے) تو ایک مرد تم میں اس فوج میں جانا پسند نہیں کرے گا اور وہ ان سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اوراس کے بعد وہ قبائل میں جا کر اپنی جان پیش کرے گا، اور کہے گا: فلاں فوج میں کون ہے جس کی بجائے میں جاتا ہوں؟ کون ہے جس کی بجائے فلاں فوج میں میں کفایت کرتا ہوں؟ خبردار! وہ شخص خون کے آخری قطرے تک اجرت پر جہاد کرتا رہے گا۔ (یعنی اس کو ثواب نہیں ملے گا)'' (ابوداؤد)

انتباہ: ......اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے مگر صحیح احادیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جہاد میں مال ومتاع اور دادِ شجاعت کی نیت نہیں ہونی چاہیے، صرف اللہ سے اجر لینے کی نیت ہونی چاہیے ؎

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

٦١١٢ـــ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَعَدَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ الْهِنْدِ فَإِنْ أَدْرَكْتُهَا أُنْفِقْ فِيْهَا نَفْسِيْ وَمَالِي وَإِنْ قُتِلْتُ كُنْتُ اَفْضَلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ رَجَعْتُ فَأَنَا أَبُوْهُرَيْرَةَ الْمُحَرَّرُ . (رواه النسائي، ٣١٧٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں ہندوستان کے غزوے کی خبر دی ہے۔ اگر میں اس زمانے کو پہنچا تو اس جہاد میں شامل ہوں گا۔ اور اپنی جان مال اس میں صرف کروں گا۔ اگر قتل ہوا تو افضل شہید ہونگا اور زندہ واپس آیا تو آزاد۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہوں گا۔'' (انسائی)

٦١١٣ـــ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَهُ: عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي اَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ . (رواه الطبراني في الاوسط)

''سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ گروہ ہے جو ملک ھند سے جہاد کرے گا اور ایک وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔'' (الاوسط)

٦١١٤ـــ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، رَفَعَهُ: مَقَامُ الرَّجُلِ فِي الصَّفِّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مرد کا مجاہدین کی صف میں کھڑا ہونا اس کی ساٹھ

(٦١١٢) نسائي: ٣١٧٤ـ ضعيف الاسناد: ٢٠٣١ـ احمد: ٧٠٨٨.

(٦١١٣) طبراني اوسط، وسقط تابعيه والظاهر انه راشد بن سعد وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩٤٥٣.

(٦١١٤) طبراني كبير: ١٨/ ١٨٠ـ طبراني اوسط، بزار، وقال لمقام احدكم في الصف ساعة وفيه عبدالله بن صالح كاتب الليث وثقه ابن معين وعبدالملك بن الاشعث بن الليثي وضعفه احمد وغيره وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩٦٧١.

مِـنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً . (رواه الطبرانی فی الکبیر ۱۸/ ۱۸۰ والاوسط والبزار بلین	سال کی عبادت سے افضل ہے۔'' (الکبیر، الاوسط، البزار سند کمزور)

شــرح: ......غزوۂ ہند والی حدیث کو اس تخریج میں ضعیف قرار دیا گیا ہے، مگر التعلیقات السّلفیہ ۲/ ۵۷ میں غزوہ ہند والی احادیث کو صحیح کہا گیا ہے۔ (المسند وتعلیقہ: ۱۲/ ۹۷)

۴۴ ہجری میں مسلمانوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہندوستان میں غزوہ کیا تھا۔ اور ۴۰۰ ہجری میں جلیل القدر بادشاہ محمود غزنوی رحمہ اللہ نے ہندوستان پر حملہ کیا اور سومنات کا مندر توڑا، اور واپس افغانستان لوٹا۔ (البدایہ والنہایہ: ۶/ ۲۲۳)

اس غزوہ میں شریک ہونے والے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس میں شرکت کی آرزو رکھتے ہوئے دوزخ سے خود کو آزادی کے قابل تصور کیا تھا۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۵۶)

٦١١٥ــ عَنْ اَبِیْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَأَثَرَيْنِ قَطْرَةٌ مِنْ دُمُوْعٍ فِي خَشِيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الأَثَرَانِ فَأَثَرٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَثَرٌ فِي فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ . (رواه الترمذی، ١٦٦٩)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز اللہ کو دو قطروں سے زیادہ پسند نہیں ہے۔ ایک آنسوؤں کا وہ قطرہ جو خوفِ خدا سے نکلا۔ اور دوسرا وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہایا گیا ہو۔ اور نشان بھی دو پسند ہیں، ایک جہاد فی سبیل اللہ میں زخم کا نشان۔ اور دوسرا فرائض اسلام میں سے کسی فریضہ کو ادا کرنے کا نشان۔'' (ترمذی)

شرح: ......یعنی ایک گنہگار یا نیکوکار خوف خدا سے مبہوت ہو کر اور اللہ کی عظمت و محبت سے معمور ہو کر اشکبار ہوتا ہے تو یہ آنسو اللہ کو بہت پیارے لگتے ہیں۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے، یا خیر کی راہ میں خون کا قطرہ ٹپکتا ہے تو یہ بھی اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔

اللہ کی راہ میں قدم کا اٹھنا، یا غبار پڑنا، یا زخم ہونا، یا طلب علم میں سیاہی کا قطرہ وغیرہ اور اللہ کا مقرر کردہ کوئی بھی فریضہ ادا کرتے ہوئے مثلاً ہاتھ پھٹ جاتے ہیں یا ٹھنڈک میں وضو کے نشان سے پاؤں پر پھٹن کے نشان، یا ٹھنڈک میں وضو کی تراوٹ کے قطرات، اور سجدہ ریزی کرتے ہوئے گرم زمین پر پیشانی کے جلنے وغیرہ کے نشانات یہ سب اللہ کو پیارے ہیں۔ ظاہر ہے اگر یہ چار چیزیں پیاری ہیں تو یہ آدمی جس میں یہ پائی جائیں گی وہ بھی پسندیدہ خدا بن جائے گا۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۳۸)

(٦١١٥) ترمذی: ١٦٦٩۔ حسن، البانی: ١٣٦٣.

فضل الشهادة والشهداء

شہادت اور شہدا کی فضیلت کا بیان

٦١١٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اُصِيْبَ إِخْوَانُكُمْ بِأُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَأْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَأْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلاَّ يَزْهَدُوْا فِي الْجِهَادِ وَلاَ يَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلاَتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ إِلَى آخِرِالأٰيَةِ. (رواه أبوداود، ٢٥٢٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے بھائی مقام احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھا۔ وہ جنت کے دریاؤں پر جاتے، جنت کے پھل کھاتے، اور عرش کے سائے تلے سونے کے جھولے لٹکائے گئے ہیں ان میں آ ٹھہرتے ہیں۔ جب ان کو بہترین کھانا، پینا اور آرام کی بہترین جگہ مل گئی تو انہوں نے کہا: ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر کون پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں ہمیں رزق دیا جاتا ہے، تاکہ وہ لوگ جہاد سے بے رغبتی نہ کریں، اور لڑائی کے وقت سستی نہ دکھائیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں خود تمہاری خبر دیتا ہوں۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل کی (تو نہ گمان کر ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں) تا آخر آیت۔'' (ابوداود)

٦١١٧ــ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ ﴿وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ قَالَ أَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَائَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلاَعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِي وَنَحْنُ

''مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اس آیت کے بارے میں (نہ گمان کر ان لوگوں کو جو قتل کیے گئے اللہ کی راہ میں مردہ)۔ تو اس نے کہا: ہم نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں۔ اور ان کے لیے عرش کے نیچے قندیل ہیں جو عرش سے لٹکائی گئی ہیں۔ وہ جہاں چاہتے ہیں جنت میں جاتے ہیں۔ اور واپس ان ہی قنادیل میں آ جاتے ہیں۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی اور فرمایا: کیا تم کچھ چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم مزید کیا چاہیں

(٦١١٦) ابوداؤد: ٢٥٢٠.

(٦١١٧) مسلم: ١٨٨٧ـ ترمذی:

نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوْا قَالُوْا يَارَبِّ نُرِيْدُ أَنْ تَرُدَّ أَرْوَاحَنَا فِي اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِي سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرَى فَلَمَّارَاَى أَنَّ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا. (لمسلم،۱۸۸۷) والترمذى وزاد: وَتَقْرَأُ نَبِيَّنَا السَّلَامَ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ قَدْ رَضِيْنَا وَرَضِيَ عَنَّا)

گے جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے تین بار ان سے یہ استفسار فرمایا۔ جب ان کو سمجھ آئی کہ کوئی سوال کرنے کے بغیر ان کو نہیں چھوڑا جائے گا تو انہوں نے کہا: یا اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری ارواح ہمارے اجسام میں لوٹا دے تا کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ان کی کوئی ضرورت نہ دیکھی تو انھیں چھوڑ دیا گیا۔ (مسلم) ترمذی نے یہ زیادہ بیان کیا کہ انہوں نے کہا: یا اللہ! اپنے نبی کو ہمارا سلام پہنچا اور یہ کہ ہم اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔''

٦١١٨۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَاعَلَى الاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ ﴿الْكَرَامَةِ﴾. (رواه البخاري، ٢٨١٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک بار جنت میں داخل ہوگا وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ کر آئے، اور اس کو زمین کی ہر چیز دیدی جائے۔ مگر شہید یہ آرزو کرے گا کہ اس کو دنیا میں دوبارہ لوٹایا جائے تا کہ وہ دس بار قتل کیا جائے اس لیے کہ وہ درجہ شہادت دیکھ چکا ہے۔'' (بخاری)

شــــرح: ...... یہ احادیث شہادت کی موت کے شرف وفضل پر دلالت کر رہی ہیں۔ جان جیسی متاع گرانمایہ چیز صرف جہاد میں قربان کی جاتی ہے۔ اس لیے اس کی فدا کاری کے صلہ میں ثواب بھی اس کی مقدار کے مطابق بڑا ہی رکھا گیا ہے۔ (فتح الباری:٦/٣٣)

جس طرح فرشتہ انسانی روپ دھار لیتا ہے اسی طرح روح پرندہ کے روپ میں ہو جاتی ہے اور جنت سے فائدے اٹھاتی ہے کیونکہ روح کا پہلے کوئی جسم نہیں ہوتا اسے پرندے کی مثل بنا دیا جاتا ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ:١/٢٣)

٦١١٩۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ذُكِرَ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَا تَجُفُّ الْاَرْضُ مِنْ دَمِ الشَّهِيْدِ حَتّٰى تَبْتَدِرَهُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس شہدا کا تذکرہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین شہید کے خون سے خشک ہونے سے پہلے اس کی دو بیویاں ایک دوسری سے سبقت

(٦١١٨) بخاری: ٢٨١٧۔ مسلم: ١٨٧٧۔ ترمذی: ١٦٦١۔ نسائی: ٣١٦٠۔ احمد: ١٣٦٦٩۔ دارمی: ٢٤٠٩.
(٦١١٩) ابن ماجه: ٢٧٩٨۔ ضعف جداء البانی: ٦١٥.

زَوْجَتَاهُ كَأَنَّهَا ظِئْرَانِ اَضَلَّتَا فَصِيْلَيْهِمَا فِي بَرَاحٍ مِنَ الْأَرْضِ وَفِيْ يَدِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حُلَّةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا. (رواه إبن ماجة، ٢٧٩٨)

کر کے اس کے پاس پہنچتی ہیں گویا وہ دونوں دایہ ہیں اور اپنا دودھ پینے والا بچہ وسیع زمین پر گم کر بیٹھی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لباس کا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی ہر چیز سے زیادہ بہتر ہے۔'' (ابن ماجہ)

٦١٢٠ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلْتُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِباً مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ سَيِّئَاتِيْ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا فَقَالَ الرَّجُلُ هَا اَنَاذَا قَالَ مَاقُلْتَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلاً غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي سَيِّئَاتِي قَالَ نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ سَارَّنِيْ بِهِ جِبْرِيْلُ آنِفًا. (رواه النسائى، ٣١٥٥)

''سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: اس حال میں کہ آپ منبر پر خطبہ دے رہے تھے: اگر میں قتل ہو جاؤں اللہ کی راہ میں صبر کرتے، ثواب کی نیت کرتے، مقابلہ کرتے نہ بھاگتے ہوئے تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف کر دے گا، اور یہ چیز کفارہ ثابت ہوگی؟ فرمایا: ہاں، پھر تھوڑی دیر آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا: ابھی جس نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا: میں تو یہ موجود ہوں۔ فرمایا: تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا: آپ ﷺ یہ بتائیں اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، صبر کرنے والا، ثواب سمجھنے والا، مقابلہ کرنے والا، نہ بھاگنے والا تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو میری برائیوں کا کفارہ کر دے گا؟ فرمایا: ہاں مگر قرض معاف نہیں ہوگا ابھی مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے۔'' (النسائی)

٦١٢١ـ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقَتْلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ خَطِيْئَةٍ فَقَالَ جِبْرِيْلُ إِلَّا الدَّيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّاالدَّيْنَ. (رواه الترمذى، ١٦٤٠)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں قتل ہونا تمام خطاؤں کا کفارہ ہے۔ پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا: مگر قرض۔ پس آنحضرت ﷺ نے بھی فرمادیا مگر قرض۔'' (الترمذی)

٦١٢٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، رَفَعَهُ: الْقَتْلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا إِلَّا

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں قتل ہونا تمام گناہوں کا

(٦١٢٠) نسائی: ٣١٥٥۔ حسن صحیح، البانی: ٢٩٥٧۔ احمد: ٨١٧١.

(٦١٢١) ترمذی: ١٦٤٠۔ صحیح، البانی: ١٣٤٠.

(٦١٢٢) طبرانی کبیر: ١٠٥٣٧۔ رجاله ثقات، هیثمی: ٩٥١٥.

الاَمَـانَةَ ، وَالاَمَانَةُ فِی الصَّلاَةِ وَالاَمَانَةُ فِی الـصَّـوْمِ وَالاَمَانَةُ فِی الْحَدِیْثِ وَاَشَدُّذٰلِکَ الْوَدَائِعُ . (رواہ الطبرانی فی الکبیر،١٠٥٣٧)

کفارہ ہےمگر امانت کا حساب جدا ہے۔ امانت نماز میں، امانت روزے میں، امانت بات میں اور ان سب میں مشکل ترین چیز کسی انسان کی رکھی گئی امانت ہے۔'' (الکبیر)

شرح: ......ان سے ثابت ہوا جہاد اتنا بلند عمل ہے کہ تمام گناہوں کو اس کی وجہ سے مٹا دیا جاتا ہے۔ شہادت کے خون کی سرخی گناہوں کی تمام سیاہ کاریوں کو دبا لیتی ہے۔ اور انسانوں کو سرخرو کرتی ہے لیکن یہ حقوق اللہ ہیں جو اس سے مٹتے ہیں مگر اس قدر بلند و بالا عمل سے حقوق العباد نہیں مٹتے، خواہ وہ قرض کی صورت میں ہوں یا کسی دوسری صورت میں جیسا کہ طبرانی کے حوالہ سے یہاں ذکر ہوا ہے یہ جس پر زیادتی ہوئی ہے وہی معاف کرے گا تو معاف ہوں گے۔

غور فرمائیں! قرض کا معاملہ کتنا سنگین ہے، ہمیں اس کی ادائیگی کی بہت جلد فکر کرنی چاہیے۔ (شرح نووی:١٣/ ٢٩)

اور گناہ تب مٹتے ہیں جب مجاہد کی نیت ثواب کے حصول کی ہو اگر نیت درست نہیں تو پھر یہ ثواب نہ ہوگا۔

٦١٢٣۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی کَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِـلشَّهِیْدِ عِنْدَاللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ یُغْفَرُ لَهٗ فِی اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَیَرَی مَقْعَدَهٗ مِـنَ الْـجَنَّةِ وَیُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَیَأْمَنُ مِـنَ الْـفَزَعِ الاَکْبَرِ وَیُوْضَعُ عَلَی رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْیَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا وَیُـزَوَّجُ اثْـنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْـعِیْـنِ وَیُشَـفَّـعُ فِـی سَبْعِیْنَ مِنْ اَقَارِبِـهٖ . (رواہ الترمذی، ١٦٦٣)

''مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کے لیے اللہ کے پاس چھ معاملات ہیں۔ (١) اول بار ہی بخشا جاتا ہے۔ (٢) اسی وقت جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے۔ (٣) قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (٤) قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ رہتا ہے۔ (٥) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام اشیا سے زیادہ بہتر ہے۔ (٦) بہتر ٧٢ حوروں سے اس کی شادی کی جاتی ہے۔ اس کے ستر قرابت والوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔'' (ترمذی)

٦١٢٤۔ عَـنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُشَـفَّعُ الشَّهِیْدُ فِی سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ . (رواہ أبوداود، ٢٥٢٢)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا، جسے قبول کیا جائے گا۔'' (ابوداؤد)

٦١٢٥۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

(٦١٢٣) ترمذی: ١٦٦٣۔ صحیح، البانی: ٢٢٠١۔ ابن ماجہ: ٢٧٩٩۔ احمد: ١٦٧٣٠.

(٦١٢٤) ابوداؤد: ٢٥٢٢۔ صحیح، البانی: ٢٢٠١.

(٦١٢٥) ترمذی: ١٦٤٤۔ ضعیف، البانی: ٢٨٩۔ احمد: ١٥١.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ اَرْبَعَةٌ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الْاِيْمَان لَقِىَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ اَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهٗ حَتّٰى وَقَعَتْ قَلَنْسُوَتُهٗ قَالَ فَمَا اَدْرِى أَقَلَنْسُوَةَ عُمَرَ أَرَادَ اَمْ قَلَنْسُوَةَ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَيِّدُ الإِيْمَان لَقِىَ الْعَدُوَّ فَكَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهٗ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهٗ فَهُوَ فِى الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا لَقِىَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِى الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ اَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ لَقِىَ الْعَدُوَّ فَصَدَقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ فِى الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ. (رواه الترمذی، ١٦٤٤)

فرماتے سنا: شہید چار قسم کے ہیں: ایک وہ پختہ ایماندار جو دشمن کے مقابلے میں گیا، پس اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ وہ قتل ہوا۔ پس یہ وہ انسان ہے جس کی طرف تمام لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھیں یوں اٹھائیں گے اور اپنا سر اوپر اٹھایا تو سر پر سے ٹوپی گر گئی۔ راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مراد ہے۔ یا، آنحضرت ﷺ کی ٹوپی اور کہا: دوسرا وہ پختہ ایماندار جو دشمن کے بالمقابل گیا تو بزدلی کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کے جسم پر خوف کی وجہ سے خاردار جھاڑی کی شاخ ہے، پھر اس کو نامعلوم تیر آلگا اور اس کو قتل کر دیا تو یہ آدمی دوسرے درجے کا شہید ہے۔ اور ایک وہ مومن ہے جس نے اچھے، برے اعمال ملا دیئے ہوں پھر دشمن کے مقابلے میں گیا اور اللہ کو سچ کر دکھایا اور قتل ہوا تو یہ تیسرے درجے میں ہے۔ اور چوتھا وہ مرد جس نے اپنی جان پر اسراف کیا ہو، پھر وہ دشمن سے مقابل ہوا اور اللہ کو سچ کر دکھایا تو یہ چوتھے درجے میں شہید ہے۔'' (ترمذی)

شرح: ......حدیث میں مذکور سات خصلتیں ہیں، پناہ دینے اور گھبراہٹ سے امن دینے کو ایک شمار کیا جائے تو پھر چھ عادات ہی بنتی ہیں۔

(۱) ایک ہی لمحہ میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (۲) یہ اعزاز ہے کہ جنت میں جانے سے پہلے ہی اسے اس کا جنت میں تیار ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔

(۳) عذاب قبر جس کا تصور بھی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے اس سے شہید کو بچا لیا جاتا ہے۔ (۴) روز قیامت جو کہ انتہا درجہ گھبراہٹ والا ہے اس سے امن دیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ﴾ (الانبياء: ١٠٣)

''انہیں بڑی گھبراہٹ غمزدہ نہ کرے گی۔''

(۵) یعنی جیسے بادشاہ سروں پر سونے اور جواہرات سے مرصع تاج رکھتے ہیں اس کے سر پر وہ تاج سجایا جائے گا، جو اس کی شان وشوکت کو دوبالا کرے گا۔

(۶) حوریں اس کی زوجیت میں دے دی جائیں گی۔

(۷) اپنے قریبی ۷۰ افراد کے متعلق اس کی سفارش قبول ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی: ۱۳۴/۳)

٦١٢٦ـ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقَتْلَى ثَلاثَةٌ مُؤْمِنٌ جَاهِدٌ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهِ فَذٰلِكَ الشَّهِيْدُ الْمُمْتَحَنُ فِي خَيْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهٖ لاَ يَفْضُلُهُ النَّبِيُّوْنَ إِلاَّ بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلاً صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئاً جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهِ مُمَصْمِصَةٌ مَحَتْ ذُنُوْبَهٗ وَخَطَايَاهُ إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَمُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَإِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ فَذَاكَ فِي النَّارِ إِنَّ السَّيْفَ لاَ يَمْحُوا النِّفَاقَ. (للدارمی، ٢٤١١) بضعف وقال: يُقَالُ لِلثَّوْبِ إِذَا غُسِلَ: مَصْمَصَ)

''سیدنا عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقتول تین قسم کے ہیں: مومن مجاہد جو اپنی جان اور مال سے فی سبیل اللہ جہاد کرتا ہے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوتا ہے تو لڑتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے۔ یہ وہ شہید ہے جس کا امتحان ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ کے خیمہ میں ہوگا۔ وہ عرش کے سائے تلے اس کے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان ایک ہی درجہ کا فرقِ امتیاز ہوگا اور وہ نبوت کا درجہ ہے۔'' دوسرا وہ مومن جس نے نیک اعمال بھی کیے اور برے اعمال بھی، اور اس نے اللہ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کیا اور دشمن کے مقابلے پر گیا لڑا یہاں تک کہ قتل ہوا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسی میں ہے دھونے والی ایک چیز جو اس کے گناہ مٹا دیتی ہے، کیونکہ تلوار خطائیں مٹا دیتی ہے۔ تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل کیا جائیگا۔ منافق ہے جان مال سے جہاد کرتا ہے جب وہ دشمن کے مقابلے پر جاتا ہے تو لڑتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ (الدارمی نے سند ضعیف سے نقل کر کے کہا: جب کپڑے کو دھوتے ہیں اس کو مصمص کہا جاتا ہے۔)''

انتباہ: ......اس سے اوپر والی حدیث کے مفہوم کی بھی اس سے تائید ہو رہی ہے۔ پتہ چلا کہ شہداء کے بھی درجات ہوں گے، کوئی اعلیٰ درجے کا شہید ہوگا، کوئی ادنی درجے کا ہوگا۔ اور شہادت انبیاء کے نیچے درجہ تک پہنچاتی ہے مگر نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔ (گوندلوی)

(٦١٢٦) دارمی: ٢٤١١ـ بضعف، احمد: ١٧٢٠٤ـ مگر سید عبداللہ ہاشم یمانی نے اس کی سند کو جید کہا ہے، طبرانی کبیر، ابن حبان اور بیہقی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دارمی: ٢/ ١٢٦ـ طبع نشر السنة ملتان.

٦١٢٧۔ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَمِلَ قَلِيْلاً وَاُجِرَ كَثِيْرًا. (رواه البخاری، ٢٨٠٨)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لوہے میں ڈوبا ہوا آیا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں پہلے جہاد کروں یا اسلام قبول کروں۔ فرمایا: پہلے اسلام قبول کر، اور پھر جہاد کر۔ پس وہ اسلام لایا، پھر وہ لڑا اور قتل ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا: عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ حاصل کیا۔'' (بخاری)

شـــرح: ......اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ کی راہ میں لڑنے سے پہلے نیک اعمال کیے جائیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: تم اپنے اعمال کے ساتھ لڑتے ہو، اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ (الصف: ٤)

''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے، جو اس کی راہ میں صف آراء ہو کر اس طرح لڑتے ہیں جیسا کہ چونے گچ عمارت ہے۔''

لڑائی سے پہلے صف آراء ہونا بھی نیک عمل ہے اس لیے آیت مبارکہ میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

اس سوال کرنے والے آدمی کے نام کا علم نہیں ہو سکا، تاہم یہ انصار میں سے تھا۔ اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ جب اللہ کا فضل و احسان شامل حال ہو تو معمولی عمل صالح بھی اجر کثیر کا باعث بن جاتا ہے۔ (فتح الباری: ٦/٢٤)

٦١٢٨۔ عَنْ رَاشِدِبْنِ سَعْدٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَابَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ إِلَّا الشَّهِيْدَ قَالَ كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهِ فِتْنَةً. (رواه النسائی، ٢٠٥٣)

''راشد بن سعد ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ! شہید کے علاوہ دیگر ایمان والے قبور میں آزمائے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: شہید کے سر پر چمکتی تلواروں کا فتنہ قبر کے فتنے سے کفایت کرتا ہے۔'' (النسائی)

٦١٢٩۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ اَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ. (رواه الترمذی، ١٦٦٨)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کو قتل ہونے کی تکلیف بس اتنی ہی ہوتی ہے، جیسے چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

(٦١٢٧) بخاری: ٢٨٠٨۔ مسلم: ١٩٠٠۔ احمد: ١٨١١٩۔

(٦١٢٨) نسائی: ٢٠٥٣۔ صحیح، البانی: ١٩٤٠۔

(٦١٢٩) ترمذی: ١٦٦٨۔ حسن صحیح، البانی: ١٣٦٢۔ نسائی: ٣١٦١۔ ابن ماجہ: ٢٨٠٢۔ احمد: ٧٨٩٣۔ دارمی: ٢٤٠٨۔

شـــرح: ......ایک تو یہ ثابت ہوا کہ شہید کو یہ تسلی دی جا رہی ہے کہ دیکھنے میں اس کے وجود کے پارہ پارہ ہونے سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید اسے بہت تکلیف ہوتی ہے، مگر آپ ﷺ نے یہ غلط فہمی دور فرما دی ہے کہ اسے قتل کی ایک چیونٹی کے کاٹنے جتنی بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ اس کے جذبہ بلند کے نیچے سب تکالیف دب جاتی ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۳۷)

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ ایک مخلص مومن تلوار کی چمکار اور اس کی جھنکار کے نیچے جو عزم و استقلال کا مظاہرہ کرتا ہے اور اپنے جسم و جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے یہ اس کے ایمان کی دلیل ہے جس کی وجہ سے اب اسے قبر کی آزمائش کی چکی میں ڈالنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر اس کے دل میں نفاق ہوتا یا عصبیت ہوتی یا دادِ شجاعت وصول کرنے کی نیت ہوتی تو یہ ایسا جذبہ فدا یا کبھی نہ دکھاتا۔

اسی زمرہ میں صدیق، اور طاعون والے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والے، بچہ جننے والی خاتون، اور پہلو کی بیماری سے مرنے والے جنہیں شریعت نے اعزازی شہید قرار دیا ہے وہ بھی شامل ہیں بشرطیکہ مومن ہوں اور صبر کیا ہو۔

صدیق کو شامل کرنے کی وجہ یہ ہے بلکہ یہ شہید سے بھی مقدم ہے کہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے، اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ﴾ (النسآء: ٦٩)

''اور جس نے اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کی پس یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے انبیاء میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہداء میں سے۔ (التعلیقات السّلفیہ: ۲/ ۲۳۴)

٦١٣٠ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ رَجُلٍ غَزَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمَ یَعْنِیْ اَصْحَابَهٗ فَعَلِمَ مَا عَلَیْهِ فَرَجَعَ حَتّٰی اُهْرِیْقَ دَمُهٗ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَی لِمَلائِکَتِهِ انْظُرُوْا إِلَی عَبْدِی رَجَعَ رَغْبَةً فِیْمَا عِنْدِی وَشَفْقَةً مِمَّا عِنْدِی حَتّٰی اُهْرِیْقَ دَمُهٗ (لأبی داود، ٢٥٣٦) ، وزاد رزین: اُشْهِدُکُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهٗ)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب تعالیٰ اس بندے پر تعجب کرتا خوش ہوتا ہے جو راہ خدا میں جہاد میں مصروف تھا اور اس کے رفقا شکست کھا گئے تو اس نے جانا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں پس وہ لوٹ کر لڑا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو میرے انعامات میں رغبت کرتے ہوئے، میری سزاؤں سے ڈرتے ہوئے واپس پلٹا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔ (ابوداؤد، رزین نے زیادہ کیا ہے کہ اللہ فرماتا ہے: تم گواہ ہو! میں نے اس کو بخش دیا ہے)

(٦١٣٠) ابوداؤد: ٢٥٣٦ـ حسن، البانی: ٢٢١١ـ احمد: ٣٩٣٩.

شرح: ......ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ میں صفت تعجب موجود ہے، جس طرح اس کی شان کریمی کے لائق ہے، تعجب تو ہوتا ہے جو اچانک صورت پیش آ جائے اس رب ذوالجلال کے لیے تو کوئی چیز اچانک نہیں، لہٰذا وہ اپنی شان کے مطابق متعجب ہوتا ہے۔ اس میں اس کا شرف بیان ہوا ہے جو اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دیتا ہے اور اس وقت اس جذبہ کا اظہار کرتا ہے جبکہ راہِ فرار اختیار کر سکتا تھا مگر اس نے راہِ فرار کی جگہ ثواب کے حصول کے لیے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے ثابت قدمی دکھائی تو اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ ایک غازی اسلام کے ساتھی شکست خوردہ ہو جائیں اور یہ ثابت قدم رہے تو کفار کو نقصان پہنچا سکتا ہے تو ایسی صورت میں اس کے لیے مستحب ہے کہ میدان میں ڈٹ جائے اور جب یہ نظر آ رہا ہو کہ اس کا ثابت قدم رہنا محض ہلاکت ہے تو پھر میدان سے راہِ فرار اختیار کر لے تو بہتر ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۶)

۶۱۳۱ــ عَنْ عَبْدِالْخَبِيْرِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْـنِ شَمَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ جَاءَ تِ امْرَاَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُوْلٌ فَقَالَ لَهَا بَـعْـضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ جِـئْتِ تَسْأَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَاَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَـلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ابْنُكِ لَـهٗ اَجْـرُ شَهِيْدَيْنِ قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ قَـالَ لِاَنَّـهٗ قَتَلَهٗ أَهْلُ الْكِتَابِ . (رواه أبوداود، ۲٤۸۸)

''عبدالخبیر بن ثابت بن قیس اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اس کو ام خلاد کہا جاتا تھا، اور اس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا، وہ اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھنے آئی تھی جو راہ خدا میں شہید ہو چکا تھا۔ کسی نے کہا: پوچھتی بیٹے کا ہے اور کیا ہوا نقاب ہے۔ پس اس نے کہا: اگر میرے بیٹے کو مصیبت نے جدا کیا ہے تو اپنا حیا تو نہیں چھوڑوں گی۔ نبی ﷺ نے اس کو فرمایا: تیرے بیٹے کو دوشہیدوں کا اجر دیا گیا ہے۔ اس نے عرض کی وہ کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ اس کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔'' (ابوداؤد)

۶۱۳۲ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْـنِ حُـنَيْفٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: مَـنْ سَـأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰـــهُ مَـنَــازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَـاتَ عَلٰـى فِرَاشِهِ . (رواه مسلم، ۱۹۰۹)

''سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے سچے دل سے اللہ کی راہ میں شہادت طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کو شہدا کے مرتبہ پر پہنچا دے گا خواہ ہو بستر پر فوت ہوا ہو۔'' (مسلم)

(۶۱۳۱) ابوداؤد: ۲٤۸۸۔ ضعیف، البانی: ۵۳۵.

(۶۱۳۲) مسلم: ۱۹۰۹۔ ترمذی: ۱۵٤۳۔ نسائی: ۳۱۶۲۔ ابوداؤد: ۱۵۲۰۔ ابن ماجہ: ۲۷۹۷۔ دارمی: ۲٤۰۷.

٦١٣٣ـــ عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ فَصَلَ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ أَوْقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ أَوْ وَقَصَهٗ فَرَسُهٗ اَوْ بَعِيْرُهٗ أَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ أَوْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ أَوْ بِأَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَإِنَّهٗ شَهِيْدٌ وَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ. (رواه أبوداود، ٢٤٩٩)

''سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں گھر سے جدا ہوا، پھر وہ فوت ہوا، یا وہ قتل کیا گیا تو شہید ہے، یا جس کو گھوڑے نے گرایا، یا اونٹ نے گرایا، یا اس کو کسی چیز نے کاٹا، یا اپنے بستر پر فوت ہوا یا جس موت کے سبب سے بھی اللہ نے چاہا وہ فوت ہوا تو وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔''

شرح: ......اعمال میں معیار اور برکت کی بنیاد صدق دل اور حسن نیت ہے اور ایک آدمی طلب صادق کے ساتھ شہادت کی موت کی تمنا لیے میدان میں اترتا ہے مگر اسے موت وہ آتی ہے جو بظاہر شہادت والی نہیں وہ کافر کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوتا، عام موت مرتا ہے تو اسے ثواب شہید ہی کا حاصل ہوتا ہے کیونکہ نیت کرنے سے یہ برابر ہو جاتے ہیں۔ شہید اور غیر شہید نیت کی وجہ سے اجر میں مساوی ہیں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۱۳۰)

٦١٣٤ـ عَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِيَةَ الصَّرِيْمِيَّةِ قَالَتْ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَنْ فِی الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الْجَنَّةِ وَالشَّهِيْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْوَئِيْدُ فِی الْجَنَّةِ. (رواه أبوداود، ٢٥٢١)

''حسناء بنت معاویہ نے کہا: مجھ سے میرے چچا نے بیان کیا کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ جنت میں کون جائے گا؟ فرمایا: اللہ کا نبی ﷺ جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے، نابالغ فوت ہونے والا جنت میں ہے، اور زندہ دفنایا گیا جنت میں ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......شہادت سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے یہ بھی فوت ہو جائے تو جنت میں جاتا ہے، اور زندہ درگور جسے بھوک، تنگی یا عار کی وجہ سے زمین میں زندہ گاڑ دیا جائے جیسا کہ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ زمین میں گرا دیتے تھے اور اوپر مٹی ڈالتے تھے یہ بڑی ہی وحشیانہ حرکت ہے اس لیے اس کیلئے بھی جنت ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۲)

٦١٣٥ـــ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِشُهَدَاءِ اُحُدٍ هٰؤُلَاءِ اَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُوبَكْرِ الصِّدِّيْقُ أَلَسْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

''ابونضر کہتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ نبی ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا: میں ان لوگوں کا گواہ ہوں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم بھی اسلام لائے جیسا وہ اسلام لائے، اور ہم نے بھی جہاد کیا جیسا

(٦١٣٣) ابوداؤد: ٢٤٩٩۔ ضعیف، البانی: ٥٣٨.

(٦١٣٤) ابوداؤد: ٢٥٢١۔ صحیح، البانی: ٢٢٠٠۔ احمد: ٢٢٩٦٥.

(٦١٣٥) مؤطا: ١٠٠٤۔ یہ مرسل ہے تاہم اس کا مفہوم درست ہے کہ شہدائے احد بعد والوں سے افضل ہیں۔ (شرح زرقانی: ٣/ ٣٧)

بِإِخْوَانِهِمْ اَسْلَمْنَا كَمَا اَسْلَمُوْا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلَى لٰكِنَّ لاَ اَدْرِى مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِى فَبَكَى اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ اَئِنَّالَكَائِنُوْنَ بَعْدَكَ(رواه مالك، ١٠٠٤)

انہوں نے جہاد کیا۔فرمایا: مگر مجھے کیا معلوم تم میرے بعد کیا کیا نئے کام کرو گے۔ پھرابوبکر روئے اورمزید روئے اور کہا: کیا ہم آپ ﷺ کے بعد زندہ رہنے والے ہیں؟ (مالک)

٦١٣٦ـــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، رَفَعَهُ: الشُّهَدَاءُ ثَلاَثَةٌ: رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُحْتَسِبًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يُرِيْدُ أَنْ يُقَاتِلَ وَلاَ يُقْتَلُ، يُكْثِرُ سَوَادَا الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنْ مَاتَ اَوْقُتِلَ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ كُلُّهَا، وَاُجِيْرَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيُؤْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ، وَيُزَوَّجُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، وَحَلَّتْ عَلَيْهِ حُلَّةُ الْكَرَامَةِ، يُوْضَعُ عَلَى رَاْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ وَالْخُلْدِ.
وَالثَّانِى: خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُحْتَسِبًا يُرِيْدُ أَنْ يُقْتَلَ وَلاَ يُقْتَلُ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ كَانَتْ رُكْبَتُهُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالَى فِى مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُقْتَدِرٍ. وَالثَّالِثُ:خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ مُحْتَسِبًا يُرِيْدُ أَنْ يُقْتَلَ وَيُقْتَلَ فَإِنْ مَاتَ أَوْقُتِلَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَاهِرًا سَيْفَهُ وَاضِعَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَالنَّاسُ جَاثُّوْنَ عَلَى الرُّكَبِ يَقُوْلُوْنَ اَلاَ اَفْسِحُوْا لَنَا فَإِنَّا قَدْ بَذَلْنَا

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہداء تین اقسام کے ہیں: ایک وہ آدمی جو اپنی جان، مال لے کر کارِثواب سمجھ کر اللہ کی راہ میں نکلتا ہے،قتل کرنے یا خود قتل کیے جانے کا ارداہ نہیں رکھتا صرف مسلمانوں کی تعداد زیادہ کرنے کی خاطر نکلا۔ پس اگر فوت ہو گیا، یا وہ قتل ہوا تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔اس کو عذاب قبر سے پناہ دی جائے گی۔اور قیامت کے بڑے خوف سے امن میں رہے گا۔حوروں سے شادی کی جائے گی۔اس کو عزت کا لباس پہنایا جائے گا۔اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔اور ہمیشہ کی عیش پائے گا۔دوسرا وہ شخص ہے جو جان و مال کے ساتھ نکلا وہ ثواب ہی کی خاطر نکلا ہے وہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ قتل کرے اور خود قتل نہ ہو۔ پس اگر وہ فوت ہوا یا وہ قتل کیا گیا تو اس کے زانوں اللہ کے سامنے ابراہیم خلیل الرحمٰن کے ساتھ سچائی کے مقام میں قدرت والے بادشاہ کے سامنے ہوں گے۔تیسرا وہ شخص جو جان اور مال لے کر ثواب کی نیت سے قتل کرنے اور قتل کئے جائے کے ارادے سے نکلا۔پس اگر وہ فوت ہوا یا وہ قتل کیا گیا تو قیامت کے دن اپنی تلوار ننگی کر کے کندھے پر رکھ کر آئے گا، اور لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے اور لوگوں

(٦١٣٦) بزار: ١٧١٥ـ وضعفه بشيخه محمد بن معاوية فان كان هو النيسابورى فهو متروك وفيه ايضا مسلم بن خالد الزنجى وهو ضعيف و قد وثق، هيثمى: ٩٥١٢.

دِمَـاءَ نَـالِـلّٰـهِ تَعَالٰی . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّـذِی نَـفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْقَالَ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِیْمَ خَـلِیْلِ الرَّحْمٰنِ أَوْ لِنَبِیِّ مِنَ الاَنْبِیَاءِ لَزَحَلَ لَهُمْ عَنِ الطَّرِیْقِ لِمَایَرَی مِنْ وَاجِبِ حَقِّهِمْ حَتّٰـی یَـأْتُـوْا مَـنَا بِرَ مِنْ نُوْرٍتَحْتَ الْعَرْشِ فَیَـجْلِسُوْا عَلَیْهَا یَنْظُرُوْنَ كَیْفَ یُقْضَی بَیْنَ الـنَّـاسِ، لاَیَـجِـدُوْنَ غَـمَّ الْـمَوْتِ وَلاَ یُـقِیْـمُوْنَ فِی الْبَرْزَخِ وَلاَ تَفْزَعُهُمُ الصَّیْحَةُ وَلاَیُهِـمُّهُـمَ الْـحِسَـابُ وَلاَالْمِیْزَانُ وَلاَ الصِّرَاطُ، یَنْظُرُوْنَ كَیْفَ یُقْضَی بَیْنَ النَّاسِ وَلاَیَسْـأَلُـوْنَ شَیْئًا اِلَّآ اُعْطُوْهُ وَلاَ یَشْفَعُوْنَ فِـی شَـیْ ءٍ إِلَّآ شُـفِّـعُـوْا فِیْـهِ وَیُعْطُوْنَ مِنَ الْجَنَّةِ مَا اَحَبُّوْا وَایَتَبَوَّؤُوْنَ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ اَحَبُّوْا. (رواه البزار، ١٧١٥) بضعف.

کو کہیں گے خبردار! ہمارا راستہ کھولدو۔ ہم نے اپنا خون اللہ کے لیے خرچ کیا ہے۔ قسم اللہ کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ کہیں ابراہیم علیہ السلام کو جو رحمٰن کے دوست ہیں یا دوسرے کسی نبی علیہ السلام کو کہیں تو وہ بھی ان شہداء کا راستہ چھوڑ دینگے اس لیے کہ یہ ان کا حق بنتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نور کے منبروں پر پہنچ جائیں گے جو عرش کے نیچے رکھے ہیں۔ پس یہ لوگ ان منبروں پر بیٹھیں گے۔ اور لوگوں کے درمیان فیصلے کس طرح ہو رہے ہیں اس منظر کو دیکھیں گے۔ اور ان کو موت کا غم نہیں ہوگا اور نہ ہی برزخ میں رہے ہونگے نہ ہی انھیں صور پھونکنے سے خوف لاحق ہوگا۔ نہ ان کو حساب کی فکر دامن گیر ہو گی۔ اور نہ ترازو کا خوف ہوگا۔ اور پل صراط کا خطرہ بھی نہ ہو گا۔ وہ لوگوں کا حساب ہوتا دیکھتے ہوں گے اور وہ جو سوال کریں گے ان کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور جو شفاعت کریں گے وہ قبول کی جائے گی اور ان کو جنت میں وہ جگہ دی جائے گی جو وہ پسند کریں گے۔'' (البزار، بسند کمزور)

٦١٣٧ــ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی: أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ فِـی غَـزْوَـةٍ، فَبَـارَزَ رَجُـلٌ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ رَجُلاً مِـنَ الْـمُسْـلِـمِیْنَ فَقَتَلَهُ الْمُشْرِكُ ثُمَّ بَـرَزَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَتَلَهُ الْمُشْرِكُ ثُـمَّ جَاءَ فَوَقَفَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: عَلَی مَـاتُـقَـاتِـلُوْنَ؟ فَقَالَ: دِیْنُنَا أَنْ نُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْـدُهُ وَرَسُـوْلُهُ وَأَنْ نَفِی اللّٰهِ بِحَقِّهِ، قَالَ:

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے میں تھے تو مشرکین میں سے ایک آدمی نے مسلمانوں میں سے ایک مرد کو للکارا، چنانچہ مقابلہ کر کے اس نے مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا مسلمان نکلا تو مشرک نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا اور اس نے کہا: تم کس بنا پر لڑتے ہو؟ فرمایا: ہمارا دین ہے کہ ہم لوگوں سے لڑتے رہیں یہاں تک کہ وہ کہیں کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق مگر اللہ اور یہ کہ وہ شہادت دیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول

(٦١٣٧) طبرانی کبیر، طبرانی اوسط وسماع ابن المبارك من السعودی صحیح، فصح الحدیث ان شاء الله فان رجاله ثقات، هیثمی: ٩٥٣١.

وَاللّٰهِ إِنَّ هٰذَا لَحَسَنٌ آمَنتُ بِهٰذَا . ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَمَلَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَحُمِلَ فَوُضِعَ مَعَ صَاحِبَيْهِ الَّذَيْنِ قَتَلَهُمَا قَبْلَ ذٰلِكَ ، فَقَالَ ﷺ هٰؤُلاَءِ اَشَدُّ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَحَابًا . (رواه الطبراني في الكبير والأوسط)

ہے اور یہ کہ ہم اللہ کے احکام وحقوق پورے کریں۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو اچھی بات ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اس کے بعد وہ مسلمانوں کی جانب آ گیا اور مشرکین پر حملہ کیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل کیا گیا۔ اس کو اٹھا کر اس کے دو مقتولوں کے پاس رکھا گیا جن دو کو اس نے پہلے قتل کیا تھا۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: یہ تین افراد اہل جنت میں سے ایک دوسرے کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔'' (الکبیر، الاوسط)

شرح: ......ثابت ہوا کلمہ شہادت پر قربان ہونے والے جنت میں ایک دوسرے سے انتہائی محبت کریں گے۔ (گوندلوی)

٦١٣٨ــ عَنْ سَعْدِ بْنِ جَنَادَةَ ، رَفَعَهُ: إِنَّ شُهَدَاءَ الْبَرِّ أَفْضَلُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ شُهَدَاءِ الْبَحْرِ . (رواه الطبراني في الكبير ، ٥٤٨٦ بخفى)

''سیدنا سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خشکی کے شہداء سمندر کے شہداء سے افضل ہیں۔'' (الکبیر)

٦١٣٩ـ عَنْ أُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْمَائِدَةُ فِى الْبَحْرِ الَّذِى يُصِيْبُهُ الْقَيْءُ لَهُ أَجْرُ شَهِيْدٍ وَالْغَرِقُ لَهُ أَجْرُ شَهِيْدَيْنِ . (رواه أبوداود ، ٢٤٩٣)

''سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: سمندر میں جس کا سر چکرانے سے قے آئے تو اس کو شہید کا اجر دیا جائے گا۔ اور غرق ہونے والے کو دو شہدا کا اجر وثواب ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٦١٤٠ـــ عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ غَزْوَةٌ فِى الْبَحْرِ مِثْلُ عَشْرِ غَزَوَاتٍ فِى الْبَرِّ وَالَّذِىْ يَسْدَرُ فِى الْبَحْرِ كَالْمُتَشَحِّطِ فِى دَمِهِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ . (رواه بن ماجة ، ٢٧٧٧ بلين)

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمندر میں ایک غزوہ ان دس غزوات کے برابر ہے جو خشکی میں واقع ہوں۔ اور سمندر میں مرنے والا اس کی مثل ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو کر اللہ کی راہ شہید ہوا۔'' (ابن ماجہ، بسند کمزور)

٦١٤١ـــ عَن أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہدا کی پانچ اقسام ہیں: طاعون سے، پیٹ کی تکلیف

(٦١٣٨) طبرانی کبیر: ٥٤٨٦ـ وفيه من لم اعرفهم، هيثمی: ٩٥٣٤.

(٦١٣٩) ابوداؤد: ٢٤٩٣ـ حسن، البانی: ٢١٧٧.

(٦١٤٠) ابن ماجه: ٢٧٧٧ـ ضعيف: ٦١٠.

(٦١٤١) ترمذی: ١٠٦٣ـ صحيح، البانی: ٨٤٨ـ بخاری: ٦٥٤ـ مسلم: ١٩١٤ـ ابن ماجه: ٢٨٠٤ـ احمد: ٢٧٣٢٩ـ مؤطا: ٢٩٥.

وَالْـغَـرِقُ وَصَـاحِـبُ الْهَـدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه الترمذى ، ١٠٦٣)

٦١٤٢ــــ عَـنْ صَـفْـوَانَ بْـنِ أُمَيَّةَ قَـالَ ﴿الطَّاعُوْنُ﴾ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ . (رواه النسائى ، ٢٠٥٤)

٦١٤٣ــ عَـنْ جَابِرٍ ، رَفَعَهُ: الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِـوَى الْـقَتْـلِ فِـى سَبِيْـلِ الـلّٰهِ: الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَالْحَرِقُ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْـجَنْبِ وَالَّذِى يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ وَالْمَرْاَةُ تَـمُـوْتُ بِـجُمْعٍ شَهِيْدَةٌ (رواه رزين) لرزين

قُـلْـتُ: كَذَا فِى الْاَصْلِ هُنَا وَفِى فَضْلِ الْبُكَاءِ مِـنْ بَابِ الْمَوْتِ اَخْرَجَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ عَنْ جَـابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ لِمَالِكٍ وَاَبِىْ دَاوٗدَ وَالنِّسَائِى بِـلَفْظِ: الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِى سَبِيْلِ الـلّٰـهِ: الْـمَـطْـعُـوْنُ شَهِيْـدٌ وَالْغَـرِقُ شَهِيْدٌ وَصَـاحِـبُ ذَاتِ الْـجَـنْبِ شَهِيْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْـدٌ وَالْـحَـرِقُ شَهِيْدٌ الَّذِى يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَـدْمِ شَهِيْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدَةٌ . وَالَّـذِىْ فِى نُسْخَةِ رَزِيْنٍ الَّتِى عِنْدِىْ إِنَّمَا هُوَ أَنَّ جَـابِرَبْنَ عَتِيْكٍ اَخْبَرَهٗ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ غُلِبَ فَصَاحَ بِهٖ فَلَمْ يُجِبْهُ . فَاسْتَرْجَعَ ، وَقَالَ: غَلَبْنَا عَـلَيْكَ يَااَبَا رَبِيْـعٍ ، سَـاقَ الْـحَدِيْثَ وَفِى

سے۔غرق ہونے سے، دیوار کے نیچے دبنے سے مرنے والا اور وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہے۔'' (ترمذی)

''سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: طاعون کی بیماری والا، پیٹ کی بیماری سے، غرق ہونے سے، بچے کی پیدائش سے مرنے والی عورت یہ سب فوت ہونے والے شہید ہیں۔'' (نسائی)

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کی سات اقسام ہیں ماسوائے قتل فی سبیل اللہ کے طاعون، پیٹ کی تکلیف، غرق، آگ میں جل کر مرنے، نمونیے اور وہ جو کسی چیز کے نیچے آنے سے فوت ہوا اور وہ عورت جو زچگی کے دوران وفات پا جائے۔'' (رزین)

میں کہتا ہوں اصل کے اس مقام پر اسی طرح ہے اور موت کے باب میں انہوں نے رونے کی فضیلت کے بارے میں ایک لمبی حدیث جابر بن عتیک سے مالک، ابوداود اور نسائی نے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ صاحب طاعون شہید ہے، غرق ہونے والا شہید ہے، پیٹ کے مرض والا شہید ہے، آگ سے جلنے والا شہید ہے، کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے، جو عورت زچگی کے دوران مر جائے وہ شہید ہے۔ اور رزین کا جو نسخہ میرے پاس ہے۔ اس میں ہے کہ جابر بن عتیک نے اسے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو اس کو بے ہوش پایا۔ اس کو آواز دی تو وہ نہیں بولا۔ پس آپ ﷺ نے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہا: اے ابوالربیع! تیری وجہ سے ہم پر افسوس غالب ہے اور آگے حدیث بیان کی، اور اس کے آخر میں ہے کہ عورت

(٦١٤٢) نسائى: ٢٠٥٤ـ صحيح، البانى: ١٩٤١ـ احمد: ٢٧٠٩٤ـ دارمى: ٢٤١٣.

(٦١٤٣) رزين.

آخِـرِهِ: وَالْـمَـرْأَـةُ تَـمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدَةٌ . انْتَهَـى بِـلَـفْظِهِ ، فَصَحَّ أَنَّهُ جَابِرُ بْنُ عَتِيْكٍ عِـنْـدَ رَزِيْـنٍ لاَ جَـابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ، وَقَوْلُهُ شَهِيْـدَـةٌ ظَاهِرٌ فِي اَنَّ الْحَدِيْثَ عِنْدَهُ بِلَفْظِ الثَّـلاَثَةِ اَيْضًا .

جو زچگی سے فوت ہو شہید ہے۔ ان کے الفاظ ختم ہوئے۔ پس اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث رزین کے پاس بھی جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں ہے۔ اور اس کا قول (شہیدۃ) کے بارے میں ظاہر ہے کہ اس کے پاس حدیث میں ثلاثہ کا لفظ بھی ہے۔''

شرح: ...... یہ اعزازی شہدا ہیں، بعض روایات میں ان کی تعداد پانچ ہے، بعض میں سات ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان میں ٹکراؤ نہیں، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کم تعداد بتائی گئی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعداد میں اضافہ بتایا گیا، حصر مراد نہیں کثرت تعداد بتانا مراد ہے۔ یہ تعداد تقریباً ۲۰ خصائل تک پہنچتی ہے۔ (فتح الباری: ۴۲/۵)

٦١٤٤ــ عَـنْ سَـعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْـدٌ وَمَـنْ قُتِـلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَشَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ . (رواه الترمذى، ٤٠٩٦)

''سعید بن زید کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو اپنے مال کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے خون کے پیچھے مارا گیا وہ بھی شہید ہے۔ اور جو اپنے دین کی وجہ سے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے۔ اور جو اپنے گھر والوں کے پیچھے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے۔'' (ترمذی)

٦١٤٥ــ عَـنْ اَبِىْ جَعْفَرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِـنْـدَ سُـوَيْـدِ بْـنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ . (رواه النسائى، ٤٠٩٦)

''سیدنا ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں سوید بن مقرن کے پاس بیٹھا تھا انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قتل کیا گیا ظلم کی وجہ سے تو وہ شہید ہے۔'' (نسائی)

٦١٤٦ــــ عَـنْ اَبِـىْ سَلاَمٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْـحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ اَغَـرْنَا عَلَى حَيٍّ مِـنْ جُهَيْـنَةَ فَـطَـلَـبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلاً مِنْهُمْ فَضَرَبَهُ فَأَخْطَأَهُ وَاَصَابَ نَفْسَهُ

''ابوسلام کا بیان ہے کہ ایک صحابی نے فرمایا: کہ ہم نے بنو جہینہ کے ایک خاندان پر حملہ کیا تو ایک مسلمان نے ایک مشرک پر تلوار ماری۔ وار غلط پڑا۔ تلوار اس کے اپنے بدن پر پڑی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کو پہنچ جاؤ اے

(٦١٤٤) ترمذی: ١٤٢١۔ صحیح، البانی: ١١٤٨۔ بخاری: ٢٤٥٢۔ مسلم: ١٦١٠۔ احمد: ١٦٥٢۔ دارمی: ٢٦٠٦.
(٦١٤٥) نسائی: ٤٠٩٦۔ صحیح، البانی: ٣٨١٨.
(٦١٤٦) ابوداؤد: ٢٥٣٩۔ ضعیف، البانی: ٥٤٦.

بِالسَّيْفِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخُوْكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ فَابْتَدَرَهُ النَّاسُ فَوَجَدُوْهُ قَدْمَاتَ فَلَفَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِثِيَابِهِ وَدِمَائِهِ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَفَنَهُ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَشَهِيْدٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ وَاَنَا لَهُ شَهِيْدٌ.
(رواه أبوداود، ۲۵۳۹)

مسلمانوں کی جماعت! مسلمان گئے تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ پس آپ ﷺ نے اسی کے کپڑوں میں خون سمیت لپیٹ دیا، اس کا جنازہ پڑھا اور اس کو دفنا دیا تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ شہید ہے؟ فرمایا: ہاں اور میں اس کا گواہ ہوں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے یعنی ایک ظلم سے لینا چاہتا ہے یہ اسے بچاتے ہوئے مارا جاتا ہے اور اپنے خون یعنی اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے، اللہ کے دین کی حمایت میں اور اس کا دفاع کرتے ہوئے مارا جائے تو یہ شہید ہے، ان میں اللہ کی راہ میں میدانِ جہاد میں مارا جانے والا دنیا وآخرت کا شہید ہے۔ دوسرے شہدا آخرت میں ثواب کے لحاظ سے شہید ہیں، دنیا کے معاملہ یعنی غسل، کفن، نماز جنازہ میں میں شہید کی مانند نہیں۔ ان کو غسل کفن وغیرہ دیا جائے گا۔

مومن، خون، ذات اہل وعیال اور مال وغیرہ میں محترم ہے، جب ان میں سے اس کی کسی چیز پر حملہ کیا جائے اور یہ دفاع کرے تو یہ شہید ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو دوسرے کا مال پکڑنا چاہتا ہے اور ناحق مارنا چاہتا ہے تو اس سے لڑائی جائز ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۲/ ۶۵۸)

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بھائی جنگ خیبر میں اپنی تلوار سے شہید ہوئے تھے، ان کے لیے آپ ﷺ نے شہید ہونے اور دوہرے اجر کا اعلان فرمایا تھا۔ (ابوداود: ۲۵۲۷۔ باب فی الرجل یموت لسلاحہ)

٦١٤٧۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَخْتَصِمُ الشُّهَدَاءُ وَالْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِلَى رَبِّنَا فِي الَّذِيْنَ يَتَوَفَّوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَيَقُوْلُ الشُّهَدَاءُ إِخْوَانُنَا قُتِلُوْا كَمَا قُتِلْنَا وَيَقُوْلُ الْمُتَوَفَّوْنَ عَلَى فُرُشِهِمْ إِخْوَانُنَا مَاتُوْا عَلَى فُرُشِهِمْ كَمَا مِتْنَا فَيَقُوْلُ رَبُّنَا أُنْظُرُوْا إِلَى جِرَاحِهِمْ فَإِنْ اَشْبَهَ جِرَاحُهُمْ جِرَاحَ الْمَقْتُوْلِيْنَ فَإِنَّهُمْ مِنْهُمْ وَمَعَهُمْ فَإِذَا

''سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہدا اور اپنے بستر پر مرنے والے اپنے رب کے پاس ان لوگوں کے متعلق جھگڑا کرتے ہیں جو طاعون میں فوت ہوئے۔ پس شہید کہتے ہیں یہ بھی قتل ہوئے جس طرح ہم قتل ہوئے اور اپنے بستر پر مرنے والوں نے کہا: یہ اپنے بستروں پر فوت ہوئے ہیں جس طرح ہم اپنے بستروں پر فوت ہوئے تھے۔ ہمارا رب فرماتا ہے: ان کے زخم دیکھو اگر مقتولوں سے مشابہ ہیں تو یہ ان میں سے ہیں، اور ان کے ساتھ رہنے کے حقدار ہیں

(٦١٤٧) نسائی: ٣١٦٤۔ صحیح، البانی: ٢٩٦٦۔ احمد: ١٦٧٠٨.

جِرَاحُهُمْ قَدْ أَشْبَهَتْ جِرَاحَهُمْ. (رواه النسائی، ٣١٦٤)

تو زخم دیکھنے پر ان کے زخم شہدا کے زخموں کے مشابہ ہوں گے۔'' (النسائی)

شــرح: ......شہدا کا مقصد ہے کہ طاعون سے فوت شدگان ان کے بلند درجات تک پہنچائے جائیں، اگرچہ یہ بستروں پر فوت ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان شہدا کی آرزو کو قبول فرمائیں گے ان کے درجات تک انہیں رسائی دیں گے۔

یہ یاد رہے، بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنت سے باہر مکالمہ ہوگا۔ کیونکہ جنت میں تو ہر تمنا پوری ہوگی۔ (التعلیقات السّلفیہ:۲/۵۴)

اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چونکہ معرکہ میں شہید نہیں ہوئے انہیں کفن، غسل وغیرہ دیا گیا۔ مگر وہ ایک کافر مجوسی کے ہاتھ فقط غیرت اسلامی کی وجہ سے مظلوم شہید ہوئے تھے۔ اس سے ان کی شہادت اعزازی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ (گوندلوی)

٦١٤٨ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهِيْدًا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ. (رواه مالك، ١٠٠٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دیا گیا، کفن پہنایا گیا اور ان کی نمازِ جنازہ پڑھی گئی اور وہ شہید تھے، اللہ ان پر رحم کرے۔'' (مالک)

وجوب الجهاد وصدق النية فيه وآدابه.

جہاد کا وجوب، نیت خالص، اور اس کے آداب کا بیان

٦١٤٩ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّاكَانَ اَوْ فَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْفَاجِرًا وَإِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ. (رواه أبوداود، ٢٥٣٣)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ہر امیر کے ساتھ جہاد فرض ہے خواہ وہ نیک ہو یا فاجر۔ نماز تم پر واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ نیک ہو یا فاجر ہو اگرچہ کبائر کا مرتکب ہی ہو اور نماز ہر مسلمان پر فرض ہے، خواہ نیک ہو یا بد ہو اور اگرچہ کبیرہ گناہ ہی کرتا ہو۔'' (ابوداؤد)

٦١٥٠ـ عَنْ اَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مشرکین سے جہاد کرو اپنے مال، جان اور اپنی زبانوں کے

(٦١٤٨) مالك: ١٠٠٨.

(٦١٤٩) ابوداؤد: ٢٥٣٣ـ ضعيف، البانى: ٥٤٥.

(٦١٥٠) ابوداؤد: ٣٥٠٤ـ صحيح، البانى: ٢١٨٦ـ نسائى: ٣١٩٢ـ احمد: ١٣٢٢٦ـ دارمى: ٢٤٣١.

وَاَلْسِنَتِكُمْ. (رواه أبوداود، ٢٥٠٤) ساتھ۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... جان سے جہاد یہ ہے کہ کفار کے مقابلہ میں میدان میں اتر کر جانی طور پر اسلام کا دفاع کرنا۔

مال سے جہاد یہ ہے کہ جہاد میں جو خرچہ آتا ہے اس پر صرف کرنا ہتھیار وغیرہ خریدنے پر مال صرف کرنا۔

اور زبان سے جہاد یہ ہے کہ دشمن پر حجت قائم کی جائے، اسے اللہ کی طرف دعوت دی جائے، اگر وہ باز نہ آئے تو اسے ڈانٹا جائے اور زبان سے ایسی فضا پیدا کر دی جائے جو دشمن کو مرغوب کرے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۱۸)

٦١٥١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا. (رواه البخاري، ٢٧٨٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ فتح ہونے کے بعد ہجرت نہیں ہے البتہ جہاد اور نیت جہاد باقی ہے۔ اور جب تمہیں جہاد میں نکلنے کا کہا جائے تو تم نکلا کرو۔'' (بخاری)

شرح:...... یہ حدیث اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے:

﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (التوبة: ٤١)

''نکلو! ہلکے اور بوجھل اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔''

حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں، اس کا مطلب ہے مکہ فتح ہو چکا ہے، لوگ جوق در جوق اور فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو چکے ہیں، اب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت ضروری نہیں رہی جبکہ شروع میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت لازمی تھی۔ اب ہجرت اور جہاد کی نیت رکھنا ضروری ہے کہ دشمن اگر کسی وقت بھی مکہ پر حملہ آور ہوگا تو اس کا بذریعہ جہاد دفاع کیا جائے گا۔ تاہم اس ہجرت کا حکم ان کے لیے اب بھی باقی ہے جو مسلمان ہوتے ہیں اور وہ دارالکفر سے نکلنے کی طاقت بھی رکھتے ہیں تو وہ ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ جائیں، خصوصاً اس وقت ہجرت نہ کرنا گناہ ہے جب ایمان وعمل خطرہ میں ہو، ایسے لوگوں کے متعلق ہی قرآن کہتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ (النسآء: ٩٧)

''بیشک وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے، جب انہیں فرشتے فوت کرتے ہیں تو کہتے ہیں تم کس

(٦١٥١) بخاری: ٢٧٨٣۔ مسلم: ١٤٣٥٣۔ ترمذی: ١٥٩٠۔ نسائی: ٤١٧٠۔ ابوداؤد: ٢٤٨٠۔ ابن ماجہ: ٢٧٧٣۔ احمد: ٣٣٢٥۔ دارمی: ٢٥١٢.

میں تھے، یہ کہتے ہیں ہم زمین میں ناتواں تھے وہ کہتے ہیں، کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی تم ادھر ہجرت کر لیتے۔''

اس حدیث کا اہم سبق یہ ہے کہ اگرچہ اسلام کے غلبہ کی وجہ سے ہجرت کی اب ضرورت نہیں رہی مگر تم یہ نیت رکھو کہ اگر امام وقت ہجرت اور جہاد پر بلائے گا تو تم نکل پڑو گے تمہیں اس حسن نیت سے ہی ثواب ملتا رہے گا۔ اس حدیث میں ایک عظیم الشان بشارت یہ ہے کہ اب مکہ ہمیشہ دارالاسلام رہے گا اور امام وقت معین لوگوں سے کہے کہ جہاد یا ہجرت کے لیے نکل پڑو تو ان پر نکلنا لازمی ہو جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا اعمال نیتوں کے مطابق معتبر ہوتے ہیں۔ (فتح الباری:٦/ ٣٨)

٦١٥٢۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُوَ لَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلَی شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ قَالَ ابْنُ سَهْمٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ فَنَرَی أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ عَلَی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواہ مسلم، ١٩١٠)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو فوت ہوا اور نہ تو جہاد کیا اور نہ جہاد کے لیے دل میں خیال کیا تو وہ نفاق کی ایک شاخ پر فوت ہوا۔ ابن سہم نے کہا: ابن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ حکم آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھا۔'' (مسلم)

٦١٥٣۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ یَغْزُأَوْ یُجَهِّزْ غَازِیًا أَوْ یَخْلُفْ غَازِیًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ اَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَالَ یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِرَبِّهٖ فِی حَدِیْثِهٖ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ. (رواہ أبوداود، ٢٥٠٣)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جہاد میں شمولیت نہ کی اور نہ ہی غازی کو سامان حرب فراہم کیا اور غازی کے اہل وعیال میں اس کی نیابت بھی نہ کی تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے اس پر کھڑکھڑانے والی مصیبت نازل کرے گا۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ...... ثابت ہوا جہاد ترک کرنے والا، اس کی نیت نہ رکھنے والا، یا پھر مجاہد سے تعاون نہ کرنے والا دو برائیاں لیتا ہے۔ (١) اس نے منافقوں والا کام کیا ہے کیونکہ وہ جہاد سے جی چراتے تھے۔

(٢) یہ کسی اچانک تباہ کن مصیبت کا شکار ہوگا۔ (عون المعبود: ٢/ ٣١٨)

٦١٥٤۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لاَ تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا. (رواہ البخاری، ٣٠٢٦)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دشمن کے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ اور جب مقابلہ پر آ جاؤ تو صبر سے کام لو۔'' (بخاری)

(٦١٥٢) مسلم: ١٩١٠۔ نسائی: ٣٠٩٧۔ ابوداؤد: ٢٥٠٢.

(٦١٥٣) ابوداؤد: ٢٥٠٣۔ حسن، البانی: ٢١٨٥۔ ابن ماجه: ٢٧٦٢۔ دارمی: ٢٤١٨.

(٦١٥٤) بخاری: ٣٠٢٦۔ مسلم: ١٧٤٢۔ ترمذی: ١٦٧٨۔ ابوداؤد: ٢٦٣١۔ ابن ماجه: ٢٧٩٦۔ احمد: ١٨٩١٧.

شــرح: ......دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے انجام سے بے خبر ہے۔ جس طرح یہ ممانعت ہے کہ فتنہ وآ زمائش نہ مانگو۔ اسی طرح اس کی بھی ممانعت ہے کہ دشمن کی ملاقات نہ مانگو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: مجھے عافیت ملے اور میں شکر کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ آزمائش آئے اور میں صبر کروں۔

علاوہ ازیں یہ تمنا کرنے میں خود پر حد سے زیادہ اعتماد اور اپنی قوت پر زیادہ اہتمام کی صورت بھی ہوتی ہے، اس لیے اس کی ممانعت ہے کہ انسان اس سے محتاط رہے۔ ہاں اگر سامنا ہو جائے تو پھر میدان جہاد سے راہِ فرار نہ اختیار کریں بلکہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں۔

اس حدیث میں یہ درس ہے کہ دشمن کی ملاقات کے وقت اللہ سے مدد طلب کی جائے، اور دعا کی جائے۔ اور مجاہدوں کو ان کی اصلاح کی رہنمائی کی گئی ہے۔ (فتح الباری: ٦/ ١٥٦)

٦١٥٥ــ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ وَوَضَعُوا السِلاَحَ وَقَالُوْا لاَ جِهَادَ قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ وَقَالَ كَذَبُوا الآنَ لآنَ جَاءَ الْقِتَالُ وَلاَ يَزَالُ مِنْ اُمَّتِى اُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ وَيُزِيْغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوْبَ اَقْوَامٍ وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ. (رواه النسائی، ٣٥٦١)

''سیدنا سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگوں نے گھوڑوں کو بے قیمت بنادیا ہے۔ ہتھیار رکھ دیئے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ جہاد نہیں رہا کیونکہ جنگ نے اپنے اوزار اتار پھینکے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ انہوں نے غلط کہا ہے جہاد کا عہد تو اب شروع ہوا ہے اور ہمیشہ میری امت سے ایک جماعت جہاد کرتی رہے گی۔ اور وہ حق پر قتال کرتے رہیں گے۔ اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ قوموں کے دل ٹیڑھے کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے رزق کا سامان فراہم کرے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔'' (نسائی)

٦١٥٦ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَاتَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم قرض کی بیع شروع کردو گے، اور بیلوں کے دم پکڑو گے، اور کھیتی کرنے پر راضی ہوجاؤ گے، اور جہاد چھوڑ دو گے تو

(٦١٥٥) نسائی: ٣٥٦١۔ صحیح، البانی: ٣٣٣٣۔ دارمی: ٥٥.

(٦١٥٦) ابوداؤد: ٣٤٦٢۔ صحیح، البانی: ٢٩٥٦۔ احمد: ٢٧٥٧٣.

سَـلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلاًّ لاَ يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا إِلَى دِيْنِكُمْ . (رواه أبوداود، ٣٤٦٢)

تم پر اللہ ذلت ڈال دے گا۔ اس کو تمہارے اوپر سے نہیں اٹھائے گا یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ گے۔'' (ابوداؤد)

٦١٥٧ــ عَنْ اَبِى اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ وَرَأَى سِكَّةً وَشَيْئًا مِنْ آلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لاَ يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ إِلاَّ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ . (رواه البخاري، ٢٣٢١)

''سیدنا ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ نے ہل کی پھال اور کوئی زرعی آلات دیکھے تو کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ چیز جس قوم کے گھر میں داخل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت بھی ڈال دیتا ہے۔'' (بخاری)

شرح: ...... یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد جاری رہے گا اور اس کی وجہ سے روزی ملے گی۔

باقی رہی یہ بات کہ زراعت کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے، اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ زیرِ شرح حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ جس گھر میں یہ آلات زراعت آ جائیں اس میں ذلت آ جاتی ہے۔

یہ اس وقت ہوتا ہے جب زراعت میں ہی انسان مصروف ہو جائے دوسری دینی ذمہ داریاں پوری نہ کرے۔ اگر یہ دین کی سربلندی کے لیے بھی کوشاں ہے تو پھر ذلت نہیں ہوتی، جبکہ عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۵/ ۵)

٦١٥٨ــ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شُجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذٰلِكَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه البخاري، ٧٤٥٨)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کوئی مرد شجاعت کی وجہ سے لڑتا ہے، اور کوئی قومی حمیت کی وجہ سے لڑتا، اور کوئی دکھلاوے کے لیے لڑتا ہے تو ان میں سے فی سبیل اللہ کون ہے؟ فرمایا: وہ جو لڑا تا کہ اللہ کا کلمہ ہی بلند رہے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے۔'' (بخاری)

٦١٥٩ــ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلاً غَزَا يَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالذِّكْرَ مَالَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ شَىْءَ لَهُ فَأَعَادَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ يَقُوْلُ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَشَىْءَ لَهُ

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک آدمی آیا اور نبی ﷺ سے عرض کیا: آپ ﷺ بتائیں کہ آدمی جہاد وقتال کرتا ہے وہ اجر کا طلب گار بھی ہوتا ہے اور مال کا بھی اس کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس آدمی نے تین بار اپنی بات کا اعادہ کیا۔ اور آپ ﷺ بار بار

(٦١٥٧) بخاری: ٢٣٢١.

(٦١٥٨) بخاری: ٧٤٥٨۔ مسلم: ١٩٠٤۔ ترمذی: ١٦٤٦۔ نسائی: ٣١٣٦۔ ابوداؤد: ٢٥١٧۔ ابن ماجه: ٢٧٨٣۔ احمد: ١٩٢٤٠.

(٦١٥٩) نسائی: ٣١٤٠۔ حسن صحیح، البانی: ٢٩٤٣.

ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لاَ يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلاَّ مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهٗ. (رواه النسائی، ۳۱٤۰)

یہی جواب دیتے رہے کہ اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں کرتا مگر وہ عمل جو خالص اس کے لیے اور اس کی رضا کے لیے ہو۔'' (نسائی)

٦١٦٠ــ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَزَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْوِ إِلاَّ عِقَالاً فَلَهٗ مَانَوٰى. (رواه النسائی، ۳۱۳۸)

''یحییٰ بن ولید اپنے دادا عبادہ بن صامت سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جہاد کیا، اور صرف رسی کی نیت رکھی تو اس کے لیے صرف وہی چیز ہوگی جو نیت کی ہے۔'' (نسائی)

٦١٦١ــ عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ ثُمَّ قَالَ أُهَاجِرُ مَعَكَ فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ بَعْضَ اَصْحَابِهِ فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ ﷺ سَبْيًا فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهٗ فَأَعْطَى اَصْحَابَهٗ مَا قَسَمَ لَهُ وَكَانَ يَرْعٰى ظَهْرَهُمْ فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوْهُ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا قِسْمٌ قَسَمَهٗ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالَ قَسَمْتُهٗ لَكَ قَالَ مَا عَلَى هٰذَا اتَّبَعْتُكَ وَلٰكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى اَنْ أُرْمَى إِلَى هَاهُنَا وَاَشَارَ إِلَى حَلْقِهٖ بِسَهْمٍ فَأَمُوْتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْكَ فَلَبِثُوْا قَلِيْلاً ثُمَّ نَهَضُوْا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يُحْمَلُ قَدْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ حَيْثُ اَشَارَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَهُوَ هُوَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ صَدَقَ اللّٰهَ

''شداد بن ہاد کا بیان ہے کہ اعراب میں سے ایک آدمی آیا، نبی ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی اتباع کی۔ پھر اس نے کہا: میں آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت میں شامل ہوتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے ایک صحابی کو اس کے لیے وصیت کی۔ جب جنگ کا موقع آیا، نبی ﷺ کے پاس غنیمت آئی اور آپ ﷺ نے مال تقسیم کیا اور اس کا حصہ بھی نکالا جو اس کے کسی ساتھی کو دے دیا اور یہ بدوی اپنے رفقاء کے جانور چرانے کے لیے گیا تھا واپس آیا تو اس کا حصہ اس کو دیا گیا۔ اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: تیرا حصہ رسول اللہ ﷺ نے تقسیم کر کے دیا ہے۔ تو وہ اس چیز کو لے کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کی: یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے تیرا حصہ دیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے اس کے لیے آپ ﷺ کی اتباع نہیں کی البتہ میں نے اس لیے اتباع کی ہے کہ یہاں تیر مارا جاؤں اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اس سے میں فوت ہو جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے اللہ کو سچ کر دکھایا تو اللہ بھی اپنا وعدہ سچا کر دکھائے

(٦١٦٠) نسائی: ۳۱۳۸۔ حسن، البانی: ۲۹٤۱۔ احمد: ۲۲۲۸۲۔ دارمی: ۲٤۱٦.

(٦١٦١) نسائی: ۱۹۵۳۔ صحیح، البانی: ۱۸٤۵.

فَصَدَّقَهُ ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَكَانَ فِيمَا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ اللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذٰلِكَ . (رواه النسائی ، ۱۹۵۳)

گا۔ پھر تھوڑا وقت ہی ٹھہرے اور دشمن کی طرف جانے لگے اور پھر اس اعرابی کو آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا تو جس جگہ تیر لگنے کا اس نے اشارہ کیا تھا اسی جگہ اس کو تیر پہنچا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، فرمایا: اس نے اللہ سے وعدہ سچ کر دکھایا اور اللہ نے بھی اس سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے جبے کا کفن پہنایا، آگے بڑھے اور اس کا جنازہ پڑھایا۔ اس دن آپ ﷺ کی یہ دعا سننے میں آئی۔ ''یا اللہ! یہ تیرہ بندہ ہے تیری راہ میں ہجرت کر کے نکلا ہے پس یہ شہید کیا گیا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں۔'' (النسائی)

شرح: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جو کلمۃ اللہ کے اعزاز کے لیے نہیں لڑے گا، وہ فی سبیل اللہ لڑنے والا نہ ہوگا، اس کی لڑائی اسی غرض وغایت کے لیے ہوگی جو اس نے نیت میں کر رکھی ہے۔ اگر نیت اعلائے کلمۃ اللہ ہو اور دوسری غرض ضمناً مل جائے تو اس سے اجر میں فرق نہیں آئے گا لیکن اصل مقصد اللہ کی رضا ہونا چاہیے۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دنیاوی حکومتیں جنگ کے شعلے اس لیے بھڑکاتی ہیں کہ ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر غالب کریں بعض عناصر کو بعض پر سیادت ملے، یا اپنی مملکت کے توسیع پسندانہ عزائم ہوتے ہیں، اقتصادی اور تجارتی مفادات ہوتے ہیں، ظالمانہ کارروائیاں کرتے ہیں کہ ان کی دہشت دوسروں پر پڑے۔ مادی مقاصد ہوتے ہیں جن کی خاطر دنیا کا امن برباد کرتے ہیں، جبکہ جہاد کا مقصد اسلام نے یہ رکھا ہے جو کہ ان سب سے ممتاز، اعلیٰ اور مفید ہے۔ اور صرف اس کی غرض وغایت کلمۃ اللہ کی بلندی ہے، نہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بڑا ہے۔ نہ ہی اس کے کلمہ کی سربلندی سے بڑا کوئی مقصد ہے ع

شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

۶۱۶۲۔ عَنْ اَبِي عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ أَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلاً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّي وَأَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ إِلَيَّ

''ابوعقبہ سے روایت ہے جو اھل فارس میں سے کسی کا آزاد کردہ تھا، انھوں نے کہا: نبی ﷺ کے ساتھ میں احد کی جنگ میں حاضر تھا۔ پس میں نے ایک مشرک کو مارا اور کہا: میری ضرب لے اور میں فارسی غلام ہوں۔ پس نبی ﷺ نے متوجہ

(۶۱۶۲) ابوداؤد: ۵۱۲۳۔ ضعیف، البانی: ۱۰۹۶۔ ابن ماجہ: ۲۷۸٤۔ احمد: ۲۲۰۰۹۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ فَهَلاَّ قُلْتُ خُذْهَا مِنِّی وَاَنَا الْغُلاَمُ الاَنْصَارِیُّ. (رواہ أبوداود، ۵۱۲۳)

ہو کر فرمایا: تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ میں انصاری لڑکا ہوں۔'' (ابوداؤد)

۶۱۶۳۔۔۔ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ یَکْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ. (رواہ ابوداود، ۲۶۵۶)

''سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہما لڑائی کے وقت شور وشغب کو نا پسند کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

۶۱۶۴۔۔۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ وَجُیُوْشُهٗ إِذَا عَلَوُا الثَّنَایَا کَبَّرُوْا وَإِذَا هَبَطُوْا سَبَّحُوْا فَوُضِعَتِ الصَّلَاةُ عَلَی ذٰلِكَ. (ابو داود، ۲۵۹۹)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی فوج کے لوگ جب بلند جگہ پر جاتے تو تکبیر پڑھتے تھے اور جب وادی میں اترتے تو تسبیح کہتے تھے۔ اور نماز کی وضع بھی اسی طرح مقرر کردی گئی۔'' (ابوداؤد)

۶۱۶۵۔۔۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ کَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِیْنَ عَبْدُاللّٰہِ وَشِعَارُ الْأَنْصَارِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ (رواہ أبوداود، ۲۵۹۵)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مہاجرین کا شعار عبداللہ تھا۔ اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔'' (ابوداؤد)

۶۱۶۶۔۔۔ عَنْ إِیَّاسِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلَیْنَا أَبَابَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَغَزَوْنَا نَاسًا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَبَیَّتْنَا هُمْ نَقْتُلُهُمْ وَکَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّیْلَةَ أَمِتْ أَمِتْ قَالَ سَلَمَةُ فَقَتَلْتُ بِیَدِی تِلْكَ اللَّیْلَةَ سَبْعَةَ أَهْلِ أَبْیَاتٍ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿وَفِی رِوَایَةٍ: یَا مَنْصُوْرُ أَمِتْ﴾ (رواہ أبوداود، ۲۶۳۸)

''ایاس بن سلمہ اپنے والد سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ نے غزوے میں ہمارے اوپر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ پس ہم رات کے وقت مشرکین کی ایک قوم پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے ان کو قتل کیا۔ میں نے اس رات سات گھروں کے آدمی قتل کیے۔ اور ہمارا شعار اس دن یہ تھا۔ اَمِتْ اَمِتْ ماردے ماردے۔ اور ایک روایت میں یہ شعار تھا اے منصور! مار۔''

شرح: ...... ثابت ہوا کہ عام شور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پسند نہ کرتے تھے لیکن جنگی کوڈ ورلڈ استعمال کرنا جائز ہے۔ اور بلندی پر چڑھتے ہوئے خواہ یہ سفر جہاد میں ہو یا سفر جہاد کے علاوہ ہو اللہ اکبر کہا جائے۔ اور جب اتراؤ ہو تو

(۶۱۶۳) ابوداؤد: ۵۱۲۳۔ صحیح موقوف، البانی: ۲۳۱۴.

(۶۱۶۴) ابوداؤد: ۲۵۹۹۔ صحیح، البانی: ۲۲۶۴۔ دون قوله فو ضعت دون العلو والهبوط، فهو فی حدیث اخر صحیح، مسلم: ۱۳۴۲۔ ترمذی: ۳۴۴۷۔ احمد: ۶۲۳۸۔ دارمی: ۲۶۷۳.

(۶۱۶۵) ابوداؤد: ۲۵۹۵۔ ضعیف، البانی: ۵۵۸.

(۶۱۶۶) ابوداؤد: ۲۶۳۸۔ حسن، البانی: ۲۲۹۷۔ ابن ماجه: ۲۸۴۰۔ احمد: ۱۶۰۶۲۔ دارمی: ۲۴۵۱.

سبحان اللہ کہا جائے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۳۹)

٦١٦٧ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَّى غَيْرَهَا وَكَانَ يَقُوْلُ الْحَرْبُ خُدْعَةٌ. (رواه ابوداود، ٢٦٣٧)

''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس جانب فوج کشی کرتے تو اس جانب کے علاوہ دوسری طرف ظاہر کر کے اخفا سے کام لیتے اور فرماتے تھے: جنگ میں چال چلنا ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی غزوہ کرنا ہوتا تو واضح نہ فرماتے تھے کہ میں نے کس طرف حملہ آور ہونا ہے، صرف غزوہ تبوک اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا تھا کہ میں تبوک کی جانب جانے والا ہوں کیونکہ یہ سخت گرمی میں وجود پذیر ہوا تھا، سفر دور کا تھا اور دشمن بھی بڑی تعداد میں تھا۔ یہ اس لیے بتایا تھا کہ دشمن کے خلاف مناسب تیاری کر لیں۔ آپ دشمن پر حملہ اس لیے چھپاتے تھے کہ جاسوس کو علم نہ ہو سکے اور اس طرح حملہ سے دشمن مرعوب بھی ہوتا ہے اور اس سے نقصان بھی کم ہوتا ہے اور لوگ زیادہ قتل ہونے سے محفوظ رہتے ہیں اور اسلام سے ہمکنار ہونے میں یہ طریقہ جنگ ان کے لیے بہتر تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس فکر میں ہوتے تھے کہ مشرکوں وغیرہ دشمنوں کا بھی جانی نقصان کم ہو امید یہی تھی کہ شاید یہ ایمان لے آئیں اور آپ نے دشمنان اسلام کے خلاف میدان میں اترنے سے پہلے امت کے ذمہ داروں کو اچھی طرح جنگی منصوبہ بندی کرنے کا سبق دیا ہے۔ اور جو حدیث میں یہ آیا ہے کہ ''جنگ دھوکہ ہے'' اس کا مطلب یہ نہیں کہ دشمن سے عہد کیا اور پھر دھوکہ سے توڑ دیا کیونکہ عہد کی پاسداری ضروری ہے۔ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جس طرف روانہ ہونا ہو اس کا نہیں اس کی مخالف سمت کا اظہار کیا جائے کہ اس کا راستہ کیا ہے، اس راستہ میں پانی میسر ہے کہ نہیں۔ الغرض! ثابت یہ کیا جائے کہ ادھر ہی جانا ہے تا کہ بے خبری میں دشمن کو پا لیا جائے یہ یاد رکھا جائے ایسا اچانک حملہ آور ہونا اس دشمن پر جائز ہے جسے دعوت اسلام دی جا چکی ہو، اگر دعوت اسلام نہ دی ہو تو حملہ سے پہلے اسے دعوت دی جائے، اس کے بعد خفیہ منصوبہ بندی سے اس پر اچانک حملہ آور ہونا جائز ہے۔ ہاں! اگر کوئی مسلمان پکڑا جاتا ہے دشمن کوئی بات پوچھتا ہے یہ غلط بتائے تو جائز ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۲۶۵)

٦١٦٨ــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ أَصُوْلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ. (رواه أبوداود، ٢٦٣٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوے پر رواں ہوتے تو فرماتے: اے اللہ! تو ہی میرا بازو ہے۔ تو ہی میرا مددگار ہے۔ تیری مدد سے میں دفاع کرتا ہوں۔ تیری مدد کے ساتھ حملہ کرتا ہوں اور تیرے سہارے ہی لڑتا ہوں۔''

(٦١٦٧) ابوداؤد: ٢٦٣٧۔ صحيح، البانى: ٢٢٩٥۔ بخارى: ٤٤١٨۔ احمد: ١٥٣٥٤۔ دارمى: ٢٤٥٠.

(٦١٦٨) ابوداؤد: ٢٦٣٢۔ صحيح، البانى: ٢٢٩١۔ ترمذى: ٣٥٨٤.

شرح: ......دشمن سے ملاقات کے وقت یہ دعا کی جائے خواہ وہ میدان جنگ کا دشمن ہو یا کوئی بھی دشمن ہو تو اس کے پڑھنے سے اللہ کی مدد اترتی ہے۔ اللہ تو میرا بازو ہے، اس کا مطلب ہے کہ تو ہی میری اعتماد گاہ ہے اور کوئی نہیں اور تو ہی میرا معاون ہے۔ تیری بخشی ہوئی طاقت سے ہی میں دشمن کی چالوں کو دور کرتا ہوں اور اس کے مکر وحیلہ کے خلاف تدبیر کرتا ہوں اور تیری ہی دی ہوئی قوت کے ذریعہ میں دشمن کی بیخ کنی کر کے اس پر غلبہ حاصل کر سکتا ہوں۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۶)

٦١٦٩ــ عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِنْ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ حٰمٓ لاَ يُنْصَرُوْنَ. (رواه ابوداود، ٢٥٩٧)

''مہلب کہتے ہیں مجھے اس صحابی نے بیان کیا جس نے رسول اکرم ﷺ سے سنا: جب تم پر شب خون مارا جائے تو تمہارا شعار حم ہونا چاہیے، پھر دشمنوں کی مدد نہ کی جائے گی۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......یعنی اگر دشمن اچانک تم پر شب خون مارتا ہے تو تم لا ینصرون پڑھا کرو تو پھر تمہاری مدد اترے گی اور دشمن ناکام ہوگا۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۳۸)

٦١٧٠ــ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْغَزْوُغَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَالشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنَبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ وَاَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًاوَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَاَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ. (رواه ابوداود، ٢٥١٥)

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غزوے دو طرح کے ہیں پس جس نے اللہ کی رضا طلب کی، امام کی اطاعت کی، عمدہ چیز خرچ کی، ساتھی کو آسانی پہنچائی اور ہر طرح کے فساد سے اجتناب کیا تو اس کا سونا اور بیدار ہونا سب ہی اجر وثواب ہے۔ اور جس نے غزوے میں فخر، ریاکاری، شہرت کی، امام کی نافرمانی کرنا اور زمین میں فساد کرنا ترک نہ کیا تو وہ گناہوں سے بچ کر نہیں آئے گا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ایک غزوہ اللہ کی رضا کے لیے ہے، جس میں انسان اپنی ہر نفیس چیز اللہ کی راہ میں لوٹاتا ہے، رفیق سفر سے نرمی برتتا ہے یہ تو بے شمار اجر لے کر لوٹتا ہے۔ دوسرا غزوہ جو ریاء کاری اور فخر کے لیے ہے۔ نیت بد ہونے کی وجہ سے اس کے نیک کام بھی گناہ میں بدل گئے ہیں، تو یہ نافرمان ہو کر لوٹتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۱)

٦١٧١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أُرِيْدُ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جب ایک آدمی نے کہا: میں اپنی

(٦١٦٩) ابوداؤد: ٢٥٩٧ـ صحيح، الباني: ٢٢٦٢ـ ترمذى: ١٩٨٢ـ احمد: ٢٢٦٩٣.

(٦١٧٠) ابوداؤد: ٢٥١٥ـ حسن، الباني: ٢١٩٥ـ نسائى: ٣١٨٨ـ احمد: ٢١٥٣٧ـ دارمى: ٢٤١٧.

(٦١٧١) رزين.

أَنْ أَبِيْعَ نَفْسِي مِنَ اللّٰهِ فَأُجَاهِدَ حَتّٰى أُقْتَلَ . فَقَالَ: وَيْحَكَ وَأَيْنَ الشُّرُوْطُ أَيْنَ قَوْلُهُ التَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الأية . (رواه رزين)

جان اللہ پر فروخت کرتا ہوں پس میں جہاد کروں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرا اچھا حال ہو۔ جہاد کی شرائط بھی ملحوظ رہیں وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کدھر جائے گا؟ (توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے) تا آخر آیت۔'' (رزین)

٦١٧٢۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ ، حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُوْنَ الْقَوْمَ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ؟ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ مِنَّا حَيْثُ يَنَالُهُمُ النَّبْلُ كَانَتِ الْمُرَامَاةُ بِالنَّبْلِ فَإِذَا اقْتَرَبُوْا حَتّٰى تَنَالُنَا وَإِيَّاهُمُ الْحِجَارَةُ ، كَانَتْ لَهُمُ الْمُرَاضِخَةُ بِالْحِجَارَةِ ، وَأَخَذَ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ حَجَرًا فِي يَدِهِ ، وَحَجَرَانِ فِي حُجْزُمَتِهِ فَإِذَا اقْتَرَبُوْا حَتّٰى تَنَالَنَا وَإِيَّاهُمُ الرِّمَاحُ ، كَانَتِ الْمُدَّاعَسَةُ بِالرِّمَاحِ ، فَإِذَا انْتَقَضَتِ الرِّمَاحُ كَانَتِ الْجِلَادُ بِالسُّيُوْفِ ، فَقَالَ ﷺ بِهٰذَا أُنْزِلَتِ الْحَرْبُ ، مَنْ قَاتَلَ فَلْيُقَاتِلْ قِتَالَ عَاصِمٍ . (رواه الطبراني فی الكبير، ٤٥١٣ وَمُحَمَّدُ الْحَجَّاجُ مَجْهُوْلٌ)

''محمد بن الحجاج بن حسین بن سائب بن ابی لبابہ کہتے ہیں میرے باپ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن کہا: جب تم ان کے مقابلے پر آ ؤ گے تو کیسے لڑو گے؟ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! جب وہ قوم ہم سے اتنے فاصلے پر ہوگی کہ ہمارے تیر ان تک پہنچ سکیں تو تیروں سے مارنا ہوگا، جب وہ قریب آ جائیں گے تو مسلسل سنگ باری ہوگی۔'' جب وہ اور قریب آ جائیں گے تو نیزہ مارا جائے جب نیزے مارنے کی نوبت ختم ہو جائے تو تلوار کی دھار پر دشمن کو رکھا جائے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: لڑائی کا طریقہ یہی نازل ہوا ہے پس جو لڑے وہ عاصم کے انداز جنگ کو اختیار کرے۔'' (الکبیر، اور محمد بن الحجاج مجہول ہے)

٦١٧٣۔عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ وَدِيْنُهُ حَسَبُهُ وَمُرُوْءَتُهُ خُلُقُهُ وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ فَالْجَبَانُ

''یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مومن کی عزت و کرامت اس کے تقویٰ میں ہے۔ اور اس کا دین اس کی شرافت میں ہے۔ اس کی مروت، اخلاق حسنہ سے ہے۔ اور بہادری یا بزدلی فطرت تخلیق سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ جہاں

(٦١٧٢) طبرانی کبیر: ٤٥١٣۔ ومحمد بن الحجاج قال ابو حاتم مجهول، هیثمی: ٩٦٧٤.
(٦١٧٣) مؤطا: ١٠٠٧.

يَفِرُّعَنْ اَبِيْهِ وَأُمِّهِ وَالْجَرِئُ يُقَاتِلُ عَمَّا لاَ يَئُوْبُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوْفِ وَالشَّهِيْدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ . (رواه مالك ١٠٠٧)

چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔ ڈرپوک بزدل تو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس کی طرف سے بھی لڑ جاتا ہے جو اسے اپنے گھر تک بھی نہیں لے کر جائے گا۔ اور قتل ہونا بھی موتوں میں سے ایک موت ہے۔ اور شہید وہ ہے جو اپنی جان کو اللہ سے ثواب کی امید پر پیش کرتا ہے۔''

شرح: ......یعنی مومن کا شرف وفضل صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ اس کا حسب اباء واجداد نہیں بلکہ دین اور اخلاق ہے اور اس کی مروت جوانمردی، اچھے اوصاف اور اچھے اخلاق ہیں۔ بہادری اور بزدلی فطرتی ہوتی ہے یہ حاصل کرنے سے نہیں ہوتی اور بزدل نے دوسرے کا کیا دفاع کرنا ہے، وہ تو اپنے والدین کا دفاع نہیں کرسکتا۔ بہادر کسی مفاد کے لیے نہیں لڑتا اس لیے وہ بے دریغ لڑتا ہے اور اللہ کی راہ میں قتل ہونا بھی موت کی ایک قسم ہے جس طرح بستر پر موت کا آنا بھی ایک قسم ہے، اس لیے موت تو آنی ہے۔ مگر اللہ کی راہ والی موت اعلیٰ موت ہے، بزدلی کا کیا فائدہ ہوگا۔ (شرح زرقانی:۳/۴۰)

أحكام وأسباب تتعلق بالجهاد.

وہ احکامات واسباب جو جہاد سے تعلق رکھتے ہیں

٦١٧٤ــ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ أَمِيْرًا عَلَى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْ صَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا وَلاَ تَغُلُّوْا وَلاَ تَغْدِرُوْا وَلاَ تَمْثُلُوْا وَلاَ تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَإِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلاَثِ خِصَالٍ أَوْ خِلاَلٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلاَمِ فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ

''سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فوج یا سریہ کا امیر مقرر کرتے تو اس کے نفس کے بارے میں خاص وصیت کرتے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے، اپنے ساتھی مسلمانوں سے بہتر سلوک کرے۔ پھر فرماتے تھے: جہاد کرو اللہ کے نام سے، اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ جہاد کرو، نہ غنیمت میں خیانت کرو، نہ غداری کرو، مقتول کا مثلہ نہ کرو اور کسی نا بالغ کو قتل نہ کرو۔ فرماتے: جب دشمن کے سامنے جاؤ تو تین امور کی دعوت دو وہ ان میں سے جو امر قبول کریں تو منظور کر، اور ان سے لڑائی ترک کر دے۔ ان کو اسلام کی دعوت دے، اگر وہ قبول کریں تو ان کا اسلام لانا قبول کر، ان سے ہاتھ روک دے۔ پھر ان کو اپنے گھر کو چھوڑ کر مہاجرین کے پاس آنے کی دعوت دے، اور ان کو

(٦١٧٤) مسلم: ١٧٣١۔ ترمذی: ١٦١٧۔ ابوداؤد: ٢٦١٣۔ ابن ماجه: ٢٨٥٨۔ احمد: ٢٢٥٢١۔ دارمی: ٢٤٣٩.

وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَإِنْ أَبَوْا اَنْ يَتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْ مِنِيْنَ وَلاَيَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ إِلَّاأَنْ يُجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْافَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلاَ تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلاَ ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ وَمِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَإِذَا حَاصَرَتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلاَ تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِى اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ أَمْ لاَ. (رواه مسلم، ١٧٣١)

بتادے کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لیے وہ ہو گا جو مہاجرین کے لیے ہے۔ اور ان پر وہ ذمہ داری عائد ہوگی جو مہاجرین پر عائد ہے۔ اگر وہ ہجرت سے انکاری ہوں تو ان کو خبر دو کہ وہ دیہات کے اعراب مسلمانوں کی مانند ہوں گے، ان پر اللہ کے وہ احکام جاری ہوں گے جو اہل اسلام پر نافذ ہوا کرتے ہیں۔ ان کے لیے غنیمت اور مال فے میں حصہ نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر لڑائی میں حصہ لیں۔ اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو ان کو جزیہ (ٹیکس) دینے کی دعوت دے کہ وہ رعایا بن کر رہیں، اگر وہ یہ بات تسلیم کریں تو ان سے قبول کر اور ان سے ہاتھ روک لے۔ اور اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو پھر اللہ کی مدد طلب کر اور ان سے جنگ کر۔ اگر تو اہل قلعہ کا محاصرہ کرے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ تجھ سے طلب کریں تو ایسا نہ کرنا، بلکہ اپنے اور اپنے اصحاب کے ذمہ پر صلح کر اس لیے کہ تمہارا اپنے ذمہ اور اپنے رفقا کے ذمہ کو توڑنا زیادہ آسان ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ توڑنے سے۔ اگر کسی قلعہ کا تو محاصرہ کرے تو وہ اللہ کے حکم پر اتر کر تیرے ساتھ صلح کا ارادہ ظاہر کریں تو تم اللہ کے حکم پر مصالحت نہ کرنا بلکہ ان کو اپنے حکم کی شرط پر اتار اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ اللہ کے حکم کے مطابق ان سے فیصلہ کر پائے گا یا نہیں۔'' (مسلم)

٦١٧٥ـــ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ انْطَلِقُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلاَ تَقْتُلُوْا شَيْخًا

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب فوج روانہ کرتے تو فرماتے: جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کی توفیق سے اور رسول اللہ ﷺ کے ملت پر۔ کسی بڑے بوڑھے کو قتل نہ کرو، کسی

(٦١٧٥) ابوداؤد: ٢٦١٤ـ ضعیف، البانی: ٥٦١.

فَانِياً وَلاَ طِفْلاً وَلاَ صَغِيْرًا وَلاَ امْرَأَةً وَلاَ تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَأَصْلِحُوْا وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ . (رواه أبوداود، ٢٦١٤)

نابالغ بچے کو قتل نہ کرو، اور کسی عورت کو قتل نہ کرو۔ خیانت نہ کرو اور اپنی غنیمت جمع کرو، لوگوں کی اصلاح کرو، اور احسان بھی کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٦١٧٦۔ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ . (رواه البخاري، ٢٥٤١)

''ابن عون نے نافع کو خط لکھا تو انھوں نے جواب میں لکھا بے شک نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ کیا تو وہ اس وقت بے خبر تھے، اور ان کے مویشی پانی پر تھے تو ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا۔ ان کی اولاد وغیرہ کو قیدی بنایا، اور جویریہ رضی اللہ عنہا بھی اسی دن قبضہ میں آئیں۔'' (بخاری)

٦١٧٧۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُلُوْا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَبْقُوْا شَرْخَهُمْ . (رواه أبوداود، ٢٦٧٠)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفار کے سرداروں کو قتل کرو اور ان کے نابالغ بچوں کو باقی رہنے دو۔'' (ابوداؤد)

٦١٧٨۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ بَعَثَ جُيُوْشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِيْ مَعَ يَزِيْدَ ابْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَكَانَ اَمِيْرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الأَرْبَاعِ فَزَعَمُوْا أَنَّ يَزِيْدَ قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ إِمَّاأَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ اَنْزِلَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ مَا اَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّي اَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوْا اَنَّهُمْ حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَمَازَعَمُوْا

''یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف کئی فوجی دستے روانہ کیے۔ اور ان کو رخصت کرنے کے لیے یزید بن ابی سفیان کے ساتھ پیادہ چلنے لگے اور یزید فوج کے چوتھے حصے پر امیر تھا۔ یزید نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یا آپ سوار ہو جائیں یا میں بھی پیدل چلتا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہ تو اتر اور نہ میں سوار ہوتا ہوں۔ میں اللہ کی راہ میں اپنے قدموں پر کار ثواب سمجھ کر چلتا ہوں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو وہاں ایک قوم کو پائے گا جو گمان کرتے ہوں گے کہ انہوں نے اپنی جان اللہ کے لیے مقید کر رکھی ہے۔ پس تو ان کے گمان پر ان کو رہنے

(٦١٧٦) بخاری: ٢٥٤١۔ مسلم: ١٧٣٠۔ ابوداؤد: ٢٦٣٣۔ احمد: ٥١٠٣.

(٦١٧٧) ابوداؤد: ٢٦٧٠۔ ضعیف، البانی: ٥٧١۔ ترمذی: ١٥٨٣.

(٦١٧٨) مؤطا: ٩٨٢.

أَنَّهُمْ حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوْا عَنْ اَوْسَاطِ رُؤُسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوْا عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَإِنِّي مُوْصِيْكَ بِعَشْرٍ لاَ تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلاَ صَبِيًّا وَلاَ كَبِيْرًا هَرِمًا وَلاَ تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلاَ تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا وَلاَتَعْقِرَنَّ شَاةً وَلاَ بَعِيْرًا إِلاَّ لِمَأْكَلَةٍ وَلاَتَحْرِقَنَّ نَخْلاً وَلاَ تُغَرِّقَنَّهُ وَلاَ تَغْلُلْ وَلاَ تَجْبُنْ (رواه مالك، ۹۸۲)

دے جب کہ انہوں نے اپنے اوپر گمان کر رکھا ہے اور تو وہاں ایک قوم کو پائے گا جنہوں نے درمیان میں سے اپنے سر کے بال مونڈ دیئے ہیں تو ان کا تلوار سے صفایا کر دے۔ اور میں تجھے دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، اور پھل دار درخت نہ کاٹو، اور فصل والی آبادزمین خراب نہ کرو، بکری اور اونٹ کے پچھاڑ نہ کاٹو، صرف کھانے کے لیے ذبح کرو۔ کھجور کے باغ نہ کاٹو، اور نہ ہی آگ لگا کر جلاؤ اور خیانت نہ کرو، اور بزدلی نہ دیکھاؤ۔'' (مالک)

شرح: ......غزوہ بنوالمصطلق کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنومصطلق آپ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے انہیں راتوں رات جالیا۔ اور ایسا شب خون مارا کہ ان کے دس آدمی قتل کر دیئے اور باقی مردوں اور عورتوں کو قید کر لیا۔ ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو کہ اس قبیلہ کے سردار حارث بن ضرار رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ نے ان کی قسطیں ادا کر کے انہیں حرم میں لے لیا تو لوگوں نے بہت اثر لیا کہ اب ان کے خاندان سے رسول اکرم ﷺ کا رشتہ منسلک ہوا ہمیں اس خاندان کے قیدیوں کو آزاد کرنا چاہیے، سوافر اد رہا ہوئے۔ اس لحاظ سے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اپنی قوم کے لیے بہت زیادہ برکت کا باعث ہوئیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کفار جن تک دعوت اسلام پہنچ چکی ہے، اور وہ ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تو امام وقت اگر مناسب سمجھے تو ان پر اچانک حملہ کر سکتا ہے۔ اگر غیر مسلموں تک دعوت اسلام نہ پہنچی ہو تو پھر ان پر شب خون مارنا جائز نہیں۔ جب تک انہیں دعوت نہ دے دی جائے، دعوت دی جائے وہ قبول نہ کریں پھر ان پر حملہ جائز ہے۔ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ بنومصطلق حملہ آور ہونا چاہتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں اچانک جالیا اور خود پیش قدمی کر کے ان کا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ شب خون مارنے والی حدیث سے لوگوں کو غلط مفہوم کے ذریعہ دھوکے میں ڈالا جاتا ہے، وہ اس طرح کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جہاد کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی سربلندی ہے، اس بلند وبالا مقصد میں رکاوٹ بننے والوں کو قید کرنا اور بوقت ضرورت ان کا خون بہانا بھی درست ہے، اور مسلمان تو شرعی حدود کے پابند ہیں، یہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں، جو لوگ یہ دھوکا دیتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے وہ یہود ونصاریٰ اور یورپ والے ہیں جو کہ کسی ضابطہ اور قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔ انہوں نے آزاد اور قیدی مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے، انہیں فلسطین لبنان، اندلس، عراق، ابوغریب اور گوانتا جیل وغیرہ کے لرزہ خیز مظالم بھول گئے ہیں جو یہ مسلمانوں پر ڈھا رہے

ہیں یہ جور و جفا اور ستم رانی کی بھیانک داستانیں رقم کرنے والے اسلام کے عدل گستر اور انسان پرور جہاد کے روشن نقوش پر اعتراض کرتے شرماتے نہیں۔

ان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلام جہاد فی سبیل اللہ کی حسین ترین تصویر پیش کرتا ہے کہ اسلامی جنگیں طمع وحرص، ذاتی منفعت، استعماریت اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے اور لوگوں کے مالوں اور تجارتوں پر تسلط جمانے اور جھوٹے جاہ وجلال کے لیے بپا نہیں ہوتیں بلکہ ان کا مقصد، عدل وانصاف عام کرنا ہے۔ اسلامی جہاد رحمت سے آراستہ، نیکی اور احسان سے پیراستہ ہوتا ہے، جہاد اسلامی کا ہدف یہ ہے کہ کفار سے لڑا جائے اس لیے کہ وہ بھی دین اسلام میں داخل ہو جائیں اور راس وقت تک لڑنا ہے کہ وہ جان جائیں کہ ان کے دل کے دکھوں کا علاج اور ان کے کفر کی بیماری کی دوا اسی میں ہے اگر کفر وضلالت اور شرک کی تاریکی وجہالت باقی رہے تو زمین خراب ہو جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ لڑائی سے پہلے تین باتوں کی دعوت دی گئی ہے کہ یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو، یا واپس چلے جاؤ یہ اسی لیے ہیں کہ لڑائی ٹل جائے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۶۰)

اور جنگ میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا منع ہے، مگر روایات میں مطابقت یوں ہوگی کہ بچوں اور عورتوں کو قصداً نہ مارا جائے اگر کبھی مجبوراً ایسی صورت پیش آ جائے اگر بچوں اور عورتوں کو بچائیں تو مسلمان کا نقصان ہوتا ہو تو پھر بھی انہیں بچانے کی کوشش کی جائے مگر مسلمانوں کا نقصان نہ ہونے دیں پھر زد میں آ کر یہ ممنوعہ افراد اگر مارے جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ دوسری مطابقت کی صورت یہ ہے کہ جو بوڑھے بچے عورتیں اپنے لشکر کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں انہیں قتل کرنے کی اجازت ہے، جو فائدہ نہ پہنچا سکتے ہوں انہیں قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۶۹)

۶۱۷۹۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ اَمْسَكَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتّٰى الْعَصْرَ ثُمَّ اَمْسَكَ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيْجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَيَدْعُوا الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِي صَلَاتِهِمْ. (رواه الترمذی، ۱۶۱۲)

''سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کئی غزوات میں نبی ﷺ کے ساتھ حصہ لیا ہے۔ جب فجر طلوع ہوتی تو آپ ﷺ قتال روک دیتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہوتا۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو قتال کرتے یہاں تک کہ دن کا نصف وقت آ جاتا تو رک جاتے یہاں تک کہ سورج زائل ہوتا۔ پس جب سورج زائل ہوتا تو عصر تک قتال میں مصروف رہتے اور نماز پڑھ کر پھر قتال کرتے۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان اوقات میں مدد کی ہوائیں چلتی ہیں۔ اور اہل ایمان اپنی فوجوں کے لیے نمازوں میں دعائیں طلب کرتے

(۶۱۷۹) ترمذی: ۱۶۱۲۔ ضعیف، البانی: ۲۷۵۔ ابوداؤد: ۲۶۵۵۔ احمد: ۲۳۲۳۲.

ہیں۔'' (ترمذی)

٦١٨٠۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـغِيْرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الاَذَانَ فَـإِنْ سَـمِـعَ أَذَانًـا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَـمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ أَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَـرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا فَإِذَا هُوَ رَاعِى مِعْزًى . (رواه مسلم، ٣٨٢)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ حملے کا حکم فجر طلوع ہونے کے بعد دیتے تھے۔ اذان سنتے تھے اگر اذان کی آواز آتی تو حملہ روک دیتے ورنہ حملہ کرادیتے۔ ایک آدمی کو اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا: یہ فطرت پر ہے پھر اس نے کہا: اشہدان الا الہ الا اللہ آپ ﷺ نے فرمایا: تو آگ سے نکل گیا۔ لوگوں نے اس آدمی کو دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔'' (مسلم)

٦١٨١۔عَـنِ ابْـنِ عِصَامِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَـانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا أَوْ سَرِيَّةً يَقُوْلُ لَهُمْ إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلاَتَقْتُلُوْا أَحَدًا . (رواه الترمذی، ١٥٤٩)

''عصام المزنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کوئی فوج یا سریہ روانہ کرتے تو ان سے فرماتے: جب تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو پھر کسی کو قتل نہ کرنا۔'' (ترمذی)

٦١٨٢۔عَـنْ جُبَيْرِبْنِ حَيَّةَ قَالَ بَعَثَ عُمَرُ الـنَّاسَ فِى اَفْنَاءِ الْاَمْصَارِ يُقَاتِلُوْنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَـاَسْـلَـمَ الْهُرْمُزَانُ فَقَالَ إِنِّى مُسْتَشِيْرُكَ فِى مَـغَـازِىْ هٰذِهِ قَالَ نَعَمْ مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيْهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِيْنَ مَثَلُ طَائِرٍلَـهُ رَأْسٌ وَلَـــهُ جَـنَاحَانِ وَلَهُ رِجْلاَنِ فَإِنْ كُسِرَ أَحَـدُ الْـجَـنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَالـرَّأْسُ فَـإِنْ كُسِـرَ الْجَنَاحُ الآخَرُ نَهَضَتِ الـــرِّجْلاَنِ وَإِنْ شُـدِخَ الـرَّأْسُ ذَهَبَـتِ

''جبیر بن حیہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو شہروں کے میدانوں کی طرف روانہ کیا تا کہ مشرکین سے جہاد کریں، اور ہرمزان مسلمان ہو چکا تھا اس سے کہا: میں تجھ سے مشورہ طلب کرتا ہوں کہ ان لڑائیوں کا کیا جائے تو اس نے کہا: ہاں، ان شہروں اور ان میں رہنے والے مسلمانوں کے دشمنوں کی یہ مثال ہے جیسا ایک پرندہ ہوتا ہے اور اس کا سر بھی ہوتا ہے اور دو پر بھی اور دو پاؤں بھی ہوتے ہیں۔ اگر ایک پر توڑا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں، ایک پر اور سر پر اٹھتا رہے گا۔ اور اگر دوسرا پر بھی کاٹ دیا جائے تو وہ دو پاؤں اور سر کی قوت سے کھڑا ہوگا۔ اور

(٦١٨٠) مسلم: ٣٨٢۔ ترمذی: ١٦١٨۔ ابوداود: ٢٦٣٤۔ احمد: ١٣٢٤٠۔ دارمی: ٢٤٤٥.

(٦١٨١) ترمذی: ١٥٤٩۔ ضعیف، البانی: ٢٦٧۔ ابوداؤد: ٢٦٣٥.

(٦١٨٢) بخاری: ٣١٦٠۔ ترمذی: ١٦١٣۔ ابوداؤد: ٢٦٥٥.

الـرِّجْلاَنِ وَالْـجَـنَـاحَانِ وَالرَّاسُ فَالرَّأْسُ كِسْـرَى وَالْـجَـنَـاحُ قَيْصَرُوَالْجَنَاحُ الآخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا إِلَى كِسْرَى وَقَـالَ بَكْرٌ وَزِيَادٌ جَمِيْعًا عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَـالَ فَـنَدَبَنَا عُمَرُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النُّعْمَانَ بْنَ مُقَرِّنٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ وَخَرَجَ عَـلَيْـنَـا عَامِلُ كِسْرَى فِي اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَقَامَ تَـرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمَنِي رَجُلٌ مِنْكُمْ فَقَالَ الْـمُـغِيْـرَـةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا اَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلاَءٍ شَـدِيْـدٍ نَـمَـصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوَى مِنَ الْـجُـوْعِ وَنَـلْبَـسُ الْـوَبَـرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّـجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْبَعَثَ رَبُّ السَّـمٰـوَاتِ وَرَبُّ الأَرْضِيْـنَ تَـعَـالَى ذِكْـرُهُ وَجَـلَّـتْ عَظْمَتُهُ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ فَأَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا ﷺ أَنْ نُـقَـاتِـلَـكُـمْ حَتّٰـى تَعْبُدُوا اللّٰـهَ وَحْدَهُ أَوْتُؤَدُّو الْجِزْيَةَ وَأَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا ﷺ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّـنَـا أَنَّـهُ مَـنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَـعِيْـمٍ لَمْ يَرَمِثْلَهَا . قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَـابَـكُـمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا اَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنَدِّمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰـكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى

اس کا سر کچل دیا جائے پاؤں بھی ناکارہ ہوں گے اور پر بھی۔ پس سر کسریٰ ہے، بازو قیصر ہے، اور دوسرا بازو(پر) فارس ہے۔تم مسلمانوں کو کسریٰ کی طرف جانے کا حکم دو۔جبیر بن حیہ نے کہا: پس عمر رضی اللہ عنہ نے ہم لوگوں کو بلایا اور ہمارے اوپر نعمان بن مقرن کو افسر مقرر کیا۔ جب ہم دشمن کی سرزمین میں پہنچے تو ہم پر کسری کا گورنر چالیس ہزار فوج لے کر آ گیا اور ترجمان کھڑا ہوا اس نے کہا: تم میں سے ایک آدمی میرے ساتھ گفتگو کرے۔ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پوچھ جو تو چاہتا ہے۔اس نے کہا: تم کون ہو؟ سیدنا مغیرہ نے کہا: ہم عربوں میں سے ہیں، ہم شدید بدنصیبی کا شکار تھے، مصائب میں باندھے تھے، بھوک کی وجہ سے چمڑے اور کھجور کی گٹھلیاں چوستے تھے، اور ہم اونٹوں کی اون اور بکری کے بالوں سے لباس بنا کر پہنتے تھے۔ ہر درخت اور ہر پتھر کی پوجا کرتے تھے۔ ہم لوگ اسی حالت میں تھے کہ آسمانوں اور زمینوں کے مالک رب تعالیٰ نے ہمارے ہی لوگوں میں سے ہمارے پاس اپنا رسول مبعوث کیا۔ ہم ان کے ماں باپ کو جانتے پہچانتے تھے۔ پس ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم لوگوں سے لڑیں۔ یہاں تک کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرنے لگو۔ ورنہ جزیہ ادا کرو۔ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں رب کا پیغام پہنچایا کہ جو ہم میں سے قتل ہوگا وہ جنت کی ایسی نعمتوں میں جائے گا جس کی مثال دیکھی ہی نہیں گئی اور جو ہم میں سے باقی رہے گا وہ تمہاری گردنوں کا مالک ہوگا۔نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے کہا: کئی بار تجھے اللہ نے اس جیسے معرکوں میں نبی ﷺ کے ساتھ رکھا تھا نہ تجھے نادم کیا اور نہ رسوا کیا البتہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ

تَهُبَّ الأَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ . (رواه البخاري، ٣١٦٠)

جنگ کا منظر دیکھا ہے۔ آپ ﷺ اول دن میں اگر قتال نہ کرتے تو پھر انتظار کرتے تھے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت آ جاتا۔'' (بخاری)

شرح: ......ثابت ہوا دن کے آغاز میں لڑنا مستحب ہے۔ اگر دن کے شروع میں لڑائی نہ ہو سکے تو پھر زوال کے بعد نماز کی ادائیگی سے فارغ ہو کر لڑنے کا آغاز کیا جائے۔ مجاہد اور غیر مجاہد سب مسلمانوں کے لیے یہ ضرورت ہے کہ اپنی نمازوں کے بعد لشکر کی کامیابی کی اللہ عزوجل سے دعا کریں اور مجاہدوں کو چاہیے تمام اسباب بروئے کار لائیں جو جنگ کے لیے مفید ہیں، لیکن آخری اعتماد اللہ پر کیا جائے تاکہ مادی اور روحانی دونوں قوتیں یکجا ہوں اور کامیابی کی امید ہو۔

صبح سے آغاز جنگ کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ رات کے آرام کے بعد بدن چاک و چوبند ہوتا ہے اور ٹھنڈک ہوتی ہے، جس سے برکت ہوتی ہے، درمیان میں یہ کیفیت نہیں رہتی۔ یہ کیفیت ظہر کے بعد بھی پیدا ہوتی ہے، اس لیے پھر ظہر کے وقت حملہ کرتے اس سے نبی اکرم ﷺ کی جنگ کی کامیابی منصوبہ بندی کا علم ہوتا ہے۔ دوپہر کے وقت حملہ کرنے اور صبح حملہ کرنے میں تعارض نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ شب خون مارتے تو وہ صبح صبح کا وقت ہوتا اور عام لڑائی دوپہر کے بعد شروع کرتے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ٦٦٦)

یہاں مسجد اور اذان کو امن کی علامت قرار دیا گیا ہے، اگر دونوں ہوں یا ایک چیز ہو یعنی کسی شہر میں مسجد موجود ہے یا اذان کی آواز آئی ہے تو اس پر حملہ نہ کیا جائے اگر نہ اذان کی آواز آئی ہو نہ ہی مسجد ہو تو پھر یہ کفر کی علامت ہے اس پر حملہ جائز ہے۔ ثابت ہوا اذان دین اسلام کا شعار اور علامت ہے، اگر سارے شہر والے اسے چھوڑ دیتے ہیں تو ان سے سلطان وقت لڑائی کر سکتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۷)

٦١٨٣۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ وَقَالَ لِيَخْرُجْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ . (رواه أبوداود، ٢٥١٠)

''سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے بنو ھزیل کی ایک شاخ بنولحیان کی طرف ایک فوج روانہ کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دو میں سے ایک مرد جہاد کے لیے جائے۔ پھر فرمایا: بیٹھنے والوں سے کہ جو تم میں سے غازی کے اہل وعیال میں نیک نیتی سے ان کی حفاظت کرے گا تو اس کو غازی کے نصف اجر کے برابر ثواب ہوگا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ایک حدیث میں ہے کہ غازی کے گھر کے اصلاح احوال اور دیکھ بھال کے لیے جو مقرر ہوتا ہے اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جتنا غازی کو ملتا ہے اور اس حدیث میں ہے اسے نصف اجر ملتا ہے۔ مطابقت یہ ہے کہ جو مطلق طور پر

(٦١٨٣) ابوداؤد: ٢٥١٠۔ صحيح، البانی: ٢١٩١۔ مسلم: ١٨٩٦۔ احمد: ١١٤٥٧.

مجموعی ثواب ہے اس میں دونوں کے ثواب میں برابری ہے مگر جب یہ دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے تو نصف نصف آتا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۲۰)

٦١٨٤۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی سَرِیَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَیْصَةً فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ فَاخْتَبَیْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَکْنَا ثُمَّ اَتَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْعَکَّارُوْنَ وَاَنَا فِئَتُکُمْ. (رواه الترمذی، ١٧١٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ کیا تو ہماری فوج بھاگ آئی۔ جب ہم مدینہ میں آئے تو وہاں چھپنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم تو برباد ہو گئے۔ پھر ہم نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہم تو بھاگنے والے ہیں۔ فرمایا: بلکہ تم حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہاری پناہ گاہ ہوں۔'' (ترمذی)

شرح: ......ارشاد باری ہے: ﴿اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ﴾ (الانفال: ١٦) ''اگر جماعت سے ملنے کے لیے میدان سے بھاگیں تو جائز ہے۔''

اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے مگر قرآن پاک اس کی تائید کرتا ہے کہ دوبارہ حملہ آور ہونے کے لیے اگر میدان سے پسپائی ہوئی ہو تو اس کی اجازت ہے۔ ان پر اللہ کا غضب نہیں ہوتا۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۴۹)

٦١٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ کَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الاَنْصَارِیِّ أَنَّ جَیْشًا مِنَ الاَنْصَارِ کَانُوْا بِاَرْضِ فَارِسٍ مَعَ اَمِیْرِهِمْ وَکَانَ عُمَرُ یُعْقِبُ الْجُیُوْشَ فِی کُلِّ عَامٍ فَشُغِلَ عَنْهُمْ عُمَرُ فَلَمَّا مَرَّ الاَجَلُ قَفَلَ اَهْلُ ذٰلِكَ الثَّغْرِ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِمْ وَتَوَاعَدَهُمْ وَهُمْ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا یَا عُمَرُ إِنَّكَ غَفَلْتَ عَنَّا وَتَرَکْتَ فِیْنَاالَّذِی أَمَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِعْقَابِ بَعْضِ الْغَزِیَّةِ بَعْضًا. (رواه أبوداود، ٢٩٦٠)

''عبداللہ بن کعب بن مالک نے کہا انصار کی ایک فوج اپنے امیر کے ساتھ فارس میں تھی اور عمر رضی اللہ عنہ ہر سال وہاں امدادی فوج روانہ کرتے تھے۔ ایک سال عمر رضی اللہ عنہ بھول گئے اور سرحدی چوکی سے فوج پیچھے آ گئی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر سخت کلامی کی اور ان کو دھمکی دی جب کہ وہ نبی ﷺ کے صحابہ تھے۔ تو انہوں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ تو نے غفلت برتی اور ہمارے بارے میں نبی ﷺ کا جو حکم تھا کہ مجاہدین کی پیچھے سے امداد کی جائے وہ کام تم نے نہیں کیا۔'' (ابوداؤد)

(٦١٨٤) ترمذی: ١٧١٦۔ ضعیف، البانی: ٢٩٠۔ ابوداؤد: ٢٦٤٧.

(٦١٨٥) ابوداؤد: ٢٩٦٠۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٦٥.

٦١٨٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَفَعَهُ: مَنْ فَرَّمِنِ اثْـنَيْـنِ فَـقَـدْ فَـرَّ وَمَنْ فَرَّمِنْ ثَلاثَةٍ لَمْ يَفِرَّ. (رواه الطبراني في الكبير، ١١١٥١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان دو کفار سے بھاگے گا تو بھاگنے والا شمار کیا جائے گا اور اگر تین کفار سے بھاگے گا وہ بھاگنے والا تصور نہ ہوگا۔'' (الکبیر)

شرح: ......حضرت عمر رضی اللہ عنہ سرحدوں پر موجود لوگوں کے لیے گھر آنے کی باری مقرر کرتے تھے اور جو یہاں موجود ہوتے تھے انہیں سرحدوں پر بھیجتے تھے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے فوجیوں کو پریشانی لاحق ہوتی تھی۔

اس مدت کے گزرنے کے باوجود جو کہ فوج کی تبدیلی کی انہوں نے مقرر کی تھی۔ آپ نے تبدیلی نہ کی تو ایک سرحد والوں نے غصے کا اظہار کیا کہ آپ نے یہ تبدیلی کیوں نہیں کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مصروفیت کی بنا پر مجھے یاد نہیں رہا، تاہم وہ سرحد والے اس مدت کے گزرنے کے بعد خود ہی واپس لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یاد نہیں رہا کہ تمہیں گھروں میں واپس بلاؤں مگر تم نے بھی غیر قانونی حرکت کی ہے اور انہیں سرزنش کی۔ (عون المعبود: ۳/ 99)

باقی رہی دو کی تعداد کے دشمنوں سے راہِ فرار اختیار کرنے والا گنہگار ہے، تین کی تعداد سے بھاگنے والا گنہگار نہیں وجہ یہ ہے کہ قرآن نے اپنے سے دگنی تعداد پر غلبہ کا اظہار کیا ہے، زیادہ کا نہیں کیا اگر زیادہ افراد کفار سے راہِ فرار اختیار کرتا ہے تو وہ پابند نہیں۔ (الانفال:٦٦)

٦١٨٧ـــ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ أَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ إِلَـى ابْـنِ عَبَّـاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ خَمْسِ خِلالٍ فَـقَـالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ لَـوْلَا أَنْ أَكْتُمَ عِلْمًا مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ كَتَبَ إِلَيْهِ نَجْدَةُ أَمَّابَعْدُ فَأَخْبِرْنِي هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَقَدْ كَـانَ يَـضْـرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ وَهَلْ كَانَ يَقْتُلُ الـصِّبْيَـانَ وَمَتَـى يَـنْقَضِي يُتْمُ الْيَتِيْمِ وَعَنِ الْـخُـمُـسِ لِمَنْ هُوَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْـتَ تَسْـأَلُـنِـيْ هَـلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَقَدْكَانَ يَغْزُوْ بِهِنَّ فَيُدَاوِيْنَ الْـجَرْحَى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَأَمَّا بِسَهْمٍ

''یزید بن ہرمز کا بیان ہے کہ نجدہ بن عامر الحروری نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے؟ اور کیا مالِ غنیمت میں ان کا حصہ مقرر کرتے تھے؟ کیا بچوں کو قتل کرتے تھے اور یتیمی کس عمر تک ہے؟ اور یہ کہ خمس کا حق دار کون ہے؟ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں علم کے چھپانے کو ارتکابِ جرم نہ سمجھتا تو اس کو جواب نہ لکھتا۔ پھر انہوں نے یہ لکھا: تو نے سوال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ تو صورتِ حال یہ تھی کہ کبھی عورتوں کو لیجاتے تھے اور وہ زخمیوں کا علاج کرتی اور دوائی دیتی اور مالِ غنیمت میں سے عطیہ وغیرہ ملتا تھا اور خواتین کا مالِ غنیمت میں حصہ نہیں مقرر کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(٦١٨٦) طبراني كبير: ١١٥١ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ٩٦٧٧.

(٦١٨٧) مسلم: ١٨١٢ـ ترمذي: ١٥٥٦ـ نسائي: ٤١٣٤ـ ابوداؤد: ٣٣٠٨ـ احمد: ٣٢٥٤ـ دارمي: ٢٤٧١.

فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلاَتَقْتُلِ الصِّبْيَانَ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِى مَتَى يَنْقَضِى يُتْمُ الْيَتِيْمِ فَلَعَمْرِى إِنَّ الرَّجُلَ لَتَنْبُتُ لِحْيَتُهُ وَإِنَّهُ لَضَعِيْفُ الْأَخْذِ لِنَفْسِهِ ضَعِيْفُ الْعَطَاءِ مِنْهَا فَإِذَا أَخَذَ لِنَفْسِهِ مِنْ صَالِحِ مَا يَأْخُذُ النَّاسُ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ الْيُتْمُ وَكَتَبْتَ تَسْأَلُنِى عَنِ الْخُمْسِ لِمَنْ هُوَ وَإِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ هُوَ لَنَا فَأَبٰى عَلَيْنَا قَوْمُنَا ذَاكَ . وَفِى زِيَادَةٍ: وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلاَ تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ تَعْلَمَ مَا عَلِمَ الْخَضِرُ مِنَ الصَّبِيِّ الَّذِى قَتَلَ . (رواه مسلم، ۱۸۱۲)

بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے پس تم بھی بچوں کو قتل نہ کرنا، صرف اس صورت میں کہ جب تو بچے کے متعلق وہ علم رکھتا ہو جو خضر علیہ السلام کو تھا جب انہوں نے ایک بچہ قتل کیا تھا۔ یتیمی کی اصلیت تو یہ ہے کہ ایک مرد کی داڑھی آ جاتی ہے اور وہ ضعیف ہی رہتا ہے اور اپنے فائدے کے لیے کچھ نہیں حاصل کر سکتا۔ پس جو اپنے فائدے کے لیے اچھی چیز کا انتخاب کر سکے جیسا لوگ کرتے ہیں تو پھر اس کی یتیمی ختم ہوتی ہے۔ اور خمس کے بارے میں یہ ہے کہ ہم اہل بیت تو اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں اور قوم نے ہمیں دینے سے انکار کیا ہے۔'' (مسلم)

۶۱۸۸۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَذَكَرَ أَشْيَاءَ وَعَنِ الْمَمْلُوْكِ أَلَهُ فِى الْفَيْءِ شَيْءٌ وَعَنِ النِّسَاءِ هَلْ كُنَّ يَخْرُجْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهَلْ لَهُنَّ نَصِيْبٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْلاَ أَنْ يَّأْتِىَ أُحْمُوْقَةً مَا كَتَبْتُ إِلَيْهِ أَمَّا الْمَمْلُوْكُ فَكَانَ يُحْذَى . (رواه ابوداود، ۲۷۲۷)

''نجدہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں چند چیزوں کے متعلق سوال کیا، اور یہ بھی پوچھا کہ غلام کے لیے مال غنیمت میں حصہ ہے؟ انہوں نے کہا: اگر مجھے اس حماقت کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس کو جواب نہ دیتا۔ پھر یہ جواب دیا کہ غلام کو حصہ نہیں ملے گا بلکہ عطیہ ملے گا۔ (ابوداود)

۶۱۸۹۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِى الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هُرْمُزٍ وَأَنَا

یزید بن ہرمز کہتے ہیں کہ نجدہ نے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں اس نے ذوی القربی کے متعلق سوال کیا کہ وہ کس کا حصہ ہے؟ یزید کہتے ہیں: وہ خط میں نے تحریر کیا تھا جو

(۶۱۸۸) ابوداؤد: ۲۷۲۷۔ صحیح، البانی: ۲۳۶۸۔ مسلم: ۱۸۱۲۔ ترمذی: ۱۵۵۶۔ نسائی: ۴۱۳۴۔ احمد: ۲۹۳۵۔ دارمی: ۲۴۷۱۔

(۶۱۸۹) نسائی: ۴۱۳۴۔ صحیح، البانی: ۳۸۵۴۔ مسلم: ۱۸۱۲۔ ابوداؤد: ۲۹۸۲۔ احمد: ۲۹۳۵۔ دارمی: ۲۴۷۱۔

كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنَ عَبَّاسٍ إِلَى نَجْدَةَ كَتَبْتُ إِلَيْهِ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى لِمَنْ هُوَوَهُوَ لَنَا أَهْلِ الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا إِلَى أَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ أَيِّمَنَا وَيُحْذِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا فَأَبَيْنَا إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَأَبَى ذٰلِكَ فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ . (رواه النسائی ، ٤١٣٤)

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نجدہ کو لکھا وہ یوں تھا: تم مجھ سے ذوی القربی کے حصے کے متعلق پوچھتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہم اہل بیت کا ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں بلایا تھا کہ وہ خمس سے ہمارے کنواروں کی شادی کرائے، مفلس افراد کو مالی امداد دے، اور ہمارے مقروض کا قرض ادا کرے۔ تو ہم نے اس طرح وصول کرنے سے انکار کر دیا تھا، ہم چاہتے تھے کہ وہ حصہ ہمارے حوالے کر دے تو ایسا کرنے سے انھوں نے انکار کر دیا پس ہم اہل بیت نے یہ چیز اس پر چھوڑ دی۔'' (نسائی)

٦١٩٠ـــ عَنْ رُبَيِّعَ بِنْتِ مُعَوِّذِبْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدِمُهُمْ وَنَرُدُّالْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِيْنَةِ . (رواه البخاری ، ٥٦٧٩)

''الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم غزوات میں جایا کرتی تھیں۔ ہم لوگوں کو پانی پلاتیں، ان کی خدمت کرتیں مقتولوں اور زخمیوں کو واپس مدینہ لاتیں تھیں۔'' (بخاری)

٦١٩١ـــ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجَرْحَى وَأَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضَى . (رواه مسلم، ١٨١٢)

''سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں حصہ لیا ہے۔ میں لوگوں کے گھروں کی حفاظت کرتی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی دوائی کرتی، اور بیماروں کی نگرانی کرتی تھی۔'' (مسلم)

شرح: ......١۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں جو اہل بیت کو مال غنیمت سے حق ملتا تھا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ مال اہل بیت ہی کو ملتا رہا ہے، مگر ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے یہ لیتے نہ تھے۔ جنگ سے جو مال حاصل ہوتا ہے اسے مال غنیمت کہتے ہیں، اس کا پانچواں حصہ آپ ﷺ لیتے تھے، آپ کی وفات کے بعد اہل بیت لیتے تھے۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۰۷)

عورتوں پر مردوں کی مانند دشمنوں سے صف آراء ہونا فرض نہیں، اگر کوئی عورت محتاط رہ کر حصہ لیتی ہے تو جائز ہے، جیسا کہ ان احادیث میں آیا ہے، زخمیوں کی عیادت کرنا، انہیں پانی پلانا، اس کی اجازت ہے عورتوں کا بدن کمزور ہوتا

(٦١٩٠) بخاری: ٥٦٧٩۔ احمد: ٢٦٤٧٧.

(٦١٩١) مسلم: ١٨١٢۔ ابن ماجه: ٢٨٥٦۔ واحمد: ٢٠٢٦٥۔ والدارمی: ٢٣٢٢.

ہے، دل نرم ہوتا ہے اور خطرات کا سامنا کرنے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی، اس لیے شریعت نے انہیں دست بدست لڑنے کا پابند نہیں کیا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۶۵۳)

۶۱۹۲۔ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَّرَهُ عَلٰى سَرِيَّةٍ قَالَ فَخَرَجَ فِيْهَا وَقَالَ إِنْ وَجَدْتُّمْ فُلاَنًا فَاَحْرِقُوْهُ بِالنَّارِ فَوَلَّيْتُ فَنَادَانِى فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتُّمْ فُلاَنًا فَاقْتُلُوْهُ لاَ تُحَرِّقُوْهُ فَإِنَّهُ لاَ يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ . (رواه أبوداود، ۲۶۷۳)

''محمد بن حمزہ کا بیان ہے کہ میرے والد حمزہ اسلمی کو نبی اکرم ﷺ نے ایک سریہ میں فوج کا سپہ سالار مقرر کیا، حمزہ نے کہا: میں اس فوج کو لے کر چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں فلاں دستیاب ہو تو اس کو آگ میں جلا دینا۔ میں جانے لگا تو مجھے بلایا، اور میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ فرمایا: اگر تم اس فلاں کو پاؤ تو قتل کر دو اور اس کو آگ میں مت جلاؤ۔ آگ کا عذاب صرف آگ کا مالک ہی دے سکتا ہے۔'' (ابوداؤد)

۶۱۹۳۔ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَهِدَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَغِرْ عَلٰى أُبْنَى صَبَاحًا وَحَرِّقْ . قَالَ أَبُوْ دَاوُدُ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍوالْغَزِّيُّ سَمِعْتُ أَبَا مُسْهِرٍقِيْلَ لَهُ أُبْنٰى قَالَ نَحْنُ اَعْلَمُ هِيَ يُبْنٰى فِلَسْطِيْنَ . (رواه ابوداود، ۲۶۱۶)

''سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ صبح کے وقت میں اپنی بستی پر حملہ کر کے جلا دوں۔ ابومسہر سے پوچھا گیا یہ ابنی کیا ہے؟ اس نے کہا: ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ فلسطین کا ایک علاقہ ہے جسے یبنی کہا جاتا ہے۔''

شرح: ......لڑائی کے دوران نبی اکرم ﷺ نے پھلدار درختوں اور کھیتوں کو جلانے سے منع کیا ہے مگر ضرورت کے وقت انہیں جلانا جائز ہے جیسا کہ بنونضیر کی کھجوروں کو جب وہ رکاوٹ بن رہی تھیں، کاٹ دیا تھا۔ (عون المعبود: ۲/۳۴۳)

اور یہ بھی منع ہے کہ کسی مجرم یا دشمن کو آگ سے جلایا جائے الا کہ قصاص کا معاملہ ہو تو پھر جائز ہے، وگرنہ مجرم کو گردن سے مار دیا جائے۔ (عون المعبود: ۳/ ۸)

۶۱۹۴۔ عَنِ ابْنِ تَغْلَى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِبْنِ الْوَلِيْدِ فَأُتِىَ بِاَرْبَعَةِ اَعْلاَجٍ مِنَ الْعَدُوِّ فَأَمَرَبِهِمْ فَقُتِلُوْا

''ابن تغلی نے کہا: ہم نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے ساتھ غزوے میں شمولیت کی تو چار بڑے طاقتور عجمی کفار لائے گئے پس انہیں باندھ کر قتل کیا گیا۔'' (ابوداؤد)

(۶۱۹۲) ابوداؤد: ۲۶۷۳۔ صحیح، البانی: ۲۳۲۷۔ احمد: ۱۵۶۰۴.

(۶۱۹۳) ابوداؤد: ۲۶۱۶۔ ضعیف، البانی: ۵۶۲۔ ابن ماجه: ۲۸۴۳.

(۶۱۹۴) ابوداؤد: ۲۶۸۷۔ ضعیف، البانی ۵۷۶۔ احمد: ۲۳۰۷۸۔ دارمی: ۱۹۷۴.

صَبْرًا . (رواه أبوداود، ٢٦٨٧)

شــــــرح: ......قیدی مجرم ہوا سے باندھ کوقتل کرنا جائز ہے۔مسلم کی ایک حدیث میں ہے فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے فرمایا تھا: آج کے بعد کسی قریشی کو قیامت کے دن تک باندھ کر قتل نہ کیا جائے۔ اس سے ثابت ہوا قریشی قیدی کو باندھ کر قتل نہ کیا جائے مگر دوسرے قیدی پر پابندی نہیں اس سے حسب ضرورت سلوک کیا جا سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام:۲/۶۸۰)

٦١٩٦ــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَامِنْ غَازِيَةٍ تَغْزُوْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُصِيْبُوْنَ الْغَنِيْمَةَ إِلَّا تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ أَجْرِهِمْ مِنَ الآخِرَةِ وَيَبْقَى لَهُمُ الثُّلُثُ وَإِنْ لَمْ يُصِيْبُوْا غَنِيْمَةً تَمَّ لَهُمْ اَجْرُهُمْ . (رواه مسلم، ١٩٠٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی غازیوں کا دستہ جہاد کرتا ہے، اور پھر ان کوغنیمت حاصل ہوتی ہے تو ان کے اجر کا گویا دو تہائی حصہ ان کو دیدیا گیا اور اجر میں سے تیسرا حصہ ان کا باقی رہا اور اگر غنیمت نہ حاصل ہو تو ان کو پورا اجر دیا جائے گا۔ (مسلم)

شرح: ...... یہاں ایک الجھن سی ہوتی ہے کہ مال غنیمت ایک نعمت ہے اور یہ اس امت کے لیے حلال بھی ہے تو اس کے حاصل ہونے سے جہاد کے ثواب میں کمی کیسے واقع ہوتی ہے۔

اس کو یوں دور کیا جاتا ہے، مشقت اور مصیبت کے مطابق اجر ملتا ہے، ظاہر ہے جو سلامت واپس نہ لوٹا ہو نہ ہی مال غنیمت حاصل کیا ہو اس کو اس شخص کی بہ نسبت زیادہ اجر ملے گا جو سلامت لوٹا ہو اور غنیمت لایا ہو، اس لحاظ سے جو نقصان اٹھانے والا ہے وہ زیادہ اجر کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نہایت ہی عمدہ انداز میں تجزیہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ نے مجاہدوں کے لیے تین اعزازات دیئے ہیں دو دنیاوی ہیں ایک اخروی ہے۔ دنیاوی اعزاز سلامتی اور غنیمت ہے، اخروی اعزاز جنت میں داخلہ ہے۔ جب ایک آدمی میدان سے صحیح وسالم لوٹتا اور غنیمت بھی پاتا ہے، اللہ نے اس کے لیے جو سامان عزت تیار کیا ہے اس کے دو حصے پا لیے ہیں اور ایک حصہ اس کے لیے باقی ہے جو کہ جنت میں داخلہ ہے۔

اور جو بغیر غنیمت وسلامتی لوٹا ہے اس نے جو نقصان پایا ہے تو اس کے عوض اسے ثواب زیادہ ملے گا، مگر جو جہاد کا مخصوص اجر ہے اس میں دونوں کامیاب ہوں گے، وہ دونوں کو ملے گا۔ (فتح الباری:۶/۱۰)

(٦١٩٦) مسلم: ١٩٠٦ـ نسائی: ٣١٢٥ـ ابوداؤد: ٢٤٩٧ـ ابن ماجه: ٢٧٨٥ـ احمد: ٦٥٤١.

٦١٩٧۔ عَنْ مُوْسَى ابْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَقَدْ تَرَكْتُمْ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَاماً مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلاَ اَنْفَقْتُم مِنْ نَفَقَةٍ وَلاَ قَطَعْتُمْ مِنْ وَادٍ إِلاَّ وَهُمْ مَعَكُمْ فِيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَيْفَ يَكُوْنُوْنَ مَعَنَا وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. (رواه ابوداود، ٢٥٠٨)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے مدینہ میں کچھ لوگ چھوڑے ہیں جہاں جہاں تم چلتے رہے، جو تم خرچ کرتے رہے اور تم جس وادی کو طے کرتے رہے تو وہ تمہارے ساتھ ہی شمار ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ ہمارے ساتھ کیسے شمار ہوتے ہیں وہ تو مدینہ میں ہیں؟ فرمایا: ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... عذر کی وجہ سے غزوہ میں شرکت سے محروم رہے ہیں مگر نیک نیتی کی وجہ سے سری غزوہ شمار ہوئے ہیں، اس لیے انہیں گھر بیٹھے ہی مجاہدوں کے برابر ثواب ہوا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۳۱۹)

٦١٩٨۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَجِبَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يُقَادُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلاَسِلِ ﴿يَعْنِي الأَسِيْرَ يُوْثَقُ ثُمَّ يُسْلِمُ﴾

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ہمارا رب تبارک و تعالیٰ اس قوم پر تعجب کرتا ہے جن کو جنت کی طرف زنجیروں میں باندھ کر لایا جاتا ہے۔ یعنی قیدی بنائے جاتے ہیں اور پھر وہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

شرح: ...... اصل میں تعجب ہوتا ہے کہ ایک ایسی چیز اچانک نمودار ہو جائے جس کی توقع نہ ہو، یہ آدمی کے لیے صورت حال ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی تو اس سے مبرا ہے، یہ تعجب جس طرح بھی اس کی شان کریمی کے لائق ہے، اس طرح اللہ کے لیے ثابت ہے، انسان کی مانند نہیں۔

اور جو یہ کہا گیا ہے کہ اللہ اس قوم پر تعجب کرتے ہیں جو پا بہ زنجیر جنت کی طرف ہانکی جا رہی ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو کافر قیدی بنا لیتے ہیں اور انہیں جکڑ دیتے ہیں، یہ مسلمان کافروں کی قید میں فوت ہو جاتے ہیں تو انہیں اسی حالت میں میدان محشر میں اکٹھا کیا جائے گا اور بعد ازاں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ لوگ قیدی بن کر مسلمانوں کے ہاتھ آتے ہیں جنہیں پکڑ کر مسلمان جکڑ دیتے ہیں اور اپنے پاس دارالاسلام میں رکھتے ہیں، یہ اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور جنت کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۹)

(٦١٩٧) ابوداؤد: ٢٥٠٨۔ صحيح، البانی: ٢١٨٩۔ احمد: ١٢٨٢٥.

(٦١٩٨) ابوداؤد: ٢٦٧٧۔ صحيح، البانی: ٢٣٣٠۔ بخاری: ٣٠١٠۔ احمد: ٩٥٧٩.

٦١٩٩۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ فَتًى مِنْ اَسْلَمَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أُرِيْدُ الْغَزْوَ وَلَيْسَ مَعِيَ مَا اَتَجَهَّزُ قَالَ ائْتِ فُلاَنًا فَإِنَّهٗ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقْرِئُكَ السَّلاَمَ وَيَقُوْلُ أَعْطِنِيْ الَّذِيْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ يَا فُلاَنَةُ اَعْطِيْهِ الَّذِيْ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلاَ تَحْبِسِيْ عَنْهُ شَيْئًا فَوَاللّٰهِ لاَ تَحْبِسِيْ مِنْهُ شَيْئًا فَيُبَارِكَ لَكِ فِيْهِ. (رواه مسلم، ١٨٩٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بنو اسلم قبیلے کے ایک جوان نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں غزوے میں شامل ہونے کا ارادہ کرتا ہوں اور میرے پاس تیاری کے لیے سامان نہیں ہے؟ فرمایا: تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کی تیاری کی تھی اور وہ بیمار پڑ چکا ہے۔ وہ اس آدمی کے پاس گیا، اور کہا: نبی ﷺ تجھے سلام کہتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ تو وہ سامانِ جہاد مجھے دیدے جو تو نے تیار کیا ہے۔ تو اس آدمی نے اپنے گھر میں آواز دی کہ او فلاں عورت وہ سب ہی سامان جو میں نے تیار کیا ہے اس شخص کو دیدے، اور اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا، اللہ کی قسم! اگر اس میں سے تو نے کچھ بھی روکا تو اس میں تیرے لیے برکت نہ ڈالی جائے گی۔'' (مسلم)

شرح: ......اس سے ثابت ہوا جو غزوہ کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے پاس اتنا سامان نہ ہو کہ سفر جہاد کی تیاری کر سکے تو وہ سفری ضرورت کے مطابق دوسرے سے سوال کر سکتا ہے۔ اسی طرح واپسی پر بھی ضرورت ہو تو مانگ سکتا ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا ایک آدمی نے ایک نیک کام کی نیت کی ہے مگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے اس نیکی میں مال صرف نہیں کر سکا تو دوسری نیکی میں صرف کرے مگر نذر مانی ہو تو پھر اسی میں کرنا ہے پھر تبدیل نہ ہوگی۔ (عون المعبود: ۳/ ۴۶)

٦٢٠٠۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمّٰى خَيْلَنَا خَيْلَ اللّٰهِ إِذَا فَزِعْنَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا فَزِعْنَا بِالْجَمَاعَةِ وَالصَّبْرِ وَالسَّكِيْنَةِ وَإِذَا قَاتَلْنَا. (رواه أبوداود، ٢٥٦٠)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ نے (خطبہ دیا) اور کہا اما بعد! نبی ﷺ نے ہمارے سواروں کو اللہ کے شاہسوار کا نام دیا ہے اور اس وقت جب کہ ہم خوف زدہ تھے۔ اور جب ہم خوف کھاتے تو آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے جماعت میں رہو، صبر اختیار کرو اور تسکین پکڑو جب بھی تم لڑائی لڑو۔'' (ابوداؤد)

٦٢٠١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ السَّرَايَا

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین رفقا چار ہیں۔ اور بہترین فوج چار سو ہے۔

(٦١٩٩) مسلم: ١٨٩٤۔ ابوداؤد: ٢٧٨٠۔ احمد: ١٢٧٤٨.

(٦٢٠٠) ابوداؤد: ٢٥٦٠۔ ضعيف، البانی: ٥٥١.

(٦٢٠١) ترمذی: ١٥٥٥۔ صحیح، البانی: ١٢٥٩۔ ابوداؤد: ٢٦١١۔ دارمی: ٢٤٣٨.

اَرْبَـعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ آلاَفٍ وَلاَ يُـغْلَـبُ اثْـنَـا عَشَـرَ اَلْفًـامِنْ قِلَّةٍ . (رواه الترمذی، ۱۵۵۵)

اور بہترین لشکر چار ہزار ہے۔اور بارہ ہزار ہوں تو وہ قلت اور کم تعداد کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے۔'' (ترمذی)

شـــرح: ......سفر پر روانہ ہوں تو قافلہ کے چار آدمی ساتھ بنا کر جائیں تو یہ بہترین ساتھی ہوں گے، اس سے کم ہوں تو بہتر نہ ہوں گے یہ نافرمان شمار ہوں گے اگر کوئی مجبوری ہو جائے تو علیحدہ بات ہے۔

سریہ لشکر کے اس حصہ کو کہتے ہیں جسے دشمن کے خلاف بھیجا جائے اور ان کی تعداد تقریباً ۴۰۰ سو ہو، یہ لشکر کے خلاصہ اور اعلیٰ افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ ۱۲۰۰۰ افراد پر لشکر مشتمل ہو تو پھر یہ قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے اگر مغلوب ہوئے ہیں تو پھر قلت تعداد نہیں کوئی اور وجہ ہوگی۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/۷۱)

۶۲۰۲۔عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَـوْمٌ مَـا كَـانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلاَ الْفِضَّةَ اِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلاَبِیَّ وَالآنُكَ وَالْحَدِيْدَ . (رواه البخاری، ۲۹۰۹)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک قوم نے بڑی فتوحات حاصل کیں اور ان کی تلواروں پر نہ سونے کے زیور تھے اور نہ چاندی کے۔ ان کی تلواروں کی زینت مضبوطی، چمک اور خالص لوہے سے تھی۔'' (البخاری)

شـــرح: ......سلیمان بن حبیب اپنے رفقا کے ساتھ روم سے واپسی پر حمص میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے ملے، یہ صحابی رضی اللہ عنہ اس وقت بہت ضعیف ہو چکے تھے، انہوں نے ان سے ایک بہت ہی خوبصورت بات کہی کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے پیغام تم تک پہنچاتے ہیں اب تم ہمارا پیغام آگے پہنچاؤ گے، یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ ہماری تلواروں کے دستے چاندی سے آراستہ ہیں، یہ دیکھ کر غصے میں آ گئے اور یہ زیر شرح حدیث سنائی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تلواروں اور آلات جنگ کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرنا مناسب نہیں بہتر یہی ہے کہ کسی اور چیز سے آراستہ کر لیں۔ (فتح الباری:۶/۹۶)

۶۲۰۳۔عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رضی الله عنه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّـهُ كَـانَ إِذَا ظَهَـرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاَثَةَ لَيَالٍ . (رواه البخاری، ۳۰۶۵)

''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ جب کسی قوم پر غالب آتے تو ان کے شہری میدان میں تین رات قیام کرتے تھے۔'' (بخاری)

شرح: ......کفار کی زمین پر غلبہ کے بعد اس کے وسیع میدان میں تین دن ٹھہرنا مسنون ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ

(۶۲۰۲) بخاری: ۲۹۰۹۔ ابن ماجہ: ۲۸۰۷.

(۶۲۰۳) بخاری: ۳۰۶۵۔ مسلم: ۲۷۷۵۔ ترمذی: ۱۵۵۱۔ نسائی: ۲۰۷۵۔ ابوداؤد: ۲۶۹۵۔ احمد: ۱۵۹۲۰۔ دارمی: ۲۴۵۹.

سواریوں اور جانوں کو راحت حاصل کرنے کا موقع مل جائے۔ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ غلبہ کی تاثیر ظاہر ہو جائے اور احکام کا نفاذ ممکن ہو سکے گویا کہ یہ ایک قسم کی شان وشوکت کا اظہار بھی ہے کہ جس میں دم ہو وہ اسلام کے مقابلہ میں آ جائے۔ ایک اور بھی وجہ ہے کہ ضیافت کا اہتمام تین دن کے لیے ہوتا ہے، گویا آپ ﷺ اپنے قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس سرزمین میں ٹھہر کر اسے یہ ضیافت دیتے تھے کہ جس زمین پر نافرمانیوں کی آندھیاں چلتی رہی ہیں وہاں ذکر الٰہی اور اطاعت شعاری کے ذریعہ نیکیوں کے گلشن آباد کریں اور مسلمانی شعائر کا علم بلند کریں۔ (فتح الباری: ٦/ ١٨١)

٦٢٠٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَعْطٰى شَيْئًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ . إِذَا بَلَغْتَ وَادِيَ الْقُرٰى فَشَأْنَكَ بِهٖ . (رواه مالك، ٩٨٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی چیز اللہ کی راہ میں دیتے تو اس شخص کو کہتے تھے: جب تو وادی القریٰ تک چلا جائے تو پھر اس موھوبہ چیز کو جیسا چاہے استعمال کر۔'' (مالک)

شرح:...... وادی قری مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ تھی، یہ غزوہ گاہ کا سرا تھا، یہاں سے شام میں داخل ہونے کا آغاز ہوتا ہے، اس جگہ پر پہنچنے والے کو جو چیز انہوں نے اللہ کی راہ میں دی ہوتی اس کا مالک بنا دیتے کیونکہ اس کے اندر ابھی ڈر ہوتا تھا کہ عطیہ دینے والے کو عطیہ واپس بھی کیا جا سکتا ہے۔ جب اس مقام تک پہنچ جاتا تو غالب گمان یہی ہوتا تھا کہ جانے والا اب غزوہ کیے بغیر واپس نہ لوٹے گا۔ اس لیے اس کی ملکیت میں کر دیتے تھے تاکہ نیک مقصد حاصل ہو جائے۔ (شرح زرقانی: ٣/ ١٤)

٦٢٠٥۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ ثَقِيْفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيْفُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَسَرَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مِنْ بَنِيْ عُقَيْلٍ وَاَصَابُوْا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ بِمَ اَخَذْتَنِي وَبِمَ اَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ فَقَالَ إِعْظَامًا لِذٰلِكَ اَخَذْتُكَ بِجَرِيْرَةِ حُلَفَائِكَ

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنوثقیف اور بنو عقیل باہم حلیف اور دوست تھے۔ بنوثقیف نے دو صحابی رضی اللہ عنہما قیدی بنا لیے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بنوعقیل کا ایک آدمی گرفتار کرلیا، اس کے ساتھ وہ مشہور اونٹنی بھی ہاتھ میں آئی جس کو عضباء کہا جاتا تھا۔ اس کو باندھا ہوا نبی ﷺ کے پاس حاضر کیا گیا۔ اس نے کہا: یا محمد ﷺ! پس آپ ﷺ اس کے قریب آئے اور فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے کیوں گرفتار کیا، اور حاجیوں سے آگے جانے والی اونٹنی کو کیوں گرفت میں لیا ہے؟ فرمایا: میں نے تجھے تیرے دوست وحلیف بنوثقیف

(٦٢٠٤) مؤطا: ٩٨٥.

(٦٢٠٥) مسلم: ١٦٤١۔ نسائی: ٣٨٦١۔ ابوداؤد: ٣٣١٦۔ احمد: ١٩٤٨٣۔ دارمی: ٢٥٠٥.

ثَقِيْفَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْمًا رَقِيْقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ قَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ فَقَالَ مَاشَأْنُكَ قَالَ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَأَسْقِنِي قَالَ هٰذِهِ حَاجَتُكَ فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ قَالَ وَأُسِرَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَأُصِيْبَتِ الْعَضْبَاءُ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ فِي الْوَثَاقِ وَكَانَ الْقَوْمُ يُرِيْحُوْنَ نَعَمَهُمْ بَيْنَ يَدَيْ بُيُوْتِهِمْ فَانْفَلَتَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنَ الْوَثَاقِ فَأَتَتِ الْإِبِلَ فَجَعَلَتْ إِذَا دَنَتْ مِنَ الْبَعِيْرِ رَغَا فَتَتْرُكُهُ حَتّٰى تَنْتَهِيَ إِلَى الْعَضْبَاءِ فَلَمْ تَرْغُ قَالَ وَنَاقَةٌ مُنَوَّقَةٌ فَقَعَدَتْ فِي عَجُزِهَا ثُمَّ زَجَرَتْهَا فَانْطَلَقَتْ وَنَذَرُوْا بِهَا فَطَلَبُوْهَا فَأَعْجَزَتْهُمْ قَالَ وَنَذَرَتْ لِلّٰهِ إِنْ نَجَاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ رَآهَا النَّاسُ فَقَالُوْا الْعَضْبَاءُ نَاقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّهَا نَذَرَتْ إِنْ نَجَاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بِئْسَمَا جَزَتْهَا نَذَرَتْ لِلّٰهِ إِنْ نَجَاهَا اللّٰهُ عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ. (رواه مسلم، ١٦٤١)

کے جرم میں پکڑا ہے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ لوٹ گئے اس نے پھر آپ ﷺ کو آواز دی اور کہا: یا محمد ﷺ! یا محمد ﷺ! رسول اللہ ﷺ بہت رحیم کریم تھے اس لیے آپ ﷺ اس کے پاس لوٹ کر آئے، اور فرمایا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات تو نے اس وقت کہی ہوتی جب تم اپنے معاملے کا مالک تھا تو تو پوری طرح کامیاب ہوجاتا۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ واپس ہوگئے۔ اس نے پھر پکارا۔ آپ واپس پلٹے اور فرمایا: تیرا کیا کام ہے؟ اس نے کہا: میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو، اور پیاسا ہوں مجھے پانی دو، فرمایا: یہ تیری ضروریات ہیں۔ چنانچہ ان دو صحابہ کے عوض اس کو چھوڑا گیا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ انصار کی ایک عورت اور عضباء اونٹنی بھی کفار کے قبضے میں آ گئی اور عورت کو مضبوط باندھا گیا تھا لے جانے والے اپنے گھروں کے سامنے مویشیوں کو رات کے وقت لا چھوڑتے تھے۔ عورت ایک رات ہتھکڑی کھول کر اونٹوں کے پاس گئی، جب وہ کسی اونٹ کے قریب جاتی تو وہ بلبلانے لگتا تو عورت اس کو چھوڑ دیتی بالآخر وہ عضباء کے پاس گئی تو وہ نہ بولی اور وہ بڑی ہوشیار اونٹنی تھی۔ عورت نے اس پر بیٹھ کے ہانکا تو وہ چل پڑی۔ لوگوں نے مفقود پا کر تلاش کیا تو اونٹنی نے ان کو ناکام کر دیا۔ عورت نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اس کو نجات دی تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کرے گی۔ جب وہ مدینہ پہنچی تو لوگوں نے دیکھ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کی عضباء اونٹنی آ گئی۔ عورت نے کہا کہ میں نے منت مانی ہے کہ اگر اللہ نے مجھے نجات دی تو میں اس اونٹنی کو ذبح کروں گی۔ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس نے اونٹنی کو برا بدلہ دیا۔

اگر اللہ نے اس کو نجات دی تو وہ اس کو ذبح کرے گی۔ اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے، نہ اس چیز میں جو انسان کی اپنی ملکیت نہ ہو۔'' (مسلم)

٦٢٠٦ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَشْتَرُوْا جَسَدَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَبَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَبِيْعَهُمْ إِيَّاهُ. (رواه الترمذی، ١٧١٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مشرکین نے اپنے ایک مشرک آدمی کی لاش خریدنا چاہی تو نبی ﷺ نے لاش فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔'' (ترمذی)

٦٢٠٧ـــ عَنْ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِرَأْسِ الْاَسْوَدِ الْعَنَسِيِّ. (رواه الطبرانی فی الکبیر)

''فیروز دیلمی کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اسود عنسی کا سر اتار کر لایا۔ (اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا)۔'' (کبیر)

٦٢٠٨ـــ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُوْقِدُوْا نَارًا ثَلَاثًا، قَالَ: فَكَلَّمَ النَّاسُ أَبَابَكْرٍ عَنْهُ، قَالُوْا: كَلِّمْهُ لَنَا، فَأَتَاهُ قَالَ: قَدْ اَرْسَلُوْكَ إِلَيَّ لَا يُوْقِدُ أَحَدٌ نَارًا إِلَّا أَلْقَيْتُهُ فِيْهَا، ثُمَّ لَقُوا الْعَدُوَّ فَهَزَمُوْهُمْ، فَلَمْ يَدَعْهُمْ يَطْلُبُوا الْعَدُوَّ، فَلَمَّا رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ، وَشَكَوْا إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانُوْا قَلِيْلاً فَكَرِهْتُ أَنْ يَطْلُبُوا الْعَدُوَّ وَخِفْتُ أَنْ يَكُوْنَ لَهُمْ مَادَّةٌ فَيَعْطِفُوْنَ عَلَيْهِمْ، وَنَهَيْتُهُمْ أَنْ يُوْقِدُوْا نَارًا خَشْيَةَ أَنْ

''سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب اسے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ ذات السلاسل میں سپہ سالار بنا کر روانہ کیا تو اس نے لوگوں کو تین رات تک آگ روشن کرنے سے روک دیا۔ لوگوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات کی کہ عمرو رضی اللہ عنہ سے آگ جلانے کے متعلق گفتگو کریں۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تو کہا: آپ کو لوگوں نے میری طرف بھیجا ہے، یاد رکھیں اگر کسی نے آگ جلائی تو میں اسے آگ میں ڈال دوں گا۔ پھر جنگ ہوئی دشمن شکست کھا گیا تو دشمن کے پیچھے بھاگنے سے بھی منع کر دیا۔ لوگ جب واپس آئے تو آنحضرت ﷺ سے شکایت کی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہماری تعداد تھوڑی تھی۔ لہٰذا میں نے ان کا تعاقب کرنا ناپسند کیا کہ اگر ان کی معاون فوج موجود ہو تو وہ پلٹ کر حملہ آور ہوں گے۔ اور میں نے آگ

(٦٢٠٦) ترمذی: ١٧١٥۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٢٨٩۔ احمد: ٣٠٠٤.

(٦٢٠٧) طبرانی اوسط ورجاله ثقات هیثمی: ٩٦٩٣.

(٦٢٠٨) طبرانی کبیر بأسانید ورجال الاول رجال الصحیح هیثمی: ٩٦٢٥.

يَـرَى الْـعَـدُوُّ قِـلَّتَهُمْ ، فَحَمِدَ ﷺ اَمْرَهُ . (رواه الطبرانى فى الكبير)

روشن کرنے سے اس لیے روکا تھا کہ کہیں دشمن کو ہماری قلت نہ معلوم ہو جائے۔ پس آنحضرت ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اس تدبیر کو سراہا۔'' (الکبیر)

شـــرح: ......اس میں ایک تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جنگی بصیرت کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کمال دانشمندی سے کامیاب انداز اپنایا جو دوسروں کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

دوسری یہ بات ثابت ہوئی اگر کسی کی چیز دشمن کے قبضہ میں چلی جاتی ہے، تو اگر مال غنیمت ابھی تقسیم نہیں ہوا تو وہ چیز مالک پر لوٹائی جائے گی اگر مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے پھر وہ چیز تقسیم میں جس کے حصہ میں آئے گی اسی کی ہوگی۔

اس میں تفصیل ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا گھوڑا بھاگ گیا تھا اسے دشمن نے پکڑ لیا، جب مسلمان غالب آئے تو وہ گھوڑا دشمن سے واپس لے لیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ گھوڑا واپس کر دیا گیا، یہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک کی بات ہے۔ اور ایک ان کا غلام بھاگ گیا تھا اور رومیوں کے ساتھ جا ملا تو مسلمان رومیوں پر کامیاب ہوئے تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ غلام واپس دے دیا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے بعد کی بات ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/ ۱۸)

اور یہ بھی ثابت ہوا بہت ہی زیادہ سرکش اور مخالف اسلام اور جھوٹی نبوت کا دعویدار جو ہے لوگوں کی عبرت کے لیے اس کا سر اتار کر میدان سے لایا جا سکتا ہے، آپ ﷺ نے اپنے دو آدمیوں کے عوض کافروں کے دو آدمی گرفتار کیے تھے، ان میں سے ایک نے اوپر سے مسلمان ہونے کا اظہار کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، اگر تو نے گرفتار سے قبل اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا ہوتا تو دنیا میں تو غلامی سے نجات پاتا اور آخرت میں دوزخ سے نجات پاتا، اب تین ہی صورتیں ہیں خواہ تو اسلام قبول کرنے کا دعویٰ بھی کرے یا تو غلامی میں رہے گا۔

(۲) یا ویسے احسان کرتے ہوئے تجھے آزاد کر دیا جائے۔

(۳) یا پھر فدیہ لے کر چھوڑا جائے ثابت ہوا زندہ قیدیوں کو قیدیوں کے عوض آزاد کرنا جائز ہے، مردہ قیدیوں کا تبادلہ نہیں۔ اس مسلم کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عزت بچاتے ہوئے یا ہجرت کے لیے یا دین کی حفاظت میں عورت تنہا سفر کرتی ہے تو گنجائش ہے، بلا وجہ عورت کو بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوا مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے، دشمن نے کسی کی جو چیز چھین لی تھی وہ واپس ہونے کی صورت میں مالک کو ہی لوٹائی جائے گی اور یہ بھی ثابت ہوا نافرمانی کی نذر جائز نہیں اور نہ ہی اس چیز کی نذر مانی جائے جو ملکیت میں نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۳۸)

٦٢٠٩ـ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَبَقَ وَأَنَّ فَرَسًا لَهُ عَارَ فَأَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُوْنَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُصِيْبَهُمَا الْمَقَاسِمُ . (رواه مالك)

''مالک رحمہ اللہ کو بات پہنچی تو سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھاگ گیا۔ مشرکین نے ڈاکہ مارا اور سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا لے گئے۔ پھر یہ دونوں ہی مسلمانوں کو غنیمت میں ہاتھ آ گئے تو دونوں عبداللہ کو واپس کر دیے گئے اور یہ کام تقسیم غنیمت سے پہلے کیا گیا۔'' (مؤطا)

الأمانة والهدنة والجزية ونقض العهد والغدر.

امن، صلح، جزیہ کا معاہدہ توڑنے اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کا بیان

٦٢١٠ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ صَخْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا ثَقِيْفًا فَلَمَّا أَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ صَخْرٌ رَكِبَ فِي خَيْلٍ يُمِدُّ النَّبِيَّ ﷺ فَوَجَدَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَدِ انْصَرَفَ وَلَمْ يَفْتَحْ فَجَعَلَ صَخْرٌ يَوْمَئِذٍ عَهْدَ اللّٰهِ وَذِمَّتَهُ أَنْ لَا يُفَارِقَ هٰذَا الْقَصْرَ حَتّٰى يَنْزِلُوْا عَلَى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُفَارِقْهُمْ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَتَبَ إِلَيْهِ صَخْرٌ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ ثَقِيْفًا قَدْ نَزَلَتْ عَلَى حُكْمِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا مُقْبِلٌ إِلَيْهِمْ وَهُوَ فِي خَيْلٍ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةٌ فَدَعَا لِأَحْمَسَ عَشْرَ دَعَوَاتٍ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَحْمَسَ فِي خَيْلِهَا وَرِجَالِهَا وَاَتَاهُ الْقَوْمُ فَتَكَلَّمَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ صَخْرًا أَخَذَ عَمَّتِي وَدَخَلَتْ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ

''عثمان بن ابی حازم اپنے باپ سے وہ اس کے دادے صخر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بنو ثقیف سے جنگ کی، جب صخر نے سنا تو وہ اپنے لوگوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے ساتھ لے کر آپ ﷺ کی امداد کے لیے چل پڑا۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ آنحضرت ﷺ بنو ثقیف کو چھوڑ کر بغیر فتح کرنے کے واپس جا چکے ہیں تو صخر نے اللہ سے عہد کیا کہ وہ ان لوگوں کے قلعہ سے جدا نہ ہوگا جب تک وہ نبی ﷺ کے فیصلے پر قلعہ سے نہیں اتریں گے۔ پھر ان سے جدا نہ ہوا یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلے کی شرط پر اتر آئے تو صخر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں لکھا اما بعد ! بنو ثقیف آپ ﷺ کے فیصلے کی شرط پر اتر آئے ہیں۔ اور میں ان کو ساتھ لے کر آ رہا ہوں وہ ہمارے گھوڑ سواروں کے ساتھ ہیں۔ تو آپ ﷺ نے یکجا نماز پڑھنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے دس بار احمس والوں کے لیے دعا مانگی یا اللہ! احمس والوں کے گھوڑسواروں میں اور ان کے پیادوں میں برکت عطا کر۔ جب وہ لوگ حاضر ہوئے تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ

(٦٢٠٩) مالك.

(٦٢١٠) ابوداؤد: ٣٠٦٧ـ ضعيف الاسناد، البانى: ٦٧٠ـ احمد: ١٨٣٠١ـ دارمى: ١٦٧٣.

فَدَعَاهُ فَقَالَ يَا صَخْرُ إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا اَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْمُغِيْرَةِ عَمَّتَهُ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَسَأَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَا لِبَنِي سُلَيْمٍ قَدْ هَرَبُوْا عَنِ الإِسْلَامِ وَتَرَكُوْا ذٰلِكَ الْمَاءَ فَقَالَ يَا نَبِيَ اللّٰهِ أَنْزِلْنِيْهِ أَنَا وَقَوْمِي قَالَ نَعَمْ فَأَنْزَلَهُ وَاَسْلَمَ يَعْنِي السُّلَمِيِّيْنَ فَأَتَوْا صَخْرًا فَسَأَلُوْهُ اَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِمُ الْمَاءَ فَأَبَى فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَسْلَمْنَا وَأَتَيْنَا صَخْرًا لِيَدْفَعَ إِلَيْنَا مَائَنَا فَأَبَى عَلَيْنَا فَأَتَاهُ فَقَالَ يَا صَخْرُ إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوْا اَحْرَزُوْا اَمْوَالَهُمْ وَدِمَاءَ هُمْ فَادْفَعْ إِلَى الْقَوْمِ مَاءَ هُمْ قَالَ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ عِنْدَ ذٰلِكَ حُمْرَةً حَيَاءً مِنْ اَخْذِهِ الْجَارِيَّةَ وَاَخْذِهِ الْمَاءَ. (لأبى داود، ٣٠٦٧)

سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! صخر رضی اللہ عنہ نے میری پھوپھی قبضے میں لے رکھی ہے۔ اور اسی طرح وہ اسلام میں داخل ہو چکی ہے جیسے دوسرے لوگ داخل ہوئے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا: اے صخر! جب قوم مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے خون اور مال محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس لیے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی پھوپھی واپس کر دے تو صخر رضی اللہ عنہ نے واپس کر دی۔ صخر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ پانی طلب کیا جس کو بنو سلیم نے اسلام سے بھاگ کے چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے اور میری قوم کو اس پر قبضے کی اجازت دے دی۔ بنو سلیم والے بھی مسلمان ہو گئے اور انہوں نے صخر رضی اللہ عنہ سے آ کر پانی واپس کرنے کا سوال کیا تو اس نے پانی واپس کرنے سے انکار کیا۔ پھر بنو سلیم نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، پس آپ ﷺ نے صخر کو بلایا وہ حاضر ہوا تو فرمایا: اے صخر! جب کوئی قوم مسلمان ہو جائے تو وہ اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیتے ہیں۔ اس قوم کا پانی ان کو واپس کر دے اس نے عرض کی: ہاں، یا رسول اللہ ﷺ! واپس کرتا ہوں۔ صخر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا مجھ سے لڑکی اور پانی واپس لینے کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ اقدس حیا کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔'' (ابوداؤد)

٦٢١١۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا بِالْمِرْبَدِ فَجَاءَ رَجُلٌ اَشْعَثُ الرَّأْسِ بِيَدِهِ قِطْعَةُ اَدِيْمِ اَحْمَرَ فَقُلْنَا كَاَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَّةِ فَقَالَ اَجَلْ قُلْنَا وَنَاوِلْنَا هٰذِهِ الْقِطْعَةَ الادِيْمَ الَّتِيْ فِي يَدِكَ فَنَاوَلَنَا هَا فَقَرَأْ نَاهَا فَإِذَا فِيْهَا مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى

''یزید بن عبداللہ نے کہا: ہم بصرہ میں تھے، ہم نے دیکھا کہ ایک پراگندہ بالوں والا آدمی ہے جس کے ہاتھ میں سرخ چمڑے کا ٹکرا ہے۔ ہم نے کہا: تو گویا دیہات کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا: ہاں، ہم نے کہا: تیرے ہاتھ میں چمڑے کا ٹکڑا ہے، یہ ہمیں پکڑا، اس نے دے دیا۔ اس میں لکھا تھا: اللہ کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن

(٦٢١١) ابوداؤد: ٢٩٩٩۔ صحیح الاسناد، البانی: ٢٥٩٢۔ احمد: ٢٢٥٦١۔

بَنِی زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُمْ أَنْ لَآإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَأَدَّيْتُمُ الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّفِيَّ أَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَقُلْنَا مَنْ كَتَبَ لَكَ هٰذَا الْكِتَابَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . (لأبی داود، ٢٩٩٩)

اقیش کے نام۔ اگر تم لوگ یہ گواہی دو کہ نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے اللہ تعالیٰ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، غنیمت سے خمس ادا کرو، اور رسول اللہ ﷺ کا مخصوص حصہ بھی ادا کرو تو تم اللہ اور اس کے رسول کی امانت کے تحت امن میں ہوں گے۔ ہم نے پوچھا: یہ کس نے لکھا ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔'' (ابوداؤد)

٦٢١٢ــــ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لِی هَمْدَانُ هَلْ أَنْتَ آتِ هٰذَا الرَّجُلَ وَمُرْتَادُلَنَا فَإِنْ رَضِيْتَ لَنَا شَيْئًا قَبِلْنَاهُ وَإِنْ كَرِهْتَ شَيْئًا كَرِهْنَاهُ قُلْتُ نَعَمْ فَجِئْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَضِيْتُ أَمْرَهٗ وَأَسْلَمَ قَوْمِی وَكَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْكِتَابَ إِلَى عُمَيْرٍ ذِی مَرَّانٍ قَالَ وَبَعَثَ مَالِكَ بْنَ مِرَارَةَ الرَّهَاوِیَّ إِلَى الْيَمَنِ جَمِيْعًا فَأَسْلَمَ عَكٌّ ذُوْ خَيْوَانَ قَالَ فَقِيْلَ لَعَكٍّ انْطَلِقْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخُذْ مِنْهُ الأَمَانَ عَلَى قَرْيَتِكَ وَمَالِكَ فَقَدِمَ وَكَتَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِعَكٍّ ذِی خَيْوَانَ إِنْ كَانَ صَادِقًا فِی أَرْضِهٖ وَمَالِهٖ وَرَقِيْقِهٖ فَلَهُ الأَمَانُ وَذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَتَبَ خَالِدُبْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ . (رواه أبوداود، ٣٠٢٧)

''عامر بن شہر نے کہا: جب نبی ﷺ تشریف لائے تو قوم ہمدان نے مجھے کہا: کیا تو اس شخص کے پاس جا کر ہمارے لیے نرمی اور سہولت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ پس جو چیز تو ہمارے لیے پسند کرے گا تو ہم بھی اس کو پسند کریں گے۔ اور اگر کوئی چیز تو نے نا پسند کی تو ہم بھی نا پسند کریں گے۔ میں نے کہا: ہاں، پھر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کا دین پسند کیا، اور میری قوم نے بھی اسلام قبول کیا آپ ﷺ یہ نامہ مبارک عمیر ذی مران کی طرف لکھا اور آنحضرت ﷺ نے مالک بن مرارہ الرھاوی کو سارے یمن کی طرف روانہ کیا عک ذی خیوان نے اسلام قبول کیا تو عک کو کہا گیا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر آپ ﷺ سے اپنے شہر اور جائیداد و اموال کے لیے امان حاصل کر لے تو وہ حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ نے اسی کے لیے لکھا: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ عک ذی خیوان اگر اپنی زمین، مال اور غلام کے متعلق سچ کہہ رہا ہے تو اس کے لیے امان ہے اور اللہ کی ضمانت ہے اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی ضمانت ہے۔ اس

(٦٢١٢) ابوداؤد: ٣٠٢٧، البانی: ٦٥٣.

کو خالد بن سعید بن العاص نے لکھا تھا۔ (ابو داؤد)

شــــرح: ...... مربد ایک محلے کا نام ہے۔ یہاں یہ موجود تھے کہ رسول اکرم ﷺ کا پیغام ان تک پہنچا۔ رسول اکرم ﷺ نے انہیں مال غنیمت کے متعلق وضاحت بتائی۔ یہ وہ مال ہے جو کفار سے جنگ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں۔ ۴ حصے لشکر میں تقسیم ہوتے ہیں، ایک حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے، آپ ﷺ جنگ میں شریک ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، یہ حصہ آپ کا ہوتا تھا، ایک مال ''صفی'' تھا، جس کا مطلب ہے، منتخب کیا ہوا۔ یہ وہ چیز ہوتی تھی جو مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے نبی اکرم ﷺ چن لیتے تھے مثلاً کوئی گھوڑا، غلام، یا لونڈی وغیرہ یہ نبی ﷺ کا خاصہ تھا، عام فوجی ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ تاہم آپ ﷺ کی زندگی مبارک کے بعد امام وقت کے لیے اس منتخب حصہ کو لینے کا استحقاق اب بھی ہے۔ (عون المعبود: ۳/۱۱۳)

٦٢١٣ـــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ اَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الاَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ ﷺ وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ. قُرَيْشٍ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَاَهْلُهَا اَخْلَاطٌ مِنْهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَعْبُدُوْنَ الاَوْثَانَ وَالْيَهُوْدُ وَكَانُوْا يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ فَاَمَرَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ نَبِيَّهٗ بِالصَّبْرِوَ الْعَفْوِ فَفِيْهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ الآيَةَ فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الاَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عَنْ اَذَى النَّبِيِّ ﷺ اَمَرَالنَّبِيُّ ﷺ سَعْدَبْنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُوْنَهٗ فَبَعَثَ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ وَذَكَرَ قِصَّةَ قَتْلِهِ فَلَمَّا قَتَلُوْهُ فَزَعَتِ الْيَهُوْدُ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَغَدَوْا عَلَى

''سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ''جو کہ ان تینوں میں سے ایک تھے، جن کی توبہ قبول ہوئی تھی'' کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف یہودی آنحضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، اور کفار قریش کو آپ ﷺ کے خلاف ترغیب دیتا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں بتوں کی پوجا کرنے والے مشرکین بھی تھے اور یہودبھی تھے۔ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو ایذا دیتے تھا۔ پس آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے صبر و تحمل اور عفو در گذر کرنے کا حکم دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ (تم سنو گے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جو مشرک ہیں بہت زیادہ اذیت) کعب بن اشرف نے آپ ﷺ کو ایذا دینے سے باز آنے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کو قتل کرنے کے لیے آدمی روانہ کر دے۔ تو انہوں نے محمد بن مسلمہ کو روانہ کیا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر راوی نے اس کو قتل کرنے کا قصہ بھی بیان کیا۔ جب وہ قتل کیا گیا تو یہود اور مشرکین کو خوف

(٦٢١٣) ابوداؤد: ٣٠٠٠۔ صحيح الاسناد، البانی: ٢٥٩٣.

النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا طُرِقَ صَاحِبُنَا فَقُتِلَ فَذَكَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ الَّذِي كَانَ يَقُوْلُ وَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى اَنْ يَكْتُبَ بَيْنَهُ كِتَابًا يَنْتَهُوْنَ إِلَى مَا فِيْهِ فَكَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً صَحِيْفَةً. (رواه أبوداود، ٣٠٠٠)

لاحق ہوا تو وہ دوسرے دن آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا: رات کو ہمارا آدمی قتل کیا گیا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے ان کے سامنے وہ باتیں بیان کیں جو وہ آپ ﷺ کے خلاف کہا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو دعوت دی کہ میرے اور تمہارے درمیان تحریر لکھی جائے تاکہ ہر فریق اس کی طرف رجوع کرے۔ پھر ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ایک تحریر لکھا دی۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... کعب بن اشرف یہودی عرب کا باشندہ تھا۔ اس کے باپ نے جاہلیت میں قتل کیا، اور مدینہ میں آ گیا اور بنونضیر کا حلیف بنا اور بڑے شرف پر فائز ہوا اس نے عقیلہ بنت ابوحقیق سے شادی کی جس سے یہ کعب پیدا ہوا، دراز قد اور بڑا جسیم وفخیم تھا، اس کی وجہ سے یہودی مسلمانوں پر سب وشتم کرتے اور اذیت دیتے اور مسلمان عورتوں پر زبان درازی کرتے تھے۔ اسے قتل کروا دیا گیا تو نبی ﷺ نے یہودیوں اور مشرکوں سے کہا: میں اس شرط پر تم سے عہد کرتا ہوں کہ تم مسلمانوں اور ان کی خواتین کے خلاف زبان درازی نہیں کرو گے تو تمہیں امن ہے اگر تم نے اس کی پاسداری نہ کی تو پھر کوئی امن کی ضمانت نہیں۔ تاہم آہستہ آہستہ یہودی کمزور پڑ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جزیرۂ عرب میں جلاوطن کر دیا۔ (عون المعبود: ۳/۱۱۴)

٦٢١٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ نَجْرَانَ عَلَى اَلْفَيْ حُلَّةٍ النِّصْفُ فِي صَفَرٍ وَالْبَقِيَّةُ فِي رَجَبٍ يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَعَوَرِ ثَلاثِيْنَ دِرْعًا وَثَلاثِيْنَ فَرَسًا وَثَلاثِيْنَ بَعِيْرًا وَثَلاثِيْنَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْ اَصْنَافِ السَّلاحِ يَغْزُوْنَ بِهَا وَالْمُسْلِمُوْنَ ضَامِنُوْنَ لَهَا حَتّٰى يَرُدُّوْهَا عَلَيْهِمْ إِنْ كَانَ بِالْيَمَنِ كَيْدٌ أَوْ غَدْرَةٌ عَلَى اَنْ لا تُهْدَمَ لَهُمْ بَيْعَةٌ وَلا يُخْرَجَ لَهُمْ قَسٌّ وَلا يُفْتَنُوْا عَنْ دِيْنِهِمْ مَالَمْ يُحْدِثُوْا حَدَثاً اَوْ

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اہل نجران سے دو ہزار جوڑا کپڑے پر صلح کی نصف کپڑا ماہ صفر میں اور نصف رجب کے مہینے میں مسلمانوں کو دیتے رہیں گے، اور تیس عدد زرہ، تیس گھوڑے، تیس اونٹ اور ہر قسم کے اسلحہ سے تیس اشیاء دیں گے تاکہ مسلمان جہاد کریں اور ان اشیاء کے واپس کرنے کے مسلمان ضامن ہوں گے، اورضرور واپس لوٹائیں گے۔ اگر یمن میں مسلمانوں کے خلاف شورش بپا ہو اور فتنہ کھڑا کیا جائے تو اہل نجران کی بیعت ختم نہ ہوگی۔ ان کے کسی پادری کو شہر بدر نہیں کیا جائے گا، ان کے گرجے کو نہیں گرایا جائے گا۔ اور ان کے دین میں مداخلت نہیں کی جائے گی جب تک وہ کوئی بدعت نہ

(٦٢١٤) ابوداؤد: ٣٠٤١ـ ضعيف الاسناد، الباني: ٦٥٨.

يَأْكُلُوا الرِّبَا . (رواه ابوداود، ٣٠٤١)

٦٢١٥ــــعَنْ زِيَادِبْنِ حُدَيْرٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لَئِنْ بَقِيْتُ لِنَصَارَى بَنِي تَغْلِبَ لَاَقْتُلَنَّ الْمُقَاتِلَةَ وَلَاَسْبِيَنَّ الذُّرِّيَّةَ فَإِنِّي كَتَبْتُ الْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى اَنْ لاَ يُنَصِّرُوْا اَبْنَاءَ هُمْ . (رواه أبوداود، ٣٠٤٠) قَالَ أَبُوْدَاوُدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، كَذَا ذَكَرَهُ رَزِيْنٌ وَلَمْ اَجِدْ فِي كِتَابِ اَبِيْ دَاوُدَ . قُلْتُ هُوَ فِي أَبِيْ دَاوُدَ قَبْلَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسِ الْمُتَقَدَّمُ بِلاَ فَاصِلٍ، وَفِي آخِرِهِ: بَلَغَنِي عَنْ اَحْمَدَ اَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُهَذَا الْحَدِيْثَ إِنْكَارًا شَدِيْدًا قَالَ اَبُوْ عَلِيٍّ، وَلَمْ يَقْرَأْهُ أَبُوْدَاوُدَ فِي الْعَرْضَةِ الثَّانِيَةِ اَهْ . فَظَاهِرُ كَلامِ اللُّؤْلُؤِيِّ اَنَّهُ لَمْ يَجِدْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عِنْدَ كُلِّ رُوَاةِ أَبِي دَاوُدَ فَلِهَذَا لَمْ يَجِدْهُ الْمُصَنِّفُ فِيْ اَصْلِهِ .

٦٢١٦ــعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ اَصْحَابِهِ وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلاً مَارِدًا مُنْكِرًا فَاَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَلَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا وَتَأْكُلُوْا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوْا نِسَاءَ نَا فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ ارْكَبْ فَرَسَكَ

کریں یا وہ جب تک سود نہ کھائیں۔'' (ابوداؤد)

''زیادہ بن حدیر کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں زندہ رہا تو بنوتغلب کے عیسائیوں کو قتل کر دوں گا۔ اور ان کی اولاد کو قیدی قرار دونگا۔ میں نے ہی ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح نامہ لکھا تھا اور یہ شرط رکھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو نصرانی نہیں بنائیں گے۔ ابوداؤد نے کہا یہ منکر روایت ہے۔۔ رزین نے بھی ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ابوداؤد کی کتاب میں اس کو نہیں پایا۔ میں کہتا ہوں یہ روایت ابوداؤد کی کتاب میں ابن عباس کی حدیث سے متصل بلا فاصلہ پہلے درج ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے مجھے احمد سے روایت موصول ہوئی ہے کہ وہ اس روایت کا شدت سے انکار کرتے تھے۔ ابوعلی کا قول ہے کہ ابوداؤد نے دوسری مرتبہ سنن ابی داود کا دور کرواتے وقت اس کی تلاوت نہیں کی تھی۔ پس لؤلؤی کے قول کی وجہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ روایت ابوداؤد کے تمام راویوں کے پاس نہیں پائی گئی۔ تو یہی وجہ ہے کہ مؤلف کو اس کے اصل میں یہ روایت نہ مل سکی۔''

''عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو ساتھ لے کر جب خیبر میں اترے تو خیبر کا حکمران ایک متکبر آدمی تھا جو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے کہا: اے محمد! کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ تم ہمارے گدھے ذبح کرو، ہمارے پھل کھاؤ، اور ہماری عورتوں کو مارو تو آپ ﷺ کو بہت غصہ آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر جا اور منادی کر دے کہ جنت مومن

(٦٢١٥) ابوداؤد: ٣٠٤٠۔ ضعیف، البانی: ٦٥٧.

(٦٢١٦) ابوداؤد: ٣٠٥٠۔ ضعیف، البانی: ٦٦٤.

ثُمَّ نَادِأَلاَ إِنَّ الْجَنَّةَ لاَ تَحِلُّ إِلاَّ لِمُؤْ مِنٍ وَأَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلاَةِ قَالَ فَاجْتَمَعُوْا ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهِ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلاَّ مَا فِي هٰذَا الْقُرْآن أَلاَ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰن أَوْأَكْثَرُ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ بِإِذْنٍ وَلاَضَرْبَ نِسَائِهِمْ وَلاَ اَكْلَ ثِمَارِهِمْ إِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ . (رواه أبوداود، ٣٠٥٠)

کے سوا کسی کے لیے حلال نہیں ہے، اور یہ کہ لوگ نماز کے وقت جمع ہوں۔ لوگ جب اکٹھے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے تخت پر بیٹھ کر گمان کرتا ہے کہ اللہ نے کوئی چیز حرام نہیں کی مگر صرف وہ چیز جو قرآن میں حرام ہے۔ خبردار رہو! اللہ کی قسم میں نے نصیحت کی، حکم دیا، اور بعض اشیاء سے منع بھی کیا ہے جو کہ قرآن کی مثل ہیں یا اس سے بھی زیادہ ہیں۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اہل کتاب کی اجازت کے بغیر ان کے گروہ میں داخل ہونا منع کیا ہے۔ اور ان کی عورتوں کو مارنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ اور ان کے پھل کھانے بھی جائز نہیں جب کہ وہ ادا کر دیں وہ چیز جو ان کے ذمہ ہے (یعنی جزیہ)۔'' (ابوداؤد)

٦٢١٧ــــ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّكُمْ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا فَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ فَيَتَّقُوْنَكُمْ بِأَمْوَالِهِمْ دُوْنَ اَنْفُسِهِمْ وَاَبْنَائِهِمْ قَالَ سَعِيْدٌ فِي حَدِيْثِهِ فَيُصَالِحُوْنَكُمْ عَلَى صُلْحٍ ثُمَّ اتَّفَقَا فَلاَ تُصِيْبُوْا مِنْهُمْ شَيْئًا فَوْقَ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ لاَ يَصْلُحُ لَكُمْ . (رواه أبوداود، ٣٠٥١)

''جہینہ کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے تم کسی قوم سے جہاد کرو پھر تم ان پر غالب آ جاؤ تو وہ مال کے بدلے تم سے اپنی جان اور اہل وعیال کو بچائیں اور وہ شرائط پر تم سے صلح کریں گے تو تحریر میں درج اشیاء سے زائد ان کی کوئی چیز نہ لو وہ تمہارے لیے کسی صورت جائز نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢١٨ــــ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَإِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

''نافع سے روایت ہے کہ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر خیبر میں زیادتی کی گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود سے مال کے عوض صلح کی تھی، اور فرمایا تھا: ہم تمہیں یہاں ٹھہرنے دیں گے جب تک تمہیں اللہ ٹھہرائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہاں اپنے مال کی خاطر گئے تھے تو رات

(٦٢١٧) ابوداؤد: ٣٠٥١۔ ضعیف، البانی: ٦٦٥.

(٦٢١٨) بخاری: ٢٧٣٠۔ ابوداؤد: ٣٠٠٧۔ احمد: ٩١.

خَرَجَ إِلٰى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذٰلِكَ اَتَاهُ أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ أَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْبِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هٰذِهِ هُزَيْلَةً مِنْ اَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّاللّٰهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِمَالاً وَإِبِلاً وَعُرُوْضًا مِنْ اَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ . (رواه البخاري، ٢٧٣٠)

کی تاریکی میں ان کو مارا پیٹا گیا، اور ان کے ہاتھ پاؤں زخمی کیے گئے ہیں، اور وہاں یہود کے علاوہ کوئی ہمارا دشمن نہیں وہی ہمارے دشمن ہیں ان پر ہی ہمارا گمان والزام ہے۔ اور میں نے یہود کو وہاں سے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس امر پر پختہ ارادہ کر لیا تو بنو حقیق میں سے ایک یہودی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! کیا تم ہمیں نکال رہے ہو جبکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ مال پر معاملہ کیا اور وہاں رہنے کی شرط بھی بیان کی؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تیرا گمان ہے کہ محمد ﷺ کا وہ ارشاد میں بھول گیا ہوں جو آپ ﷺ نے خاص طور پر تجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ فرمایا: تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے خیبر سے نکالا جائے گا تجھے تیری سواری لے کر دوڑتی ہوگی ایک رات کے بعد دوسری رات؟ اس نے کہا: وہ تو ابوالقاسم ﷺ کا مذاق تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے غلط کہا، اے دشمنِ خدا! (وہ آپ ﷺ کی طے شدہ بات تھے وہ ہنسی مذاق نہیں تھا) اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کر دیا۔ اور جو قیمت ان کے پھلوں کی بنتی تھی انھیں دیں۔ مال، اونٹ اور دیگر سامان کی صورت میں یعنی پالان اور رسیاں وغیرہ۔'' (بخاری)

٦٢١٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَاهُمْ إِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ . (رواه مسلم، ١٥٥١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیماء اور اریحاء نامی مقامات کی طرف جلا وطن کیا۔'' (مسلم)

٦٢٢٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَاتَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ فَغَلَبَ عَلَى النَّخْلِ وَالْاَرْضِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر پر حملہ کیا اور ان سے لڑائی جاری رہی یہاں تک کہ ان کو ان کے

(٦٢١٩) مسلم: ١٥٥١۔ بخاری: ٤٢٤٨۔ ترمذی: ١٨٨٣۔ نسائی: ٣٩٣٠.

(٦٢٢٠) ابوداؤد: ٣٠٠٦۔ حسن الاسناد، البانی: ٢٥٩٧.

وَأَلْـجَأَهُمْ إِلَى قَصْرِهِمْ فَصَالَحُوْهُ عَلَى أَنَّ لِـرَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ الـصَّـفْـرَاءَ وَالْبَيْضَـاءَ وَالْحَلْقَةَ وَلَهُمْ مَا حَمَلَتْ رِكَابُهُمْ عَلَى أَنْ لاَ يَـكْتُـمُـوْا وَلاَ يُغَيِّبُوْا شَيْئًا فَإِنْ فَعَلُوْا فَلاَ ذِمَّةَ لَهُـمْ وَلاَ عَهْـدَ فَغَيَّبُوْا مَسْكًا لِحُيَيِّ بْنِ اَخْـطَـبَ وَقَـدْ كَـانَ قُتِـلَ قَبْلَ خَيْبَرَ كَـانَ احْتَـمَلَهُ مَعَهُ يَوْمَ بَنِي النَّضِيْرِ حِيْنَ أُجْلِيَتِ الـنَّـضِيْـرُ فِيْـهِ حُـلِيُّهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَعْيَةَ اَيْـنَ مَسْكُ حُيَـيِّ بْـنِ اَخْطَبَ قَالَ اَذْهَبَتْـهُ الْـحُـرُوْبُ وَالـنَّـفَقَـاتُ فَوَجَدُوا الْـمَسْكَ فَقُتِلَ بْنُ اَبِي الْحُقَيْقِ وَسَبَى نِسَاءَ هُـمْ وَذَرَارِيَّهُـمْ وَأَرَادَأَنْ يُـجْلِيَهُمْ فَقَالُوْا يَا مُـحَـمَّـدُ دَعْنَا نَعْمَلُ فِي هٰذِهِ الاَرْضِ وَلَنَا الشَّـطْـرُ مَـا بَـدَالَكَ وَلَـكُـمُ الشَّطْرُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُـعْطِي كُلَّ امْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ ثَـمَـانِيْنَ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَعِشْرِيْنَ وَسْقًا مِنْ شَعِيْرٍ . (لأبى داود، ٣٠١٧)

قلعوں میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ ان کی زمین، زراعت، کھجور کے باغوں پر قبضہ کر لیا۔ تو انہوں نے اس شرط پر صلح کی کہ وہ جلا وطن ہوتے ہیں۔ اور ان کے لیے وہ مال ومتاع ہے جو وہ اٹھا کر سواریوں پر لے جا سکیں۔ اور سونا، چاندی، زرہیں ہتھیار وغیرہ رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ کر جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ان پر شرط رکھی کہ وہ کوئی چیز نہ چھپائیں گے اور نہ ہی غائب کریں گے اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے ساتھ نہ کوئی معاہدہ باقی رہے گا اور نہ ذمہ داری باقی ہوگی۔ یہود نے ایک چمڑے کا تھیلا چھپالیا جو حیی بن اخطب کا تھا۔ اسے جنگ خیبر سے پہلے قتل کر دیا گیا تھا اس تھیلے میں یہودیوں کے زیورات تھے جو بنو نضیر کے مدینہ سے جلاوطن ہوتے وقت حیی ساتھ لے آیا تھا۔ چنانچہ حیی کے چچا سعیہ نامی سے اس تھیلے کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: اخراجات اور لڑائیوں میں مال صرف کر دیا ہے۔ پس وہ تھیلا مل گیا تو آپ نے ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ آپ ﷺ نے ان کو خیبر سے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا تو یہود نے کہا: یا محمد ﷺ! ہمیں یہاں آباد رہنے دو ہم اس زمین کی اصلاح کریں گے اور اس کے نگران رہیں گے۔ نصف غلہ ہمارا اور نصف تمہارا اور جب تک آپ چاہیں یہ معاہدہ رہے گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنی ہر بیوی کو اسّی وسق کھجور کے اور بیس وسق جو کے دیتے تھے، (یعنی سال بھر کا راشن)۔" (ابوداؤد)

٦٢٢١ـــ عَـنِ ابْـنِ شِهَـابٍ أَنَّ خَيْبَرَ كَـانَ بَـعْـضُهَـا عَـنْوَةً وَبَعْضُهَا صُلْحًا وَالْكَتِيْبَةُ أَكْثَـرُهَا عَنْوَةً وَفِيْهَا صُلْحٌ قُلْتُ لِمَالِكٍ وَمَا

"زہری نے کہا، خیبر کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا اور بعض حصہ بزورِ تلوار اور کتیبہ کی زمین اکثر بزورِ شمشیر فتح کی گئی اور کچھ صلح سے مالک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کتیبہ کیا چیز ہے تو اس نے

(٦٢٢١) ابوداؤد: ٣٠١٧ـ ضعيف، البانی: ٦٥٠.

الْكَتِيبَةُ قَالَ أَرْضُ خَيْبَرَوَهِيَ أَرْبَعُوْنَ أَلْفَ عَذْقٍ . (رواه أبوداود، ٣٠١٧)

کہا: خیبر کی زمین۔ اس میں کھجور کے چالیس ہزار درخت تھے۔'' (ابوداؤد)

شـرح: ......اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صلح میں جو شرط لگائی ہوا سے پورا کیا جائے اگر اس شرط کو توڑا جائے تو پھر اس کی پاسداری کی ضرورت نہیں، نبی اکرم ﷺ نے یہودیوں کو ٹھہرانے کا معاہدہ کیا تھا، ساتھ شرط لگائی تھی جب تک ہم چاہیں گے ٹھہرائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا تو یہودیوں نے کہا: آپ ہمیں جلا وطن کر رہے ہیں جبکہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے آپ کا فرمان یاد ہے آپ نے کہا: تھا: جب تک ہم چاہیں گے تمہیں ٹھہرائیں گے، اس لیے اسباب پیدا ہو گئے ہیں، ایک تو تم نے عبداللہ کو زخمی کیا ہے، ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیئے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: جزیرۂ عرب میں دو دین یکجا نہیں رہ سکتے۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ اب مسلمانوں کے خدمتگار اور اہل وعیال کثرت سے موجود ہیں جو خود کام کر لیتے ہیں۔ لہٰذا ان وجوہات کی بنا پر ہم تمہیں جلا وطن کرتے ہیں، انہیں شام کی طرف تیماء اور اریحاء علاقہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے افعال اور اقوال حقیقت پر محمول ہوں گے اگر کوئی مجاز کی دلیل ہوگی تو پھر مجاز پر محمول ہوں گے۔ (فتح الباری: ۵/ ۳۲۸)

یہ بھی معلوم ہوا کہ خیبر جنگ سے فتح ہوا تھا کیونکہ اس کا مال پانچ حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۱۸)

٦٢٢٢ـ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ رَجُلٌ مِنْ حِمِيَرَ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلاَدِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ غَزَاهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ أَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ أَكْبَرْ اَللّٰهُ أَكْبَرْ وَفَاءٌ لاَغَدْرَ فَنَظَرُوْا فَإِذَا عَمْرُوبْنُ عَبَسَةَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلاَ يَشُدُّ عُقْدَةً وَلاَيَحُلُّهَا حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا اَوْ يَنْبِذَإِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ(رواه أبوداود، ٢٧٥٩)

''سلیم بن عامر جو کہ حمیر قبیلے کا فرد ہے کا بیان ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ پس معاویہ رضی اللہ عنہ روم کے شہروں کی طرف روانہ ہو گیا تا کہ مدتِ معاہدہ ختم ہوتے ہی جنگ شروع کر دے تو ایک آدمی اس کے پاس کسی گھوڑے یا گدھے پر سوار ہو کر آیا اور وہ کہتا جاتا تھا اللہ سب سے بڑا ہے وفاء عہد کرو، دھوکہ نہ کرو۔ دیکھا تو وہ شخص عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہما تھے۔ پس اس کے پاس معاویہ رضی اللہ عنہ نے آدمی روانہ کیا: اور اس نے آ کر پوچھا تو کہا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے فرمایا: جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ نہ تو اس معاہدے کو دوبارہ مضبوط کرے اور نہ کھولے یہاں تک کہ مدت پوری ہو جائے۔ یا برابری پر علی الاعلان معاہدہ ختم کر دے تو معاویہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے۔'' (ابوداؤد)

(٦٢٢٢) ابوداؤد: ٢٧٥٩ـ صحيح، البانی: ٢٣٩٧ـ ترمذی: ١٥٨٠ـ احمد: ١٦٥٧٧.

شــرح: ......ابھی معاہدہ ختم نہ ہوا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ معاہدہ والی قوم کے شہروں کے قریب فوج بھیج رہے تھے کہ جب مدت معاہدہ ختم ہو دشمن پر حملہ کر دیں یہ صورت خیانت والی شمار کی گئی کیونکہ جس مدت میں یہ لشکر جا رہا تھا وہ مشروط مدت تھی جس میں صلح تھی، اس میں روانہ ہونا بھی صلح کے خلاف تھا۔ وجہ یہ ہے کہ دشمن تو اس مدت تک مطمئن ہے، یہ مدت صلح میں ہی فوج کو روانہ کر رہے تھے، اس لیے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ عہد و پیمان کی پاسداری کا لحاظ رکھنے کی تلقین کی اور طریقہ بتایا کہ یا تو اپنے وطن میں رہ کر مدت پوری کریں، جب یہ پوری ہو جائے تو پھر وہاں سے فوج روانہ کریں اور اگر ان سے خیانت کا خوف ہے تو پھر دشمن کو آگاہ کیا جائے ہمیں تمہاری خیانت کا اندیشہ ہے، اس لیے ہم عہد و پیمان کے پابند نہیں، پھر اس کے بعد فوج روانہ کی جائے، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ﴾ (الانفال: ۵۸)

''اگر تو کسی قوم کی خیانت سے ڈرے تو ان کی طرف برابر کی بنیاد پر معاہدہ پھینک دے۔''

۶۲۲۳۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِنَ اَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ آبَائِهِمْ دِنْيَةً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَلاَ مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِانْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه أبوداود، ۳۰۵۲)

''صفوان بن سلیم کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے اپنے باپ صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اہل معاہدہ (ذمی) پر ظلم کیا، یا عہد شکنی کی، یا اس پر وہ بوجھ رکھا جو اس کی طاقت سے باہر ہو، یا اس کی دلی خوشی کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لی تو اس مظلوم کا وکیل بروز قیامت میں ہوں گا۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......مقصد یہ ہے کہ ذمی غیر مسلم ہو، یا امن طلب کرنے والا ہو اگر ناجائز طور پر کوئی اس کے حق کو کم کرتا ہے، اور ناجائز اس کی عیب جوئی کرتا ہے، یا جزیہ لینے میں اس سے زیادہ لیتا ہے، اور اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے تو قیامت کے دن میں اس کے مدمقابل حجت پیش کروں گا جس کے سامنے وہ لا جواب ہوگا۔ (عون المعبود: ۳/ ۱۳۶)

۶۲۲۴۔ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لاَ اَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لاَ أَخِيْسُ

''ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ کیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی الفت ڈالی گئی۔ پس میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں تو ان کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا۔ فرمایا: میں عہد شکنی نہیں کرتا، اور میں قاصد کو بھی نہیں روکتا لہٰذا تو لوٹ جا۔

(۶۲۲۳) ابوداؤد: ۳۰۵۳۔ صحیح، البانی: ۲۶۲۶۔

(۶۲۲۴) ابوداؤد: ۲۷۵۸۔ صحیح، البانی: ۲۳۹۶۔ احمد: ۲۳۳۴۵۔

بِـالْعَهْدِ وَلاَ أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَـانَ فِـي نَـفْسِكَ الَّـذِيْ فِيْ نَفْسِكَ الْآنَ فَـارْجِـعْ قَـالَ فَـذَهَبْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمْتُ . (رواه أبوداود، ٢٧٥٨) هُـمَـا لأبى داود وقَالَ: كَانَ أَبُوْ رَافِعٍ قِبْطِيًّا وَإِنَّـمَـا كَانُوْا يُرَدُّوْنَ اَوَّلَ الزَّمَانِ وَأَمَّا الآنَ فَلاَ يَصْلُحُ .

اگر تیرے دل میں وہ چیز باقی رہی جو فی الحال ہے تو واپس آ جانا۔ پس میں گیا، اور پھر واپس آپ ﷺ کی پاس آیا اور اسلام قبول کیا۔ امام ابو داؤد کہتے ہیں: ابو رافع قبطی تھے، اور ابتدائے اسلام میں تو نومسلم واپس کیے جاتے تھے لیکن اب درست نہیں۔'' یہ دونوں روایات ابو داؤد کی ہیں۔

شرح: ......اس سے یہ ثابت ہوا جو معاہدہ کافر کے ساتھ کیا ہو اس کی رعایت بھی اسی طرح ہے جس طرح ایک مسلمان کے عہد کی پاسداری کرنا لازم ہے، اگر اسے امان دی ہے تو پھر دھوکے سے اس کی خونریزی نہ کی جائے، نہ اس کا مال لوٹا جائے وغیرہ۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کا نام ابراہیم تھا، ان کا یہ معاملہ جو زیر شرح حدیث میں مذکور ہے یہ صلح حدیبیہ کی مدت کے دوران کا ہے۔ جس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ جو کافر مسلمان ہو کر آئے گا، اسے واپس کرنا ہوگا، اسی بناء پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا: میں عہد شکنی نہیں کر سکتا، ایک دفعہ تم واپس جاؤ، اگر اسلام سے دل منور ہو چکا ہے تو پھر آ جانا۔ انہوں نے اسی پر عمل کیا اب اس کی پابندی نہیں کوئی مسلمان ہو کر آتا ہے تو اسے واپس نہ کیا جائے گا۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۷)

٦٢٢٥ــ عَـنْ سَـلَمَةَ بْنِ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الأَشْـجَـعِـيِّ عَـنْ اَبِيْـهِ نُعَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَهُمَا حِيْنَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلَمَةَ مَا تَقُوْلاَنِ اَنْتُمَا قَالاَ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَمَـا وَالـلّٰهِ لَوْلاَ اَنَّ الرُّسُلَ لاَ تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا . (رواه أبوداود، ٢٧٦١)

''سلمہ بن نعیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا: جب آپ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھا تو اس کے دو قاصدوں کو فرمایا: تم دونوں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا ہے۔ (یعنی اس کی نبوت کے اقراری ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد سفیر کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......مسیلمہ کذاب ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس نے دو ایلچی نبی ﷺ کے پاس بھیجے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا، مسیلمہ کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اسے پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ یہ بات صریح کفر تھی کہ نبی ﷺ کے سامنے یہ کہا جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر میں ایلچی قتل کرنا جائز سمجھتا تو تمہاری گردنیں اڑا دیتا کیونکہ تم نے واضح کفر کیا ہے۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ایلچی اگرچہ کفر کا کلمہ بھی کہیں انہیں قتل کرنا جائز نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۳۸)

(٦٢٢٥) ابوداؤد: ٢٧٦١۔ صحیح، البانی: ٢٣٩٩۔ احمد: ١٥٥٥٩.

٦٢٢٦ـــ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْجَ حَتّٰى إِذَا أَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَطْرَسْ يَقُوْلُ لاَ تَخَفْ فَإِذَا اَدْرَكَهُ قَتَلَهُ وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ اَعْلَمُ مَكَانَ وَاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلاَّ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ. (رواه مالك)

''ایک کوفی سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے فوجی افسر جس کو سرحد پر روانہ کیا تھا کو لکھا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ تم کسی کافر کو تلاش کرتے ہیں اور جب وہ پہاڑ پر دوڑ لگا کر اپنا دفاع کرتا ہے تو تمہارا کوئی آدمی اس کو کہتا ہے کہ ''مطرس'' یعنی کہتا ہے نہ ڈر پھر اس کو پکڑتا ہے تو اس کو قتل کرتا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے جس کو ایسا کرتے آج کے بعد معلوم کر لیا تو میں اس دھوکہ دینے والے کی گردن اڑا دونگا۔'' (مالک)

٦٢٢٧ـــ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَتِ الْمَرْأَةُ لَتُجِيْرُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَجُوْزُ. (رواه أبوداود، ٢٧٦٤)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: تحقیق ایک عورت بھی مسلمانوں کی طرف سے امن دیدے تو اس کا امن دینا جائز ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٢٨ـــ عَنْ مَالِكٍ بَلَغَنِي أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَاخْتَرَقَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّاسَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ. (رواه مالك)

''مالک کہتے ہیں: مجھے یہ قول سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا پہنچا ہے: کہ جس قوم نے بھی معاہدے میں کمی کی تو اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔'' (مالک)

شرح: ......اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ دوران جنگ اگر آدمی کسی کو پناہ دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ سارا لشکر اسے امن دینے کا پابند ہے، اسی طرح اگر عورت کسی کو پناہ دیتی ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ سارے لشکر پر اسے امن دینے کی پابندی ہے۔ (عون المعبود: ٣/ ٣٩)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ کسی بھی زبان میں امن دیا ہو پھر اسے توڑنا اتنا بڑا جرم ہے کہ میں ایسے عذر کا مرتکب ہونے والے کو قتل کر دوں گا۔ اور عہد شکنی اتنا منحوس عمل ہے کہ اس کی وجہ سے دشمن مسلط ہو جاتا ہے۔ ابن ماجہ اور طبرانی کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، جو قوم عہد شکنی کرتی ہے، اللہ ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے اور جب لوگ اللہ کے اتارے ہوئے حکم کے بغیر فیصلہ کرتے ہیں تو وہ فقر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان میں فاحشہ (زنا) پھیل جائے تو موت کثرت سے ہونے لگتی ہے۔ اور جب یہ ماپ میں کمی کرنا شروع کر دے تو پیداوار نہیں ہوتی۔ قحط سالی

(٦٢٢٦) مؤطا: ٩٩٧.

(٦٢٢٧) ابوداؤد: ٢٧٦٤۔ صحیح، البانی: ٢٤٠٢.

(٦٢٢٨) مؤطا: ٩٩٧.

بپا ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ زکاۃ روکتے ہیں تو بارش رک جاتی ہے۔ (شرح زرقانی: ۳/۱۴)

٦٢٢٩ـ عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ إِلَى الْيَمَنِ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ يَعْنِي مُحْتَلِمًا دِيْنَارًا أَوْ عِدْلَهُ مِنَ الْمُعَافِرِيِّ ثِيَابٌ تَكُوْنُ بِالْيَمَنِ. (لأبي، ٣٠٣٨)

''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے جب یمن روانہ کیا تو اس کو حکم دیا کہ ہر بالغ سے ایک دینار وصول کرے (بطور جزیہ)، یا اس کے برابر معافری کپڑا وصول کرے جو یمن میں تیار ہوتا ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٣٠ـ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا مَعَ ذٰلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِيْنَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ. (رواه مالك، ٦١٨)

''اسلم کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ لگایا تو سونے والوں پر چار دینار، اور چاندی والوں پر چالیس درہم مقرر کیے۔ اور اس کے ساتھ یہ کہ وہ مسلمانوں کو خوردنی اشیاء قیمت پر فراہم کریں گے اور تین دن تک مہمانی بھی کریں گے۔'' (مالک)

٦٢٣١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَسْبَذِيِّيْنَ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَهُمْ مَجُوْسُ أَهْلِ هَجَرَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَكَثَ عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ فَسَأَلْتُهُ مَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فِيْكُمْ قَالَ شَرٌّ قُلْتُ مَهْ قَالَ الإِسْلَامُ أَوِ الْقَتْلُ قَالَ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَبِلَ مِنْهُمُ الْجِزْيَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخَذَ النَّاسُ بِقَوْلِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَتَرَكُوْا مَا سَمِعْتُ أَنَا مِنَ الأَسْبَذِيِّ. (رواه أبوداود، ٣٠٤٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بحرین سے ایک اسبذی آیا وہ مجوس لوگ تھے جو مقام ہجر میں رہتے تھے۔ وہ آنحضرت کے پاس ٹھہرا پھر وہ باہر نکلا تو میں نے اس سے پوچھا: تمہارے بارے میں اللہ اور اس کے رسول نے کیا فیصلہ کیا؟ اس نے کہا: بہت برا فیصلہ ہوا ہے۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یا اسلام قبول کرنا ہے ورنہ قتل۔ آپ ﷺ کے پاس عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے وہ باہر آئے تو ان سے پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جزیہ قبول کرلیا ہے۔ لوگوں نے عبدالرحمٰن کی بات پکڑی، اور اسبذی نے جو مجھے خبر دی تھی وہ ترک کردی۔'' (ابوداؤد)

(٦٢٢٩) ابوداؤد: ٣٠٣٨ـ صحيح، البانى: ٢٦٢٢ـ ترمذى: ٦٢٣ـ نسائى: ٢٤٥٣ـ ابن ماجه: ١٨٠٣ـ احمد: ٢١٦٢٤ـ مؤطا: ٥٩٨ـ دارمى: ١٦٢٤.

(٦٢٣٠) مؤطا: ٦١٨.

(٦٢٣١) ابوداؤد: ٣٠٤٤ـ ضعيف الاسناد، البانى: ٦٥٩.

٦٢٣٢ــ عَنْ بَجَالَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِوبْنِ أَوْسٍ وَأَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ جَاءَ نَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ اقْتُلُوْا كُلَّ سَاحِرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ فَقَتَلْنَا فِي يَوْمٍ ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَوفَرَّقْنَا بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَحَرِيْمِهِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَصَنَعَ طَعَامًا كَثِيْرًا فَدَعَاهُمْ فَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ فَأَكَلُوْا وَلَمْ يُزَمْزِمُوْا وَأَلْقَوْا وِقْرَبَغْلٍ أَوْبَغْلَيْنِ مِنَ الْوَرِقِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ. (رواه أبوداود، ٣٠٤٣)

''بجالہ روایت کرتا ہے عمرو بن اوس اور ابوالشعثاء سے اس نے کہا: میں جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، جو احنف بن قیس کا چچا تھا۔ تو اس کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا ان کی وفات سے ایک سال پہلے خط آیا کہ ہر جادوگر کو قتل کر دو۔ اور مجوسی محرم جوڑوں میں تفریق کر دو، اور ان کو کھانا کھاتے وقت زمزمہ کرنے سے منع کرو۔ (وہ لوگ کھانا کھاتے وقت ایک مخصوص آواز نکالتے تھے، جسے زمزمہ کہا جاتا ہے) پس ایک دن میں تین جادوگروں کو ہم نے قتل کیا۔ ہم نے مجوسی جوڑوں میں سے ذی رحم ہر مرد وعورت جدا کرنا شروع کر دیا جن کا اللہ کی کتاب میں نکاح حرام ہے۔ اور جزء بن معاویہ نے بہت زیادہ کھانا تیار کرایا اور مجوس قوم کی دعوت کی، اور اس نے تلوار نیام سے نکال کر اپنی ران پر رکھی۔ اس قوم نے کھانا کھایا اور کسی فرد نے آواز نہ نکالی۔ انہوں نے ایک یا دو خچر کا بوجھ چاندی جزیہ میں ادا کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجوس سے جزیہ وصول نہ کیا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ نبی ﷺ نے مقام ھجر کے مجوس سے جزیہ وصول کیا تھا۔'' (ابوداؤدد)

٦٢٣٣ــ عَنْ جَعْفَرِبْنِ مُحَمَّدِبْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوْسَ فَقَالَ مَا اَدْرِي كَيْفَ اَصْنَعُ فِي اَمْرِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ. (رواه مالك، ٦١٧)

''جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قوم مجوس کے بارے میں مذاکرہ کیا اور کہا: میں نہیں جانتا کہ ان کے معاملے میں کیا کروں؟ پس عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ ان کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اہل کتاب سے کیا جاتا ہے۔'' (مالک)

(٦٢٣٢) ابوداؤد: ٣٠٤٣۔ صحیح، البانی: ٢٦٢٤۔ بخاری: ٣١٥٧۔ ترمذی: ١٥٨٧۔ احمد: ١٦٦٠۔ مؤطا: ٦١٧۔ دارمی: ٢٥٠١.

(٦٢٣٣) مؤطا: ٦١٧۔ بخاری: ٣١٥٧۔ ترمذی: ١٥٨٦۔ ابوداؤد: ٣٠٤٣۔ احمد: ١٦٦٠.

٦٢٣٤ـ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ . (رواه مالك، ٦١٦)

''ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے بحرین کے مجوس سے جزیہ وصول کیا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے فارس کے مجوس سے جزیہ وصول کیا، اور عثمان رضی اللہ عنہ نے قوم بربر سے جزیہ وصول کیا۔'' (مالک)

٦٢٣٥ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى أُكَيْدِرِ دُوْمَةَ فَأَخَذَ فَأَتَوْهُ بِهٖ فَحَقَنَ لَهٗ دَمَهٗ وَصَالَحَهٗ عَلَى الْجِزْيَةِ . (رواه أبوداود، ٣٠٣٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر دومہ کی طرف روانہ کیا، فوج اس کو پکڑ کر آپ کے پاس لائی تو آپ ﷺ نے اس کا خون محفوظ کر دیا، اور جزیہ لے کر اس سے صلح کی۔'' (ابوداؤد)

٦٢٣٦ـ عَنِ ابْنٍ لِعَدِيِّ بْنِ عَدِيِّ الْكِنْدِيِّ أَنَّ عُمَرَبْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ إِنَّ مَنْ سَأَلَ عَنْ مَوَاضِعِ الْفَيْءِ فَهُوَ مَا حَكَمَ فِيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَرَآهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَدْلاً مُوَافِقًا لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ جَعَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ فَرَضَ الأَعْطِيَةَ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقَدَ لأَهْلِ الادْيَان ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْجِزْيَةِ لَمْ يَضْرِبْ فِيْهَا بِخُمُسٍ وَلاَ مَغْنَمٍ . (رواه أبوداود، ٢٩٦١)

''عدی بن عدی کندی کے بیٹے سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عمر بن عبدالعزیز سے مالِ فے کے متعلق سوال لکھا تو انھوں نے جواب میں وہ فیصلہ لکھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل ادیان کے معاہدے کے تحت لکھا تھا اور ان پر جزیہ مقرر کیا تھا اور اس کو خمس اور غنیمت کا حصہ قرار نہیں دیا اور سب ہی لوگوں نے اس کو عدل قرار دیا تھا اور وہ مطمئن تھے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق کو اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور اس کے دل پر رکھ دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٣٧ـ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِيُرِيْدُ بِذٰلِكَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نبطی قوم سے گندم اور زیتون کا نصف عشر لیتے تھے تا کہ مدینہ کی طرف اجناس زیادہ لائی جائیں، اور غلہ اور دالوں کا عشر وصول کرتے تھے۔'' (مالک)

(٦٢٣٤) مؤطا: ٦١٦.
(٦٢٣٥) ابوداؤد: ٣٠٣٧ـ حسن، البانی: ٢٦٢١.
(٦٢٣٦) ابوداؤد: ٢٩٦١ـ ضعيف الاسناد، البانی: ٦٣٥.
(٦٢٣٧) مؤطا: ٦٢١.

أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَأْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ. (رواه مالك، ٦٢١)

٦٢٣٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَالَ ابْنَ شِهَابٍ عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ. (رواه مالك، ٦٢٣)

''مالک کہتے ہیں: میں نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کس اصول کی بنا پر قبطی قوم سے عشر وصول کرتے تھے تو اس نے کہا: ان لوگوں سے عہد جاہلیت میں یہی وصول کیا جاتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر وہی مقرر کردیا۔'' (مالک)

٦٢٣٩۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنَعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيْزَهَا وَدِرْهَمَهَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِيْنَارَهَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِيْنَارَهَا ثُمَّ عُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ قَالَهَا زُهَيْرٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ شَهِدَ عَلٰى ذٰلِكَ لَحْمُ اَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ. (رواه ابوداود، ٣٠٣٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب عراق اپنی بوری گندم اور درھم روک دے گا۔ اور شام اپنا ناپ کا پیمانہ اور دینار روک دے گا۔ اور مصر اپنے اردب (یہ مصر کا پیمانہ ہے) اور دینار روک دے گا۔ اور پھر تم وہاں سمٹ کر آ جاؤ گے جہاں سے چلے تھے۔ یہ بات زہیر نے تین بار کہی اس روایت پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٤٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ فِي اَرْضٍ وَاحِدَةٍ وَلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ جِزْيَةٌ. قَالَ سُفْيَانُ: مَعْنَاهُ إِذَا اَسْلَمَ الذِّمِّيُّ بَعْدَمَا وَجَبَتِ الْجِزْيَةُ عَلَيْهِ بَطَلَتْ عَنْهُ. (رواه الترمذى، ٦٣٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو قبلے ایک سرزمین میں مناسب نہیں ہیں، اور مسلمان پر جزیہ نہیں ہے۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب ذمی پر جزیہ واجب ہونے کے بعد وہ مسلمان ہو تو اس پر سے یہ باطل ہو جائے گا۔'' (ترمذی)

٦٢٤١۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِجِزْيَتِهَا فَقَدِ اسْتَقَالَ هِجْرَتَهُ وَمَنْ نَزَعَ صَغَارَ كَافِرٍ مِنْ

''سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جزیہ کی حامل زمین خریدی تو اس نے اپنی ہجرت توڑ دی۔ اور جس نے کافر کی ذلت اس کی گردن سے لے کر اپنی

(٦٢٣٨) مؤطا: ٦٢٣.

(٦٢٣٩) ابوداؤد: ٣٠٣٥۔ صحیح، البانی: ٢٦١٩۔ مسلم: ٢٨٩٦۔ احمد: ٧٥١٢١.

(٦٢٤٠) ترمذی: ٦٣٣۔ ضعیف، البانی: ٩٣۔ ابوداؤد: ٣٠٥٣۔ احمد: ٢٥٧١.

(٦٢٤١) ابوداؤد: ٣٠٨٢۔ ضعیف الاسناد، البانی: ٦٧٦.

عُـنُـقِهِ فَجَعَلَـهُ فِي عُنُقِهِ فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ. (رواه أبوداود، ٣٠٨٢)

گردن میں ڈالدی تو اس نے اس سے اپنی پشت پھیرلی۔'' (ابوداؤد)

٦٢٤٢ـــ عَنْ عَرَفَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، وَقَاتَلَ مَعَ عِكْرِمَةَ بْنِ اَبِي جَهْلٍ بِالْيَمَنِ فِي الرِّدَّةِ: أَنَّهُ مَرَّ بِنَصْرَانِيٍّ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ يُقَالُ لَـهُ: الْمُنْدِقُوْنَ فَدَعَاهُ إِلَى الإِسْلَامِ فَذَكَرَ النَّصْرَانِيُّ النَّبِيَّ ﷺ فَتَنَاوَلَهُ، فَرَفَعَ ذٰلِكَ إِلَى عَمْروبْنِ الْعَاصِ فَارْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْاَعْطَيْنَا هُمُ الْعَهْدَ، فَقَالَ عَرَفَةُ: مُعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَكُوْنَ اَعْطَيْنَاهُمُ الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ عَلَى اَنْ يُؤْذُوْنَا فِي اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، إِنَّمَا اَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى اَنْ يُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْهَا مَا بَدَالَهُمْ وَأَنْ لاَ نَحْمِلَهُمْ مَالاَطَاقَةَ لَهُمْ بِهِ، وَاَنْ نُقَاتِلَ مَنْ وَرَائَهُمْ، وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اَحْكَامِهِمْ إِلَّاأَنْ يَأْتُوْنَا، فَنَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ، فَقَالَ عَمْرٌو: صَدَقْتَ. (رواه الطبراني في الكبير، ٢٦١١٨) بلين.

''عرفہ بن حارث جو کہ صحابی تھے اور عکرمہ بن ابی جھل کی قیادت میں ارتداد کی جنگ یمن میں لڑے تھے کا بیان ہے کہ انھوں نے ایک نصرانی کو اسلام کی دعوت دی تو نصرانی نے نبی کریم ﷺ کی شان میں نامناسب بات کی۔اس نے یہ عمرو بن العاص کو اطلاع دی گئی۔عمرو نے کہا: ہمارا ان سے معاہدہ ہے۔پس عرفہ نے کہا: اللہ کی پناہ کہ ہم نے ان سے ایسا کوئی عہد و میثاق کیا ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں ہمیں ایذا پہنچائیں۔ہم نے صرف یہ معاہدہ کیا کہ ہم ان کو اور ان کے گرجوں کو آزاد رہنے دیں گے اس میں جو ان کی مرضی ہو کہیں۔اور یہ کہ ہم ان پر وہ بوجھ نہیں ڈالیں گے جس کی ان کو طاقت نہ ہو۔اور یہ کہ ہم ان کی حفاظت کے لیے لڑیں گے اور ہم ان کے اور ان کے مذہبی احکام میں حائل نہ ہوں گے البتہ اگر وہ ہمارے پاس اپنے معاملات لائیں گے تو ہم ان کے درمیان وہ فیصلہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔عمرو نے کہا کہ تو درست کہتا ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٦٢٤٣ـــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ اَبْصَرَ نَصْرَانِيًّا يَسُوْقُ بِامْرَأَةٍ فَنَخَسَ بِهَا فَصُرِعَتْ فَتَحَلَّلَهَا، فَضَرَبْتُهُ بِخَشَبَةٍ مَعِيَ فَشَجَّجْتُهُ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، فَقُلْتُ: اَجِرْنِي مِنْ عُمَرَ وَخَشِيْتُ عُجْلَتَهُ

''عوف بن مالک ﷛ نے کہا: اس نے ایک نصرانی کو دیکھا جو ایک عورت لے جا رہا تھا۔اور اس کے سرین پر اس نے ٹھوکر لگائی تو وہ گر پڑی، ننگی ہوگئی تو اس نے اس سے برا کام کیا۔میرے پاس ایک لکڑی تھی میں نے اس کو وہی دے ماری، اور اس کو خون آلود کر دیا۔پھر میں سیدنا معاذ بن جبل ﷛ کے پاس گیا

(٦٢٤٢) طبراني كبير: ٢٦١١٨ بلين.

(٦٢٤٣) طبراني كبير: ٣٨٣٧١٨۔ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٩٨٠٤.

فَـأَتـى عُـمَـرَ فَأَخْبَرَهُ فَجَمَعَ بَيْنَنَا فَلَمْ يَزَلْ بِالنَّصْرَانِيِّ حَتّٰى اعْتَرَفَ ، فَأَمَرَ لَهُ بِخَشَبَةٍ ، فَنُـحِتَـتْ ، ثُمَّ قَالَ: لِهٰؤُلاءِ عَهْدٌ فَفَوْا لَهُمْ بِـعَهْـدِهِمْ مَا وَفَوْا لَكُمْ فَإِذَا بَدَّلُوْا فَلاَ عَهْدَ لَهُـمْ وَأَمَرَ بِهِ فَصُلْبَ . (رواه الطبراني في الكبير ، ٣٨٣٧١٨)

اور میں نے کہا: مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی گرفت سے بچاؤ اور مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی جلد بازی کا خطرہ تھا۔ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور خبر دی تو انھوں نے ہمیں جمع کیا اور وہ نصرانی سے پوچھتے رہے یہاں تک کہ اس نے اعتراف کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے پھانسی کی لکڑی تراشنے کا حکم دیا۔ اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا: ان لوگوں کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہے۔ پس تم ان سے عہد پورا کرو جب تک یہ عہد پر قائم رہیں اور جب یہ تبدیلی کریں تو ان سے کوئی عہد نہ رہے گا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو سولی دینے کا حکم دیا۔'' (الکبیر)

شـــرح: ...... یہ بات ذہن نشین فرمالیں جس سے بھی معاہدہ ہوا ہے اس کی پابندی اس وقت تک ہی ہے جب تک وہ اس کی پاسداری کرتا ہے اگر وہ خود ہی اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو پھر مسلمان بھی اس کا پابند نہیں۔

جزیہ کا ثبوت تو قرآن پاک میں بھی ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ۝﴾

(التوبه: ٢٩)

''ان لوگوں سے لڑائی کرو جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی اس چیز کو حرام قرار دیتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور نہ ہی وہ دین حق کے تابع ہوتے ہیں، ان لوگوں میں سے جو کتاب دیئے گئے ہیں اس وقت تک ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھوں سے اور یہ مطیع ہو جائیں۔''

قرآن وحدیث سے جزیہ لینا جائز ہونے کی دلیل حاصل ہوئی ہے اور مجوسی خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے ہوں، ان سے جزیہ وصول کرنا جائز ہے۔ جس طرح یہودیوں یا عیسائیوں سے وصول کرنا جائز ہے ان سے بھی وصول کرنا جائز ہے۔ کفار کی ایک قسم اہل کتاب کہلواتی ہے یعنی یہود ونصاریٰ، ان پر اسلام پیش کیا جائے اگر قبول کر لیں تو درست ہے اگر انکار کر دیں تو جزیہ دینے کا ان سے کہا جائے گا اگر یہ اس سے بھی انکار کریں تو پھر ان سے لڑائی کی جائے، مجوسی بھی ان کے ساتھ شامل ہیں۔

کفار کی دوسری قسم میں بت پرست، دہریہ، ہندو وغیرہ تمام کفار شامل ہیں ان کے سامنے اسلام پیش کیا جائے اگر

قبول کریں تو درست ہے وگرنہ ان سے جنگ کی جائے، تاہم معاہدہ یا صلح کی صورت ان سے طے ہوسکتی ہے، دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مشرک اور غیر مسلم سے جزیہ لینا جائز ہے۔

اکیدر عیسائی تھا، مارد نامی اس کا محل تھا، جو بہت محفوظ تھا، آپ ﷺ نے تبوک سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا انہوں نے وہ قلعہ فتح کیا اور اسے قید کر کے مدینہ لے آئے، نبی ﷺ نے اسے اپنے علاقہ میں واپس بھیج دیا اور اس پر جزیہ مقرر کر دیا، ثابت ہوا عرب اہل کتاب سے بھی جزیہ لینا جائز ہے۔

اور ان میں جزیہ کی مقدار بھی بتائی گئی ہے، اس میں صحیح بات یہی ہے کہ جزیہ امام کی رائے کے مطابق وصول کیا جائے گا یہ مکان وزمان اور فقر وغنا کے مطابق مختلف ہوگا۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۷۰۳ تا ۷۰۶)

٦٢٤٤ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ. (رواه البخاری، ٦١٧٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دھوکے باز کے لیے قیامت کے دن جھنڈا نصب کیا جائے اور اس کا م کا نام لے کر کہا جائے گا یہ فلاں شخص کی فلاں دھوکا بازی کا جھنڈا ہے۔'' (بخاری)

٦٢٤٥ــ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍلِوَاءٌ عِنْدَ اسْتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه مسلم، ١٧٣٨)

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن بدعہد کے لیے اس کی سرین پر جھنڈا نصب کیا جائے گا۔'' (مسلم)

٦٢٤٦ــ وَفِی رِوَايَةٍ: لِكُلِّ غَادِرٍلِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِغَدْرِهٖ أَلاَ وَلاَ غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِيْرِ عَامَّةٍ. (رواه مسلم، ٣٢٧٢)

''ایک روایت میں ہے: ہر بدعہد دھوکہ باز کے لیے اس کے غدر اور اس کی بدعہدی کے برابر قیامت کے دن جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ خبردار! حکمران کے غدر سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں ہے۔'' (مسلم)

شرح: ......ان میں ہر قسم کی عہد شکنی کی مذمت ہے، معاہدہ کر کے توڑا ہو، یا امن دے کر پھر کسی کو دھوکہ دیا ہو یا کسی قسم کی خیانت کی ہو تو روز قیامت اس کی کمر پر جھنڈا گاڑ دیا جائے گا تا کہ اس کی شہرت ہو اور اس کی رسوائی ہو، سر عام اسے شرمندہ کیا جائے کہ جو اس نے کیا تھا اس کے مطابق بدلہ پا لیا ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/ ۸۸)

ایک وجہ یہ بھی ہے سزا عموماً گناہ کی ضد سے ملتی ہے کہ غدر اور عہد شکنی عموماً خفیہ ہوتی ہے، اس کی مناسبت سے سزا

(٦٢٤٤) بخاری: ٦١٧٨۔ مسلم: ١٧٣٥۔ ترمذی: ١٥٨١۔ ابوداؤد: ٢٧٥٦۔ احمد: ٦٤١١.

(٦٢٤٥) مسلم: ١٧٣٨۔ ترمذی: ٢١٩١۔ ابن ماجه: ٢٨٧٣۔ احمد: ١١٣٨٤.

(٦٢٤٦) مسلم: ٣٢٧٢۔ ترمذی: ٢١٩١۔ ابن ماجه: ٢٨٧٣۔ احمد: ١١٣٨٤.

علانیہ ملے گی۔ ظاہر حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر عہد شکنی اور غدر کا علیحدہ جھنڈا ہوگا اس سے پتہ چلتا ہے ایک شخص کے اوپر کئی جھنڈے گاڑ دیئے جائیں گے۔ یہ بھی ثابت ہوا ہر گناہ والے کے گناہ کو جب اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہیں گے تو اس پر علامت ہوگی جس سے وہ پہچانا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے:

﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيمَاهُمْ﴾ (الرحمن: ٤١)

''مجرم اپنی علامتوں سے پہچانے جائیں گے۔''

یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ روایت ضعیف اور منکر ہے کہ روز قیامت ماؤں کے نام سے پکارا جائے۔ صحیح حدیث میں یہ ہے کہ روز قیامت باپوں کے نام سے پکارا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱۰/۵۶۳)

الغنائم والغلول ونحوه

مال غنیمت اور اس میں خیانت وغیرہ کا بیان

٦٢٤٧ــ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ أَحَدَ الْقُرَّاءِ الَّذِيْنَ قَرَءُ وا الْقُرْآنَ قَالَ شَهِدْنَا الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا عَنْهَا إِذَا النَّاسُ يَهُزُّوْنَ الْأَبَاعِرَ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ مَالِلنَّاسِ قَالُوْا أُوْحِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَ النَّاسِ نُوْجِفُ فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا عَلَى رَاحِلَتِهِ عِنْدَ كُرَاعِ الْغَمِيْمِ فَلَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ قَرَأَ عَلَيْهِمْ ﴿إِنَّا فَتَحْنَالك فَتْحًا مُبِيْنًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَتْحٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّهُ لَفَتْحٌ فَقُسِّمَتْ خَيْبَرُ عَلَى أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَقَسَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَكَانَ الْجَيْشُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ فِيْهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ فَأَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ وَأَعْطَى

''مجمع بن جاریہ انصاری قاری قرآن کا بیان ہے کہ ہم جب حدیبیہ سے واپس لوٹے تو لوگوں کو دیکھا وہ اونٹ تیز چلاتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ لوگوں کو کہاں کی جلدی ہے؟ تو کہا گیا: نبی ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے۔ پھر تو ہم نے بھی اونٹ تیز کر دیئے۔ اور آپ ﷺ کو کراع الغمیم نامی جگہ اپنی سواری پر کھڑے پایا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو ہمیں آپ ﷺ نے پڑھ کر سنایا۔ (تحقیق ہم نے فتح دی تجھے واضح فتح) تو ایک آدمی نے کہا: کیا یہ فتح ہے؟ فرمایا: ہاں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! تحقیق یہ فتح ہے۔ خیبر کا مال اھل حدیبیہ کا تقسیم کیا گیا۔ جسے آپ ﷺ نے اٹھارہ حصوں میں بانٹا۔ اور لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی، جن میں تین سو گھوڑ سوار تھے، گھوڑے والے کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ دیا۔'' (ابوداؤد)

(٦٢٤٧) ابوداؤد: ٢٧٣٦ـ ضعیف، البانی: ٥٨٧ـ احمد: ١٥٠٤٤.

الرَّاجِلَ سَهْمًا. (رواه أبوداود، ٢٧٣٦)

٦٢٤٨ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْهَمَ لِرَجُلٍ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لَهٗ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهٖ. (رواه ابوداود، ٢٧٣٣)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سپاہی اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر کیے۔ ایک حصہ آدمی کا اور دو حصے گھوڑے کے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٤٩ـ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَرْبَعَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لِلزُّبَيْرِ وَسَهْمًا لِذِى الْقُرْبٰى لِصَفِيَّةَ بِنْتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُمِّ الزُّبَيْرِ وَسَهْمَيْنِ لِلْفَرَسِ (رواه النسائى، ٣٥٩٣)

''یحییٰ بن عباد کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے سال زبیر کو چار حصے دیئے۔ ایک حصہ زبیر رضی اللہ عنہ کا اور ایک حصہ قرابت داری کا اس کی ماں صفیہ کی وجہ سے، اور دو حصے اس کے گھوڑے کے۔'' (النسائی)

٦٢٥٠ـ عَنْ بُشَيْرِبْنِ يَسَارٍ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهٖ ﷺ خَيْبَرَ قَسَّمَهَا عَلٰى سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ سَهْمًا جَمَعَ كُلَّ سَهْمٍ مِائَةَ سَهْمٍ فَعَزَلَ نِصْفَهَا لِنَوَائِبِهٖ وَمَا يَنْزِلُ بِهِ الْوَطِيْحَةَ وَالْكُتَيْبَةَ وَمَا أُحِيْزَ مَعَهُمَا وَعَزَلَ النِّصْفَ الْآخَرَ فَقَسَمَهٗ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ الشِّقَّ وَالنَّطَاةَ وَمَا أُمِيْزَ مَعَهُمَا وَكَانَ وَسَهْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا أُحِيْزَ مَعَهُمَا. (لأبى داود، ٣٠١٣)

''بشیر بن یسار نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مالِ غنیمت بنا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چھتیس حصے بنائے اور ہر حصے کے سو حصے کئے پس کل کا نصف اپنے مصارف کے لیے رکھا جو وقتاً فوقتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھانے پڑتے تھے، یہ حصہ مقام وطیحہ اور کتیبہ اور ان کے اردگرد کے علاقہ سے نکالا جاتا۔ اور دوسرا نصف مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیا جو مقام نطاۃ اور شق اور جوان کے اردگرد کے علاقہ سے لیا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی حصہ جوان کا اردگرد کا علاقہ تھا، وہاں سے مقرر کیا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ بھی دو مصارف کے ساتھ رکھا۔'' (ابوداؤد)

٦٢٥١ـ وفى رواية: الوَطِيْحَ وَالْكُتِيْبَةَ

''ایک روایت میں علاقوں کے نام اس طرح ہیں، وطیح، کتیبہ

(٦٢٤٨) ابوداؤد: ٢٧٣٣ـ صحيح، البانى: ٢٣٧٣ـ بخارى: ٤٢٢٨ـ مسلم: ١٧٦٢ـ ترمذى: ١٥٥٤ـ ابن ماجه: ٢٨٥٤ـ احمد: ٥٤٩٤ـ دارمى: ٢٤٧٢.

(٦٢٤٩) نسائى: ٣٥٩٣ـ حسن الاسناد، البانى: ٣٣٦٠.

(٦٢٥٠) ابوداؤد: ٣٠١٣ـ صحيح، البانى: ٢٦٠٤ـ احمد: ١٥٩٨٢.

(٦٢٥١) ابوداؤد: ٣٠١٤ـ صحيح، البانى: ٢٦٠٥ـ احمد: ١٥٩٨٢.

وَالسَّلاَلِمَ. (رواه ابوداود، ٣٠١٤)

اورسلالم۔''

٦٢٥٢ــ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ خَمَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ ثُمَّ قَسَمَ سَائِرَهَا عَلَى مَنْ شَهِدَهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا مِنْ أَهْلِ الْحُدَيْبِيَّةِ. (رواه أبوداود، ٣٠١٩)

''ابن شہاب کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا خمس نکال کر بقیہ غنائم خیبر کو ان تمام لوگوں پر تقسیم کیا جو اہل حدیبیہ تھے خواہ وہ جنگ خیبر میں حاضر تھے یا غیر حاضر تھے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٥٣ــ عَنْ حَشْرَجِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ أَبِيْهِ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَادِسَ سِتِّ نِسْوَةٍ فَبَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَجِئْنَا فَرَأَيْنَا فِيْهِ الْغَضَبَ فَقَالَ مَعَ مَنْ خَرَجْتُنَّ وَبِإِذْنِ مَنْ خَرَجْتُنَّ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْنَا نَغْزِلُ الشَّعَرَ وَنُعِيْنُ بِهِ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَعَنَا دَوَاءُ الْجَرْحٰى وَنُنَاوِلُ السِّهَامَ وَنَسْقِى السَّوِيْقَ فَقَالَ قُمْنَ حَتّٰى إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَيْبَرَ اَسْهَمَ لَنَا كَمَا اَسْهَمَ لِلرِّجَالِ قَالَ قُلْتُ لَهَا يَاجَدَّةُ وَمَاكَانَ ذٰلِكَ قَالَتْ تَمْرًا(رواه أبوداود، ٢٧٢٩)

''حشرج بن زیاد اپنی دادی یعنی اپنے باپ کی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں خیبر میں فوج کے ساتھ جانے والی چھ عورتوں میں چھٹی عورت تھی۔ نبی ﷺ کو ہماری اطلاع پہنچی تو آپ ﷺ نے ہماری طرف قاصد روانہ کیا۔ ہم حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ فرمایا: تم کس کے ساتھ کس کی اجازت سے آئی ہو؟ ہم نے عرض کی: آئی ہیں تا کہ اون کات کر اللہ کی راہ میں مالی امداد دیں، مجاہدین کو نیزے اٹھا کر دیں، ہمارے پاس دوائی ہے اس سے زخمیوں کا علاج کریں گی، اور ستو تیار کر کے پلائیں گی۔ فرمایا: پھر تم فوج میں رہو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح دی تو ہمارے لیے بھی حصہ نکالا جیسے مردوں کا حصہ الگ کیا۔ میں نے کہا: اے دادی! تمہیں حصے میں کیا دیا گیا تھا؟ اس نے کہا: کھجوریں۔'' (ابوداؤد)

٦٢٥٤ــ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِى اللَّحْمِ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِى فَكَلَّمُوْا فِىَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَكَلَّمُوْهُ أَنِّى مَمْلُوْكٌ قَالَ فَأَمَرَبِى فَقُلِّدْتُ السَّيْفَ فَإِذَا أَنَا اَجُرُّهٗ

''ابواللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر کا بیان ہے: میں اپنے مالکوں کے ساتھ جنگ خیبر میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے بارے میں آپ ﷺ سے بات کی کہ میں غلام ہوں اور جنگ میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا: اور میرے گلے

(٦٢٥٢) ابوداؤد: ٣٠١٩۔ حسن، البانی: ٢٦٠٥.

(٦٢٥٣) ابوداؤد: ٢٧٢٩۔ ضعیف، البانی: ٥٨٦۔ احمد: ٢٦٥٥٢.

(٦٢٥٤) ترمذی: ١٥٥٧۔ صحیح، البانی: ١٢٦١۔ ابوداؤد: ٢٧٣٠۔ ابن ماجه: ٢٨٥٥۔ احمد: ٢٧٩١٤۔ دارمی: ٢٤٧٥.

فَاَمَرَلِی بِشَیْءٍ مِنْ خُرْثِیِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَیْهِ رُقْیَةً كُنْتُ اَرْقِی بِهَا الْمَجَانِیْنَ فَأَمَرَنِی بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا. (رواه الترمذی، ١٥٥٧)

میں تلوار لٹکا دی گئی، جسے میں گھسیٹتا پھرتا تھا۔ آپ ﷺ نے کچھ گھریلو سامان دینے کا حکم دیا۔ میں نے اپنا ایک دم آپ ﷺ کو سنایا جو پڑھ کر میں دیوانوں کا علاج کرتا تھا تو اس میں سے بعض حصہ ترک کرنے کا حکم دیا اور کچھ حصہ رہنے دیا۔" (ترمذی)

٦٢٥٥ــ وَيُرْوَى عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَسْهَمَ لِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ قَاتَلُوْا مَعَهُ. (رواه الترمذی، ١٥٥٨)

"زھری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہودی مذہب والوں کے لیے مال غنیمت میں حصہ مقرر کیا جو قتال میں آپ ﷺ کے ساتھ شامل تھے۔" (ترمذی)

٦٢٥٦ـ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ أَمِيْحُ اَصْحَابِي الْمَاءَ يَوْمَ بَدْرٍ. (لابی داود، ٢٧٣١ وَقَالَ: مَعْنَاهُ أَنَّهُ لَمْ يُسْهَمْ لَهُ)

"سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے دن میں اپنے رفقا کو پانی لا کر دیتا رہا۔ ابوداؤد نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کو غنیمت میں حصہ نہ دیا گیا۔"

٦٢٥٧ــ عَنْ اَبِیْ مُوْسَى قَالَ قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا أَوْ قَالَ فَأَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ إِلَّا اَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا جَعْفَرٌ وَأَصْحَابُهُ فَأَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ. (لأبی داود، ٢٧٢٥)

"سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں چند اشعریوں سمیت خیبر فتح ہونے کے بعد حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ نے ہمارے لیے غنیمت میں حصہ مقرر کیا۔ اور ہمارے سوا جو بھی غیر حاضر تھا اس کے لیے آنحضرت ﷺ نے حصہ نہیں نکالا، سوائے کشتی والوں کے یعنی جعفر اور ان کے رفقا کے لیے (جو حبشہ ہجرت کر کے گئے تھے اور اب مدینہ آئے تھے)۔" (ابوداؤد)

٦٢٥٨ـ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَمَا افْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اسْهَمْ لِیْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِیْ سَعِيْدِبْنِ الْعَاصِ لاَ تَسْهَمْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ اس وقت خیبر میں تھے، اور اس کو فتح کر چکے تھے۔ پس میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے بھی حصہ مقرر کیجیے۔ بنوسعید بن العاص میں سے ایک نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے لیے حصہ نہ لگاؤ۔ میں نے کہا:

(٦٢٥٥) ترمذی: ١٥٥٨۔ ضعیف الاسناد: ٢٦٨.
(٦٢٥٦) ابوداؤد: ٢٧٣١۔ ٢٧٣١۔ صحیح، البانی: ٢٣٧١.
(٦٢٥٧) ابوداؤد: ٢٧٢٥۔ صحیح، البانی: ٢٣٦٦۔ بخاری: ٤٢٣٣۔ مسلم: ٢٥٠٣۔ ترمذی: ١٥٥٩.
(٦٢٥٨) بخاری: ٢٨٢٧۔ ابوداؤد: ٢٧٢٤.

ابْـنِ قَـوْقَـلٍ فَـقَـالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَـجَبًـا لِـوَبْرٍ تَدَلَّى عَلَيْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَأْنٍ يَـنْـعَـى عَـلَى قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَـلَـى يَـدَيَّ وَلَـمْ يُهِـنِّـيْ عَـلَى يَدَيْـهِ قَالَ فَلاَأَدْرِيْ أَسْهَـمَ لَـهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ. (رواه البخاری، ۲۸۲۷)

یہ وہی ہے جس نے ابن قوقل کو قتل کیا تھا۔ تو اس نے کہا: تعجب ہے اس بلے پر جو قدوم ضأن جگہ سے اترا ہے، اور مجھے طعن دیتا ہے ایک مسلمان کے قتل ہونے پر جس کو اللہ نے میرے ہاتھوں مکرم ومحترم کر دیا، اور مجھے اس کے ہاتھوں سے ذلیل نہیں کیا۔ راوی نے کہا: مجھے علم نہیں کہ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے حصہ کیا گیا یا نہیں۔'' (البخاری)

۶۲۵۹۔۔۔ عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَقَـالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـامَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ إِنَّ عُثْمَانَ انْـطَـلَقَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَإِنِّـي أُبَـايِـعُ لَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَهْـمٍ وَلَـمْ يَـضْـرِبْ لأَحَدٍغَـابَ غَيْرَهٗ. (رواه أبوداود، ۲۷۲۶)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہے۔ میں اس کے لیے بیعت کرتا ہوں۔ پس اس کا آپ ﷺ نے غنیمت میں حصہ مقرر کیا، اور اس کے علاوہ کسی غیر حاضر کا حصہ نہیں مقرر کیا۔'' (ابوداؤد)

۶۲۶۰۔۔۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْرَةَ رَفَعَهٗ: أَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُـمُوْهَا وَاَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَـهٗ فَإِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ. (لمسلم، ۱۷۵۶)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جس بستی میں جاؤ، اس میں ٹھہر جاؤ تو تمہارا حصہ اس بستی میں ہوگا۔ اور جس بستی والوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کا خمس اللہ اور اس کے رسول کا ہے، اور پھر وہ تمہارے لیے ہے۔'' (مسلم)

شـــرح: ......۱۔ ثابت ہوا گھڑ سوار تین حصوں کا مستحق ہے، دو حصے اس کے گھوڑے کی وجہ سے اور ایک حصہ گھڑ سوار کی وجہ سے ہے۔ وجہ یہ ہے کہ گھوڑے پر کافی اخراجات اٹھتے ہیں اور پیدل کا ایک حصہ ہے۔ مگر یہ اس گھوڑے کا حصہ ہوگا جو میدانِ جنگ میں لڑا ہے، جو گھر باندھا ہوا اس کا حصہ نہیں ہوگا۔

یہاں گھڑ سوار کو چار حصے دینے کا بھی آیا ہے، مگر حصے تین ہی ہیں، چوتھا حصہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی قرابتداری کی وجہ سے دیا گیا تھا۔

احناف کی رائے یہ ہے کہ گھڑ سوار کو دو حصے ملیں گے ایک اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا یہ ابوداؤد کی حدیث

(۶۲۵۹) ابوداؤد: ۲۷۲۶۔ صحیح، البانی: ۲۳۶۷.

(۶۲۶۰) مسلم: ۱۷۵۶.

سے دلیل لیتے ہیں، تاہم ابوداؤد کی یہ روایت بخاری ومسلم کی صحیح ترین احادیث کے مقابل مرجوح ہے، حجت کے قابل نہیں گھڑسوار کے تین حصے ہی ہیں۔

اصل میں میدان میں گھڑسوار کا کردار بہت ہی آزمائش طلب ہے، جھپٹنا، پلٹنا اور دشمن پر حملہ آور ہونا، پھر گھوڑے کے اخراجات بھی زیادہ ہیں۔ نیز قرآن پاک نے بھی گھوڑوں کا خصوصی ذکر کیا ہے۔

﴿وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًاo فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًاo فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًاo فَأَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًاo فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًاo﴾ (العادیات: ۱۔۵)

''قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے بھاگتے ہیں اور پتھروں سے چنگاڑیاں نکالتے ہیں اور صبح کے وقت حملہ آور ہوتے ہیں اور میدان میں گردوغبار اڑاتے ہیں اور جماعتوں کو میدان کے درمیان لے کر جاتے۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ﴾ (الانفال: ٦٠)

''اور گھوڑے باندھو تا کہ دشمن کو مرعوب کرو۔''

۲۔ ابن قوقل والی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو آدمی واقعہ اور جنگ کے بعد حاضر ہوتا ہے اگرچہ وہ ان کی مدد کے لیے ہی آیا ہو اسے شریک جنگ ہونے والوں کی مانند حصہ نہ ملے گا، کیونکہ غزوۂ خیبر کا جو بخاری میں واقعہ آتا ہے، اس میں وضاحت ہے کہ ان کے لیے حصہ نہ نکالا تھا۔

لیکن ایک آدمی میدان جنگ میں جانے کا مکمل ارادہ رکھتا تھا، اسے رکاوٹ پڑ جائے وہ جنگ میں حاضر نہ ہوسکے تو اسے حصہ غنیمت دیا جائے گا جیسا کہ جنگ بدر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیوی کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مال غنیمت سے حصہ نکالا تھا۔ (فتح الباری: ٦/ ۴۱)

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا غلام اور نابالغ اور عورت ان میں سے کوئی اگر میدان میں جاتا ہے تو اس کے لیے بھی مال غنیمت سے حصہ نہیں۔ اس کی حوصلہ افزائی کے لیے کچھ دینا جائز ہے۔

یہ بھی ثابت ہوا قرآن وسنت کے علاوہ بھی دم کرنا جائز ہے مگر شرکیہ کلمات نہ ہوں اور نہ ہی شریعت کے نظریات کے مخالف ہوں۔ (جائزۃ الاحوذی: ۳/۷۳)

۴۔ اور جو شریک جنگ ہوا اسے مال غنیمت سے حصہ دیا جائے گا، جو شریک نہ ہوگا اسے حصہ نہ ملے گا۔ صرف صلح حدیبیہ والے اس سے مستثنیٰ ہیں جو کہ پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان سے خود اللہ نے مال دینے اور ان سے فتح کا وعدہ کیا تھا، اس لیے مال غنیمت کے مستحق تھے۔

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے رفقا کو جو حصہ ملا تھا، اس کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ طوفان کی نذر

ہونے کی وجہ سے پیچھے رہے تھے، اس وجہ سے انہیں شریک غنیمت کیا گیا۔ ایک قول یہ بھی ہے، آپ ﷺ نے اپنے حصہ سے انہیں دیا تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فوجیوں کی اجازت سے دیا تھا۔ (عون المعبود: ۳/ ۲۶)

٦٢٦١۔ عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّانَأْكُلُ الْجَزَرَ فِي الْغَزْوِ وَلَانَقْسِمُهُ حَتّٰى إِنْ كُنَّالَنَرْجِعُ إِلَى رِحَالِنَا وَأَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مُمْلَأَةٌ. (رواه ابوداود، ٢٧٠٦)

''عبدالرحمٰن کا آزاد کردہ غلام قاسم کسی صحابی سے روایت بیان کرتا ہے، انھوں نے کہا: ہم اونٹ ذبح کر کے غزوے میں کھاتے اور تقسیم نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب ہم اپنے گھروں کو لوٹتے تو ہماری تھیلیاں اس سے بھری ہوتی تھیں۔'' (ابوداؤد)

٦٢٦٢۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيبُ فِي مَغَازِيْنَا الْعَسْلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ. (رواه البخاری، ٣١٥٤)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اپنے غزوات میں شہد اور انگور پاتے تو وہاں ہی کھالیتے تھے، ساتھ اٹھا کر نہ لاتے تھے۔'' (بخاری)

٦٢٦٣۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِظَبْيَةٍ فِيهَا خَرَزٌ فَقَسَمَهَا لِلْحُرَّةِ وَالْاَمَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ اَبِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْسِمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ. (لأبی داود، ٢٩٥٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس چھوٹا تھیلا لایا گیا تھا جس میں موتی وغیرہ تھے۔ پس آپ ﷺ نے آزاد عورتوں میں، اور لونڈیوں میں تقسیم کیے۔ اور میرے والد محترم بھی آزاد اور غلام ہر ایک میں غنیمت تقسیم کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ثابت ہوا مجاہد وغازی، مال غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے بغیر سپہ سالار کی اجازت کے دشمن کی زمین سے حاصل شدہ مال میں سے کھانا وغیرہ کھالیں تو کوئی حرج نہیں، یہ خیانت میں شامل نہیں۔ جانوروں کا چارہ بھی اسی طرح لینا جائز ہے۔ میدان سے ملے ہوئے ہتھیار بھی استعمال کرسکتا ہے اگر چہ اجازت نہ لی ہو۔ لیکن بعد میں انہیں مال غنیمت میں واپس لوٹا دے۔

یہ یادر ہے یہ کھانا وغیرہ بقدر ضرورت جائز ہے، ضرورت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۹۰)

مال فئی میں لونڈی اور غلام کا حصہ نہیں ہوتا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آزاد کردہ لونڈی، غلام، یا قسطوں میں آزاد شدہ لونڈی، یا غلام کو حصہ دیتے تھے وگرنہ غلام کا باقاعدہ اس میں حق نہیں۔ (عون المعبود: ۳/ ۹۷)

(٦٢٦١) ابوداؤد: ٢٧٠٦.
(٦٢٦٢) بخاری: ٣١٥٤.
(٦٢٦٣) ابوداؤد: ٢٩٥٢.

٦٢٦٤ــــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لاَ يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلاَ أَحَدٌ بَنَى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلاَ أَحَدٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلاَدَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلاَةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ إِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ وَأَنَا مَأْمُوْرٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلاً فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاؤُا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَتْهَا ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا.
(للبخاري، ٣١٢٤)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی نے جہاد کا اعلان کیا، اور کہا: جو آدمی کسی عورت کو عقد میں لایا، اور اس کو گھر میں لانے کا ارادہ رکھتا ہو، اور ابھی تک خلوت میں نہ رہا ہو۔ دوسرا وہ جس نے مکان کی دیوار تیار کی، اور چھت نہ ڈالی ہو۔ اور تیسرا وہ شخص جس نے بکری اور اونٹنی وغیرہ خریدی، اور وہ اس کے بچہ دینے کے انتظار میں ہو تو ایسے افراد میرے ساتھ جہاد میں شامل نہ ہوں۔
وہ نبی نماز عصر کے وقت دشمن کی بستی پر پہنچے یا اس کے قریب کا وقت تھا تو سورج کو مخاطب کر کے کہا: تجھے بھی حکم دیا گیا ہے اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ یا اللہ! اس کو روک دے تو سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دیدی۔
پس انھوں نے غنیمت جمع کی، آگ اتری تا کہ اس مال کو فنا کر جائے مگر آگ نے وہ مالِ غنیمت نہیں کھایا تو اس نبی نے کہا: لوگو! تم میں خیانت کرنے والا موجود ہے ہر قبیلے کا ایک ایک آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ پس ایک آدمی کا ہاتھ نبی علیہ السلام کے دست مبارک کے ساتھ چمٹ گیا تو نبی ﷺ نے کہا: غلول اور خیانت تم میں ہے۔ چنانچہ تمہارے قبیلے کے تمام افراد باری باری میری بیعت کریں، لہٰذا دو یا تین افراد کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر چمٹ گیا۔ انھوں نے فرمایا: تم لوگوں نے خیانت کی ہے۔ چنانچہ وہ گائے کے سر کے مثل سونے کا سر لائے اور اس کو مالِ غنیمت میں رکھا تو آگ آئی، اور اس نے مال کو کھا ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مالِ غنیمت ہم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھا۔ اللہ نے ہماری کمزوری اور عجز کا خیال رکھا اور ہمارے لیے حلال کر دیا۔''

شــرح: ...... یہ غزوہ والے نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے، یہ بیت المقدس کی طرف گئے تھے، ان کے لیے

(٦٢٦٤) بخاری: ٣١٢٤.

آفتاب کو روکا گیا تھا اور کسی کے لیے نہ روکا گیا تھا اگر چہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی روکا گیا تھا، اور معراج کی رات جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ نے اللہ سے دعا کی کہ سورج کو روک دے تا کہ وہ فاضلہ جو آپ نے رستہ میں دیکھا تھا وہ اشراق کے وقت مکہ میں داخل ہو۔ ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے کہ نماز عصر گزر گئی تو آپ نے سورج کو واپس لوٹایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی پھر آفتاب غروب ہوا۔ اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تو قبول کرتے ہیں مگر ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیتے ہیں، خندق کے دن بھی سورج رکنے کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۶/۲۲۲) یہ سب غیر معتبر واقعات ہیں یہی واقعہ جو یوشع بن نون والا ہے درست ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا کے فتنے دل میں بزدلی پیدا کرتے ہیں اور اہم امور کی ذمہ داری جو ہے محتاط اور فارغ البال آدمی کے سپرد کی جائے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا خیانت ایک ایسا عمل ہے جس سے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت نہیں ہوتی اور اس امت کے لیے مال غنیمت کا حلال ہونا اور حاصل ہونا ایک بہت بڑی اللہ کی نعمت ہے۔ (فتح الباری: ۶/۲۲۴)

٦٢٦٥۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَـامَ فِیْنَا النَّبِیُّ ﷺ فَـذَكَـرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهُ وَعَـظَّـمَ اَمْـرَهٗ قَـالَ لاَ اُلْـفِیَنَّ اَحَدَكُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَـرَسٌ لَـهٗ حَمْحَمَةٌ یَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَغِثْنِی فَأَقُوْلُ لاَ اَمْلِكُ لَكَ شَیْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ وَعَـلٰـى رَقَبَتِـهٖ بَعِیْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ یَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَغِثْنِی فَأَقُوْلُ لاَ اَمْلِكُ لَكَ شَیْئًا قَدْ اَبْـلَـغْتُكَ وَعَـلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَیَقُوْلُ یَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَغِثْـنِـی فَأَقُوْلُ لاَ اَمْلِكُ لَكَ شَیْـئًـا قَـدْ اَبْلَغْتُكَ. (رواه البخاری، ٣٠٧٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک دن ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، اور خیانت کا ذکر کیا تو اس کے گناہ کی بڑائی اور نزاکت پر روشنی ڈالی۔ فرمایا: میں تم میں سے کسی انسان کو اس حال پر نہ دیکھوں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر بکری آواز نکالتی آئے۔ تو وہ کہے: یا رسول اللہ ﷺ! میری امداد کرو، تو، میں اس کو یہ کہہ دوں کہ میں تیرے لیے کسی امر کا مالک نہیں ہوں میں نے تو تبلیغ کر دی تھی۔ میں تم میں سے کسی فرد کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ گردن پر گھوڑا اٹھا کر لائے جو ہنہنا تا ہو، اور کہے: یا رسول اللہ ﷺ! میری مدد کرو، تو میں کہہ دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھے بتا دیا تھا اور تبلیغ کر دی تھی۔ اور میں تمھیں قیامت کے دن اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو، اور وہ کہے: یا رسول اللہ ﷺ! میری مدد فرمائیں، تو میں کہہ دوں گا کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا،

(٦٢٦٥) بخاری: ٣٠٧٣۔ مسلم: ٩٨٧۔ نسائی: ٢٤٨٢۔ ابوداؤد: ١٦٥٨۔ ابن ماجه: ١٧٨٦۔ احمد: ١٠٤٧٤۔ مؤطا: ٥٩٦.

اور تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن ایک سامان گردن پر اٹھا کر لائے جو جھکی ہوئی ہو، اور کہے: یا رسول اللہ ﷺ! میری مدد فرمائیں۔ (یاد رکھو) میں کہہ دوں گا میں تیرے لیے کچھ نہیں کرسکتا، میں نے تو پیغام پہنچا دیا تھا۔''

٦٢٦٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ أَمَّا بَعْدُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ كَتَمَ غَالًا فَإِنَّهُ مِثْلُهُ . (رواه أبوداود، ٢٧١٦)

''سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خیانت کرنے والے کو چھپائے گا وہ بھی اسی کی مثل ہوگا۔'' (ابوداؤد)

٦٢٦٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ غَنِيْمَةً أَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ فَيَجِيْئُوْنَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيَخْمُسُهُ وَيُقَسِّمُهُ فَجَاءَ رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فِيْمَا كُنَّا اَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ فَقَالَ اَسَمِعْتَ بِلَالًا يُنَادِي ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَامَنَعَكَ أَنْ تَجِيْءَ بِهِ فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ كُنْ اَنْتَ تَجِيْءُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ اَقْبَلَهُ عَنْكَ (رواه ابوداود، ٢٧١٢)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب مالِ غنیمت ہاتھ آتا تو بلال کو حکم دیتے اور وہ لوگوں میں اعلان کرتے۔ چنانچہ سب لوگ ہاتھ لگا ہوا مال آپ ﷺ کے سامنے لاتے تو آپ ﷺ پانچواں حصہ علیحدہ کرتے، اور بقیہ تقسیم کردیتے تھے۔ پس ایک دن اعلان کے بعد ایک مرد بکری کے بالوں کی رسی لایا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بھی مالِ غنیمت میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے بلال رضی اللہ عنہ کا اعلان سنا تھا جب تین بار اعلان کیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں، فرمایا: تجھے کس چیز نے منع کیا تھا کہ تو اس وقت نہ لایا؟ تو اس نے معذرت کی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تو ہی بروزِ قیامت لے کر حاضر ہوگا۔ اور آپ ﷺ نے اس سے وہ قبول نہیں کی۔'' (ابوداؤد)

٦٢٦٨۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِيْ وَمَعَ

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر گئے تو اللہ نے ہمیں فتح دیدی لیکن ہمیں غنیمت میں نہ سونا ملا، نہ چاندی، بس سامان غلہ اور کپڑے ہاتھ آئے۔ پھر ہم وادی القریٰ کی طرف گئے، آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک غلام تھا

(٦٢٦٦) ابوداؤد: ٢٧١٦۔ ضعیف، البانی: ٥٨٤.

(٦٢٦٧) ابوداؤد: ٢٧١٢۔ حسن، البانی: ٢٣٥٩۔ احمد: ٦٩٥٧.

(٦٢٦٨) مسلم: ١١٥۔ بخاری: ٤٢٣٤۔ نسائی: ٣٨٢٧۔ ابوداؤد: ٢٧١١۔ مؤطا: ٩٩٧.

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَبْدُلَهٗ وَهَبَهٗ لَهٗ رَجُلٌ مِنْ جُذَامَ يُدْعٰى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِى الضَّبِيْبِ فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِىَ قَامَ عَبْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَحُلُّ رَحْلَهٗ فَرُمِىَ بِسَهْمٍ فَكَانَ فِيْهِ حَتْفُهٗ فَقُلْنَا هَنِيْـئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا وَالَّذِى نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَلَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ قَالَ فَفَزِعَ النَّاسُ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنَ النَّارِ . (رواه مسلم، ١١٥)

وہ بنو جذام کے ایک مرد نے آپ کی خدمت کے لیے دیا تھا۔ اس کو رفاعہ بن زید کہا جاتا تھا، جو نسبًا بنوخبیب میں سے تھا۔ جب ہم وادی پر جا ٹھہرے تو رسول اللہ ﷺ کا وہ غلام اٹھا، اور آپ ﷺ کی سواری کے اوپر سے بوجھ اتارنے لگا تو اس کو تیر مارا گیا، اور اس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کو شہادت مبارک ہو۔ فرمایا: ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے! وہ چادر جو خیبر کے مالِ غنیمت میں سے اس نے تقسیم سے پہلے لی تھی اس پر آگ کے شعلے بھڑکا رہی ہے۔ لوگ بہت زیادہ خوف زدہ ہو گئے۔ ایک آدمی چمڑے کا ایک تسمہ یا دو تسمے لایا، اور عرض کیا: خیبر کے دن مجھے یہ ہاتھ آئے تھے۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔'' (مسلم)

٦٢٦٩ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ النَّبِىِّ ﷺ رَجَلٌ يُقَالُ لَهٗ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ فِى النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا. (رواه البخارى، ٣٠٧٤)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے سامان پر ایک آدمی متعین تھا اس کو ''کرکرہ'' کہا جاتا تھا۔ وہ فوت ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ آگ میں ہے لوگوں نے اس کا سامان جا کر دیکھا تو اس میں ایک بڑا کمبل تھا جو مالِ غنیمت میں خیانت کر کے لے رکھا تھا۔'' (البخاری)

٦٢٧٠ـ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَاصَلَّى الْعَصْرَذَهَبَ إِلَى بَنِى عَبْدِ الأَشْهَلِ فَيَتَحَدَّثُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَنْحَدِرَ لِلْمَغْرِبِ قَالَ اَبُوْرَافِعٍ فَبَيْنَمَا النَّبِىُّ ﷺ يَسْرَعُ اِلَى الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ اُفٍّ

''سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ عصر کی نماز کے بعد بنو عبدالاشہل قبیلے میں جا کر گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مغرب کی نماز کے لیے نکلتے۔ پس ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ نماز مغرب کے لیے واپس جا رہے تھے تو بقیع کے پاس سے گذرے۔ فرمایا: تیرے لیے افسوس ہے، تیرے لیے افسوس ہے!

(٦٢٦٩) بخاری: ٣٠٧٤۔ ابن ماجه: ٢٨٤٩۔ احمد: ٦٤٥٧.

(٦٢٧٠) نسائی: ٨٦٢.

لَكَ اُفٍّ لَكَ قَالَ فَكَبُرَ ذَلِكَ فِيْ ذَرْعِيْ فَاسْتَأْخَرْتُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيْدُنِي فَقَالَ مَالَكَ امْشِ فَقُلْتُ اَحْدَثْتَ حَدَثًا قَالَ مَاذَاكَ قُلْتُ اَفَّفْتَ بِي قَالَ لاَ وَلٰكِنْ هٰذَا فُلاَنٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلٰى بَنِيْ فُلاَنٍ فَغَلَّ نَمِرَةً فَدُرِّعَ الآنَ مِثْلَهَا مِنْ نَارٍ . (رواه النسائی، ٨٦٢)

یہ بات میرے لیے بڑی پریشان کن تھی۔ میں آپ ﷺ سے کچھ فاصلے پر پیچھے ہٹ گیا۔ میرا گمان تھا کہ یہ بات مجھے ہی فرما رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ چلتا جا۔ میں نے عرض کی: کوئی حادثہ پیش آیا ہے؟ فرمایا: کیسے؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ہے: تیرے لیے افسوس ہے! تیرے لیے افسوس! فرمایا: تجھے تو نہیں البتہ یہ فلاں شخص ہے جس کو میں نے بنو فلاں پر مقرر کیا تھا تو اس نے ایک دھاری دار چادر خیانت کی تھی، پس اس کی مثل اس کو اب آگ کی زرہ پہنائی گئی ہے۔'' (نسائی)

٦٢٧١ـــ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِيَهُوْدَ لاَ يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ . (رواه أبوداود، ٢٧١٠)

''سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: صحابہ میں سے خیبر کے دن ایک آدمی فوت ہوا تو اس کا نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رفیق پر نمازِ جنازہ پڑھو۔ لوگوں کے چہرے اس حکم کی وجہ سے متغیر ہوگئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے رفیق نے راہِ خدا میں خیانت کی ہے۔ ہم نے اس کے سامان کی تفتیش کرائی تو اس میں یہود کے ہاروں میں سے غیر قیمتی ہار تھے، جس کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔'' (ابوداؤد)

٦٢٧٢ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى النَّاسَ فِي قَبَائِلِهِمْ يَدْعُوْ لَهُمْ وَأَنَّهُ تَرَكَ قَبِيْلَةً مِنَ الْقَبَائِلِ قَالَ وَإِنَّ الْقَبِيْلَةَ وَجَدُوْا فِي بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُوْلاً فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا

''سیدنا عبد اللہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ نبی ﷺ قبائل میں گئے۔ ان کے لیے دعا فرمائی لیکن ایک قبیلے کو چھوڑ دیا۔ قبیلے والوں نے اپنے ایک آدمی کے پالان کے نیچے ڈالنے کی چادر میں ایک غیر قیمتی موتیوں کا ھار دیکھا جو خیانت سے حاصل کیا تھا۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو ان لوگوں پر آپ ﷺ نے اسی طرح تکبیرات کہیں جیسے نمازِ

(٦٢٧١) ابوداؤد: ٢٧١٠.
(٦٢٧٢) مؤطا: ٩٩٦.

يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ . (رواه مالك، ٩٩٦)

جنازہ میں تکبیرات کہتے تھے۔'' (مالک)

٦٢٧٣ــــ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا فُلاَنٌ شَهِيْدٌ فُلاَنٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلَى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلاَنٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلاَّ إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لاَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّالْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ أَلاَإِنَّهُ لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلاَّالْمُؤْمِنُوْنَ . (رواه مسلم، ١١٤)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: خیبر کے دن صحابہ کرام آئے: کہتے تھے: فلاں شہید ہوا ہے: اور فلاں شہید ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کا نام لیا اور کہا فلاں بھی شہید ہوا ہے۔ نبی ﷺ نے: فرمایا ہرگز نہیں! میں نے اس کو ایک چادر کے بدلے، یا بڑے کمبل کے بدلے جو اس نے خیانت کر کے لیا تھا، آگ میں دیکھا ہے۔ پھر فرمایا: اے ابن خطاب! جا کر لوگوں میں اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہو گا۔ پس میں گیا، اور تین بار اعلان کیا۔خبردار ہو! جنت میں صرف ایما ندار ہی داخل ہوں گے۔'' (مسلم)

٦٢٧٤ــــ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ حَرَّقُوْا مَتَاعَ الْغَالِّ وَضَرَبُوْهُ وَمَنَعُوْهُ سَهْمَهُ . (رواه أبوداود، ٢٧١٥)

''عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما خیانت کے مرتکب کا سامان جلا ڈالتے تھے۔اس کو جسمانی مار بھی پڑتی اور غنیمت میں سے حصہ بھی روک دیتے۔'' (ابوداؤد)

شرح:...... یہ احادیث اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہیں:

﴿وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (آل عمران: ١٦١)

''اور جو خیانت کرے گا، قیامت کے دن وہ اسے لے کر آئے گا جو اس نے خیانت کی۔''

غلول اصل میں مال غنیمت میں خیانت کو کہتے ہیں، اس کا معنی چھپانا ہوتا ہے، یہ مال پکڑنے والا چونکہ چھپا کر خیانت کرتا ہے اس لیے اسے غلول کہتے ہیں۔اس پر علمائے کرام کا اجماع ہے کہ یہ خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بوجھ گردن پہ اٹھائے ساری دنیا کے سامنے جب یہ خائن ذلت ورسوائی کی تصویر بنے، ندامت کے دریا میں غرق، میدانِ محشر میں آئے گا تو یہ کتنی بڑی سزا ہے۔اور یہ خیانت تھوڑی ہو یا زیادہ ہو حرام ہے اور یہ دوزخ کا باعث ہے۔(فتح الباری:٦/ ١٨٧)

(٦٢٧٣) مسلم: ١١٤.

(٦٢٧٤) ابوداؤد: ٢٧١٥ـ ضعيف، البانی: ٥٨٢.

یہ بھی ثابت ہوا عمل اچھے نہ ہوئے تو نبی ﷺ سفارش نہیں کریں گے۔ اور نبی ﷺ نے مختار کل ہونے کی نفی فرمائی ہے۔ (گوندلوی)

٦٢٧٥۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ وَجَهْدٌ وَاَصَابُوْا غَنَمًا فَانْتَهَبُوْهَا إِنَّ قُدُوْرَنَا لَتَغْلِي إِذَا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي عَلَى قَوْسِهِ فَأَكْفَأَ قُدُوْرَنَا بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ أَوْ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ. (رواه أبوداود، ٢٧٠٥)

''ایک انصاری صحابی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ لوگوں کو خوراک کی شدید قلت کا سامنا تھا۔ ان کو بکریاں نظر آ گئیں تو لوٹ کر جلدی جلدی ذبح کر کے ہانڈیوں میں پکانا شروع کر دیا۔ ہانڈیاں ابل رہی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کمان کے سہارے چلتے ہوئے تشریف لائے، اور اپنی کمان سے ہنڈیاں الٹ دیں پھر گوشت کو مٹی میں لت پت کرتے جاتے تھے اور فرماتے جارہے تھے کہ لوٹ مار کا مال مردار سے زیادہ حلال تو نہیں، یا فرمایا: مردار لوٹے ہوئے مال سے زیادہ حلال تو نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٧٦۔ عَنْ اَبِي لَبِيْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ بِكَابُلَ فَاَصَابَ النَّاسُ غَنِيْمَةً فَانْتَهَبُوْهَا فَقَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ النُّهْبَى فَرَدُّوْا مَا اَخَذُوْا فَقَسَمَهُ بَيْنَهُمْ. (رواه أبوداود، ٢٧٠٣)

''ابولبید نے کہا ہم لوگ عبدالرحمٰن بن سمرہ کے ساتھ کابل میں تھے۔ لوگوں کو غنیمت ہاتھ آئی۔ چنانچہ جس کو جو ہاتھ آیا اس نے لے لیا۔ عبدالرحمٰن کھڑے ہوئے، خطبہ دیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے غنیمت کو لوٹ مار بنانے سے منع فرمایا ہے۔ پس لوگوں نے جو کچھ لیا تھا وہ واپس کر دیا تو انھوں نے لوگوں کو تقسیم کر کے دیا۔'' (ابوداؤد)

شــــرح: ......ان سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر تقسیم کیے مال غنیمت کو لوٹ مار کا مال سمجھ کر نہیں کھانا چاہیے حتیٰ کہ کھانے میں بھی لوٹ مار نہ ہو۔ یہ اسی طرح حرام ہے جس طرح مردار حرام ہے جو حصہ ملے وہی حاصل کیا جائے اسے ہی کھایا جائے۔ (عون المعبود: ٣/ ١٨)

٦٢٧٧۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الأَخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى إِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الأَخِرِ فَلَا يَلْبَس

''رویفع بن ثابت انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کسی سواری کو ناکارہ کر کے مالِ غنیمت میں واپس نہ کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کپڑا

ثَوْبًا مِنْ فَیْءِ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی إِذَا اَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِیْهِ. (رواه أبوداود، ٢٧٠٨)

استعمال کر کے بوسیدہ کر کے بیت المال میں واپس نہ کرے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ...... یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے سواری کو استعمال کرنا اور لباس پہننا جائز نہیں، اگر اس سے پہلے اشد ضرورت پڑ جائے تو امیر سے اجازت لینا ہوگی مگر سواری لاغر کر کے یا کپڑا بوسیدہ کر کے واپس نہ کیا جائے، کپڑا بوسیدہ نہ بھی کرے اور نہ ہی سواری لاغر کرے تو بہتر یہی ہے نہ لے کیونکہ اس طرح خیانت کا رستہ کھلتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۶۹۲)

٦٢٧٨ــــ عَنْ زَیْدِبْنِ اَسْلَمَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَعْمَلَ مَوْلٰی لَهُ یُدْعَی هُنَیًّا عَلَی الْحِمَی فَقَالَ یَا هُنَیُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَیْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَیْمَةِ وَإِیَّایَ وَنَعَمَ ابْنَ عَوْفٍ وَنَعَمَ بْنِ عَفَّانَ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَا شِیَتُهُمَا یَرْجِعَا إِلَی نَخْلٍ وَزَرْعٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَیْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَیْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِیَتُهُمَا یَأْتِنِی بِبَنِیْهِ فَیَقُوْلُ یَا اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ اَفَتَارِكُهُمْ أَنَالاَ أَبَالَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ اَیْسَرُ عَلَیَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَایْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَیَرَوْنَ اَنّی قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلاَدُهُمْ فَقَاتَلُوْا عَلَیْهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَاَسْلَمُوْا عَلَیْهَا فِی الإِسْلاَمِ وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِیْ اَحْمِلُ

''زید بن اسلم اپنے باپ اسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا آزاد کردہ غلام جس کو ھنی کہا جاتا تھا چراگاہ کے لیے مقرر کیا تو اس کو کہا: اے ھنی! اپنے بازولوگوں کے ساتھ ملائے رکھ۔ مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا وہ قبول ہوتی ہے۔ تھوڑے اونٹ والوں کو اور تھوڑی بکریوں کے مالک کو چراہ گاہ میں داخل کر لینا، لیکن انعم بن عوف اور انعم بن عفان کے مویشیوں سے چراہ گاہ بچائے رکھنا، اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں تو کوئی کمی ان کو نہیں آئے گی۔ اور وہ کھیتی باڑی اور کھجوروں کے باغوں میں مشغول ہوجائیں گے، لیکن عام لوگوں کا گزر اوقات تو مویشی ہی ہیں، اگر ان کے مویشی ہلاک ہونگے تو وہ اپنی اولاد لے کر آ کھڑے ہوں گے، اور کہیں گے: اے امیر المومنین، اے امیر المومنین! کیا تو انھیں بھوکا پیاسا چھوڑنے والا ہے، تیرا باپ نہ رہے؟ پس پانی اور گھاس ان کو دینا میرے لیے سونا چاندی دینے سے زیادہ آسان ہے۔

اللہ کی قسم! کچھ لوگ چراگاہوں کے ممنوع قرار دینے پر نالاں ہیں، اور کہتے ہیں: ہم پر ظلم ہوا ہے۔ یہ ہمارا اپنا ملک اور اپنی

(٦٢٧٥) ابوداؤد: ٢٧٠٥۔ صحیح، البانی: ٢٣٥٤.

(٦٢٧٦) ابوداؤد: ٢٧٠٣۔ صحیح، البانی: ٢٣٥٢۔ احمد: ٢٠١٠٨۔ دارمی: ١٩٩٥.

(٦٢٧٧) ابوداؤد: ٢٧٠٨۔ حسن، صحیح، البانی: ٢٣٥٦۔ احمد: ١٦٥٤٤۔ دارمی: ٢٤٨٨.

(٦٢٧٨) بخاری: ٣٠٥٩۔ مؤطا: ١٨٩٠.

عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلاَدِهِمْ شِبْرًا . (رواه البخاری، ٣٠٥٩)

چراگاہیں تھیں، اور اپنے پانی تھے، وہ لڑے ان کے لیے عہد جاہلیت میں بھی پھر جب وہ اسلام لائے تو ان پر قابض تھے۔ اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر اسلامی افواج کو اللہ کی راہ میں سوار کرتا ہوں تو میں مسلمانوں کے ملک میں ایک بالشت بھی ممنوعہ چراگاہوں کے لیے مخصوص نہ کرتا۔'' (بخاری)

٦٢٧٩ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ حِمَى إِلاَّ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ. وَقَالَ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَمَى النَّقِيْعَ وَأَنَّ عُمَرَ حَمَى السَّرَفَ وَالرَّبْذَةَ. (رواه البخاری، ٢٣٧٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی چراگاہ مگر اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ مقام نقیع کو رسول اللہ ﷺ نے چراگاہ قرار دیا تھا۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ اور مقام سرف کو حکومت کی چراگاہ متعین کیا تھا۔'' (بخاری)

شرح: ......ایک قول ہے کہ جنگ والا حربی جب دارالحرب میں اسلام قبول کر لیتا ہے اور وہیں اقامت اختیار کرتا ہے، تو وہاں مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے، تو وہ حربی اپنے تمام مال کا زیادہ حقدار ہے مگر زمین کا حق نہیں رکھتا، یہ مسلمانوں کے لیے مال فئی ہوگی۔

یہ احادیث اس مؤقف کی تردید کرتی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے، وہ مال کا بھی اور زمین کا بھی حقدار ہے، یہ اس مسلمان ہونے والے حربی کی ہے۔

یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوت کے مالک تھے، اور مسلمانوں پر شفقت کا ہاتھ رکھتے تھے اور بڑی اچھی نظر سے انہیں دیکھتے تھے۔ (فتح الباری: ٦/ ١٧٥)

جاہلیت میں روسائے قبائل اپنے گھوڑوں، اونٹوں اور دیگر مویشیوں کے لیے سبزہ زار مخصوص کر لیتے تھے، جس میں دوسرے لوگ جانور نہیں چرا سکتے تھے۔ نبی ﷺ نے ایسی چراگاہ کو ختم کر دیا تھا۔ اور حکم دیا یہ چراگاہ اب صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، یا اس کے رسول ﷺ کے لیے مخصوص ہے، یا پھر آپ کے بعد خلفائے راشدین اور سربراہان مملکت کو اس کی اجازت ہے تاکہ جہاد کرنے والے مویشی یا مال صدقہ کے مویشی وغیرہ اس میں چر سکیں۔ یہ امتیاز ہوگا کہ نبی ﷺ کی قرار دی ہوئی چراگاہ ہمیشہ برقرار رہے گی، ضرورت یا عدم ضرورت ہو نہ تو اس میں تغیر جائز ہے نہ اسے ختم کیا جا سکتا ہے، جبکہ آپ کے علاوہ سربراہانِ مملکت کی قرار دی ہوئی چراگاہ کو یہ حیثیت حاصل نہیں۔ اگر عوام کی بھلائی کی خاطر حاکم

(٦٢٧٩) بخاری: ٢٣٧٠۔ مسلم: ١٧٤٥۔ ترمذی: ١٥٧٠۔ ابوداؤد: ٣٠٨٤۔ ابن ماجہ: ٢٨٣٩۔ احمد: ١٦٢٤٣.

وقت چراگاہ تیار کرتا ہے تو اس کی اجازت ہے بشرطیکہ ان پر تنگی نہ پیدا کی جائے۔

بعض روایات میں چراگاہ مخصوص کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بعض میں جواز ہے بظاہر یہ ٹکراؤ ہے، جبکہ ان میں کوئی ٹکراؤ نہیں، جن احادیث میں چراگاہ مخصوص کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ ایسی چراگاہ ہیں جنہیں کثیر تعداد میں اپنے قبضہ میں لے لیا ہو اور دوسروں کو ان سے استفادہ سے منع کیا گیا ہو۔ اور چراگاہیں مخصوص کرنے کے جواز والی احادیث جو ہیں وہ ایسی چراگاہیں ہیں جو مسلمانوں کے استعمال میں بھی آ سکیں، اس طرح تعارض باقی نہ رہا۔

نبی ﷺ نے نقیع کی چراگاہ مقرر فرمائی تھی، آج تک اسے اسی طرح باقی رکھا گیا ہے اس کا حدود اربعہ درج ذیل ہے۔ مغرب کی جانب سے جبل قدس، یا قیس تک ہے، اس کی چوڑائی پندرہ کلو میٹر ہے۔ مشرق کی جانب سے حرہ بنو عمرو تک ہے، اس کا عرض ۱۲ کلو میٹر ہے شمال سے اس کی حد بندی ۶ کلو میٹر ہے اور جنوب کی جانب سے جبل عبود اور جبل برام تک ہے اس کا عرض ۸ کلو میٹر ہے۔

یہ نقیع چراگاہ مدینہ سے مغرب کی جانب وادی فرع میں واقع ہے جو کہ ۷۵ کلو میٹر کی مسافت پر ہے، آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں بھی چراگاہ مقرر کی تھی، اس کا علم نہیں باقی ہے یا نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۲۲۲)

النفل والخمس

نفل اور خمس کا بیان

۶۲۸۰۔ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِي الْبَدْأَةِ وَالثُّلُثَ فِي الرَّجْعَةِ. (رواه ابوداود، ۲۷۵۰)

''سیدنا حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حاضر تھا جب نبی ﷺ نے جنگ کی ابتداء میں نمایاں خدمات سرانجام دینے پر چوتھائی حصہ اصل حصے سے زائد دیا۔ اور جنگ کے آخر میں واپس آتے ہوئے نمایاں کارکردگی والے کو تیسرا حصہ زائد دیا۔'' (ابوداؤد)

۶۲۸۱۔ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ الرُّبْعَ بَعْدَ الْخُمُسِ وَالثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ إِذَا قَفَلَ. (رواه أبوداود، ۲۷۴۹)

''ایک روایت ہے: آپ ﷺ واپس آ کر خمس علیحدہ کرنے کے بعد چوتھا اور تیسرا حصہ زائد دیتے تھے۔'' (ابوداؤد)

۶۲۸۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ فوج میں سے بعض کے لیے زائد مقرر کرتے جوان ہی کا حصہ ہوتا تھا۔ اور عام

(۶۲۸۰) ابوداؤد: ۲۷۵۰۔ صحیح، البانی: ۲۳۸۹۔ ابن ماجہ: ۲۸۵۳۔ احمد: ۱۷۰۱۱۔ دارمی: ۲۴۸۳.

(۶۲۸۱) ابوداؤد: ۲۷۴۹۔ صحیح، البانی: ۲۳۸۸۔ ابن ماجہ: ۲۸۵۳۔ احمد: ۱۷۰۱۱۔ دارمی: ۲۴۸۳.

(۶۲۸۲) مسلم: ۱۷۵۰۔ بخاری: ۳۱۲۵۔ ابوداؤد: ۲۷۴۶۔ احمد: ۶۲۱۴.

نْفُسِهِمْ خَـاصَّةً سِـوَى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ وَالْـخُـمْـسُ فِي ذٰلِكَ وَاجِبٌ كُلِّهِ. (رواه مسلم، ١٧٥٠)

فوج کے حصوں کے علاوہ ہوتا۔ اور خمس سب غنیمت سے نکالنا واجب ہے۔'' (مسلم)

٦٢٨٣ـ عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَـرِيَّةً قِبَـلَ نَجْدٍ كُنْتُ فِيْهَا فَغَنِمْنَا إِبِلاً كَثِيْـرَـةً وَكَـانَـتْ سِهَامُنَا اَحَدَعَشَرَ اَوِ اثْـنَىْ عَشَرَ بَعِيْرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيْرًا بَعِيْرًا. (رواه أحمد، ٦٤١٨)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بجانب نجد ایک فوج میں روانہ کیا۔ پس مالِ غنیمت میں سے ہر سپاہی کو گیارہ گیارہ، یا بارہ بارہ اونٹ دیئے اور ایک ایک اونٹ ہم کو زائد دیا گیا۔'' (احمد)

٦٢٨٤ـ وفـي رواية: فَـأَصَبْـنَا نَعَمًا كَثِيْرًا فَنَفَّلَنَا اَمِيْرُنَا بَعِيْرًا بَعِيْرًا لِكُلِّ اِنْسَان ثُمَّ قَدِمْنَا عَـلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـقَسَـمَ بَيْنَنَا غَنِيْمَتَنَا فَـأَصَابَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اثْنَىْ عَشَرَبَعِيْرًا بَعْدَ الْخُمُسِ وَمَا حَاسَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالَّذِى اَعْطَانَا صَاحِبُنَا وَلاَ عَابَ عَلَيْهِ بَعْدَماَ صَنَعَ فَـكَـانَ لِـكُـلِّ رَجُـلٍ مِـنَّا ثَلاَثَةَ عَشَرَ بَعِيْرً ابِنَفْلِهِ. (رواه أبوداود، ٢٧٤٣)

''دوسری روایت میں ہے: ہمیں مالِ غنیمت میں بہت زیادہ مویشی حاصل ہوئے تو ہمارے امیر نے ایک ایک اونٹ ہمیں زائد دے دیا۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے غنیمت تقسیم کی تو ہر سپاہی کو بارہ بارہ اونٹ حصے میں آئے، اور تقسیم خمس نکالنے کے بعد تھی۔ ہمارے امیر نے جو ہمیں دیدیا وہ ہمارے حصے میں آپ ﷺ نے شمار نہیں کیا۔ چنانچہ زائد اونٹ شامل کر کے ہمیں تیرہ تیرہ اونٹ فی کس حاصل ہوئے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٨٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَفَّلَنِى رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـوْمَ بَدْرٍسَيْفَ اَبِى جَهْلٍ كَانَ قَتَلَهُ. (رواه ابوداود، ٢٧٢٢)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن ابوجہل کی تلوار مجھے اصل حصے سے زائد عطا کی کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹا تھا۔'' (ابوداؤد)

٦٢٨٦ـ عَـنْ مَـعْنِ بْنِ يَزِيْدَ السُّلَمِيِّ قَالَ سَـمِـعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ لاَ نَفْلَ إِلاَّ بَعْدَ الْخُمُسِ. (رواه أبوداود، ٢٧٥٣)

''معن بن یزید اسلمی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: زائد حصہ نہیں ہے مگر خمس علیحدہ کرنے کے بعد۔'' (ابوداؤد)

(٦٢٨٣) احمد: ٦٤١٨۔ بخاری: ٤٣٣٨۔ مسلم: ١٧٤٩۔ ابوداؤد: ٢٧٤٥۔ مؤطا: ٩٨٧۔ دارمی: ٢٤٨١.
(٦٢٨٤) ابوداؤد: ٢٧٤٣۔ ضعيف، البانی: ٥٨٩۔ بخاری: ٤٣٣٨۔ مسلم: ١٧٤٩۔ احمد: ٦٤١٨۔ مؤطا: ٩٨٧۔ دارمی: ٢٤٨١.
(٦٢٨٥) ابوداؤد: ٢٧٢٢۔ ضعيف، البانی: ٥٨٥۔ احمد: ٤٢٣٤.
(٦٢٨٦) ابوداؤد: ٢٧٥٣۔ صحيح، البانی: ٢٣٩٢۔ احمد: ١٥٤٣٥.

٦٢٨٧ـ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِيْهِمْ قَالَ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلاً لَمْ يُعْطِهِ وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ أَوْ مُسْلِمًا قَالَ فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ إِنِّي لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ اَوْ مُسْلِمًا يَعْنِي فَقَالَ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ. (رواه البخاري، ١٤٧٨)

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو زائد حصہ دیا اور ایک آدمی کو نہ دیا جو کہ مجلس میں حاضر تھا، اور وہ شخص مجھے خدمات کے لحاظ سے زیادہ پسند تھا۔ پس میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ فلاں کو کیوں نہیں دیتے؟ قسم اللہ کی! میں اس کو سچا مومن خیال کرتا ہوں۔ فرمایا: یا کہو: وہ مسلمان ہے۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات تین بار کہی اور آپ ﷺ نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ پھر فرمایا: میں کبھی کسی آدمی کو کچھ دیتا ہوں اور اس کے سوا دوسرا آدمی مجھے زیادہ پسند ہوتا ہے۔ اور جس کو دیتا ہوں تو اس خاطر دیتا ہوں کہ (اسلام سے نفرت کر کے) وہ آگ میں گر نہ جائے۔'' (بخاری)

٦٢٨٨ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ بَيْنَ عُنُقِي وَكَتِفِي ثُمَّ قَالَ أَقِتَالاً أَيْ سَعْدُ إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ. (رواه مسلم، ١٥٠)

''ایک روایت میں ہے: پس رسول اللہ ﷺ نے میری گردن اور کندھے کے درمیان ہاتھ مار کر فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ! تو لڑائی کرتا ہے میں تو کسی مرد کو دیتا ہوں......'' (مسلم)

٦٢٨٩ـ وفي رواية: قَالَ الزُّهْرِيُّ ﴿قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا﴾ قَالَ نَرَى أَنَّ الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ وَالْإِيْمَانَ الْعَمَلُ. (رواه أبوداود، ٤٦٨٤)

''دوسری روایت میں ہے: زہری رحمہ اللہ نے کہا: پس ہم کہتے ہیں کہ اسلام منہ سے کلمہ کہنا ہے اور ایمان عمل صالح کا نام ہے۔ قرآن کی حسب ذیل آیت میں یہی بات ہے: ''آپ ﷺ فرمادیں کہ تم مومن نہیں ہو لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں۔''

(٦٢٨٧) بخاری: ١٤٧٨ـ مسلم: ١٥٠ـ نسائی: ٤٩٩٣ـ ابوداؤد: ٤٦٨٥ـ احمد: ١٥٨٣.

(٦٢٨٨) مسلم: ١٥٠ـ بخاری: ١٤٧٨ـ نسائی: ٤٩٩٣ـ ابوداؤد: ٤٦٨٥ـ احمد: ١٥٨٣.

(٦٢٨٩) ابوداؤد: ٤٦٨٤ـ صحيح الاسناد مقطوع، البانی: ٣٩١٨.

٦٢٩٠۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ اَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ وَعُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ وَالاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ وَاَعْطَى عَبَّاسَ بْنَ مِرْدَاسٍ دُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ .

أَتَجْعَلُ نَهْبِي وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالاَقْرَعِ
فَمَا كَانَ بَدْرٌ وَلاَ حَابِسٌ
يَفُوْقَانِ مِرْدَاسَ فِي الْمَجْمَعِ
وَمَا كُنْتُ دُوْنَ امْرِئٍ مِنْهُمَا
وَمَنْ تَخْفِضِ الْيَوْمَ لاَ يُرْفَعِ

قَالَ فَاَتَمَّ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِائَةً . (رواه مسلم: ١٠٦٠)

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حنین کے دن ابوسفیان، صفوان بن امیہ، عیینہ بن حصن، اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیئے۔ اور عباس بن مرداس کو دوسروں سے کم دیا تو عباس مذکور نے یہ اشعار کہے: کیا میرا اور عبید کا حصہ آپ ﷺ نے عیینہ اور اقرع کے حصے سے کم لگایا ہے؟ حالانکہ بدر میں حابس میرے باپ مرداس پر کسی مجمع میں فوقیت نہیں رکھتے تھے۔ اور میں خود بھی ان دو سے کم مرتبہ نہیں ہوں۔ اور جس کو آج آپ ﷺ پست کر دیں گے وہ کبھی بلند نہ ہوگا۔ پس آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بھی پورا سو اونٹ کر دیا۔'' (مسلم)

٦٢٩١۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الاَشْجَعِيِّ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالسَّلَبِ لِلْقَاتِلِ وَلَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ . (رواه ابوداود، ٢٧٢١)

''سیدنا عوف بن مالک اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مقتول کے سامان کا قاتل کے لیے فیصلہ کیا، اور اس میں سے خمس علیحدہ نہیں کیا۔'' (ابوداؤد)

٦٢٩٢۔ عِنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ جَيْشًا غَنِمُوْا فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَاماً وَعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ . (رواه ابوداود، ٢٧٠١)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہماری فوج کو نبی اکرم ﷺ کے عہد میں کھانا اور شہد ہاتھ آیا تو آپ ﷺ نے اس میں سے خمس نہیں وصول کیا۔'' (ابوداؤد)

٦٢٩٣۔ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيْدُ

''عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اس کے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جب حنین کی جنگ سے

(٦٢٩٠) مسلم: ١٠٦٠.

(٦٢٩١) ابوداؤد: ٢٧٢١۔ صحيح، الباني: ٢٢٦٣۔ مسلم: ١٧٥٣۔ احمد: ٢٣٤٧٧.

(٦٢٩٢) ابوداؤد: ٢٧٢١۔ صحيح، الباني: ٢٣٦٣۔ مسلم: ١٧٥٣۔ احمد: ٢٣٤٧٧.

(٦٢٩٣) مؤطا: ٩٩٤.

الْـجِعِرَّانَةَ سَأَلَهُ النَّاسُ حَتّٰى دَنَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَائِهٖ حَتّٰى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْـرِهٖ فَـقَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ رُدُّوْا عَـلَيَّ رِدَائِـي اَتَـخَافُوْنَ أَنْ لاَ أُقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا اَفَاءَ الـلّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِتِهَامَةَ نَعَماً لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُـمَّ لاَ تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا جَبَانًا وَلاَ كَذَّابًا فَـلَـمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَـامَ فِي النَّاسِ فَـقَـالَ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَإِنَّ الْغُلُوْلَ عَـارٌوَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلَى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ثُـمَّ تَـنَـاوَلَ مِـنَ الْاَرْضِ وَبَرَةً مِنْ بَعِيْرٍ أَوْ شَيْـئًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا لِي مِمَّا اَفَـاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَلاَ مِثْلَ هٰذِهٖ إِلَّاالْخُمُسَ وَالْـخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ . (رواه مالك، ٩٩٤)

فارغ ہو کر مقام جعرانہ میں جانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے آپ ﷺ سے سوال کرنا شروع کر دیا، (یعنی مال غنیمت کا) یہاں تک کہ آپ ﷺ کی اونٹنی ایک درخت کے قریب گئی تو آپ کی چادر الجھ گئی اور آپ کی پشت سے زمین پر گر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری چادر پکڑا دو کیا تم ڈرتے ہو کہ میں تمہارے درمیان وہ مال تقسیم نہیں کرونگا جو اللہ نے تمہیں غنیمت کی صورت میں دیدیا ہے؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ تمہیں تہامہ کے کیکروں کی تعداد کے برابر بھی چوپائے عنایت کر دے تو میں سب تمہارے درمیان تقسیم کر دوں گا۔ اور تم مجھے نہ تو بخیل پاؤ گے، نہ بزدل، اور نہ جھوٹا پاؤ گے، پھر آپ ﷺ منزل پر اترے۔ لوگوں کو خطاب فرمایا: اور حکم دیا کہ دھاگہ بھی لاؤ اور سوئی بھی، مال غنیمت میں خیانت قیامت کے دن اہل خیانت کے لیے عار، بدترین عیب اور آگ ہے۔ پھر آپ ﷺ اترے اور تھوڑی سی اونٹ کی اون یا کوئی چیز زمین سے اٹھا کر فرمایا: قسم اللہ کی! جو تمہیں مال غنیمت حاصل ہوا اس میں سے میرے لیے خمس کے علاوہ اتنی سی چیز بھی نہیں ہے، اور خمس بھی تم پر ہی صرف کیا جاتا ہے۔'' (مالک)

٦٢٩٤۔عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا وَنَـحْـنُ وَهُـمْ مِـنْكَ بِـمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا بَنُوالْمُطَّلِبِ وَبَنُوْهَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ . (للبخاري، ٣١٤٠)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے بنو المطلب کو خمس سے حصہ دیا اور ہمیں ترک کر دیا ہے جب کہ وہ اور ہم آپ ﷺ سے قرابت میں برابر ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: بنو مطلب اور بنو ہاشم ایک چیز کی مانند ہیں۔'' (بخاری)

(٦٢٩٤) بخاری: ٣١٤٠۔ نسائی: ٤١٣٧۔ ابوداؤد: ٣٩٨٠۔ ابن ماجه: ٢٨٨١۔ احمد: ١٦٣٤١.

٦٢٩٥۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰؤُلاَءِ بَنُوْ هَاشِمٍ لاَ نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِلْمَوْضِعِ الَّذِيْ وَضَعَكَ اللّٰهُ بِهِ مِنْهُمْ فَمَا بَالُ إِخْوَانِنَا بَنِي الْمُطَّلِبِ أَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَقَرَابَتُنَا وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّا بَنُو الْمُطَّلِبِ لاَ نَفْتَرِقُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلاَ إِسْلاَمٍ وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ ﷺ. (رواه أبوداود، ٢٩٨٠)

''ایک روایت میں ہے: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بنو ہاشم ہیں ان کی فضیلت کا تو ہم انکار نہیں کرتے، ان کے اس مقام کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان میں رکھا ہے، تو یہ ہمارے دوسرے اخوان کا کیا حال ہے جو بنو مطلب والے ہیں کہ ان کو آپ ﷺ نے خمس سے دیا اور ہمیں ترک کیا ہے، حالانکہ ہماری قرابت بھی ان جیسی ہے؟ فرمایا: بنو مطلب اور ہم نہ جاہلیت میں جدا تھے اور نہ اسلام میں الگ ہوئے ہم اور وہ ایک ہی چیز ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر تشبیک دی۔'' (ابوداؤد)

٦٢٩٦۔ وفي رواية: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَقْسِمْ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَلاَ لِبَنِي نَوْفَلٍ مِنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ كَمَا قَسَمَ لِبَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ قَالَ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَقْسِمُ الْخُمُسَ نَحْوَ قَسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُعْطِيْ قُرْبَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْهِمْ قَالَ وَكَانَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يُعْطِيْهِمْ مِنْهُ وَعُثْمَانُ بَعْدَهُ. (رواه ابوداود ٢٩٧٨)

''ایک روایت میں ہے: آنحضرت ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو خمس میں سے حصہ نہ دیا جیسا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے حصہ الگ کیا۔ راوی نے کہا: اور سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خمس کو اسی طرح تقسیم کرتے تھے جس طرح نبی کریم ﷺ تقسیم کرتے تھے، البتہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں کا حصہ نہیں دیتے تھے جو رسول اللہ ﷺ دیا کرتے تھے۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قرابت داروں کا حصہ دیتے تھے۔ اور ان کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی دیتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٩٧۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اجْتَمَعْتُ أَنَا وَالْعَبَّاسُ وَفَاطِمَةُ وَزَيْدُبْنُ حَارِثَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنْ رَأَيْتَ اَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هٰذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَأَقْسِمْهُ حَيَاتَكَ كَيْ لاَ يُنَازِعَنِي اَحَدٌ

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس جمع ہوئے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ مناسب خیال فرمائیں تو کتاب اللہ میں ہم اہل بیت کا خمس میں جو حصہ ہے اس کا آپ ﷺ مجھے متولی بنا دیں تاکہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ

(٦٢٩٥) ابوداؤد: ٢٩٨٠۔ صحیح، البانی: ٢٥٨٢۔ بخاری: ١٢٢٩۔ نسائی: ٤١٣٧۔ ابن ماجه: ٢٨٨١۔ احمد: ١٦٣٤١.
(٦٢٩٦) ابوداؤد: ٢٩٧٨.
(٦٢٩٧) ابوداؤد: ٢٩٨٤.

بَـعْدَكَ فَافْعَلْ قَالَ فَفَعَلَ ذٰلِكَ قَالَ فَقَسَمْتُهٗ حَيَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَلَّانِيْهِ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتّٰـى إِذَا كَـانَـتْ آخِـرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِـى عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَإِنَّهٗ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيْرٌ فَعَزَلَ حَقَّنَا ثُمَّ اَرْسَـلَ إِلَـىَّ فَـقُـلْـتُ بِـنَـا عَـنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبِـالْـمُسْـلِـمِيْنَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ فَـرَدَّهٗ عَـلَيْهِـمْ ثُـمَّ لَمْ يَدْعُنِى إِلَيْهِ أَحَدٌ بَعْدَ عُـمَـرَ فَـلَقِيْتُ الْعَبَّاسَ بَعْدَمَا خَرَجْتُ مِنْ عِـنْـدِ عُمَرَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ حَرَمْتَنَا الْغَدَاةَ شَيْئًا لَايُـرَدُّ عَلَيْنَا اَبَدًا وَكَانَ رَجُلاً دَاهِيًا . (رواه أبوداود، ٢٩٨٤)

میں اس کو میں تقسیم کروں، اور کوئی اس میں ہمارے ساتھ جھگڑا نہ اٹھائے تو آپ ﷺ نے ایسے ہی کر دیا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے ہی متولی بنا دیا۔ یہاں تک کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری سال تھا تو ان کے پاس مال کثیر آیا تو انھوں نے ہمارا حق علیحدہ کر کے میرے پاس پیغام ارسال کیا تو میں نے کہا: اس سال ہم اس سے مستغنی ہیں اور دیگر مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے یہ ان پر ہی تقسیم کر دو۔ پھر جب میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر نکلا تو عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے خبر ان کو دی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے آج ہمارے حقوق سے ہمیں محروم کر دیا اس کے بعد ہمیں حکمران خمس نہیں دیں گے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ زیرک انسان تھے اور بالکل اسی طرح ہوا، بعد میں کسی نے بھی ہمیں ہمارا مقررہ حصہ نہ دیا۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ ایمان اور اسلام کی حقیقت میں فرق ہے۔ اسلام ظاہری اطاعت ہے اور ایمان کا تعلق دل سے ہے، اللہ کا بھی فرمان ہے:

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات: ١٤)

''دیہاتیوں نے کہا، ہم ایمان لائے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے لیکن کہو ہم اسلام لائے۔''

اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ امام وقت کو مصلحت کے مطابق مال صرف کرنا چاہیے اور جو زیادہ اہم مقام ہو وہاں صرف کرے اگرچہ رعیت میں سے کسی کو اس کی حکمت کا پتہ نہ بھی چلے، جس آدمی کو مال نہ دیا تھا اس کا نام جعیل بن سراقہ ضمری تھا۔ (فتح الباری: ۱/ ۸۰)

ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امیر کو اختیار ہے کہ وہ اپنے مجاہدوں کو مال غنیمت کے حصہ کے بعد زائد بھی دے سکتا ہے تا کہ انہیں اہم ذمہ داری ادا کرنے کا شوق پیدا ہو اور ان کی حوصلہ افزائی ہو اور یہ زائد حصہ اصل غنیمت سے دیا جائے گا اور مال غنیمت کے تیسرے حصہ سے زائد نہیں ہونا چاہیے اور یہ حصہ مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے بھی دینا جائز ہے اور تقسیم کے بعد بھی دینا جائز ہے۔

تقسیم کی ایک صورت یہ ہے کہ لشکر اسلامی دشمن کی طرف رواں دواں ہوتا ہے، اور کامیاب ہو کر واپس لوٹتا ہے تو

اسے چوتھا حصہ دیا جاتا اور بقیہ مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا جاتا۔ یہی کامیاب ہو کر لوٹنے والا لشکر گھر نہیں پہنچا رستہ میں ہی تھا کہ اس میں سے ایک دستہ دشمن پر حملہ آور ہونے کے لیے دوبارہ روانہ کیا جاتا ہے اور یہ کامیاب لوٹتا ہے تو اسے سارے مال غنیمت کا تیسرا حصہ دیا جائے تا کہ اسے اس کی قربانی کا صلہ ملے پھر باقی مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا جائے وجہ یہ ہے کہ اس وقت گھر کی یاد ستاتی ہے، وطن مالوف میں آنے والے ہوتے ہیں اور دوسری طرف دشمن چوکنا ہو چکا ہوتا ہے اس سے مقابلہ کرنا آسان کام نہیں اس لیے ان کی حوصلہ افزائی کا انعام بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ امیر وقت ابتدائی جنگ اور دہرائی والی جنگ میں تیسرے حصہ تک فوجیوں کو مال دینے کا اضافہ کر سکتا ہے۔

ان میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بعض لشکر والوں کو مال غنیمت کے علاوہ بھی زائد مال دیا جاتا تھا۔ سارے لشکر کو عنایت نہ کیا جاتا تھا، خصوصی مجاہدین کو دیا جاتا تھا اور مساوی نہ ہوتا تھا بلکہ خدمت اور مصلحت کے لحاظ سے کم و بیش دیا جاتا تھا، آج سربراہِ مملکت خصوصی انعامات دے سکتا ہے، تمغے، نقد انعام وغیرہ نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے دے سکتا ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۸۸)

مال فئی وہ مال ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو۔ یہ وہ مال ہے جو عام مجاہدوں میں تقسیم نہیں ہوتا کیونکہ انہیں جنگ آزما نہیں ہونا پڑتا، قرآن پاک میں ہے:

﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ (الحشر: ۷)

''جو اللہ تعالیٰ بستیوں والوں سے اپنے رسول ﷺ پر مال لوٹائے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم، قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔''

اس مال کو نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی مبارک میں اپنی بیویوں کے سال بھر کے اخراجات پر صرف فرماتے تھے، جو بچ جاتا وہ یتیموں مسکینوں اور راہِ خدا میں تیاری پر لگاتے۔ آپ کی وفات کے بعد حکمران کو مال فئی ملے تو اسے مسلمانوں کی اہم ترین مصلحتوں، دشمن اسلام کے خلاف جدید اسلحہ خریدے، دعوت اسلام پھیلانے اور لادینی نظریات کی سرکوبی میں اور ان کتابوں کی اشاعت پر لگایا جائے جن میں مخالفین اسلام نے جو میڈیا پر اسلام کے خلاف یلغار کر رکھی ہے، اس کا توڑ کرنے پر صرف کیا جائے۔ علاوہ ازیں رفاہ عامہ کے کاموں پر صرف کیا جائے، رستے صاف اور پختہ کیے جائیں، پل تعمیر کیے جائیں، مدارس کی سرپرستی کی جائے، عوام کو رہائشی سہولتیں مہیا کی جائیں۔

یہ بھی ثابت ہوا راہِ خدا میں جہاد کے لیے آلات کو تیار رکھا جائے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انسان اپنے گھر کے لیے ایک سال کی خوراک کا ذخیرہ کر سکتا ہے یہ توکل کے منافی نہیں۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۹۶)

ایک مال سلب ہے، جو سپاہی قتل ہو اس کے پاس جو اسلحہ، لباس، خوراک وغیرہ ہے یہ سلب ہے یہ مارنے والے

فوجی کا ہوتا ہے، ایک مال فئی ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو۔ یہ رسول اکرم ﷺ کا ہے، ایک مال غنیمت ہے، یہ چار حصے لشکر کا ہے، ایک حصہ رسول اکرم ﷺ کا ہے، ایک نفل ہے جو حوصلہ افزائی کے لیے دیا جاتا ہے۔ (گوندلوی)

الفیٔ وسھم النبی ﷺ

مالِ فئی اور نبی ﷺ کا حصہ

٦٢٩٨ـــ عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِی قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ سَهْمٌ يُدْعَى الصَّفِيَّ إِنْ شَاءَ عَبْدًا وَإِنْ شَاءَ أَمَةً وَإِنْ شَاءَ فَرَسًا يَخْتَارُهُ قَبْلَ الْخُمُسِ. (رواه أبوداود، ٢٩٩١)

''عامر شعبی کہتے ہیں: نبی ﷺ کا مخصوص حصہ ہوتا تھا۔ جسے صفی کہتے ہیں۔ چاہتے تو غلام لیتے یا چاہتے تو لونڈی یا گھوڑا لیتے اور خمس سے پہلے اس کو اختیار فرما لیتے۔'' (ابوداؤد)

٦٢٩٩ـ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا غَزَا كَانَ لَهُ سَهْمٌ صَافٍ يَأْخُذُهُ مِنْ حَيْثُ شَاءَهُ فَكَانَتْ صَفِيَّةُ مِنْ ذٰلِكَ السَّهْمِ وَكَانَ إِذَا لَمْ يَغْزُ بِنَفْسِهِ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ وَلَمْ يُخَيَّرْ. (رواه أبوداود، ٢٩٩٣)

''قتادہ کہتے ہیں جب نبی ﷺ بنفسِ نفیس غزوہ میں جاتے تو آپ ﷺ کا حصہ صفی تھا، آپ ﷺ جیسا چاہتے لے لیتے تھے۔ ام المومنین صفیہ بھی اس حصہ ''صفی'' میں آئی تھیں۔ اور جب نہ جاتے تو آپ ﷺ کا حصہ الگ کیا جاتا تھا اور خود پسند نہیں کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

٦٣٠٠ـــ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ اَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ حِيْنَ تَعَالَى النَّهَارُ قَالَ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيْرٍ مُفْضِيًا إِلَى رُمَالِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ لِيْ يَا مَالُ إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيْهِمْ بِرَضْخٍ فَخُذْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ قَالَ قُلْتُ لَوْأَمَرْتَ بِهٰذَا غَيْرِي قَالَ خُذْهُ يَا مَالُ قَالَ فَجَاءَ يَرْفَأُ فَقَالَ هَلْ لَكَ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي عُثْمَانَ

''مالک بن اوس بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا۔ میں ان کے پاس دن چڑھے آیا۔ وہ اپنے گھر میں گدی پر تخت پر بیٹھے تھے اور کوئی فرش اس پر نہ تھا اور تکیہ لگائے ہوئے تھے ایک چمڑے کے تکیہ پر۔ انہوں نے کہا: اے مالک! تیری قوم کے کئی گھر والے دوڑ کر میرے پاس آئے۔ میں نے ان کو کچھ تھوڑا دلا دیا ہے تو ان سب کو بانٹ دے۔ میں نے کہا: کاش! یہ کام آپ اور کسی سے لیں۔ انہوں نے کہا: تو لے لے اے مالک! اتنے میں یرفاء ان کا خدمت گار آیا، اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف،

(٦٢٩٨) ابوداؤد: ٢٩٩١.

(٦٢٩٩) ابوداؤد: ٢٩٩٣ـ ضعیف الاسناد، ٦٤٦.

(٦٣٠٠) مسلم: ١٧٥٧ـ بخاری: ٧٣٠٥ـ ترمذی: ١٧١٩ـ نسائی: ٤١٤٨ـ ابوداؤد: ٢٩٦٦ـ احمد: ١٧٨٤.

وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ قَالَ نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمَا فَقَالَ عَبَّاسُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ فَقَالَ الْقَوْمُ اَجَلْ يَا اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَارِحْهُمْ فَقَالَ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ يُخَيَّلُ إِلَىَّ اَنَّهُمْ قَدْ كَانُوْا قَدَّمُوْهُمْ لِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدَا اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِىْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِى بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ قَالاَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ وَعَزَّكَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا اَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ ﴿مَاأَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرَى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾

زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین حاضر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا ان کو آنے دے، وہ آئے، پھر غلام آیا، اور کہنے لگا: عباس اور علی رضی اللہ عنہما آنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا ان کو بھی اجازت دے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! میرا اور اس جھوٹے گنہگار دغا باز چور کا فیصلہ کر دیجئے۔ اور ان کو اس ٹنٹے سے راحت دیجئے۔ مالک بن اوس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ ان دونوں نے (یعنی حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے) عثمان، عبدالرحمٰن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو اس لیے آگے بھیجا تھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ کر فیصلہ کرا دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ٹھہرو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس خدا کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں! کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ ہم پیغمبروں کے مال میں وارثوں کو کچھ نہیں ملتا۔ اور جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' سب نے کہا: ہاں، ہم کو معلوم ہے۔ پھر حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا: میں تم دونوں کی قسم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ ان دونوں نے کہا: بے شک ہم جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خاص کی تھی جو اور کسی کے ساتھ خاص نہیں کی۔ فرمایا: اللہ نے ''جو دیا اللہ نے اپنے رسول کو گاؤں والوں کے مال میں سے وہ اللہ اور رسول کا ہی ہے۔''

٦٣٠١ــ وفى رواية: قَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَرِكَابٍ﴾ إِلَى قَوْلِهٖ

''ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ نے بنو نضیر کے اموال میں سے جو کچھ اپنے رسول کو دیا ہے تم نے اس کے لیے کوئی گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے۔'' (یعنی تم نے کوئی جنگ وغیرہ

(٦٣٠١) بخاری: ٤٠٣٤ـ مسلم: ١٧٥٧ـ ترمذی: ١٧١٩ـ نسائی: ٤١٤٨ـ ابوداؤد: ٢٩٧٥ـ احمد: ٣٣٨.

﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلاَ اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِىَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِىَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَاعَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَقَالَ تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلاَنِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِى بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِى اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّىْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِى كِلاَكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ فَجِئْتَنِى يَعْنِى عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاَ نُوْرَثُ مَاتَرَكْنَاصَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَالِى أَنْ اَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَاعَهْدَاللّٰهُ وَمِيْثَاقُهُ لَتَعْمَلاَنِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُوَلِيْتُ وَإِلاَّفَلاَ تُكَلِّمَانِى فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا

نہیں کی) تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اسے اپنے لیے مخصوص نہیں فرمایا، اور نہ تم پر اپنی ذات ہی کو ترجیح دی تھی۔ آپ نے وہ مال تمہیں دیا اور جو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال پر سال بھر خرچ کرتے تھے اور جو مال باقی بچتا تھا، اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا زندگی بھر یہی معمول رہا۔ پھر جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کا جانشین ہوں اور اس مال کو انہوں نے اپنے قبضے میں کر لیا، اور اسے انہی مصارف میں خرچ کرتے رہے جن میں رسول اللہ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے، اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔ اللہ کی قسم! وہ اپنے طرزِ عمل میں سچے، مخلص، صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر کہ میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں۔ اور اپنی امارت کے دو سال تک اس پر قابض رہا۔ اور اسے انہی مصارف میں خرچ کرتا رہا جن میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرزِ عمل میں سچا، مخلص، صحیح راستہ پر گامزن اور حق کی پیروی کرنے والا تھا۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے آپ دونوں ایک ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ اے عباس! تم میرے پاس آئے تو میں نے تم دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''ہمارا

أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ لَاأَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهُ. (رواه البخاري، ٤٠٣٤)

ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔'' پھر میں نے سوچا کہ وہ جائیداد تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے تمہیں کہا: اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ جائیداد اس شرط پر تمہارے حوالے کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کیے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو پورا کرو گے اور اس میں وہی طرز عمل اختیار کرو گے جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، اور جیسا آغاز خلافت سے میرا ہے۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو مجھ سے اس کے متعلق گفتگو نہ کرو۔ اس وقت تم نے کہا: اس شرط پر جائیداد ہمارے حوالے کر دو تو میں نے اسے تمہارے سپرد کر دیا۔ کیا اب تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور فیصلہ طلب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں، قیامت تک میں اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر تم ان شرائط کو پورا کرنے سے عاجز ہو تو جائیداد مجھے واپس کر دو۔ میں خود اس کا انتظام کروں گا۔'' (بخاری)

٦٣٠٢ــ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَةٍ وَمَا بَقِيَ يَجْعَلُهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (رواه مسلم، ١٧٥٧)

''مالک بن اوس سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بنی نضیر کے مال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیئے۔ اور مسلمانوں نے ان پر گھوڑوں اور اونٹوں سے چڑھائی نہیں کی ایسے مال رسول اللہ ﷺ کے خاص تھے۔ آپ ﷺ اس میں سے اپنے گھر کا خرچ ایک سال کا نکال لیتے اور جو بچ رہتا وہ گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خرید میں صرف ہوتا۔'' (مسلم)

٦٣٠٣ــ وفي رواية: اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا. (رواه البخاري، ٧٣٠٥)

ایک روایت میں ہے: میرے اور ظالم کے درمیان فیصلہ کیجیے! (پھر) دونوں میں سخت کلامی ہوئی۔ (بخاری)

(٦٣٠٢) مسلم: ١٧٥٧۔ بخاری: ٥٣٥٨۔ ترمذی: ١٧١٩۔ نسائی: ٤١٤٨۔ ابوداؤد: ٢٩٦٦۔ احمد: ١٧٨٤.

(٦٣٠٣) بخاری: ٧٣٠٥۔ ترمذی: ١٧١٩۔ نسائی: ٤١٤٨۔ ابوداؤد: ٢٩٦٦۔ احمد: ١٧٨٤.

٦٣٠٤ــــ وَمِنْهَا:اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَذَّابِ الآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ . وَفِيْهِ: قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: قَالَ ﷺ: لاَ نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ فَرَاَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًاغَادِرًا خَائِنًا ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ، تُوُفِّيَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَّا وَلِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَوَلِيٌّ لِاَبِي بَكْرٍ فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَصَادِقٌ بَارٌّ تَابِعٌ لِلْحَقِّ . . . فَوَلَّيْتُهَا . (لمسلم، ١٧٥٧ كتاب الجهاد والسير)

''اس روایت میں یہ بھی ہے: میرے اور اس جھوٹے، گنہگار، دغا باز، چور کا فیصلہ کر دیجئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔تم ان کو جھوٹا گنہگار دغا باز چور سمجھے، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ سچے، نیک، ہدایت پر اور حق کے تابع تھے۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی پھر میں ولی ہوا رسول اللہ ﷺ کا اور ابوبکر کا تم نے مجھ کو جھوٹا، گنہگار، دغا باز، چور سمجھا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں، نیک ہوں، ہدایت پر ہوں، حق کا تابع ہوں۔ میں اس مال کا بھی رہا۔'' (مسلم)

٦٣٠٥ــ وَمِنْهَا: قَالَ أَبُوْدَاوُدَ إِنَّمَا سَأَلاَهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَيِّرَهُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ لاَ أَنَّهُمَا جَهِلاَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَإِنَّهُمَا كَانَا لاَ يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ فَقَالَ عُمَرُ لاَ اُوْقِعُ عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْمِ اَدَعُهُ عَلَى مَا هُوَعَلَيْهِ . (رواه ابوداود، ٢٩٦٣)

''امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات کا سوال یہ تھا کہ اس مال کو باقاعدہ طور پر ان دونوں کے مابین آدھا آدھا کر دیا جائے۔ یہ بات نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے فرمان سے لاعلم تھے، ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے وہ دونوں بھی حق وصواب ہی چاہتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس مال پر تقسیم کا نام نہیں آنے دوں گا، میں اسے ایسے ہی رہنے دوں گا، جیسے کہ یہ ہے۔

٦٣٠٦ـ﴿أ﴾ قُلْتُ ، وَلِلنِّسَائِي: قَالَ مُجَاهِدٌ: الْخُمُسُ الَّذِي لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَرَابَتُهُ لاَ يَاْكُلُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا فَكَانَ لَهُ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِقَرَابَتِهِ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْمَسَاكِيْنِ مِثْلُ ذٰلِكَ

مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خمس جو اللہ تعالیٰ اور اس رسول کے لیے تھا۔ وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا کیونکہ وہ صدقہ نہیں لیتے تھے۔ لہٰذا خمس کا پانچواں حصہ نبی اکرم ﷺ کے لیے تھا اور خمس کا ایک اور پانچواں حصہ آپ کے رشتے داروں کے لیے تھا۔ یتیموں کے

(٦٣٠٤) مسلم: ١٧٥٧.

(٦٣٠٥) ابوداؤد: ٢٩٦٣ـ صحيح، الباني: ٢٥٦٧ـ بخاری: ١٧٣٠٥ـ مسلم: ١٧٥٧ـ ترمذی: ١٧١٩ـ نسائی: ٤١٤٨ـ احمد: ٣٣٨.

(٦٣٠٦) نسائی: ٤١٤٧ـ ضعيف الاسناد، مرسل، البانی: ٢٧٩.

وَلِابْنِ السَّبِيْلِ مِثْلُ ذٰلِكَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ﴾ إِلَى ﴿وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾ . (رواه النسائى، ٤١٤٧)

لیے بھی اس قدر (پانچواں حصہ) تھا۔ مساکین کے لیے بھی (پانچواں حصہ) تھا۔ اور مسافروں کے لیے بھی پانچواں حصہ تھا۔ (نسائی)

(ب) ثُمَّ حُكِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيْثِهِ: ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ هٰذِهِ لِهٰؤُلاَءِ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ هٰذِهِ لِهٰؤُلاَءِ ﴿وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلاَ رِكَابٍ﴾ قَالَ الزُّهْرِيُّ هٰذِهِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً قُرِىً عَرَبِيَّةً فَدَكٍ كَذَا وَكَذَا ف ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْقُرَى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِهِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ وَ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الآيَةُ النَّاسَ فَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا لَهُ فِي هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ أَوْ قَالَ حَظٌّ إِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُوْنَ مِنْ اَرِقَّائِكُمْ لَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ

پھر بیان کیا جاتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے آخر میں فرمایا: ''تم جان لو کہ جو بھی تم غنیمت حاصل کرو۔ اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، رشتے داروں، (اہل بیت) یتیموں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ خمس تو ان کے لیے ہوگیا۔'' بلا شبہ صدقات، فقراء مساکین، صدقات جمع کرنے والے ملازمین، مولفہ قلوب، غلاموں، مقروضوں اور مجاہدین کے لیے ہیں۔ یہ صدقات ان کے لیے ہوں۔ اور جو مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ان سے (بنونضیر) سے عطا فرمایا ہے، اس کے لیے تم نے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین خالص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھی، اسی طرح کچھ عربی بستیاں جیسے فدک وغیرہ بھی آپ کے لیے خاص تھیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو ان بستیوں سے دیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، اہل بیت، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ نیز یہ ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے۔ جن کو ان کے گھر بار سے نکال دیا گیا اور انصار کے جو دارالسلام (مدینہ منورہ) کے رہنے والے ہیں اور مہاجرین کو آمد سے قبل ہی مسلمان ہو چکے تھے اور ان لوگوں کے لیے بھی جو ان کے بعد آئے (یا آئیں گے) یہ آیت تمام مسلمانوں کو شامل ہے کس مسلمان کو باہر نہیں رہنے دیا۔ سب کا اس مال میں حق ہے۔ البتہ غلام جو تمہاری ملکیت ہیں، میں (ان

اللّٰهُ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهُ أَوْ قَالَ حَظُّهُ. (رواه النسائى، ٤١٤٨)

کا کوئی حق نہیں) اور اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ ہر مسلمان کو اس کا حق لازماً مل کے رہے گا۔ (نسائی)

٦٣٠٧ـــ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ جَمَعَ عُمَرُبْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ بَنِى مَرْوَانَ حِيْنَ اسْتَخْلَفَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا يَعُوْدُمِنْهَا عَلَى صَغِيْرِبَنِى هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبَى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِى حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ فَلَمَّا أَنْ وَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِىُّ ﷺ فِى حَيَاتِهِ حَتّٰى مَضَى لِسَبِيْلِهِ فَلَمَّا أَنْ وُلِّىَ عُمَرُ عَمِلَ فِيْهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلاَ حَتّٰى مَضَى لِسَبِيْلِهِ ثُمَّ اَقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ قَالَ عُمَرُ يَعْنِى ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ لَيْسَ لِى بِحَقٍّ وَأَنَا أُشْهِدُ كُمْ أَنِّى قَدْ رَدَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ يَعْنِى عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه أبوداود، ٢٩٧٢)

''مغیرہ ابن حکیم صنعانی سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا، اور کہا: اراضی فدک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں، آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے۔ بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے احسان فرماتے اور بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے۔ (وفات پا گئے) پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ بھی اپنی راہ چلے گئے (ان کی وفات ہوگئی)۔ پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے قبضے میں آئی تو آپ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سوچا کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہیں دی ہے تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔''

٦٣٠٨ـــ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ ذَكَرَعُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْئَ فَقَالَ

''مالک بن اوس بن حدثان کا بیان ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مال فئی کا تم سے زیادہ نہ میں حقدار ہوں اور نہ ہی کوئی ہم

(٦٣٠٧) ابوداؤد: ٢٩٧٢.

(٦٣٠٨) ابوداؤد: ٢٩٥٠۔ حسن موقوف، البانى: ٢٥٥٧.

مَـا أَنَـا بِأَحَقَّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا اَحَدٌمِنَّا بِـأَحَـقَّ بِـهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أَنَّا عَلَى مَنَازِلِنَامِنْ كِتَـابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـالـرَّجُلُ وَقِدَمُهُ وَالرَّجُلُ وَبَلاؤُهُ وَالرَّجُلُ وَعِيَـالُـهُ وَالـرَّجُـلُ وَحَـاجَتُـهُ . (رواه أبوداود، ٢٩٥٠)

میں سے کسی دوسرے سے زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اپنے اپنے مقام پر ہیں، اور اس کے رسول کی تقسیم کے مطابق ہیں۔ ایک آدمی کی وجہ ترجیح اسلام میں سبقت ہے۔ ایک مرد کی ترجیح اسلام کی خاطر مصائب برداشت کرنا ہے۔ اور ایک آدمی اور اس کا عیال ہے اس وجہ سے ترجیح ہے۔ ایک شخص اور اس کی ضرورت ہے، اس کی وجہ سے ترجیح ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٣٠٩۔ عَـنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه قَالَ كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الاَوَّلِيْنَ اَرْبَعَةَ آلافٍ فِـي اَرْبَـعَةٍ وَفَرَضَ لِإِبْنِ عُمَرَ ثَـلاثَةَ آلافٍ فَـقَـالَ إِنَّـمَـا هَاجَرَبِهِ اَبَوَاهُ يَقُوْلُ لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ . (رواه البخاری٣٩١٢)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے مہاجرین کے چار ہزار وظیفہ مقرر کیا، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے تین ہزار مقرر کر دیا تو ان کو کہا گیا کہ وہ بھی مہاجرین سے ہے آپ اس کو چار ہزار سے کم کیوں دیتے ہیں؟ تو فرمایا: اس کے والدین نے ہجرت کی ہے۔ اس نے بذاتِ خود ہجرت نہیں کی۔''

٦٣١٠۔ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ آلافٍ خَـمْسَةَ آلافٍ وَقَـالَ عُـمَرُ لَأُ فَضِّلَنَّهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ . (رواه البخاری، ٤٠٢٢)

''قیس بن ابی حازم نے کہا: بدریوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کو بعد والوں پر ترجیح دوں گا۔'' (بخاری)

٦٣١١۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِـمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُـرُوْهُ فِـي الْمَسْجِدِ وَكَانَ أَكْثَرُمَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الصَّلاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلاةَ جَـاءَ فَـجَـلَـسَ إِلَيْـهِ فَـمَاكَانَ يَرَى اَحَدًا إِلَّاَاَعْـطَـاهُ إِذْجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بحرین سے بہت زیادہ مال آیا۔ آپ نے اسے مسجد میں پھیلانے کا حکم دیا۔ نماز کے لیے نکلے مال کی طرف دیکھا تک نہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر اس کے پاس بیٹھ گئے تو جو بھی صحابی نظر آتا، اسے مال میں سے ضرور دیتے۔ اچانک سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا، لہٰذا مجھے بھی

(٦٣٠٩) بخاری: ٣٩١٢.
(٦٣١٠) بخاری: ٤٠٢٢.
(٦٣١١) بخاری تعليقًا.

اللّٰہِ أَعْطِنِی فَإِنِّی فَادَیْتُ نَفْسِي وَفَادَیْتُ عَقِیْلًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ فَحَثَا فِی ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ یُقِلُّهُ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اؤْمُرْ بَعْضَهُمْ یَرْفَعْهُ إِلَیَّ قَالَ لاَ قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ قَالَ لاَ فَنَثَرَمِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ یُقِلُّهُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اؤْمُرْبَعْضَهُمْ یَرْفَعْهُ عَلَیَّ قَالَ لاَ قَالَ فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَیَّ قَالَ لاَ فَنَثَرَمِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَی کَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَازَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ حَتّٰی خَفِیَ عَلَیْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَثَمَّ مِنْهَا دِرْهَمٌ(للبخاری تعلیقا)

مال دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے لو! چنانچہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ لپیں بھر بھر کر کپڑے میں ڈالتے رہے، پھر کم کیا لیکن اٹھا پھر بھی نہ سکے۔ کہا: یارسول اللہ ﷺ! کسی کو حکم دیں کہ مجھے یہ اٹھوادے۔ فرمایا: نہیں۔ کہا: آپ خود ہی اٹھوادیں۔ فرمایا: ہرگز نہیں! سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کپڑے سے مال کو پھر کم کرنا شروع ہوگئے۔ بعد میں پھر اٹھانا چاہا نہ اٹھایا گیا۔ پھر یہی بات کی تو آنحضرت ﷺ نے انکار کر دیا۔ انھوں نے پھر کپڑے سے مال نکالا، گٹھڑی اٹھا کر کندھے پر رکھ لی اور چلے گئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ان کی حرص کی وجہ سے جاتے دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت اٹھے جب ایک بھی درہم باقی نہ رہا۔'' (بخاری)

٦٣١٢ــــ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ إِذَا أَتَاهُ الْفَیْءُ قَسَمَهُ فِی یَوْمِهٖ فَأَعْطَی الآهِلَ حَظَّیْنِ وَاَعْطَی الْعَزَبَ حَظًّا. (رواه أبوداود، ٢٩٥٣)

''سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جب مال آتا تو اسی دن اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ شادی شدہ کو دو حصے اور کنوارے کو ایک حصہ دیتے۔'' (ابوداؤد)

٦٣١٣ــ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَخْبَرَهٗ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَامَلَ خَیْبَرَ بِشَطْرِ مَایَخْرُجُ مِنْهَامِنْ ثَمَرٍاَوْ زَرْعٍ فَکَانَ یُعْطِی اَزْوَاجَهٗ مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِیْرٍ فَقَسَمَ عُمَرُ خَیْبَرَ فَخَیَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ اَنْ یُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ یُمْضِیَ لَهُنَّ فَمِنْهُنَّ مَنِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ نے خیبر پیداوار کے نصف پر دیا تھا، کھجور بھی اور زراعت بھی۔ پس اپنی ازواج کو ہر سال سو وسق اجناس دیتے تھے اسی وسق کھجور اور بیس وسق جو۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، اور یہود کو جلاوطن کر دیا تو خیبر کو حقداروں پر تقسیم کر دیا۔ اور ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ ان کو پانی اور زمین تقسیم کر کے دی جائے یا ان کے لیے بدستور سابق وسق دینا جاری رکھا جائیں۔ تو بعض نے زمین اور پانی اختیار کیا

(٦٣١٢) ابوداؤد: ٢٩٥٣۔ صحیح، البانی: ٢٥٦٠۔ احمد: ١٣٤٨٤.

(٦٣١٣) بخاری: ٢٣٢٨۔ ترمذی: ١٣٨٣۔ نسائی: ٣٨٧٢۔ ابوداؤد: ٣٤٠٩۔ ابن ماجه: ٢٤٦٧۔ احمد: ١٦٨٣٦۔ مؤطا: ١٤١٥.

اخْتَـارَ الاَرْضَ وَمِـنْهُـنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ وَكَـانَـتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الْاَرْضَ . (رواه البخاری، ٢٣٢٨)

اور ان میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ اور دوسری بعض نے وسق ہی اختیار کیا۔'' (بخاری)

السبق والرمی وذكر الخيل

مسابقت، تیراندازی اور گھوڑوں کا بیان

٦٣١٤ــ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لاَسَبَـقَ إِلاَّ فِـی نَـصْـلٍ اَوْخُفٍّ اَوْ حَافِرٍ . (رواه الترمذی، ١٧٠٠)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں ہے مسابقت مگر اونٹوں کی دوڑ میں، گھوڑوں کی دوڑ میں، اور نیزہ بازی میں۔'' (ترمذی)

٦٣١٥ــ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَبَقَ بَیْـنَ الْـخَیْـلِ وَفَـضَّـلَ الْـقُرَّحَ فِی الْغَایَةِ . (رواه رواه ابوداود، ٢٥٧٧)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے گھوڑے دوڑانے میں مسابقت کرائی۔ اور آخری حد میں پانچویں سال کی عمر کو پہنچنے والے گھوڑے کو ترجیح دی۔'' (ابوداؤد)

٦٣١٦ــ عَـنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَیْنَ الْخَیْلِ وَجَعَلَ بَیْنَهُا سَبْقًا وَجَعَلَ فِیْهَا مُحَلِّلاً . (رواه الطبرانی فی الأوسط)

''سیدنا عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان مسابقت بھی کرائی اور ان کے درمیان محلل (حلال کرنے والا) بھی مقرر کیا۔'' (اوسط)

٦٣١٧ــ عَـنِ اَبِـیْ لَبِیْدٍ لُمَازَةَ بْنِ زَبَّارٍ قَالَ اُرْسِلَتِ الْخَیْلُ زَمَنَ الْحَجَّاجِ فَقُلْنَا لَوْ اَتَیْنَا الرِّهَانَ قَالَ فَأَتَیْنَاهُ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ اَتَیْنَا إِلَی اَنَسِ بْـنِ مَـالِكٍ فَسَـأَلْنَاهُ هَلْ كُنْتُمْ تُرَاهِنُوْنَ فِی عَهْـدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ فَـاَتَیْنَاهُ فَسَـأَلْنَاهُ

''ابولبید لمازہ بن زبار نے کہا: حجاج کے زمانے میں گھوڑوں کی دوڑ کا مقابلہ ہوا تو ہم نے شرط لگائی۔ پھر ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی ﷺ دوڑ لگانے پر شرط لگاتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں، بخدا! آپ ﷺ نے گھوڑا دوڑانے پر شرط لگائی۔ اس گھوڑے کو سبحہ کہا جاتا تھا۔ وہ سب سے آگے نکل گیا تو اس

(٦٣١٤) ترمذی: ١٧٠٠۔ صحیح، البانی: ١٣٩٠۔ ابوداؤد: ٢٥٧٤۔ ابن ماجه: ٢٨٧٨۔ احمد: ٩٧٨٨.

(٦٣١٥) ابوداؤد: ٢٥٧٧۔ صحیح، البانی: ٢٢٤٧٧۔ بخاری: ٧٣٣٦۔ مسلم: ١٨٧٠۔ ترمذی: ١٦٩٩۔ نسائی: ٣٥٨٤۔ ابن ماجه: ٢٨٧٧۔ احمد: ٤٥٨٠۔ مؤطا: ١٠١٧۔ دارمی: ٢٤٢٩.

(٦٣١٦) طبرانی اوسط، ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٩٣٥٦.

(٦٣١٧) احمد: ١٢٢١٦۔ طبرانی اوسط، الا انه قال فاتیناه وهو فی قصره بالزاویة فسالناه یا ابا حمزة اكنتم تراهنون علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم، او كان رسول الله یراهن؟ قال: نعم، والله! لقد راهن علی فرس، یقال له: سجة فسبق الناس فهمش لذالك واعجبه ورجال احمد ثقات، دارمی: ٢٤٣٠.

فَقَالَ نَعَمْ لَقَدْ رَاهَنَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ سُبْحَةُ فَسَبَقَ النَّاسَ فَهَشَّ لِذٰلِكَ وَاَعْجَبَهُ. (رواه أحمد، ١٢٢١٦)

سے آپ ﷺ کو خوشی ہوئی۔ اور اس کو آپ ﷺ نے پسند کیا۔'' (احمد)

٦٣١٨ـــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ اَجْرَى النَّبِيُّ ﷺ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرَى مَالَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِي بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيمَنْ اَجْرَى قَالَ عَبْدُاللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ. (رواه البخاري، ٢٨٦٨)

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دوڑ لگانے کا حکم دیا وہ گھوڑے جن کو دوڑ لگانے کے لیے تیار کیا گیا تھا ان کے لیے مقام حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک حد مقرر کی۔ اور جو تیار نہیں کیے گئے تھے ان کے لیے ثنیۃ الوداع سے بنو زریق کی مسجد تک حد مقرر کی گئی۔ اور میں بھی دوڑ لگانے والوں میں شامل تھا۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا: حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک پانچ یا چھ میل کا فاصلہ ہے۔'' (بخاری)

٦٣١٩ـــ وفي رواية: سِتَّةُ اَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ، وَمِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ مِيْلٌ اَوْ نَحْوُهُ. (رواه البخاري، ٢٨٧٠)

''ایک روایت میں ہے: چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے۔ اور ثنیہ سے مسجد بنو زریق تک ایک میل یا اس کے مثل ہے۔'' (بخاری)

٦٣٢٠ـــ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ يَعْنِي وَهُوَ لاَ يُؤْمَنُ اَنْ يَسْبِقَ فَلَيسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْاُمِنَ اَنْ يَسْبِقَ فَهُوَ قِمَارٌ. (رواه أبوداود، ٢٥٧٩)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو گھوڑوں کی دوڑ میں اپنا گھوڑا داخل کیا، اور اس گھوڑے کا آگے نکل جانا یقینی نہیں تو وہ جوا نہیں ہے۔ اور جس کا آگے بڑھنے کا یقین ہو تو وہ جوا ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٣٢١ـ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی تھی اور

(٦٣١٨) بخاري: ٢٨٦٨ـ مسلم: ١٨٧٠ـ ترمذي: ١٦٩٩ـ نسائي: ٣٥٨٤ـ ابوداؤد: ٢٥٧٧ـ احمد: ٥١٥٩ـ مؤطا: ١٠١٧ـ دارمي: ٢٤٢٩.

(٦٣١٩) بخاري: ٢٨٦٨ـ مسلم: ١٨٧٠ـ ترمذي: ١٦٩٩ـ نسائي: ٣٥٨٤ـ ابوداؤد: ٢٥٧٧ـ احمد: ٥١٥٩ـ مؤطا: ١٠١٧ـ دارمي: ٢٤٢٩.

(٦٣٢٠) ابوداؤد: ٢٥٧٩ـ ضعيف، الباني: ٥٥٤ـ ابن ماجه: ٢٨٧٦ـ احمد: ١٠١٧٩.

(٦٣٢١) بخاري: ٢٨٧٢ـ نسائي: ٣٥٨٨ـ ابوداؤد: ٤٨٠٢ـ احمد: ١٣٢٤٧.

نَـاقَةٌ تُسَـمَّـى الْعَضْبَاءَ لاَ تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْلاَ تَـكَـادَ تُسْبَقُ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُوْدٍ فَسَبَـقَهَـا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهٗ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لاَيَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِـنَ الـدُّنْيَـا اِلاَّ وَضَعَهٗ. (رواه البخاری، ۲۸۷۲)

اس کو عضباء کہا جاتا تھا، اس پر سبقت نہیں لی جاتی تھی۔ پھر ایک اعرابی آیا اور اس کے پاس ایک جوان اونٹ تھا وہ دوڑ لگا کر عضباء پر سبقت لے گیا تو مسلمانوں پر یہ بات شاق گذری یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کی پریشانی پہچان گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا یہ حق ہے کہ دنیا کی جو چیز بھی بلند ہو اس کو وہ پست بھی کرتا ہے۔'' (بخاری)

شـــرح: ......۱۔ ثابت ہوا کہ انعام مقرر کرنے کی صورت میں دوڑ کا مقابلہ کروانا جائز ہے، بشرطیکہ یہ انعام اس مقابلہ میں حصہ لینے والوں کی طرف سے نہ ہو کسی اور کی طرف سے ہو کہ جو مقابلہ میں اول آئے گا میں اول آنے والے کو اتنا انعام دوں گا۔ اگر یہ مقرر کی ہوئی رقم مقابلہ کرنے والوں کی طرف سے ہوگی اور ہارنے والا اسے ادا کرے گا تو یہ جوا ہے جو کہ حرام ہے۔

۲۔ اس میں جہاد پر ترغیب دلائی گئی ہے اور جنگی مشقوں پر زور دیا گیا ہے اس پر انعام لینے کی اجازت دی ہے تاکہ اسلام سربلند ہو۔

یہاں بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف ان تین چیزوں گھوڑے دوڑانے، اونٹ دوڑانے اور تیر بازی کرنے میں ہی مقابلہ ہو۔ ایسا نہیں اس زمانہ میں یہ تینوں چیزیں جنگ کا اہم ترین سامان تھیں، لیکن اب جو جدید اسلحہ اور آلات جنگ اور جدید فضائی، بری اور بحری سواریاں وجود میں آرہی ہیں وہ سب اس میں شامل ہیں۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہوا خلاف شرع کام نہ ہو اور نہ ہی ذکر الٰہی، نماز وغیرہ سے غفلت ہو ان خرابیوں سے جو بھی کھیل پاک ہوگا اور صحت افزا ہو اس کی اجازت ہے اور کھیل میں شرکت کرنے والوں نے ہار جیت کی صورت میں آپس میں کسی قسم کی مقرر رقم دینے کی شرط نہ لگائی ہو اگر لگائی ہوگی تو یہ کھیل خواہ کتنا اچھا ہوگا حلال نہیں، بلکہ امام وقت یا تیسرا آدمی یہ کہے کہ جو جیتے گا میں اسے اتنا انعام دوں گا یہ کھیل جائز ہے۔ پرندوں، کبوتروں کی دوڑ لگا کر اور مرغوں کو لڑا کر یا بکروں اور سانڈوں کو بھڑا کر انعام لیا جائے تو یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح مکہ بازی جسے باکسنگ کہتے ہیں اس کی ایکسرسائز بھی جائز نہیں کیونکہ اس سے فریق مخالف کو اذیت پہنچتی ہے، جسم اپاہج ہو جاتا ہے، قرآن کہتا ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة: ۱۹۵)

''خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو!''

اسی طرح بیل لڑانا اور دیگر جانور لڑانا بھی منع ہے یہ ہلاکت ہے۔

۴۔ شطرنج بھی ناجائز ہے، آج کل ٹینک، بکتر بند گاڑیاں چلانے، بندوق اور توپ اور جدید جنگی ہتھیاروں کو

چلانے کی تربیت حاصل کرنا قابل ستائش تحصیل ہے کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ﴾

(الانفال: ٦٠)

''اور مقدور بھر گھوڑے کے باندھ کر تیاری کروتا کہ تم اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراؤ۔''

اس دور میں یہ جدید آلات جنگ کی مشق بھی اس آیہ مبارکہ میں شامل ہے۔

(۵) ضمار والے وہ گھوڑے ہیں، جنہیں چارہ ڈالا جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ موٹے تازے ہو جاتے ہیں پھر اندازے کے مطابق ان کی خوراک میں کمی کی جاتی ہے اور ان پر جل ڈال دی جاتی ہے انہیں پسینہ آتا ہے، جب پسینہ خشک ہوتا ہے تو ان کا گوشت مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہ چالیس دن تک کیا جاتا ہے، اس طرح گھوڑے کی دوڑ تیز ہو جاتی ہے۔

اضمار والے گھوڑوں کی دوڑ اضمار والوں سے ہی لگائی جائے۔ غیر اضمار والوں سے نہ لگائی جائے۔ یہ یاد رہے گھوڑوں کی دوڑ پر جوا لگانا حرام ہے۔

٦۔ گھوڑوں کی دوڑ کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی قوت و طاقت کا صحیح اندازہ ہو اگر تیسرے داخل کیے گئے گھوڑے کے متعلق پہلے ہی پتہ ہو کہ یہ قوت وطاقت میں بڑھ کر ہے اور یہ آگے نکل جائے گا تو پھر امتحان کا مقصد باقی نہیں رہتا۔ اس لیے اگر وہ انعام لیتا ہے تو اسے جوا قرار دیا گیا ہے۔ اگر ویسے ہی دوڑ میں حصہ لیا ہو تو پھر تیسرے گھوڑے کے داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے آگے نکل جانے کا یقین نہ ہو تو پھر اگر وہ اول آتا ہے تو انعام کا مستحق ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/۱۴۷)

۷۔ نبی اکرم ﷺ کی اونٹنی والی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اونٹ سواری کے لیے بھی اور دوڑ لگانے کے لیے رکھنا جائز ہے۔ شارح کہتا ہے بشرطیکہ دوڑ پر جوا نہ لگایا جائے، جیسا کہ آج کل معصوم بچے خرید کر اونٹوں پر باندھتے ہیں وہ روتے ہیں تو اونٹ تیز دوڑتے ہیں یہ نہایت ہی ظالمانہ کھیل ہے جو کہ حرام ہے اس میں دنیا میں زہد و بے رغبتی کی بھی تلقین ہے کہ یہاں کی ہر چیز سوائے دین کے بلند ہو کر پست ہوتی ہے۔ اس میں تواضع کا سبق ہے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی جھلک بھی نظر آتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں پیارے پیغمبر ﷺ کی جو عظمت تھی اس کا بھی پتہ چلتا ہے۔ (فتح الباری: ۵/۷۴)

٦٣٢٢ــ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَّاسَةَ أَنَّ فُقَيْمًا اللَّخْمِيَّ قَالَ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ تَخْتَلِفُ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْغَرَضَيْنِ وَأَنْتَ كَبِيْرٌ يَشُقُّ

عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے کہ فقیم اللخمی نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، کیا تو بوڑھا ہو کر بھی یہ مشقت اپنے اوپر جاری رکھے ہوئے ہے کہ ان مقررہ دو حدود کے درمیان آتا جاتا

(٦٣٢٢) مسلم: ١٩١٩ـ نسائی: ٣٥٧٨ـ ابوداؤد: ٢٥١٣ـ ابن ماجه: ٢٨١٤ـ احمد: ١٦٨٨٤ـ دارمی: ٢٤٠٥.

عَـلَيْكَ قَـالَ عُـقْبَةُ لَـوْ لاَ كَلاَمٌ سَمِعْتُـهُ مِنْ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَـمْ أُعَـانِيْـهِ قَالَ الْحَارِثُ فَـقُـلْتُ لِإِبْنِ شَمَاسَةَ وَمَا ذَاكَ قَالَ إِنَّهُ قَالَ مَـنْ عَـلِـمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصَى . (رواه مسلم ‘١٩١٩)

رہتا ہے؟ اس نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہ سنا ہوتا تو میں اس کا معائنہ کرنے نہ جایا کرتا۔ میں نے کہا: وہ آپ ﷺ کا ارشاد کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرمایا: جس نے تیر اندازی کا فن سیکھا، پھر اس کو ترک کر دیا تو وہ میرا نہیں ہے، یا فرمایا: اس نے نافرمانی کی ہے۔(مسلم)

٦٣٢٣ـ عَـنْ عُـقْبَةَ بْنُ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ يَـقُـوْلُ إِنَّ الـلّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَـدْخُـلُ بِـالسَّهْـمِ الْـوَاحِدِ ثَلاَثَةَ نَفَرِالْجَنَّةَ صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَمُنْبِلَهُ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَأَنْ تَرْمُوْا أَحَبُّ إِلَـى مَنْ أَنْ تَرْكَبُوْا لَيْسَ مِنَ اللَّهْوِإِلاَّثَلاَثٌ تَـأْدِيْـبُ الـرَّجُـلِ فَـرَسَـهُ وَمُلاَعَبَتَهُ أَهْلَـهُ وَرَمْيُـهُ بِـقَـوْسِـهِ وَنَبْـلِـهِ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَـعْـدَمَاعَلِمَهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَانِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ كَفَرَهَا . (رواه أبوداود ‘٢٥١٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مرفوع بیان کیا، تحقیق اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ اس کاری گر کو جو اس صنعت کو نیکی سمجھتا ہو تیر مارنے والے کو اور تیر مارنے والے کی مالی امداد کرنے والے کو۔ پس تم تیر اندازی کیا کرو، اور سواری کیا کرو، اور سواری کرنے سے زیادہ تمہاری تیر اندازی مجھے پسند ہے۔ ہر کھیل باطل ہے کوئی کھیل قابل مدح نہیں ہے مگر تین کھیل۔ مرد کا اپنے گھوڑے کو سکھانا، مرد کا اپنی عورت سے کھیلنا، اور اپنے کمان سے تیر اندازی کرنا۔ یہ کھیل جائز و قابل مدح ہیں۔ اور جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اس سے رغبت ترک کر دی تو اس نے ایک نعمت کو ترک کیا، یا فرمایا: ایک نعمت کی ناشکری کی۔(ابو داؤد)

٦٣٢٤ـ عَنْ سَلَمَةَ بْنُ الأَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَـلَـى نَـفَـرٍ مِنْ اَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَـقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ارْمُـوْ بَـنِي إِسْمَاعِيْلِ فَإِنَّ أَبَـاكُـمْ كَـانَ رَامِيًـا ارْمُوْاوَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَـالَ فَـأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ مَالَكُمْ لاَ تَرْمُوْنَ قَالُوْاكَيْفَ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا گذر ہوا تو بنو اسلم کے چند جوان بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے۔ فرمایا: اے بنو اسماعیل علیہ السلام! تیر اندازی کرو، تمہارا باپ (اسماعیل علیہ السلام) تیر انداز تھا۔ اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں تو ان میں سے دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک دیئے۔ فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ تیر اندازی کرو۔ عرض کیا: ہم کیسے تیر اندازی کریں، جبکہ

(٦٣٢٣) ابوداؤد: ٢٥١٣ـ ضعيف، البانى: ٥٤٠ـ مسلم: ١٩١٩ـ نسائى: ٣٥٧٨ـ ابن ماجه: ٢٨١٤ـ احمد: ١٦٨٨٤ـ دارمى: ١٢٤٠٥.

(٦٣٢٤) بخارى: ٢٨٩٩ـ احمد: ١٦٠٩٣.

نَرْمِی وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِرْمُوْا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلُّكُمْ (للبخاري ٢٨٩٩)

آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری)

شــرح: ......اللہ کی راہ میں تیر کی مشق کرنے والے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ تیراندازی کو قوت قرار دیا ہے۔ اس سے بے رغبتی کرنے والے کو ناشکرا کہا گیا ہے۔ اور ترغیب دلائی گئی ہے کہ اس تیر کی وجہ سے اسے بنانے والا، مجاہد کو پکڑانے والا اور اسے چلانے والا تینوں ثواب حاصل کرتے ہیں، بشرطیکہ نیت نیک ہو۔ (عون المعبود: ۲/۳۲)

نبی اکرم ﷺ نے تیراندازی کے کھیل میں خود عملی حصہ لے کر اس کی اہمیت کو واضح فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث سے حاصل شدہ مسائل سے پردہ کشائی فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کی ۲۸۹۹ حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خاندان کے سب سے بڑے کو باپ کے نام سے پکارنا جائز ہے۔ اور اس میں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ماہر فن کے شرف وفضل کی شہرت کرنا مسنون ہے، بشرطیکہ فن اچھا ہو۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کے حسن اخلاق پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ فن سپاہ گری سے آشنا تھے۔ اور اس میں اس بات کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنے آباء واجداد کے قابل ستائش کارناموں پر عمل پیرا ہونا درست ہے۔

اور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کا ادب کرتے تھے اس کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ایک وضاحت: نبی اکرم ﷺ جب بنو ادرع، قبیلہ کے ساتھ تیر اندازی کے لیے کھڑے ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل تو آپ کی مہر ووفا اور محبت کے مرکز تھے اس لیے ادباً انہوں نے جو دوسری جانب تھے تیر روک لیے، اس کے علاوہ یہ بھی معاملہ تھا، انہیں یقین تھا جدھر رسول اکرم ﷺ ہوں گے وہ جانب ضرور غالب آئے گی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وجہ سے بھی رک گئے تھے۔ (فتح الباری: ۶/۹۲)

٦٣٢٥ـ عَنْ اَبِيْ وَهْبِ الْجُشَمِيِّ وَكَانَتْ لَـهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِكُلِّ كُمَيْتٍ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَشْقَرَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ أَوْ أَدْهَمَ أَغَرَّ مُحَجَّلٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُهَاجِرٍ وَسَأَلْتُهُ لِمَ فُضِّلَ الاَشْقَرُ قَالَ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْفَتْحِ صَاحِبَ أَشْقَرَ. (رواه أبو داود ٢٥٤٣)

ابو وہب الجشمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تم اپنے لیے (کمیت) سرخ سیاہی مائل رنگ گھوڑے منتخب کیا کرو، سفید پیشانی اور چار پاؤں سفید ہوں، یا سرخ زرد رنگ جس کی پیشانی اور چار پاؤں سفید ہوں۔ ابن شبیب سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ نے (اشقر) سرخ زرد رنگ کو پسند کس بنا پر کیا؟ اس نے کہا: نبی ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا تھا، اور فتح کا مژدہ لے کر آنے والا شخص اشقر گھوڑے پر سوار تھا۔ (ابو داود)

(٦٣٢٥) ابوداؤد: ٢٥٤٣ـ ضعيف، البانی: ٥٤٨ـ نسائی: ٣٥٦٥ـ احمد: ١٨٥٥٣.

٦٣٢٦ـــ وفـي رواية: ارْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَأَعْجَازِهَا اَوْ قَالَ اَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الأَوْتَارَ. (رواه أبوداود، ٢٥٥٣)

''ایک روایت میں ہے: گھوڑوں کو باندھ کر تیار رکھو۔ ان کی پیشانی اور پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرو۔ اور گلے میں قندی کی بجائے قلادہ ڈالو۔'' (ابوداؤد)

٦٣٢٧ـ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَيْرُ الْخَيْلِ الأَدْهَمُ الاَقْرَحُ الأَرْثَمُ ثُمَّ الاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلْقُ الْيَمِيْنِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ اَدْهَمُ فَكُمَيْتٌ عَلَى هٰذِهِ الشِّيَةِ. (رواه الترمذى، ١٦٩٦)

''سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھوڑا پانچ سالہ، رنگ سیاہ، ناک پر سفید داغ والا ہے۔ پھر پانچ سالہ، سفید پیشانی، سفید پاؤں والا کھلے اعضاء والا ہے۔ اگر سیاہ نہ ہوتو سرخ سیاہی مائل رنگ کا اور اسی نشان کا ہو اور دیگر نشان بھی ہوں۔'' (ترمذی)

٦٣٢٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُمْنُ الْخَيْلِ فِي شُقْرِهَا. (رواه أبوداود، ٢٥٤٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: گھوڑے کی برکت اس کے سرخ رنگ میں ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٣٢٩ـــ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّوْنَ الْفُحُوْلَةَ مِنَ الْخَيْلِ وَيَقُوْلُوْنَ: هِيَ أَحْسَنُ وَاَجْرَى. وَعَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ مِثْلُهٗ. (رواه رزين)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: سلف صالحین نر گھوڑے کو زیادہ پسند کرتے۔ اور کہتے: وہ دوڑ لگانے میں زیادہ بہتر ہے۔ اور راشد بن سعید سے اس کی مثل روایت ہے۔'' (رزین)

٦٣٣٠ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ مِنَ الْخَيْلِ وَالشِّكَالُ أَنْ يَكُوْنَ الْفَرَسُ فِي رِجْلِهِ الْيُمْنَى بَيَاضٌ وَفِي يَدِهِ الْيُسْرَى أَوْ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَرِجْلِهِ الْيُسْرَى. (رواه مسلم، ١٨٧٥)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ گھوڑے کے شکال کو ناپسند کرتے تھے۔ اور شکال یہ ہے کہ گھوڑے کے پچھلے دائیں پاؤں میں اور اگلے بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو، یا اگلے دائیں ہاتھ اور پچھلے بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔'' (مسلم)

(٦٣٢٦) ابوداؤد: ٢٥٥٣ـ حسن، البانی: ٢٢٢٦ـ نسائی: ٣٥٦٥ـ احمد: ١٨٥٥٣.

(٦٣٢٧) ترمذی: ١٦٩٦ـ صحیح، البانی: ١٣٨٧ـ ابن ماجه: ٢٧٨٩ـ احمد: ٢٢٠٥٥ـ دارمی: ٢٤٢٨.

(٦٣٢٨) ابوداؤد: ٢٥٤٥ـ حسن، البانی: ٢٢١٨ـ ترمذی: ١٦٩٥ـ احمد: ٢٤٥٠.

(٦٣٢٩) رزین.

(٦٣٣٠) مسلم: ١٨٧٥ـ ترمذی: ١٦٩٨ـ نسائی: ٣٥٦٧ـ ابوداؤد: ٢٥٤٧ـ ابن ماجه: ٢٧٩٠ـ احمد: ٩٨٠٤ـ دارمی: ٢٢٣.

٦٣٣١۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ كَـرِهَ الشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: الشِّكَالُ مِنَ الْخَيْلِ أَنْ تَكُوْنَ ثَلاثُ قَوَائِمِ مُحَجَّلَةً وَوَاحِدَةٌ مُطْلَقَةً أَوْ تَكُوْنَ الثَّلاثَةُ مُطْلَقَةً وَرِجْلٌ مُحَجَّلَةً وَلَيْسَ يَكُوْنُ الشِّكَالُ اِلَّا فِي رِجْلٍ وَلَا يَكُوْنُ فِي الْيَدِ . (رواه النسائی ، ٣٥٦٧)

''سیدنا ابو ہریرۃ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شکال گھوڑے کو ناپسند کرتے تھے۔ ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں: شکال یہ ہے کہ کوئی سے تین پاؤں سفید ہوں، اور ایک بدن کے رنگ کے موافق ہو۔ یا تین پاؤں جسم کے رنگ کے مشابہ ہوں، اور ایک پاؤں سفید ہو۔ اور شکال گھوڑے کے پاؤں میں ہوتا ہے، ہاتھ میں نہیں ہوتا۔'' (نسائی)

شرح: ......ان میں جن گھوڑوں کی تعریف کی گئی ہے وہ مبارک ثابت ہوئے ہیں اور جنہیں ناپسند کیا گیا ہے وہ دوڑ میں اتنے اچھے ثابت نہیں ہوئے اس لیے ان کی کراہت بیان ہوئی ہے۔

ایک مکروہ وہ ہوتا ہے کہ فلاں کام مکروہ ہے یہ وہ نہیں، انہیں استعمال کرنا تو جائز ہے مگر ان گھوڑوں کی کارکردگی اتنی عمدہ نہیں۔ (عون المعبود: ٢/ ٣٢٨)

٦٣٣٢۔ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . (رواه البخاری ، ٣١١٩)

''سیدنا عروہ بارقی ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی، اجر اور غنیمت تا قیامت رکھ دی گئی ہے۔'' (بخاری)

٦٣٣٣۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لاَ تَقُصُّوْا نَوَاصِيَ الْخَيْلِ وَلاَ مَعَارِفَهَا وَلاَ أَذْنَابَهَا فَإِنَّ أَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا وَمَعَارِفُهَادِفَاؤُهَا وَنَوَاصِيْهَا مَعْقُوْدٌ فِيْهَا الْخَيْرُ . (رواه أبوداود ، ٢٥٤٢)

''سیدنا عتبہ بن عبدالسلمی ﷛ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور ان کی دم کے بال نہ کاٹا کرو۔ دم کے بال مکھیاں اڑاتے ہیں، گردن کے بال ان کو گرم رکھتے ہیں، اور ان کی پیشانی کے بالوں میں تا قیامت بھلائی رکھی گئی ہے۔'' (ابوداود)

(٦٣٣١) نسائی: ٣٥٦٧۔ صحیح، البانی: ٣٣٣٧۔ مسلم: ١٨٧٥۔ ترمذی: ١٦٩٨۔ ابوداؤد: ٢٥٤٧۔ ابن ماجه: ٢٧٩٠۔ احمد: ٩٨٠٤.

(٦٣٣٢) بخاری: ٣١١٩۔ مسلم: ١٨٧٣۔ ترمذی: ١٦٩٤۔ نسائی: ٣٥٧٦۔ ابوداؤد: ٣٣٨٤۔ ابن ماجه: ٢٧٨٦۔ احمد: ١٨٨٦٩۔ دارمی: ٢٤٢٦.

(٦٣٣٣) ابوداؤد: ٢٥٤٢۔ صحیح، البانی: ٢٢١٧۔ احمد: ١٧١٩١.

٦٣٣٤ـــ عَـنْ اَبِـیْ كَبْشَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: عَـنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْخَيْلُ مَـعْـقُـوْدٌ فِـی نَـوَاصِيْهَــا الْـخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْـلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا، وَالْمُنْفِقُ عَـلَيْهَـا كَـالْبَـاسِـطِ يَـدَهُ بِالصَّدَقَةِ. (رواه الطبرانی فی الكبير)

''سیدنا ابو کبشہ رضی اللہ عنہ جو کہ صحابی رسول ہیں سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں تا قیامت بھلائی رکھ دی گئی ہے، اور مالکوں کا ان پر تعاون کیا جاتا ہے۔ نیز گھوڑے پر خرچ کرنے والا صدقہ وخیرات کرنے والے کی مانند ہے۔'' (الکبیر)

٦٣٣٥ـــ زَادَ مِـنْ طَـرِيْـقٍ آخَرَ فِی آخِرِهِ: وَأَبْـوَالُهَـا وَأَرْوَاثُهَـا لِأَهْـلِـهَا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْـقِيَامَةِ مِنْ مِسْكِ الْجَنَّةِ. (رواه الطبرانی فی الكبير، ١٨٨١٧)

''ایک دوسری سند کے آخر میں یہ اضافہ ہے: اور گھوڑے کا بول اور اس کی مینگنیں قیامت کے دن اللہ کے پاس مالک کے لیے جنت کی کستوری کی مانند ہوں گی۔'' (الکبیر)

٦٣٣٦ـــ عَـنْ يَـحْـیَ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رُئِیَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهٖ بِرِدَائِهٖ فَسُـئِـلَ عَـنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّی عُوْتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِی الْخَيْلِ. (رواه مالك، ١٠١٩)

''یحییٰ بن سعید نے کہا: نبی ﷺ کو اپنے گھوڑے کے چہرے کو اپنی چادر سے صاف کرتے دیکھا گیا تو آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی وجہ سے رات کو مجھے تنبیہ کی گئی ہے۔'' (مالک)

شــرح: ......ان میں گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں کو خیر کا مرکز قرار دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ سب سے نمایاں حصہ ہے، اور گھوڑے جب دین کی سربلندی کے لیے میدانِ کارزار میں اتر رہے ہوتے ہیں تو پیشانی سب سے پہلے آگے بڑھ رہی ہوتی ہے، اس لیے اسے خیر کے نزول کا مرکز قرار دیا ہے۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ بھی کہا جاتا ہے اگر نحوست ہے تو گھوڑے میں ہے، تو زیر شرح حدیث میں اسے سراپائے خیر قرار دیا گیا ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ نحوست ان گھوڑوں میں ہوسکتی ہے جو جہاد کے لیے نہ ہوں یہ جہاد والوں کے لیے ہے کہ ان کی پیشانیوں میں خیر ہے۔

اس سے یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ وہ مال جو گھوڑوں پر صرف کیا جائے بشرطیکہ گھوڑے جہاد کے لیے ہوں، نمود ونمائش

(٦٣٣٤) طبرانی كبير ورجاله ثقات، هيثمی: ٩٣٢٨.

(٦٣٣٥) طبرانی كبير: ١٨٨١٧ـ طبرانی اوسط وفيه من لم اعرفه، هيثمی: ٩٣٣٠.

(٦٣٣٦) مؤطا: ١٠١٩.

اور فخر و ریاء کاری کے لیے نہ ہوں تو یہ مال بھی خیر ہے۔ اس میں یہ ترغیب دی گئی ہے کہ جہاد گھوڑوں پر کیا جائے تو بہتر ہے، آج کل جدید آلات ان کی جگہ سراپائے خیر بن جائیں گے۔ ان میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بھی بیان ہوا ہے، کہ اسلام اور اہل اسلام قیامت تک باقی رہیں گے۔ (فتح الباری:٦/٥٦)

٦٣٣٧۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ. (رواه النسائی، ٣٥٦٤)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: عورتوں کے سوا کوئی چیز گھوڑوں سے زیادہ مرغوب نبی ﷺ کو نہیں تھی۔'' (نسائی)

٦٣٣٨۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ فَرَسٍ عَرَبِيٍّ اِلَّا يُؤذَنُ لَهٗ عِنْدَ كُلِّ سَحَرٍ بِدَعْوَتَيْنِ اَللّٰهُمَّ خَوَّلْتَنِیْ مَنْ خَوَّلْتَنِیْ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ وَجَعَلْتَنِیْ لَهٗ فَاجْعَلْنِیْ اَحَبَّ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ اِلَيْهِ اَوْ مِنْ اَحَبَّ مَالِهٖ وَاَهْلِهٖ اِلَيْهِ. (رواه النسائی، ٣٥٧٩)

''سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر عربی گھوڑے کو ہر سحری کے وقت دو دعائیں کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اے اللہ! تو نے جس بنی آدم کے حوالے مجھے کر دیا ہے اس کے نزدیک مجھے اس کے اہل و مال میں پسندیدہ بھی کر دے، یا اس کے اہل و مال سے مجھے اس کے نزدیک زیادہ محبوب بنا دے۔'' (نسائی)

٦٣٣٩۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَمِّى الْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَسًا. (رواه أبوداود، ٢٥٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مادہ گھوڑوں کو بھی فرس (گھوڑا) کہتے تھے۔ (ابوداؤد)

٦٣٤٠۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فِى حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللُّخَيْفَ. (رواه البخاری، ٢٨٥٥)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے ایک احاطے میں نبی ﷺ کا گھوڑا تھا جسے لحیف کہا جاتا تھا۔ دوسری ایک روایت میں ہے: اس کو لخیف خاء کے ساتھ کہا جاتا تھا۔

شرح: ...... ثابت ہوا گھوڑے وغیرہ کا خاص نام رکھا جا سکتا ہے، جو اسے دوسروں سے ممتاز کرے۔ لخیف گھوڑا نبی ﷺ کو ربیعہ بن ابی البراء مالک بن عامر نے ہدیہ دیا تھا۔ دوسرا قول ہے: فروہ بن عمرو نے تحفہ میں دیا تھا۔ (فتح الباری:٦/٥٩)

(٦٣٣٧) نسائی: ٣٥٦٤۔ ضعیف، البانی: ٢٣٢.

(٦٣٣٨) نسائی: ٣٥٧٩۔ صحیح، البانی: ٣٣٤٦.

(٦٣٣٩) ابوداؤد: ٢٥٤٦۔ صحیح، البانی: ٢٢١٩.

(٦٣٤٠)

٦٣٤١ـ عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ ﷺ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ . (رواه أبوداود، ٢٥٦٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو تحفہ میں خچر پیش کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر ہم بھی گھوڑی پر گدھا چھوڑیں تو ہمارے بھی اس جیسے خچر پیدا ہوں۔ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایسے کام وہ لوگ کرتے ہیں جو حقیقی علم سے ناواقف ہیں۔ (ابوداود)

شـــرح: ...... خچر پیدا کرنے کے لیے گھوڑی کی گدھے سے جفتی کروائی جاتی ہے تو پھر پیدا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ایسا بے علم لوگ کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ خچر بنانا ناجائز ہے اگر ناجائز ہوتا تو آپ سواری نہ فرماتے۔ قرآن پاک بھی اسے اچھا قرار دے رہا ہے۔

﴿وَ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً﴾ (النحل: ٨)

''اس نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا کیے تا کہ تم ان پر سوار ہو اور انہیں زینت بنایا۔''

مطلب یہ تھا اس طرح گھوڑے کم پڑ جائیں گے اور خچر بڑھ جائیں جبکہ گھوڑے خچر کی بہ نسبت زیادہ مفید ہیں۔ آپ نے چاہا کہ زیادہ مفید چیز سے مطلع کر دیں۔ (عون المعبود: ٣٣٢/٢)

٦٣٤٢ـ عَنْ سُوَيْدِبْنِ هُبَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خَيْرُ مَالِ الْمَرْءِ لَهُ مُهْرَةٌ مَأْمُوْرَةٌ أَوْ سِكَّةٌ مَابُوْرَةٌ. (رواه أحمد '١٥٤١٨)

سیدنا سوید بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بہترین مال مطیع گھوڑا ہے، یا وہ سانچہ ہے جس کو پورے اہتمام سے تیار کیا گیا ہو۔ (احمد)

٦٣٤٣ـ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الأَنْمَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مِنْ أَطْرَقَ فَعَقَّتْ لَهُ الْفَرَسُ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَبْعِيْنَ فَرَسًا حُمِلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . (رواه أحمد '١٧٥٧١ والكبير)

سیدنا ابو کبشہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے مسلمان کو مادہ جفت کرانے کے لیے گھوڑا دیا، اور اس کا بچہ پیچھے رہا تو گویا اس نے ستر گھوڑے اللہ کی راہ میں دے دیئے۔ اگر نسل نہ رہی تو تب بھی ایک گھوڑا فی سبیل اللہ مجاہد کو دینے کے برابر اجر ہوگا۔ (احمد، الکبیر)

٦٣٤٤ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے: نسل بڑھانے کے لیے

(٦٣٤١) ابوداؤد: ٢٥٦٥ـ صحيح، الباني: ٢٢٣٦ـ النسائي: ٣٥٧٠ـ احمد: ١٣٦٢.

(٦٣٤٢) احمد: ١٥٤١٨ـ طبراني ورجال احمد ثقات، هيثمي: ٩٣٢٠.

(٦٣٤٣) احمد: ١٧٥٧١ـ طبراني كبير الا انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من اطرق فرسه مسلما ففحقب له الفرس كان له كاجر سبعين فرسا عليها في سبيل الله رجالهما ثقات، هيثمي: ٩٣٧٠.

(٦٣٤٤) طبراني كبير، ورجاله ثقات، هيثمي: ٩٣٧١.

تَـعَاطِى النَّاسُ بَيْنَهُمْ قَطُّ أَفْضَلَ مِنَ الطُّرُقِ يَـطْـرُقُ الـرَّجُـلُ فَـرَسَهُ فَيَجْرِىْ لَهُ اَجْرَهُ، وَيَـطْـرُقُ الـرَّجُلُ فَحْلَهُ فَيَجْرِىْ لَهُ اَجْرُهُ. (رواه الطبرانى فى الكبير)

گھوڑا دینے سے زیادہ افضل تعاون لوگوں کے درمیان دوسرا نہیں ہے، پس اس کا اجر بھی جاری رہتا ہے۔ اور اگر خود وہ اپنے نر سے جفتی کراتا ہے تب بھی اجر جاری رہتا ہے۔ (الکبیر)

٦٣٤٥ــ عَـنْ كَثِيْـرِبْـنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفِ الْـمُـزَنِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ يُبَـدَّأُ بِـالْخَيْلِ يَوْمَ وِرْدِهَا . (لأبن ماجة ، ٢٤٨٤ بضعف فى باب قسمة الماء)

سیدنا عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: پانی پلانے کے دن (دوسرے جانوروں سے پہلے پانی پلانے کی) ابتدا گھوڑوں سے کی جائے۔ (ابن ماجہ)

❁❁❁❁

(٦٣٤٥) ابن ماجه: ٢٤٨٤ـ ضعيف جداء البانى: ٥٤٠.

کتاب السیر والمغازی
سیرت ومغازی کا بیان

كرامة اصل النبي ﷺ وقدم نبوته ونسبه وأسماؤه

نبی ﷺ کے آباؤ اجداد کی شرافت، آپ ﷺ کی نبوت کی ابتدا آپ ﷺ کے نسب، ناموں کا بیان

٦٣٤٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ. (رواه البخاري، ٣٥٥٧)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کی بہترین نسل میں پیدا ہوتا رہا، اور ایک کے بعد دوسری پشت میں منتقل ہو کر بہترین نسل میں آیا، اور بہترنسل میں پیدا ہوا۔'' (بخاری)

٦٣٤٧۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كَنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كَنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ. (رواه مسلم، ٢٢٧٦)

''سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام سے کنانہ کو منتخب کیا۔ اور قریش کو کنانہ کی اولاد میں منتخب فرمایا۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا۔ اور بنو ہاشم میں سے میرا انتخاب کیا۔'' (مسلم)

٦٣٤٨۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوْا فَتَذَاكَرُوْا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوْا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الفَرِيْقَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيْلَةٍ ثُمَّ

''سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! قریش جمع ہو کر بیٹھے اور انہوں نے اپنا اپنا نسب بیان کیا، اور آپ ﷺ کی مثال اس کھجور کی مثل بیان کی جو ویران بلند زمین میں پیدا ہوئی ہو۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو مجھے بہتر جنس میں رکھا۔ اور دو فریق جن وانس میں سے بھی بہتر میں رکھا۔ پھر قبائل میں سے بہتر قبیلے میں رکھا۔ پھر خاندان منتخب کیے تو مجھے بہترین خاندان

(٦٣٤٦) بخاری: ٣٥٥٧۔ احمد: ٩١٢٦۔

(٦٣٤٧) مسلم: ٢٢٧٦۔ ترمذی: ٣٦٠٦۔ احمد: ١٦٥٣٨۔

(٦٣٤٨) ترمذی: ٣٦٠٧۔ ضعیف البانی: ١٧٣٨۔ احمد: ١٧٩١۔

تَـخَيَّرَ الْبُيُوْتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِبُيُوْتِهِمْ فَأَنَا خَيْـرُهُـمْ نَـفْسًـاوَخَيْـرُهُـمْ بَيْتًـا . (رواه الترمذي، ٣٦٠٧)

٦٣٤٩ـــ عَـنْ أَبِـيْ أُمَـامَةَ الْبَـاهَلِيِّ قَـالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَمَّابَلَغَ وَلَدُ مَـعَـدِّ بْـنِ عَدْنَانَ أَرْبَعِيْنَ رَجُلاً وَقَعُوْا فِي عَسْـكَـرِ مُـوْسَـى فَـانْتَهَبُوْا، فَدَعَا عَلَيْهِمْ مُوْسَى بْـنُ عِمْرَانَ قَالَ: يَارَبِّ هٰؤُلَاءِ وَلَدُ مَـعْـدِّ قَـدْ أَغَارُوْا عَلَى عَسْكَرِيْ، فَأَوْحَى الـلّٰـهُ إِلَيْـهِ لاتَـدْعُ عَـلَيْهِمْ فَإِنَّ مِنْهُمُ النَّبِيُّ الأُمِّـيُّ النَّذِيْرُ الْبَشِيْرُ يَجِيءُ، وَمِنْهُمُ الْأُمَّةُ الْـمَـرْحُوْمَةُ أُمَّةُ مُحَمَّدٍ الَّذِيْنَ يَرْضَوْنَ مِنَ الـلّٰـهُ بِالْيَسِيْرِمِنَ الرِزْقِ وَيَرْضَى اللّٰهُ مِنْهُمْ بِـالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ فَيُـدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِـقَـوْلِ لاَ إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهَ نَبِيُّهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْـدِالـلّٰـهِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْمُتَوَاضِعُ فِيْ هَيْئَتِهِ الْمُجْتَمَعُ لَـهُ اللُّبُّ فِي سُكُوْتِهِ يَنْطِقُ بِـالْـحِـكْمَةِ وَيَسْتَعْمِلُ الْحِلْمَ اَخْرَجْتُهُ مِنْ خَيْـرِ جِيْـلٍ مِنْ أُمَّتِهِ قُرَيْشًا ثُمَّ أَخْرَجْتُهُ مِنْ هَـاشِمٍ صَفْوَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَهُمْ خَيْرٌ مِنْ خَيْرٍ إِلَـى خَيْـرٍ يَـصِيْـرُ هُوَ وَأُمَّتُـهُ إِلٰـى خَيْـرٍ يَـصِيْـرُوْنَ. (رواه الـطبـراني في الكبير، ٧٦٢٩بضعف)

میں رکھا۔ اوران کے گھروں میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا۔ پس مجھے ان سب سے بہتر شخصیت عطا کی اور بہتر گھر بھی دیا۔'' (ترمذی)

''سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا: جب معد بن عدنان کی اولاد سے چالیس مردوں کی تعداد پوری ہوئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ کیا اور ان کا مال لوٹ لیا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کی یا اللہ! یہ معد کے بیٹے ہیں جنہوں نے میری فوج پر حملہ کیا ہے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ان پر بددعا نہ کرو۔ ان میں نبی ڈرانے اور بشارت دینے والے منتخب کیے گئے ہیں۔ ان سے امت مرحومہ پیدا ہوگی۔ جو امتِ محمدی ﷺ کہلائے گی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے تھوڑی نعمت ورزق پر راضی ہوں گے، اور اللہ ان کے تھوڑے عمل سے راضی ہوگا، اوران کو **لا الــہ الا اللہ** کی بنیاد پر جنت میں داخل کردے گا۔ ان کا نبی محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا وہ اپنی حالت تواضع میں رکھے گا اور خاموشی میں اس کی عقل پورے طور پر مجتمع ہوگی۔ وہ حکمت کے ساتھ گفتگو کرے گا اور وہ تحمل اور بردباری سے کام لے گا۔ وہ اپنی بہتر نسل میں پیدا ہوگا۔ جو قریش کہلائے گی پھر قریش میں سے عمدہ نسل میں پیدا ہوگا۔ پس وہ بہترین انسان بہتر نسل سے پیدا ہوگا اور وہ بھی اور اس کی امت بھی بہتری اور نیکی میں بڑھتے رہیں گے۔'' (الکبیر، بسند ضعیف)

(٦٣٤٩) طبرانی کبیر: ٧٦٢٩۔ وفیه حبر بن فرقد وهو ضعیف، هیثمی: ١٣٨٣٢.

٦٣٥٠ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ . قَالَ: مِنْ صُلْبِ نَبِيٍّ إِلٰى نَبِيٍّ حَتّٰى صِرْتُ نَبِيًّا . (رواه البزار، ٢٣٦٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ﴿وتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ﴾ تیرا پلٹنا سجدہ کرنے والوں میں۔ یعنی ایک نبی کی پشت سے دوسرے نبی کی پشت کی طرف منتقل ہوئے یہاں تک بالآخر محمد ﷺ بھی نبی بن کرآئے۔'' (بزار)

٦٣٥١ـ عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَنْ وَلَدَنِي أَبِي وَأُمِّي . (رواه الطبراني في الأوسط)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوتا رہا، اور میں آدم علیہ السلام سے اپنے والدین تک نسلاً بعد نسل ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا سے۔ یہاں تک کہ میں اپنے ماں باپ سے پیدا ہوا۔'' (الاوسط)

٦٣٥٢ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا وَلَدَنِيْ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ شَيْءٌ وَمَا وَلَدَنِي إِلَّا نِكَاحٌ كَنِكَاحِ الإِسْلاَمِ . (للكبير، ١٠٨١٢)وَفِيْهِ الْمدني عن أبى الحويرث .)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جاہلیت کے عہد میں اپنے نسب میں زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ اور میں اسی طرح کے نکاح سے پیدا ہوتا رہا جیسا اسلام کے رو سے صحیح نکاح ہے۔'' (الکبیر، اوراس میں مدنی ہے جوابوالحویرث سے روایت کرتا ہے۔)

٦٣٥٣ــ عَنْ خُرَيْمِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لاَمٍ قَالَ: كُنَّاعِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيْدُأَنْ أَمْدَحَكَ ، فَقَالَ ﷺ: هَاتِ لاَيَفْضِضِ اللّٰهُ فَاكَ ، فَأَنْشَأَ يَقُوْلُ:

١ ـ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلاَمِ وَفِي
مُسْتَوْدِعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

''خریم بن اوس نے کہا ہم آنحضرت ﷺ کے پاس تھے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی مدح کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ فرمایا: بیان کر اللہ تیرا منہ پراگندہ نہ کرے تو انہوں نے یہ اشعار کہے۔

١۔ آپ ﷺ اپنی پیدائش سے پہلے باپردہ سایے میں تھے۔ وہاں امانت رکھے جاتے تھے جہاں بطور لباس پتے جوڑے جاتے تھے۔

٢۔ پھر آپ ﷺ شہروں میں اترے تو نہ اس وقت انسانی

(٦٣٥٠) بزار: ٢٣٦٢ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ١٣٨١٩.

(٦٣٥١) طبراني اوسط، وفيه محمد بن جعفر بن محمد بن على صحح له الحاكم فى المستدرك وقد تكلم فيه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٣٨٢٠.

(٦٣٥٢) طبراني كبير: ١٠٨١٢ـ عن المديني عن ابى الحويرث ولم اعرف المدينى ولا شيخه وبقية رجاله وثقوا، وجاء فى الهامش وابو الحويرث اسمه عبدالرحمن بن معاوية صدوق، سيء الحفظ والمدينى قال الطبرانى هو عندى فليح بن سليمان وفليح ضعفه النسائى وقال ابن عدى، اعتمده البخارى وهو عندى لا باس به، هيثمي: ١٣٨٢١.

(٦٣٥٣) طبراني كبير: ٤١٦٧ـ وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ١٣٨٣٠.

٢ ـ ثُــمَّ هَبَــطْــتَّ الْبِلَادَ لاَ بَشَــرٌ
أَنْــتَ وَلاَ مُــضْــغَةٌ وَلاَ عَــلَــقٌ
٣ ـ بَــلْ نُــطْـفَةٌ تُـرْكَـبُ السَّـفِيْـنُ
وَقَـدْ أَلْـجَـمَ نَسْـرًا وَأَهْـلُـهُ الْغَرَقُ
٤ ـ تَـنْـقُـلُ مِـنْ صَـالِبٍ إِلَى رِحْمٍ
إِذَا مَـضَـــى عَـــالَـمٌ بَـدَا طَبَـقٌ
٥ ـ حَتّٰــى احْتَـوَى بَيْتُكَ الْـمُهَيْمَنُ
مِـنْ خَـنْـدَفٍ عُـلْـيَـاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
٦ ـ وَأَنْــتَ لَـمَّـا وُلِدْتَّ أَشْـرَقَـتِ
الْأَرْضُ وَضَــاءَ تْ بِـنُـوْرِكَ الْأُفُقُ
٧ ـ فَـنَــحْـنُ فِـيْ ذٰلِكَ الـضِّيَــاءِ
وَفِـي الـنُّـوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ
(رواه الطبراني في الكبير، ٤١٦٧)

صورت میں تھے نہ گوشت کا ٹکڑا تھے اور نہ خون تھے۔
٣ـ آپ ﷺ نطفہ تھے اس حال میں کہ کشتیوں پر سوار ہوا جا چکا تھا اور پانی نے گدھ کو لگام ڈال دی اور لوگ بھی غرق ہو چکے تھے۔
٤ـ آپ ﷺ پشت سے قابل احترام ٹیلوں میں منتقل ہوتے رہے جب ایک جہاں پردۂ فنا میں چلا جاتا تو دوسرا طبقہ آ ظاہر ہوتا تھا۔
٥ـ یہاں تک کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے محفوظ گھرانے کے بلند ترین سرداروں نے محفوظ کر دیا جن کی ہر بات سب پر فوقیت رکھتی تھی۔
٦ـ جب آپ ﷺ اپنی والدہ سے پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ ﷺ کے نور سے آسمان کے کنارے روشن ہو گئے۔
پس ہم اسی روشنی اور اسی نور میں ہدایت کے راستے طے کر رہے ہیں۔'' (طبرانی کبیر، سند کمزور ہے)

٦٣٥٤ــ عَـنْ رَقِيْـقَةَ بِـنْتِ أَبِي صَيْفِي بْنِ هَـاشِـمٍ ــ وَكَـانَـتْ وَالِدَةَ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ ـ قَـالَـتْ: تَتَابَعَتْ عَلَى قُرَيْشٍ سِنُوْنَ أَقْحَلَتِ الـضَّـرْعُ وَأَوْدَقَـتِ الْـعَظْمُ، فَبَيْنَا أَنَارَاقِدَةٌ اُلْهِمَ أَوْ مَهْمُوْمَةٌ إِذَا هَاتِفٌ يَصْرِخُ بِصَوْتِ صَحْلٍ يَقُوْلُ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ هٰذَا النَّبِيُّ الْـمَبْـعُـوْثُ وَهَـذَا اَبَّانُ خُرُوْجِـهُ فَحَيَّهَلاً بِـالْـحَيَا وَالْخِصْبِ، فَانْظُرُوْا رَجُلاً مِنْكُمْ وَسَطًا عَظْمًا جَسَّامًا أَبْيَضَ أَوْطِفِ أَهْدَبَ

''رقیقہ بنت ابوصیفی عبدالمطلب کی والدہ کہتی ہیں: قریش پر مسلسل کئی سال تک بارش نہ برسی تھی، حیوان خشک ہو گئے اور ہڈیاں کمزور پڑ گئیں۔ اتفاقاً میں سوئی ہوئی تھی کہ میں نے کہنے والے کی بلند آواز سنی اور اس نے کہا: اے جماعت قریش! تحقیق یہ نبی مبعوث کیے جائیں گے۔ ان کے ظاہر ہونے کا وقت آ رہا ہے۔ پس تم جلدی عمدہ زندگی اور ارزانی میں چلے آ ؤ گے۔ تمہارے درمیان ایک موٹے جسم قد وقامت کا مرد ہے اس کا رنگ سفید ہے، وہ لمبی پلکوں والا خوشحال مرد ہے، اور وہ نرم رخسار باوقار سردار اور صاحبِ افتخار وتحمل مزاج ہے، وہ اپنے بیٹے

(٦٣٥٤) طبرانی کبیر: ٢٤٠ـ وفیه من لم اعرفهم، هیثمی: ١٣٨٣٧.

سَهْلَ الْخَدَّيْنِ أَشَمَّ الْعُرْنَيْنِ لَهُ فَخَرٌ يَكْظِمُ عَلَيْهِ فَلْيَخْرُجْ هُوَ وَوَلَدُهُ وَلْيَهْبِطْ اِلَيْهِ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ وَلْيَسْتَلِمُوا الرُّكْنَ ثُمَّ لِيَرْقُوْا أَبَاقُبَيْسٍ ثُمَّ لِيَدْعُ الرَّجُلُ وَلْيُؤَمِّنَ الْقَوْمُ، فَأَصْبَحَتْ فَقَصَّتْ رُؤْيَاهَا عَلَيْهِم فَنَظَرُوْا فَوَجَدُوْا هٰذِهِ الصِّفَةَ صِفَةَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ شَيْبَةَ الْحَمْدِ، وَهَبَّطَ إِلَيْهِ مِنْ كُلِّ بَطْنٍ رَجُلٌ فَاسْتَلَمُوْا ثُمَّ ارْتَقُوْا أَبَاقُبَيْسٍ وَاصْطَفُّوْا حَوْلَهُ فَقَامَ وَمَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ غُلامٌ أَيْفَعُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ سَادَ الْخُلَّةِ وَكَاشِفَ الْكُرْبَةِ أَنْتَ مُعَلِّمٌ غَيْرُ مُعَلَّمٍ وَمَسْئُوْلٌ غَيْرَ مَبْخَلٍ وَهٰذِهِ عِبَادُكَ وَإِمَاؤُكَ بِعَذْرَاتِ حَرَمِكَ يَسْأَلُوْنَ إِلَيْكَ سَنَتَهُمْ أَذْهَبَتِ الْخُفَّ وَالظِّلْفَ اللّٰهُمَّ فَأَمْطِرَنَّ عَلَيْنَا غَيْثًا مُغْدِقًا مَرِيْعًا، فَوَرَبِّ الْكَعْبَةِ مَارَامُوْا حَتّٰى تَفَجَّرَتِ السَّمَاءُ بِمَائِهَا وَاكْتَظَّ الْوَادِيُّ بِثَجِيْجِهِ فَقَالَتْ رَقِيْقَةُ:

بِشَيْبَةِ الْحَمْدِ أَسْقَى اللّٰهُ بَلْدَتَنَا
وَقَدْ فَقَدْنَا الْحَيَا وَاجْلَوْذَ الْمَطَرُ
فَجَادَ بِالْمَاءِ جَوْنِى لَهُ سُبُلٌ
دَانَ فَعَاشَتْ بِهِ الأَنْعَامُ وَالشَّجَرُ
مِنَّا مِنَ اللّٰهِ بِالْمَيْمُوْنِ طَائِرُهُ
وَخَيْرُ مَنْ بُشِّرَتْ يَوْمًا بِهِ مُضَرُ
مُبَارَكُ الْاَمْرِ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِهِ
مَا فِى الأَنَامِ لَهُ عَدْلٌ وَلَا خَطَرُ

کو ساتھ لے کر جائے، اور ہر گھرانے کا ایک ایک مرد اس کے ساتھ جائے۔ وہ سب حجر اسود کو بوسہ دیں۔ پھر وہ ابوقبیس پہاڑی پر جائیں اور وہ مرد دعا کرے اور دیگر لوگ آمین کہیں۔ صبح کو اس نے خواب لوگوں سے بیان کیا تو انہوں نے غور وفکر کیا اور یہ صفات عبدالمطلب میں پہچان کر ہر خاندان کا ایک مرد آیا اور اس کے ساتھ حجر اسود کو بوسہ دیا اور ابوقبیس پہاڑی پر گئے، اس کے اردگرد صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے، اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے اور نابالغ لڑکے ہی تھے۔ پس اس نے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے ہمارے سچے مالک! یہ مصیبت دور کرنے والے، تو تعلیم دینے والا تجھے کسی نے تعلیم نہیں دی، تو بخل نہ کرنے والا مسئول ہے، یہ سب تیرے بندے اور تیری بندیاں تیرے حرم کے دربان ہیں اور تیرے دربار میں قحط دور کرنے کا سوال کرتے ہیں، ان اونٹ اور گائے، بکری وغیرہ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اے اللہ! ہم پر پوری بارش کر جو زمین میں جانے والی اور سبزہ پیدا کرنے والی ہو۔ پس کعبہ کے رب کی قسم! لوگ وہاں سے نہیں لوٹے تھے کہ آسمان جاری ہو گیا اور پانی سے وادیاں بھر گئیں تو رقیقہ نے درج ذیل اشعار کہے۔ شیبہ کے ذریعہ اللہ نے ہمارے شہر پر بارش نازل کی ہم تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور لمبا عرصہ بارش سے مایوس ہو چکے تھے۔ پس کثیر پانی برسا اور نشیبی جگہیں اور راستے بھر دیے گئے۔ اور چوپائے درخت اور ہر چیز کو زندگی حاصل ہو گئی ہمارے درمیان اللہ کے فضل سے وہ صاحب بلند اقبال اور وہ بہتر انسان موجود ہیں جن کی بنومضر کو بشارت دی گئی ہے۔ وہ بہتری کا حکم دینے والے بادلوں سے ان کے طفیل بارش طلب کی جاتی ہے، تمام لوگوں میں نہ ان کا کوئی ہمسر ہے

(رواه الطبراني في الكبير، ٢٤٠ بخفی) نہ بلند مرتبہ ہے۔''(الکبیر)

شرح: ......قرن، زمانہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں: جب ایک طبقہ کے لوگ نہ رہیں تو قرن ہے۔ لیکن صحیح ترین قول یہی ہے کہ ایک صدی گزر جائے تو اسے قرن کہا جاتا ہے۔ ثابت ہوا صدی بہ صدی رسول اکرم ﷺ خیریت میں آتے ہیں، آپ کا نسب بلند اور حلال رہا ہے۔ (فتح الباری: ۵/۷)

نبی اکرم ﷺ کا صحیح ترین نسب نامہ یہ ہے۔

ابو القاسم، محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان اوپر اسماعیل اور اوپر ابراہیم علیہما السلام تک ہے۔ اس سے اوپر نسبت مضبوط ذریعہ سے ثابت نہیں۔

کنانہ اور قریش نضر کی اولاد تھے، یہ مختلف شہروں میں بکھر گئے تھے، انہیں قصی بن کلاب نے مکہ میں جمع کیا، ان کے قریش نام کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ یہ جمع ہوئے تھے، کنانہ کی نضر کے سوا بھی اولاد تھی وہ قریش نہیں کیونکہ وہ اکٹھے نہ ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنے ان اہم آباء واجداد کا ذکر کر کے مخالفین کی زبانوں کو بند کیا ہے جو کہتے تھے، یہ قرآن اس بستی کے دو عظیم آدمیوں پر اترتا ایک مغیرہ اور ایک عروہ بن مسعود ثقفی پر اترتا، ثابت کیا کہ نبی ﷺ کو نسبی برتری بھی حاصل ہے آپ کا نسب سارے عرب کے انساب میں سے بالا تر اور معروف ہے اور ساری کائنات کی خیر آپ ﷺ کے دامن میں جمع ہوئی ہے کہ ختم نبوت کے تاجدار بن کر دنیا کے سامنے آئے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲۹۲/۴)

٦٣٥٥ــ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ. (رواه الترمذي، ٣٦٠٩)

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے لیے نبوت کب مقدر ہوئی؟ فرمایا: جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھا۔''(ترمذی)

٦٣٥٦ــ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِيْنَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِ ذٰلِكَ

''سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے نزدیک خاتم النّبیین قرار پا گیا اور آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں تھے۔ میں ان امیدوں کی تکمیل بتاتا ہوں کہ میں ابراہیم کی دعاء، اور مسیح کی بشارت کا مصداق ہوں

(٦٣٥٥) ترمذی: ٣٦٠٩۔ صحیح، البانی: ٢٨٥٦.

(٦٣٥٦) احمد: ١٦٧١٢۔ طبرانی کبیر، بزار واحد اسانید احمد رجاله رجال الصحيح غير سعيد بن سويد وقد وثقه ابن حبان، هيثمی: ١٣٨٤٥.

دَعْوَةِ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةِ عِيْسَى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ وَكَذٰلِكَ تَرَى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ. (رواه أحمد، ١٦٧١٢) والكبير والبزار

اور اپنی ماں کے ان خوابوں کی تعبیر ہوں جو انہوں نے دیکھے تھے۔ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے اور سب ہی نبیوں کی ماؤں نے یہ خواب دیکھے ہیں۔'' (احمد، الکبیر، بزار)

٦٣٥٧۔ نَسَبُ الرَّسُوْلِ ﷺ: هُوَ ﷺ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِمَنَافِ بْنِ قُصَّى بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِبْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِبْنِ كَنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ اِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نَزَّارِ بْنِ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ. (للبخاري تعليقا. ولرزين أَنَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ)

''بخاری میں آپ ﷺ کا نسب نامہ اس طرح منقول ہے۔ آنخضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔'' (بخاری، رزین میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے)

شرح: ...... یہ جو مشہور ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے یہ بات درست نہیں۔ یہ درست ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے لیے نبوت کب سے ہے؟ تو فرمایا: میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان والی حالت میں تھے یعنی ابھی ان کی روح کا تعلق ان کے جسم کے ساتھ قائم نہ ہوا تھا میں اس سے پہلے نبی تھا۔

وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے جتنی مخلوق پیدا ہونی تھی اس کا لکھا جا چکا چکا تھا۔ وہاں یہ لکھا گیا تھا کہ آپ آخری نبی ہیں، تو پیدائش میں آپ ﷺ سب انبیائے کرام سے اول ہیں مگر بعثت اور رسول بن کر آنے میں انبیائے کرام میں سے سب سے آخر ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲۹۳/۴)

باقی جو یہ آیا ہے کہ میں خاتم النّبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے ہوئے تھے، یہ حصہ تو ضعیف ہے، پہلے گزر چکا ہے صحیح یہ ہے کہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے اور حدیث کے بقیہ حصہ کی قرآن پاک بھی تائید کرتا ہے۔ البقرہ پ ۱ آیت ۱۲۹ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے اور سورت الصّف آیت ۶ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے اور ماں کا دیکھنا بھی اس سے ثابت ہے۔

(٦٣٥٧) بخاری تعليقاً رزين عن ابن عباس.

٦٣٥٨ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَّ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ وَقَدْ سَمَّاهُ اللّٰهُ رَءُوْفًا رَحِيْمًا. (رواه مسلم، ٢٣٥٤)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں۔ میں احمد ﷺ ہوں۔ میں الماحی ہوں، جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دیگا۔ اور میں حاشر ہوں، میرے قدموں پر لوگوں کو جمع کیا جائے گا۔ اور میں عاقب ہوں، میرے بعد نبی نہیں ہو گا۔ اور اللہ نے آپ ﷺ کو رؤف رحیم ...... کے نام سے بھی پکارا ہے۔'' (مسلم)

٦٣٥٩ـ عَنْ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ. (رواه مسلم، ٢٣٥٥)

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے نام بتایا کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ﷺ ہوں، میں مقفی (آخری نبی ﷺ) ہوں، میں حاشر ہوں، میں نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔''

٦٣٦٠ـ وزاد أحمد والبزار عَنْ حُذَيْفَةَ: وَنَبِيُّ الْمَلاَحِمِ.

''احمد و بزار نے بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ زائد بیان کیا: نبی الملاحم نبی ﷺ ہوں۔''

٦٣٦١ـ وَزَادَ الْكَبِيْرُ وَالأَوْسَطُ عَنْ جَابِرٍ: وَإِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ الْمُرْسَلِيْنَ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ. (رواه الطبراني في الكبير، ١٧٥٠)

''الکبیر اور الاوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے یہ زائد مروی ہے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو میں تمام رسولوں کا امام اور ان کا صاحب شفاعت ہوں گا۔'' (طبرانی کبیر)

٦٣٦٢ـ وَزَادَ الأَوْسَطُ وَالصَّغِيْرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: وَالْخَاتَمُ. (رواه الطبراني في الأوسط)

الاوسط اور الصغیر نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ زائد بیان کیا: ''اور میں الخاتم ہوں۔''

(٦٣٥٨) مسلم: ٢٣٥٤ـ بخاری: ٤٨٩٦ـ ترمذی: ٢٨٤٠ـ احمد: ١٦٣٣٠ـ مؤطا: ١٨٩١ـ دارمی: ٢٧٧٥.

(٦٣٥٩) مسلم: ٢٣٥٥ـ احمد: ١٩١٥٤.

(٦٣٦٠) احمد بزار، ورجال احمد رجال الصحيح غير عاصم بن بهدلة وهو ثقة وفيه سوء حفظ، هيثمی: ١٤٠٥٠.

(٦٣٦١) طبرانی کبیر: ١٧٥٠ـ طبرانی اوسط، وفيه عروة بن مروان قيل فيه، ليس بالقوی وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٤٠٦١.

(٦٣٦٢) طبرانی اوسط، طبرانی صغير، هيثمی: ١٤٠٦٢.

٦٣٦٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَاتَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ. (رواه البخاري، ٣٥٣٣)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تعجب نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیاں اور ان کے لعن طعن مجھ سے کس طرح دوسری جانب پھیر دیتا ہے۔ وہ گالی دیتے ہیں مذمم کو اور لعنت کرتے ہیں مذمم کو اور میں محمد ﷺ ہوں۔'' (بخاری)

شـــرح: ......احمد اس لیے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی سب سے زیادہ حمد کی ہے۔ اور محمد ﷺ کے نام کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی تعریف بار بار کی جاتی ہے، اور آپ میں خصال حمیدہ کامل طور پر پائی جاتی ہیں، آپ ﷺ سفارش کے لیے حمد کریں گے، آپ پر سورت الحمد نازل کی گئی ہے، آپ کا جھنڈا لوائے حمد ہے۔ آپ مقام محمود پر فائز ہوں گے، کھانے، پینے کے بعد اور دعا کے بعد سفر سے آنے کے بعد تعریف کرتے ہیں۔ آپ کی امت کا نام حمادون ہے۔

بقیہ اسمائے گرامی کی تعریف خود رسول اکرم ﷺ نے فرما دی ہے۔ بعض نے آپ کے اسمائے گرامی ننانویں تک اور ۳۰۰ تک بھی بیان کیے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحیح ۱۱۵ اسمائے گرامی ہیں۔ (فتح الباری: ٦/ ٥٥٧)

کافر نبی اکرم ﷺ سے کراہت کا اظہار کرتے ہوئے وہ نام نہیں لینا چاہتے تھے، محمد ﷺ کی جگہ مذمم کہتے تھے۔ لیکن آپ کو اس کا پتہ تک نہ تھا وہ کیا ہوتا ہے نہ ہی یہ میل کھاتا تھا، یہ اتنا پیارا نام تھا، مخالفین کی مذمت ناکام ہوئی۔ (فتح الباری: ٦/ ٥٥٨)

مولده ﷺ ورضاعه وشرح صدره ونشؤه

آپ ﷺ کی پیدائش، رضاعت، شرح صدر اور پرورش کا بیان

٦٣٦٤ـ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَابَنِي يَعْمَرَبْنَ لَيْثٍ أَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي

''سیدنا قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اور نبی کریم ﷺ عام الفیل (یعنی ہاتھی والے سال) پیدا ہوئے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم سے سوال کیا، کیا تو بڑا ہے یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ اس نے کہا: بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ اور میں نے سبز پرندوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں ان کی بیٹ دیکھی تھی۔'' (ترمذی)

(٦٣٦٣) بخاری: ٣٥٣٣ـ نسائی: ٣٤٣٨ـ احمد: ٨٦٠٧.

(٦٣٦٤) ترمذی: ٣٦١٩ـ ضعیف الاسناد، البانی: ٧٤٤ـ احمد: ١٧٣٤.

الْـمِيْلادِ وُلِـدَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ عَـامَ الْفِيْلِ وَرَفَعَتْ بِي أُمِّي عَلَى الْمَوْضِعِ قَالَ وَرَأَيْتُ خَـذْقَ الـطَّيْـرِ أَخْـضَـرَ مُـحِيْلاً. (رواه الترمذي، ٣٦١٩)

٦٣٦٥ــ وُلِـدَ النَّبِيُّ ﷺ عَـامَ الْـفِيْلِ وَبَيْنَ الْـفُـجَّـارِ وَالْـفِيْـلِ عِشْـرُوْنَ سَنَةً، وَبَيْنَ الْـفُـجَّارِ وَبِنَاءِ الْكَعْبَةِ خَمْسَةَ عَشْرَةَ سَنَةً، وَبَيْنَ بِنَاءِ الْكَعْبَةِ وَمَبْعَثِهِ ﷺ خَمْسَ سِنِيْنَ فَبُـعِـثَ وَهُوَابْنُ أَرْبَعِيْنَ. (رواه الطبراني في الكبير، ٣٤٢)

''نبی ﷺ ہاتھی والے سال پیدا ہوئے۔ جنگ فجار اور عام الفیل کے درمیان بیس سال کا وقفہ ہے۔ جنگ فجار اور تعمیر کعبہ کے درمیان پندرہ سال کا فاصلہ ہے۔ کعبہ کی تعمیر اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے درمیان پانچ سال کا عرصہ ہے۔ پس بعثت کے وقت آنحضرت ﷺ چالیس سال کے تھے۔'' (کبیر)

٦٣٦٦ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَـوْمَ الإِثْنَيْنِ وَاسْتُنْبِىءَ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَتُوُفِّيَ يَـوْمَ الْإِثْـنَيْـنِ وِخَرَجَ مُهَا جِرًامِنْ مَكَّةَ إِلَى الْـمَـدِيْـنَةِ يَـوْمَ الْإِثْـنَيْنِ وَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَرَفَعَ الْحَجَرَالأَسْوَدَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ. (رواه أحمد، ٢٥٠٢)والكبيربلين)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ سوموار کو پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی بعثت بھی سوموار کو ہوئی۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے سوموار کو نکلے مدینہ میں سوموار کو داخل ہوئے اور تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی وفات بھی سوموار کو ہوئی۔ حجر اسود کو سوموار کے دن اٹھا کر دیوار میں رکھا۔'' (احمد، الکبیر میں سند کمزور کے ساتھ منقول ہے)

شـــرح: ......آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق حضرت مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کی تحقیق درج ذیل ہے۔

رسول اکرم ﷺ مکہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر ۹ ربیع الاول اہجری عام الفیل یوم دوشنبہ (سوموار) کو صبح کے وقت پیدا ہوئے۔ اس وقت نوشیرواں کی تخت نشینی کا چالیسواں سال تھا۔ اور ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی۔

علامہ محمد سلیمان صاحب، سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ اور محمود پاشا فلکی کی تحقیق یہی ہے۔ (تاریخ خضری: ۱/ ۶۲، رحمۃ للعالمین: ۱/ ۳۸، ۳۹)

(٦٣٦٥) طبراني كبير: ٣٤٢ـ ترمذی منه ذكر المولد، فذكر المولد فقط، طبراني: وفيه: جعفر بن مهران ان السماك وقد وثق وفيه كلام وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٣٩٣٩.

(٦٣٦٦) احمد: ٢٥٠٢ـ طبراني كبير وزاد فيه، وفتح بدرا يوم الاثنين ونزلت سورة المائدة يوم الاثنين اليوم اكملت لكم دينكم وفيه ابن لهيعة وهو ضعيف وبقية رجاله ثقات من اهل الصحيح، هيثمي: ٩٤٩.

اوپر جو اپریل کی تاریخ کا اختلاف ہے عیسوی تقویم کے اختلاف کا نتیجہ ہے، ابن سعد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے فرمایا جب آپ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا جس سے ملک شام کے محل روشن ہوگئے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ سے بھی تقریباً اسی مضمون کی ایک روایت نقل فرمائی ہے۔ (مختصر السیر: ص۱۲، ابن سعد: ۱/۶۳)

شارح کہتا ہے یہی وہ حدیث ہے جو یہاں ہماری زیر شرح ہے۔

آگے فرماتے ہیں، بعض روایتوں میں بتایا گیا ہے کہ ولادت کے وقت بعض واقعات نبوت کے پیش خیمے کے طور پر ظہور پذیر ہوئے، یعنی ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگورے گر گئے، مجوس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہوگیا، بحیرہ ساوہ خشک ہوگیا اور اس کے گرجے منہدم ہوگئے۔ یہ بیہقی کی روایت ہے لیکن محمد غزالی رحمہ اللہ نے اس کو درست تسلیم نہیں کیا ہے۔ (فقہ السیر: ص۴۶)

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ مختون (ختنہ کیے ہوئے) پیدا ہوئے تھے۔ (تنقیح الفہوم: ۴)

مگر ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں ثابت حدیث نہیں۔ (زاد المعاد: ص ۱۸)

مولانا کی تحقیق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عمر کا ۳۵واں سال تھا کہ قریش نے نئے سرے سے خانہ کعبہ کی تعمیر شروع کی۔ (الرحیق المختوم: ص۸۳ اور ۹۲)

٦٣٦٧ــ عَنْ حَلِيْمَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ: قَالَتْ خَرَجْتُ عَلٰى أَتَانٍ قَمْرَاءَ فِي نِسْوَةٍ مِنْ بَنِي سَعْدٍ نَلْتَمِسُ الرَّضَعَاءَ بِمَكَّةَ فِي سَنَةٍ شَهْبَاءَ لَمْ تُبْقِ لَنَا شَيْئًا، وَمَعَنَا شَارِفٌ لَاتُبِضُّ بِقَطْرَةٍ وَصَبِيٌّ لَايَنَامُ مِنْ بُكَائِهِ، مَافِي ثَدْيِي وَلَافِي شَارِفِنَا مَا يُغْنِيْهِ مِنْ لَبَنٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ لَمْ تَبْقَ مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا عُرِضَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَأْبَاهُ وَإِنَّمَا كُنَّا نَرْجُوْ كَرَامَةَ رَضَاعَةٍ مِنَ وَالِدِ الْمَوْلُوْدِ وَكَانَ يَتِيْمًا فَكُنَّا نَقُوْلُ مَا عَسَى أَنْ تَصْنَعَ أُمُّهُ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ صَوَاحِبِي امْرَأَةٌ إِلَّا أَخَذَتْ صَبِيًّا غَيْرِي، وَكَرِهْتُ أَنْ أَرْجِعَ وَلَمْ آخُذْ

''سیدہ حلیمہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ دیگر عورتوں کے ساتھ چاندنی رات میں گدھی پر سوار ہو کر مکہ کی طرف دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں چل پڑی۔ بڑا خشک سال تھا۔ ہم لوگوں کے پاس کچھ بھی باقی نہیں تھا۔ ہمارے ساتھ ایک دودھ والی اونٹنی تھی مگر وہ قطرہ برابر دودھ نہ دیتی، اور میرا بچہ رونے سے خاموش نہیں ہوتا تھا۔ میری چھاتی اور اونٹنی سے بچے کے لیے اتنا بھی دودھ حاصل نہ ہوتا جو بچے کے لیے کفایت کرتا۔ جب ہم مکہ میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو ان تمام عورتوں پر پیش کیا گیا اور ہر عورت لینے سے انکار کرتی رہی۔ ہم لوگ تو بچے کے والد سے مال کے طلبگار تھے، اور آپ ﷺ یتیم تھے اور ہم کہتے تھے: اس کی والدہ کیا دے سکتی ہے؟ میرے ساتھ کی تمام خواتین بچہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ اور صرف میں باقی رہی

(٦٣٦٧) ابو يعلى موصلي، طبراني كبير و رجالهما ثقات، هيثمي: ١٣٨٤٠.

شَيْـئًـا فَـقُلْتُ لِزَوْجِي وَاللّٰهِ لأَرْجِعَنَّ إِلَى ذٰلِكَ الْـمَـوْلُـوْدِ فَـلاَ خَـذْتُهٗ فَأَتَيْتُهٗ فَأَخَذْتُهٗ فَـرَجَـعْـتُ إِلَـى رَحْـلِيْ فَقَالَ زَوْجِي: قَدْ أَخَـذْتِيْـهِ أَصَبْـتِ فَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ فِيْهِ خَيْـرًا . فَـوَالـلّٰـهِ مَـاهُـوَ إِلاَّ أَنْ جَعَلْتُهُ فِي حِجْرِي فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ ثَدْيِي بِمَا يَشَاءُ اللّٰهُ مِنَ الـلَّبَـنِ ، فَشَرِبَ حَتّٰى رُوِيَ وَشَرِبَ أَخُوْهُ حَتّٰـى رُوِيَ ، وَقَـامَ زَوْجِي إِلَى شَارِفِنَا مِنَ الـلَّيْـلِ فَـإِذَا هِـيَ حَافِلٌ فَحَلَبَ لَنَامَا شِئْنَا فَشَـرِبَ وَشَـرِبْتُ حَتّٰى رُوِيْنَا ، فَبِتْنَا لَيْلَتَنَا تِـلْكَ بِـخَيْـرٍ شِبَـاعـاً رِوَاءً وَنَامَ صِبْيَانُنَا . يَقُوْلُ زَوْجِي: وَاللّٰهِ يَا حَلِيْمَةُ مَاأَرَاكِ إِلاَّقَدْ أَصَبْـتِ نَسَـمَةً مُبَـارَكَةً ، ثُمَّ خَرَجْنَا فَوَاللّٰهِ لَقَدْ خَرَجَتْ أَتَانِي أَمَامَ الرَّكْبِ حَتّٰى قَطَعَتْهُ حَتّٰى أَنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ وَيْحَكِ يَابِنْتَ الْحَارِثِ كَـفِـي عَـلَيْـنَـا ، أَلَيْسَتْ هٰذِهِ بِأَتَانِكِ الَّتِي خَـرَجْـتِ عَلَيْهَا؟ فَأَقُوْلُ: بَلٰى وَهِيَ قُدَّامَنَا حَتّٰـى قَـدِمْـنَـا مَنَازِلَنَا فَقَدِمْنَا عَلَى أَجْدَبِ أَرْضٍ وَكَـانَـتْ غَـنَـمِي تَرُوْحُ بِطَاناً حَفَلًا وَتَـرُوْحُ أَغْـنَـامُهُمْ جِيَاعاً هَالِكَةً مَا بِهَا مِنْ لَبَـنٍ فَـنَشْـرَبُ مَـا شِـئْنَا مِنْ لَبَنٍ ، وَمَا فِي الْـحَـاضِـرِ أَحَـدٌ يَـحْـلِـبُ قَطْرَةً فَيَقُوْلُوْنَ لِـرُعَـائِهِـمْ وَيْلَكُمْ تَسْرَحُوْنَ حَيْثُ يَسْرَحُ رَاعِـيْ حَـلِيْـمَةَ؟ فَيَسْـرَحُـوْنَ فِي الشِّعْبِ الَّـذِي يَسْـرَحُ فِيْـهِ رَاعِيْنَا وَتَرُوْحُ أَغْنَامُهُمْ

اور میں نے یہ بات ناپسند کی کہ میں کچھ لے کر نہ جاؤں، اور خالی ہاتھ چلی جاؤں۔تو میں نے اپنے خاوند سے کہا: بخدا! میں تو جا کر وہی یتیم بچہ لاؤں گی۔پس میں جا کر آپ ﷺ کو اپنے ٹھکانے پر لے آئی۔ میرے خاوند نے کہا: تو نے بہتر کیا بچے کو لے آئی قریب ہے کہ اللہ اس سے بہتری کر دے۔قسم اللہ کی! جوں ہی میں نے اس کو اپنی گود میں لیا تو میرے پستان دودھ سے بھر آئے جس قدر اللہ نے چاہا۔ پس آپ ﷺ نے بھی سیر ہو کر پیا اور آپ ﷺ کے بھائی نے بھی سیر ہو کر دودھ پیا۔ رات کو میرا خاوند اونٹنی کی طرف اٹھا تو وہ دودھ سے بھری تھی۔ پس جتنا ہم نے چاہا ہم نے بھی دودھ پیا اور ہم بھی سیر ہو گئے۔ یہ رات ہم نے سیر ہو کر کھا پی کر بسر کی۔ ہمارے بچے بھی سوئے رہے۔ میرا خاوند کہتا تھا: بخدا، اے حلیمہ! تو معصوم مبارک بچہ لانے میں کامیاب رہی اور تو نے درست کیا۔ پھر واپس لوٹے تو بخدا! میری گدھی تمام قافلے سے آگے جانے لگی اور سب ہی کو پیچھے چھوڑ گئی۔لوگوں نے کہا: اے حلیمہ بنت حارث! ہمیں بچا کر چل کیا یہ وہی نہیں ہے جس پر تو آئی تھی؟ تو میں کہہ دیتی وہی تو ہے یہاں تک کہ سب سے پہلے ہم منزل مقصود پر اور خشک زمین پر پہنچ آئے۔ اس کے بعد میری بکریاں پیٹ بھر کر اور دودھ سے لبریز ہو کر آتیں، لوگوں کی بکریاں بھوکی مریل ہو کر لوٹتیں، دودھ سے خالی آتیں ہم جتنا چاہتے دودھ پیتے، دوسرے لوگ قطرہ تک حاصل نہ کر پاتے تو لوگ اپنے چرواہے کو کہتے: تم پر افسوس ہے! تم بھی وہاں چرا کر لایا کرو جہاں حلیمہ کی بکریاں چر کر آتی ہیں۔ وہ بھی اس گھاٹی میں چراتے جس میں ہماری بکریاں چرتی تھیں۔اور ان کی بکریاں بھوکی واپس آتیں اور ہماری سیر ہو کر۔ نبی اکرم ﷺ

جِيَاعاً وَغَنَمِي حَفْلاً ، وَكَانَ ﷺ يَشُبُّ فِي الْيَـوْمِ شِبَابَ الصَّبِيِّ فِي الشَّهْرِ وَيَشُبُّ فِي الشَّهْـرِ شِبَـابَ الـصَّبِيِّ فِي السَّنَةِ فَبَلَغَ سِنًّا وَهُـوَ غُلَامٌ جُفْرٌ فَقَدِمْنَا عَلَى أُمِّهِ ، فَقَالَ لَهَا أَبُـوْهُ: رُدِّي عَـلَيْـنَـا ابْـنِـي فَلْنَرْجِعْ بِهِ فَإِنَّا نَخْشَى عَلَيْهِ وَبَاءَ مَكَّةَ ، وَنَحْنُ أَضَنَّ بِشَأْنِهِ لِـمَـا رَأَيْـنَـاهُ مِنْ بَرَكَتِهِ ، فَلَمْ نَزَلْ بِهَا حَتَّى قَـالَـتِ: ارْجِـعَابِهِ فَرَجَعْنَا بِهِ فَمَكَثَ عِنْدَنَا شَهْرَيْنِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَلْعَبُ وَأَخُوْهُ يَوْمًا خَلْفَ الْبُيُـوْتِ يَـرْعِيَـانِ بِهِـمَا لَنَا إِذْجَاءَ نَا أَخُوْهُ يَشْتَـدُّ فَـقَالَ: أَدْرِكِي أَخِي الْقُرْشِيَّ قَدْجَاءَهُ رَجُلَانِ فَـأَضْـجَـعَـاهُ فَشَـقَّا بَطْنَهُ فَخَرَجْنَا نَـحْـوَهُ نَشْتَـدُّ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ قَائِمٌ مُنْتَقِعٌ لَـوْنُـهُ فَاعْتَنَقْتُهُ ثُمَّ قُلْنَا: مَالَكَ أَيْ بُنَيَّ؟ قَالَ أَتَـانِـي رَجُلَانِ عَـلَيْهِـمَـا ثِيَـابٌ بَيَـاضٌ فَأَضْجَعَانِي ثُمَّ شَقَابَطْنِي فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا صَـنَـعَـا فَـاحْتَمَلْنَاهُ فَرَجَعْنَا بِهِ يَقُوْلُ أَبُوْهُ: وَالـلّٰـهِ يَـا حَلِيْمَةُ مَاأَرَى هٰذَا الْغُلَامَ إِلَّاقَدْ أُصِيْـبَ فَـانْطَلِقِي فَلْنَرُدَّهُ إِلَى أَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يُـظْهِرَبِهِ مَايَتَخَوَّفُ عَلَيْهِ ، فَرَجَعْنَا بِهِ إِلَيْهَا فَـقَـالَـتْ: مَارَدَّكُمَا بِهِ وَقَدْكُنْتُمَا حَرِيْصَيْنِ عَـلَيْـهِ ، فَـقُـلْـتُ لَا وَاللّٰهِ اِنَّا كَفَلْنَاهُ وَأَدَّيْنَا الْـحَقَّ الَّذِى يَجِبُ عَلَيْنَا فِيْهِ ، ثُمَّ تَخَوَّفْتُ الأَحْـدَاثَ عَـلَيْـهِ ، فَـقُلْنَا يَكُوْنُ فِي أُمِّهِ ، فَـقَـالَـتْ أُمُّهُ: وَاللّٰهِ مَاذَاكَ بِكُمَا فَأَخْبِرَانِي

ایک دن میں مہینہ کے برابر اور مہینہ میں سال کے برابر بڑھتے جاتے تھے۔ پس وہ ہوشیار بچہ نظر آنے لگے۔ اور ہم انہیں لے کر ان کی والدہ کے پاس گئے تو ان کے رضاعی والد اور میرے خاوند نے آپ کی والدہ سے کہا: یہ بیٹا ہمیں واپس کردو کیونکہ مکہ کی وبا کا ہمیں خطرہ ہے۔ ہم نے ان کی برکت دیکھ کر ان کی شان و رفعت محسوس کرلی تھی۔ ہم آپ کی والدہ سے یہی کہتے رہے یہاں تک انہوں نے کہہ دیا کہ تم دونوں اس کو واپس لے جاؤ۔ تو ہم واپس لے گئے ہمارے پاس دو ماہ ٹھہرے تھے کہ اتفاقاً وہ اپنے بھائی کے ساتھ کھیلتے اور بکریاں چراتے تھے، اور آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا آیا اور اس نے کہا: قریشی بھائی کو پہنچ جاؤ۔ اس کے پاس دو مرد آئے، اور اس کو زمین پر ڈال کر اس کا پیٹ چاک کردیا۔ تو ہم دوڑ کر آپ کے پاس پہنچے، ان کا رنگ متغیر تھا۔ ان کے باپ نے گلے لگایا، میں نے بھی گلے لگایا۔ پھر ہم نے کہا: اے بیٹے! تجھے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: سفید لباس والے دو آدمی آئے۔ انہوں نے مجھے زمین پر لیٹا کر میرا پیٹ چاک کردیا۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ انہوں نے کیا کیا؟ ہم نے آپ ﷺ کو اٹھایا اور گھر لے آئے۔ ان کے رضاعی باپ نے کہا: اے حلیمہ! میری رائے ہے کہ اس لڑکے کو کچھ ہو چکا ہے واپس اس کو اس کے گھر پہنچا دے اس سے پہلے کہ کوئی خوفناک صورت ظاہر ہو۔ چنانچہ ہم ان کو والدہ کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا: اس کو تم نے کیوں واپس کیا جب کہ تمہیں اس کے لے جانے کی حرص تھی؟ میں نے کہا: ہم نے اس کی پرورش کا وہ حق ادا کردیا ہے جو ہم پر لازم تھا۔ پھر مجھے خوف آیا کہ کوئی نئی صورتحال پیدا ہوگی تو یہ اپنی والدہ کے پاس ہی رہے آپ ﷺ کی والدہ

خَبَـرَكُـمَـا وَخَبَرَهُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ بِنَاحَتّٰى أَخْبَـرْنَـاهَا خَبَرَهُ، قَالَتْ فَتَخَوَّفْتُمَا عَلَيْهِ، كَلَّاوَاللّٰـهِ إِنَّ لِابْنِي هٰذَا لَشَأْنًا أَلاأُخْبِرُكُمَا عَـنْـهُ ؟إِنِّي حُمِلْتُ بِهِ فَلَمْ أَرْحَمْلاًقَطُّ كَانَ أَخَفَّ وَلاأَعْـظَـمَ بَـرَكَةً مِـنْـهُ، ثُمَّ رَأَيْتُ نُـوْرًاكَـأَنَّهُ شِهَابٌ خَرَجَ مِنِّي حِيْنَ وَضَعْتُهُ أَضَـاءَ تْ لِـي أَعْـنَـاقَ الإِبِلِ بِبَصْرٰى، ثُمَّ وَضَـعْـتُـهُ فَمَا وَقَعَ كَمَا يَقَعُ الصِّبْيَانُ، وَقَعَ وَاضِـعًـا يَـدَيْـهِ بِـالأَرْضِ رَافِعًا رَأْسَهُ إِلَى السَّـمَـاءِ، دَعَـاهُ وَأَلْحِقَا بِشَأْنِكُمَا. (رواه أبويعلى الموصلي والكبير)

نے کہا: بات یہ نہیں ہے، تم دونوں صحیح بات بتاؤ کہ تمہیں کیا خطرہ نظر آیا، اوراس کے ساتھ کیا پیش آیا تو وہ ہمیں اس طرح کہتی رہیں بالآخر ہم نے ساری بات بتادی۔ اس نے کہا: کیا تمہیں اس کے بارے میں خوف پیدا ہوا؟ ہرگز نہیں، بخدا! میرے بیٹے کی عجیب شان ہے، کیا تمہیں بتا دوں؟ ...... جب میں حاملہ تھی تو ایسا خفیف اور عظیم برکت والا حمل کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اس کی پیدائش کے وقت میں نے دیکھا کہ میرے اندر سے چمکتے ستارے کی طرح نور نکلا ہے۔ اتنی روشنی پھیلی کہ بصریٰ شہر کے اونٹوں کی گردنیں مجھے نظر آئیں جب یہ پیدا ہوئے تو اس طرح نیچے نہیں گرے جیسے بچے گرتے ہیں۔ یہ اس طرح گرے کہ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور سرآسمان کی طرف ہوا تھا۔ اچھا اب تم دونوں اسے چھوڑ جاؤ اور اپنے کام کاج پر پلٹ جاؤ۔'' (الموصلی، الکبیر)

٦٣٦٨ـ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ أَنَّ رَجُلاً سَـأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَـقَالَ كَيْفَ كَانَ أَوَّلُ شَـأْنِكَ يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كَانَتْ حَاضِنَتِي مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍفَانْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنٌ لَهَا فِي بَهْمٍ لَنَاوَلَمْ نَأْخُذْ مَعَنَا زَادًا فَقُلْتُ يَاأَخِي اذْهَـبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِأُمِّنَا فَانْطَلَقَ أَخِي وَمَـكَثْـتُ عِنْدَ الْبَهْمِ فَأَقْبَلَ طَيْرَان أَبْيَضَان كَـأَنَّهُـمَـا نَسْـرَان فَـقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهُـوَهُـوَقَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلا يَبْتَدِرَانِي فَأَخَذَانِي فَبَـطَـحَـانِـي إِلَـى الْـقَـفَـا فَشَـقَّا بَطْنِي ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي فَشَقَّاهُ فَأَخْرَجَامِنْهُ عَلَقَتَيْنِ

''عتبہ بن عبدالسلمی نے کہا: ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کی ابتدائی زندگی کیسے بسر ہوئی؟ فرمایا: میری پرورش کرنے والی خاتون بنوسعد بن بکر میں سے تھیں۔ میں اوراس کا بیٹا ان کے مویشیوں کے بچے چرانے گئے اور ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے کر نہیں گئے تھے۔ میں نے کہا: اے بھائی! جا کر ہماری ماں کے پاس سے سامان سفر لاؤ۔ میرا بھائی گیا، اور مویشیوں کے ساتھ میں رہا۔ پس دو سفید پرندے آئے جو گدھ کی مثل تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، وہ پھر جلدی آگے بڑھ کر آئے اور مجھے پکڑ کر پشت کے بل زمین پر گرا کر انہوں نے میرا پیٹ چاک کر دیا، پھر میرا دل نکال کر چاک کیا۔ انہوں

(٦٣٦٨) احمد: ١٧١٩٦ـ طبرانی كبير ولم يسق المتن واسناد احمد حسن، دارمی: ١٣.

سَوْدَاوَيْنِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ قَالَ يَزِيْدُ فِـي حَدِيْثِهِ ائْتِنِي بِمَاءِ ثَلْجٍ فَغَسَلاَبِهِ جَوْفِي ثُـمَّ قَـالَ ائْتِـنِـي بِمَاءِ بَرْدٍفَغَسَلاَبِهِ قَلْبِي ثُمَّ قَـالَ ائْتِـنِـي بِـالسَّكِيْنَةِ فَذَارَّهَا فِي قَلْبِي ثُمَّ قَـالَ أَحَـدُهُـمَـا لِـصَـاحِبِهِ حِصْهُ فَحَاصَهُ وَخَتَـمَ عَـلَيْـهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَقَالَ حَيْوَةُ فِي حَـدِيْثِـهِ حِصْهُ فَحَاصَهُ وَاخْتِمْ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ الـنُّبُـوَّـةِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ اجْعَلْهُ فِي كِـفَّةٍ وَاجْـعَـلْ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِهِ فِي كِفَّةٍ فَإِذَا أَنَا أَنْـظُرُإِلَى اللاَّلْفِ فَوْقِي أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّعَلَيَّ بَـعْـضُهِـمْ فَـقَالَ لَوْأَنَّ أُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ لَمَالَ بِهِـمْ ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي وَفَرِقْتُ شَدِيْدًا ثُمَّ انْـطَـلَـقْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا بِالَّذِيْ لَقِيْتُهُ فَـأَشْـفَـقْتُ عَلَي أَنْ يَكُوْنَ أُلْبِسَ بِي قَالَتْ أُعِيْـذُكَ بِـالـلّٰهِ فَرَحَلَتْ بَعِيْرًا لَهَافَجَعَلَتْنِي وَقَـالَ يَزِيْدُ فَحَمَلَتْنِي عَلَى الرَّحْلِ وَرَكِبَتْ خَـلْفِي حَتّٰى بَلَغْنَا إِلَى أُمِّي فَقَالَتْ أَوَأَدَّيْتَ أَمَـانَتِـيوَذِمَّتِي وَحَدَّثْتَهَا بِالَّذِي لَقِيْتُ فَلَمْ يَـرُعْهَـا ذٰلِكَ فَـقَالَتْ إِنِّي رَأَيْتُ خَرَجَ مِنِّي نُـوْرًا أَضَـاءَ تْ مِـنْـهُ قُصُوْرُالشَّامِ. (رواه أحمد" ١٧١٩٦) والكبير

٦٣٦٩ــ عَـنْ أُبَـيِّ بْـنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَـانَ جَـرِيًّـا عَلَى أَنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَشْيَاءِ لاَيَسْأَلُهُ عَنْهَا غَيْرُهُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ

نے دل سے دو خون کے سیاہ ٹکڑے نکال دیے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: میرے پاس برف کا پانی لاؤ۔اس سے میرا پیٹ دھوکر پھر کہا: میرے پاس ٹھنڈا پانی لاو، اور اس کے ساتھ میرا دل بھی دھویا۔ پھر کہا: تسکین لاؤ اور وہ میرے دل میں رکھ دی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو بند کر دو تو اس نے بند کیا اور اس پر نبوت کی مہر لگائی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو ایک پلڑے میں رکھ دے، اور اس کی امت کے ایک ہزار افراد دوسرے پلڑے میں رکھ دے۔ میں ایک ہزار کو دیکھ رہا تھا وہ میرے سے اوپر نظر آئے۔ اور مجھے خوف محسوس ہوتا تھا کہ میرے اوپر گر پڑیں گے۔ ایک نے کہا: اگر اس کی ساری امت اس کے ساتھ وزن کی جائے تو یہ ان سب سے بھاری ہوگا۔ پھر وہ مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے، میں بہت زیادہ ڈر گیا۔ پھر میں اپنی رضاعی ماں کے پاس گیا اور جو کچھ میرے ساتھ معاملہ پیش آیا، وہ سب کچھ بتا دیا۔ اس نے کہا: میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں، پھر اس نے اپنے اونٹ پر پالان رکھا، مجھے اس پر بٹھایا اور خود میرے پیچھے بیٹھی، ہم میری والدہ کے پاس پہنچ آئے۔ میری والدہ نے کہا: کیا تو نے میری امانت اور ذمہ داری پوری کر دی ہے؟ اس نے والدہ سے وہ واقعہ بھی بیان کیا جو میرے ساتھ پیش آیا تھا۔ میری والدہ اس سے خوف زدہ نہ ہوئی بلکہ کہا: میں نے دیکھا ہے کہ میرے اندر سے نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے ہیں۔ (احمد، الکبیر)

''سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ سے ایسے ایسے سوال پوچھتے جو کسی کی جرأت میں نہ ہوتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ سب سے

(٦٣٦٩) احمد: ٢٠٧٥٢ـ رواه عبدالله ورجاله ثقات، وثقهم ابن حبان، هيثمى: ١٣٨٤٣.

اللّٰهِ مَاأَوَّلُ مَارَأَيْتَ فِي أَمْرِالنُّبُوَّةِ فَاسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَقَالَ لَقَدْسَأَلْتَ أَبَاهُرَيْرَةَ إِنِّي لَفِي صَحْرَاءَ ابْنُ عَشْرِسِنِيْنَ وَأَشْهُرٍوَإِذَا بِكَلاَمٍ فَوْقَ رَأْسِي وَإِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ أَهُوَهُوَقَالَ نَعَمْ فَاسْتَقْبَلاَنِي بِوُجُوْهٍ لَمْ أَرَهَا لِخَلْقٍ قَطُّ وَأَرْوَاحٍ لَمْ أَجِدْهَا مِنْ خَلْقٍ قَطُّ وَثِيَابٍ لَمْ أَرَهَا عَلَى أَحَدٍ قَطُّ فَأَقْبَلاَإِلَيَّ يَمْشِيَانِ حَتّٰى أَخَذَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِعَضُدِي لاَأَجِدُ لأَحَدِهِمَا مَسًّا فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَضْجِعْهُ فَأَضْجَعَانِي بِلاَ قَصْرٍ وَلاَ هَصْرٍ وَ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ افْلِقْ صَدْرَهُ فَهَوَى أَحَدُهُمَا إِلَى صَدْرِي فَفَلَقَهَا فِيْمَا أَرَى بِلاَدَمٍ وَلاَوَجَعٍ فَقَالَ لَهُ أَخْرِجِ الْغِلَّ وَالْحَسَدَ فَأَخْرَجَ شَيْئًاكَهَيْئَةِ الْعَلَقَةِ ثُمَّ نَبَذَهَا فَطَرَحَهَا فَقَالَ له أُدْخِلِ الرَّأْفَةَ وَالرَّحْمَةَ فَإِذَا مِثْلُ الَّذِي أَخْرَجَ يُشْبِهُ الْفِضَّةَ ثُمَّ هَزَّإِبْهَامَ رِجْلِيَ الْيُمْنَى فَقَالَ اغْدُ وَاسْلَمْ فَرَجَعْتُ بِهَا أَغْدُوْرِقَّةً عَلَى الصَّغِيْرِوَرَحْمَةً لِلْكَبِيْرِ . (رواه أحمد، ٢٠٧٥٢)

پہلے نبوت کے امور میں سے آپ ﷺ نے کیا چیز دیکھی؟ فرمایا: میں صحراء میں تھا۔ میری عمر دس سال چند ماہ کی تھی۔ میں نے اپنے سر پر کلام کرنے اور بولنے کی آواز سنی تو ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں۔ پس وہ میرے سامنے آئے اور ان کے چہروں جیسے چہرے میں نے کسی مخلوق کے نہیں دیکھے، نہ ان جیسی کوئی مخلوق دیکھی، اور نہ ان کے لباس جیسا کسی کا لباس دیکھا۔ وہ میری طرف آئے اور ہر ایک نے آ کر میرا بازو پکڑا ان کا پکڑنا میرے جسم پر محسوس نہیں ہوا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس کو لٹا دے۔ پھر مجھ دونوں نے لٹا دیا۔ اور ان کے لٹانے سے نہ جسم کو تکلیف پہنچی نہ تھکاوٹ۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کا سینہ چاک کر دے۔ ایک نے آ کر میرا سینہ چاک کیا، نہ خون خارج ہوا نہ درد پہنچا۔ ایک نے کہا: خیانت اور حسد نکال دو۔ پس جامد خون کی مانند کوئی چیز نکالی گئی۔ اور اس کو پھینک دیا گیا۔ کہا: رحمت وشفقت داخل کر دو تو جو چیز نکالی گئی تھی اس کے برابر چاندی جیسی کوئی چیز داخل کی گئی۔ پھر میرے پاؤں کے دائیں انگوٹھے کو حرکت دی اور کہا جاؤ اور سلامتی سے رہو۔ تو میں اس کیفیت کے ساتھ لوٹا کہ ہر چھوٹے پر شفقت اور ہر بڑے کے ساتھ مہربانی میرا وصف لاینفک بن گیا۔'' (احمد)

٦٣٧٠ــــ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ: أَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَتَنَ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ طَهُرَ قَلْبُهُ . (رواه الطبراني في الأوسط بخفى)

''سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دل کی جب طہارت وصفائی کی گئی تو جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا ختنہ بھی کر دیا۔'' (الاوسط، سند کمزور ہے)

(٦٣٧٠) طبرانی اوسط وفيه عبدالرحمن بن عيينة وسلمة بن محارب ولم اعرفهما وبقية رجاله ثقات، هيثمی : ١٣٨٥٣.

٦٣٧١ـــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَام وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ الْقَلْبَ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَأَمَهُ ثُمَّ أَعَادَهُ فِي مَكَانِهٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلٰى أُمِّهٖ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوْا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ وَقَدْ كُنْتُ أَرٰى أَثَرَ ذٰلِكَ الْمَخِيْطِ فِي صَدْرِهٖ. (رواه مسلم، ١٦٢)

’’سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل پھاڑ کر اس سے خون کا ٹکڑا نکالا اور کہا: یہ شیطان کا حصہ تھا جو تیرے دل سے نکال دیا۔ پھر سونے کی طشتری میں زمزم کا پانی لایا گیا، اس کو دھو کر صاف کیا گیا، اور جوڑ کر اپنی اس کی جگہ میں رکھ دیا، اور پھر سینہ میں جوڑ دیا۔ بچے دوڑ کر میری رضاعی ماں کے پاس گئے، اور کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل کر دیا گیا تو وہ دوڑتے آئے اور آپ کا رنگ تبدیل تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دھاگے کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر دیکھا کرتا تھا۔‘‘ (مسلم)

٦٣٧٢ـــ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا إِلَى الشَّامِ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانَ مَعِي مُحَمَّدٌ فَأَشْرَفْنَا عَلٰى رَاهِبٍ بِالطَّرِيْقِ فَنَزَلْنَا وَحَلَلْنَا رَوَاحِلَنَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا الرَّاهِبُ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ لَا يَخْرُجُ إِلَيْنَا فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُنَا حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ: هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ. فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَمَا عِلْمُكَ بِمَا تَقُوْلُ؟ قَالَ أَجِدُ صِفَتَهُ وَنَعْتَهُ فِي الْكِتَابِ الْمُنَزَّلِ، وَإِنَّكُمْ حِيْنَ أَشْرَفْتُمْ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ لَهُ سَاجِدًا، وَلَا تَسْجُدُ الْجَمَادَاتُ إِلَّا لِنَبِيٍّ، وَأَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ

’’سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے باپ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: ہم شام کی طرف سرداران قریش کے ساتھ گئے، میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ راستہ میں ہم ایک راہب کے سامنے گذرتے، اس جگہ ہم اترتے اور اپنی سواریوں پر سے کجاوے کھولتے تھے۔ راہب اس بار ہمارے پاس آیا جب کہ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا وہ ہمارے درمیان گھومتا رہا اور پھر اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور کہا: تمام جہانوں کا سردار یہ ہے۔ اشیاخ قریش نے کہا: جو تو نے کہا ہے اس کا تجھے کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: اس کی صفات اور علامات میں نے آسمانی کتاب میں پڑھی ہیں۔ میں نے دیکھا کہ جب تمہارا قافلہ میرے سامنے آیا تو درخت اور ہر پتھر نے اس کے لیے سجدہ کیا اور جمادات کسی کے لیے نبی کے علاوہ سجدہ نہیں کرتے۔ اور

(٦٣٧١) مسلم: ١٦٢۔ بخاری: ٧٥١٧۔ ترمذی: ٣١٥٧۔ نسائی: ٤٥٢۔ ابوداؤد: ٤٨٧٨۔ احمد: ١٣٦٥٥.
(٦٣٧٢) رزین.

أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ، ثُمَّ رَجَعَ وَصَنَعَ طَعَامًا وَأَتَا نَابِهِ وَكَانَ مُحَمَّدٌ فِي رَعِيَّةِ الإِبِلِ فَجَاءَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا وَجَدَ الْقَوْمَ قَدْ سَبَقُوْهُ إِلَى شَجَرَةٍ فَجَلَسَ فِي الشَّمْسِ فَمَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ وَضَحَوْاهُمْ فِي الشَّمْسِ فَبَيْنَا هُوَقَائِمٌ عَلَيْهِمْ يُنَاشِدُهُمُ اللّٰهَ أَلَّا يَذْهَبُوْا بِهِ إِلَى الرُّوْمِ وَيَقُوْلُ أَنْ رَأَوْهُ عَرَفُوْهُ بِالصِّفَةِ وَآذَوْهُ، فَبَيْنَمَا هُوَيُنَاشِدُهُمُ اللّٰهَ فِي ذٰلِكَ التَّفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ مِنَ الرُّوْمِ مُقْبِلِيْنَ نَحْوَ دَيْرِهِ فَاسْتَقْبَلَهُمْ وَقَالَ: مَاجَاءَ بِكُمْ؟ قَالُوْا: بَلَغَنَا مِنْ أَحْبَارِنَا أَنَّ نَبِيًّا مِنَ الْعَرَبِ خَارِجٌ نَحْوَبِلَادِنَا فِي هٰذَا الشَّهْرِ فَلَمْ يَبْقِ طَرِيْقٌ إِلَّا بُعِثَ إِلَيْهِ بِأُنَاسٍ وَبُعِثْنَا إِلَى طَرِيْقِكَ هٰذَا، قَالَ: فَهَلْ خَلْفَكُمْ أَحَدٌ خَيْرٌمِنْكُمْ؟ قَالُوْا: إِنَّمَا اخْتَرْنَا لِطَرِيْقِكَ هٰذَا خِيَرَةٌ قَالَ لَهُمْ: أَرَأَيْتُمْ أَمْرًا أَرَادَاللّٰهُ تَعَالَى أَنْ يَقْضِيَهٗ هَلْ يَسْتَطِيْعُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَرُدَّهٗ؟ قَالُوْا: لَا. قَالَ: فَبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ فَإِنَّهٗ حَقٌّ فَبَايَعُوْهُ وَأَقَامُوْا مَعَ الرَّهِبِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْنَا فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ أَيُّكُمْ وَلِيُّهٗ؟ قَالُوْا: هٰذَا (يَعْنُوْنِي) فَمَا زَالَ يُنَاشِدُنِي حَتّٰى رَدَدْتُهٗ مَعَ رِجَالٍ فَكَانَ فِيهِمْ بِلَالٌ وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ كَعْكًا وَزَيْتًا. (رواه رزين)

میں ان کو مہر نبوت سے بھی جانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے پشت پر ہے۔ جو چھوٹے سیب کے مشابہ ہے۔ پھر وہ اپنے ٹھکانے پر گیا۔ کھانا تیار کیا اور ہمارے پاس کھانا لے کر حاضر ہوا۔ محمد ﷺ اس وقت چرانے والوں کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ آئے تو بادل کا ٹکڑا آپ ﷺ پر سایہ کرتا آیا جب آپ ﷺ قریب آئے تو درخت کے سایے میں قوم بیٹھ چکی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ دھوپ میں ہی بیٹھ گئے اور درخت کا سایہ آپ ﷺ پر مائل ہو گیا اور لوگوں پر دھوپ آ گئی۔ تو راہب نے لوگوں کو کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا کہ ان کو رومیوں کے سامنے نہ لے جاؤ۔ اس نے کہا: اگر وہ ان کو دیکھیں گے تو ان اوصاف سے ان کو پہچان جائیں گے اور ان کو ایذا پہنچائیں گے۔ وہ اسی طرح اللہ کے نام پر سوال کر رہا تھا کہ اس مقام کی طرف سات رومی آئے۔ اس نے دیکھے تو اس نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور کہا: تم لوگ کیوں آئے؟ انہوں نے کہا: ہمارے علما نے ہمیں خبر دی ہے کہ عرب میں سے ایک نبی ﷺ اس مہینے میں ہمارے ملک کو آ رہا ہے۔ ہر راستے پر لوگ روانہ کیے ہیں، اور تیرے راستے پر ہمیں روانہ کیا ہے۔ اس نے کہا: تم نے کوئی نیک انسان اس راستے پر دیکھا ہے جس کو تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔؟ انہوں نے کہا: ہم نے تیرا راستہ بہتری کے لیے ہی اختیار کیا ہے۔ اس نے کہا: یہ تو بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی ارادہ ہو تو کیا لوگوں میں سے کوئی اس کو تبدیل کر سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: پھر تم اس نبی کی بیعت کرو یہ سچا نبی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی پھر وہ لوگ راہب کے پاس کچھ دیر ٹھہرے، پھر وہ راہب ہماری طرف آیا۔ اس نے کہا: میں

تمہیں اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں تم میں سے اس کا وارث کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ہے اور مجھے بتایا تو اس نے مجھے اللہ کے نام پر بار بار سوال کیا یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو چند افراد کے ساتھ واپس کیا۔ اور ان میں سے ایک بلال رضی اللہ عنہ تھا۔ راہب نے آپ ﷺ کو زادِ راہ کیک اور تیل زیتون دیا۔'' (رزین)

٦٣٧٣ــــ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ خَرَجَ أَبُوْطَالِبِ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فِي نَحْوٍ مِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ. (رواه الترمذي: "٣٦٢٠"). وَلَيْسَ بَيْنَ الأَلْفَاظِ اِخْتِلاَفٌ كَثِيْرٌ، قُلْتُ نُسْخَةُ رَزِيْنٍ الَّتِي عِنْدِي وَقَابَلْتَا بِالتِّرْمِذِيِّ فَكَانَتْ إِلَى التِّرْمِذِيِّ أَقْرَبُ مِنْهَا إِلَى مَاذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ عَنْ رَزِيْنٍ وَفِي آخِرِهَا: وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَبِلاَلاً كَمَا فِي التِّرْمِذِيِّ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ إِنَّ نُسَخَ رَزِيْنٍ مُخْتَلِفَةٌ بَعْضُهَا أَقْرَبُ إِلَى مَافِي الأُصُوْلِ وَبَعْضُهَا أَبْعَدُ كَنُسْخَةِ الْمُصَنِّفِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو طالب شام کی طرف گیا۔ اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ اور سردارانِ قریش بھی تھے۔ آگے پچھلی روایت کی طرح کا ہی واقعہ ہے۔ (ترمذی) الفاظ میں زیادہ اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں: رزین کا جو نسخہ میرے پاس موجود ہے میں نے اس کا ترمذی سے تقابل کر کے دیکھا تو وہ مصنف ہذا کے بالمقابل ترمذی سے رزین کا نسخہ زیادہ قریب ہے اور اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ جیسا کہ ترمذی میں ہے۔ واللہ اعلم

رزین کا نسخہ بعض مقامات پر اصول ہذا سے قریب تر ہے اور بعض مقامات پر مصنف کے نسخے کی طرح زیادہ بعید ہے۔ واللہ اعلم

شرح: ......سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس نے آپ کو دودھ پلایا۔ ان کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا، ان کے شوہر کا نام حارث بن عبدالعزیٰ تھا اور کنیت ابو کبشہ تھی۔

نبی ﷺ کے رضاعی بہن بھائیوں کے نام یہ تھے۔ عبداللہ، انیسہ، حذافہ یا جذامہ انہی کا لقب شیماء تھا اور اسی نام سے وہ زیادہ مشہور ہوئیں، یہ رسول اللہ ﷺ کو گود کھلایا کرتی تھیں۔

ان کے علاوہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب جو رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی تھے وہ بھی حضرت حلیمہ کے واسطے سے آپ کے رضاعی بھائی تھے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی دودھ پلانے کے

(٦٣٧٣) ترمذی: ٣٦٢٠۔ صحیح، البانی: ٢٨٦٢ لکن ذکر بلال منکر کما قیل.

لیے بنوسعد کی ایک عورت کے حوالے کیے گئے تھے، اس عورت نے بھی ایک دن جب رسول اللہ ﷺ حضرت حلیمہ کے پاس تھے، آپ کو دودھ پلا دیا۔ اس طرح آپ اور حضرت حمزہ دوہرے رضاعی بھائی ہو گئے، ایک ثوبیہ کے تعلق سے اور دوسرے بنوسعد کی اس عورت کے تعلق سے۔ (زاد المعاد: ۱/ ۱۹) زیر شرح حدیث میں آپ کی برکات جو بنوحلیمہ میں ظہور پذیر ہوئیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ (الرحیق المختوم: ص۸۴)

ایک بات کی وضاحت ہو جائے عموماً شعرائے کرام اور واعظین محترم کہتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اونٹنی پر سوار ہو کر آئی تھیں، تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ وہ گدھی پر سوار تھیں۔ (گوندلوی)

ایک روایت کے مطابق سینہ شق ہونے کا واقعہ جو کہ ابھی آپ بنوسعد ہی میں تھے، لیکن دودھ پینے کی مدت سے گزر چکے تھے، ولادت کے تیسرے سال اور دوسری روایت کے مطابق چوتھے یا پانچویں سال شق صدر کا یہ واقعہ پیش آیا۔ (الرحیق المختوم: ص۸۶)

یہ دراصل آپ ﷺ کو نبوت کا معیار عطا کیا جا رہا تھا، بحیراء راہب جس کا اصل نام جرجیس تھا، بحیرا اس کا مشہور لقب تھا۔ اس واقعہ کی استنادی حیثیت مشکوک ہے، اس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی موجودگی کا ذکر منکر ہے، اول تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے، اگر ہوئے تھے تو ابوطالب یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ تھے۔ (زاد المعاد: ۱/ ۱۷)

آپ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت بارہ برس دو مہینے دس دن تھی، جب آپ اس مشہور سفر پر گئے۔ (الرحیق المختوم: ص۸۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک دفعہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک معراج سے پہلے چاک ہوا، ایک دفعہ تقریباً دس برس کی عمر میں اور ایک مرتبہ اس وقت شق صدر ہوا جب آپ کو نبوت ملنے والی تھی۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۴۸۱)

بدء الوحی و کیفیة نزوله

وحی کی ابتداء اور نزول کی کیفیت

٦٣٧٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتَ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی سچے نیک خواب کی صورت میں آنا شروع ہوئی۔ آپ ﷺ جو خواب دیکھتے وہ صبح طلوع ہونے کی مثل واضح ہو کر سامنے آتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کو تنہائی مرغوب کر دی گئی۔ آپ ﷺ غار حراء میں تخلیہ میں کئی کئی رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ گھر سے خوراک وغیرہ لے کر پھر

(٦٣٧٤) بخاری: ٤۔ مسلم: ١٦١۔ ترمذی: ٣٦٣٢۔ احمد: ٢٥٤٢٨.

يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَفِي غَارِحِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَاأَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَاأَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضي الله عنها فَقَالَ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَلَقَدْ خَشِيْتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّاوَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيْجَةُ حَتّٰى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ ابْنُ نَوْفَلَ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنُ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَأً قَدْ تَنَصَّرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًاقَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيْجَةُ يَابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ

چلے جاتے۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر زادِتخلیہ لے جاتے اسی حال پر تھے کہ اچانک آپ ﷺ کے پاس فرشتہ غارِحراء میں آیا۔ اس نے کہا: پڑھو۔ آپ ﷺ نے کہا: میں پڑھنے والانہیں ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: اس نے مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ گرفت میں لے کر دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف ہونے لگی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھو، تو میں نے کہا: میں پڑھنے والانہیں ہوں۔ پس اس نے مجھے پھر اپنے ساتھ دبایا اور مجھے تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھیے تو میں نے کہا: میں پڑھنے والانہیں ہوں۔ اس نے تیسری بار پکڑ کر دبایا اور مجھے تکلیف پہنچی۔ اس نے چھوڑ کر کہا: پڑھو (اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اپنے رب کے نام سے جو بڑا کرم کرنے والا ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا ہے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا) مالم تعلم تک پہنچا۔ یہ آیات لے کر آپ ﷺ گھر لوٹے اور آپ ﷺ کا دل کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا: مجھے کپڑا لپیٹ دو، مجھے کپڑے میں لپیٹ دو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا۔ پس آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر سنائی اور فرمایا: مجھے تو جان کا خطرہ ہے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! وہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بات سچی کہتے ہیں۔ تھکے ماندے کا بے کار کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مفلس کے لیے رزق کماتے ہیں۔ مہمان کی خاطر مدارت کرتے ہیں۔ اور مصائب میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔ اس کے بعد سیدہ خدیجہ آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی بن قصی

ابْـنِ اَخِيْكَ فَـقَـالَ لَهُ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَـرَى فَـأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَمَا رَأَى فَـقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِى نَزَلَ اللّٰهُ عَـلَـى مُـوْسَـى يَـالَيْتَنِى فِيْهَا جَذَعاً لَيْتَنِى أَكُـوْنُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَمُـخْـرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُـلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهِ إِلاَّ عُوْدِيَ وإِنْ يُـدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَـنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَالْوَحْيُ . (رواه البخاری، ٤)

کے پاس لے کر گئیں۔ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کا بیٹا تھا اور اسلام سے پہلے نصرانیت اختیار کر چکا تھا۔ اور عبرانی زبان میں کتب لکھتا تھا۔ اس نے عبرانی میں انجیل لکھی تھی۔ جس قدر اللہ نے اس کا لکھنا چاہا۔ وہ بڑا بوڑھا اور آنکھوں سے نابینا ہو چکا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھائی کے بیٹے کا واقعہ تو سنو! تو ورقہ نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تو نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے اس کو پوری خبر دی اور جو دیکھا تھا بتا دیا! تو ورقہ نے آپ ﷺ کو کہا: یہ تو وہ برگزیدہ ہستی ہے جس کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ افسوس! میری جان میں طاقت ہوتی، کاش! میں اس وقت زندہ رہتا جب تجھے تیری قوم نکال دے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟ اس نے کہا: کوئی آدمی جب وہ چیز لایا جس کی مثل آپ ﷺ لائے ہیں تو اس سے عداوت کی گئی ہے۔ اگر میں اس دن تک زندہ رہا تو تیری پوری پوری مدد کروں گا۔ پھر تھوڑا عرصہ ہی گذرا تھا کہ ورقہ فوت ہو گیا، اور ایک عرصہ کے لیے وحی آنا رک گئی۔'' (بخاری)

٦٣٧٥۔۔ وَفَتَـرَالْـوَحْـيُ فَتْـرَةً حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَامِنْهُ مِرَارًاكَيْ يَتَـرَدَّى مِنْ رُءُ وْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ لِكَي يُلْقِيَ مِنْهُ نَفْسَهٗ تَبَدّٰى لَـهٗ جِبْـرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَأْشُهٗ وَتَقَرُّ نَفْسُهٗ فَيَرْجِعُ فَـإِذَا طَـالَـتْ عَـلَيْهِ فَتْرَةُ الْوَحْيِ غَدَا لِمِثْلِ ذٰلِكَ فَإِذَا أَوْفَى بِذِرْوَةِ جَبَلٍ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ . (رواه البخاري٦٩٨٢)

''ایک روایت میں ہے: وحی رک گئی تو رسول اللہ ﷺ بہت پریشان ہوئے۔ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ پریشانی کے عالم میں کئی بار بلند پہاڑ کی چوٹی سے اپنے آپ کو گرانے کی خاطر جاتے۔ جب بھی جاتے تو جبریل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: اے محمد! آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں تو آپ ﷺ کا جوش تسکین پا جاتا اور نفس قرار پکڑتا۔ پھر جب وحی کا وقفہ طویل ہو جاتا تو پھر جوش آتا اور پہاڑ کی چوٹی سے گرنے کے لیے جاتے اور جبریل علیہ السلام آ کر وہی بات کہتا تھا۔''

(٦٣٧٥) بخاری: ٦٩٨٢۔ مسلم: ١٦١۔ ترمذی: ٣٦٣٢۔ احمد: ٢٥٤٢٨.

٦٣٧٦ـ عَنْ يَحْيَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أَوِ اقْرَأْ فَقَالَ سَأَلْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنْزِلَ قَبْلُ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أَوِاقْرَأْ قَالَ جَابِرٌ أُحَدِّثُكُمْ مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي نَزَلْتُ فَاسْتَبْطَنْتُ بَطْنَ الْوَادِي فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي وَعَنْ يَمِيْنِي وَعَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَأَحَدًا ثُمَّ نُوْدِيْتُ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا هُوَ عَلَى الْعَرْشِ فِي الْهَوَاءِ يَعْنِي جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام فَأَخَذَتْنِي رَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ فَأَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِي فَدَثَّرُوْنِي فَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ . (رواه مسلم، ١٦١)

''یحیٰی بن ابی کثیر کہتے ہیں: میں نے ابوسلمہ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا حصہ نازل ہوا ہے۔؟ اس نے کہا: **یایھا المدثر** ، میں نے کہا: لوگ کہتے ہیں سب سے پہلے **اقرأ باسم ربك** نازل ہوئی ہے۔اس نے کہا: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا اور میں نے ایسا ہی کہا تھا جو کچھ تو نے مجھے کہا ہے۔تو مجھے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمھیں اتنا ہی بیان کیا ہے جس قدر ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا۔فرمایا: میں غارحراء میں ایک ماہ تک تخلیہ میں رہا جب میں اتر آیا تو مجھے آواز دی گئی تو میں نے اپنے سامنے اپنے پیچھے، اپنے دائیں طرف اوراپنے بائیں طرف دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ پھر مجھے بلایا گیا تو میں نے اپنا سراوپر اٹھایا تو جبریل علیہ السلام ہوا میں تخت پر بیٹھے تھے۔مجھے بے حد کپکپی لگی، اور میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ میں نے کہا: مجھے کپڑا پہناؤ تو انہوں نے میرے اوپر پانی ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔(اے کپڑا لپیٹنے والے! اٹھ اور ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کراوراپنے کپڑے پاک رکھ۔'' (مسلم)

٦٣٧٧ـ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيْثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسًا عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُئِثْتُ مِنْهُ فَرَقاً فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِي زَمِّلُوْنِي

''ایک روایت میں ہے: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی رکنے کا بیان کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی بات بیان کی کہ اتفاقاً میں جارہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی۔ میں نے اپنا سراوپر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو غار میں آیا تھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے۔ میں خوف زدہ ہوگیا، اور میں لوٹ آیا۔ میں نے کہا: مجھے کمبل لپیٹ دو۔ مجھے کپڑا لپیٹ دو۔ گھر والوں نے مجھے

(٦٣٧٦) مسلم: ١٦١ـ بخاری: ٤ـ ترمذی: ٣٣٢٥ـ احمد: ١٤٧٩٢.
(٦٣٧٧) مسلم: ١٦١ـ بخاری: ٤ـ ترمذی: ٣٣٢٥ـ احمد: ١٤٧٩٢.

فَدَثَّرُوْنِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿يَاأَيُّهَا الْـمُـدَّثِـرُ قُـمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾. (رواه مسلم، ١٦١)

کپڑا اوڑا دیا۔ پس اللہ نے یہ آیات نازل کیں۔(اے کپڑا لپیٹنے والے......تا......ناپاکی ترک کردے)(مسلم)

٦٣٧٨ــــ وَفِـي رِوَايَةٍ: ثُـمَّ حَـمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ. (رواه البخاري، ٤٩٢٦)

''دوسری روایت میں ہے: پھر تو نزول وحی میں شدت آ گئی اور مسلسل وحی آنے لگی۔'' (بخاری)

شـــرح: ...... یہ احادیث آغاز وحی کے متعلق بالکل واضح ہیں،مکمل تفصیل بتا رہی ہیں۔ان میں بیان شدہ بعض باتوں پر اعتراضات کیے جاتے ہیں، وہ درج ذیل میں نقل کرتے ہیں اور بحمد للہ ان کے جوابات بھی پیش خدمت ہیں۔

ایک بات کی وضاحت پہلے کرتے چلیں وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی اقرا باسم ربک والی ہے۔ جوسورت مدثر کو پہلی وحی کہا گیا ہے وہ اس لحاظ سے ہے کہ وقفہ کے بعد وہ پہلی تھی وگرنہ بالاتفاق سب سے پہلی وحی سورت علق والی ہی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ پہلی وحی کے بعد جو خاموشی رہی ہے، وحی نہیں آئی یہ کتنا وقت ہے تو اس بارے میں ایک قول: اڑھائی سال وقفہ ہے۔ایک قول ٦ ماہ کا ہے، تاہم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سالوں یا مہینوں والی بات کو مضبوط قرار نہیں دیا چند ایام کے وقفہ کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے، پہلی وحی کے بعد کچھ دن یہ وحی رکی رہی وہ تین دن سے زیادہ ہیں، کیونکہ دو تین دن وحی رکنے کا جو ذکر ہوا ہے وہ آپ کی بیماری کی بات ہے۔ جب مخالف مردوں اورعورتوں نے کہا کہ محمد ﷺ کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے تو پھر سورت والضحیٰ میں تردید آئی تھی۔ بہر صورت ابتدائی وحی کا وقفہ تین دن سے زیادہ تھا، اور چند دنوں کا وقفہ ہے۔ سالوں یا مہینوں کا وقفہ نہیں، دنوں کا ہے، اگر چہ ان کا تعین نہیں ہو سکا۔ الرحیق ص١٠٢ کے حاشیہ ١١ پر بندش وحی کی مدت ١٠ دن بتائی گئی ہے۔ تاہم ان پر اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ بات کیسے تسلیم کر لیں کہ نبی ﷺ کو اپنی نبوت میں شک تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی اہلیہ سے یہ اندیشہ کیا کہ مجھے ڈر ہے کہ میری جان خطرہ میں ہے، پھر وہ تسلی دیتی ہیں اور ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر جاتی ہیں، وہ بھی تشفی کراتے ہیں تو تب آپ کو اطمینان ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک جلیل القدر معاملہ تھا، اس کا آغاز سچے خواب سے ہو چکا تھا، اور آپ کی طبیعت خلوت گزینی پسند کرنے لگی، یہ تھا تو نبوت کا آغاز مگر یہ چیزیں فطرت انسانی پر وارد ہوتی رہتی ہیں، خواب آتے ہیں، تنہائی پسند ہوتی ہے۔ مگر آپ ﷺ کے پاس اچانک فرشتہ تشریف لاتا ہے، جو خلاف عادت تھا، آپ مانوس نہ تھے تو آپ ﷺ کی طبیعت مبارکہ بشری تقاضا سے ایسی ہولناکی کا شکار ہوئی کہ حالت سنبھل نہ سکی کہ غور کر سکیں کہ یہ وحی حق ہے، وجہ یہ ہے کہ نبوت طبیعت سے بشریت تو ختم نہیں کرتی تو انسان ہونے کے ناطے تعجب میں آ گئے اور بے قراری کا شکار ہو گئے۔ اس کی دلیل ہے جب آپ اپنی اہلیہ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کے کریمانہ اخلاق کا تذکرہ کیا۔ یہ

(٦٣٧٨) بخاری: ٤٩٢٦۔ مسلم: ١٦١۔ ترمذی: ٣٦٣٢۔ احمد: ٢٥٤٢٨.

ایک مانوس چیز تھی آپ کی بے چینی کا سمندر پرسکون ہوا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت ورقہ کے پاس لے گئیں کیونکہ وہ ایک سچے انسان تھے اور سابقہ کتابوں کے ماہر تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سنی تو آپ کو مزید اطمینان ہوا وہ بے قراری بالکل ختم ہوئی۔ یقین ہوا کہ یہ حق ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے، حق کا تو پہلے بھی علم تھا مگر طبعی رکاوٹ تھی وہ دور ہوئی، آپ اس وحی حق کے مستقل طور پر حاصل ہو گئے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ جو حدیث کا حصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ میں خود کو چوٹی سے گرانے کا ارادہ فرماتے رہے اگر اللہ کی طرف سے اترنے والے فرشتے اور وحی کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم شک کا شکار ہو گئے تھے تو جو لوگ اس وحی کو رب کی طرف سے اترتے نہیں دیکھتے اگر یہ شک کرتے ہیں تو پھر ان پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نے وحی کے بارے میں سکون پایا تو اب دوسری بات سامنے آئی تو آپ چاہتے تھے یہ آہستہ آہستہ آتی رہے، اس کے وقفہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم گرانبار تھے کہ مجھے یہ خطاب ملا ہے کہ آپ اللہ کے رسول حق ہیں اور بندگانِ الٰہی کے لیے مبعوث ہوئے ہیں، تو اب یہ وقفہ کیوں ہوا۔ اس پر آپ غمزدہ تھے اور خوفزدہ بھی تھے کہ معاملہ ادھورا کیوں رہا ہے، اس کی مثال یہ ہے ایک انسان دوسرے کو الحمد للہ پڑھتے سنتا ہے۔ یہ ایک فطرتی بات ہے آگے اسے دلچسپی ہوگی کہ پوری پڑھی جائے جب تک یہ سورت پوری نہ پڑھی جائے گی اس وقت تک بے قراری ختم نہ ہوگی۔ اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کو گرانے کا ارادہ کیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام نبوت سر پر سجانے کے بعد آپ کا خیال تھا کہ یہ بار نبوت اٹھانے کا میں متحمل نہیں ہوسکتا کہ ساری کائنات کے لوگوں کی مخالفت مول لے سکوں، مگر جب اس اہم ذمہ داری کے انجام پر غور ہوا کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں اور اس ذمہ داری کی ادائیگی پر صبر کرنا اور اسے پورا کرنا قابل تعریف عمل ہے تو طبیعت پرسکون ہوئی اور یہ تاریخ ساز عہد و پیمان نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نبھایا کہ سید الانبیاء قرار پائے۔ (فتح الباری: ۱۲/ ۳۶۰)

٦٣٧٩ــ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْيَاناً يَأْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ فرمایا: کبھی تو گھنٹی کی آواز کی مثل وحی نازل ہوتی ہے اور وہ میرے اوپر بھاری گذرتی ہے۔ جب نزول ختم ہوتا ہے تو میں اس کو یاد کر چکا ہوتا ہوں جو اس نے کہا ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ میرے سامنے آدمی کی صورت میں آتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے۔ میں وہ کچھ یاد کرتا ہوں جو وہ کہتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

(٦٣٧٩) بخاری: ٢ـ مسلم: ٢٣٣٣ـ ترمذی: ٣٦٣٤ـ نسائی: ٩٣٤ـ احمد: ٢٥٦٦٦ـ مو٢طا: ٤٧٤.

فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. (رواه البخاري، ٢)

میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی دیکھی شدید سردی کا دن تھا۔ وحی جب مکمل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا۔'' (بخاری)

٦٣٨٠ــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهِ كَدَوِيِّ النَّحْلِ. (رواه الترمذي، ٣١٧٣)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے قریب سے ایسی آواز سنائی دیتی جس طرح شہد کی مکھی کی آواز سنائی دیتی ہے۔'' (ترمذی)

٦٣٨١ــ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ. (رواه مسلم، ٢٣٣٤)

''سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سبب اذیت میں پڑ جاتے اور چہرہ اقدس متغیر ہو جاتا۔'' (مسلم)

٦٣٨٢ــ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَيْتَنِي أَرَى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَاتَضَمَّخَ بِطِيْبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَاءَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ

''صفوان سے روایت ہے کہ سیدنا یعلی بن امیہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے: کاش! میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی دیکھتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا، آپ کے اردگرد کئی لوگ جمع تھے، ان میں عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اچانک ایک آدمی نے سوال کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ اس شخص کے متعلق جس نے اپنا جبہ خوشبو سے لت پت کر کے عمرہ کا احرام باندھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ایک گھڑی دیکھا، پھر خاموش رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آ گئی تو عمر نے مجھے اشارہ کیا کہ آ جاؤ۔ تو یعلیٰ آئے اور کپڑے کے اندر اپنا سر داخل کیا اور دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، یہ کیفیت تھوڑی ساعت رہی، اور پھر جاتی

(٦٣٨٠) ترمذی: ٣١٧٣۔ ضعیف، البانی: ٦٢٠۔ احمد: ٢٢٤۔

(٦٣٨١) مسلم: ٢٣٣٤۔ احمد: ٢٢٢٧٤۔

(٦٣٨٢) مسلم: ١١٨٠۔ بخاری: ٤٩٨٥۔ ترمذی: ٨٣٥۔ نسائی: ٢٧١٠۔ ابوداؤد: ١٨١٩۔ احمد: ١٧٥٠٤۔ مؤطا: ٧٢٨۔

فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ.
رہی۔'' (مسلم)

(رواه مسلم، ۱۱۸۰)

شـــــرح: ......حافظ ابن حجر ؒ کا مؤقف یہ ہے کہ خواب کے ذریعے نبوت کا آغاز چالیس سال کی عمر مکمل ہونے پر ماہ ربیع الاول میں ہوا جو آپ کی ولادت کا مہینہ ہے لیکن حالت بیداری میں آپ ﷺ کے پاس وحی رمضان شریف میں آئی۔ (فتح الباری:۱/ ۲۷)

مولانا صفی الرحمٰن ؒ فرماتے ہیں: (یہ) قول زیادہ صحیح ہے کہ یہ رمضان کا مہینہ تھا (یعنی جب آپ شرف نبوت سے سرفراز ہوئے تھے) کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرة: ۱۸۵)

''رمضان کا مہینہ ہی برکت والا ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔''

اور ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر: ۱)

''ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔''

اور لیلۃ القدر رمضان میں ہے۔ یہی لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں بھی مراد ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾ (الدخان: ۳)

''ہم نے قرآن مجید کو ایک بابرکت رات میں اتارا، ہم لوگوں کو عذاب کے خطرے سے آگاہ کرنے والے ہیں۔''

اور نبی ﷺ کی بعثت اکیسویں رمضان کی رات میں ہوئی، اس لیے یہی نزول وحی کی پہلی تاریخ ہے۔

(الرحیق ص: ۹۸)

مولانا ؒ مزید فرماتے ہیں: دلائل وقرائن پر ایک جامع نگاہ ڈال کر حضرت جبریل علیہ السلام کی تشریف آوری کے اس واقعے کی تاریخ معین کی جاسکتی ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق یہ واقعہ رمضان کی ۲۱ تاریخ کو دوشنبہ (سوموار) کی رات پیش آیا، اس روز اگست کی ۱۰ تاریخ تھی۔ اور ۶۱۰ء تھا۔ قمری حساب سے نبی ﷺ کی عمر چالیس سال چھ مہینے بارہ دن اور شمسی حساب سے ۳۹ سال تین مہینہ ۲۲ دن تھی۔ (الرحیق المختوم: ص ۹۷)

وحی کی درج ذیل اقسام ہیں:

۱۔ سچا خواب، اسی سے نبی ﷺ کے پاس وحی کی ابتدا ہوئی۔

۲۔ فرشتہ آپ ﷺ کو دکھائی دیئے بغیر آپ کے دل میں بات ڈال دیتا تھا۔

۳۔ فرشتہ نبی ﷺ کے لیے آدمی کی شکل اختیار کر کے آپ کو مخاطب کرتا تھا، پھر جو کچھ وہ کہتا اسے آپ یاد کر لیتے۔

۴۔ آپ کے پاس وحی گھنٹی کے ٹن ٹنانے کی طرح آتی تھی۔

۵۔ آپ فرشتے کو اس کی اصلی اور پیدائشی شکل میں دیکھتے تھے اور اسی حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کی حسب مشیت آپ کی طرف وحی کرتا تھا۔

۶۔ وہ وحی جو آپ پر معراج کی رات نماز کی فرضیت وغیرہ کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اس اس وقت فرمائی جب آپ آسمانوں کے اوپر تھے۔

۷۔ فرشتے کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی آپ سے حجاب میں رہ کر براہِ راست گفتگو کرنا۔ (زادالمعاد:۱/ ۱۸)

ایک اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ اچھی چیز کی بری چیز کے ساتھ مشابہت نہیں ہونی چاہیے، وحی ایک قابل ستائش چیز ہے، اس کو گھنٹی کی آواز کے ساتھ مشابہت دینا درست نہیں کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے کہ جانوروں کے گلے میں نہ لٹکائی جائے۔ جس قافلہ میں گھنٹی کی آواز ہو فرشتے اس کے ساتھ نہیں رہتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جس چیز کو تشبیہ دی جائے اسے جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جائے دونوں میں کلی مماثلت ضروری نہیں چونکہ سامعین اس آواز سے مانوس تھے۔ انہیں سمجھانے کے لیے اس آواز سے مشابہت دی گئی ہے، اس آواز کی گونج پیدا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ اردگرد کے ماحول سے محفوظ ہو کر صرف وحی کی طرف متوجہ ہوں۔

فلسفی کہتے ہیں، فرشتے روحانی جواہر ہیں۔ یہ تعریف تو درست نہیں، فرشتے نورانی مخلوق ہیں اور اللہ کے مطیع ہیں۔ ذرہ برابر اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ فرشتہ انسانی شکل بھی دھار لیتا ہے، یہاں فرشتہ سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، ان کے چھ سو پر ہیں اور افق پر چھا جاتے ہیں، اللہ کے حکم سے ان کا جسم سکڑ جاتا ہے، اصل تو ہمارا اللہ کی قدرت پر ایمان ہے۔ صرف سمجھنے کے لیے ایک مثال ہے کہ کپاس سے روئی ہے، اس روئی کو دھننے سے اس کا حجم بڑھ جاتا ہے، مگر صرورت وہی رہتی ہے۔ یہی حالت فرشتے کے جسم کی ہے ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزید اطمینان کے لیے سوال کرنا یقین کے منافی نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کے احوال کے متعلق سوال کرنا وحی وغیرہ کا پوچھنا جائز ہے اور سائل نے جس چیز کے متعلق سوال کیا ہو اگر اس کی کئی اقسام ہوں تو جواب دینے والا شروع میں ہی ایسی تفصیل کر دے کہ سب کی سمجھ آ جائے۔ (فتح الباری:۱/۲۳)

صبر النبی فِی تَبْلِیْغِهٖ عَلَی أَذَی قَوْمِهٖ و کسرہُ الأَصْنَامِ

تبلیغ اسلام پر قوم کی ایذا دینے پر آپ ﷺ کا صبر وتحمل اور بتوں کو توڑنے کا بیان

٦٣٨٣ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَأَبُوْ جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهٗ جُلُوْسٌ إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَيُّكُمْ يَجِيْءُ بِسَلَى جَزُوْرِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهٗ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ إِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ فَجَاءَ بِهٖ فَنَظَرَ حَتّٰى سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَضَعَهٗ عَلَى ظَهْرِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْكَانَ لِي مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيَحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ لَايَرْفَعُ رَأْسَهٗ حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهٖ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعَدَّالسَّابِعَ فَلَمْ يَحْفَظْ قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ. (رواه البخاري، ٥٤٠)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اتفاقاً نبی ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے رفقاء بیٹھے تھے۔ ابوجہل نے کہا: تم میں سے کون اٹھتا ہے جو بنو فلاں کے ذبح کیے گئے اونٹوں کی اوجھڑی اٹھالائے اور محمد ﷺ جب سجدے میں جائیں تو ان کے شانے پر رکھ دے۔ اس قوم کا بڑا بدنصیب اٹھا اور جا کر اٹھا لایا۔ جب نبی اکرم ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے آپ ﷺ کے دوشانوں کے درمیان اوجھڑی رکھ دی۔ وہ لوگ ہنستے اور ایک دوسرے پر گرتے تھے، اور میں کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اگر میرے پاس دفاع کا کوئی ذریعہ ہوتا تو میں آپ ﷺ کی پشت مبارک سے ضرور اٹھا پھینکتا۔ نبی اکرم ﷺ سجدے کی حالت میں رہے تھے اور آپ ﷺ نے سر نہ اٹھایا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی نے جا کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی وہ چھوٹی سی لڑکی تھیں وہ آئیں اور اوجھڑی کو آپ ﷺ کے اوپر سے اتار کر پھینک دیا۔ پھر کفار کی طرف متوجہ ہو کر ان کو ملامت کیا۔ آپ ﷺ نے نماز پوری کر کے بلند آواز سے کفار کی بربادی کی بددعا کی۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: یا اللہ! قریش کو گرفت کر۔ تین بار فرمایا: کفار نے جب آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی کی کیفیت جاتی رہی اور آپ ﷺ کی بددعا سے ڈر گئے۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: یا اللہ! ابوجہل بن ھشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر اور ساتویں کا نام بھی ذکر کیا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

(٦٣٨٣) بخاری: ٢٤٠۔ مسلم: ١٧٩٤۔ نسائی: ٣٠٧۔ احمد: ٣٩٥٢۔

کہا: قسم اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے وہ تمام کفار جن کا آپ ﷺ نے نام ذکر کیا تھا۔ بدر کے گڑھے میں پڑے ہوئے دیکھے۔

٦٣٨٤ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلاَهَا . وَفِيْهَا وَذَكَرَ السَّابِعَ عُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ . (رواه البخاري، ٥٢٠)

''ایک روایت میں عمارہ بن ولید کا ذکر ہے۔اور اس روایت میں ہے کہ: کوئی اونٹوں کا گوبر، خون اور اوجھڑی اٹھالائے۔'' (بخاری)

٦٣٨٥ــــ وَزَادَ الْبَزَّارُ وَالْكَبِيْرُ: أَنَّ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ أَتَى أَبَا جَهْلٍ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَكَمِ أَنْتَ الَّذِىْ أَمَرْتَ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَطُرِحَ عَلَيْهِ الْفَرَثُ؟قَالَ: نَعَمْ ، فَرَفَعَ السَّوْطَ فَضَرَبَ بِهِ رَأْسَهُ ، فَثَارَ الرِّجَالُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ ، وَصَاحَ أَبُوْ جَهْلٍ: وَيْحَكُمْ هِيَ لَهُ ، إِنَّمَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ أَنْ يُلْقِيَ بَيْنَنَا الْعَدَاوَةَ وَيَنْجُوْ هُوْ وَأَصْحَابُهُ .

''البزار اور الکبیر نے مزید ذکر کیا ہے کہ ابوالبختری ابوجہل کے پاس آیا اور کہا: اے ابوالحکم! تو نے محمد ﷺ پر گوبر ڈالنے کا حکم دیا تھا؟ کہا: ہاں، تو ابوالبختری نے کوڑا اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا تو لوگ ایک دوسرے سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ابوجہل نے چیخ کر کہا: ٹھہر جاؤ، یہ ضرب میں نے اس کو معاف کر دی۔ یقیناً محمد ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے درمیان عداوت ڈال کر وہ اور ان کے اصحاب نجات حاصل کریں۔''

٦٣٨٦ــ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: جَاءَتْ قُرَيْشٌ إِلٰى أَبِى طَالِبٍ فَقَالُوْا: إِنَّ ابْنَ أَخِيْكَ يَأْتِيْنَا فِى أَفْنِيَتِنَا وَفِى نَادِيْنَا فَيُسْمِعُنَا مَايُؤْذِيْنَا ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكُفَّهُ عَنَّا فَافْعَلْ ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْطَالِبٍ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ ﷺ مَا أَنَا بِأَقْدَرَ أَنْ أَدَعَ مَا بُعِثْتُ بِهِ مِنْ أَنْ يَشْتَعِلَ أَحَدُكُمْ مِنْ هٰذِهِ الشَّمْسِ شُعْلَةً مِنْ نَارٍ .

''سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: قریش ابو طالب کے پاس آئے، اور کہا: تیرا بھتیجا ہمارے صحنوں اور ہماری محفلوں میں آکر وہ چیز سناتا ہے جس سے ہمیں ایذا پہنچتی ہے، پس اگر تو پسند کرتا ہے تو ہمارے پاس آنے سے اس کو روک دے۔تو ابو طالب نے آپ ﷺ کو یہ بات کہدی۔پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو چیز دے کر مجھے مبعوث کیا گیا ہے میں اس کو ترک کرنے پر قادر نہیں ہوں جیسا تم میں سے کوئی شخص سورج سے

(٦٣٨٤) بخاری: ٥٢٠۔ مسلم: ١٧٩٤۔ نسائی: ٣٠٧۔ احمد: ٣٩٥٢.

(٦٣٨٥) بزار، طبرانی کبیر وفیہ الاجلح بن عبداللہ الکندی وھو ثقة عند ابن معین وغیرہ وضعفه النسائی، ھیثمی: ٩٨١٨۔ حدیث ابن مسعود فی الصحیح باختصار قصة ابی البختری.

(٦٣٨٦) ابو یعلی موصلی، طبرانی کبیر، طبرانی اوسط، الا انه قال من جلس مکان کبس، وابو یعلی باختصار یسیر من اوله رجال ابی یعلی رجال الصحیح، ھیثمی: ٩٨٠٩.

فَقَالَ أَبُوْطَالِبٍ: مَاكَذَبَ ابْنُ أَخِيْ قَطُّ ارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ. (رَوَاهُ أَبُوْيَعْلَى الْمُوْصِلِي وَالْكَبِيْرُ والأوسط)

آگ کا شعلہ پکڑنے پر قدرت نہیں رکھتا ہے۔ پس ابو طالب نے کہا: میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہیں کہا تم سمجھدار بنو اور واپس چلے جاؤ۔'' (الموصلی، الکبیر، الاوسط)

٦٣٨٧ـ عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: مَا رَأَيْتُ قُرَيْشًا أَرَادُوْا قَتْلَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا يَوْمًا جَلَسُوْا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ يُصَلِّي عِنْدَ الْمُقَامِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَجَعَلَ رِدَاءَهُ فِي عُنُقِهِ ثُمَّ جَذَبَهُ، وَتَصَايَحَ النَّاسُ وَظَنُّوْا أَنَّهُ مَقْتُوْلٌ، فَأَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ يَشْتَدُّ حَتّٰى أَخَذَ بِضَبْعِهِ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا عَنْهُ، فَقَامَ ﷺ فَلَمَّا قَضَى صَلاَتَهُ مَرَّبِهِمْ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَاوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِلَّا بِالذَّبْحِ، وَأَشَارَبِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْجَهْلٍ: يَا مُحَمَّدُ مَا كُنْتَ جُهُوْلًا. فَقَالَ ﷺ أَنْتَ مِنْهُمْ. (رواه أبو يعلى الموصلي والكبير)

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے قریش کو نبی ﷺ کے قتل کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے کبھی نہیں دیکھا، مگر ایک دن جب وہ کعبہ کے سایے میں بیٹھے تھے، اور آپ ﷺ مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کی طرف عقبہ بن ابی معیط اٹھا۔ اپنی چادر آپ ﷺ کے گلے میں ڈال کر کھینچا۔ لوگ ایک دوسرے کو بلانے لگے۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ﷺ قتل ہو چکے ہیں۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو بازوؤں سے پکڑا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے جاتے تھے: کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے؟ پھر لوگ آپ ﷺ کو چھوڑ گئے اور آپ ﷺ بھی اٹھے اور نماز مکمل کی اور جہاں کفار کعبہ کے سایے میں بیٹھے تھے آپ ﷺ ان کے قریب سے گذرے تو فرمایا: بخدا، اے قریش! میں تمہاری طرف اسی لیے مبعوث کیا گیا ہوں کہ تم ذبح کیے جاؤ گے اور اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا۔ ابوجہل نے کہا: یا محمد ﷺ! آپ لاعلم نہیں (یعنی ہماری طاقت آپ کے سامنے ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا: تو بھی مقتولوں میں سے ہے۔'' (الموصلی، الکبیر)

شرح: ......امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ نمازی پر مردار یا گندی چیز ڈال دی جائے تو اس کی نماز خراب نہیں ہوتی۔

مزید مسائل یہ ہیں کہ کفار بھی یہ تسلیم کرتے تھے کہ مکہ میں دعا کرنا ایک بہت بڑی بات ہے، تو مسلمانوں کے نزدیک تو اس میں دعا کی تعظیم بہت زیادہ ہونی چاہیے۔ یہ بھی ثابت ہوا کفار آپ ﷺ کی صداقت کو پہچانتے تھے، مگر

(٦٣٨٧) ابو يعلى موصلى، طبرانى كبير، وفيه محمد بن عمرو بن علقمة و حديثه حسن وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٩٨١٣.

حسد کی وجہ سے سر نہ جھکاتے تھے۔اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا حلم اور بردباری بہت زیادہ تھا کہ کتنی زیادہ اذیتیں برداشت کیں۔ کفار آپ ﷺ کی بددعا کے مستحق اس لیے قرار پائے کہ انہوں نے حالت نماز میں آپ ﷺ کی توہین کی۔

اس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ دعا کم از کم تین مرتبہ کی جائے۔اور یہ بھی ثابت ہوا ظالم پر بددعا کی جاسکتی ہے۔

اس میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قوت ارادی کا پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو کہ قریش کے سردار تھے مگر ان کی چھوٹی عمر کے باوجود وہ جواب دینے کی ہمت نہیں پا رہے۔

یہ بھی ثابت ہوا جس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے اس کا گوبر پلید نہیں ہوتا۔(فتح الباری: ۱/۳۵۲)

٦٣٨٨ـ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ أَرَادَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ أَنْ يَسْتَعْمِلَ مَسْرُوْقاً فَقَالَ لَهُ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ أَتَسْتَعْمِلُ رَجُلاً مِنْ بَقَايَا قَتَلَةِ عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ مَسْرُوْقٌ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَانَ فِي أَنْفُسِنَا مَوْثُوْقَ الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا أَرَادَ قَتْلَ أَبِيْكَ قَالَ مَنْ لِلصِّبْيَةِ قَالَ النَّارُ فَقَدْ رَضِيْتُ لَكَ مَا رَضِيَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (لأبى داود، ٢٦٨٦)

''ابراہیم کہتے ہیں: ضحاک بن قیس نے ارادہ کیا کہ مسروق رحمہ اللہ کو عامل مقرر کر دے تو عمارہ بن عقبہ نے اسے کہا: تو اس آدمی کو عامل مقرر کرتا ہے جو عثمان کے قاتلوں کا بقایا ہے۔ پس مسروق رحمہ اللہ نے عمارہ سے کہا: ہم سے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی اور وہ ہمارے نزدیک ثقہ راوی تھے کہ نبی ﷺ نے جب تیرے باپ عقبہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: میرے بیٹے بیٹیوں کا کفیل کون ہوگا؟ فرمایا: ان کے لیے آگ ہے۔اے عمارہ! میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو تیرے لیے نبی ﷺ نے پسند کی ہے۔'' (ابوداؤد)

شــرح: ......امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ قیدی کو زندہ روک لینا حتیٰ کہ وہ مر جائے اگر قیدی سخت مجرم ہو تو اسے ایسی سزا بھی دی جاسکتی ہے، یہ عمارہ عقبہ بن ابی معیط کا بیٹا تھا، یہ عقبہ وہی ہے جس بدبخت نے نماز کی حالت میں رسول اکرم ﷺ پر گوبر سے بھری اوجھڑی ڈالی تھی۔ جب ضحاک نے مسروق کو عامل بنانا چاہا تو عمارہ نے یہ اعتراض کیا کہ ضحاک تم ایسے آدمی کو عامل بنا رہے ہو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بقایا لوگوں میں سے ہے تو اس کے جواب میں مسروق نے کہا:

عمارہ اگر یہ بات ہے تو تم بھی تو ان میں سے ہو جس کے باپ عقبہ کو جب نبی اکرم ﷺ نے قتل کرنا چاہا تو اس نے کہا: میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو بچوں کا معاملہ چھوڑ، ان کی کفالت اللہ کے ذمہ ہے تو اپنی فکر کر اور خود کو دوزخ کے لیے تیار کر لے۔

(٦٣٨٨) ابوداؤد: ٢٦٨٦ـ حسن صحيح، البانى: ٢٣٣٦.

مقصد یہ ہے کہ بڑوں کی بات چھوڑ دیکھنا تو موجودہ کیفیت کو ہے۔ (عون المعبود: ۳/۱۳)

٦٣٨٩ــــ عَنْ أَنَسٍ: لَقَدْ ضَرَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً حَتّٰى غَشِيَ عَلَيْهِ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ فَجَعَلَ يُنَادِي: وَيْلَكُمْ أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنَّ يَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ، فَقَالُوْا: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: أَبُوْبَكْرٍ الْمَجْنُوْنُ، فَتَرَكُوْهُ وَأَقْبَلُوْا عَلَى أَبِيْ بَكْرٍ. (رواه أَبُوْ يَعْلَى الْمُوْصَلِّي وَالْبَزَّارُ بِلَفْظِهِ)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ کفار نے مارا یہاں تک کہ آپ ﷺ غش کھا گئے۔ پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ تو لوگوں نے کہا: یہ کون ہے؟ کہنے والوں نے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے جو دیوانہ ہے۔ پس کفار نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے۔'' (الموصلی، البزار)

٦٣٩٠ــــ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ دَعَامَةَ: تَزَوَّجَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عُتَيْبَةَ بْنَ أَبِي لَهَبٍ، وَكَانَتْ رُقَيَّةُ عِنْدَأَخِيْهِ عُتْبَةَ، وَلَمْ يَبْنِ بِهَا حَتّٰى بُعِثَ ﷺ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ، قَالَ أَبُوْ لَهْبٍ لِإِبْنَيْهِ رَأْسِيْ مِنْ رُءُوْسِكُمَا حَرَامٌ إِنْ لَمْ تُطَلِّقَا بِنْتَي مُحَمَّدٍ، وَقَالَتْ: أُمُّهُمَا حَمَّا لَةَ الْحَطَبِ: طَلِّقَاهُمَا يَا ابْنَيَّ، فَطَلَّقَاهُمَا فَجَاءَ عُتَيْبَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَفَرْتُ بِدِيْنِكَ وَطَلَّقْتُ ابْنَتَكَ، ثُمَّ سَطَا عَلَيْهِ فَشَقَّ قَمِيْصَهُ ﷺ وَخَرَجَ نَحْوَالشَّامِ تَاجِرًا، فَقَالَ ﷺ: أَمَا إِنِّي أَسْأَلُ اللّٰهُ أَنْ يُسَلِّطَ عَلَيْكَ كَلْبَهُ، فَخَرَجَ مَعَ تَجْرٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَتّٰى نَزَلُوْا بِالزَّرْقَاءِ فَأَطَافَ بِهِمِ الْأَسُدُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَجَعَلَ عُتَيْبَةُ يَقُوْلُ: وَيْلَ أُمِّيْ هٰذَا وَاللّٰهِ آكِلِيْ، كَمَا قَالَ مُحَمَّدٌ، قَاتَلَنِي ابْنُ أَبِيْ كَبْشَةَ

''سیدنا قتادہ بن دعامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے عتیبہ بن ابی لہب نے نکاح کیا، اور رقیہ رضی اللہ عنہا اس کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے عقد میں تھی اور دونوں کی رخصتی نہیں کرائی گئی تھی حتیٰ کہ آپ مبعوث ہوگئے۔ جب سورت اللھب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا: میرا سر تمہارے سر پر حرام ہے اگر تم دونوں محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو۔ ان کی ماں چغل خور نے بھی کہا: اے میرے بیٹو! ان دونوں کو طلاق دیدو۔ تو ان دونوں نے طلاق دیدی۔ عتیبہ آیا اور نبی ﷺ سے کہا: میں نے تیرے دین کے ساتھ کفر کیا اور تیری بیٹی کو طلاق دیدی۔ پھر آپ ﷺ پر حملہ آور ہو کر آپ ﷺ کا کرتہ پھاڑ دیا۔ پھر وہ تاجروں کے ساتھ شام کو چلا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق بددعا کی کہ تیرے اوپر اللہ تعالیٰ اپنا کتا مسلط کر دے۔ قریش کے تاجروں کے ساتھ جب وہ مقام زرقاء میں اترا تو شیر ان کے اردگرد پھرنے لگا۔ عتیبہ نے کہنا شروع کر دیا میری ماں کے لیے افسوس ہے یہ درندہ مجھے کھائے گا جیسا محمد ﷺ نے کہا ہے۔ ابن ابی کبشہ نے (مراد

(٦٣٨٩) ابو يعلى، موصلى، بزار وزاد فتركوه واقبلوا على ابى بكر، رجاله رجال الصحيح، هيثمى: ٩٨١٥.

(٦٣٩٠) طبرانى كبير: ٤٣٦٢٢ ـ هكذا مرسلا وفيه زهير بن العلاء وهو ضعيف، هيثمى: ٢٨٢٠.

وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَانْصَرَفَ الأَسَدُ فَنَامُوْا وَجَعَلُوْا عُتَيْبَةَ وَسَطَهُمْ فَأَقْبَلَ السَّبُعُ يَتَخَطَّاهُمْ حَتّٰى أَخَذَ بِرَأْسِ عُتَيْبَةَ فَقَتَلَهُ. (رواه الطبراني في الكبيربضعف ٢٢/ ٤٣٦)

نبی کریم ﷺ ہیں) مکہ میں رہتے ہوئے شام میں مجھے قتل کر دیا۔ پس شیر چلا گیا۔ یہ لوگ سو رہے، اور عتیبہ کو اپنے درمیان سولا دیا۔ درندہ پھر آیا اور سب کے اوپر سے گذر کر عتیبہ کا سر آ پکڑا اور اس کو قتل کر دیا۔'' (الکبیر، سند ضعیف ہے)

٦٣٩١ـــ عَنْ جَابِرٍ: اجْتَمَعَتْ قُرَيْشٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا فَقَالُوْا: انْظُرُوْا أَعْلَمَكُمْ بِالسِّحْرِ وَالْكَهَانَةِ وَالشِّعْرَ فَلْيَأْتِ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِى فَرَّقَ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّتَ أَمْرَنَا وَعَابَ دِيْنَنَا فَلْيُكَلِّمْهُ، قَالُوْا: مَا نَعْلَمُ أَحَدًا غَيْرَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَأَتَاهُ عُتْبَةُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ خَيْرٌ أَمْ عَبْدُ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ فَقَالَ أَنْتَ خَيْرٌ أَمْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ؟ فَسَكَتَ. فَقَالَ إِنْ كُنْتَ تَزْعَمُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ خَيْرٌ مِنْكَ فَقَدْ عَبَدُوا الْآلِهَةَ الَّتِى عِبْتَ، وَإِنْ كُنْتَ تَزْعَمُ أَنَّكَ خَيْرٌ مِنْهُمْ فَتَكَلَّمْ حَتّٰى نَسْمَعَ قَوْلَكَ، أَمَا وَاللّٰهِ مَارَأَيْنَا سُخْطَةً أَشَأَمَ عَلَى قَوْمِكَ مِنْكَ فَرَّقْتَ جَمَاعَتَنَا وَشَتَّتَّ أَمْرَنَا وَعِبْتَ دِيْنَنَا وَفَضَحْتَنَا فِى الْعَرَبِ، حَتّٰى طَارَفِيْهِمْ أَنَّ فِى قُرَيْشٍ سَاحِرًاكَاهِنًا، مَاتَنْتَظِرُ إِلَّا أَنْ يَقُوْمَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ بِالسُّيُوْفِ حَتّٰى نَتَفَانِىَ، أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنْ كَانَ إِنَّمَا بِكَ حَاجَةٌ جَمَعْنَا لَكَ مِنْ أَمْوَالِنَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَغْنَى قُرَيْشٍ وَإِنْ كَانَ إِنَّمَا بِكَ الْبَاءَةُ فَاخْتَرْ أَيَّ نِسَاءِ قُرَيْشٍ فَنُزَوِّجُكَ عَشْرًا.

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش جمع ہوئے، ایک دن نبی ﷺ کے متعلق مشورہ کیا، اور کہا: تم اپنا وہ آدمی منتخب کرو جو جادو، کہانت اور شعر کے فنون سے واقف ہو۔ وہ اس شخص کے پاس جائے جس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا۔ ہمارے کام پراگندہ کر دیے، اور ہمارے دین پر عیب لگا دیا ہے۔ وہ اس آدمی سے گفتگو کرے، انہوں نے کہا: ہمیں عتبہ بن ربیعہ کے سوا کوئی معلوم نہیں ہے۔ پس عتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: یا محمد ﷺ! تو زیادہ بہتر ہے یا تیرا والد عبداللہ بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر کہا: کیا تو بہتر ہے یا عبدالمطلب؟ آپ ﷺ پھر خاموش رہے۔ تو اس نے کہا: اگر تیرا گمان ہے کہ وہ تیرے سے زیادہ بہتر ہیں تو وہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے جن کو تو اب ناپسند کرتا ہے۔ اگر تیرا گمان ہے کہ ان لوگوں سے تو بہتر ہے تو بات کرتا کہ ہم تیری بات سنیں۔ بخدا! کوئی مبغوض انسان اپنی قوم کیلئے منحوس تیرے سے زیادہ نہ ہوگا تو نے ہماری جماعت کو بکھیر دیا، ہمارے معاملات الٹ دیئے، ہمارے دین پر نکتہ چینی کی، اور تمام عرب میں ہماری رسوائی کرا دی ہے۔ لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو چکی ہے کہ قریش میں جادوگر اور کاھن ہے۔ اب تم صرف اس انتظار میں ہو کہ ہمارے لوگ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوں اور ایک دوسرے کو فنا کر کے رکھ دیں۔ اے انسان! اگر تیری کوئی

(٦٣٩١) ابو يعلى موصلى: ١٨١٨۔ وفيه الاجلح الكندى وثقه ابن معين وغيره وضعفه النسائى وغيره، وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ٩٨٢٤.

فَقَالَ ﷺ: أَفَرَغْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ . فَقَالَ ﷺ: حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، حَتّٰى بَلَغَ: فَإِنْ أَعْرَضُوْا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُوْدَ، فَقَالَ عُتْبَةُ: حَسْبُكَ مَا عِنْدَكَ غَيْرَ هٰذَا؟ قَالَ: لَا فَرَجَعَ إِلَى قُرَيْشٍ فَقَالُوْا مَاوَرَاءَكَ؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ شَيْئًا أَرَى أَنَّكُمْ تُكَلِّمُوْنَهُ بِهِ إِلَّا كَلَّمْتُهُ، قَالُوْا: هَلْ أَجَابَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَالَّذِيْ نَصَبَهَا بِنِيَّةٍ مَافَهِمْتُ شَيْئًا مِمَّا قَالَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُوْدَ، قَالُوْا: وَيْلَكَ كَلَّمَكَ رَجُلٌ بِالْعَرَبِيَّةِ فَلَا تَدْرِي مَاقَالَ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا فَهِمْتُ شَيْئًا مِمَّا قَالَ غَيْرَ ذِكْرِ الصَّاعِقَةِ . (رواه أبويعلى الموصلي بلين، ١٨١٨)

ضرورت ہے تو ہم اپنا مال جمع کر کے دے دیتے ہیں۔ قریش میں سب سے زیادہ صاحب مال تجھے بنا دیتے ہیں۔ اگر عورت کی ضرورت ہے تو قریش کی عورتوں میں سے پسند کرو ہم دس عورتیں حوالے کرنے کے لیے تیار ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اپنی بات سے فارغ ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پس آپ ﷺ نے پڑا (حم اس کا نزول بڑے مہربان نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے ہے) آپ ﷺ پڑھتے گئے یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے (اگر یہ لوگ اعراض کرتے ہیں تو تم کہہ دو! میں تمہیں ڈراتا ہوں اس کڑک سے جیسی کڑک قوم عاد اور قوم ثمود پر نازل ہوئی) اس نے کہا: تیری طرف سے یہ بات مکمل ہے۔ کیا اس کے علاوہ تیرے پاس کوئی چیز نہیں ہے؟ فرمایا: یہی ہے۔ تو عتبہ قریش کے پاس لوٹ گیا، اور انہوں نے کہا: تم اپنے پیچھے کیا چھوڑ کر آیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے وہ تمام باتیں کہیں جو تم کہہ سکتے تھے اور کوئی بات ترک نہیں کی۔ انہوں نے کہا: اس نے کیا جواب دیا؟ کہا: جو پہلے انہوں نے کہا وہ تو میں نہیں سمجھا البتہ ان کی یہ بات سمجھا ہوں۔ میں تمہیں ڈراتا ہوں اس کڑک سے جیسی قوم عاد اور قوم ثمود پر اتاری گئی۔ تو لوگوں نے کہا: تیرے لیے افسوس ہے! اس آدمی نے عربی میں تیرے ساتھ کلام کیا اور تو نہ سمجھ سکا؟ اس نے کہا: بخدا! جو کچھ انہوں نے کہا: میں اس میں سے کچھ بھی نہیں سمجھا البتہ کڑک کا ذکر کیا تو میں صرف وہی سمجھا ہوں۔" (الموصلی، سند کمزور)

٦٣٩٢ــــ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عُبَيْدِ الدَّيْلَمِيِّ: أَكْبَرُ مَارَأَيْتُ أَنَّ مَنْزِلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ بَيْنَ

"ربیعہ بن عبید الدیلمی نے کہا: بڑی تکلیف جو میں نے دیکھی وہ یہ کہ نبی ﷺ کا مکان ابولھب اور عقبہ بن ابی معیط کے مکان

(٦٣٩٢) طبراني اوسط، وفيه ابراهيم بن على بن الحسين الرافقى وهو ضعيف، هيثمى: ٩٨٢٨.

مَنْزِلِ أَبِي لَهَبٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، يَنْقَلِبُ ﷺ إِلَى بَيْتِهِ فَيَجِدُ الْأَرْحَامَ وَالدِّمَاءَ وَالْأَنْجَاسَ قَدْ نُصِبَتْ عَلَى بَابِهِ، فَيُنْحِي ذٰلِكَ بِسِيَةِ قَوْسِهِ وَيَقُوْلُ: بِئْسَ الْجِوَارِ هٰذَا يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ. (رواه الطبراني في الأوسط بلين)

کے درمیان تھا۔ آپ ﷺ جب گھر واپس آتے تو حیوانوں کی بچہ دانی، خون اور نجاست آپ ﷺ کے دروازے پر پڑی ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اس کو اپنے کمان کی نوک کے ساتھ دور کرتے اور کہتے: اے قریش والو! یہ بدترین پڑوس ہے۔" (الاوسط، سند کمزور)

٦٣٩٣ـ عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَنِي مَالِكِ بْنِ كِنَانَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ يَتَخَلَّلُهَا يَقُوْلُ يَاأَيُّهَاالنَّاسُ قُوْلُوْا لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ تُفْلِحُوْا قَالَ وَأَبُوْ جَهْلٍ يَحْثِي عَلَيْهِ التُّرَابَ وَيَقُوْلُ يَاأَيُّهَا النَّاسُ لَايَغُرَّنَّكُمْ هٰذَا عَنْ دِيْنِكُمْ فَإِنَّمَا يُرِيْدُ لِتَتْرُكُوْا آلِهَتَكُمْ وَتَتْرُكُوا اللَّاتَ وَالْعُزّٰى قَالَ وَمَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه أحمد، ١٦١٦٧)

"بنو مالک بن کنانہ کے ایک آدمی سے منقول ہے کہ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذوالمجاز نامی بازار میں آتے جاتے دیکھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: لوگو! کہو لا اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰــہُ تم فلاح پاؤ گے۔ ابوجہل کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ پر خاک ڈالتا اور کہتا جاتا: لوگو! یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے نہ ہٹا دے یہ چاہتا ہے کہ تم اپنا دین ترک کردو۔ تم لات اور عزی بتوں کو چھوڑ دو۔ پس آنحضرت ﷺ اس کی طرف کوئی التفات نہ کرتے۔" (احمد)

٦٣٩٤ـ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْلِسْ وَصَعِدَ عَلَى مَنْكِبَيَّ فَذَهَبْتُ لأَنْهَضَ بِهِ فَرَأَى مِنِّي ضَعْفًا فَنَزَلَ وَجَلَسَ لِي نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اصْعَدْ عَلَى مَنْكِبَيَّ قَالَ فَصَعِدْتُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ قَالَ فَنَهَضَ بِي قَالَ فَإِنَّهُ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّي لَوْشِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدْتُ عَلَى

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ کے ساتھ میں گیا اور ہم کعبہ کے پاس جا پہنچے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ، آپ ﷺ میرے کندھے پر چڑھ گئے میں نے اٹھ کر کھڑا ہونا چاہا تو آپ ﷺ نے مجھے کمزور پایا۔ آپ ﷺ اتر گئے آپ ﷺ میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا: میرے کندھے پر چڑھ جاؤ۔ اور آپ ﷺ مجھے اٹھا کر کھڑے ہو گئے۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں آسمان کے کنارے کو پکڑنا چاہوں تو پکڑ سکوں گا۔ پس میں بیت اللہ پر چڑھا، اور جو تصاویر بت

(٦٣٩٣) احمد: ١٦١٦٧ـ ورجاله رجال الصحيح، هيثمي: ٩٨٣٠.

(٦٣٩٤) احمد: ٦٤٥ـ وابنه وابو يعلى والبزار وزاد قوله، حتى استترنا بالبيوت فلم يوضع عليها بعد يعنى شيئا من تلك الاصنام ورجال الجميع ثقات، هيثمي: ٩٨٣٦.

الْبَيْتِ وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْنُحَاسٍ فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ حَتّٰى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْذِفْ بِهِ فَقَذَفْتُ بِهِ فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيْرُ ثُمَّ نَزَلْتُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَسْتَبِقُ حَتّٰى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوْتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. (رواه أحمد، ٦٤٥)

وغیرہ پیتل اور تانبے کے رکھے تھے وہ دائیں، بائیں آگے اور پیچھے جہاں جہاں رکھے تھے، میں نے جمع کر کے یک جا کر دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: گراتا جا، میں پھینکتا گیا، وہ اس طرح ٹوٹ گئے جیسے شیشے ٹوٹتے ہیں۔ پھر میں اتر آیا اور رسول اللہ ﷺ اور میں ایک دوسرے سے آگے نکلتے اور دوڑتے رہے تھے یہاں تک کہ ہم مکانات کے پیچھے جا چھپے خوف تھا کہ لوگوں میں سے کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔'' (احمد)

٦٣٩٥ــــ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عَلَى الْكَعْبَةِ أَصْنَامٌ فَذَهَبْتُ لأَحْمِلَ النَّبِيَّ ﷺ إِلَيْهَا فَلَمْ أَسْتَطِعْ فَحَمَلَنِي فَجَعَلْتُ أَقْطَعُهَا وَلَوْشِئْتُ لَنِلْتُ السَّمَاءَ. (رواه أحمد، ١٣٠٤) والموصلی والبزار)

''ایک روایت میں ہے: کعبہ پر بت رکھے تھے۔ پس میں نے نبی ﷺ کو اٹھانا چاہا تو میں نہ اٹھا سکا۔ پس آپ ﷺ نے مجھے اٹھایا تو میں نے وہ بت توڑ ڈالے۔ اگر میں چاہتا تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا تھا۔'' (احمد، الموصلی، البزار)

الهجرة إلى الحبشة

ہجرت حبشہ

٦٣٩٦ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِبْنِ رَبِيْعَةَ: عَنْ أُمِّهِ لَيْلٰى كَانَ عُمَرُمِنْ أَشَدِّالنَّاسِ عَلَيْنَا فِي إِسْلاَمِنَا فَلَمَّا تَهَيَّأْنَا لِلْخُرُوْجِ إِلَى الْحَبَشَةِ أَتَى وَأَنَا عَلَى بَعِيْرِي فَقَالَ: إِلٰى أَيْنَ يَاأُمَّ عَبْدِ اللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: آذَيْتُمُوْنَا فِي دِيْنِنَا فَنَذْهَبُ فِي أَرْضِ اللّٰهِ حَيْثُ لاَنُؤْذَى، فَقَالَ: صَحِبَكُمُ اللّٰهُ، ثُمَّ ذَهَبَ فَجَاءَ زَوْجِي عَامِرٌ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَارَأَيْتُ مِنْ رِقَّةِ

''عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اپنی ماں ام لیلیٰ سے روایت کرتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ ہمارے اسلام لانے کی وجہ سے ہمارا مخالف تھے۔ جب ہم نے حبشہ جانے کا ارادہ کر لیا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے جب کہ میں اونٹ پر سوار ہو چکی تھی۔ تو اس نے کہا: ام عبداللہ! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: تم نے ہمارے دین کے بارے میں ہمیں بہت اذیت پہنچائی ہے۔ اس لیے ہم اللہ کی زمین پر نکل چلے ہیں جہاں ہمیں ایذا نہ پہنچائی جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تمہارے ساتھ ہو۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ چلے

(٦٣٩٥) احمد: ١٣٠٤۔ موصلی، بزار، هيثمی: ٩٨٣٧.

(٦٣٩٦) طبرانی كبير: ٢٩/ ٢٥۔ وقد صرح ابن اسحاق بالسماع فهو صحيح، هيثمی: ٩٨٤٠.

عُـمَـرَ ، فَـقَـالَ: تُـرْجِيْنَ أَنْ يُسْلِمَ وَاللّٰهِ لاَ يُسْـلِمُ حَتّٰى يُسْلِمَ حِمَارُالْخَطَّابِ . (رواه الطبراني في الكبير)(٢٩/ ٢٥)

٦٣٩٧ـــ عَـنِ ابْـنِ مَسْـعُوْدٍ: بَعَثَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَـى الـنَّجَّاشِيِّ نَحْوَثَمَانِيْنَ رَجُلاً فِيْهِـمْ جَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْفُطَةَ وَعُثْمَانُ بْـنُ مَـظْعُوْنٍ وَأَبُوْمُوْسٰى ، فَأَتَيْنَا النَّجَّاشِيَّ وَبَـعَـثَ قُرَيْشٌ عَمْرَو ابْنَ الْعَاصِ وَعُمَارَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِهَدْيَةٍ فَلَمَّا دَخَلَا عَلَى النَّجَاشِيِّ سَـجَـدَا لَـهُ وَقَالَا لَهُ: إِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي عَمِّنَا نَزَلُوْا أَرْضَكَ وَرَغِبُوْا عَنَّا وَعَنْ مِلَّتِنَا ، قَالَ: فَـأَيْـنَ هُمْ؟ قَالَ: فِيْ أَرْضِكَ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ ، قَـالَ جَـعْـفَـرٌ: أَنَا خَطِيْبُكُمُ الْيَوْمَ فَاتَّبَعُوْهُ ، فَسَـلَّـمَ وَلَـمْ يَسْـجُـدْ فَـقَالُوا لَـهُ: مَالَكَ لا تَسْـجُـدُ لِلْمَلَكِ؟ قَالَ: إِنَّا لاَ نَسْجُدُ إِلَّا لِلّٰهِ تَـعَالَى . قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَـعَثَ إِلَيْنَا رَسُوْلَهُ ﷺ وَأَمَرَنَا أَلَّانَسْجُدَ إِلَّا لِـلّٰهِ تَعَالَى ، وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ، قَالَ عَـمْرٌو: فَإِنَّهُمْ يُخَالِفُوْنَكَ فِي عِيْسَى ، قَالَ: مَـا تَـقُـوْلُوْنَ فِي عِيْسَى وَأُمِّهِ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ كَـمَاقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ، هُوَكَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ أَلْـقَـاهَـا إِلَـى الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ لَمْ يَمْسَسْهَا

گئے۔ میرا خاوند عامر رضی اللہ عنہ آیا تو میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نرمی کی خبر دی۔ فرمایا تجھے اس کے اسلام لانے کی امید ہے، اللہ کی قسم! وہ اسلام قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ خطاب کا گدھا اسلام قبول نہ کر لے۔‘‘ (الکبیر)

’’سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نجاشی کی طرف روانہ کیا ہم تقریباً اسی آدمی تھے۔ ان میں جعفر، عبداللہ بن عرفطہ، عثمان بن مظعون اور ابوموسیٰ تھے اور ہم نجاشی کے پاس چلے گئے۔ قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید کو ہدیے تحفے دے کر روانہ کر دیا۔ جب وہ نجاشی کے پاس گئے تو اس کو سجدہ کیا، اور اس سے کہا: ہمارے چچاؤں کے چند بیٹے تمہارے ملک میں آئے ہیں۔ اور وہ ہم سے اور ہمارے دین سے منہ پھیر کر چلے آئے ہیں۔ اس نے کہا: وہ کہاں ہیں؟ کہا: وہ تمہارے ملک میں ہیں۔ ہمیں بلایا گیا تو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تمہاری طرف سے گفتگو میں کروں گا تو سب ہی اس کی اتباع میں گئے۔ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور سجدہ نہ کیا۔ درباری لوگوں نے کہا: تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس نے کہا: ہم کسی کو اللہ کے سوا سجدہ نہیں کرتے۔ اس نے کہا: اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: اللہ نے ہماری طرف اپنا رسول مبعوث کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کریں۔ ہمیں حکم دیا ہے نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا۔ عمرو نے کہا: یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی تمہارے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا: تم عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم وہ

(٦٣٩٧) طبرانی کبیر وفیہ، حدیج بن معاویة وثقه ابو حاتم وقال، في بعض حديثه ضعف، وضعفه ابن معين وغيره وبقية رجاله ثقات، هيثمی : ٩٨٤١ .

بَشَرٌوَلَمْ يَفْرِضْهَا وَلَدٌ، فَرَفَعَ النَّجَاشِيُّ عُوْدًا مِنَ الأَرْضِ، وَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْقِسِّيْسِيْنَ وَالرُّهْبَانِ وَاللّٰهِ مَاتَزِيْدُوْنَ عَلَى الَّذِيْ يَقُوْلُ مَايُسَوِّى هٰذَا، مَرْحَبًا بِكُمْ وَبِمَنْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِهٖ، أَشْهَدُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ الَّذِى نَجِدُهٗ فِى الإِنْجِيْلِ، وَأَنَّهُ الَّذِى بَشَّرَبِهٖ عِيْسَى، اَنْزِلُوْا حَيْثُ شِئْتُمْ، فَوَاللّٰهِ لَوْ لاَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنَ الْمُلْكِ لأَتَيْتُهٗ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَا أَحْمِلُ نَعْلَيْهِ، وَأُوْضِئُهٗ. وَأَمَرَ بِهَدْيَةِ الآخَرِيْنَ فَرُدَّتْ عَلَيْهِمَا، ثُمَّ تَعَجَّلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى أَدْرَكَ بَدْرًا.
(رواه الطبراني في الكبيربلين)

کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وہ اللہ کا کلمہ ہے، اللہ کی طرف سے روح ہے، اللہ نے اس کو کنواری مریم کی طرف ڈالا ہے جو دنیا سے بے رغبت تھیں، اس کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا تھا، اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ نجاشی نے زمین سے تنکا اٹھایا اور اس نے کہا: اے علماء نصاریٰ اور راھبو! اللہ کی قسم، تم اس سے بہتر اس تنکے کے برابر بھی نہیں کہہ سکتے۔ تمہیں آنا مبارک ہو اور جس کے پاس سے تم آئے ہو میں اس کو بھی مرحبا کہتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور وہ وہی ہیں جن کو ہم انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، اور وہ وہی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ تم ٹھہرو جہاں چاہو۔ اللہ کی قسم! اگر اس ملک کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں خود ان کے پاس حاضر ہوتا یہاں تک کہ میں ان کے جوتے اٹھاتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔ اور دوسرے فریق کے تحفے واپس کرنے کا حکم دے دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے جلدی واپس آ گئے یہاں تک کہ بدر کی جنگ میں شریک ہوئے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٦٣٩٨ــــ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ابْنَةِ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوُهٗ وَفِيْهِ: ثُمَّ بَعَثُوْا بِذٰلِكَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى رَبِيْعَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيِّ وَعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلِ السَّهْمِيِّ وَأَمَرُوْهُمَا أَمْرَهُمْ وَقَالُوا لَهُمَا ادْفَعُوْا إِلَى كُلِّ بِطْرِيْقٍ هَدِيَّتَهٗ قَبْلَ أَنْ تُكَلِّمُوا النَّجَاشِيَّ فِيْهِمْ ثُمَّ قَدِّمُوْا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَاهُ ثُمَّ سَلُوْهُ أَنْ يُسْلِمَهُمْ إِلَيْكُمْ. وَفِيْهِ: فَكَانَ الَّذِيْ كَلَّمَهٗ جَعْفَرُبْنُ

''مسند احمد میں ام سلمہ کی روایت پچھلی حدیث کی ہی مثل ہے۔ اس میں ہے کہ قریش نے عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو ہمارے معاملہ میں حبشہ بھیجا اور نجاشی کے لیے تحفے تحائف ان دونوں کے ساتھ تھے، اور ہر عہدہ دار کے لیے کھال کے تحفے تھے۔ اس لیے کہ اہل حبش کے پاس مکہ سے آنے والی اشیا میں سے یہ چیز ان کو زیادہ مرغوب تھی۔ قریش نے کہا تھا کہ بادشاہ سے بات چیت سے پہلے ہر عہدے دار کو اس کا تحفہ دے دینا پھر نجاشی کی خدمت میں تحائف پیش کرنا، اس کے بعد مسلمانوں کے سپرد کرنے کی بات کرنا۔ اس روایت میں ہے

(٦٣٩٨) احمد: ١٧٤٢۔ طبرانی ورجاله رجال الصحيح غير اسحاق وقد صرح بالسماع، هيثمی: ٩٨٤٣.

أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ أَيُّهَا الْمَلِكُ كُنَّا قَوْمًا أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ نَعْبُدُ الأَصْنَامَ وَنَأْكُلُ الْمَيْتَةَ وَنَأْتِي الْفَوَاحِشَ وَنَقْطَعُ الأَرْحَامَ وَنُسِيْءُ الْجِوَارَ يَأْكُلُ الْقَوِيُّ مِنَّا الضَّعِيْفَ فَكُنَّا عَلَى ذٰلِكَ حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُوْلًا مِنَّا نَعْرِفُ نَسَبَهٗ وَصِدْقَهٗ وَأَمَانَتَهٗ وَعَفَافَهٗ فَدَعَانَا إِلَى اللّٰهِ لِنُوَحِّدَهٗ وَنَعْبُدَهٗ وَنَخْلَعَ مَاكُنَّا نَعْبُدُ نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنَ الْحِجَارَةِ وَالْأَوْثَانِ وَأَمَرَنَا بِصِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْكَفِّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالدِّمَاءِ وَنَهَانَا عَنِ الْفَوَاحِشِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ وَأَكْلِ مَالِ الْيَتِيْمِ وَقَذْفِ الْمُحْصَنَاتِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَاللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ قَالَ فَعَدَّدَعَلَيْهِ أُمُوْرَالْإِسْلَامِ فَصَدَّقْنَاهُ وَآمَنَّابِهٖ وَاتَّبَعْنَاهُ عَلَى مَاجَاءَ بِهٖ فَعَبَدْنَا اللّٰهَ وَحْدَهٗ فَلَمْ نُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا وَحَرَّمْنَا مَاحَرَّمَ عَلَيْنَا وَأَحْلَلْنَا مَاأَحَلَّ لَنَا فَعَدَا عَلَيْنَا قَوْمُنَا فَعَذَّبُوْنَا وَفَتَنُوْنَا عَنْ دِيْنِنَا لِيَرُدُّوْنَا إِلَى عِبَادَةِ الأَوْثَانِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَأَنْ نَسْتَحِلَّ مَاكُنَّا نَسْتَحِلُّ مِنَ الْخَبَائِثِ فَلَمَّا قَهَرُوْنَا وَظَلَمُوْنَا وَشَقُّوْا عَلَيْنَا وَحَالُوْا بَيْنَنَاوَبَيْنَ دِيْنِنَا خَرَجْنَا إِلَى بَلَدِكَ وَاخْتَرْنَاكَ عَلَى مَنْ سِوَاكَ وَرَغِبْنَا فِي جِوَارِكَ وَرَجَوْنَا أَنَّ لَا

کہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ ہم مردار کھاتے تھے۔ ہم بے حیائی میں مبتلا تھے۔ ہم قطع رحمی کرتے تھے۔ ہمسائے کے لیے بدترین تھے۔ ہمارا طاقت ور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان سے ہماری طرف اپنا رسول مبعوث فرمایا اس کا حسب ونسب، سچائی، دیانت اور کردار کی پاکیزگی سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف دعوت دی تا کہ ہم اس کی توحید کا اقرار کریں اور اس کی عبادت کریں اور ہم ان اشیاء کی پوجا ترک کر دیں جن کی ہم اور ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور پتھر کے بت تراش کر پوجتے تھے۔ اللہ کے نبی نے ہمیں سچائی، دیانت صلہ رحمی اور بہتر ہمسایا بننے کی تلقین کی۔ انہوں نے حرام خوری، خون بہانے، فحش باتیں کرنے اور جھوٹی گواہی دینا لوگوں کا اور یتیم کا مال کھانے، اور بے گناہ لوگوں پر بہتان تراشنے سے منع کیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور نماز قائم کرنے، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تلقین کی۔ نیز سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے نجاشی کو اسلام کے امور سے آگاہ کیا۔ چنانچہ ہم نے ان کی تصدیق کی اور ہم اس پر ایمان لے آئے اور جو کچھ وہ لے کر آئے ہم نے اس کی پیروی کی اور اس وجہ سے ہماری قوم نے ہم پر ظلم ڈھائے، ہمیں ہر طرح کی سزائیں دیں، اور ہمیں اپنے دین کے متعلق فتنے میں ڈال رکھا، اور ہم پر بڑی سزائیں روا رکھیں تو ہم تمہارے ملک میں چلے آئے اور دوسرے ملکوں کی بجائے تمہارے پڑوس میں ٹھہرنا پسند کیا اور ہم نے یہ توقعات وابستہ کیں کہ بادشاہ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ نجاشی نے کہا:

نُظْلَمَ عِنْدَكَ أَيُّهَاالْمَلِكُ قَالَتْ فَقَالَ لَهُ النَّجَّاشِيُّ هَلْ مِمَّاجَاءَ بِهِ عَنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَالَتْ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ النَّجَّاشِيُّ فَاقْرَأْهُ عَلَيَّ فَقَرَأَعَلَيْهِ صَدْرًامِنْ كهيعص قَالَتْ فَبَكَى وَاللّٰهِ النَّجَّاشِيُّ حَتّٰى أَخْضَلَ لِحْيَتَهُ وَبَكَتْ أَسَاقِفَتُهُ حَتّٰى أَخْضَلُوْا مَصَاحِفَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا مَاتَلاعَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّجَّاشِيُّ إِنَّ هٰذَا وَاللّٰهِ وَالَّذِي جَاءَ بِهِ مُوْسَى لَيَخْرُجُ مِنْ مِشْكَاةٍ وَاحِدَةٍ انْطَلِقَا فَوَاللّٰهِ لاأُسْلِمُهُمْ إِلَيْكُمْ أَبَدًا وَلاأَكَادُ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا خَرَجَامِنْ عِنْدِهِ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَاللّٰهِ لأُنَبِّئَنَّهُمْ غَدًا عَيْبَهُمْ عِنْدَهُمْ ثُمَّ أَسْتَأْصِلُ بِهِ خَضْرَاءَ هُمْ قَالَتْ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَبِيْعَةَ وَكَانَ أَتْقَى الرَّجُلَيْنِ فِيْنَا لاتَفْعَلْ فَإِنَّ لَهُمْ أَرْحَاماً وَإِنْ كَانُوْا قَدْخَالَفُوْنَا قَالَ وَاللّٰهِ لأُخْبِرَنَّهُ أَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَبْدٌ قَالَتْ ثُمَّ غَدَا عَلَيْهِ الْغَدَ فَقَالَ لَهُ أَيُّهَاالْمَلِكُ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ فِي عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَوْلاً عَظِيْمًا فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ فَاسْأَلْهُمْ عَمَّايَقُوْلُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يَسْأَلُهُمْ عَنْهُ قَالَتْ وَلَمْ يَنْزِلْ بِنَامِثْلُهٗ اجْتَمَعَ الْقَوْمُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مَاذَا تَقُوْلُوْنَ فِي عِيْسَى إِذَا سَأَلَكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَقُوْلُ وَاللّٰهِ فِيْهِ مَاقَالَ اللّٰهُ وَمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّنَاكَائِنًا فِي ذٰلِكَ مَاهُوَكَائِنٌ فَلَمَّا

تمہارے پاس کوئی چیز ہے جو اس نبی پر نازل ہوئی ہے اور وہ لے کر آیا ہے؟ تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، اور سورت مریم کٓھٰیٰعٓصٓ ابتدائی آیات پڑھ کر سنا دیں......نجاشی بھی رویا اور علماء نصاری بھی روئے۔ یہاں تک کہ سب کی داڑھیاں بھیگ گئیں۔ پھر اس نے کہا: یہ کلام اور موسیٰ علیہ السلام جو کلام لے کر مبعوث ہوئے یہ ایک ہی طاق سے لی گئی ہیں۔مشرکین کے سفیروں سے کہا: دونوں چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے کبھی نہیں کروں گا۔ پھر مسلمانوں کو کہا: تم جا کر ٹھہر جاؤ تم امن میں ہو جو تمہیں ایذا پہنچائے گا اس پر جرمانہ کیا جائے گا یہ بات اس نے تین بار کہی۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم اس بادشاہ کے پاس بہتر ہمسائے اور بہتر پڑوس میں رہے۔ ایک بار نجاشی کا ایک دشمن اس پر حملہ آور ہوا تو جتنا اس جنگ سے ہمیں خوف لاحق ہوا کسی دوسری جنگ سے نہیں ہوا ہمیں خطرہ تھا کہ اگر مخالف غالب آیا تو ہمارے ساتھ وہ رعایت نہیں برتے گا جس طرح ہمارے حقوق کی حفاظت نجاشی ملحوظ رکھتا ہے۔(نجاشی ہی غالب رہا)

دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ مَاتَقُوْلُوْنَ فِي عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَقَالَ لَهُ جَعْفَرُبْنُ أَبِي طَالِبٍ نَقُوْلُ فِيْهِ الَّذِي جَاءَ بِهِ نَبِيُّنَا هُوَعَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٖ وَرُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ قَالَتْ فَضَرَبَ النَّجَّاشِيُّ يَدَهُ إِلَى الْأَرْضِ فَأَخَذَ مِنْهَا عُوْدًا ثُمَّ قَالَ مَاعَدَا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مَاقُلْتَ هٰذَا الْعُوْدَ فَتَنَاخَرَتْ بِطَارِقَتُهٗ حَوْلَهٗ حِيْنَ قَالَ مَاقَالَ فَقَالَ وَإِنْ نَخَرْتُمْ وَاللّٰهِ اذْهَبُوْا فَأَنْتُمْ سُيُوْمٌ بِاَرْضِيْ وَالسُّيُوْمُ الآمِنُوْنَ مَنْ سَبَّكُمْ غُرِّمَ ثُمَّ سَبَّكُمْ غُرِّمَ فَمَا اُحِبُّ أَنَّ لِي دَبْرًا ذَهَبًا وَأَنِّي آذَيْتُ رَجُلاً مِنْكُمْ وَالدَّبْرُبِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الْجَبَلُ رُدُّوْا عَلَيْهِمَا هَدَايَاهُمَا فَلاَحَاجَةَ لَنَا بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا اَخَذَ اللّٰهُ مِنِّى الرِّشْوَةَ حِيْنَ رَدَّ عَلَيَّ مُلْكِى فَآخُذَ الرِّشْوَةَ فِيْهِ وَمَا اَطَاعَ النَّاسُ فِيَّ فَأُطِيْعَهُمْ فِيْهِ قَالَتْ فَخَرَجَا مِنْ عِنْدِهٖ مَقْبُوْحِيْنَ مَرْدُوْدًا عَلَيْهِمَا مَا جَاءَ ا بِهِ وَأَقَمْنَا عِنْدَهٗ بِخَيْرِ دَارٍ مَعَ خَيْرِ جَارٍ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ إِنَّا عَلَى ذٰلِكَ إِذْنَزَلَ بِهَا يَعْنِى مَنْ يُنَازِعُهُ فِى مُلْكِهٖ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَا حُزْناً قَطُّ كَانَ اَشَدَّ مِنْ حُزْنٍ حَزِنَّاهُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَخَوُّفاً أَنْ يَظْهَرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّجَّاشِيِّ فَيَأْتِى رَجُلٌ لاَيَعْرِفُ مِنْ حَقِّنَا مَاكَانَ النَّجَّاشِيُّ يَعْرِفُ مِنْهُ . (رواه أحمد، ١٧٤٢)

٦٣٩٩ــ وَلِلْكَبِيْرِ وَالْبَزَّارِ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ نَحْوُهُ، وَفِيْهِ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: فَتَفَرَّقْنَا مِنْ عِنْدِالنَّجَّاشِيِّ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَى أَنْ أَلْقَاهُ مِنْ جَعْفَرٍ فَاسْتَقْبَلَنِي فِي طَرِيْقٍ مَرَّةً فَنَظَرْتُ خَلْفَهُ وَخَلْفِي فَلَمْ أَرَاَحَدًا، فَقُلْتُ: أَتَعْلَمُ أَنِّي أَشْهَدُأَنْ لاَاِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ؟ قَالَ: فَقَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ فَاثْبُتْ، ثُمَّ ذَكَرَأَنَّهُمْ أَخَذُوْاكُلَّ شَيْءٍ لَهُ، ثُمَّ أَتَى جَعْفَرًا وَانْطَلَقَ مَعَهُ إِلَى النَّجَّاشِيِّ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: إِنَّ عَمْرًوا تَابَعَنِي عَلَى دِيْنِي، قَالَ: كَلَّا، قُلْتُ: بَلَى، قَالَ لِإِنْسَانٍ اذْهَبْ مَعَهُ فَإِنْ فَعَلَ فَلاَيَقُوْلُ شَيْئًاإِلَّا كَتَبْتَهُ قَالَ عَمْرٌو: فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ وَجَعَلَ يَكْتُبُ حَتّٰى كَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ لِي حَتّٰى الْقَدْحِ وَلَوْشِئْتُ آخُذُ شَيْئًا مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَى مَالِي فَعَلْتُ. (للكبير، ١٣)

’’الکبیر اور البزار رحمہ اللہ نے عمیر بن اسحاق کی روایت سے اس کی مثل روایت بیان کی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ عمرو بن العاص نے کہا: جب ہم نجاشی کے پاس جدا ہوئے تو مجھے سب امور سے زیادہ یہ امر پسند تھا کہ میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کروں۔ایک بار وہ مجھے راستہ میں مل گئے تو میں نے اپنے پیچھے بھی دیکھا اور اس کے پیچھے بھی جب کوئی نظر نہ آیا تو میں نے کہا: اے جعفر رضی اللہ عنہ! کیا تجھے علم ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر ایسا ہی ہے تو پھر تجھے اللہ نے ہدایت دیدی ہے۔لہٰذا ثابت قدم رہو۔ پھر وہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نجاشی کے پاس گیا تو جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمرو رضی اللہ عنہ نے دین میں میری پیروی اختیار کی ہے۔عمرو کی ہر چیز بادشاہ کے آدمیوں نے چھین لی تھی۔سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر بادشاہ نے کہا: ہرگز یہ مسلمان نہیں ہوا۔عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مسلمان ہو چکا ہوں۔بادشاہ نے میرے ساتھ آدمی روانہ کیا اور کہا: یہ جس چیز کا دعویٰ کرتا ہے تو لکھ دے۔عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بولتا گیا اور وہ لکھتا رہا یہاں تک کہ پیالہ بھی لکھ دیا اگر میں مزید کچھ ان کے اوپر لکھاتا تو وہ بھی لے لیتا۔‘‘ (الکبیر)

٦٤٠٠ــ وَلِلْكَبِيْرِعَنْ أَبِي مُوْسَى بِنَحْوِهٖ وَزَادَ: وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَجُلاً قَصِيْرًا وَمَعَهُ امْرَأَتُهٗ وَكَانَ عُمَارَةُ رَجُلاً جَمِيْلًا فَشَرِبَا خَمْرًا حِيْنَ اَقْبَلاَ إِلَى

’’الکبیر میں ابو موسیٰ سے مثل اس کے بیان ہے اور مزید اس میں یہ ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ ایک چھوٹے قد کا آدمی تھا، اور اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی۔عمارہ قد آور خوبصورت آدمی تھا جب یہ نجاشی کی طرف جا رہے تھے تو انہوں نے شراب پی، اور عمارہ

(٦٣٩٩) طبرانی کبیر: ١٣۔ بزار، وصدر الحديث فی اوله له وزاد فی آخره قال: ثم كانت بعد من الذين اقبلوا فی السفن مسلمين وعمير بن اسحاق وثقه ابن حبان وغيره، وفيه كلا لا يضر وبقية رجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٩٨٤٤.

(٦٤٠٠) روى ابو داؤد منه مقدار سطر فی الجنائز رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحيح هيثمی: ٩٨٤٧.

النَّجَّاشِيِّ . فَقَالَ عُمَارَةُ لِعَمْرٍو: مُرِامْرَاَتَكَ تُقَبِّلْنِيْ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو: اَلاَ تَسْتَحِيْ ، فَرَمَاهُ عُمَارَةُ فِي الْبَحْرِ فَجَعَلَ عَمْرٌ وَيُنَاشِدُهُ حَتّٰى اَدْخَلَهُ عُمَارَةُ السَّفِيْنَةَ ، فَحَقَدَ عَمْرٌ وَفِي ذٰلِكَ ، وَقَالَ لِلنَّجَّاشِيِّ: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ خَلْفَكَ عُمَارَةُ فِي اَهْلِكَ . فَدَعَا النَّجَّاشِيُّ عُمَارَةَ فَنَفَخَ فِي اَحْلِيْلِهِ فَطَارَمَعَ الْوَحْشِ . (رواه الطبراني في الكبير)

نے کہا: اے عمرو! اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ مجھے بوسہ دے دے۔ عمرو نے کہا: تجھے شرم نہیں آتی۔ پس عمارہ نے اس کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ عمرو نے عمارہ کی منت سماجت کی، اور اس نے عمرو کو کشتی میں داخل کر دیا۔ عمرو نے یہ بات دل میں رکھی اور اس نے نجاشی کو کہا: جب تو گھر سے باہر تھا تو عمارہ نے تیری بیوی کے ساتھ کچھ باتیں کیں تھیں۔ نجاشی نے عمارہ کو حاضر کرایا اور اس کی شرمگاہ کے سوراخ میں ہوا پھونکا دی تو وہ وحشت کھا کر جنگلی حیوانوں کی طرف دوڑ گیا۔'' (الکبیر)

٦٤٠١۔ وفي رواية: فَأَمَرَ النَّجَّاشِيُّ بِعُمَارَةَ فَنُفِخَ فِيْ اَحْلِيْلِهِ فَاسْتَطَيَّرَ حَتّٰى لَحِقَ بِالصَّحَارٰى يَسْعٰى فِيْهَامَعَ الْوَحْشِ ، فَجَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَهْلَهُ فَسَقَوْهُ شَرْبَةً مِنْ سَوِيْقٍ فَمَاتَ . (رواه الطبراني في الكبير)

''دوسری روایت میں منقول ہے کہ نجاشی نے عمارہ کی شرمگاہ کے سوراخ میں ہوا پھونکنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ جب اس کے ذکر میں ہوا پھونکی گئی تو وہ بھاگ کر صحراء میں چلا گیا۔ وحشی جانوروں کے ساتھ دوڑتا پھرتا تھا پھر وہ گھر آیا تو انہوں نے اس کو ستو کا مشروب پلایا اور وہ مرگیا۔'' (الکبیر)

٦٤٠٢۔ عَنْ عُرْوَةَ: فِي تَسْمِيَةِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا إِلَى الْحَبَشَةِ المَرَّةَ الْأُوْلَى قَبْلَ خُرُوْجِ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ ، الزُّبَيْرُبْنُ الْعَوَّامِ ، سَهْلُ بْنُ بَيْضَاءَ ، عَامِرُ ابْنُ رَبِيْعَةَ ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ، عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ، عُثْمَانُ بْنُ عَفَّان ، مَعَ امْرَأَتِهِ رُقَيَّةَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْن ، مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ ، أَبُوْحُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ ، مَعَ امْرَأَتِهِ سَهْلَةَ بِنْتِ سُهَيْلٍ وَوَلَدَتْ لَهُ بِالْحَبَشَةَ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي حُذَيْفَةَ ، أَبُوْسَبْرَةَ بْنُ أَبِي

''عروہ ان لوگوں کے نام کا تذکرہ کرتے ہیں جو لوگ اول مرتبہ حبشہ گئے، وہ جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں سے پہلے گئے تھے۔ زبیر بن العوام، سہل بن بیضاء، عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم ان کی زوجہ محترمہ رقیہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عثمان بن مظعون، مصعب بن عمیر، ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہم اپنی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کے سمیت اور اس سے حبشہ میں محمد بن ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔ ابوسبرہ بن ابی رُھم رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام کلثوم بنت سہیل رضی اللہ عنہا سمیت۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب سورت النجم نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی

(٦٤٠١) طبرانی کبیر، مرسلا وفیه محمد بن کثیر الثقفی وهو ضعیف، هیثمی: ٩٨٤٩.

(٦٤٠٢) طبرانی کبیر: ٨٣١٦۔ هکذا مرسلا وفیه ابن لهیعة ایضًا، هیثمی: ٩٨٥٠.

رُهْمٍ، مَعَ امْرَاَتِهِ أُمّ كُلْثُوْمِ بِنْتِ سُهَيْلٍ، أَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الأَسَدِ، مَعَ امْرَأَتِهِ أُمّ سَلَمَةَ، وَلَمَّانَزَلَتْ سُوْرَةُ النَّجْمِ وَقَرَأَ ﷺ: أَفَرَأَيْتُمُ اللاَّتَ وَالْعُزَّى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الأُخْرَى، أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِيْهَا عِنْدَذٰلِكَ ذِكْرَ الطَّوَاغِيْتِ، فَقَالَ: وَإِنَّهُنَّ مِنَ الْغَرَانِيْقِ الْعُلٰى، وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَى، فَوَقَعَتْ هَاتَانِ الْكَلِمَتَانِ فِي قَلْبِ كُلِّ مُشْرِكٍ وَذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ وَاسْتَبْشَرُوْا وَقَالُوْا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ رَجَعَ إِلَى دِيْنِهِ الْأَوَّلِ وَدِيْنِ قَوْمِهِ، فَلَمَّا بَلَغَ ﷺ آخِرَ السُّوْرَةِ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ كُلُّ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ مُسْلِمٍ وَمُشْرِكٍ، غَيْرَ أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْمُغِيْرَةِ كَانَ رَجُلاًكَبِيْرًا فَرَفَعَ مِلْءَ كَفِّهِ تُرَابًا فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَعَجِبَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ سُجُوْدِ الْمُشْرِكِيْنَ غَيْرَ إِيْمَانٍ وَلاَيَقِيْنٍ، وَلَمْ يَسْمَعُوا الَّذِي أَلْقَى الشَّيْطَانُ فَفَشَتْ تِلْكَ الْكَلِمَةَ فِي النَّاسِ وَأَظْهَرَهَا الشَّيْطَانُ حَتّٰى بَلَغَتِ الْحَبَشَةَ، فَلَمَّا سَمِعَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ وَمَنْ مَعَهُ أَنَّ النَّاسَ أَسْلَمُوْا وَسَجَدُوْا لِلّٰهِ أَقْبَلُوْا سِرَاعًا، فَكَبُرَذٰلِكَ عَلَيْهِ ﷺ، فَلَمَّا أَمْسَى أَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَشَكَا إِلَيْهِ فَأَمَرَهُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ فَلَمَّا بَلَغَهَا تَبَرَّأَ مِنْهَا جِبْرِيْلُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ﷺ، وَقَالَ: تَكَلَّمْتُ بِكَلاَمِ الشَّيْطَانِ وَشَرَكَنِي فِي

(کیا تم نے لات اور عزیٰ اور مناۃ تیسرا بھی دیکھا ہے) تو شیطان نے بتوں کے نام کے ساتھ یہ الفاظ ڈال دیے۔ یہ بلند گردن والے ہیں ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے تو یہ کلمات ہر مشرک کے دل میں جگہ پکڑ گئے اور ان کی زبانوں پر جاری ہو گئے اور وہ بہت خوش تھے۔ انہوں نے کہا: محمد ﷺ اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جب آپ ﷺ نے سورت کا آخری حصہ تلات کر کے سجدہ کیا تو تمام لوگوں نے جو حاضر تھے خواہ مشرک تھے یا مسلم سب ہی نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ البتہ ولید بن مغیرہ بہت بڑا متکبر آدمی تھا اس نے ہاتھ میں مٹی لے کر اس پر سجدہ کیا۔ مسلمانوں کو یہ بات پسند آئی کہ مشرکین نے ایمان ویقین کے بغیر ہی سجدہ کر دیا ہے، اور مسلمانوں نے وہ کلمات نہیں سنے جو شیطان نے ڈالے تھے۔ پس یہ واقعہ لوگوں میں عام ہو گیا اور شیطان نے اس کی خوب اشاعت کی۔ جب یہ خبر عثمان بن مظعون اور ان کے رفقاء تک پہنچی کہ لوگ اسلام لائے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا ہے تو وہ جلدی واپس آ گئے۔ پس یہ چیز آنحضرت ﷺ پر گراں گذری۔ رات کے وقت جبریل علیہ السلام آئے تو ان سے بھی شکوہ کیا۔ جبریل علیہ السلام نے سورت النجم پڑھنے کا کہا۔ اور جب آپ القاء شیطانی پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس سے بیزاری ظاہر کی تو نبی ﷺ کے لیے نہایت پریشان کن بات تھی اور فرمایا: میں نے شیطان کے کلمات کہے، اور وہ اللہ کے کام میں میرے ساتھ شریک ہو گیا ہے۔ پس جو شیطانی القا تھا وہ اللہ نے منسوخ کر دیا اور آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی (اور ہم نے تجھ سے پہلے جب کوئی رسول اور نبی مبعوث کیا تو جب اس نے ہمارا کلام

أَمْرِ اللّٰهِ . فَنَسَخَ اللّٰهُ أَلْقَى الشَّيْطَانُ ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ وَلاَنَبِيٍّ إِلَّاإِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ﴾...... إِلَى ﴿بَعِيْدٍ﴾ . فَلَمَّا بَرَاَّهُ مِنْ سَجْعِ الشَّيْطَانِ وَفِتْنَتِهِ انْقَلَبَ الْمُشْرِكُوْنَ لِضَلاَلِهِمْ وَعَدَاوَتِهِمْ وَبَلَغَ الْمُسْلِمُوْنَ مِمَّنْ كَانَ بِالْحَبْشَةِ وَقَدْ شَارَفُوْا مَكَّةَ فَلَمْ يَسْتَطِيْعُوا الرُّجُوْعَ مِنْ شِدَّةِ الْبَلاَءِ الَّذِى أَصَابَهُمْ ، وَخَافُوْا أَنْ يَدْخُلُوْا مَكَّةَ فَيُبْطَشُ بِهِمْ ، فَلَمْ يَدْخُلْ رَجُلٌ مِنْهُمْ إِلاَّ بِجِوَارٍ ، فَأَجَارَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةُ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ جِوَارَهُ حِيْنَ أَبْصَرَمَا يَلْقَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ أَذِيَّةِ الْمُشْرِكِيْنَ لَهُمْ ، وَأَحَبَّ عُثْمَانُ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُسْلِمِيْنَ يُثَابُ عَلَى مَايَلْقَاهُ مِنَ الاَذَى فِي اللّٰهِ تَعَالَى . (للكبير ، ٨٣١٦) مطولا بلين وَإِرْسَالٍ قُلْتُ: رَدَّالأَئِمَّةُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ قِصَّةَ إِلْقَاءِ الشَّيْطَانِ لِعِصْمَةِ الْوَحْيِ مَعْلُوْمٌ وَالْحَدِيْثُ بِدُوْنِ ذٰلِكَ وَمَعْرُوْفٌ مَحْفُوْظٌ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ) .

پڑھا پس شیطان نے اس کی قرأت میں اپنے کلمات ڈال دیے پس اللہ نے مٹا دیا وہ جو کچھ شیطان نے ڈالا تھا۔ ’’بعید‘‘ تک) پس جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کے کلمات سے اور اس فتنے سے آپ ﷺ کو بری کر دیا تو مشرکین اپنی گمراہی اور عداوت کی طرف پلٹ گئے۔ جن لوگوں کو حبشہ میں یہ واقعہ پہنچا تھا اور وہ لوٹ کر مکہ کے سامنے آ گئے۔ اور اصلیت سے باخبر ہونے کے بعد وہ لوٹ بھی نہیں سکتے تھے اور ان کو اس شدید ابتلاء کا بھی علم تھا اور وہ ڈرتے تھے کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہوئے تو پکڑے جائیں گے۔ پس ان میں کوئی فرد امن حاصل کرنے کے بغیر مکہ میں داخل نہ ہوا۔ ولید بن مغیرہ نے عثمان بن مظعون کو امن دیا تھا پھر جب عثمان بن مظعون نے دیگر مسلمانوں کو سزا پاتے دیکھا اور مشرکین کی اذیت دیکھی تو عثمان بن مظعون نے یہ زیادہ پسند کیا کہ عام مسلمانوں کی مثل وہ بھی اللہ کی راہ میں ایذا پائے اور اجر وثواب کا مستحق ہو تو ولید بن مغیرہ کا امن واپس کر دیا۔ الکبیر کی طویل روایت ہے کمزور سند کے ساتھ اور یہ روایت مرسل بھی ہے۔ ائمہ محدثین نے شیطانی القا کے واقعہ کو شدت سے رد کیا ہے اس لیے کہ وحی کی عصمت اس کے منافی ہے۔ البتہ بقیہ حدیث القا شیطان کے بغیر دیگر روایات میں محفوظ ہے۔ واللہ اعلم

شرح: ......اوپر بیان ہو چکا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قریش کا جور وستم حد سے بڑھتا جا رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا: تم حبشہ چلے جاؤ تو محفوظ رہو گے، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی کی راہ پیدا فرمائے گا، یہ ہجرت دو مرتبہ ہوئی پہلی ہجرت حبشہ کا واقعہ ماہ رجب ۵ نبوت میں پیش آیا۔

حبش کا لفظی معنی جمع ہونا ہوتا ہے، اس حکومت کے تحت چونکہ سوڈان کے تمام فرقے جمع تھے اس لیے اسے حبشہ کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ یہ حبش بن کوش بن حام کی اولاد سے ہیں، ان کے بادشاہ کا لقب نجاشی آ رہا ہے۔ یہ سرزمین حبشہ

یمن کے علاقہ کی مغربی جانب ہے، اور طویل مسافت اور دوری پر ہے، نبی ﷺ کے عہد مبارک میں نجاشی بادشاہ کا نام اصحمہ تھا۔ (فتح الباری: ۷/۱۹۰)

مولانا صفی الرحمٰن رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا اصحمہ نجاشی شاہِ حبش ایک عادل بادشاہ ہے، وہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اس لیے آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لیے حبشہ ہجرت کر جائیں۔ (الرحیق: ص۱۳۲)

ہجرت حبشہ سے کچھ دیر پہلے سورۂ کہف نازل ہوئی، اس میں اصحاب کہف اور موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعات بیان ہوئے تھے، ان سے ان مظلوموں کو اشارہ دیا گیا کہ یہ سرکش مشرکین اگر ایمان نہ لائے تو آئندہ ان ہی مقہور ومجبور مسلمانوں کے سرنگوں ہو کر اپنی قسمت کے فیصلے کے لیے پیش ہوں گے، ذوالقرنین کے واقعہ میں بھی یہی سبق تھا کہ فلاح وکامرانی ایمان ہی کی راہ میں ہے، کفر کی راہ میں نہیں۔

کہف کے بعد سورت زمر نازل ہوئی جس میں صاف کہا گیا، اللہ کی زمین تنگ نہیں۔

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَّاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍo﴾ (الزمر: ۱۰)

''جن لوگوں نے اس دنیا میں اچھائی کی ان کے لیے اچھائی ہے اور اللہ کی زمین کشادہ ہے، صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بلا حساب دیا جائے گا۔'' (الرحیق: ص۱۳۲)

جب یہ ہجرت کرنے والے حبشہ پہنچے تو انہیں وہاں سکھ کا سانس آیا۔

(۲) جو بلند دیویوں کی تعریف کا واقعہ ہے، یہ بالکل جھوٹ ہے، نبی اکرم ﷺ نے کبھی ان کی تعریف نہیں کی۔

تاہم اس کے بعد یہ افواہ حبشہ تک پھیلی کہ قریش مسلمان ہوگئے ہیں، چنانچہ یہ حبشہ کے مہاجروں نے ماہِ شوال میں مکہ واپسی کی راہ لی، مگر جب یہ مکہ کے قریب آئے تو انہیں پتہ چلا یہ افواہ جھوٹی ہے، کچھ تو واپس چلے گئے اور کچھ پناہ لے کر مکہ میں رہے۔

مگر قریش کا ظلم بڑھتا ہی جا رہا تھا، مسلمان جان چھپا کر قریش کی گرفت میں آنے سے پہلے دوبارہ شاہِ حبش کے پاس پہنچ گئے۔ (زادالمعاد: ۱/۲۴) یہ دوسری ہجرت حبشہ ہے۔

ایک اعتراض ہوتا ہے کہ پہلی ہجرت حبشہ والوں میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام شامل ہونا مشکل پیدا کر رہا ہے کیونکہ صحیح حدیث میں آتا ہے، یہ جب عازم مدینہ ہو کر اپنی جماعت کے ساتھ نبی ﷺ سے ملنے کے لیے آ رہے تھے کہ حبشہ کی سرزمین میں ان کی کشتی طوفان کی نذر ہو چکی ہے، پھر یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیبر میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔

ان دونوں میں موافقت کی یہ صورت ہے کہ پہلے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مکہ کی جانب ہجرت کی پھر وہ یہاں مسلمان ہوئے، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حبشہ جانے والوں کے ساتھ بھیج دیا، یہ یمن میں اپنی قوم کے علاقہ میں جو کہ حبشہ کے مشرق کی جانب ہے ادھر متوجہ ہوئے۔ جب انہیں یہ یقین ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں قرار پکڑ چکے ہیں تو انہوں نے اوران کے ساتھیوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی تو ہوا میں تموج پیدا ہوا تو یہ حبشہ میں پہنچ گئے اور بعد میں ہجرت کر کے مدینہ آئے وہاں خیبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی حبشہ کی دوسری ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں۔ (فتح الباری: ۳/۱۹۰)

خروج النبي ﷺ ......

آنحضرت ﷺ کا طائف کا سفر، قبائل پر اپنے آپ کو پیش کرنا اور عقبہ اولیٰ کا واقعہ

٦٤٠٣۔۔۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ قَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ أَرْجُوْ أَنْ

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احد کے دن سے زیادہ سخت دن بھی گذرا ہے؟ فرمایا: میں نے تیری قوم کی طرف سے بڑی بڑی تکالیف برداشت کی ہیں، اور سب سے زیادہ شدید دن عقبہ کا دن تھا جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا تو اس نے میری مرضی کا جواب نہ دیا۔ میں وہاں سے پریشانی کی حالت میں جس طرف منہ تھا چل پڑا اور قرن الثعالب میں پہنچ آیا اور پتہ تک نہ چلا۔ میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور دیکھا کہ ایک بادل میرے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میں نے دیکھا تو اس میں جبریل علیہ السلام تھے۔ اس نے مجھے آواز دی اور کہا: اللہ نے تیری قوم کا قول اور جو انہوں نے تجھے جواب دیا اس کو سنا ہے اور تیری طرف پہاڑوں کے نگران فرشتے کو ارسال کر دیا ہے تو جو بھی اس کو قوم کے لیے حکم دے گا وہ بجا لائے گا۔ پھر ملک الجبال نے مجھے آواز دی مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کا جواب سنا ہے، اور میں پہاڑوں پر مسلط فرشتہ ہوں، اور اللہ نے مجھے تیری طرف بھیجا

(٦٤٠٣) بخاری: ٣٢٣١۔ مسلم: ١٧٩٥.

يَخْرُجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا . (للبخاري، ٣٢٣١)

ہے تا کہ تو جو چاہے مجھے حکم دے تو آپ ﷺ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ ﷺ چاہیں تو یہ دو پہاڑ میں ان پر گرادوں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے وہ نسل پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائے گی۔'' (بخاری)

٦٤٠٤ـــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ: لَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ طَالِبٍ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مَاشِيًا عَلٰى قَدَمَيْهِ إِلَى الطَّائِفِ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ فَلَمْ يُجِيْبُوْهُ فَانْصَرَفَ فَأَتَى ظِلَّ شَجَرَةٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ أَشْكُوْ إِلَيْكَ ضُعْفَ قُوَّتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ إِلَى مَنْ تَكِلْنِي إِلَى عَدُوٍّ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى قَرِيْبٍ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ تَكُنْ غَضْبَانَ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي ، غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ أَوْسَعُ لِي ، أَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ بِهِ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تَحُلَّ بِي سَخَطُكَ ، لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ . (رواه الطبراني في الكبير)

''سیدنا عبداللہ جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ابو طالب فوت ہوئے تو نبی ﷺ پیادہ چل کر طائف گئے۔ ان لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا تو انہوں نے دعوت قبول نہ کی۔ آپ ﷺ وہاں سے واپس لوٹے اور ایک درخت کے نیچے دو رکعات نماز ادا کی۔ اور پھر اس طرح دعا کی یا اللہ! میں اپنی کمزوری کی اور لوگوں پر اپنی بے قدری کی شکایت کرتا ہوں۔تو سب سے زیادہ مہربان ہے، تو ہی بڑا مہربان ہے۔تو مجھے کس کے سپرد کرے گا، اگر دشمن کی طرف سپرد کرے گا تو وہ ترش رو ہو کر پیش آئے گا یا قریبی کو میرے امور کا مالک بنائے گا۔میرے اوپر اگر تو ناراض نہیں ہے تو پھر مجھے کسی کی پرواہ نہیں، البتہ تیری عافیت میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔میں تیرے چہرہ اقدس کے اس نور کی پناہ طلب کرتا ہوں جس کے ذریعہ تو نے تمام تاریکیاں مٹا ڈالی ہیں۔ دنیا وآخرت کی اصلاح اسی سے ہے کہ نہ تو میرے اوپر تیرا غضب نازل ہو اور نہ تیری ناراضگی اترے انجام کار تیرے ہی اختیار میں ہے پس تو راضی ہو۔ نہ تو بدی سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی حاصل کرنے کی قوت ہے مگر اللہ کے ساتھ۔'' (الکبیر)

٦٤٠٥ـــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے آپ کو

(٦٤٠٤) طبراني كبير، وفيه ابن اسحاق وهو مدلس ثقة، وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩٨٥١.

(٦٤٠٥) احمد: ١٤٧٧٠ـ ورجاله ثقات، ترمذی: ٢٩٢٥ـ ابوداؤد: ٤٧٣٤ـ ابن ماجه: ٢٠١ـ دارمی: ٣٣٥٤.

النَّبِيُّ ﷺ يَعْرُضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِيْ إِلٰى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ مِنْ هَمْدَانَ قَالَ فَهَلْ عِنْدَ قَوْمِكَ مِنْ مَنَعَةٍ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَشِيَ أَنْ يَحْقِرَهُ قَوْمُهُ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ آتِيهِمْ فَأُخْبِرُهُمْ ثُمَّ أَتِيْكَ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ وَجَاءَ وَفْدُ الأَنْصَارِ فِي رَجَبٍ . (رواه أحمد، ١٤٧٧٠)

لوگوں پر پیش کرتے تھے اور منیٰ میں لوگوں سے کہتے تھے کیا تم میں سے کوئی شخص مجھے اپنی قوم کے پاس لے جانے کے لیے آمادہ ہے؟ قریش نے مجھے اللہ کا کلام لوگوں تک پہنچانے سے منع کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا تو آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: تو کس قوم سے ہے؟ اس نے کہا میں ھمدان سے ہوں۔ تیری قوم کے پاس دفاعی قوت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر وہ آدمی ڈر گیا کہ اس کی قوم شائد اس کام میں مددگار نہ ہو۔ پس اس نے کہا: میں اپنی قوم کے پاس جا کر مشورہ کرتا ہوں اور ان کو خبر دیتا ہوں۔ پھر اگلے سال میں آپ ﷺ کے پاس آؤں گا فرمایا: ہاں بہت بہتر، تو وہ چلا گیا اور رجب میں انصار کا وفد پہنچ آیا۔'' (احمد)

٦٤٠٦ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُو الْحَيْسَرِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ مَكَّةَ وَمَعَهُ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فِيْهِمْ إِيَّاسُ بْنُ مُعَاذٍ يَلْتَمِسُوْنَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ سَمِعَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَاهُمْ فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُمْ هَلْ لَكُمْ إِلَىَّ خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ قَالُوْا وَمَاذَاكَ قَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوْهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ لَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَأُنْزِلَ عَلَيَّ كِتَابٌ ثُمَّ ذَكَرَ الإِسْلَامَ وَتَلَا عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ وَكَانَ غُلَاماً حَدَثًا أَيْ قَوْمِ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ قَالَ فَأَخَذَ أَبُو الْحَيْسَرِ

''محمود بن لبید کا بیان ہے کہ جب انس بن رافع مکہ میں آیا تو اس کے ساتھ بنو عبدالاشہل کے نوجوان بھی موجود تھے اور ان میں ایاس بن معاذ بھی تھا اور وہ قریش سے دوستی کا معاہدہ طلب کرنے آئے تاکہ اپنی ہی قوم خزرج کے خلاف امداد حاصل کریں۔ نبی ﷺ نے ان کی آمد کا سنا تو آپ ﷺ ان کے پاس گئے ان کے پاس بیٹھے، اور فرمایا: جس کام کے لیے تم آئے ہو اس سے زیادہ بہتر کام میں تمہیں دلچسپی ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کام کیا ہے؟ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے تا کہ میں ان کو اللہ کی عبادت کی طرف بلاؤں کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر کتاب نازل کی ہے۔ اسلام کے احکام کا بھی ذکر فرمایا اور ان کو قرآن پڑھ کر بھی سنایا۔

(٦٤٠٦) احمد: ٢٣١٠٨ـ طبرانی کبیر ورجاله ثقات، هيثمی: ٩٨٥٥.

أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ فَضَرَبَ بِهَا فِي وَجْهِ إِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ وَانْصَرَفُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَكَانَتْ وَقْعَةُ بُعَاثٍ بَيْنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ قَالَ ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِيَّاسُ بْنُ مُعَاذٍ أَنْ هَلَكَ قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ حَضَرَهُ مِنْ قَوْمِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا يَسْمَعُوْنَهُ يُهَلِّلُ اللّٰهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ حَتّٰى مَاتَ فَمَا كَانُوْا يَشُكُّوْنَ قَدْ مَاتَ مُسْلِمًا لَقَدْ كَانَ اسْتَشْعَرَ الإِسْلاَمَ فِي ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ. (رواه أحمد، ٢٣١٠٨) والكبير

ایاس بن معاذ نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی قسم! جس کام کے لیےتم آئے ہواس سے یہ زیادہ بہتر ہے۔ تو انس بن رافع نے ریت کی مٹھی بھر کر ایاس کے منہ پر دے ماری۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، اور وہ لوگ بھی مدینہ لوٹ آئے۔ اتنے میں جنگ بعاث چھڑ گئی اور ایاس بھی ہلاک ہو گیا اور ہمیشہ لوگ اس کے منہ سے سنتے رہے کہ لا الہ الا اللہ پڑھتا تکبیر کہتا۔ تحمید کہتا تسبیح کہتا رہا اور اسی پر فوت ہو گیا۔ اس کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہی فوت ہوا ہے۔ اس نے آپ ﷺ کی ایک ہی محفل میں اسلام بخوبی جان لیا تھا۔'' (احمد، الکبیر)

٦٤٠٧ــ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ: لَمَّا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى اظْهَارَ دِيْنِهِ اِعْزَازَ نَبِيِّهِ ﷺ خَرَجَ ﷺ فِي الْمَوْسِمِ الَّذِى لَقِيَ فِيْهِ الاَنْصَارَ وَهُمْ فِيْمَا يَزْعُمُوْنَ سِتَّةٌ فِيْهِمْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُبَابٍ. (رواه الطبراني في الكبير، ١٧٦٦)

''ابن اسحاق کہتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب اور اپنے نبی ﷺ کو اعزاز دینا چاہا تو اللہ کے رسول ﷺ حج کے موسم میں باہر نکلے، اور انصار سے ملاقات کی۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ چھ آدمی تھے جن میں جابر بن عبداللہ بن رباب بھی تھا۔'' (الکبیر)

شرح: ...... ماہ شوال ۱۰ نبوت و اواخر مئی یا اوائل جون ۶۱۹ء میں نبی ﷺ طائف تشریف لے گئے یہ مکے سے تقریباً ساٹھ میل دور ہے۔ آپ ﷺ نے یہ مسافت آتے جاتے پیدل طے فرمائی تھی۔ طائف میں آپ ﷺ نے دس دن قیام فرمایا۔ (الرحیق: ص۱۸۰)

ابو طالب کی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آپ ﷺ طائف گئے تھے، جب انہوں نے آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ واپس مکہ لوٹے اور اس کے بعد موسم حج میں قبائل عرب پر خود کو پیش کیا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچانے کے لیے پناہ چاہتا ہوں۔

متفرق قبائل سے یہ کہا اور ساتھ ہی فرمایا میں مجبور نہیں کرتا، سوچ کر اور مشورہ سے یہ قدم اٹھانا یہ نہایت ہی اہم ذمہ داری ہے، کسی نے بھی یہ جرأت نہ کی۔ آخر انصار کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ

(٦٤٠٧) طبرانی کبیر: ١٧٦٦ـ ورجاله ثقات، هيثمی: ٩٨٧٧.

تعالیٰ متکلم (کلام کرنے والا ہے) اور قرآن پاک اس کا کلام ہے۔ (انجاز الحاجہ: ۲/ ۶۰)

قرآن ثعالب اہل نجد کی میقات ہے، اسے قرن منازل بھی کہتے ہیں یہ مکہ سے ایک رات اور ایک دن کی مسافت پر ہے، قرن ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔

جن دو پہاڑوں کے درمیان رکھ کر کچلنے کا فرشتہ نے کہا تھا، وہ مکہ کے دو پہاڑ تھے، ایک ابوقبیس دوسرا اس کے سامنے والا ہے، طائف کی ساری آبادی ان کے درمیان تھی، مگر رسول اکرم ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی۔ اس امید پر کہ شاید ان کی نسل سے نیک لوگ آجائیں اور ایسا ہی ہوا ان لوگوں سے اسلام کی سربلندی کے لیے بہت سارے کارنامے سرانجام پائے۔ اس میں نبی اکرم ﷺ کے سینہ حکمت خزینہ میں قوم کے لیے جوشفقت کا بحر بیکراں موجزن تھا اس کا پتہ چلتا ہے اور آپ ﷺ صبر وحلم کے کوہِ گراں تھے، آپ کی سیرت کا یہ پہلو اس آیت کا آئینہ تھا۔

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ﴾ (آل عمران: ۱۵۹)

''اللہ کی رحمت کی وجہ سے تم ان کے لیے نرم خو ہو۔''

اور اسی کردار کی تابنا کی اس آیت مبارکہ سے جھلک رہی ہے۔

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝﴾ (الانبياء: ۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کوصرف جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (فتح الباری: ۶/ ۳۱۶)

ذكر العقبة الثانية و الثالثة

دوسرے اور تیسرے عقبہ کا بیان

٦٤٠٨۔ عَنْ عُرْوَةَ: لَمَّا حَضَرَ الْمَوْسِمُ حَجَّ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، مُعَاذُ ابْنُ عَفْرَاءَ وَأَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وَمِنْ بَنِي زُرَيْقٍ رَافِعُ بْنُ مَالِكٍ وَذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ، وَمِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَبُو الْهَيْثَمُ بْنُ التَّيْهَانِ وَمِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عُوَيْمِرُ بْنُ سَاعِدَةَ، وَأَتَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَلَمَّا سَمِعُوْهُ اطْمَأَنُّوْا إِلَى دَعْوَتِهِ وَعَرَفُوْا مَاكَانُوْا يَسْمَعُوْنَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

''عروہ کا بیان ہے کہ حج کا موسم آیا تو بنونجار کے افراد میں سے معاذ بن عفراء اور اسعد بن زرارہ، بنوزریق میں سے رافع بن مالک اور ذکوان بن عبد القیس، بنوعبدالاشہل میں سے ابوالہیثم، بنوعمرو بن عوف میں سے عویمر بن ساعدہ نے حج کیا۔ ان کے پاس نبی ﷺ تشریف لے گئے اور ان کوقرآن سنایا۔ وہ قرآن سن کر آپ ﷺ کی دعوت سے مطمئن ہو گئے اور آپ ﷺ کی وہ صفات بھی پہچان گئے جو انہوں نے اہل کتاب کے علما سے سنی ہوئی تھیں۔ اور وہ عقائد بھی پہچان گئے جن کی طرف آپ ﷺ دعوت دیتے تھے۔ تو انہوں نے

(٦٤٠٨) طبرانی کبیر: ٢٠/ ٣٦٢۔ مرسلا وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف وهو حسن الحديث وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ٩٨٧٦.

مِنْ ذِكْرِهِمْ إِيَّاهُ بِصِفَتِهِ وَمَا يَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ فَصَدَّقُوهُ وَآمَنُوا بِهِ، وَقَالُوا لَهُ لَقَدْ عَلِمْتَ الَّذِي بَيْنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ مِنَ الدِّمَاءِ وَنَحْنُ لِلَّهِ وَلَكَ مُجْتَهِدُونَ فَامْكُثْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ حَتّٰى نُخْبِرَ قَوْمَنَا بِشَأْنِكَ وَنَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُصْلِحُ أَمْرَنَا، فَإِنَّنَا الْيَوْمَ مُتَبَاغِضُونَ فَإِنْ تَقَدَّمَ عَلَيْنَا الْيَوْمَ وَلَمْ نَصْطَلِحْ لَمْ تَكُنْ لَنَا جَمَاعَةٌ عَلَيْكَ، وَنَحْنُ نُوَاعِدُكَ الْمَوْسِمَ مِنَ الْعَامِ الْقَابِلِ فَرَضِيَ ﷺ، وَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَأَخْبَرُوهُمْ وَدَعَوْهُمْ سِرًّا حَتّٰى قَلَّ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا أَسْلَمَ فِيهَا نَاسٌ، ثُمَّ بَعَثُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنِ ابْعَثْ لَنَا مِنْ قِبَلِكَ رَجُلاً يَدْعُو النَّاسَ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ أَدْنٰى أَنْ يُتَّبَعَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مُصْعَبَ ابْنَ عُمَيْرٍ، فَنَزَلَ عَلَى أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَجَعَلَ يَدْعُو النَّاسَ وَيُفْشِي الْإِسْلَامَ. وَهُمْ فِي ذٰلِكَ مُسْتَخْفُونَ، ثُمَّ مُصْعَبًا وَأَسْعَدَ ذَاتَ يَوْمٍ مُسْتَخْفِيَانِ فِي تَعْلِيمِ جَمَاعَةٍ أُخْبِرَ بِهِمْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، وَأَتَاهُمْ فِي لَأْمَتِهِ وَرُمْحِهِ فَقَالَ عَلَامَ تَأْتِيَنَا فِي دُوَرِنَا بِهٰذَا الْفَرِيدِ الطَّرِيحِ يُسَفِّهُ ضُعَفَاءَنَا لَا أَرَاكُمَا بَعْدَ هٰذَا فِي جِوَارِنَا فَرَجَعُوا، ثُمَّ إِنَّهُمْ عَادُوا الثَّانِيَةَ فَاجْتَمَعُوا فَأُخْبِرَ بِهِمْ سَعْدٌ فَأَتَاهُمْ فَوَاعَدَهُمْ وَعِيدًا دُوْنَ الْأَوَّلِ فَلَمَّا رَأَى

آپ ﷺ کی تصدیق کی، ایمان لے آئے۔ انہوں نے کہا: ہماری قوم اوس اور خزرج کے درمیان جو خون خرابہ ہوا ہے آپ ﷺ اس کو جانتے ہی ہیں۔ ہم اللہ کے لیے اور آپ ﷺ کی خاطر محنت کریں گے۔ آپ ﷺ اللہ کا نام لے کر ٹھہرے رہیں یہاں تک کہ ہم اپنی قوم کو آپ ﷺ کے حالات سے باخبر کر دیں۔ ہم ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیں گے ہم لوگ ایک دوسرے سے بغض وحسد میں مبتلا ہیں۔ اگر آج ہی آپ ﷺ ہمارے ساتھ جائیں گے تو آپ ﷺ کی جماعت تیار نہ ہو سکے گی۔ ہم آپ ﷺ سے آئندہ موسم حج میں حاضر ہونے کا عہد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ اس پر راضی ہو گئے اور وہ افراد اپنی قوم میں واپس چلے گئے۔ یہ افراد گئے، اپنی قوم کو خبر دی، اور مخفی طور پر دعوت اسلام دیتے رہے۔ چنانچہ انصار کے تقریباً ہر گھر سے ہی کچھ افراد مسلمان ہو گئے۔ پھر انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس پیغام ارسال کیا کہ ہمارے پاس کوئی آدمی روانہ کر دو جو لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دے قریب ہے کہ اس کی بات سنی جائے اور پیروی کی جائے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ کر دیا۔ وہ جا کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے اور لوگوں کو دعوت دینے لگے اور اسلام پھیلنے لگا اور وہ تاحال خفیہ تبلیغ کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک دن مصعب اور اسعد خفیہ طور پر ایک جماعت کو تعلیم دے رہے تھے کہ سعد بن معاذ کو ان کی مخبری کر دی گئی تو وہ اپنی زرہ پہن کر نیزہ لے کر آیا اور کہا: کس بنا پر تو ہمارے گھروں میں اس دو ٹکے کے آدمی کو لاتا ہے، یہ ہمارے ناسمجھ لوگوں کو بے وقوف بناتا ہے؟ آج کے بعد ہمارے پڑوس میں تمہیں ہرگز میں نہ

اَسْعَدُ مِنْهُ لِيْنًا قَالَ يَا ابْنَ خَالَتِي اسْمَعْ مِنْ قَوْلِهٖ فَإِنْ سَمِعْتَ مُنْكَرًا فَارْدُدْهُ وَإِنْ سَمِعْتَ خَيْرًا فَأَجِبْهُ، فَقَالَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ فَقَرَأَ مُصْعَبٌ ﴿حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾، فَقَالَ: سَعْدٌ وَمَا أَسْمَعُ مَا أَعْرِفُ، فَهَدَاهُ اللّٰهُ وَلَمْ يُظْهِرِ الْإِسْلَامَ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ فَدَعَا بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَظْهَرَ إِسْلَامَهُ فَأَسْلَمُوْا إِلَّا مَنْ لَا يُذْكَرُ، فَكَانَتْ أَوَّلَ دَارٍ مِنْ دُوَرِ الأَنْصَارِ أَسْلَمَتْ بِأَسْرِهَا، ثُمَّ إِنَّ بَنِي النَّجَّارِ أَخْرَجُوْا مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ فَانْتَقَلَ إِلَى سَعْدٍ فَلَمْ يَزَلْ يُهْدَى عَلَى يَدَيْهِ حَتّٰى قَلَّ دَارٌ مِنْ دُوَرِ الأَنْصَارِ إِلَّا أَسْلَمَ فِيْهَا نَاسٌ، وَأَسْلَمَ أَشْرَافُهُمْ وَأَسْلَمَ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوْحِ، وَكَسَرُوْا أَصْنَامَهُمْ، فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ أَعَزَّ أَهْلِهَا. وَصَلَحَ أَمْرُهُمْ وَرَجَعَ مُصْعَبٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ يُدْعَى الْمُقْرِئُ. (رواه الطبراني في الكبير)(٢٠/ ٣٦٢)بإرسال ولين.

٦٤٠٩ــ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ: ذَكَرَ أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْعَقَبَةِ وَقَدْ أَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُوَافُوْهُ فِي الْقَابِلِ فَوَافَاهُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا. (للكبير، ١٩/ ١٠١)بلين

دیکھوں۔ اتنی دھمکی دے کر واپس چلا گیا۔ پھر دوسری مرتبہ جمع ہوئے تو سعد کو پھر خبر کر دی گئی وہ آیا اور پہلے سے نرم لہجہ میں ان کو ڈرایا، دھمکایا۔ جب اسعد نے اس میں نرمی پائی تو کہا: اے میری خالہ کے بیٹے! اس کی بات سن لو اگر کوئی غیر معقول بات ہو تو ترک کر دینا اور بہتر بات ہو تو قبول کرنا۔ سعد نے کہا: اے شخص! تو کیا کہتا ہے؟ تو مصعب رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی (حٰمٓ: قسم ہے ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ) سعد نے کہا: میں تو وہ سن رہا ہوں جس کو جانتا ہوں پس اللہ نے اس کو اسلام کی ہدایت بخش دی اور اس نے اسلام ظاہر نہیں کیا اور اپنی قوم میں لوٹ گیا۔ بنو عبدالاشہل کو جمع کیا۔ اسلام کی دعوت بھی دی۔ اپنا اسلام بھی ان پر ظاہر کر دیا تو کوئی قابل ذکر فرد نہ رہا سب یہی مسلمان ہو گئے۔ انصار کے خاندانوں میں سے یہ پہلا گھر تھا جو سب کا سب ہی اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر بنو نجار نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو نکال دیا تو وہ سعد کے پاس منتقل ہو گئے۔ پھر اس کے ہاتھ پر لوگ مسلمان ہوتے رہے اور انصار کے ہر گھر سے کوئی نہ کوئی فرد ضرور مسلمان ہوا، اکثر شرفاء مسلمان ہو گئے اور عمرو بن جموح مسلمان ہوا اور انہوں نے اپنے بت توڑ دیے اور مسلمان مدینہ میں غالب قوت بن گئے اور مصعب رضی اللہ عنہ لوٹ کر نبی ﷺ کے پاس چلے گئے ان کو مقری کہا جاتا تھا۔'' (الکبیر، سند کمزور و مرسل)

''کعب بن مالک نے بیان کیا کہ جب بارہ آدمی عقبہ سے لوٹ کر آئے تو ان کو آپ ﷺ نے آئندہ سال ملاقات کرنے کا حکم دیا تھا۔ پس اس عہد کے مطابق ستر آدمی آپ ﷺ سے آ ملے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

(٦٤٠٩) طبرانی کبیر: ١٩/ ١٠١۔ وفيه يعقوب بن محمد الزهری وثقه حجاج بن الشاعر وضعفه الجمهور، هيثمی: ٩٨٧٨.

٦٤١٠ـ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ كَعْبٌ مِمَّنْ شَهِدَ الْعَقَبَةَ وَبَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِهَا قَالَ خَرَجْنَا فِي حُجَّاجِ قَوْمِنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ صَلَّيْنَا وَفَقِهْنَا وَمَعَنَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ كَبِيْرُنَا وَسَيِّدُنَا فَلَمَّا تَوَجَّهْنَا لِسَفَرِنَا وَخَرَجْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ الْبَرَاءُ لَنَا يَا هٰؤُلَاءِ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ وَاللّٰهِ رَأْيًا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاأَدْرِيْ تُوَافِقُوْنِي عَلَيْهِ أَمْ لاَ قَالَ قُلْنَا لَهٗ وَمَا ذَاكَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ لاَأَدَعَ هٰذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّي بِظَهْرٍ يَعْنِى الْكَعْبَةَ وَأَنْ أُصَلِّيَ إِلَيْهَا قَالَ فَقُلْنَا وَاللّٰهِ مَا بَلَغَنَا أَنَّ نَبِيَّنَا يُصَلِّي إِلَّا إِلَى الشَّامِ وَمَا نُرِيْدُ أَنْ نُخَالِفَهٗ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّيْ إِلَيْهَا قَالَ فَقُلْنَا لَهٗ لٰكِنَّا لاَنَفْعَلُ فَكُنَّا إِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ صَلَّيْنَا إِلَى الشَّامِ وَصَلّٰى إِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ أَخِي وَقَدْكُنَّا عِبْنَا عَلَيْهِ مَا صَنَعَ وَأَبٰى إِلَّا الإِقَامَةَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ يَاابْنَ أَخِيْ انْطَلِقْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ عَمَّاصَنَعْتُ فِي سَفَرِي هٰذَا فَإِنَّهٗ وَاللّٰهِ قَدْوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ لَمَّارَأَيْتُ مِنْ خِلَافِكُمْ إِيَّايَ فِيْهِ قَالَ فَخَرَجْنَا نَسْأَلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُنَّالاَنَعْرِفُهٗ لَمْ نَرَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفَانِهِ قَالَ قُلْنَا لاَقَالَ فَهَلْ

''کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ہم اپنی مشرک قوم کے ساتھ حج کرنے گئے۔ ہم نماز پڑھا کرتے تھے، اور ہمارے ساتھ براء بن معرور ہمارا سردار تھا۔ چنانچہ جب ہم مدینہ سے نکلے تو براء نے کہا: اے لوگو! اللہ کی قسم! میں نے ایک رائے سوچی ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے علم نہیں کہ تم میری اس رائے پر موافقت کرو گے یا نہیں۔ ہم نے کہا: وہ رائے کیا ہے؟ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ میں کعبہ کو اپنی پشت پر نہ رکھوں اور میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔ ہم نے کہا: ایسا نہ کرو نبی ﷺ بھی شام کی طرف ہی منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں جب نماز کا وقت آیا تو ہم لوگ شام کی طرف نماز پڑھتے اور وہ کعبہ کی طرف پڑھتا تھا۔ جب ہم مکہ پہنچ گئے تو براء نے کہا: اے میرے بھتیجے! میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو اور میرا مسئلہ دریافت کر کیونکہ میں اپنے فعل میں مشکوک ہو چکا ہوں۔ چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھتے ہوئے نکلے کیونکہ ہم نے آپ کو پہلے نہیں دیکھا تھا، اتنے میں ہمیں ایک مکہ کا رہنے والا آدمی ملا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: کیا تم دونوں نبی کریم ﷺ کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں، کیونکہ وہ ہمارے علاقہ میں تاجر کی حیثیت سے آتا رہتا تھا۔ اس آدمی نے کہا: جب تم دونوں مسجد میں داخل ہو گے تو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو آدمی بیٹھا ہوا ہوگا، وہی نبی کریم ﷺ ہیں۔ لہٰذا ہم مسجد حرام میں آئے تو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسولِ اکرم ﷺ تشریف فرما تھے۔ ہم سلام کر کے آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ

(٦٤١٠) احمد: ١٥٣٧١ـ طبرانی کبیر بنحوہٖ و رجال احمد رجال الصحیح غیر ابن اسحاق وقد صرح بالسماع، ھیثمی: ٩٨٨١.

تَعْرِفَانِ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّهُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَكُنَّا نَعْرِفُ الْعَبَّاسَ كَانَ لَا يَزَالُ يَقْدُمُ عَلَيْنَا تَاجِرًا قَالَ فَإِذَا دَخَلْتُمَا الْمَسْجِدَ فَهُوَ الرَّجُلُ الْجَالِسُ مَعَ الْعَبَّاسِ قَالَ فَدَخَلْنَا الْمَسْجِدَ فَإِذَا الْعَبَّاسُ جَالِسٌ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ جَالِسٌ فَسَلَّمْنَا ثُمَّ جَلَسْنَا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ قَالَ نَعَمْ هٰذَا الْبَرَاءُ ابْنُ مَعْرُورٍ سَيِّدُ قَوْمِهِ وَهٰذَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْسَى قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الشَّاعِرُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُورٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي خَرَجْتُ فِي سَفَرِي هٰذَا وَهَدَانِي اللّٰهُ لِلْإِسْلَامِ فَرَأَيْتُ أَنَّ لَا أَجْعَلَ هٰذِهِ الْبَنِيَّةَ مِنِّي بِظَهْرٍ فَصَلَّيْتُ إِلَيْهَا وَقَدْ خَالَفَنِي أَصْحَابِي فِي ذٰلِكَ حَتّٰى وَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَمَاذَا تَرَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَقَدْ كُنْتَ عَلَى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا قَالَ فَرَجَعَ الْبَرَاءُ إِلَى قِبْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى مَعَنَا إِلَى الشَّامِ قَالَ وَأَهْلُهُ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ صَلَّى إِلَى الْكَعْبَةِ حَتّٰى مَاتَ وَلَيْسَ ذٰلِكَ كَمَا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِهِ مِنْهُمْ قَالَ وَخَرَجْنَا إِلَى الْحَجِّ فَوَاعَدْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْعَقَبَةَ مِنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنَ الْحَجِّ وَكَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِي وَعَدْنَا رَسُولَ

نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: کیا تم ان دونوں کو جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ مالک کا بیٹا کعب ہے۔ مجھے یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شاعر ہے اس نے کہا: ہاں۔ سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے اپنی نماز کعبہ کی طرف پڑھنے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک قبلہ کی طرف پڑھتا تھا کاش! اسی پر صبر کرتا۔ تو براء رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا اور شام کی طرف نماز پڑھنے لگا اس کے گھر کے آدمی تو کہتے ہیں کہ وہ موت تک کعبہ کی طرف ہی پڑھتا رہا مگر بات دراصل یہ نہیں ہے ہم اس کے متعلق ان لوگوں سے بہتر علم رکھتے ہیں۔ کعب بن مالک نے کہا: ہم حج کے لیے نکلے تو ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت عقبہ کے لیے بارہ ذی الحجہ کا دن مقرر کیا۔ چنانچہ جب مقررہ دن کی رات ہوئی تو ہمارے ساتھ ہمارا ایک سردار ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھا۔ ہم نہایت اخفا سے کام لیتے تھے۔ جو لوگ ہمارے ساتھ مشرکین میں سے تھے ہم ان کو بھی نہیں بتاتے تھے۔ میں نے مشرکین میں سے صرف عبداللہ بن عمرو بن حرام جو جابر رضی اللہ عنہ کے والد تھے اس کو اسلام کی ہم نے دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملاقات کی خبر بھی ہم نے دی اور وہ بھی عقبہ میں شریک محفل ہوئے اور نقیب بنائے گئے۔ ہم اس رات تیسرے پہر تک اپنے خیموں میں رہے اور پھر خفیہ طور پر نکل کر عقبہ میں جمع ہو گئے ہم ستر مرد تھے اور دو خواتین تھیں۔ ایک نسیبہ بنت کعب، ام عمارہ جو کہ بنو مازن قبیلے کی عورت تھی اور دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی جو کہ بنو سلمہ قبیلے کی عورت تھی، اس کی کنیت ام منیع تھی، آنحضرت ﷺ اپنے چچا عباس کو ساتھ

اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ
أَبُـوْجَـا بِـرٍ سَيِّـدٌ مِنْ سَادَتِنَا وَكُنَّا نَكْتُمُ مَنْ
مَـعَـنَـا مِـنْ قَـوْمِـنَـا مِـنَ الْمُشْرِكِيْنَ أَمْرَنَا
فَـكَلَّمْنَاهُ وَقُلْنَا لَهُ يَا أَبَا جَابِرٍ إِنَّكَ سَيِّدٌ مِنْ
سَـادَتِـنَـا وَشَرِيْفٌ مِنْ أَشْرَافِنَا وَإِنَّا نَرْغَبُ
بِكَ عَـمَّـاأَنْـتَ فِيْـهِ أَنْ تَـكُوْنَ حَطَبًا لِلنَّارِ
غَـدًاثُمَّ دَعَوْتُهُ إِلَى الْإِسْلَامِ أَخْبَرْتُهُ بِمِيْعَادِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَسْلَمَ وَشَهِدَ مَعَنَا الْعَقَبَةَ
وَكَـانَ نَقِيْبًا قَالَ فَنِمْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَعَ قَوْمِنَا
فِـي رِحَـالِـنَـا حَتّٰـى إِذَا مَـضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ
خَـرَجْـنَا مِنْ رِحَالِنَا لِمِيْعَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ
نَتَسَـلَّـلُ مُسْتَـخْـفِيْـنَ تَسَـلُّـلَ الْقَطَـاحَتّٰى
اجْتَـمَـعْـنَـا فِي الشِّعْبِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ وَنَحْنُ
سَبْـعُـوْنَ رَجُلًاوَمَـعَنَا امْرَأَتَانِ مِنْ نِسَائِهِمْ
نَسِيْبَةُ بِـنْـتُ كَـعْبٍ أُمُّ عُمَارَةَ إِحْدَى نِسَاءِ
بَـنِـي مَـازِنِ بْنِ النَّجَّارِوَأَسْمَاءُ بِنْتُ عَمْرِو
بْنِ عَدِيِ ابْنِ ثَابِتٍ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي سَلِمَةَ
وَهِيَ أُمُّ مَنِيْعٍ قَالَ فَاجْتَمَعْنَا بِالشِّعْبِ نَنْتَظِرُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰـى جَـاءَ نَا وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ
عَـمُّـهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَيَوْمَئِذٍ
عَـلَـى دِيْـنِ قَـوْمِـهِ إِلَّاأَنَّهُ أَحَبَّ أَنْ يَحْضُرَ
أَمْـرَابْـنِ أَخِيْـهِ وَيَتَوَثَّقُ لَهُ فَلَمَّا جَلَسْنَا كَانَ
الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ فَقَالَ
يَـا مَـعْشَرَالْخَزْرَجِ قَالَ وَكَانَتِ الْعَرَبُ مِمَّا
يُسَـمُّـوْنَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ الْخَزْرَجَ

لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا چچا اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھا مگر اس نے اپنے بھائی کے بیٹے کے معاملہ میں حاضر ہوکر وثوق حاصل کرنا پسند کیا۔ جب ہم بیٹھے تو سب سے پہلے عباس رضی اللہ عنہ نے بات کی اور کہا: اے قوم خزرج! محمد ﷺ کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم بخوبی جانتے ہو اور ہم نے اپنے لوگوں سے اس کا دفاع کیا ہے اور وہ عزت و حفاظت کے ساتھ رہتے ہیں اور اپنے شہر میں ہیں۔ ہم نے کہا: ہم نے آپ کی بات سن لی جو تم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ بات کریں اور اپنے رب کے لیے اور اپنے لیے ہم سے عہد لیں جو بھی آپ ﷺ پسند کرتے ہوں۔ پس آپ ﷺ نے خطاب فرمایا: چنانچہ تلاوت کی اور فرمایا: میں تم سے یہ بیعت لیتا ہوں کہ تم میرا اسی طرح دفاع کرو گے جیسا تم اپنے اہل وعیال کا دفاع کرتے ہو اپنی خواتین کا دفاع اور اپنے بیٹوں کا۔ پس براء بن معرور نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ہاں، قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! ہم آپ ﷺ کا دفاع کریں گے ہر اس چیز سے جس سے ہم اپنی عزت کا دفاع کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول! ہم سے بیعت لیں بخدا! ہم نسل درنسل جنگ آزمودہ لوگ ہیں۔ پھر ابو الھیثم رضی اللہ عنہ بن التیھان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ایسا تو نہ ہوگا کہ ہمارے کچھ لوگوں کے ساتھ معاہدے ہیں اور ہم ان کو اب توڑ ڈالیں گے تو جب ہم وہ معاہدے توڑ ڈالیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ غلبہ دیدے تو آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر مکہ چلے آئیں۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: بلکہ خون بھی ایک خون اور موت بھی ایک موت تم میرے اور میں تمہارا میں اس سے لڑوں گا جس سے تم

أَوْسَهَا وَخَزْرَجَهَا إِنَّ مُحَمَّدًا مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ مَنَعْنَاهُ مِنْ قَوْمِنَا مِمَّنْ هُوَ عَلَى مِثْلِ رَأْيِنَا فِيْهِ وَهُوَ فِي عِزٍّ مِنْ قَوْمِهِ وَمَنَعَةٍ فِي بَلَدِهِ قَالَ فَقُلْنَا قَدْ سَمِعْنَا مَاقُلْتَ فَتَكَلَّمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخُذْ لِنَفْسِكَ وَلِرَبِّكَ مَا أَحْبَبْتَ قَالَ فَتَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلاوَدَعَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَغَّبَ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ أُبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ تَمْنَعُوْنِي مِمَّاتَمْنَعُوْنَ مِنْهُ نِسَاءَ كُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ قَالَ فَأَخَذَ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍبِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ نَعَمْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لِنَمْنَعَنَّكَ مِمَّانَمْنَعُ مِنْهُ أُزُرَنَا فَبَايِعْنَايَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ أَهْلُ الْحُرُوْبِ وَأَهْلُ الْحَلْقَةِ وَرِثْنَاهَا كَابِرًاعَنْ كَابِرٍ قَالَ فَاعْتَرَضَ الْقَوْلَ وَالْبَرَاءُ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَبُوالْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ حَلِيْفُ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ بَيْنَنَاوَبَيْنَ الرِّجَالِ حِبَالاًوَإِنَّا قَاطِعُوْهَا يَعْنِي الْعُهُوْدَ فَهَلْ عَسَيْتَ إِنْ نَحْنُ فَعَلْنَا ذٰلِكَ ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللّٰهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى قَوْمِكَ وَتَدَعَنَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بَلِ الدَّمَ الدَّمَ وَالْهَدْمَ الْهَدْمَ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْرِجُوْا إِلَيَّ مِنْكُمُ اثْنَي عَشَرَ نَقِيْبًا يَكُوْنُوْنَ عَلٰى قَوْمِهِمْ فَأَخْرَجُوْا مِنْهُمُ اثْنَي

لڑو گے اور صلح کرونگا جس سے تم صلح کرو گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بارہ آدمی میرے سامنے لاؤ جو اپنی قوم پر نقیب ہوں تو نو افراد خزرج سے اور تین اوس سے نقیب مقرر کیے۔ جب ہم بیعت کر چکے تو شیطان نے بلند آواز سے چیخ کر کہا: اور زمین نے سنا اے اے گھروں والو! تمہارا کیا مقام رہا۔ کیا تم مذمم اور اس کے ساتھ بے دینوں کی جماعت کا علم رکھتے ہو؟ وہ تم سے جنگ لڑنے کے لیے تیار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے شیطان کو مخاطب ہو کر فرمایا: سن لے! اے اللہ کے دشمن! میں تیرے لیے ضرور فارغ ہوں گا۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں واپس چلے جانے کا حکم دیا، لیکن عباس بن عبادہ بن نضلہ نے آپ کو کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اگر آپ چاہیں تو ہم صبح اہل منیٰ پر اپنی تلواریں لے کر دھاوا بول دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کام کا ابھی حکم نہیں دیا گیا۔ ہم لوگ اپنے خیموں میں واپس چلے گئے اور دوسرے دن کو قریش کے بڑے بڑے افراد ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تم ہمارے اس صاحب کے پاس آئے ہو اور اس کو ہمارے درمیان سے لے جانا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ لڑنے کے لیے ان کی بیعت کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! عربوں میں سے کسی قوم کے ساتھ جنگ کرنا ہمیں اتنا ناپسند نہیں ہے جتنا تمہارے ساتھ جنگ کرنا ہمیں ناپسند ہے۔ ہماری قوم کے مشرک لوگ اٹھے اور ان کے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں کہ اس نوعیت کی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ اس کا ہمیں کوئی علم ہے۔ وہ درست کہتے تھے انہیں کوئی علم نہیں تھا۔ لوگ اٹھے اور ان میں سے حارث بن ھشام بن مغیرہ بھی تھا اس نے نئے دو جوتے پہنے تھے۔ میں نے ان

عَشَرَ نَقِيْبًا مِنْهُمْ تِسْعَةٌ مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلاثَةٌ مِنَ الْأَوْسِ وَأَمَّا مَعْبَدُ بْنُ كَعْبٍ فَحَدَّثَنِي فِي حَدِيْثِهِ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ أَبِيْهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَ عَلٰى يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ ثُمَّ تَتَابَعَ الْقَوْمُ فَلَمَّا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَرَخَ الشَّيْطَانُ مِنْ رَأْسِ الْعَقَبَةِ بِأَبْعَدِ صَوْتٍ سَمِعْتُهُ قَطُّ يَا أَهْلَ الْجُبَاجِبِ وَالْجُبَاجِبُ الْمَنَازِلُ هَلْ لَكُمْ فِيْ مُذَمَّمٍ وَالصُّبَاةُ مَعَهُ قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى حَرْبِكُمْ قَالَ عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ مَا يَقُوْلُهُ عَدُوُّ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا أَزَبُّ الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ اسْمَعْ أَيْ عَدُوَّاللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ لأَفْرُغَنَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ارْفَعُوْا إِلَى رِحَالِكُمْ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عُبَّادَةَ بْنِ نَضْلَةَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَئِنْ شِئْتَ لَنَمِيْلَنَّ عَلَى أَهْلِ مِنًى غَدًا بِأَسْيَافِنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أُوْمَرْ بِذٰلِكَ قَالَ فَرَجَعْنَا فَنِمْنَا حَتّٰى أَصْبَحْنَا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا غَدَتْ عَلَيْنَا جُلَّةُ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَاءُوْنَا فِي مَنَازِلِنَا فَقَالُوْا يَا مَعْشَرَ الْخَزْرَجِ إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ إِلٰى صَاحِبِنَا هٰذَا تَسْتَخْرِجُوْنَهُ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا وَتُبَايِعُوْنَهُ عَلٰى حَرْبِنَا وَاللّٰهِ إِنَّهُ مَامِنَ الْعَرَبِ أَحَدٌ أَبْغَضَ إِلَيْنَا أَنْ تَنْشَبَ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ

لوگوں کی گفتگو میں شامل ہونے کے لیے ایک فقرہ کہہ دیا۔ اے ابو جابر! کیا تجھے یہ طاقت نہیں کہ تو اس قریشی جوان کے جوتوں جیسے جوتے تیار کرا کر پہن لے تو ہمارا سردار بھی ہے؟ اس بات کو حارث نے سنا تو دونوں جوتے اتار کر میری طرف پھینک دیے اور کہا: اللہ کی قسم! یہ اب تو ہی پہنے گا ابو جابر نے کہا: تو نے اس جوان کے جوتے اتروا دیے۔ بخدا! اس کے جوتے واپس کر دو۔ تو میں نے کہا: قسم اللہ کی! میں تو واپس نہیں کروں گا، اس نے کہا: یہ عمدہ فال ہے اگر فال درست ثابت ہوئی تو میں اسے چھین لوں گا۔'' (احمد، الکبیر)

مِـنْكُمْ قَالَ فَانْبَعَثَ مِنْ هُنَالِكَ مِنْ مُشْرِكِي قَـوْمِـنَـا يَحْلِفُوْنَ لَهُمْ بِاللّٰهِ مَاكَانَ مِنْ هٰذَا شَـيْءٌ وَمَـا عَلِمْنَاهُ وَقَدْ صَدَقُوْا لَمْ يَعْلَمُوْا مَـاكَانَ مِنَّا قَالَ فَبَعْضُنَا يَنْظُرُإِلَى بَعْضٍ قَالَ وَقَـامَ الْـقَوْمُ وَفِيْهِمُ الْحَارِثُ بْنُ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْمَخْزُوْمِيُّ وَعَلَيْهِ نَعْلاَنِ جَدِيْدَانِ قَالَ فَقُلْتُ كَلِمَةً كَأَنِّي أُرِيْدُأَنْ أُشْرِكَ الْقَوْمَ بِهَـا فِيْـمَا قَالُوْا مَاتَسْتَطِيْعُ يَا أَبَاجَابِرٍوَأَنْتَ سَيِّـدٌ مِنْ سَادَتِنَا أَنْ تَتَّخِذَ نَعْلَيْنِ مِثْلَ نَعْلَيْ هٰـذَا الْـفَتٰـى مِـنْ قُرَيْشٍ فَسَمِعَهَا الْحَارِثُ فَـخَـلَـعَهُـمَا ثُمَّ رَمَى بِهِمَا إِلَيَّ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتَـنْتَـعِـلَـنَّهُمَا قَالَ يَقُوْلُ أَبُوْ جَابِرٍأَحْفَظْتَ وَالـلّٰـهِ الْـفَتَى فَارْدُدْعَلَيْهِ نَعْلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ وَالـلّٰهِ لاَأَرُدُّهُمَا قَالَ وَاللّٰهِ صُلْحٌ وَاللّٰهِ لَئِنْ صَـدَقَ الْـفَـأْلُ لأَسْـلُبَنَّـهُ. (رواه أحمد، ١٥٣٧١) والكبير

٦٤١١ــــ وَزَادَ: أَنَّ الـنَّـقِيْـبَ لِبَنِيٍّ النَّجَّارِ أَسْـعَـدُ بْـنُ زُرَارَـةَ وَلِبَـنِـي سَلِمَةَ الْبَرَاءُ بْنُ مَـعْـرُوْرٍ وَعَبْـدُ الـلّٰـهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَلِبَـنِي سَاعِدَةَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَالْمُنْذِرُ بْنُ عَـمْـرٍو وَلِبَـنِـي رُزَيْـقٍ رَافِعُ ابْنُ مَـالِكِ الْـعَـجْلاَنُ وَلِبَـنِـي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ عُبَـادَـةُ بْـنُ الـصَّامِتِ وِلِبَنِى عَبْدِ الأَشْهَلِ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَأَبُوْهَيْثَمِ بْنُ التَّيْهَانِ

''الکبیر نے زائد بیان کیا بنونجار کا نقیب اسعد بن زرارہ اور بنو سلمہ کا براء بن معرور اور عبداللہ بن عمرو بن حرام، اور بنو ساعدہ کا سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کے بھی اور بنو زریق کا رافع بن مالک العجلان اور بنو حارث بن خزرج کا عبادہ بن صامت اور بنو عبدالاشہل کے اسید بن حضیر اور ابوالھیثم بن تیہان اور بنو عوف کے سعد بن خیثمہ نقیب مقرر ہوئے۔'' (الکبیر)

(٦٤١١) طبرانی کبیر: ١٩/ ٨٧۔ مجمع الزوائد: ٩٨٨١.

وَلِبَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ.

(رواه الطبراني في الكبير)(١٩/ ٨٧)

٦٤١٢ــ عَنْ عَامِرٍ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَعَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ إِلَى السَّبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِيَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُكُمْ وَلَا يُطِيْلُ الْخُطْبَةَ فَإِنَّ عَلَيْكُمْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَيْنًا وَإِنْ يَعْلَمُوْا بِكُمْ يَفْضَحُوْكُمْ فَقَالَ قَائِلُهُمْ وَهُوَ أَبُوْ أُمَامَةَ سَلْ يَا مُحَمَّدُ لِرَبِّكَ مَاشِئْتَ ثُمَّ سَلْ لِنَفْسِكَ وَلِأَصْحَابِكَ مَاشِئْتَ ثُمَّ أَخْبِرْنَا مَالَنَامِنَ الثَّوَابِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَيْكُمْ إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَسْأَلُكُمْ لِرَبِّي عَزَّوَجَلَّ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَأَسْأَلُكُمْ لِنَفْسِي وَلِأَصْحَابِي أَنْ تُؤْوُوْنَا وَتَنْصُرُوْنَا وَتَمْنَعُوْنَا مِمَّا مَنَعْتُمْ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ قَالُوْا فَمَا لَنَا إِذَا فَعَلْنَا ذٰلِكَ قَالَ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالُوْا فَلَكَ ذٰلِكَ. (رواه أحمد، ١٦٦٣٠)

''عامر شعبی نے کہا: نبی ﷺ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سمیت انصار کے ستر افراد کے پاس عقبہ (گھاٹی) میں گئے۔ ایک درخت کے نیچے بیٹھے اور فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کلام کو طویل نہ کرے تمہارے مشرکین کا جاسوس نگرانی کرتا پھر رہا ہے۔ اگر انھیں معلوم ہوگیا تو تمھیں ذلیل و رسوا کریں گے۔ ان میں سے ایک نے کہا: اس کا نام ابو امام تھا: اے محمد ﷺ! اپنے رب، اپنی جان، اور اپنے اصحاب کے لیے آپ ﷺ جو چاہتے ہیں مطالبہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کے لیے یہ مطالبہ ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے اور میرے اصحاب کے لیے یہ ہے کہ تم ہمیں اپنے پاس جگہ دو ہماری مدد کرو اور ہمارا دفاع کرو ان تمام امور میں جن سے تم اپنی جان کا دفاع کرتے ہو۔انہوں نے کہا: اگر ہم نے ایسا ہی کیا تو ہمارے لیے کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے جنت ہے۔تو انہوں نے کہا: ہم آپ کی تمام شرائط تسلیم کرتے ہیں۔'' (احمد)

٦٤١٣ــ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: أَنَّ أَسْعَدَ ابْنَ زُرَارَةَ قَالَ: يَا أَيُّهَاالنَّاسُ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا تُبَايِعُوْنَ عَلَيْهِ مُحَمَّدًا ﷺ؟ إِنَّكُمْ تُبَايِعُوْنَهُ أَنْ تُحَارِبُوا الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ وَالْجِنَّ وَالْإِنْسَ فَقَالُوْا: نَحْنُ حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُ

''الکبیر میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو تم محمد ﷺ کی بیعت کس شرط پر کرتے ہو؟ تم بیعت کرتے ہو کہ تم عرب، عجم اور جن وانس سب ہی کا مقابلہ کرو گے اور جنگ لڑو گے۔ سب نے کہا: ہم لڑیں گے جس سے محمد ﷺ لڑیں گے، اور ہم صلح

(٦٤١٢) احمد: ١٦٦٣٠۔ هكذا مرسلا ورجاله رجال الصحيح وقد ذكر الامام احمد بعده سندا الى الشعبى عن ابى مسعود عقبة بن عمرو وقال: بنحو هذا قال وكان ابو مسعود اصغرهم سنًّا فيه مجالد وفيه ضعف وحديثه حسن ان شاء الله، هيثمى: ٩٨٨٧.

(٦٤١٣) طبرانى كبير فى الصحيح طرف منه رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه على بن زيد وهو ضعيف وقد وثق، هيثمى: ٩٨٩٥.

وَسَلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُ. (رواه الطبراني في الكبير)

کریں گے جس سے آپ ﷺ صلح کریں گے۔'' (الکبیر)

٦٤١٤۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: مِمَّنْ شَهِدَ الْعَقَبَةَ أَوْسُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ أَصْرَمَ وَأَوْسُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ وَالْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ وَبُشَيْرُ بْنُ سَعْدٍ وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَجَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ، وَالْحَارِثُ ابْنُ قَيْسٍ بِنِ مَالِكٍ وَذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ الْقَيْسِ وَرَافِعُ بْنُ مَالِكٍ وَسَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَسَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ، وَسَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ وَظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ وَكَعْبُ بْنُ مَالِكٍ وَأَبُوْبُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ. (رواه الطبراني في الكبير)

''ابن شہاب سے منقول ہے کہ وہ لوگ جو عقبہ میں شریک ہوئے ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ اوس بن یزید بن اصرم، اوس بن ثابت، اسعد بن زرارہ، براء بن معرور، بشیر بن سعد، جابر بن عبداللہ بن عمرو، جبار بن صخر، حارث بن قیس بن مالک، ذکوان بن عبد قیس، رافع بن مالک، سعد بن عبادہ، سعد بن خیثمہ، سلمہ بن سلامہ، ظہیر بن رافع، کعب بن مالک، ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہم۔'' (الکبیر)

٦٤١٥۔ وَزَادَ عَنْ عُرْوَةَ: مِنْهُمْ ظُهَيْرُ بْنُ الْهَيْثَمِ وَثَابِتُ بْنُ أَجْدَعَ وَزَيْدُ بْنُ لَبِيْدٍ وَسَعْدُ بْنُ الرُّبَيِّعِ وَسَهْلُ بْنُ عَتِيْكٍ وَعَمْرُو بْنُ عَزْمَةَ ابْنِ ثَعْلَبَةَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ ثَعْلَبَةَ يُكَنّٰى أَبَا مَسْعُوْدٍ. (رواه الطبراني في الكبير)

''عروہ نے کچھ نام زائد بیان کیے وہ یہ ہیں: ظہیر بن الہیثم، ثابت بن اجدع، زید بن لبید، سعد بن ربیع، سہل بن عتیک، عمرو بن عزمہ بن ثعلبہ اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ اس کی کنیت ابو مسعود ہے۔'' (الکبیر)

٦٤١٦۔ عَنْ عُمَرَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلٰى قَبَائِلِ الْعَرَبِ قَبِيْلَةً قَبِيْلَةً فِى الْمَوْسِمِ مَا يَجِدُ أَحَدًا يُجِيْبُهُ حَتّٰى جَاءَ اللّٰهُ بِهٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ لِمَا سَاقَ لَهُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَآوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کرتے اور موسم حج کے موقع پر ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے تھے۔ آپ ﷺ کو دعوت الٰہی قبول کرنے والا کوئی قبیلہ نہیں ملا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انصار کے اس قبیلے کو آپ ﷺ کے پاس لے آیا، جب کہ اللہ نے اس قبیلہ کو

(٦٤١٤) طبرانی کبیر، اسنادها الى ابن شهاب واحد ورجاله ثقات رواها كلها الطبرانی، هيثمی: ٩٨٩٨.

(٦٤١٥) طبرانی کبیر، عن عروة بسند واحد وفی اسناد عروة ابن لهيعة وفيه ضعف وحديثه فی حد الحسن، هيثمی: ٩٨٩٩.

(٦٤١٦) بزار، حسن الاسناد، وفيه عبدالله بن شبيب وهو ضعيف، هيثمی: ٩٨٧٩.

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنْ نَبِيِّهِمْ خَيْرًا، وَاللّٰهِ مَا وَفَيْنَا لَهُمْ كَمَا عَاهَدْنَاهُمْ، إِنَّا قُلْنَا لَهُمْ نَحْنُ الأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، وَلَئِنْ بَقِيْتُ إِلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ لَايَبْقِي لِي عَامِلٌ إِلَّا أَنْصَارِيٌّ. (رواه البزار بضعف)

عزت وکرامت سے نوازا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو جگہ بھی دی، اور آپ ﷺ کی مدد بھی کی۔ پس اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے نبی کی طرف سے بہتر جزا عطاء فرمائے۔ اللہ کی قسم! ہم انصار سے وہ ایفاء عہد نہیں کر سکے جس کا ہم نے ان سے عہد کیا تھا۔ ہم نے ان سے کہا تھا: ہم امراء ہوں گے، اور تم وزراء ہو گے۔ اگر میں سال کے آخر تک زندہ رہا تو میرا گورنر سوائے انصاری کے اور کوئی نہیں ہوگا۔'' (البزار، سند ضعیف)

هجرته ﷺ إلى المدينة

آنحضرت ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کا بیان

٦٤١٧ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَان الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغَنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَّةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَاأَبَابَكْرٍ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ أَخْرَجَنِي قَوْمِي فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدَّغَنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَاأَبَا بَكْرٍ لَايَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغَنَةِ

''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے جب سے ہوش سنبھالی اپنے والدین کو دین اسلام پر ہی پایا۔ چنانچہ ہر دن بلا ناغہ نبی اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے صبح بھی اور شام بھی۔ جب مسلمانوں پر ابتلا کا دور شروع ہوا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے۔ جب مقام برکِ غماد تک گئے تو بنو قارہ کے سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا: اے ابوبکر! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے میری قوم نے نکال دیا ہے اور میں نے زمین پر سیاحت کرنے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ میں اپنے رب کی عبادت آزادی سے کر سکوں۔ اس نے کہا: تیرے جیسا انسان نہ تو خود نکلتا ہے اور نہ نکالا جاتا ہے۔ تو غریبوں کے لیے روزی کماتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے۔ بے کار کا بوجھ برداشت کرتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے۔ اور مصائب میں دوسروں کے کام آتا ہے۔ میں تجھے امان میں لیتا ہوں۔ واپس اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوٹ آئے، اور ابن دغنہ ان کے

(٦٤١٧) بخاری: ٣٩٠٦۔ ابوداود: ٤٠٨٣۔ احمد: ٢٥٢٤٦.

فَطَافَ ابْنُ الدَّغَنَةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ لاَيَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلاَ يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًايَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِابْنِ الدَّغَنَةِ وَقَالُوْا لاِبْنِ الدَّغَنَةِ مُرْأَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِي دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَاشَاءَ وَلاَيُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلاَيَسْتَعْلِنْ بِهٖ فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغَنَةِ لأَبِي بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِي دَارِهٖ وَلاَ يَسْتَعْلِنُ بِصَلاَتِهٖ وَلاَيَقْرَأُ فِي غَيْرِدَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغَنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا إِنَّاكُنَّا أَجَرْنَا أَبَابَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْجَاوَزَذٰلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَأَعْلَنَ بِالصَّلاَةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيْهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا فَانْهَهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَعَلٰى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِي دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبَى إِلاَّ أَنْ

ساتھ آیا۔ اشرافِ قریش کے پاس گیا اور ان سے کہا: کیا تم ایسے آدمی کو شہر بدر کرتے ہو جو غریب کے لیے روزی کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا، ہے بے کار کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے، اور مصائب کے وقت دوسروں کے کام آتا ہے؟ قریش نے ابن دغنہ کی امان تسلیم کرلی۔ لیکن انھوں نے کہا: تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیدے کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے، نماز پڑھے، جو چاہے پڑھے، ہمیں ایذا نہ پہنچائے اور نہ اس کام کو اعلانیہ کرے، ہمیں خطرہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے فتنے میں آجائیں گے۔ ابن دغنہ نے یہ بات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچا دی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں ہی عبادت کرنے لگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو خیال آیا، اور آپ رضی اللہ عنہ نے گھر میں مسجد تعمیر کر کے علی الاعلان عبادت کرنا شروع کر دی۔ مشرکین کی عورتیں اور بچے آکر جمع ہوتے اور تعجب کرتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ کر بکثرت روتے تھے۔ اس سے کفار قریش نے خطرہ محسوس کیا، اور ابن دغنہ کو پیغام بھیجا۔ وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ہم نے تیرے امن دینے کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امن دیا تھا کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کیا کرے لیکن اس نے معاہدے سے تجاوز کر کے مسجد تیار کی ہے، اور علی الاعلان قرآن پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ پس تو اس کے پاس جا۔ اگر وہ پسند کرتا ہے تو گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے پر اختصار کرے تو پھر کرتا رہے۔ اگر اس سے انکار کرے تو اس سے اپنا امان واپس طلب کر۔ چنانچہ ابن دغنہ اس کے پاس آیا، اور کہا: تجھے معلوم ہے وہ چیز جس پر میں نے تیرے لے معاہدہ کیا ہے، یا تو اس کی پابندی کر اور یا میری ذمہ داری مجھے واپس کر دے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تیری

يُـعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَـدْكَـرِهْـنَـا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَامُقِرِّيْنَ لأَبِي بَـكْـرٍالإِسْتِـعْلاَنَ قَـالَـتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابْنُ الـدَّغَنَةِ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍفَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَعَلَى ذٰلِكَ وَإِمَّـا أَنْ تُـرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِي فَإِنِّي لاأُحِبُّ أَنْ تَسْـمَـعَ الْـعَـرَبُ أَنِّـيْ أُخْـفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَـقَـدْتُ لَـهُ فَـقَـالَ أَبُوْبَكْرٍفَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِـوَارَكَ وَأَرْضٰـى بِـجِـوَارِالـلّٰـهِ عَزَّوَجَلَّ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَـوْمَـئِـذٍ بِـمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِـلْـمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَهِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَـخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَمَنْ هَـاجَـرَقِبَـلَ الْـمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَـاجَــرَبِــأَرْضِ الْـحَبَشَةِ إِلَــى الْمَدِيْنَةِ وَتَـجَهَّزَأَبُوْبَكْرٍقِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَـلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُوْأَنْ يُؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍوَهَلْ تَرْجُوْذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ قَـالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْبَكْرٍنَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَـصْـحَبَـهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِـنْـدَهُ وَرَقَ السَّـمُــرِوَهُـوَ الْـخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُـرٍقـاَلَ ابْـنُ شِهَـابٍ قَـالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَـائِشَةُ فَبَيْـنَـمَا نَحْنُ يَوْماًجُلُوْسٌ فِي بَيْتِ أَبِـيْ بَـكْـرٍ فِيْ حَرِّ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لأَبِي بَـكْرٍهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَـقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍفِدَاءٌ لَهُ أَبِي

ذمہ داری واپس کرتا ہوں، اور اللہ کی ذمہ داری پر انحصار کرتا ہوں۔ اس دور میں نبی ﷺ مکہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا: میں نے ہجرت کا مقام دیکھا ہے، ایک خالی زمین ہے جس کے دو اطراف میں سنگلاخ زمین ہے، اور اس میں کھجور بکثرت پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں سے جس نے چاہا مدینہ کو ہجرت کر گیا، اور مہاجرین حبشہ سے بھی عام لوگ مدینہ چلے آئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاری شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم ٹھہرے رہو، امید ہے کہ مجھے بھی اجازت ہوگی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ فدا ہوں کیا آپ ﷺ یہ امید رکھتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خاطر روک دیا، اور دو اونٹ سواری کے لیے تیار کر دیے، اور درختوں کے پتے کھلا کر چار ماہ تک آراستہ کر دیے۔ اتفاقاً ایک دن ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے۔ کہ دوپہر کے وقت ایک کہنے والے نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا رسول اللہ ﷺ نقاب اوڑھے ہوئے ایسے وقت میں تشریف لا رہے ہیں جس میں آپ ﷺ نہیں آیا کرتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ فدا ہوں! آپ ﷺ اس وقت کسی خاص وجہ سے آئے ہیں۔ آپ ﷺ آئے، اجازت طلب کی تو اجازت دی گئی۔ آپ ﷺ نے داخل ہوتے ہی فرمایا: تیرے پاس کوئی فرد موجود ہے تو اس کو نکال دے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ ﷺ کے گھر کے افراد ہی ہیں، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہاں سے نکل جانے کی اجازت دی گئی ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

وَأُمِّيْ وَاللّٰهِ مَاجَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّاأَمْرٌقَالَتْ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأَبِي بَكْرٍأَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍإِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍالصَّحَابَةُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ أَبُوْبَكْرٍفَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالثَّمَنِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍقِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍبِغَارٍ فِي جَبَلٍ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍوَهُوَغُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍفَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَايَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّاوَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُبْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍمِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيْتَانِ فِي رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا

کہا: کیا مجھے رفاقت دی جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک سواری آپ ﷺ لے لیں جو یہ موجود ہیں۔فرمایا: قیمت کے ساتھ لوں گا۔ پس ہم نے ان کو بہت اچھی طرح تیار کر دیا۔ اور ان کے لیے خوراک دسترخوان کے ساتھ تھیلے میں رکھ دی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر کے کپڑے کو نصف کر کے ایک حصے کے ساتھ تھیلے کا منہ باندھا۔ اسی لیے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ پھر نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار ثور میں جا کر تین ایام کے لیے روپوش ہو گئے۔ رات کے وقت ان کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ چلا جاتا، وہ موٹا تازہ ہشیار لڑکا تھا، سحری تک ان کے پاس ٹھہرتا اور فجر سے پہلے مکہ میں آ جاتا۔ گویا وہ رات کو مکہ میں رہا ہو، دن میں کفار کی خبریں سنتا، اور رات کی تاریکی میں پہنچا دیتا۔ اس پہاڑی پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتا، اور شام کے بعد دودھ پلاتا تھا، اور وہ رات کو آرام کرتے۔ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راستہ بتانے کے لیے بنو دیل میں سے ایک آدمی کو اجرت پر ساتھ تیار کیا، وہ راستے کا واقف اور عقلمند آدمی تھا، وہ بنو عاص بن وائل کا حلیف تھا، اور قریش کے دین پر تھا۔ اس کو دو سواریاں دی گئیں۔ اور ان کو تین دن بعد غار ثور کے پاس حاضر کرنے کا کہا گیا تھا۔ وہ بروقت سواریاں لے کر حاضر ہو، اور یہ دو رفقاء سوار ہوئے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور راستہ بتانے والا ساتھ رہا۔ وہ ساحلِ سمندر کی راہ پر لے چلا۔ امام زہری نے کہا: مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی جو کہ سراقہ بن مالک کا بھتیجا تھا نے خبر دی کہ میرے والد نے سراقہ بن مالک کو یہ بیان کرتے سنا کہ کفار قریش کے منادی اور ایلچی یہ پیغام لائے

وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُبْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلاَثِ وَاسْتَأْجَرَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍرَجُلاًمِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَمِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُبِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًافِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلَى دِيْنِ كُفَّارِقُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَثَوْرٍ بَعْدَ ثَلاَثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلاَثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُبْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِيُّ وَهُوَابْنُ أَخِيْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَاءَ نَارُسُلُ كُفَّارِقُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍدِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْأَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَاسُرَاقَةُ إِنِّي قَدْرَأَيْتُ آنِفًاأَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلاَنًا وَفُلاَنًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ

کہ جو بھی محمد ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا یا انھیں قید کرے گا، اسے ہر ایک کے بدلے سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ میں اپنی قوم بنو مدلج میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ساحل سمندر پر کچھ لوگ جاتے دیکھے ہیں۔ سراقہ نے کہا: میں بخوبی جان گیا کہ وہ جانے والے اپنے اصحاب کے ساتھ محمد ﷺ ہی ہیں۔ تو میں نے کہا: وہ نہیں ہیں البتہ تو نے فلاں اور فلاں دیکھے ہیں جو میرے سامنے سے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی ساعت میں مجلس رہا، پھر اٹھا اور اپنی لونڈی سے کہا: میرے گھوڑے کو لے کر فلاں جگہ میرے لیے انتظار کرے۔ میں نیزہ وغیرہ ہتھیار لے کر مکان کی پیچھے کی جانب سے باہر گیا۔ پست زمین پر سیدھا چلتا اور بلند جگہ پر زمین سے لگ کر پست ہو کر چلتا۔ اور اپنے گھوڑے کے پاس چلا گیا۔ سوار ہو کر بہت جلدی قافلہ ہجرت تک پہنچ گیا۔ میرے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور میں گر گیا۔ اٹھ کر میں نے فال کے تیر نکالے کہ آیا میں ان کو نقصان پہنچا سکوں گا یا نہیں۔ تو تیر وہ نکلا جو مجھے ناپسند تھا، پس گھوڑے پر سوار ہوا اور فال کے تیروں کی نافرمانی کی اور گھوڑا قریب لے گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی تلاوت سنی۔ آپ ﷺ آس پاس بالکل نہ دیکھتے تھے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چاروں اطراف دیکھتے جاتے تھے۔ میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں زانوں تک دھنس گئے اور میں گر پڑا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹ کر آواز دی تو وہ اٹھا، اور اس کے پاؤں نہ نکلتے تھے اور بمشکل گھوڑا کھڑا ہوا۔ اس کے پاؤں تلے سے دھواں اور گرد وغبار نکلا اور سیدھا آسمان کی طرف جانے لگا۔ میں نے پھر فال کے تیر نکالے تو وہی فال نکلی جو مجھے پسند نہیں تھی۔ اب میں نے ان کو آواز دی

فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ
مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ
رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ
فَحَطَطْتُ بِزُجِّهِ الأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ
حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ
بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي
فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلَى
كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الأَزْلاَمَ
فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لاَ فَخَرَجَ الَّذِي
أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الأَزْلاَمَ
تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ ﷺ وَهُوَلاَ يَلْتَفِتُ وَأَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ
الإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الأَرْضِ
حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ
زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا
فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لأَثَرِيَدَيْهَا عُثَانٌ
سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ
فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلاَمِ فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ
فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِي
حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِيْنَ لَقِيْتُ
مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ
أَمْرُرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ
جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَمَا يُرِيْدُ
النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ
فَلَمْ يَرْزَآنِي وَلَمْ يَسْأَلاَنِي إِلاَّأَنْ قَالَ أَخْفِ

کہ مجھے امن دو۔وہ ٹھہر گئے اور میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان
کے قریب گیا۔ مجھے جب حملہ آور ہونے سے قدرت نے روکا
تھا تو میں جان چکا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ضرور کامیاب ہوں
گے۔میں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ آپ ﷺ کی قوم
نے آپ ﷺ کی اتنی قیمت لگائی ہے اور انعام رکھا ہے۔
میں نے پوری خبر دی کہ لوگ آپ ﷺ کے متعلق کیا ارادہ
رکھتے ہیں میں نے ان پر سامان سفر پیش کیا تو انہوں نے کوئی
چیز قبول نہ کی البتہ یہ فرمایا: ہماری خبر مخفی رکھی جائے۔ جتنا بھی تو
مخفی رکھ سکتا ہو۔میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا امن کی تحریر
مجھے دی جائے تو آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو اس
نے چمڑے کے ٹکڑے پر تحریر لکھ دی پھر آنحضرت ﷺ
آگے روانہ ہو گئے۔ ابن شہاب نے کہا: عروہ نے خبر دی کہ
زبیر بن العوام مسلمانوں کے تجارتی قافلے میں شام سے واپس
آرہے تھے کہ اس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو اس نے
نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید لباس پہنایا۔ مدینہ میں
مسلمانوں تک آپ ﷺ کی مکہ سے نکلنے کی خبر پہنچ چکی تھی تو
وہ ہر صبح نکل کر مقام حرہ میں آتے تھے۔انتظار کرتے یہاں
تک کہ دوپہر کی گرمی ان کو واپس کر دیتی اور طویل انتظار کے
بعد وہ لوٹ جاتے تھے۔ایک دن انتظار کرنے کے بعد مسلمان
لوٹ گئے اور گھر تک نہیں پہنچے تھے کہ ایک یہودی کوئی چیز
دیکھنے کے لیے بلند ٹیلے پر چڑھا۔ اس نے نبی ﷺ اور
آپ ﷺ کے اصحاب کو دیکھا کہ ان کی سفیدی سے سراب
زائل ہو رہا ہے۔تو وہ بے ساختہ بول پڑا اے عرب قوم! تمہارا
بڑا جس کے انتظار میں تھے یہ آرہا ہے۔ پس مسلمان دوڑ کر
ہتھیار پہن کر مقام حرہ کے اوپر استقبال کے لیے پہنچ گئے۔

عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُكْتَبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَبْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدِيْمٍ ثُمَّ مَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَفِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تِجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الْشَّأْمِ فَكَسَا الزُّبَيْرُرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَابَكْرٍثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَمَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّاأَوَوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُوْدٍ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لأَمْرٍ يَنْظُرُإِلَيْهِ فَبَصُرَبِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السَّلاَحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِالْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِرَبِيْعٍ الأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍلِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الأَنْصَارِمِمَّنْ لَمْ يَرَرَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَيِّي أَبَابَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ

آپ ﷺ ان کو ساتھ لے کر دائیں طرف چل کر بنوعمرو بن عوف کے محلے میں اترے، سوموار کا دن تھا اور ماہ ربیع الاول تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، آپ ﷺ خاموش ہو کر بیٹھ گئے جس نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اھلاً وسھلاً اور سلام کہتا، یہاں تک کہ جب دھوپ نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آپ ﷺ پر سایہ کیا تو جن لوگوں نے انصار میں سے آپ ﷺ کو پہلے نہیں پہچانا تھا ان کو اب آپ ﷺ کی پہچان ہوگئی۔ آپ ﷺ بنوعوف کے محلے میں دس راتوں سے کچھ زائد عرصہ ٹھہرے، وہاں مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنا تقویٰ پر ہے، اس میں آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے، لوگ آپ ﷺ کے ساتھ پیادہ چل رہے تھے، آپ ﷺ کی سواری مسجد نبوی کے پاس آ کر بیٹھ گئی اس جگہ کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے۔ یہ سہل اور سہیل نامی دو یتیموں کی جگہ تھی اور ان کا کھجور کا وہ جنڈ تھا، اور وہ دونوں اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھے۔ جب وہاں آپ ﷺ کی سواری بیٹھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ منزل یہی ہے۔ پھر دو یتیموں کو بلا کر اس جگہ کا سودا چکایا تا کہ مسجد تعمیر کی جائے۔ تو یتیم لڑکوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم بلا قیمت آپ ﷺ کو دیتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے انکار کردیا، پھر آپ ﷺ نے مسجد تعمیر کی، اور خود بھی اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے اور فرماتے تھے: یہ بہتر بوجھ ہے، یہ ہمارے رب کے لیے عمدہ کام اور پاکیزہ عمل ہے۔ اے اللہ! بہتر اجر آخرت کا اجر ہے پس انصار اور مہاجرین پر رحمت نازل کر دے۔ آپ ﷺ ایک مہاجر صحابی کے شعر

اللّٰهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّي فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَا لَا بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِي قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ

کے مضمون کی تمثیل فرماتے تھے جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ ابن شہاب نے کہا: ان اشعار کے سوا بطور تمثیل کے مضمونِ اشعار بیان کرنا آپ ﷺ کا ہم تک نہیں پہنچا ہے۔'' (بخاری)

هٰذَا الْبَيْتِ. (رواه البخاري، ٣٩٠٦)

٦٤١٨ــ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَاءَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى أَبِيْ فِي مَنْزِلِهِ فَاشْتَرٰى مِنْهُ رَحْلاً فَقَالَ لِعَازِبٍ ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلَهُ مَعِي قَالَ فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ أَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ فَقَالَ لَهُ أَبِيْ يَاأَبَابَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلاَ الطَّرِيْقُ لاَيَمُرُّ فِيْهِ أَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَاحَوْلَهُ فَإِذَا أَنَابِرَاعٍ مُقْبِلٌ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي أَرَدْنَا فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أَنْتَ يَاغُلاَمُ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَوْمَكَّةَ قُلْتُ أَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعْرِ وَالْقَذٰى قَالَ فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْرَى يَنْفُضُ فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ہمارے گھر میں آئے، اور لکڑی کا پالان خریدا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میرے والد سے کہا: اپنا بیٹا میرے ساتھ روانہ کر دو تاکہ میرے گھر پالان پہنچا دے۔ میرا باپ بھی پالان کی قیمت وصول کرنے کے لیے ان کے ساتھ گیا۔ میرے والد نے کہا: تم نے کیا کچھ کیا جب تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کا سفر کیا؟ یعنی ہجرت کی) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، ہم رات کو چلے یہاں تک کہ دوپہر آ گئی، اور راستہ خالی ہو گیا، ہمیں ایک طویل چٹان نظر آئی اس کا سایہ تھا ہم اس کے پاس جا ٹھہرے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک جگہ صاف کی تاکہ آنحضرت ﷺ اس کے سایے میں سوئیں۔ پھر اس جگہ پر میں نے چمڑے کا بچھونا بچھا کر آپ ﷺ کو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! سو جاؤ اور میں آپ ﷺ کے اردگرد کی نگرانی کرتا ہوں۔ آپ ﷺ سو گئے۔ میں ماحول دیکھنے کے لیے گیا تو ایک چرواہا تھوڑی سی بکریاں لے کر آ رہا تھا وہ چٹان کی طرف اسی ارادے سے آیا جس غرض سے ہم آئے تھے۔ میں نے کہا: کس کی بکریاں چراتا ہے، یا تو کس کا خادم ہے؟ اس نے کہا: مدینے یا مکے کے ایک آدمی کا خادم ہوں۔ میں نے کہا: تیری بکریوں میں دودھ والی بکری بھی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میں نے کہا: کیا تو دودھ نکال کر دے گا؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے ایک بکری پکڑی تو میں نے کہا: اس کے تھنوں سے بال، مٹی اور تنکے دور کر دے۔ اس نے اپنے پاس پیالہ رکھا تھا جس میں ہمارے لیے کچھ دودھ

(٦٤١٨) بخاری: ٣٦١٥۔ مسلم: ٢٠٠٩۔ احمد: ٥١.

وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَأَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ﴿لاَتَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ إِلٰى بَطْنِهَا أُرٰى فِيْ جَلَدٍمِنَ الْأَرْضِ شَكَّ زُهَيْرٌفَقَالَ إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوْا لِي فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّعَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لاَ يَلْقَى أَحَدًا إِلاَّ قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا فَلاَ يَلْقَى أَحَدًا إِلاَّ رَدَّهٗ قَالَ وَوَفٰى لَنَا . (رواه البخاري، ٣٦١٥)

دوہا۔ میرے پاس برتن تھا جس میں آپ ﷺ مشروب پیتے اور وضو کرتے تھے۔ میں دودھ اس میں ڈال کر لے آیا۔ میں نے آپ ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، لیکن میرے پہنچنے تک آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے دودھ پر پانی چھڑک کر نیچے تک ٹھنڈا کیا اور عرض کی: آپ ﷺ یہ دودھ پیئیں۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا، اور میں نے بھی پیا، اور مجھے خوشی ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا رخصت ہونے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا: وقت آ گیا ہے۔ ہم سورج زائل ہونے کے بعد چل پڑے۔ ہمارے تعاقب میں سراقہ بن مالک آیا اور ہم ٹھوس زمین پر چل رہے تھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا تعقب کیا گیا ہے۔ فرمایا: غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ نے دعا مانگی، اور اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ اس نے: کہا میں جان چکا ہوں کہ تم دونوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ پس میری نجات کی دعا کرو میں اللہ کو ضامن بناتا ہوں کہ تمہاری طرف آنے والوں کو نہیں آنے دونگا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو اس نے نجات پائی۔ وہ واپس گیا تو جو ہماری تلاش میں آتا اسے کہتا: اس طرف سے بےفکر رہو، اس طرف کوئی نہیں گیا۔ آنے والوں کو واپس کر دیتا، اور اس نے ہم سے وعدہ پورا کیا۔'' (بخاری)

٦٤١٩۔ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ سُرَاقَةُ هٰذِهٖ كِنَا نَتِيْ فَخُذْ سَهْمًا مِنْهَا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ عَلٰى إِبِلِيْ وَغِلْمَانِيْ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ قَالَ لاَحَاجَةَ لِي فِي إِبِلِكَ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ لَيْلاًفَتَنَازَعُوْا أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَنْزِلُ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ

''ایک روایت ہے کہ سراقہ نے کہا: یہ میرا ترکش ہے اس میں سے ایک تیر بطورِ علامت لے جاؤ اور تمہیں میرے اونٹ اور غلام راستے میں ملیں گے وہ فلاں جگہ ہوں گے ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ پھر ہم مدینہ میں آئے۔ رات ہوئی تو لوگوں میں تنازعہ پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کس کے پاس

(٦٤١٩) مسلم: ٢٠٠٩۔ كتاب الزهد والرقائق، بخاری: ٥٦٠٧۔ احمد: ١٨٠٠٣.

أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُكْرِمُهُمْ بِذٰلِكَ فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه مسلم، ٢٠٠٩) فی كتاب الزهدوالرقائق.)

ٹھہریں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں بنونجار کے ہاں ٹھہروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں میں ان کا اکرام کرونگا۔ جب آپ ﷺ رواں ہوئے تو مرد وخواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے، اور بچے اور غلام راستے میں پھیل گئے۔ وہ کہتے جاتے تھے: یا محمد ﷺ! یا رسول اللہ! یا محمد ﷺ! یا رسول اللہ ﷺ۔'' (مسلم)

٦٤٢٠۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ حَدَّثَهُ قَالَ نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْأَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلٰى قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَقَالَ يَاأَبَابَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا. (رواه مسلم، ٢٣٨١)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ہم غارِ ثور میں تھے، اور میں نے مشرکین کے پاؤں دیکھے وہ ہمارے سر پر کھڑے تھے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف جھک کر دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ سکیں گا۔ فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تجھے ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔'' (مسلم)

٦٤٢١۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَابَكْرٍ وَأَبُوْبَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَابٌّ لَا يُعْرَفُ قَالَ فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَابَكْرٍ فَيَقُوْلُ يَا أَبَابَكْرٍ مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ قَالَ فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ وَإِنَّمَا يَعْنِي سَبِيْلَ الْخَيْرِ فَالْتَفَتَ أَبُوْبَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ردیف بنایا ہوا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بوڑھے نظر آتے جب رسول اللہ ﷺ جوان عمر دکھائی دیتے تھے اور پہچانے نہیں جاتے تھے۔ جب کوئی آدمی ملاقات کرتا تو وہ کہتا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! یہ جوان کون ہے جو تیرے آگے بیٹھا ہے؟ وہ کہتے: یہ مرد مجھے راستہ دکھاتا ہے تو وہ گمان کرتا کہ وہ سفر والے راستے کا کہتے ہیں حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مراد دین اور نیکی کا راستہ تھا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے دیکھا تو گھوڑے پر سوار ان کے قریب آ رہا تھا۔عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! یہ گھوڑے پر سوار ہمیں پہنچ آیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: یا اللہ! اس کو گرادے تو

(٦٤٢٠) مسلم: ٢٣٨١۔ بخاری: ٤٦٦٣۔ ترمذی: ٣٠٩٦۔ احمد: ١٢.

(٦٤٢١) بخاری: ٣٩١١۔ احمد: ١٣٤٥٦.

فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مُرْنِي بِمَا شِئْتَ قَالَ فَقِفْ مَكَانَكَ لاَ تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَانِبَ الْحَرَّةِ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الأَنْصَارِ فَجَاءُوا إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا وَقَالُوا ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسَّلاَحِ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَأَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِي أَيُّوْبَ .

(رواه البخاري، ٣٩١)

فوراً اس کو گھوڑے نے پھینک دیا، پھر گھوڑا ہنہنایا۔ اس آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ﷺ جو حکم دینا چاہیں دیدیں میں تعمیل کرونگا۔ فرمایا: اسی جگہ ٹھہر جا، اور کسی کو ہم تک نہ پہنچنے دے تو وہ آدمی دن کے اول وقت نبی ﷺ کے خلاف تھا اور دن کے آخر وقت میں آپ ﷺ کا ہتھیار بن گیا اور نصرت کرنے لگا تھا۔

آپ ﷺ حرہ کی جانب ٹھہرے۔ انصار کو پیغام بھیجا۔ تو وہ آئے، دونوں کو سلام کیا اور کہا: امن کے ساتھ سوار ہو جاؤ تمہاری اطاعت کی جائے گی۔ پس آپ دونوں سوار ہوئے اور لوگوں نے ہتھیاروں سمیت ان کے اردگرد گھیرا ڈال دیا۔ اور مدینہ میں کہا جانے لگا۔ اللہ کا نبی آ گیا۔ اللہ کا نبی آ گیا۔ لوگ بلندی پر چڑھ کر دیکھتے تھے پس آپ ﷺ چلتے چلتے ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کی ایک جانب جا اترے۔'' (بخاری)

٦٤٢٢ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنهما قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلاَلٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَارَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرْحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَعَلَ الإِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَاقَدِمَ حَتّٰى قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى فِي سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ . (رواه البخاري، ٣٩٢٥)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سب سے پہلے صحابہ کرام میں سے ہمارے پاس مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور ان دونوں نے قرآن پڑھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ، اور سعد رضی اللہ عنہ آئے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کے ساتھ آئے۔ بعد ازاں نبی ﷺ تشریف لائے میں نے کسی وجہ سے اتنا اہل مدینہ کو خوش نہیں دیکھا جتنا وہ آپ ﷺ کی آمد پر خوش تھے یہاں تک کہ لونڈیاں کہتی جارہی تھیں اللہ کے رسول آ چکے ہیں۔

آپ ﷺ کی آمد سے پہلے سورت الاعلیٰ اور اس جیسی کئی مفصلات سورتیں میں پڑھ چکا تھا۔'' (بخاری)

(٦٤٢٢) بخاری: ٣٩٢٥ـ احمد: ١٨٠٩٦.

٦٤٢٣ــ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قِيْلَ لَهُ هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيْهِ يَغْضَبُ قَالَ وَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْنَاهُ قَائِلاً فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ فَأَرْسَلَنِي عُمَرُ وَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ نُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ. (رواه البخاري، ٣٩١٦)

''ابو عثمان النہدی نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو غصے میں آتے دیکھا ہے جب بھی اس کو کوئی کہتا کہ اس نے اپنے باپ سے پہلے ہجرت کی ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مدینہ میں عمر رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ کو قیلولہ کرتے (دوپہر کو سوتے) پایا تو ہم واپس گھر چلے گئے پھر عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے روانہ کیا، اور کہا: جا کر دیکھ آپ ﷺ بیدار ہوئے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کو بیدار پایا۔ میں نے آپ ﷺ کی بیعت کی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو لے کر آیا ہم دوڑتے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور میں نے پھر دوبارہ بیعت کی۔'' (بخاری)

٦٤٢٤ــ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةُ أَوِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ قِنَّسْرِيْنَ. (للترمذي، ٣٩٢٣)

''سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے وحی نازل فرمائی کہ ان تین مقامات میں سے جہاں بھی ہجرت کر کے آپ ﷺ تشریف لے جائیں گے وہی آپ ﷺ کا مقام ہجرت ہو گا۔ مدینہ، بحرین، اور قنسرین۔'' (ترمذی)

٦٤٢٥ــ عَنْ أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ

''سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کو خبر پہنچی کہ نبی ﷺ مکہ سے نکل کر چلے آئے ہیں۔ ہم اس وقت یمن میں تھے۔ پس ہم آپ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے چل پڑے پس میں، میرے دو بڑے بھائی، ابو بردہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ابورھم رضی اللہ عنہ تھے۔ اور دیگر افراد کی تعداد باون یا ترپن تھی، یا کہا: پچاس سے کچھ زائد تھی۔ ہم کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی نے ہمیں نجاشی کے پاس جا اتارا۔ ہمیں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ ملے اور ہم نے ان کے پاس قیام کیا، اور

(٦٤٢٣) بخاری: ٣٩١٦.

(٦٤٢٤) ترمذی: ٣٩٢٣۔ موضوع (البانی): ٨٢٢.

(٦٤٢٥) بخاری: ٤٢٣١۔ مسلم: ٢٥٠٣۔ ترمذی: ١٥٥٩۔ ابوداود: ٢٧٢٥.

فَـوَافَـقْـنَـا جَعْفَرَبْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰـى قَـدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ افْتَتَـحَ خَيْبَرَوَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَـنَـايَعْنِي لأَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَـلَـتْ أَسْـمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَاعَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ زَائِرَةً وَقَـدْكَـانَـتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَّاشِيِّ فِيْمَنْ هَـاجَـرَفَـدَخَـلَ عُمَرُعَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُحِيْنَ رَأَى أَسْمَاءَ مَنْ هٰذِهِ قَـالَـتْ أَسْـمَـاءُ بِـنْـتُ عُـمَيْـسٍ قَـالَ عُـمَـرُالْـحَبَشِيَّةُ هٰـذِهِ الْبَـحْـرِيَّةُ هٰذِهِ قَالَتْ أَسْـمَـاءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَـقُّ بِـرَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِـنْـكُـمْ فَغَضِبَتْ وَقَـالَـتْ كَلاَّوَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُـطْـعِـمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّافِي دَارِأَوْفِـي أَرْضِ الْبُـعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُوْلِهِ ﷺ وَايَمُ اللّٰهِ لاَأَطْـعَـمُ طَـعَـامًـا وَلاَأَشْـرَبُ شَرَابًاحَتّٰى أَذْكُرَمَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ كُنَّانُؤْذٰى وَنُـخَـافُ وَسَأَذْكُرُذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَسْأَلُهُ وَالـلّٰـهِ لاَاَكْـذِبُ وَلاَأَزِيْغُ وَلاَأَزِيْدُ عَلَيْـهِ فَـلَـمَّاجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قَـالَـتْ يَا نَبِيُّ اللّٰهِ إِنَّ عُـمَـرَقَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهُ قَالَتْ قُـلْـتُ لَـهُ كَـذَا وَكَـذَا قَالَ لَيْـسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ

پھر ہم جمع ہو کر مدینہ آئے اور اتفاقاً رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے۔لوگ ہمیں طعنہ دیا کرتے تھے کہ ہم تم کشتی والوں سے ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہمارے ساتھ آنے والوں میں سے تھیں وہ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے گھر آئے، اور اسماء بنت عمیس کو دیکھ کر کہا: یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا۔کہا حبشیہ ہیں، بحریہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے ہیں، لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے زیادہ حقدار ہم ہیں۔سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو غصہ آیا اور اس نے کہا: واللہ، ہرگز یہ بات نہیں ہے! تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے جو تم میں سے بھوکا ہوتا آپ ﷺ اس کو کھلاتے اور نادان کو وعظ ونصیحت فرماتے اور ہم دور دراز کینہ ور لوگوں میں ملک حبشہ میں تھے یہ سفر اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول کے حکم سے تھا، اور اللہ کی قسم! میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ جو تو نے کہا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کروں گی۔جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس نے آپ ﷺ سے ذکر کر دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے زیادہ عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ تعلق رکھنے کا حقدار نہیں ہے اور اس کی اور اس کے رفقا کی ایک ہجرت ہے، اور تم کشتی والوں کی دو ہجرتیں ہیں۔تو میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور اصحاب سفینہ کو دیکھا کہ وہ مسلسل آتے اور اس حدیث کا سوال کرتے تھے کیونکہ ان کے نزدیک دنیا کی بہترین چیز اور زیادہ خوشی کی بات وہی تھی جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بارے میں فرمائی تھی۔'' (بخاری)

أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَامُوْسَى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِي أَرْسَالاً يَسْأَلُوْنِي عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَامِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلاأَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّاقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ. (رواه البخاري، ٤٢٣١)

٦٤٢٦ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَابَكْرٍوَعُمَرَكَانُوْا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لأَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنَ الاَنْصَارِمُهَاجِرُوْنَ لأَنَّ الْمَدِيْنَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ فَجَاءُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ. (رواه النسائي، ٤١٦٦)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ اورسیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اورسیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی مہاجرین میں شامل ہیں۔اس لیے کہ انہوں نے مشرکین کا گھر اور معاشرہ چھوڑا جواللہ کو ناپسند تھا۔اور کچھ لوگ انصار میں سے بھی مہاجر تھے اس لیے کہ پہلے مدینہ بھی دار الشرک تھا تو وہ عقبہ کی رات ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے تھے۔لہٰذا مہاجر ہیں۔'' (نسائی)

٦٤٢٧ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَقْدَانَ السَّعْدِيِّ قَالَ وَفَدْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي وَفْدٍكُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُوْلاعَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي تَرَكْتُ مِنْ خَلْفِي وَهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ قَالَ لاتَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَاقُوْتِلَ الْكُفَّارُ. (رواه النسائي، ٤١٧٢)

''سیدنا عبداللہ بن وقدان سعدی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں چند افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا سب کو کوئی نہ کوئی کام تھا، میں سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں کا گمان ہے کہ ہجرت ختم ہو چکی ہے؟فرمایا: جب تک کفار سے لڑنے کی حالت باقی رہے گی ہجرت بھی باقی رہے گی اور ہرگز منقطع نہ ہو گی۔''

٦٤٢٨ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِي أُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَايِعْ أَبِي عَلَى الْهِجْرَةِ

''سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے باپ امیہ کو ساتھ لے کر حاضر ہوا، اور عرض کی: میرے باپ کو ہجرت کی شرط پر بیعت کر دیں۔پس آپ ﷺ

(٦٤٢٦) نسائی: ٤١٦٦ـ صحیح الاسناد (البانی): ٣٨٨٤.
(٦٤٢٧) نسائی: ٤١٧٢ـ صحیح (البانی) ٣٨٨٩ـ احمد: ٢١٨١٩.
(٦٤٢٨) نسائی: ٤١٦٠ـ ضعیف (البانی) ٢٨٠.

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ. (رواه النسائي، ٤١٦٠)

نے فرمایا: میں اس کے ساتھ جہاد کی بیعت کرتا ہوں۔ اور ہجرت (مکہ سے) منقطع ہو چکی ہے۔'' (نسائی)

٦٤٢٩ــ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَاهِجْرَةَ بَعْدَوَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواه النسائي، ٤١٧١)

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہجرت نہیں ہے۔'' (نسائی)

٦٤٣٠ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَهْجُرَمَاكَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِيْ فَأَمَّا الْبَادِي فَيُجِيْبُ إِذَا دُعِيَ وَيُطِيْعُ إِذَا أُمِرَوَأَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَأَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَأَعْظَمُهُمَا أَجْرًا. (رواه النسائي، ٤١٦٥)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! سب سے افضل ہجرت کونسی ہے؟ فرمایا: کہ تو چھوڑ دے وہ چیز جس کو تیرا رب تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ اور فرمایا: ہجرت دو طرح کی ہے! ایک شہر میں ہجرت کر کے آنے والے کی ہجرت ہے۔ اور ایک دیہات میں رہنے والے کی ہجرت ہے۔ دیہاتی کی ہجرت یہ ہے کہ وہ جب بلایا جائے حاضر ہو اور جب حکم دیا جائے تو اس کی تعمیل کرے۔ اور شہری کی آزمائش بھی بڑی ہے اور اس کا اجر بھی بڑا ہے۔'' (نسائی)

٦٤٣١ــ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاتَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا. (رواه أبوداود، ٢٤٧٩)

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہجرت منقطع نہ ہوگی یہاں تک کہ توبہ منقطع ہو۔ اور توبہ منقطع نہ ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (ابوداود)

٦٤٣٢ــ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَاعَدُّوا مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَامِنْ وَفَاتِهِ مَاعَدُّوا إِلَّامِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةِ. (رواه البخاري، ٣٩٣٤).

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تاریخ کا شمار نہ تو نبی ﷺ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ ﷺ کی وفات سے بلکہ ہجرت مدینہ سے تاریخ شروع کی۔'' (بخاری)

(٦٤٢٩) نسائی: ٤١٧١۔ صحیح (البانی) ٣٨٨٨.

(٦٤٣٠) نسائی: ٤١٦٥۔ صحیح (البانی) ٣٨٨٣.

(٦٤٣١) ابوداود: ٢٤٧٩۔ صحیح (البانی) ٢١٦٦۔ احمد: ١٦٤٦٣۔ دارمی: ٢٥١٣.

(٦٤٣٢) بخاری: ٣٩٣٤.

٦٤٣٣ــ عَنْ عُرْوَةَ: وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ الْحَجِّ بَقِيَّةَ ذِي الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَصَفَرَ، ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ أَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ وَمَكْرَهُمْ حِيْنَ ظَنُّوْا أَنَّهُ ﷺ خَارِجٌ، وَعَلِمُوْا أَنَّ لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ مَأْوَى وَمَنْعَةً، وَبَلَغَهُمْ إِسْلَامُ الْأَنْصَارِ وَأَجْمَعُوْا عَلَى أَنْ يَقْتُلُوْهُ أَوْ يَسْجُنُوْهُ أَوْ يُخْرِجُوْهُ، فَأَخْبَرَهُ اللّٰهُ بِمَكْرِهِمْ، وَقَالَ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ أَوْيَقْتُلُوْكَ أَوْيُخْرِجُوْنَكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ﴾ وَبَلَغَهُ ﷺ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي أَتَى فِيْهِ دَارَأَبِيْ بَكْرٍ أَنَّهُمْ مُثْبِتُوْهُ إِذَاأَمْسَى عَلَى فِرَاشِهِ وَخَرَجَ مِنْ تَحْتِ اللَّيْلِ هُوَ وَأَبُوْبَكْرٍ قِبَلَ غَارِثَوْرٍ، وَعَمَدَعَلِيٌّ فَرَقَدَ عَلٰى فِرَاشِهِ يُوَارِي الْعُيُوْنَ، وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَأْتَمِرُوْنَ أَنَّهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ عَلَى صَاحِبِ الْفِرَاشِ فَيُوَثِّقُوْنَهُ فَكَانَ ذٰلِكَ حَدِيْثُهُمْ حَتّٰى أَصْبَحُوْا فَإِذَا عَلِيٌّ يَقُوْمُ عَنِ الْفِرَاشِ، فَسَأَلُوْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَاعِلْمَ لِي بِهِ، فَعَلِمُوْا أَنَّهُ خَرَجَ فَرَكِبُوْافِي كُلِّ وَجْهٍ يَطْلُبُوْنَهُ، وَبَعَثُوْا إِلَى أَهْلِ الْمِيَاهِ يَجْعَلُوْنَ لَهُمْ جُعْلاً عَظِيْمًا، وَأَتَوْا ثَوْرًا حَتّٰى طَلَعُوْا فَوْقَ الْغَارِوَسَمِعَا أَصْوَاتَهُمْ فَأَشْفَقَ أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ ﷺ لَاتَحْزَنْ إِنَّ

''عروہ نے کہا: آپ ﷺ حج کے بعد مکہ میں ذوالحجہ کے باقی ایام، محرم اور صفر ٹھہرے رہے۔ پھر مشرکین اپنی تدابیر اور فریب پر جمع ہو گئے۔ ان کو یقین ہو چکا تھا کہ اب نبی ﷺ جانے ہی والے ہیں۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ مدینہ میں ان کو ٹھکانہ بھی میسر آ چکا ہے، اور دفاع بھی حاصل ہے، اور ان کو انصار کے اسلام کی بھی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ یا آپ ﷺ کو قتل کیا جائے، یا جیل میں قید کیا جائے، اور یا پھر شہر بدر کیا جائے۔ تو اللہ نے ان کی تدابیر سے آپ ﷺ کو خبر دیدی اور قرآن میں نازل کیا۔ (جب تیرے خلاف تدبیر کی کافروں نے کہ وہ تجھے قید کر دیں یا قتل کر دیں یا تجھے شہر سے نکال دیں اور انہوں نے تدبیر کی اور اللہ نے تدبیر کی اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے) آپ ﷺ کو جس دن خبر دی گئی اسی دن آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے، اور ان کو بتایا کہ کفار ان کو روکنا چاہتے ہیں۔ پس آپ ﷺ اپنے بستر پر لیٹ رہے، اور رات کی تاریکی میں آپ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غارِ ثور کی طرف چلے گئے۔ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بستر پر لیٹ کر آپ ﷺ کو ان کی آنکھوں میں موجود دکھائے رکھا۔ مشرکین کا باہمی مشورہ تھا کہ وہ بستر والے پر حملہ آور ہو کر گرفتار کریں گے۔ ساری رات وہ اس تیاری میں رہے۔ صبح کو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے بستر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھ رہے ہیں۔ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کے بارے سوالات کیے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ان کا علم نہیں وہ جان گئے کہ آپ ﷺ جا چکے ہیں۔ کفار سوار ہو کر ہر طرف دوڑ پڑے، اور تلاش کرنے لگے پانی

(٦٤٣٣) طبراني كبير مرسلا وفيه ابن لهيعة فيه كلام وحديثه حسن هيثمي: ٩٩٠٢.

اللّٰهَ مَعَنَا ، وَدَعَا ﴿فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ . (رواه الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ مُطَوَّلاً بِلِيْنٍ وَإِرْسَالٍ .)

کے جہاں جہاں گھاٹ تھے وہاں جا کر قبائل میں بڑے بڑے انعامات کا اعلان کرایا۔ غارِثور پر بھی گئے۔ ان کی آواز آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابی نے سنی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خوف کھا گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوف نہ کھا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر تسلی نازل کی اور ایسی افواج کے ذریعے مدد کی جو لوگوں نے نہیں دیکھیں۔ اللہ نے کفار کا کلمہ پست کر دیا اور اللہ کا کلمہ ہی بلند رہا، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔'' (الکبیر کی طویل حدیث سند بھی کمزور اور روایت بھی مرسل ہے)

٦٤٣٤ـ عَنْ أَنَسٍ وَغَيْرِهِ ، قَالُوْا: لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ بَاتَ ﷺ فِي الْغَارِ أَمَرَ اللّٰهُ شَجَرَةً فَنَبَتَتْ فِي وَجْهِ الْغَارِ وَأُمِرَ الْعَنْكَبُوْتُ فَنَسَجَتْ عَلَى وَجْهِهِ وَأُمِرَ حَمَامَتَيْنِ وَحْشِيَتَيْنِ فَوَقَعَتَا الْغَارَ ، وَأَتَى الْمُشْرِكُوْنَ حَتّٰى كَانُوْا مِنْهُ ﷺ عَلَى قَدْرِ أَرْبَعِيْنَ ذِرَاعًا فَنَظَرَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَرَأَى الْحَمَامَتَيْنِ ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: رَأَيْتُ حَمَامَتَيْنِ عَلَى فَمِ الْغَارِ فَعَرَفْتُ أَنَّ لَيْسَ فِيْهِ أَحَدٌ . فَسَمِعَ ﷺ قَوْلَهُ ، فَعَلِمَ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ دَرَأَ بِهِمَا عَنْهُ فَسُمَّتْ عَلَيْهِمَا وَفَرَضَ جَزَاءَ هُمَا ، وَاتَّخَذُوْا فِي حَرَمِ اللّٰهِ فَرْخَيْنِ فَأَصْلُ كُلِّ حَمَامٍ فِي الْحَرَمِ مِنْ فَرَاخِهِمَا . (رواه البزار ، ١٧٤١) والكبير بخفي .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے منقول ہے کہ جب رات آئی تو آپ ﷺ غار میں چلے گئے۔ اللہ نے غار کے منہ پر درخت اگا دیا، اور مکڑے کو حکم دیا، اور اس نے غار کے منہ پر آ کر جالا بُن دیا۔ اور دو جنگلی کبوتروں کو بھی حکم ہوا وہ غار کے منہ پر آ کر بیٹھ گئے۔ مشرکین آئے اور آنحضرت ﷺ سے صرف چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر تھے۔ ایک مرد نے دیکھا تو دو کبوتر بیٹھے تھے۔ اس نے اپنے رفقا سے کہا: میں نے غار کے منہ پر کبوتر دیکھے ہیں، اور میں جان گیا ہوں کہ غار میں کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا قول سنا تو آپ ﷺ جان گئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کبوتروں کے ذریعے آپ ﷺ کا دفاع کر دیا ہے۔ پس ان کبوتروں پر علامت ظاہر کی گئی تو انہوں نے کعبہ میں دو چوزے دیے۔ اللہ نے ان کو یہ جزا عطا کی کہ حرم کے تمام کبوتر انہی کے چوزوں سے ہیں۔'' (البزار، الکبیر سند کمزور ہے)

(٦٤٣٤) بزار: ١٧٤١ـ طبراني كبير وفيه جماعة لم اعرفهم، هيثمي: ٩٩٠٤ .

٦٤٣٥ـــ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَابَكْرٍ وَجَدَ فِي الْغَارِ جُحْرًا فَأَلْقَمَهُ عَقِبَهُ حَتّٰى أَصْبَحَ لِئَلَّا يَخْرُجَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُ شَيْءٌ، فَأَقَامَا فِي الْغَارِ ثَلَاثًا ثُمَّ خَرَجَا حَتّٰى نَزَلَا بِخَيْمَاتِ أُمِّ مَعْبَدٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِشُفْرَةٍ وَشَاةٍ، فَقَالَ ﷺ أُرْدُدِ الشُّفْرَةَ وَهَاتِ لِي فَرَقًا فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ لَا لَبَنَ فِيهَا. قَالَ: هَاتِ لِي فَرَقًا، فَجَاءَتْهُ بِفَرَقٍ فَضَرَبَ ظَهْرَهَا فَاجْتَرَتْ وَدَرَّتْ فَحَلَبَ فَمَلَأَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَسَقَى أَبَابَكْرٍ ثُمَّ حَلَبَ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أُمِّ مَعْبَدٍ. (رواه البزار، ١٧٤٢) بخفي.

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں ایک سوراخ دیکھا تو اس پر اپنی ایڑی رکھ دی، اور صبح تک رکھی رہی تا کہ اس سے نکل کر کوئی چیز آنحضرت ﷺ پر حملہ آور نہ ہو۔ آپ ﷺ اس غار میں تین دن ٹھہرے پھر وہاں سے چل کر ام معبد رضی اللہ عنہ کے خیموں پر پہنچے تو اس نے بکری اور چھری آپ ﷺ کو پیش کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: چھری واپس لے جاؤ، اور میرے پاس برتن لاؤ تو اس نے پیغام بھیجا کہ اس بکری میں دودھ نہیں ہے۔ فرمایا: تم برتن لاؤ۔ اس نے برتن دیدیا۔ آپ ﷺ نے بکری کی پشت پر ہاتھ پھیرا تو وہ صحت یاب بھی ہوگئی، اور دودھ سے بھرآئی، اور برتن لبالب بھر دیا۔ آپ ﷺ نے خود پیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ پھر دودھ دھویا اور ام معبد کو بھیجا۔'' (البزار، سند کمزور ہے)

٦٤٣٦ـ عَنْ خُنَيْسِ بْنِ خَالِدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ مَعَهُ مَرُّوْا عَلَى خَيْمَتِي أُمِّ مَعْبَدِ الْخُزَاعِيَّةِ وَكَانَتِ امْرَأَةً جَلِدَةً تُسْقِيْ وَتُطْعِمُ فَسَأَلُوْهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوْهُ مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا، وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ، فَنَظَرَ ﷺ إِلَى شَاةٍ فِي الْخَيْمَةِ فَقَالَ: مَاهٰذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ؟ فَقَالَتْ: خَلَفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ. قَالَ فَهَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَتْ: هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ. قَالَ: أَتَأْذَنِيْنَ أَنْ أَحْلِبَهَا؟ قَالَتْ: بَلَى

''خنیس بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اور وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمے پر آئے وہ سخی عورت تھی وہ کھلاتی پلاتی تھی تو انہوں نے گوشت اور کھجور طلب کیے تاکہ خریدیں اس کے پاس سے مگر ان کو کوئی چیز نہ مل سکی اور یہ حضرات گرد آلود تھے زادِراہ ختم تھا نبی ﷺ نے خیمہ میں بکری دیکھی تو فرمایا: اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا: کمزور ہو کر ریوڑ سے پیچھے رہی ہے۔فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اس نے کہا: اس چیز سے یہ عاجز ہے۔فرمایا: تو اجازت دیتی ہے کہ میں اس سے دودھ نکال لوں؟ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! آپ ﷺ کو

(٦٤٣٥) بزار: ١٧٤٢ـ وفيه من لم اعرفهم، هيثمي: ٩٩٠٧.

(٦٤٣٦) طبراني كبير: ٣٦٠٥ـ والاحاديث الطوال: ٣٠ـ وفي اسناده جماعة له اعرفهم، وقد ورد حديث ام معبد من طريق سليط ذكرته في علامات النبوة في صفته ﷺ، هيثمي: ٩٩١٠.

بِـأَبِـي أَنْـتَ وَأُمِّـي فَـدَعَابِهَا فَمَسَحَ عَلَى ضَـرْعِهَـا وَسَـمَّـى اللّٰهَ وَدَعَالَهَا فِي شَاتِهَا فَـدُرَّتْ وَاجْتَرَتْ فَحَلَبَ ثُمَّ سَقَاهَا وَسَقَى أَصْـحَـابَـهُ حَتّٰـى رَوَوْا وَشَرِبَ آخِرَهُمْ ثُمَّ حَلَبَ ثَانِيًاحَتّٰى مَلأَالإِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا ثُمَّ بَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا ، فَقَلَّ مَا لَبِثَتْ أَنْ جَاءَ زَوْجُهَـا أَبُـوْمَـعْبَـدٍ يَسُـوْقُ أَعْـنَـزًا عَجَافًا فَلَمَّارَأَى اللَّبَنَ عَجَبَ وَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا يَا أُمَّ مَـعْبَـدٍوَلاَحُـلُـوْبَةَ فِـي الْبَيْتِ؟ قَـالَتْ: لاَوَالـلّٰـهِ إِلاَّأَنَّهُ مَرَّبِنَارَجُلٌ مُبَارَكٌ مِنْ حَالِهِ كَـذَاوَكَـذَا ، قَالَ: صِفِيْهِ لِي ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَجُلاًظَـاهِـرَالْـوَضَاءَةِ أَبْلَجَ الْوَجْهِ حُسْنَ الْـخُـلْـقِ لَـمْ تَعِبْهُ ثُجْلَةٌ وَلَمْ تَزْرِبِهٖ صَعْلَةٌ وَسِيْـمٌ قَسِيْـمٌ فِي عَيْنَيْهِ دَعْجٌ وَفِي أَشْفَارِهِ وَطْفٌ وَفِـي صَـوْتِـهِ صَـحْـلٌ ، وَفِي عُنُقِهِ سَـطْعٌ ، وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَافَةٌ ، أَزَجُّ أَقْرَنُ ، إِنْ صَـمَـتَ فَـعَـلَيْـهِ الْوَقَارُ ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَا وَعَلاَهُ الْبَهَـاءُ ، أَجْـمَـلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَـعِيْـدٍوَأَحْلاَهُ وَأَحْسَنُـهُ مِـنْ قَـرِيْـبٍ ، حُـلْـوُالْـمَنْطِقِ لاَهَذَرَ وَلاَنَزَرَ ، كَأَنَّ نُطْقَهٗ خَرَزَاتُ نَظْمٍ ، رَبْعٌ لاَتَشْنَؤُهُ مِنْ طُوْلٍ وَلاَ تَـقْتَـحِمُهُ مِنْ قَصْرٍ ، غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ ، فَهُوَأَنْضَرُالثَّلاَثَةِ مَنْظَرًا ، وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا ، لَـهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّوْنَ بِه ، إِنْ قَالَ أَنْصَتُوْا لِقَوْلِهِ وَإِنْ أَمَـرَتَبَـادَرُوْا أَمْـرَهُ ، مَحْفُوْدٌ لاَعَابِسٌ

اجازت ہے۔ پس آپ ﷺ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اللہ کا نام لیا، اور اس کے لیے برکت کی دعا کی تو بکری سے دودھ جاری ہوا۔ آپ ﷺ نے دودھ دھویا، خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا، اور سب ہی سیر ہو گئے۔ پھر دوسری بار دودھ دھویا اور اس کے پاس چھوڑ دیا، اس کو بیعت کیا، چلے گئے تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند ابومعبد لاغر بکریاں لے کر آ گیا اور دودھ دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا: اے ام معبد! دودھ کہاں سے آیا؟ گھر میں تو دودھ دینے والی کوئی چیز نہیں تھی۔

اس نے کہا: قسم اللہ کی! ہمارے پاس سے ایک مبارک انسان گذرا اس کے یہ اور یہ حالات تھے۔ اس نے کہا: اس کا حلیہ تو بیان کر دے۔ اس نے کہا: میں نے دیکھا روشن بدن، کشادہ چہرہ، خوبصورت جسم، نرمی کرنے والے، بدن پر موٹائی نہیں۔ خوشبو دار اور متوازی جسم، آنکھیں سیاہ سفید طویل ابرو والے، دھیمی آواز والے، بلند گردن، گھنی داڑھی، باریک ابرو، زلفوں والے، اگر خاموش ہوں تو باوقار، اگر کلام کریں تو عمدہ، صاحبِ رعب، سب سے زیادہ خوبصورت، دور سے دیکھو تو ہیبت پیدا ہو، قریب آؤ تو بہت خوبصورت اور پیارے گفتگو میٹھی نہ بے فائدہ کلام اور نہ بھاری، ان کے الفاظ گویا موتیوں کی ایک لڑی ہے۔ کلام طویل نہیں کہ بدمزہ ہو اور مختصر نہیں کہ مطلب سمجھ نہ آئے۔ وہ ایسے جس طرح دو شاخوں کے درمیان کی شاخ جو ان تینوں میں زیادہ تروتازہ منظر دیکھاتی ہے اور قدر ومنزلت میں بلند تر ہے۔

اس کے رفقاء اس کے سامنے نرمی سے پیش آتے ہیں۔ اگر کلام کرتا ہے تو وہ خاموش ہوجاتے ہیں اور حکم دیتا ہے تو تعمیل میں لگ جاتے ہیں۔ وہ مخدوم ہے اور ان کی خدمت کرنے میں رشک کیا

وَلَامُفْنِدٌ، قَالَ أَبُوْمَعْبَدٍ: هُوَوَاللّٰهِ صَاحِبُ قُرَيْشٍ الَّذِي ذُكِرَلَنَامِنْ أَمْرِهِ مَاذُكِرَبِمَكَّةَ؛ وَلَقَدْهَمَمْتُ أَنْ أَصْحَبَهُ وَلَأَفْعَلَنَّ إِنْ جَدْتُّ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيْلًا، وَأَصْبَحَ صَوْتٌ بِمَكَّةَ يَسْمَعُوْنَ الصَّوْتَ وَلَايَدْرُوْنَ مَنْ صَاحِبُهُ، وَهُوَيَقُوْلُ:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَجَزَائِهِ
رَفِيْقَيْنِ قَالَاخَيْمَتِي أُمِّ مَعْبَدٍ
هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدَى فَاهْتَدَتْ بِهِ
لَقَدْفَازَمَنْ أَمْسَى رَفِيْقَ مُحَمَّدٍ
فَيَالَقُصَي مَازَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ بِهِ
مِنْ فُعَالٍ لَايُجَارِي وَسُؤْدَدٌ
لِيَهِنَّ بَنِي كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاتِهِمْ
وَمَقْعَدُهَالِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٍ
سَلُوْا أُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَاوَإِنَائِهَا
فَإِنَّكُمْ إِنْ تَسْأَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدُ
دَعَاهُ بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ
عَلَيْهِ صَرِيْحًا ضَرَّةُ الشَّاةِ مَزْبَدُ
فَغَادَرَهَا رِهْنًا لَدَيْهَا بِحَالِبٍ
يَرُدُّدُهَا فِي مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدٌ
فَلَمَّا سَمِعَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ
أَنْشَأَيُجِيْبُ الْهَاتِفَ وَيَقُوْلُ:
لَقَدْ خَابَ قَوْمٌ زَالَ عَنْهُمْ نَبِيُّهُمْ
وَقَدَّسَ مَنْ يُسْرِي إِلَيْهِمْ وَيَغْتَدِي
تَرَحَّلَ عَنْ قَوْمٍ فَضَلَّتْ عُقُوْلُهُمْ

جاتا ہے۔نہ وہ ترش رو ہیں نہ زیادہ باتیں کرنے والے ہیں۔
ابومعبد نے کہا: واللہ! وہ تو صاحب قریش ہیں جن کا مکہ میں ہم سے تذکرہ کیا گیا۔ میں ان کی رفاقت ضرور اختیار کروں گا اگر مجھے فرصت حاصل ہوئی اور کوئی راہ مل سکی۔مکہ میں صبح کے وقت ایک آواز سنی گئی اور لوگوں کو معلوم نہ ہوسکا کہ کون کہہ رہا ہے۔
اور اس نے کہا:
۱۔اللہ لوگوں کا رب بہتر جزا عنایت کرے۔ان دو رفقاء کو جنہوں نے ام معبد کے خیمے میں کہا۔
۲۔وہ ہدایت لے کر اس کے ہاں ٹھہرے تو وہ ہدایت پا گئی۔ تحقیق وہ کامیاب ہوا جو محمد ﷺ کا رفیق بن گیا۔
۳۔اے اہل قصی! اللہ نے تم سے بڑی نعمت دور کر دی۔جس کے اعمال میں سرداری تو تھی اور ظلم نہیں تھا۔
۴۔بنو کعب کو ان کے جوان مبارک ہوں اور ان کے ٹھکانے اہل ایمان کی پناہ گاہ ہیں۔
۵۔اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور برتن کا پوچھو۔اگر بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی زبان حال سے گواہی دے گی۔
۶۔اس نے ام معبد سے کمزور بکری طلب کی تو اس کے لیے دودھ والی بن گئی اور دودھ جھاگ بن رہا تھا۔
۷۔وہ اس بکری کو ام معبد کے پاس دودھ نکال کر چھوڑ گیا وہ اس کو اپنے آنے جانے کی جگہ میں لاتے ہیں۔
جب سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اشعار سنائے گئے تو انھوں نے ہاتف غیب کو جواب میں کہا:
۱۔وہ قوم نامراد ہوگئی جن کا نبی ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔
اور وہ لوگ جن کے پاس نبی صبح، شام آتا ہے۔مقدس قرار پا گئے ہیں۔

وَحَـلَّ عَـلَـى قَـوْمٍ بِـنُـوْرٍ مُـجَدَّدٍ
هَـدَاهُـمْ بِـهِ بَـعْـدَ الضَّلَالَةِ رَبُّهُمْ
وَأَرْشَـدَهُـمْ مَـنْ يَتَّبِـعُ الْحَقَّ يُرْشِدُ
وَقَـدْنَـزَلَـتْ مِـنْـهُ عَلَى أَهْلِ يَثْرِبَ
رِكَـابُ هَـدْيٍ حَلَّتْ عَلَيْهِمْ بِأَسْعَدِ
نَبِـيٌّ يَـرَى مَـالَايَـرَى النَّاسُ حَوْلَهُ
وَيَتْـلُـوْكِتَـابَ الـلّٰهِ فِي كُلِّ مَسْجِدِ
وَإِنْ قَـالَ فِـي يَـوْمٍ مَـقَـالَةَ غَـائِبٍ
فَتَصْدِيْقُهَا فِي الْيَوْمِ أَوْفِي ضُحَى الْغَدِ
لِيَهْـنَّ أَبَـابَـكْـرٍ سَـعَـادَةُ جَـدِّهِ
بِـصُـحْبَتِـهِ مِـنْ يَسْعَدُ اللّٰـهُ يَسْعَدُ
(رواه الطبراني في الكبيربخفى . ، ٣٦٠٥)
والأحاديث الطوال رقم، ٣٠)

۲۔نبی نے بدنصیب لوگوں کو ترک کر کے کوچ کر دیا تو ان کی عقل گمراہی کی تاریکی میں جا پڑی۔
اور دوسری قوم کے پاس اللہ کا نبی نئی روشنی لے کر جا ٹھہرا۔
۳۔اس قوم کو گمراہی کے بعد اللہ نے ہدایت دے دی ہے۔
اور وہ ہدایت یافتہ بن گئے اور جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ ہدایت یافتہ ہے
۴۔اللہ کی طرف سے اہل یثرب پر ہدایت اور سعادت کی سواری آ ٹھہری ہے۔
۵۔وہ نبی اپنے آس پاس وہ چیز دیکھا کرتا ہے جس کو دوسرے انسان نہیں دیکھتے، اور وہ ہر مسجد میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتا ہے۔
۶۔اگر وہ کسی دن غیب کی خبر کہہ دیتا ہے۔تو اس کی تصدیق اسی دن یا کل چاشت کے وقت تک سامنے آ جاتی ہے۔
۷۔ابو بکر کا نصیب مبارک ہو کہ وہ نبی کا رفیق بن گیا اور جس کو اللہ تعالیٰ سعادت دے دے وہ سعادت مند بن جاتا ہے۔''
(الکبیر،سند کمزور ہے)

٦٤٣٧ــ عَنْ قَيْسِ بْنِ النُّعْمَانِ: لَمَّا انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُـوْبَـكْـرٍ مُسْتَـخْفِيْنَ نَزَلَابِأَبِي مَـعْبَـدٍ فَـقَالَ: وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ نَا لَحَوَائِلٌ فَمَا بَـقِـيَ لَنَا لَبَنٌ ، فَقَالَ ﷺ: فَـمَا تِلْكَ الشَّاةُ؟ فَـأُتِـيَ بِهَـا فَـدَعَـا بِالْبَرَكَةِ عَلَيْهَا ثُمَّ حَلَبَ عَسـاًفَسَـقَـاهُ، ثُـمَّ شَرِبُوْا فَقَالَ أَنْتَ الَّذِى تَـزْعَـمُ قُـرَيْـشٌ أَنَّكَ صَـابِـيءٌ قَـالَ: إِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مَاجِئْتَ حَقٌّ ، ثُمَّ

''سیدنا قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر روپوش ہو کر ابو معبد کے گھر گئے تو اس نے کہا: بخدا! ہماری بکریاں خشک ہو چکی تھیں اور ہمارے پاس دودھ نہیں تھا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بکری کیسی ہے؟ وہ آپ ﷺ کے سامنے لائی گئی۔آپ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی پھر برتن بھر کر دودھ نکالا، اور اس کو پلایا، اور پھر سب ہی نے پیا۔ابو معبد نے کہا: کیا آپ ﷺ وہ ہیں جن کو قریش بے دین کہتے ہیں؟ فرمایا: وہ ایسا کہتے ہیں اس نے کہا:

(٦٤٣٧) بزار: ١٧٤٣ـ برجال الصحيح ورجاله رجال الصحيح، هيثمی: ٩٩٠٨.

قَالَ: أَتَّبِعُكَ قَالَ: لَاحَتّٰى تَسْمَعَ أَنَّاقَدْ ظَهَرْنَا، فَاتَّبَعَهُ بَعْدُ. (للبزار، ١٧٤٣) برجال الصحيح)

میں گواہی دیتا ہوں کہ جو چیز لے کر تم مبعوث ہوئے ہو وہ حق ہے۔ میں آپ ﷺ کی پیروی کرتا اور ساتھ چلتا ہوں۔ فرمایا: ٹھہر جا اور جب تو سنے کہ ہم غالب آ گئے ہیں تو میرے پاس آ جانا۔ تو بعد میں وہ آپ ﷺ کی پیروی میں آ گیا۔'' (البزار، راوی صحیح ہیں)

٦٤٣٨ــ عَنْ أَوْسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُجْرٍ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ مَرَّبِهِ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَبِي بَكْرٍ بِحَذَوَاتِ الْجُحْفَةِ فَحَمَلَهُمَاعَلَى فَحْلٍ إِبِلِهِ وَبَعَثَ مَعَهُمَا غُلَامًا لَهُ فَقَالَ لَهُ لَاتَفْرِقْهُمَا حَتّٰى يَقْضِيَا حَاجَتَهُمَامِنْكَ وَمِنْ جَمَلِكَ، فَسَلَكَ بِهِمَا ثَنِيَّةَ الرَّمْحَا ثَنِيَّةَ الْكُوْبَةِ ثُمَّ الْمَرَّةَ ثُمَّ شَعِبَ ذَاتَ كَشَطٍ ثُمَّ الْمُدْلَجَةَ ثُمَّ الغَسَابَةَ ثُمَّ ثَنِيَّةُ الْمَدِيْنَةَ ثُمَّ الْمَدَنِيَّةُ ثُمَّ رَدَّ ﷺ الْجَمَلَ وَالْغُلَامَ إِلَى سَيِّدِهِ وَأَمَرَهُ سَيِّدُهُ أَوْسًا أَنْ يُسَمِّ إِبِلَهُ فِي أَعْنَاقِهَا لِأَنَّهُ كَانَ مُغَفَّلًا لَا يُسَمِّ الإِبِلَ. (رواه الطبراني في الكبير، ٦١١) بخفى)

''سیدنا اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس کے پاس سے نبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ سمیت گذرے اور وہ مقام جحفہ کے بالمقابل میں تھا۔ تو میں نے اپنے نر اونٹ پر ان کو بٹھایا اور ساتھ اپنا غلام روانہ کیا اور اس سے کہا: ان دونوں کے ساتھ ہی رہنا جب تک ان کو تیری ضرورت رہے، اور وہ تیرے سے اور تیرے اونٹ سے اپنا مقصد پورا کرلیں۔

تو وہ ان کو ثنیہ رمحا، پھر ثنیہ کوبہ، پھر مرہ، پھر شعب ذاتِ کشط، پھر مقام مدلجہ، پھر مقام غسابہ پھر ثنیہ المرہ کے مقامات سے گذرتا ہوا مدینہ منورہ جا نکلا۔ پھر اس کو آنحضرت ﷺ نے اس کے مالک اوس کے پاس واپس کیا اور اوس کو پیغام دیا کہ اونٹ کی گردن میں نشان لگایا کر۔ وہ اس سے بے خبر تھا اور اونٹوں کو علامت نہیں لگاتا تھا۔'' (الکبیر، سند کمزور ہے)

٦٤٣٩ــــ عَنْ صُهَيْبٍ، رَفَعَهُ: أُرِيتُ دَارَهِجْرَتِكُمْ سَبْخَةً بَيْنَ ظَهْرَانَىْ حَرَّةٍ فَإِمَّاأَنْ تَكُوْنَ هَجَرُوْإِمَّا أَنْ تَكُوْنَ يَثْرِبَ، فَخَرَجَ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ مَعَهُ أَبُوْبَكْرٍ وَهَمَمْتُ أَنْ أَخْرُجَ مَعَهُ، وَصَدَّنِيْ فَتَيَانِ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَحِقَنِيْ مِنْهُمْ

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری ہجرت کی جگہ خواب میں دیکھی ہے وہ وسیع جگہ ہے، اور پتھریلی زمین کے درمیان واقع ہے، یا وہ مقام ہجر ہوگا یا وہ مقام یثرب ہوگا۔ جب آپ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف نکلے تو میں نے ساتھ جانے کا ارادہ کیا، اور مجھے قریش کے لڑکوں نے روک لیا۔ پھر میں نکلا تو کچھ لوگ مجھے واپس

(٦٤٣٨) طبرانی کبیر: ٦١١۔ وفیه جماعة لم اعرفهم، هیثمی: ٩٩٠٨.

(٦٤٣٩) طبرانی کبیر وفیه جماعة لم اعرفهم، هیثمی: ٩٩١٥.

نَاسٌ يُرِيْدُوْنَ رَدِّىْ، فَقُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَكُمْ أَنْ أُعْطِيَكُمْ أَوَاقِىِ مِنْ ذَهَبٍ وَحُلَّةً سِيَرَاءَ وَتَخْلُوْنَ سَبِيْلِى؟ فَفَعَلُوْا فَبَعَثَهُمْ إِلَى مَكَّةَ، فَقُلْتُ احْفَرُوْا تَحْتَ أُسْكُفَّةِ الْبَابِ فَإِنَّ تَحْتَهَا الْأَوَاقِىِ وَاذْهَبُوْا إِلٰى فُلَانَةً فَخُذُوا الْحُلَّةَ، وَخَرَجْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلَيْهِ ﷺ فَلَمَّا رَآنِى قَالَ رُبِحَ الْبَيْعُ (ثَلاثًا) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سَبَقَنِى إِلَيْكَ أَحَدٌ وَمَا أَخْبَرَكَ إِلَّا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. (رواه الطبراني في الكبير بخفى)

کرنے کے لیے تعاقب میں آ گئے۔

میں نے ان سے کہا: کیا تمہیں سونے کی اشرفیاں دے دوں اور ریشمی جوڑا دیدوں تو تم میرا راستہ چھوڑ دو گے؟ تو وہ مان گئے۔ میں نے کہا: تم میرے دروازے کے نیچے کھودو تمہیں سونے کی اشرفیاں دستیاب ہوں گی۔ اور تم فلاں عورت کے پاس جاؤ اور اس سے کپڑا وصول کرو۔ پس میں نے ان کو مکہ روانہ کر دیا، اور خود چلا آیا، اور آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تجارت خوب نفع آور رہی تین بار فرمایا: پس میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے پہلے آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں آیا۔ آپ ﷺ کو جبریل علیہ السلام نے یہ خبر دی ہے۔'' (الکبیر، سند کمزور)

٦٤٤٠ـ وَلِرَزِيْنٍ نَحْوُهُ وَفِيْهِ: فَنَزَلَتْ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ﴾ الآيَةَ، وَتَلاهَا ﷺ عَلٰى صُهَيْبٍ.

''رزین رحمہ اللہ کی روایت مثل اس کے ہے اور اس میں ہے: پس یہ آیت نازل ہوئی (اور لوگوں میں وہ بھی ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فروخت کر دیتا ہے) تا آخر ......اور آپ ﷺ نے اس کی تلاوت صہیب رضی اللہ عنہ کو سنا دی۔''

٦٤٤١ـ عَنْ عُرْوَةَ: خَرَجَ عُمَرُ وَعَيَّاشُ بْنُ أَبِى رَبِيْعَةَ فِى أَصْحَابٍ لَهُمْ فَنَزَلُوْا بَنِى عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ فَطَلَبَ أَبُوْجَهْلٍ وَالْحَارِثُ ابْنَاهِشَامٍ عَيَّاشَ ابْنَ رَبِيْعَةَ وَهُوَأَخُوْهُمَا لِأُمٍّ فَقَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَذَكَرَا لَهُ حُزْنَ أُمِّهِ وَأَنَّهَا حَلَفَتْ أَنْ لايُظِلَّهَا بَيْتٌ وَلايَمَسَّ رَأْسَهَا دُهْنٌ حَتّٰى تَرَاكَ، وَلَوْلاذٰلِكَ لَمْ نَطْلُبْكَ، وَكَانَ يَعْلَمُ مِنْ حُبِّهَا اِيَّاهُ مَا

''عروہ نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ اپنے رفقا سمیت مکہ سے نکلے۔ بنوعمرو بن عوف میں جا کر ٹھہرے تو ابوجہل اور حارث بن ہشام دونوں بھائی عیاش کی تلاش میں گئے۔ عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل اور حارث کا مادری بھائی تھا وہ دونوں مدینہ آئے اور عیاش سے کہا: تیری والدہ بہت پریشان ہے، اور اس نے قسم کھائی ہے کہ نہ تو وہ گھر کے سایے میں رہے گی اور نہ سر میں تیل ڈالے گی یہاں تک وہ تجھے دیکھ لے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہم تیرے پیچھے نہ آتے اس کو والدہ

(٦٤٤٠) رزين.

(٦٤٤١) طبراني كبير مرسلًا، وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف ورواه ايضا عن ابن شهاب مرسلا ورجاله ثقات، هيثمى: ٩٩١٩.

يُصَدِّقُهُمَا فَرَقَّ لَهَا وَأَبٰى أَنْ يَتَّبِعَهُمَا حَتّٰى عَقَدَلَهُ الْحَارِثُ فَلَمَّا خَرَجَ مَعَهُمَا أَوْثَقَاهُ فَلَمْ يَزَلْ هُنَالِكَ مَوْثَقًا حَتّٰى خَرَجَ مَعَ مَنْ خَرَجَ قَبْلَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَكَانَ ﷺ دَعَالَهُ بِخَلاَصٍ وَحِفْظٍ. (رواه الطبراني في الكبيربلين وإرسال)

کی محبت وشفقت کا علم تھا جس سے ان کی تصدیق ہوتی تھی۔تو ماں کے لیے اس کا دل نرم ہوگیا مگر ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تو حارث نے اس سے وعدہ کیا۔پھر جب وہ ان کے ساتھ گیا تو انہوں نے اس کو باندھ لیا اور پھر وہ پابند سلاسل ہی رہا یہاں تک کہ مکہ فتح ہونے سے کچھ پہلے چند دوسرے مسلمانوں کے ساتھ نکلنے میں کامیاب ہوا۔آنحضرت ﷺ اس کی حفاظت اور خلاصی کی دعا کرتے تھے۔'' (الکبیر سند کمزور وروایت مرسل ہے)

٦٤٤٢ـ وَلِلْبَزَّارِنَحْوَهُ عَنْ عُمَرَ وَزَادَ: قَالَ عُمَرُ: فَكُنَّا نَقُوْلُ وَاللّٰهِ لاَيَقْبَلُ اللّٰهُ تَوْبَةً مِنْ قَوْمٍ عَرَفُوا اللّٰهَ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى الْكُفْرِ، وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ لأَنْفُسِهِمْ، فَلَمَّاقَدِمَ عَلَيْنَا ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ وَفِي قَوْلِنَالَهُمْ وَقَوْلِهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ ﴿قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ إِلَى ﴿وَأَنْتُمْ لاَ تَشْعُرُوْنَ﴾ فَكَتَبْتُهَا فِي صَحِيْفَةٍ وَبَعَثَ بِهَا إِلَى هِشَامِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ هِشَامٌ: فَلَمْ أَزَلْ أَقْرَأُ حَتّٰى فَهِمْتُهَا وَأُلْقِيَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْنَا، فَجَلَيْتُ عَلَى بَعِيْرِي، فَلَحِقْتُ النَّبِيَّ ﷺ. (رواه البزار، ١٧٤٦)

''بزار ؒ کی روایت اس کے مثل ہے اور اس میں زائد ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی توبہ قبول نہیں کرے گا جو اللہ کو پہچان کر پھر کفر کی طرف لوٹ گئے ہوں، اور یہ بات ہم لوگ اپنے متعلق بھی کہتے تھے۔ پھر جب نبی ﷺ ہمارے پاس مدینہ میں آ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں، اور جو ہم نے ان کو کہا تھا اس کے بارے میں، اور ہمارے اپنے نفسوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(کہہ دیجیے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر اسراف وظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔تاوانتم لا تشعرون) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ایک خط میں یہ آیت لکھی اور ھشام بن عاص کے پاس روانہ کر دی۔ھشام نے کہا: میں اس آیت کو بار بار پڑھتا گیا یہاں تک کہ میری سمجھ میں اس کا مفہوم آ گیا اور میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ آیت ہمارے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔ پس میں اپنے اونٹ پر بیٹھا اور نبی ﷺ سے جا ملا۔''

(٦٤٤٢) بزار: ١٧٤٦ـ ورجاله ثقات، هيثمي: ٩٩١٨.

٦٤٤٣ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ قَدُوْمُنَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسٍ مِنَ الْهِجْرَةِ خَرَجْنَا مُتَوا صِلِيْنَ مَعَ قُرَيْشٍ عَامَ الأَحْزَابِ، وَأَنَا مَعَ أَخِي الْفَضْلِ وَمَعَنَا غُلاَمُنَا أَبُوْرَافِعٍ حَتّٰى انْتَهَيْنَاإِلَى الْعَرَجِ ثُمَّ أَخَذْنَا فِي طَرِيْقٍ حَتّٰى خَرَجْنَا عَلَى بَنِي عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ فَدَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدْنَاهُ ﷺ فِي الْخَنْدَقِ وَأَنَايَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَمَانِي سَنِيْنَ وَأَخِي فِي ثَلاَثَ عَشَرَةَ. (رواه الطبراني في الأوسط)

’’سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم پانچ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم قریش کے ساتھ چلے آئے اور یہ سال جنگِ احزاب کا تھا میں تھا، میرا بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھا اور ہمارے ساتھ ہمارا غلام ابورافع تھا، جب ہم مقام عرج میں آئے تو ہم نے ایک راستہ اختیار کرلیا اور ہم بنو عمرو بن عوف کے محلے میں جا پہنچے۔ پھر ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو خندق میں پایا۔ میں آٹھ سال کی عمر کا تھا اور میرا بھائی تیرہ سال کی عمر میں تھا۔‘‘ (الاوسط)

شرح: ......قریش نے نبی اکرم ﷺ کے قتل کی ظالمانہ کارروائی کے لیے جو پارلیمنٹ بلوائی تھی وہ ۲۶ صفر،۱۴ نبوت بمطابق ۱۲ستمبر۶۲۲ء یوم جمعرات پہلے پہر مکہ میں بلائی تھی۔ یہ تاریخ کا خطرناک اجتماع تھا، اس میں ابوجہل قبیلہ بنومخزوم سے، جبیر بن مطعم بنونوفل سے، شیبہ بن ربیعہ بنوعبدشمس سے، نضر بن حارث بنوعبدالدار سے، ابوالبختری بن ہشام بنواسد بن عبدالعزیٰ سے نبیہ بن حجاج بنوسہم سے، امیہ بن خلف بنوجمح سے شامل تھے۔

اس میں نبی ﷺ کے خلاف تجاویز آرہی تھیں، جن کا ذکر قران پاک نے :

﴿وَ اِذۡ یَمۡکُرُ بِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِیُثۡبِتُوۡکَ اَوۡ یَقۡتُلُوۡکَ اَوۡ یُخۡرِجُوۡکَ وَیَمۡکُرُوۡنَ وَیَمۡکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۝﴾ (الانفال: ۳۰)

’’اور جب تیرے ساتھ مکر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا تاکہ وہ تجھے بیڑیاں پہنا دیں یا قتل کردیں، تجھے ملک بدر کردیں اور یہ مکر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی مکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین مکر کرنے والا ہے۔‘‘

اس کے تحت ابوجہل کی یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی کہ ہر قبیلے سے نوجوان لیا جائے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار دی جائے اور وہ یکبارگی آپ ﷺ کو قتل کردیں، اس طرح آپ کا خون ہر قبیلہ پر تقسیم ہوگا اور بنو ہاشم سب کا سامنا نہ کرسکیں گے، آخر دیت پر راضی ہوں گے اور معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا، یہ قرارداد پاس ہوچکی ہے اور رات اس پر عمل ہونے والا تھا۔

تو پھر جس طرح ان احادیث میں پوری تفصیل ہے، آپ ﷺ دوپہر کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر

(٦٤٤٣) طبراني اوسط من طريق عبدالله بن محمد بن عمارة الانصاري عن سليمان بن داود بن الحصين وكلاهما لم يوثق ولم يضعف وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩٩٢٧.

تشریف لے جاتے ہیں، سفر ہجرت کے تمام انتظامات مکمل کرتے ہیں۔ ہجرت کی اجازت پہلے مل چکی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، اس آیہ مبارکہ میں آپ ﷺ کو ہجرت مدینہ کی اجازت دی گئی ہے:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۝﴾ (الاسراء: ۸۰)

''کہہ دو! اے میرے رب! مجھے سچائی کی جگہ پر داخل کر اور مجھے نکالنا ہے تو سچائی کی جگہ نکال اور اپنے پاس سے میرے لیے مددگار غلبہ کر دے۔'' (فتح الباری: ۷/ ۲۲۷)

رسول اللہ ﷺ ۲۷ صفر، ۱۴ نبوت، بمطابق ۱۲، ۱۳ ستمبر ۶۲۲ء کی درمیانی رات اپنے مکان سے نکل کر سب سے قابل اعتماد ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تھے اور سفر ہجرت کا آغاز کیا۔ صفر کا یہ مہینہ ۱۴ نبوت کے مطابق اس وقت ہوگا، جب سنہ کا آغاز محرم کے مہینے سے مانا جائے اور اگر سنہ کی ابتداء اسی مہینے سے کریں جس میں آپ ﷺ کو نبوت سے مشرف کیا گیا تھا۔ صفر کا یہ مہینہ قطعی طور پر تیرہویں سنہ نبوت کا ہوگا۔ عام اہل سیر نے کہیں پہلا حساب اختیار کیا ہے اور کہیں دوسرا جس کی وجہ سے وہ واقعات کی ترتیب میں خبط اور غلطی میں پڑ گئے ہیں۔ ہم نے سنہ کا آغاز محرم سے مانا ہے۔ (الرحیق: ص ۲۲۹)

۲۔ دوشنبہ (سوموار) ۸ ربیع الاول، ۱۴ نبوت اور ۱ ہجری بمطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء کو رسول اکرم ﷺ قباء میں وارد ہوئے۔ اس دن آپ ﷺ کی عمر ترپن سال ہوئی تھی۔ اور آپ کی نبوت پر ٹھیک تیرہ سال پورے ہوئے تھے۔

(الرحیق: ص ۲۳۸)

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ اور اس میں نماز پڑھی۔ یہ نبوت کے بعد پہلی مسجد تھی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی، اس کے بعد آپ نے مدینہ کا رخ کیا بنو سالم بن عوف کی آبادی میں آپ پہنچے تو جمعہ کا وقت آ گیا، آپ نے بطن وادی میں اس مقام پر جمعہ پڑھا، جہاں اب مسجد ہے۔ اسی روز آپ مدینہ پہنچے، اب رہی بات کہ قباء میں آپ ﷺ نے کتنے دن قیام کیا، چار دن دس دن، روانگی کے علاوہ ۲۴ دن قیام فرمایا۔

علامہ صفی الرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک روایت میں ۲۴ رات ہے۔ ایک میں دس رات سے چند روز زیادہ ہے، تاہم پہنچ اور روانگی کے دن نکال لیں تو قباء میں قیام کی مدت دس دن ہوتی ہے اور پہنچ اور روانگی کا دن شامل کر کے ۱۲ دن ہوتی ہے۔ (حاشیہ ۳۶، الرحیق: ص ۲۴۰)

۴۔ جو یہ کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ میں داخلہ پر جو اشعار پڑھے گئے تھے۔ یہ درست نہیں۔ یہ غزوۂ تبوک کے موقع پر پڑھے گئے تھے، یہ بات خود درست نہیں۔ کیونکہ علامہ منصور پوری رحمہ اللہ نے دلائل سے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ اشعار مدینہ میں داخلے کے وقت پڑھے گئے تھے۔ (رحمۃ للعالمین: ۱/ ۱۰۶)

۵۔ باقی ایک حدیث میں جوآتا ہے کہ ہجرت اب نہیں رہی اور دوسری میں آیا ہے ہجرت کرنے کی نیت رکھو۔
تو دونوں میں مطابقت یوں ہوگی، جو ہجرت تھی مکہ سے مدینہ کی طرف وہ تو منقطع ہو چکی ہے۔ کیونکہ مکہ بھی دارالاسلام بن چکا ہے اور مدینہ بھی دارالاسلام بن چکا ہے اور ان کے اردگرد میں قوت اسلامی کا غلبہ ہے۔
باقی جو ہجرت ہے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف اس کی ضرورت کسی وقت بھی پڑ سکتی ہے، جب ضرورت پڑے یہ واجب ہے۔ (التعلیقات:۲/۱۷۴)

عدد غزواته ﷺ وما كان قبل بدر

آپ ﷺ کے غزوات اور بدر سے پہلے کے واقعات کا بیان

٦٤٤٤ـ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيلَ لَهُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشَرَةَ فَقُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ سَبْعَ عَشَرَةَ قُلْتُ أَيَّتُهُنَّ كَانَ أَوَّلَ قَالَ ذَاتُ الْعُشَيْرِ أَوْ الْعُشَيْرَةِ. (رواه الترمذي، ١٦٧٦)

''ابو اسحاق کا بیان ہے کہ میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے ایک طرف بیٹھا تھا۔ اس سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کتنے ہیں؟ اس نے کہا: انیس غزوات ہیں جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شامل ہوئے۔ میں نے کہا: کتنے غزوات میں تو آپ ﷺ کے ساتھ رہا؟ اس نے کہا: سترہ غزوات میں۔ میں نے کہا: پہلا غزوہ کون سا تھا؟ اس نے کہا: ذات العشیر یا ذات العشیرہ۔'' (ترمذی)

٦٤٤٥ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ عَشَرَةَ غَزْوَةً قَاتَلَ فِي ثَمَانٍ مِنْهُنَّ. (رواه مسلم، ١٨١٤)

''سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے انیس غزوات میں حصہ لیا۔ اور ان میں سے آٹھ غزوات میں قتال کی نوبت آئی۔'' (مسلم)

٦٤٤٦ـ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ جَاءَتْهُ جُهَيْنَةُ فَقَالُوا إِنَّكَ قَدْ نَزَلْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَأَوْثِقْ لَنَا حَتّٰى نَأْتِيَكَ وَتُؤْمِنَّا فَأَوْثَقَ لَهُمْ فَأَسْلَمُوا

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو قوم جہینہ کے لوگ آئے، اور انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہمارے درمیان آ ٹھہرے ہیں، پس ہمارے ساتھ معاہدہ کریں تا کہ ہم آپ ﷺ کے پاس آ سکیں۔ اور آپ ﷺ نے ان

(٦٤٤٤) ترمذی: ١٦٧٦۔ صحیح، (البانی) ١٣٧٠۔ بخاری: ٤٤٠٤۔ مسلم: ١٢٥٤۔ احمد: ١٨٨٤٧.
(٦٤٤٥) مسلم: ١٨١٤۔ بخاری: ٤٤٧٣۔ احمد: ٢٢٤٤٤.
(٦٤٤٦) احمد: ١٥٤٢۔ ورواه ابنه عنه وجادة ووصله عن غير ابيه ورواه البزار ولفظه عن سعيد، قال: اول امير عقد له فى الاسلام عبدالله بن جحش عقد له رسول الله علينا وفيه المجالد بن سعيد وهو ضعيف عند الجمهور، ووثقه النسائى فى رواية و بقية رجال احمد رجال الصحيح، هيثمى: ٩٩٣٨.

قَالَ فَبَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَجَبٍ وَلاَ نَكُوْنُ مِائَةً وَأَمَرَنَا أَنْ نُغِيْرَعَلَى حَيٍّ مِنْ بَنِي كِنَانَةَ إِلَى جَنْبِ جُهَيْنَةَ فَأَغَرْنَا عَلَيْهِمْ وَكَانُوْا كَثِيْرًا فَلَجَأْنَا إِلَى جُهَيْنَةَ فَمَنَعُوْنَا وَقَالُوْا لِمَ تُقَاتِلُوْنَ فِى الشَّهْرِالْحَرَامِ فَقُلْنَا إِنَّمَا نُقَاتِلُ مَنْ اَخْرَجَنَا مِنَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ فِى اَشْهُرِ الْحَرَامِ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ مَا تَرَوْنَ فَقَالَ بَعْضُنَا نَأْتِى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَنُخْبِرُهُ وَقَالَ قَوْمٌ لاَ بَلْ نُقِيْمُ هَاهُنَا وَقُلْتُ أَنَا فِى أُنَاسٍ مَعِىَ لاَبَلْ نَأْتِى عِيْرَ قُرَيْشٍ فَنَقْتَطِعُهَا فَانْطَلَقْنَا إِلَى الْعِيْرِوَكَانَ الْفَيْءُ إِذْ ذَاكَ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ فَانْطَلَقْنَا إِلَى الْعِيْرِوَانْطَلَقَ اَصْحَابُنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ الْخَبَرَ فَقَامَ مُحْمَرَّ الْوَجْهِ فَقَالَ اَذَهَبْتُمْ مِنْ عِنْدِىْ جَمِيْعًا وَجِئْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْفُرْقَةُ لَأَبْعَثَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلاًلَيْسَ بِخَيْرِكُمْ اَصْبَرُكُمْ عَلَى الْجُوْعِ وَالْعَطَشِ فَبَعَثَ عَلَيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ الاَسَدِيَّ فَكَانَ أَوَّلَ أَمِيرٍ أُمِّرَفِى الإِسْلَامِ(رواه أحمد، ١٥٤٢) بلين

سے معاہدہ کرلیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں رجب میں روانہ کیا اور تعداد میں کل سو افراد بھی نہیں تھے۔ اور آپ ﷺ نے بنو کنانہ کے ایک خاندان پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا جو بنو جہینہ کے ایک طرف میں رہتے تھے۔ جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ پس ہم جہینہ کی امداد لینے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے ہمارا دفاع کیا۔ انہوں نے کہا: تم حرمت والے مہینوں میں جنگ کیوں کرتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم صرف ان لوگوں سے لڑتے ہیں جن لوگوں نے ہمیں حرمت والے شہر سے حرمت والے مہینوں میں نکالا ہے۔ ہمارے افراد نے ایک دوسرے سے کہا: کیا رائے ہے؟ بعض نے کہا: نبی ﷺ کے پاس جاتے ہیں۔ اور بعض نے کہا: یہاں ہی ٹھہرتے ہیں۔ اور میں نے بعض رفقا سمیت کہا: ہم قریش کے تجارتی قافلے پر حملہ کرتے ہیں پس ہم قافلے کی طرف چل دیے اور ہمارے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: میرے پاس سے جمع ہو کر گئے، اور جدا ہو کر واپس آئے۔ تم سے پہلے لوگوں کو بھی اختلاف نے ہلاک کیا ہے۔ میں تمہارے اوپر امیر مقرر کر کے روانہ کروں گا، پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور وہ اسلام میں پہلا سپہ سالار تھا۔" (احمد، سند کمزور)

٦٤٤٧ـ عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ: أَوَّلُ رَايَةٍ رُفِعَتْ فِى الْإِسْلاَمِ رَأْيَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ وَأَوَّلُ مَالٍ خُمِسَ فِى الإِسْلاَمِ مَالُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ. (رواه الطبراني في الكبير)

"زر بن حبیش رحمہ اللہ نے کہا پہلا جھنڈا جو بلند کیا گیا اسلام میں وہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا جھنڈا تھا۔ اور پہلا خمس جو اسلام میں وصول ہوا وہ بھی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے مال غنیمت میں سے تھا۔" (الکبیر)

(٦٤٤٧) طبرانی کبیر رواهما الطبرانی باسناد واحد وهو اسناده حسن، هیثمی: ٩٩٣٩.

٦٤٤٨ــ عَنْ جُنْدُبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَهْطًا وَبَعَثَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ وَكَتَبَ لَهُ كِتَابًا وَأَمَرَهُ أَنْ لَايَقْرَأَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا، وَقَالَ: لَاتُكْرِهَنَّ أَحَدًامِنْ أَصْحَابِكَ عَلَى الْمَسِيْرِ مَعَكَ، فَلَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ اسْتَرْجَعَ، قَالَ: سَمْعًاوَطَاعَةً لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ فَخَبَّرَهُمُ الْخَبَرَ، وَقَرَأَعَلَيْهِمُ الْكِتَابَ فَرَجَعَ رَجُلَانِ وَمَضَى بَقِيَّتُهُمْ، فَلَقُوا ابْنَ الْحَضْرَمِيَّ فَقَتَلُوْهُ وَلَمْ يَدْرُوْا أَنَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنْ رَجَبٍ أَوْ جُمَادَى، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ قَتَلْتُمْ فِي الشَّهْرِالْحَرَامِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِالْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ﴾ الآيَةَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا أَصَابُوْا وِزْرًا فَلَيْسَ لَهُمْ أَجْرٌ، فَنَزَلَ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أُوْلٰئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَاللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾. (رواه الكبراني في الكبير، ١٦٧٠)

''سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ کی اور ان پر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر روانہ کیا۔ اس کو ایک خط دیا اور حکم دیا کہ اس کو فلاں مقام تک پہنچنے سے پہلے نہ پڑھنا اور فرمایا: اپنے رفقا کو اپنے ساتھ آگے جانے پر مجبور بھی نہ کرنا، پھر جب اس نے خط پڑھا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ کہا اور کہا میں نے سنا اور اطاعت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور رفقاء کو خبر دی اور چٹھی پڑھ کر سنائی تو دو آدمی واپس لوٹ گئے، اور دوسروں نے ساتھ دیا اور آگے روانہ ہو گئے۔ پس ان کا ابن حضرمی سے مقابلہ ہوا اور اس کو قتل کر دیا اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دن ماہ رجب کا ہے۔ یا جمادی الآخر کا ہے۔ تو مشرکین نے کہا: تم نے حرمت والے مہینے میں قتل کیا ہے۔ پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی (تجھ سے سوال کرتے ہیں حرمت والے مہینوں میں لڑنے کے بارے میں) تا آخر آیت ...... تو مسلمانوں میں بعض نے کہا: اگر ان کو گناہ نہیں ہوا تب بھی ان کے لیے اس جہاد کا اجر نہیں ہے۔
پس یہ آیت نازل ہوئی۔ (تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) الکبیر

٦٤٤٩ــ عَنْ جُبَيْرِبْنِ مُطْعِمٍ: قَالَ أَبُوْجَهْلٍ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ مُنْصَرِفَهُ عَنْ حَمْزَةَ: مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْنَزَلَ يَثْرِبَ وَأَرْسَلَ طَلَائِعَهُ وَإِنَّمَا يُرِيْدُأَنْ يُصِيْبَ مِنْكُمْ شَيْئًا

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: جب ابوجہل مکہ میں واپس گیا اور وہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا سامنا کر کے گیا تھا۔ تو اس نے کہا: اے قریش کی جماعت! محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جا ٹھہرا ہے۔ اور اس نے فوجی دستے روانہ کر دیے ہیں۔ اور اس کا ارادہ ہے کہ تم سے کچھ حاصل

(٦٤٤٨) طبرانی: ١٦٧٠۔ ورجاله ثقات، هيثمی: ١٠٣٣٦.

(٦٤٤٩) طبرانی کبیر: ١٥٣٢۔ وجادة من طريق احمد بن صالح المصری قال، وجدت فی کتاب بالمدينة عن عبدالعزيز بن محمد الدراوردی ورجاله ثقات، هيثمی: ٩٩٤٠.

فَاحْذَرُوْا أَنْ تَمَرُّوْا طَرِيْقَهُ وَأَنْ تُقَارِبُوْهُ فَإِنَّهُ كَالأَسَدِ الضَّارِيْ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. (الكبير وزاد): بَعَثَ حَمْزَةَ حِيْنَ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَيْفِ بَحْرٍفِي ثَلاثِيْنَ رَاكِبًامِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلَقِيَ أَبَاجَهْلٍ فِي ثَلٰثِمِائَةِ رَاكِبٍ فِي عِيْرٍلِقُرَيْشٍ جَاءَتْ مِنَ الشَّامِ فَحَجَرَبَيْنَهُمْ مَجْدِي بْنُ عَوْفٍ الْجُهَنِيُّ وَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ. (رواه الطبراني في الكبير، ١٥٣٢)

کرے تو تم اس سے بچتے رہو اور نہ اس کے راستے سے جاؤ اور نہ اس کے قریب جاؤ۔ وہ ضرر رساں شیر کی مثل ہے۔ پھر آگے حدیث بیان کی ہے۔ الکبیر نے مزید بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو ساحل سمندر کی طرف روانہ کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ مہاجرین کے تیس نفوس موجود تھے۔ اور اس کی ابوجہل سے ملاقات ہوئی اور وہ تین سو افراد کے ساتھ قریش کے اس قافلے کی حفاظت کر رہا تھا جو شام سے واپس آیا تھا۔ پس مجدی بن عوف نے فریقین کے درمیان پڑ کر رکاوٹ ڈال دی اور لڑائی نہ ہوئی۔"

٦٤٥٠ـــ عَنْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوَّلَ غَزْوَةٍ غَزَاهَا الْأَبْوَاءَ، حَتّٰى إِذَا كُنَّابِالرَّوْحَاءِ نَزَلْنَابِقَرْنِ الظَّبْيَةِ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَااسْمُ هٰذَا الْجَبَلِ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هٰذَا مِنْ جِبَالِ الْجَنَّةِ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَبَارِكْ لأَهْلِهِ فِيْهِ، وَقَالَ لِلرَّوْحَاءِ: هٰذَا وَادٍ مِّنْ أَوْدِيَةِ الْجَنَّةِ، لَقَدْ صَلَّى فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ قَبْلِي سَبْعُوْنَ نَبِيًّا، وَلَقَدْمَرَّبِهِ مُوْسَى عَلَيْهِ عَبَاءَتَانِ قُطْوَانِيَتَانِ عَلَى نَاقَةٍ وَرْقَاءَ فِي سَبْعِيْنَ أَلْفًامِنْ بَنِي اسْرَائِيْلَ حَاجِّيْنَ، وَلاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّبِهِ عِيْسَى حَاجًّاأَوْ مُعْتَمِرًا، أَوْ يَجْمَعُ اللّٰهُ لَهُ ذٰلِكَ. (رواه الطبراني في الكبيربلين)

"سیدنا عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے میں شرکت کی، آپ ﷺ نے مقام ابواء کی طرف خروج فرمایا تھا۔ جب ہم مقام روحاء میں تھے پس ہم اترے اور قرن الظبیہ نامی جگہ میں نماز ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ فرمایا: یہ جنت کے پہاڑوں میں سے ہے۔ اے اللہ! اس میں برکت نازل کر اور اس کے رہنے والوں میں بھی برکت نازل کر۔ اور روحاء کے متعلق فرمایا: یہ وادی جنت کی وادیوں میں سے ہے۔ مجھ سے پہلے اس مسجد میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے۔ اور یہاں سے موسیٰ علیہ السلام سوتی کپڑے کی دو چادریں پہن کر اپنی گندمی رنگ کی اونٹنی پر سوار ہو کر ستر ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر حج کے لیے گذرے ہیں۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی تاوقتیکہ عیسیٰ علیہ السلام یہاں سے حج یا عمرہ کے لیے گزریں گے اور یا دونوں حج وعمرہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ جمع کر دیگا۔" (الکبیر، سند کمزور)

(٦٤٥٠) طبراني كبير من طريق كثير بن عبدالله المزني وهو ضعيف عند الجمهور وقد حسن الترمذي، حديثه وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ٩٩٤١.

شــــرح: ......بعض روایات میں ۱۹ غزوات میں آپ ﷺ کی شرکت کا ذکر ہے اور بعض میں ۲۱ غزوات میں شرکت کا ذکر آتا ہے۔

ان میں مطابقت یوں ہے کہ یا تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دو غزوات کا ذکر نہیں کیا، وہ ابواء اور بواط ہیں۔ ان کی عمر چھوٹی تھی، شاید یہ مخفی رہے ہوں۔ یا پھر دو غزوات کو ایک شمار کیا ہوگا۔ قریظہ اور حنین ایک شمار کیا یا پھر طائف اور حنین کو ایک شمار کیا۔

ابن سعد نے تو بہت وسعت بتائی ہے وہ غزوات جن میں رسول اکرم ﷺ نے بنفس نفیس شرکت کی ہے یہ ان کی تعداد ۲۷ بتاتے ہیں۔ اور چھوٹے بڑے غزوات تو سو سے اوپر ہیں۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۸۰)

غزوۃ بدر

غزوۂ بدر

انتباہ: ......غزوۂ بدر سے پہلے جو فوجی کارروائیاں ہوئیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سیف البحر کا فوجی دستہ تھا، یہ رمضان ۱ ہجری بمطابق مارچ ۶۲۳ء میں یہ روانہ ہوا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر تھے، شام سے آنے والے ایک قریشی قافلے کا پتہ لگانے کے لیے یہ دستہ روانہ ہوا تھا، اس کا جھنڈا خود رسول اکرم ﷺ نے باندھا اس کا رنگ سفید تھا۔

۲۔ سریہ رابغ تھا، یہ شوال ۱ ہجری اپریل ۶۲۳ء میں یہ دستہ روانہ ہوا اس میں سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ امیر تھے۔

۳۔ سریہ خرّار ہے، یہ دستہ ذیقعدہ ۱ ہجری مئی ۶۲۳ء میں روانہ ہوا۔ اس کے امیر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے، اسے ایک قافلے کا پتہ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔

۴۔ غزوۂ ابواء یا ودّان، یہ صفر ۲ ہجری، اگست ۶۲۳ء میں یہ دستہ روانہ ہوا۔ اس میں رسول اکرم ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لے گئے تھے اور مدینہ میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا تھا۔

یہ پہلی مہم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ بذات خود تشریف لے گئے۔

۵۔ غزوۂ بواط ہے، یہ ربیع الاول ۲ ہجری، ستمبر ۶۲۳ء کی مہم ہے۔ رسول اکرم ﷺ دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔

۶۔ غزوۂ صفوان ہے، یہ ربیع الاول ۲ ہجری ستمبر ۶۲۳ء میں ہوا، اسے بدر اولیٰ بھی کہتے ہیں۔

۷۔ غزوۂ ذی العشیر ہ ہے، یہ جمادی الاولیٰ وجمادی الآخرہ ۲ ہجری میں ہوا تھا بمطابق نومبر، دسمبر ۶۲۳ء ہے۔

اس میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ڈیڑھ سو مہاجر تھے، اس میں آپ نے کسی کو ساتھ جانے پر مجبور نہیں کیا، قریش کا ایک قافلہ جو مکہ سے چل چکا تھا اسے پکڑنا تھا، مگر وہ ہاتھ نہ آیا، مگر جنگ بدر پیش آ گئی۔

۸۔ سریہ نخلہ ہے، رجب ۲ ہجری جنوری ۶۲۴ء میں یہ مہم پیش آئی۔ جنگ بدر سے پہلے یہ فوجی کارروائیاں ہوئی ہیں، ان میں سے کسی میں بھی لوٹ مار اور قتل وغارت گری کی نوبت نہیں آئی۔ (الرحیق ص ۲۶۹ تا ۲۷۵)

اب غزوۂ بدر کے متعلقہ احادیث کا ذکر ہوتا ہے۔ بعونہٖ تعالیٰ

٦٤٥١ــــ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَحِيْنَ بَلَغَهُ إِقْبَالُ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ فَتَكَلَّمَ أَبُوْبَكْرٍ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَكَلَّمَ عُمْرُفَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُبْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ إِيَّانَا تُرِيْدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْأَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لأَخَضْنَاهَا وَلَوْأَمَرْتَنَاأَنْ نَضْرِبَ أَكْبَادَهَاإِلَى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا وَوَرَدَتْ عَلَيْهِمْ رَوَايَا قُرَيْشٍ وَفِيْهِمْ غُلَامٌ أَسْوَدُ لِبَنِي الْحَجَّاجِ فَأَخَذُوْهُ فَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَسْأَلُوْنَهُ عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ وَأَصْحَابِهِ فَيَقُوْلُ مَالِي عِلْمٌ بِأَبِي سُفْيَانَ وَلٰكِنْ هٰذَا أَبُوْجَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فَإِذَا قَالَ ذٰلِكَ ضَرَبُوْهُ فَقَالَ نَعَمْ أَنَاأُخْبِرُكُمْ هٰذَا أَبُوْسُفْيَانُ فَإِذَا تَرَكُوْهُ فَسَأَلُوْهُ فَقَالَ مَالِي بِأَبِي سُفْيَانَ عِلْمٌ وَلٰكِنْ هٰذَا أَبُوْجَهْلٍ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ فِي النَّاسِ فَإِذَا قَالَ هٰذَا أَيْضًا ضَرَبُوْهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ انْصَرَفَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب نبی ﷺ کو ابو سفیان کے قافلے کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مشورہ کیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بات کی تو اس سے بھی آپ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ پھر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ہماری رائے لینے کا ارادہ فرماتے ہیں؟ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ ﷺ ہمیں سمندر میں اترنے کا حکم دیں گے تو ہم اس میں اتر پڑیں گے۔ اور اگر حکم دیں کہ ہم اپنی سواری کا جگر برک الغماد جگہ کی طرف سفر کر کے ختم کرلیں تو ہم یہ بھی کر گذریں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا اور وہ چل کر مقام بدر میں جا ٹھہرے۔ قریش کے پانی مہیا کرنے والے اس طرف آ نکلے ان میں سے ایک سیا فام غلام ان کے ہاتھ آ لگا۔ چنانچہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ڈرا دھمکا کر پوچھا۔ وہ ابوسفیان اور اس کے قافلے کا پوچھتے تو وہ کہتا: اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ یہاں ابوجہل عتبہ، شیبہ اور امیہ بن خلف، موجود ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اس کو مارتے تو وہ کہتا: ہاں، ابوسفیان کی خبر دیتا ہوں وہ یہاں ہے پھر جب اس کو چھوڑ کر پوچھتے تو وہ کہتا: مجھے ابوسفیان کا کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، اور امیہ بن خلف لوگوں میں موجود ہیں، وہ یہ بات کہتا تو اس کو صحابہ پھر مارتے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے

(٦٤٥١) مسلم: ١٧٧٩۔ ابوداود: ٢٦٨١۔ احمد: ١٣٢٩٢.

لَتَضْرِبُوْهُ إِذَا صَدَقَكُمْ وَتَتْرُكُوْهُ إِذَا كَذَبَكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلاَنٍ قَالَ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ هَاهُنَا هَاهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . (رواه مسلم، ١٧٧٩)

تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ ﷺ نے یہ حال دیکھا تو سلام پھیر کر فرمایا: مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ تمہیں سچ بتاتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو۔ اور تم اس کو چھوڑ دیتے ہو جب وہ جھوٹ بتاتا ہے۔ آپ ﷺ زمین پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے: یہاں فلاں گرے گا اور پھر ہاتھ رکھتے اور بتاتے جاتے تو کوئی فرد ان میں سے اس جگہ سے باہر نہیں گرا جہاں آپ ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا۔'' (مسلم)

٦٤٥٢ــ عَنْ عُرْوَةَ: كَانَتْ عَاتِكَةُ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَتْ لِأَخِيْهَا الْعَبَّاسِ رَأَيْتُ رُؤْيَا وَقَدْ خَشِيْتُ مِنْهَا عَلٰى قَوْمِكَ قَالَ: وَمَا رَأَيْتِ؟ قَالَتْ: تَعَاهَدْنِي أَلَّا تَذْكُرَهَا؟ فَإِنَّهُمْ إِنْ سَمِعُوْهَا آذُوْنَا فَعَاهَدَهَا، فَقَالَتْ: رَأَيْتُ رَاكِبًا أَقْبَلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ يَصِيْحُ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَاآلَ غَدْرٍ . يَاآلَ فَجْرٍ، اُخْرُجُوْا فِي لَيْلَتَيْنِ، أَوْثَلاَثٍ، إِلَى مَصَارِعِكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَرَخَ ثَلاَثَ صَرَخَاتٍ وَمَالَ عَلَيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ فَزِعِيْنَ، ثُمَّ مُثِّلَ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ عَلَى رَاحِلَتِهٖ فَصَرَخَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ثَلاَثَ صَرَخَاتٍ، حَتّٰى أَسْمَعَ مِنْ بَيْنِ الأَخْشَبَيْنِ ثُمَّ نَزَعَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً مِنْ أَصْلِهَا ثُمَّ أَرْسَلَهَا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ، حَتّٰى إِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَصْلِ الْجَبَلِ ارْفَضَتْ فَلاَأَعْلَمُ بِمَكَّةَ بَيْتًا إِلَّا دَخَلَتْهَا فَلْقَةٌ مِنْهَا، فَفَزِعَ مِنْهَا

''عروہ نے کہا: عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنے بھائی عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: میں نے خواب دیکھا اور مجھے اس کی بنا پر تیری قوم پر خوف آتا ہے۔ اس نے کہا: تو نے کیا دیکھا؟ عاتکہ نے کہا: مجھ سے عہد کر کہ کسی کو بیان نہیں کرے گا، کیونکہ اگر لوگوں نے سن لیا تو ہمیں اذیت پہنچائیں گے۔

پس اس نے عہد کر کے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے ایک سوار دیکھا کہ مکہ کی بلندی سے آیا اور اس نے بلند آواز سے کہا: اے غدار لوگو! اے بدکار لوگو! دو یا تین راتوں میں اپنے گرنے کی جگہ کی طرف جاؤ پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور تین بار بلند آواز سے وہ کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور عورتیں اور بچے خوف زدہ ہو کر اس کی طرف دوڑے۔ پھر وہ کعبہ پر اپنی سواری پر متمثل ہو کر سامنے آیا اور تین بار وہی بات بلند آواز سے کہی یہاں تک کہ دو پہاڑوں کے درمیان کے تمام لوگوں نے سنی پھر اس نے ایک بھاری پتھر نکالا۔ اور اہل مکہ پر پھینک دیا جب پہاڑ کے ذیل میں آیا تو ٹوٹ کر پھیل گیا اور ایک ایک ٹکڑا مکہ کے ہر گھر میں داخل ہو گیا۔

یہ خبر سن کر عباس رضی اللہ عنہ بھی ڈر گیا۔ وہاں سے باہر گیا تو ولید بن عتبہ

(٦٤٥٢) طبرانی كبير مرسلا وفيه ابن لهيعة وفيه ضعف وحديثه حسن، هيثمی: ٩٩٤٧.

عَبَّاسٌ فَخَرَجَ فَلَقِيَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُتْبَةَ وَكَانَ خَلِيْلَهٗ فَقَصَّهَا عَلَيْهِ وَأَمَرَهٗ أَلَّايَذْكُرَهَا لِاَحَدٍ، فَذَكَرَهَا الْوَلِيْدُ لِاَبِيْهِ، وَذَكَرَهَا عُتْبَةُ لأَخِيْهِ شَيْبَةَ وَارْتَفَعَ حَدِيْثُهَا حَتّٰى بَلَغَ أَبَاجَهْلٍ، فَلَمَّا أَصْبَحُوْا غَدَا الْعَبَّاسُ يَطُوْفُ فَنَادَاهُ أَبُوْجَهْلٍ فِي نَفَرٍ: يَاأَبَا الْفَضْلِ، إِذَا قَضَيْتَ طَوَافَكَ فَأْتِنَا، فَلَمَّا فَرَغَ أَتَى فَجَلَسَ فَقَالَ أَبُوْجَهْلٍ: يَاأَبَا الْفَضْلِ مَارُؤْيَا رَأَتْهَا عَاتِكَةُ؟ قَالَ: مَارَأَتْ مِنْ شَيْءٍ، قَالَ: بَلٰى، أَمَارَضِيْتُمْ يَابَنِي هَاشِمٍ بِكِذْبِ الرَّجُلِ حَتّٰى جِئْتُمُوْنَا بِكِذْبِ النِّسَاءِ، إِنَّاكُنَّاوَأَنْتُمْ كَفَرَسَي رِهَانٍ فَاسْتَبَقْنَا الْمَجْدَ مُنْذُحِيْنٍ فَلَمَّا حَاذَتِ الرَّكْبُ قُلْتُم مِنَّا نَبِيٌّ فَمَا بَقِيَ إِلَّاأَنْ تَقُوْلُوْا مِنَّا نَبِيَّةٌ لاأَعْلَمُ أَهْلَ بَيْتٍ أَكْذَبَ رَجُلاً وَلاامْرَأَةً مِنْكُمْ. وَقَالَ: زَعَمَتْ عَاتِكَةُ أَنَّ الرَّاكِبَ قَالَ اخْرُجُوْا فِي لَيْلَتَيْنِ أَوْثَلاثٍ، فَلَوْقَدْ مَضَتْ هٰذِهِ الثَّلاثُ تَبَيَّنَ لِقُرَيْشٍ كِذْبُكُمْ، وَكَتَبْنَا سِجْلاًثُمَّ عَلَقْنَاهُ بِالْكَعْبَةِ أَنَّكُمْ أَكْذَبُ بَيْتٍ فِي الْعَرَبِ، رَجُلاًوَامْرَأَةً أَمَا رَضِيْتُمْ يَا بَنِيْ قُصَيٍّ أَنَّكُمْ ذَهَبْتُمْ بِالْحِجَابَةِ وَالنَّدْوَةِ وَالسِّقَايَةِ وَاللِّوَاءِ حَتّٰى جِئْتُمُوْنَا بِنَبِيٍّ فَآذُوْهُ يَوْمَئِذٍ أَشَدَّ الْأَذَى، وَقَالَ لَهٗ عَبَّاسٌ: مَهْلايَا مُصَفِّرَ اسْتِهٖ، فَإِنَّ الْكَذِبَ فِيْكَ وَفِي أَهْلِ بَيْتِكَ، فَقَالَ مَنْ

اس کا دوست تھا اس سے خواب بیان کردی اور تاکید کی کہ کسی کو نہ بتائے۔ ولید نے اپنے باپ سے ذکر کیا۔ عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ سے بیان کیا اور یہ بات نشر ہوگئی یہاں تک کہ ابوجہل کو پہنچی۔

دوسرے دن عباس رضی اللہ عنہ طواف کر رہا تھا کہ ابوجہل چند افراد کے ساتھ آ نکلا اس نے آواز دی اے ابوالفضل! طواف پورا کر کے ہمارے پاس آ ؤ۔ جب وہ فارغ ہوا تو جا کر بیٹھا۔ ابوجہل نے کہا: ابوالفضل وہ خواب کیسا ہے جو عاتکہ نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں دیکھا ابوجہل نے کہا: بلکہ دیکھا ہے۔

اے بنو ہاشم: تم مرد جھوٹ کہہ کر راضی نہ ہوئے اور اب تم عورتوں کے جھوٹ لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ ہم اور تم شرط لگا کر دوڑنے والے دو گھوڑوں کے مثل تھے۔ پس ایک عرصہ تک مسابقت کی دوڑ جاری رہی یہاں تک کہ ہر دو سوار برابر چلنے لگے تو تم نے کہا: ہمارے درمیان نبی موجود ہے تو اب دوسری کوئی وجہ نہ رہی تھی اور صرف یہ بات باقی رہی ہے کہ تم کہو ہم میں سے نبیہ ہے۔

میرے علم میں ایسا کوئی گھر نہیں جس کے مرد اور عورتیں تم سے زیادہ جھوٹے ہوں۔ عاتکہ کا گمان ہے کہ سوار نے کہا ہے: دو یا تین راتوں میں نکل جاؤ۔ لہٰذا تین رات گزر جائیں گی تو قریش پر تمہارا جھوٹ واضح ہو جائے گا۔ اور ہم ایک تحریر لکھائیں گے اور اس کو کعبہ میں لٹکائیں گے اور اس میں لکھا ہو گا کہ تم بنو ہاشم مرد اور خواتین تمام عربوں میں سب سے زیادہ جھوٹ کہنے والے لوگ ہو۔

اے بنو قصی: تم اس پر مطمئن نہ ہوئے کہ حجابت، ندوہ، پانی پلانے اور جھنڈے کے منصب تم نے حاصل کیے۔ پھر تم

حَضَـرَ: يَـا أَبَا الْفَضْلِ مَاكُنْتَ بِجَاهِلٍ وَلاَ خَرَقٍ، وَنَالَ عَبَّاسٌ مِنْ عَاتِكَةَ أَذًى شَدِيْدًا فِيْـمَـا أَفْشَى مِنْ حَدِيْثِهَا، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلَةُ الثَّـالِثَةُ جَـاءَ هُـمُ الـرَّاكِبُ الَّذِى بَعَثَ أَبُوْ سُـفْيَـانَ ضَـمْـضَـمُ بْنُ عَمْرٍوالْغَفَّارُ فَقَالَ: يَـــاآلَ غَــدْرٍ، انْــفِــرُوْا فَـقَـدْخَــرَجَ مُـحَمَّدٌوَأَصْحَابُهُ يَتَعَرَّضُوْنَ لِأَبِىْ سُفْيَانَ، فَـفَزِعَتْ قُرَيْشٌ أَشَدَّ الْفَزَعِ، وَأَشْفَقُوْا مِنْ رُؤْيَـاعَـاتِـكَةَ، وَنَـفَـرُوْا عَـلَى كُلِّ صَعْبٍ وَذَلُـوْلٍ. (رواه الـطبـراني في الكبيربلين وإرسال.)

نبی ﷺ لے کر آ گئے تو آج اس کو شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔عباس نے کہا: ٹھہر جا، اے زردسرین والے! جھوٹ اور غلط بیانی تیرا اور تیرے خاندان کا شیوہ ہے۔ حاضرین نے کہا: اے ابوالفضل! تو غصیلہ آدمی تو نہیں ہے نہ بدکلام ہے۔ عباس کو عاتکہ نے بھی اپنی بات نشر کرنے پر ملامت کیا اور اس کو اذیت دی۔

جب تیسری رات آئی تو ابوسفیان کا قاصد ضمضم بن عمرو الغفاری سوار ہو کر آیا اور آواز دی اے غدارو! جلدی نکلو۔ محمد ﷺ اپنے اصحاب لے کر مدینہ سے چل پڑا ہے۔ وہ ابو سفیان کے قافلے کو پکڑے گا۔

اب قریش میں خوف پھیل ہو گیا اور عاتکہ کے خواب کا خطرہ بھی ڈرانے لگا اور ہر سختی اور کمزوری کے احساسات لے کر نکل کھڑے ہوئے۔'' (الکبیر، سند کمزور وروایت مرسل ہے)

٦٤٥٣ــ عَـنْ مُصْعَبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَغَيْرِهِ: أَنَّ عَاتِكَةَ قَالَتْ فِى صِدْقِ رُؤْيَاهَا بَعْدُ:

أَلَـمْ تَـكُـنِ الـرُّؤْيَــابِحَقٍّ وَيَـأْتِكُمْ
بِتَـــأْوِيْـلِهَـا فَـلَ مِنَ الْقَوْمِ هَارِبٌ
رَأَى فَـأَتَـاكُـمْ بِـالْيَـقِيْنِ الَّذِى رَأَى
بِعَيْنَيْهِ مَا تَفْرِى السُّيُوْفُ الْقَوَاضِبُ
فَـقُلْتُمْ وَلَـمْ أَكْذِبْ، كَذَبْتِ، وَإِنَّمَا
يُـكَـذِّبُـنِـي بِالصِّدْقِ مَنْ هُوَكَاذِبٌ

فِىْ أَبْيَاتٍ. (رواه الطبراني في الكبير، ٣٢) بلين

''مصعب بن عبداللہ وغیرہ کا بیان ہے کہ عاتکہ نے اپنے خواب کی سچائی کے متعلق بعد میں اشعار کہے: جن میں سے بعض یہ ہیں۔ کیا وہ خواب سچ نہ تھا جس کی تعبیر تمہارے سامنے آ چکی ہے۔قوم کے بھگوڑے کی رائے ناکارہ ثابت ہوئی، اور بالیقین تمہارے سامنے وہ چیز آ گئی جو اس نے دیکھی، اور دونوں آنکھوں کے سامنے کاٹنے والی تلواریں ٹکرائیں۔تم قتل کیے گئے اور نہ میں نے جھوٹ کہا اور نہ میری تکذیب کی گئی۔ سچ کہنے پر میری تکذیب وہ کرتا تھا جو خود بڑا جھوٹا تھا۔ یہ ان ابیات میں سے ہیں۔'' (الکبیر سند کمزور)

٦٤٥٤ــــ عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ قَالَ بَعَثَ

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بسیسہ نامی

(٦٤٥٣) طبرانی کبیر: ٣٢۔ وفیه ابن لهیعة وفیه ضعف وحدیثه حسن، وبقية رجاله ثقات، هیثمی: ٩٩٤٨.

(٦٤٥٤) مسلم: ١٩٠١۔ ابوداؤد: ٢٦٨١۔ احمد: ١١٩٩٠.

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُسَيْسَةَ عَيْنًا يَنْظُرُمَاصَنَعَتْ عِيْرُأَبِي سُفْيَانَ فَجَاءَ وَمَافِي الْبَيْتِ أَحَدٌغَيْرِي وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لاأَدْرِي مَا اسْتَثْنَى بَعْضَ نِسَائِهِ قَالَ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ لَنَاطَلَبَةً فَمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَلْيَرْكَبْ مَعَنَا فَجَعَلَ رِجَالٌ يَسْتَأْذِنُوْنَهُ فِي ظُهْرَانِهِمْ فِي عُلُوِّالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لاَإِلاَّمَنْ كَانَ ظَهْرُهُ حَاضِرًا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتّٰى سَبَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى بَدْرٍوَجَاءَ الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَيُقَدِّ مَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتّٰى أَكُوْنَ أَنَادُوْنَهُ فَدَنَاالْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَّامِ الأَنْصَارِيُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمٰوَاتُ وَالأَرْضُ قَالَ نَعَمْ قَالَ بَخٍّ بَخٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لاَوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلاَّرِجَاءَةَ أَنْ أَكُوْنَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْنِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ أَنَاحَيِيْتُ حَتّٰى آكُلَ تَمَرَاتِي هٰذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيْلَةٌ قَالَ فَرَمٰى بِمَاكَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ . (رواه مسلم، ۱۹۰۱)

آدمی کو جاسوس بنا کر روانہ کیا کہ وہ دیکھے کہ ابوسفیان کا قافلہ کیا کر رہا ہے؟ وہ واپس آیا تو گھر میں میرے اور آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں تھا۔ راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی کو مستثنیٰ کیا ہے یا نہیں اس نے آپ ﷺ کو خبر سنائی۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ہمیں ضرورت ہے کہ ان کا تعاقب کریں پس جس کی سواری موجود ہے وہ تیار ہو جائے، اور ہمارے ساتھ چلے۔ پس بعض لوگوں نے اجازت طلب کی کہ ان کی سواریاں مدینہ کے عالیہ مقام میں ہیں ہم وہ لے آئیں۔ فرمایا: نہیں صرف جن کی سواریاں حاضر ہیں وہ چلیں۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب مشرکین سے پہلے بدر میں جا اترے اور مشرکین بھی آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اجازت سے پہلے تم میں سے کوئی شخص کوئی کاروائی نہ کرے۔ مشرکین قریب آ گئے تو فرمایا: اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی زمین وآسمان کی مثل ہے۔

عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے؟ فرمایا: ہاں ...... اس نے کہا: بہت خوب، بہت خوب فرمایا: واہ واہ کرنے سے تیرا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بخدا! میرا مطلب یہ ہے کہ میں بھی اہل جنت میں سے بن جاؤں۔ فرمایا: تو اہل جنت میں سے ہے۔ اس نے اپنے تھیلے سے چند کھجوریں نکالیں اور کھانے لگا، پھر کہا: اگر یہ کھجور کھانے تک میں زندہ رہا تو یہ طویل زندگی ہوگی۔ چنانچہ اس کے پاس جو کھجوریں تھیں پھینک دیں، پھر کفار سے لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔'' (مسلم)

شــرح: ......۱۔اس میں دلیل ہے کہ کافر قیدی کو مارنے میں جب کچھ فوائد حاصل ہونے کی امید ہو تو اسے مارنا جائز ہے۔

۲۔یہ بھی ثابت ہوا جب دورانِ نماز کوئی معاملہ پیش آ جائے تو نماز میں تخفیف کرنا مستحب ہے۔

اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کفار کی ناکامی پہلے خواب میں بتا دی گئی تھی، مگر دشمنی نے انہیں اندھا کر رکھا تھا، یہ انجام بد دیکھ نہ سکے۔ (عون المعبود: ۳/۱۰)

۳۔ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ حالت جنگ میں دشمن کی اطلاعات حاصل کرنے کے لیے جاسوس بھیجنا جائز ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جذبہ اطاعت شعاری بہت تھا۔ اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر بہت زیادہ یقین تھا۔ (عون المعبود: ۲/۳۴۳)

٦٤٥٥ـــ عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَـدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَمَّاكَانَ يَوْمُ بَـدْرٍ نَـظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَـى الْمُشْرِكِيْنَ وَهُـمْ أَلْفٌ وَأَصْـحَـابُهُ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْقِبْلَةَ ثُمَّ مَـدَّيَـدَيْهِ فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ اللّٰهُمَّ أَنْجِزْلِي مَـا وَعَدْتَنِي اللّٰهُمَّ آتِ مَاوَعَدْتَنِي اللّٰهُمَّ إِنْ تُهْـلِكْ هٰـذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ لاَ تُـعْبَـدُ فِي الأَرْضِ فَمَازَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ مَادًّا يَـدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَـنْـكِبَيْـهِ فَـأَتَـاهُ أَبُوْبَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَ هُ فَأَلْقَاهُ عَـلٰـى مَـنْـكِبَيْـهِ ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ وَقَالَ يَـانَبِيَّ الـلّٰـهِ كَـفَـاكَ مُنَا شَدَتُكَ رَبَّكَ فَإِنَّهُ سَيُـنْـجِزُلَكَ مَاوَعَدَكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِذْ تَسْتَـغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بدر کے دن نبی کریم ﷺ نے مشرکین کو دیکھا تو وہ تعداد میں ہزار اور آپ ﷺ کے اصحاب کی تعداد تین سو انیس تھی۔ پس آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ پھیرا پھر دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے پروردگار سے دعائیں مانگنے لگے۔ اے اللہ! مجھ سے اپنا وعدہ پورا کر دے۔ اے اللہ! مجھے وہ چیز عطا کر جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ اے اللہ! اگر تو نے یہ جماعت ہلاک کر دی جو اہل اسلام ہیں تو پھر زمین پر تیری خالص عبادت نہ ہوگی۔ پس آپ ﷺ ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے کندھوں سے چادر گر گئی۔ پس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے شانوں پر ڈال دی۔ پھر پشت سے چمٹ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا اپنے رب کو پکارنا کافی ہو چکا وہ آپ ﷺ سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا پس اللہ نے یہ آیت نازل کی۔ (جب تم اپنے رب سے مدد طلب کرتے تھے تو اللہ نے تمہاری

(٦٤٥٥) مسلم: ١٧٦٣ـ ترمذی: ٣٠٨١ـ ابوداؤد: ٢٦٩٠ـ احمد: ٢٢١.

مُـمِـدُّكُـمْ بِـأَلْفٍ مِـنَ الْمَلاَئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ﴾
فَــأَمَـدَّهُ الـلّٰـهُ بِـالْمَلاَئِكَةِ قَـالَ أَبُوْزُمَيْلٍ
فَـحَـدَّثَـنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ
الْـمُسْـلِـمِيْـنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّفِي أَثْرِرَجُلٍ مِنَ
الْـمُشْـرِكِيْنَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ
فَـوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ أَقْدِمْ حَيْزُوْمُ
فَنَظَرَإِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ فَخَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ
إِلَيْـهِ فَـإِذَا هُـوَقَـدْخُـطِـمَ أَنْفُهُ وَشَقَّ وَجْهُهُ
كَـضَـرْبَةِالسَّوْطِ فَاخْضَرَّذٰلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ
الأَنْـصَـارِيُّ فَحَدَّثَ بِذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
فَـقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِالسَّمَاءِ الثَّالِثَةِ
فَـقَتَـلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَأَسَرُوْا سَبْعِيْنَ قَالَ
أَبُـوْزُمَيْـلٍ قَــالَ ابْـنُ عَبَّـاسٍ فَلَمَّـا أَسَرُوا
الأُسَـارَى قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لأَبِـي بَكْرٍ
وَعُـمَـرَمَـاتَرَوْنَ فِي هٰؤُلاَءِ الأُسَارَى فَقَالَ
أَبُـوبَـكْرٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هُمْ بَنُو الْعَمِّ وَالْعَشِيْرَةِ
أَرَى أَنْ تَـأْخُـذَ مِـنْهُـمْ فِدْيَةً فَتَكُوْنُ لَنَاقُوَّةً
عَـلَـى الْـكُـفَّــارِ فَـعَسَى اللّٰـهُ أَنْ يَهْدِيَهُمْ
لِـلإِسْلاَمِ فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَـا تَرَى يَا
ابْـنَ الْـخَطَّابِ قُلْتُ لاَوَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ
مَـاأَرَى الَّـذِي رَأَى أَبُـوْبَكْرٍوَلٰكِنِّي أَرَى أَنْ
تُـمَـكِّـنَّافَنَضْرِبَ أَعْنَاقَهُمْ فَتُمَكِّنُ عَلِيًّا مِنْ
عَـقِيْـلٍ فَيَـضْـرِبَ عُنُقَهُ وَتُمَكِّنِّي مِنْ فُلاَنَ
نَسِيْبًـا لِـعُمَرَفَأَضْرِبُ عُنُقَهُ فَإِنَّ هٰؤُلاَءِ أَئِمَّةَ
الْـكُـفْـرِوَصَنَادِيْدُهَا فَهَوِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

پکار قبول کی میں تمہارے پاس ایک ہزار فرشتوں کی فوج روانہ کرتا ہوں وہ ردیف ہوں گے) پس اللہ نے فرشتوں کی امداد روانہ کی۔ ابوزمیل نے کہا: ہم سے سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ اتفاقاً ایک مسلمان نے ایک مشرک کا تعاقب کیا تو اس نے کوڑا مارنے کی آواز سنی اور اوپر سے ایک سوار کہتا ہے: اے حیزوم! آگے بڑھ، مشرک کو دیکھا تو وہ گرا پڑا تھا، اور دیکھا کہ اس کی ناک توڑی گئی ہے اور چہرہ پھٹ چکا ہے۔ جیسا کوڑا مارا گیا ہوتا ہے اور سارا بدن سبز ہو چکا ہے۔

انصاری نے آکر نبی اکرم ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے صحیح کہا ہے وہ تیسرے آسمان کی امداد کی کاروائی ہے۔ پس اس دن ستر کفار قتل کیے اور ستر قید کیے گئے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب مشرکین قیدی بنائے گئے تو آپ ﷺ نے ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: ان قیدیوں کے بارے میں تم کیا رائے دیتے ہو؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ چچاؤں کے بیٹے ہیں اور برادری کے لوگ ہیں۔ میری رائے ہے کہ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے، ہمیں کفار پر قوت حاصل ہو گی، اور قریب ہے کہ اللہ انہیں ہدایت دیدے، اور وہ اسلام قبول کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ تیری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: بخدا! میری یہ رائے نہیں بلکہ میری رائے ہے کہ آپ ﷺ حکم دیں اور ہم ان لوگوں کی گردن اڑادیں عقیل کو علی قتل کریں۔ اور مجھے اس فلاں کے قتل کرنے کا حکم دیں جو عمر رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار ہے۔ میں اس کی گردن ماردوں یہ لوگ کفر کے سردار اور امام ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کیا، اور میری رائے ترک کر دی۔

مَاقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَلَمْ يَهْوَمَا قُلْتُ فَلَمَّاكَانَ مِنَ الْغَدِجِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ قَاعِدَيْنِ يَبْكِيَان قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَبْكِي أَنْتَ وَصَاحِبُكَ فَإِنْ وَجَدْتُ بُكَاءً بَكَيْتُ وَإِنْ لَمْ أَجِدْبُكَاءً تَبَاكَيْتُ لِبُكَائِكُمَافَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْكِي لِلَّذِيْ عَرَضَ عَلَي أَصْحَابُكَ مِنْ أَخْذِهِمُ الْفِدَاءَ لَقَدْعُرِضَ عَلَيَّ عَذَابُهُمْ أَدْنَى مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ شَجَرَةٍ قَرِيْبَةٍ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿مَاكَانَ لِنَبِيِّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ أَسْرَى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَكُلُوْا مِمَّاغَنِمْتُمْ حَلالًا طَيِّبًا﴾ فَأَحَلَّ اللّٰهُ الْغَنِيْمَةَ لَهُمْ .
(رواه مسلم، ۱۷۶۳)

اگلا دن آیا تو میں حاضر ہوا، اور دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی بتاؤ کہ آپ ﷺ اور آپ کا رفیق کیوں روتے ہو تا کہ میں روسکوں تو روؤں ورنہ آپ کے رونے کی وجہ سے بتکلف رونے والا بن جاؤں۔ فرمایا: اس وجہ سے روتا ہوں کہ تیرے رفقا نے فدیہ لینے کا مشورہ دیا ہے اس کی وجہ سے ان کا عذاب اب مجھے اس قریبی درخت سے بھی زیادہ نزدیک دیکھا گیا ہے۔ اور اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔ (نہیں جائز نبی کے لیے کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ زمین پر خون بہا دے) ...... تا (پس کھاؤ اس چیز سے جو غنیمت ہاتھ آئے حلال اور پاک) پس اللہ نے ان کے لیے غنیمت حلال کر دی۔" (مسلم)

شرح: ...... اس سے ایک تو یہ بھی ثابت ہوا دعا میں قبلہ رخ ہونا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور بلند آواز سے دعا کرنا جائز ہے۔

اور جو یہ کہا ہے کہ اگر یہ جماعت ہلاک ہوئی تو تیری عبادت نہ ہوگی، اس کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں، اگر میں اور میرے یہ ساتھی نہ رہے تو نبی تو کوئی آئے گا نہیں جو دعوت ایمان دے سکے، مشرکوں نے تو پھر غیر اللہ کی عبادت میں ہی لگے رہنا ہے، مقصد یہ تھا کہ زمین میں اس شریعت کے مطابق عبادت کرنے والا باقی نہ رہے گا۔

آپ ﷺ سے دو لشکروں میں سے ایک کا وعدہ تھا یا تو وہ ابوسفیان والا قافلہ ملتا یا ابوجہل والے لشکر سے مڈبھیڑ ہوتی، مگر وہ قافلہ تو بچ کر نکل گیا اب ابوجہل کے لشکر سے لڑنے کے لیے ان ایمانداروں کے دل مضبوط کر دیئے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اب بس کیجیے! اللہ وعدہ پورا کرنے والا ہے، اس سے کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے بڑھ کر اپنے رب پر اعتماد تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا اپنے ساتھیوں پر شفقت کا اظہار کرتے ہوئے کر رہے تھے اور ان کے دلوں کی مضبوطی کی خاطر کر رہے تھے۔ یہ پہلا اہم معرکہ تھا جس میں آپ حاضر تھے اس لیے توجہ الی اللہ کرتے ہوئے اور

پوری طرح گڑگڑا کر دعا کی تھی، تاکہ ایمانداروں کے دلوں میں سکون ہو کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے آپ مستجاب الدعوات ہیں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بات کہی کہ اتنی مناجات کافی ہے۔ تو آپ ﷺ رک گئے اور جان لیا کہ ان کی دلی قوت اور اطمینان بتا رہے ہیں کہ میری دعا قبول ہوگی۔

اور اس میں ایک ہزار فرشتوں کے اترنے کا ذکر ہے، دوسری روایات میں کئی ہزار کا ذکر ہے، تو ان میں مطابقت یہ ہے کہ پہلے ایک ہزار نازل کیے پھر تین ہزار اس کے بعد اور نازل کیے کل تعداد پانچ ہزار ہوئی۔

اور یہ بھی ثابت ہوا اس جنگ بدر میں فرشتوں نے باقاعدہ جنگ میں دستی حصہ لیا اور یہ بھی ثابت ہوا جنگی قیدیوں کا فدیہ لینا بھی جائز تھا اس لیے عذاب ٹل گیا، اگر یہ جائز نہ ہوتا تو دردناک عذاب آ جاتا، یہ وہی آیت ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق نازل ہوئی ہے۔ (جائزۃ الاحوذی: ۴/ ۲۳۶)

اب جنگی قیدیوں کا حکم یہی ہے کہ امام وقت ویسے ہی معاف کر دے، اگر حالات تقاضا کریں انہیں قتل کروا دے، اگر حالات کا تقاضا ہو تو فدیہ لے کر چھوڑ دے۔

٦٤٥٦۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْـنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الأَسْـوَدِ مَشْهَـدًا لأَنْ أَكُـوْنَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَـيَّ مِمَّاعُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو عَـلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لانَقُوْلُ كَمَاقَالَ قَوْمُ مُوْسَى ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلا﴾ وَلٰكِنَّا نُـقَـاتِـلُ عَـنْ يَـمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَـدَيْكَ وَخَـلْـفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ يَعْنِي قَوْلَهُ. (رواه البخاري، ٣٩٥٢)

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مقداد بن اسود کا مقام دیکھا اگر وہ کام میں انجام دیتا تو ہر عدل سے مجھے زیادہ محبوب ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اس وقت آیا جب آپ ﷺ بدر کے دن مشرکین کے خلاف دعا میں مصروف تھے۔ پس اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم وہ بات ہرگز نہیں کہیں گے جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم یہاں ہی بیٹھنے والے ہیں۔ مگر ہم تو لڑیں گے آپ ﷺ کے دائیں، بائیں۔ آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کی پشت پر تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک اٹھا۔'' (بخاری)

شــــرح: ...... یہ الفاظ ایمان افروز حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہے تھے، اور اسی قسم کے ایمان افزا تاثرات کا اظہار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا، انہوں نے یہ کہا تھا، اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں برک الغماد کے سمندر تک بھی لے کر چلیں گے تو ہم ساتھ چلیں گے، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ کا چہرہ چمک اٹھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۸۸)

(٦٤٥٦) بخاری: ٣٩٥٢۔ احمد: ٤٣٦٣.

٦٤٥٧ــ عَنِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ. (رواه البخاري، ٣٩٩٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام ہیں انہوں نے اپنے گھوڑے کا سر پکڑا ہوا ہے، اور جنگ کا اسلحہ اس پر موجود ہے۔''

٦٤٥٨ــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَفِي قُبَّةٍ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَفِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ﴾. (رواه البخاري، ٢٩١٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ میں دعا مانگ رہے تھے اے اللہ! میں تجھے تیرے وعدے کی قسم دیتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے...... الخ۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: بس کریں آپ نے اپنے رب سے دعا کرنے میں کافی گریہ زاری کی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ خیمے سے باہر آئے اور آپ ﷺ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: (عنقریب شکست کھا کر کفار کی جماعت پیٹھ پھیر جائے گی بلکہ قیامت ان کے وعدہ کا وقت ہے اور قیامت بہت خوفناک اور بہت کڑوی ہے)۔'' (بخاری)

٦٤٥٩ــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍفِي ثَلاَثِ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَفَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَّاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ فَانْقَلَبُوْا حِيْنَ انْقَلَبُوْا وَمَامِنْهُمْ رَجُلٌ إِلاَّوَقَدْرَجَعَ بِجَمَلٍ أَوْجَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا. (رواه أبوداود، ٢٧٤٧)

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھ بدر کے دن تین سو پندرہ مرد تھے۔ جب بدر پہنچے تو دعا کی یا اللہ! یہ پیادہ ہیں ان کو سواری عطا کر۔ یا اللہ! یہ بدن سے ننگے ہیں ان کو لباس عطا کر۔ یا اللہ! یہ بھوکے ہیں ان کو پیٹ بھر کر کھانا عطا کر۔ پس اللہ نے ان کو بدر کے دن فتح دی۔ اور ان میں سے ہر آدمی ایک یا دو اونٹ لے کر واپس آیا ان کو لباس بھی ملا اور پیٹ بھر کر کھانا بھی کھایا۔'' (ابوداؤد)

شرح: ......ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو ہلکا سا نیند کا جھٹکا آیا، پھر آپ بیدار ہوئے تو فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ! خوش ہو جاؤ، اللہ کی مدد آن پہنچی یہ جبریل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام تھامے آرہے ہیں۔ ایک روایت میں ہے

(٦٤٥٧) بخاری: ٣٩٩٥.

(٦٤٥٨) بخاری: ٢٩١٥۔ احمد: ٣٠٣٤.

(٦٤٥٩) ابوداود: ٢٧٤٧۔ حسن (البانی): ٢٣٨٦.

کہ جبریل علیہ السلام جنگ سے فراغت کے بعد آئے سرخ گھوڑے پر سوار تھے، گھوڑے کی گردن کے بال باندھے ہوئے تھے اور خود زرہ پہنے ہوئے تھے۔ غبار الود تھے، آئے اور کہا: اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور حکم دیا ہے میں اس وقت تک آپ کے ساتھ ہی رہوں جب تک آپ راضی نہ ہو جائیں، کیا راضی ہوا، فرمایا: ہاں، میں راضی ہوں۔

یہ بھی آتا ہے، میکائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی دائیں جانب تھے اور اسرافیل علیہ السلام بائیں جانب تھے اور جبریل علیہ السلام ان دونوں کے درمیان تھے اور فرشتوں نے باقاعدہ دستی لڑائی کی تھی۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام تو ان سب کو ایک پَر مار کر ہلاک کر سکتے تھے، اس طرح میدان بدر میں ان کے لڑنے میں کیا حکمت ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جہاد سرگرمی اصل میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اختیار کیے ہوئے تھے اور فرشتوں کو ان کی مدد کے لیے مقرر فرما دیا تا کہ ظاہری اسباب یہی نظر آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور نیک بندوں سے یہ کام لیا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (فتح الباری: ۷/۳۱۳)

(۲) اس میں نبی اکرم ﷺ کی دعا کا ثمر بتایا گیا ہے کہ ننگے پاؤں اور بے لباس جانے والے، لباس اور جوتے لے کر آئے اور ساتھ ہی مال غنیمت میں سے اونٹ حاصل کیے، ایک یا دو اس لیے کہا ہے کہ مال غنیمت میں سے برابر حصہ ملتا ہے، اس لیے سب ایک جتنی تعداد میں اونٹ لے کر آئے زیادہ حصہ بطور انعام ملتا ہے، اس میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

٦٤٦٠ـ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهْرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلاثَ مِائَةٍ. (رواه البخاري، ٣٩٥٨)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اصحاب محمد ﷺ آپس میں کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد اصحابِ طالوت کی تعداد کے موافق تھی جو اس کے ساتھ دریا سے گذرے تھے اور دریا سے وہی شخص گذرا تھا جو مومن تھا وہ تین سو دس سے چند زائد تھے۔'' (بخاری)

٦٤٦١ـ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلَى سِتِّيْنَ وَالأَنْصَارُ نَيِّفًا وَأَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ. (رواه البخاري، ٣٩٥٦)

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اور سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ہماری عمر کم ہونے کی وجہ سے غزوہ بدر کے دن شامل نہ کیا گیا اور مہاجرین ساٹھ سے کچھ اوپر تھے، اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے کچھ اوپر تھی۔'' (بخاری)

(٦٤٦٠) بخاری: ٣٩٥٨ـ ترمذی: ١٥٩٨ـ ابن ماجه: ٢٨٢٨ـ احمد: ١٨١٥٩.

(٦٤٦١) بخاری: ٣٩٥٦ـ ترمذی: ١٥٩٨ـ ابن ماجه: ٢٨٢٨ـ احمد: ١٨١٥٩.

شرح: ......غزوۂ بدر میں شریک مسلمانوں کی تعداد (۳۱۳) یا (۳۱۷) ہے جن میں (۸۲) یا (۸۳) یا (۸۶) مہاجر تھے، اور بقیہ انصار تھے، اور پھر انصار میں سے (۶۱) آدمی قبیلہ اوس تھے اور (۱۷۰) قبیلہ خزرج سے تھے۔ (الرحیق ص ۲۸۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تعداد میں کمی بیشی میں کوئی تضاد نہیں، کچھ آدمی پہلے نہ تھے، جب مردم شماری ہوئی بعد میں آئے، دوبارہ ہوئی تو وہ شمار ہوگئے۔ اور بعض میں کم بیان ہوئی ہے، وجہ یہ ہے کہ آٹھ افراد ایسے تھے جو شریک جنگ نہ تھے، مگر انہیں مال غنیمت میں شریک کیا گیا اور انہیں بدری شمار کیا جاتا ہے، انہیں نکال کر بدری لوگوں کی تعداد ۳۰۶ تقریباً رہ جاتی ہے۔ لہٰذا چند افراد کی تعداد کی کمی بیشی سے پریشان نہ ہوں۔

اور اصحاب طالوت کی تعداد کا موازنہ ہوا ہے ان کا نام طالوت بن قیس ہے، یہ بنیامین علیہ السلام کی نسل سے تھے، کہتے ہیں: یہ ماچھی تھے۔ یا رنگساز تھے، ان کا قصہ سورت البقرہ دوسرے پارہ کے آخری رکوع میں بیان کیا گیا ہے، جس نہر سے یہ گزرتے تھے، وہ ہزاردن ہے، جالوت ایک بہت ہی جابر بادشاہ تھا، اس کے مقابلہ میں جاتا تھا، طالوت نے کہا، جو جالوت کو قتل کرے گا میں اسے بادشاہی بھی دوں گا اور بیٹی کا رشتہ بھی، تو داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا تو طالوت نے وعدہ پورا کیا تو ان کی عظمت اور شان وقدر بنواسرائیل میں بہت بڑھ گئی، پوری فرمانروائی مل گئی، بعد میں طالوت کی نیت بدل گئی انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا، مگر وہ قدرت نہ پاسکا، پھر توبہ کی اور حکومت سے بے دخل ہوکر یہ اور اس کے بیٹے اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے گئے، سب باپ اور بیٹے اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے تعداد میں اور ایمانی استعداد میں اصحاب طالوت اور میدانِ بدر والوں میں بہت زیادہ مماثلت ہے۔ (فتح الباری: ۲۹۲/۷)

٦٤٦٢ــــ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍإِذَا أَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِي كَثَرُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ. (رواه البخاري، ٣٩٨٥)

''سیدنا ابواسید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب بدر کے دن ہم قریش کے بالمقابل صف آراء ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کفار سامنے آئیں تو ان پر تیر مارو، اور اپنے نیزے بچا کر رکھو۔''

٦٤٦٣ــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَارْمُوْهُمْ بِالنَّبْلِ وَلاَ تَسُلُّوْا السُّيُوْفَ حَتّٰى يَغْشَوْكُمْ. (رواه أبوداود، ٢٦٦٤)

''ایک روایت میں ہے: ان کو تیر مارو اور تلوار نہ نکالو یہاں تک کہ وہ تمہارے قریب آجائیں۔'' (ابوداؤ)

شرح: ......ان کا مطلب یہ ہے کہ جب دشمن کی فوج اتنی دور ہو کہ تمہارے انداز کے مطابق وہاں تیر پھینکیں بھی تو ضائع جائیں گے دشمن تک نہ پہنچ پائیں گے تو پھر تیر نہ پھینکو، جب دشمن ایسی حالت پر آجائے کہ جس میں تمہارے تیر

(٦٤٦٢) بکاری: ٣٩٨٥۔ ابوداؤد: ٢٦٦٤۔ احمد: ١٥٦٣٠.

(٦٤٦٣) ابوداود: ٢٦٦٤۔ ضعیف، (البانی) ٥٦٩۔ بخاری: ٣٩٨٥۔ احمد: ١٥٦٣٠.

اندازہ ہے کہ پہنچ جائیں گے تو پھر تیراندازی سے کام لو۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۰۶)

٦٤٦٤ــــ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ صَدِيقًا لأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلَى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لأُمَيَّةَ انْظُرْلِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهِ قَرِيْبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَاأَبَا صَفْوَانَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ فَقَالَ هٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ جَهْلٍ أَلاَ أَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُوْنَهُمْ وَتُعِيْنُوْنَهُمْ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلاَ أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هٰذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيْقَكَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ لاَ تَرْفَعْ صَوْتَكَ يَاسَعْدُ عَلَى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ أَهْلِ الْوَادِي فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا عَنْكَ يَاأُمَيَّةُ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ بِمَكَّةَ قَالَ لاَأَدْرِي فَفَزِعَ لِذٰلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا شَدِيْدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلَى أَهْلِهِ قَالَ يَاأُمَّ صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِي سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا اَخْبَرَهُمْ أَنَّهُم قَاتِلِيَّ

''سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے دوست تھے۔ امیہ جب مدینہ سے گذرتا تو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرتا تھا۔ اور سعد جب مکہ جاتا تو امیہ کے ہاں ٹھہرتا۔ سعد رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے مکہ گیا تو امیہ کے پاس جا کر ٹھہرا اور کہا: کوئی خالی وقت تجویز کرنا کہ میں طواف کروں۔ پس نصف دن کے قریب امیہ کو ساتھ لے کر گیا تو ان کی ابو جہل سے ملاقات ہوگئی۔ ابو جہل نے کہا: اے امیہ! تیرے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟ کہا: یہ سعد ہے۔ ابو جہل نے کہا: کیا میں دیکھتا نہیں کہ تو مکہ میں امن کے ساتھ طواف کر رہا ہے اور تم نے صابی (بے دین) لوگوں کو اپنے ہاں ٹھہرایا ہے۔ اور تمہارا گمان ہے کہ تم ان کی مدد اور اعانت کرو گے۔ اللہ کی قسم! اگر تو ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتا تو سلامت بچ کر اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا: اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف سے منع کیا تو میں تجھے اس چیز سے روک دوں گا جو تیرے لیے بہت سخت ہوگی اور مدینہ کے راستے سے گذرنا مشکل ہوگا۔ امیہ نے کہا: اے سعد! اپنی آواز بلند نہ کرو۔ ابو الحکم علاقے کا سردار ہے۔ سعد نے کہا: تو مجھ سے دور ہو جا۔ اے امیہ! اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ اس نے کہا: مکہ میں؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ تو امیہ اس خبر سے خوف زدہ ہوا اور گھر میں آیا تو کہا: اے ام صفوان! تو نے سنا جو کچھ مجھے سعد نے کہا ہے؟ عورت نے کہا: سعد تجھے کیا کہتے ہیں؟ کہا: وہ گمان کرتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو خبر دی ہے کہ وہ مجھے قتل کرنے والے ہیں۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ وہ مجھے مکہ میں قتل کریں گے، تو وہ کہتا ہے میں یہ نہیں جانتا۔ اور امیہ نے قسم کھائی کہ وہ مکہ سے باہر نہیں جائے گا۔

فَقُلْتُ لَهُ بِمَكَّةَ قَالَ لَا اَدْرِى قَالَ أُمَيَّةُ وَاللّٰهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ اَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ يَخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ إِنَّكَ مَتَى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَاَنْتَ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِى تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ اَبُوْجَهْلٍ حَتّٰى قَالَ اَمَّا إِذْغَلَبْتَنِى فَوَاللّٰهِ لَاَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِى فَقَالَتْ لَهُ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِىُّ قَالَ لَامَاأُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا يَنْزِلُ إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِبَدْرٍ. (رواه البخاری، ٣٩٥٠)

٦٤٦٥ــ وللبزاربرِجَالِ الصَّحِيْحِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كَانَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ صَدِيْقًا لِسَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ فَإِذَا قَدِمَ عُتْبَةُ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍوَإِذَا قَدِمَ سَعْدٌ مَكَّةَ نَزَلَ عَلَى عُتْبَةَ بِمِثْلِ الْحَدِيْثِ الْمُتَقَدَّمِ فِي جَمِيْعِ فُصُوْلِهِ، وَلَامُخَالِفَةَ بَيْنَهُمَا إِلَّاأَنَّ صَدِيْقَ سَعْدٍ فِي الاَوَّلِ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَفِي هٰذَا عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. (للبزار، ١٧٥٨)

جب بدر کا دن آیا تو ابوجہل نے لوگوں کو نکلنے کا حکم دیا۔ اور کہا: لوگو! اپنے تجارتی قافلے کو بچاؤ۔ امیہ نے مکہ سے باہر جانا نا پسند کیا تو ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہا: اے ابوصفوان! جب لوگ تجھے پیچھے رہتے ہوئے دیکھیں گے، اور تو وادی کا سردار ہے تو لوگ تیرے ساتھ بیٹھ جائیں گے، اور وہ اسی طرح ترغیب دیتا رہا اور بالآخر امیہ نے کہا: جب تو میرے اوپر غالب آ گیا ہے تو میں مکہ کا سب سے زیادہ اچھا اونٹ خریدتا ہوں۔ پھر امیہ نے کہا: اے ام صفوان! میرا سامان سفر تیار کر دے۔ اس نے کہا: اے ابوصفوان! کیا تم وہ بات بھول چکے ہو جو تمہیں یثربی بھائی نے کہی تھی؟ اس نے کہا: قسم اللہ کی! میں نہیں بھولا اور میں زیادہ دور تک ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا جب وہ نکل کھڑا ہوا تو تقدیر کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ وہ ہر منزل پر اپنا اونٹ واپسی کے لیے گھٹنا باندھ کر تیار رکھتا اور اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کر دیا۔'' (بخاری)

''بزار رحمہ اللہ نے صحیح کے رجال سے سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے اس نے کہا: عتبہ بن ربیعہ دوست تھا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا۔ جب وہ مدینہ میں آتا تو سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرتا اور جب سعد مکہ جاتا تو عتبہ کے پاس ٹھہرتا تھا۔ دیگر تمام امور میں یہ روایت پچھلی حدیث کی ہی مثل ہے۔ البتہ اول روایت میں سعد کا دوست امیہ بن خلف بتایا گیا ہے۔ اور اس روایت میں عتبہ بن ربیعہ کا ذکر ہے۔'' واللہ اعلم

(٦٤٦٤) بخاری: ٣٩٥٠۔ احمد: ٢٧٨٤.

(٦٤٦٥) بزار: ١٧٥٨۔ ورجالہ رجال الصحیح، قال الھیثمی لابن مسعود حدیث فی الصحیح فی نزول سعد علی امیة بن خلف وھذا فیه، انه نزل علی عتبة بن ربیعة فا الله اعلم: ٩٩٤٩.

٦٤٦٦ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِي فِي صَاغِيَتِي بِمَكَّةَ وَأَحْفَظُهُ فِي صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمٰنَ قَالَ لَاأَعْرِفُ الرَّحْمٰنَ كَاتِبْنِي بِاسْمِكَ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَاتَبْتُهُ عَبْدَعَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لأَحْرِزَهُ حِيْنَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلَالٌ فَخَرَجَ حَتّٰى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ لَانَجَوْتُ إِنْ نَجَاأُمَيَّةُ فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيْقٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي آثَارِنَا فَلَمَّا خَشِيْتُ أَنْ يَلْحَقُوْنَا خَلَّفْتُ لَهُمْ ابْنَهُ لأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتّٰى يَتْبَعُوْنَا وَكَانَ رَجُلاً ثَقِيْلاً فَلَمَّا أَدْرَكُوْنَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ فَبَرَكَ فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لأَمْنَعَهُ فَتَخَلَّلُوْهُ بِالسُّيُوْفِ مِنْ تَحْتِي حَتّٰى قَتَلُوْهُ وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِيْنَا ذٰلِكَ الأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ.
(رواه البخاري، ٢٣٠١)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے امیہ بن خلف سے تحریری معاہدہ کیا کہ وہ میرا چھوٹا موٹا مفاد مکہ میں محفوظ رکھے گا۔ اور اس کا چھوٹا موٹا مفاد مدینہ میں محفوظ رکھوں گا۔ تو میں نے اپنا اسلامی نام عبدالرحمٰن تحریر میں لانا چاہا اور ''رحمٰن'' کا ذکر کیا تو اس نے کہا: میں تو ''رحمٰن'' کو نہیں جانتا تو اپنا وہی نام لکھ کر مجھے دیدے جو تیرا نام جاہلیت کے دور میں تھا تو میں نے عبدعمرو نام لکھ دیا۔ جب بدر کا دن آیا تو میں پہاڑی پر لے گیا تاکہ میں اس کو بچاؤں اور لوگ سوئے پڑے تھے۔ البتہ بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ لیا اور وہاں نکل کر بلال رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس میں گیا اور کہا: اے انصار کی جماعت! امیہ بن خلف کو بچایا جا رہا ہے میں نہ بچ سکوں گا اگر وہ بچ نکلا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت ہمارے تعقب میں نکل کھڑی ہوئی۔ جب مجھے ان کے پہنچنے کا خوف پیدا ہوا تو میں نے امیہ کے ایک بیٹے کو پیچھے گرا دیا تاکہ انصار اس کے ساتھ مصروف ہوں مگر وہ اس کو قتل کر کے ہمارے تعقب میں قریب آ گئے اور امیہ بھاری بدن کا آدمی تھا اور انصار مجاہدین ہمیں پہنچ آئے۔ میں نے امیہ سے کہا: تو بیٹھ جا وہ بیٹھا تو میں اس کے اوپر جھک گیا اور اپنا جسم اس پر جھکا لیا تاکہ اس کو بچا سکوں۔ پس لوگوں نے میرے نیچے اس کے خالی جسم پر تلوار مار کر ہلاک کر دیا۔ ان میں سے ایک کی تلوار میرے پاؤں پر پڑی۔ عبدالرحمٰن تلوار کا وہ زخم اپنے قدم کی پشت پر ہمیں دکھایا کرتے تھے۔'' (بخاری)

٦٤٦٧ـ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے امیہ بن خلف سے معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ جب بدر کا دن ہوا، پچھلی

(٦٤٦٦) بخاری: ٢٣٠١. (٦٤٦٧) بخاری: ٣٩٧١.

ابْـنِـهِ فَـقَـالَ بِلاَلٌ لاَنَـجَوْتُ إِنْ نَجَاأُمَيَّةُ .
(رواه البخاري، ٣٩٧١)

حدیث کی طرح ہی اس کے اور اس کے بیٹے کے قتل کا قصہ بیان کیا۔ نیز یہ بات بھی کہی کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: اگر امیہ بچ گیا تو میں نہ بچ سکوں گا۔'' (بخاری)

شـرح: ......ان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر وباہر معجزہ کا اظہار ہوا ہے۔ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قوت نفسی اور یقین واعتماد کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا بیت اللہ میں جا کر عمرہ ادا کرنا پرانے زمانہ سے آرہا ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حج کی تو نہیں عمرہ کی اجازت تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی عمرہ کر سکتے تھے۔ (فتح الباری: ۷/۲۸۴)

٦٤٦٨ــ عَـنْ عَبْـدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ بَيْـنَـاأَنَـاوَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍفَنَظَرْتُ عَـنْ يَـمِيْـنِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا أَنَابِغُلاَمَيْنِ مِـنَ الأَنْـصَـارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُـوْنَ بَيْـنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَـقَـالَ يَـاعَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَاجَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ مَـاحَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَاابْنَ أَخِي قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُـبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّـذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَـئِـنْ رَأَيْتُـهُ لاَيُـفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتّٰى يَـمُـوْتَ الأَعْـجَـلُ مِـنَّـــافَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ فَـغَـمَزَنِي الآخَرُفَقَالَ لِي مِثْلَهَا فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَـظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ قُلْتُ أَلاَإِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي فَـابْتَـدَرَاهُ بِسَيْفَيهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلاَهُ ثُمَّ انْـصَرَفَاإِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّـكُـمَـا قَتَلَهُ قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَاقَالاَلاَفَنَظَرَفِي السَّيْـفَيْنِ فَقَالَ كِلاَكُمَا قَتَلَهُ سَلَبُهُ لِمُعَاذِبْنِ

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن میں صف میں تھا میں نے اپنے دائیں، بائیں دیکھا تو میں انصار کے دو نو عمر لڑکوں کے درمیان کھڑا تھا۔ میں نے دل میں تمنا کی کہ میں معمر اور تجربہ کار مردوں کے درمیان ہوتا۔ پس ان میں سے ایک نے پوشیدہ طور پر سوال کیا اے چچا! کیا تو ابوجہل کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، میرے بھائی کے بیٹے تیرا اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میرا بدن اس کے بدن سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک ہم میں سے مر جائے۔ مجھے اس جوان کے ایمان وجرأت پر تعجب ہوا اور دوسری جانب کے جوان نے مجھے دبا کر اسی طرح کی بات پوچھی۔ تھوڑی ساعت بعد میں نے ابوجہل کو لوگوں میں پھرتے دیکھا تو ان دونوں سے کہا: دیکھو! وہ ہے تمہارا مطلوب جس کا تم پوچھ رہے تھے۔ پس ایک دوسرے سے پہل کر کے اپنی تلواروں سے اس کو مارا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑ کر گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کس نے اس کو قتل کیا؟ ان

(٦٤٦٨) بخاری: ٣١٤١۔ مسلم: ١٧٥٢۔ احمد: ١٦٧٦.

عَـمْـرِوبْـنِ الْـجَمُوْحِ وَكَانَامُعَاذَبْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَبْنَ عَمْرِوبْنِ الْجَمُوْحِ . (للبخاري، ٣١٤١)

میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔ فرمایا: تم نے اپنی تلواریں صاف کی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھیں اور فرمایا: تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے اور ابوجہل کا (سلب) سامان آپ ﷺ نے معاذ بن عمرو بن جموح کو دیا یہ دونوں نوجوان معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے۔'' (بخاری)

٦٤٦٩ــــ وَفِي رِوَايَةٍ: فَشَـدَّا عَـلَيْـهِ مِثْلَ الـصَّـقْرَيْنِ حَتّٰى ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَاءَ . (رواه البخاري، ٣٩٨٨)

''ایک روایت میں ہے کہ وہ دونوں باز کی مانند ابوجہل پر ٹوٹ پڑے، اور اس کو مار گرایا وہ دونوں عفراء نامی عورت کے بیٹے تھے۔'' (بخاری)

٦٤٧٠ــ عَنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يَنْظُرُمَاصَنَعَ أَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْـنُ مَسْـعُـوْدٍ فَـوَجَدَهُ قَدْضَرَبَهُ ابْنَاعَفْرَاءَ حَتّٰـى بَـرَدَقَـالَ أَأَنْـتَ أَبُـوْجَهْلٍ قَالَ فَأَخَذَ بِـلِـحْيَتِــهٖ قَـالَ وَهَـلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ أَوْرَجُلٌ قَتَلَهُ قَوْمُهُ . (للبخاري، ٣٩٦٣)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے دن آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیں کون دیکھ کر بتائے گا کہ ابوجہل کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ پس سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے۔ اس کی حالت یہ تھی کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے تلوار مار کر ٹھنڈا کر دیا تھا۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا: ابوجہل تو ہی ہے؟ اس نے کہا: ایک آدمی کی اس سے زیادہ سزا کیا ہوگی کہ تم نے اس کو قتل کر دیا ہے یا اس نے کہا کہ اس کو اس کی اپنی قوم نے قتل کر دیا ہے۔'' (بخاری)

٦٤٧١ــ وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ أَبُوْجَهْلٍ فَلَوْغَيْرُ أَكَّارٍقَتَلَنِيْ . (رواه البخاري، ٤٠٢٠)

''ایک روایت میں ہے: ابوجہل نے کہا: کاش! مجھے کاشت کاروں کے علاوہ کسی اور نے قتل کیا ہوتا۔'' (بخاری)

٦٤٧٢ـ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَرَرْتُ فَـإِذَا أَبُـوْجَهْـلٍ صَـرِيْعٌ قَدْضُرِبَتْ رِجْلُـهُ فَـقُـلْتُ يَاعَدُوَّاللّٰهِ يَاأَبَاجَهْلٍ قَدْأَخْزَى اللّٰهُ الأَخِـرَقَـالَ وَلاأَهَـابُهُ عِنْدَذٰلِكَ فَقَالَ أَبْعَدُ

''سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں گذر رہا تھا۔ دیکھا تو ابوجہل گرا پڑا تھا۔ اس کی ٹانگ زخمی تھی میں نے اسے کہا: اے اللہ کے دشمن، اے ابوجہل! تجھے اللہ نے رسوا کر دیا۔ اس وقت میں اس سے خوف نہیں کھاتا تھا۔ اس نے کہا: زیادہ دوری

(٦٤٦٩) بخاری: ٣٩٨٨۔ مسلم: ١٧٥٢۔ احمد: ١٦٧٦.
(٦٤٧٠) بخاری: ٣٩٦٣۔ مسلم: ١٨٠٠۔ احمد: ١٣٥٦٥.
(٦٤٧١) بخاری: ٤٠٢٠۔ مسلم: ١٨٠٠۔ احمد: ١٣٥٦٥.
(٦٤٧٢) ابوداود: ٢٧٠٩۔ صحیح البانی: ٢٣٥٧۔ احمد: ٤٢٣٤.

مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ فَضَرَبْتُهُ بِسَيْفٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا حَتّٰى سَقَطَ سَيْفُهُ مِنْ يَدِهِ فَضَرَبْتُهُ بِهِ حَتّٰى بَرَدَ. (رواه أبوداود، ٢٧٠٩)

ہے اس آدمی سے جس کو اس کی اپنی قوم نے قتل کردیا ہے۔تو میں نے اس پر تلوار ماری جو کارگر نہ ہوئی پھر اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی تو اس کے ساتھ میں نے اس کو قتل کردیا۔" (ابوداؤد)

٦٤٧٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: فَضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي فَلَمْ يُغْنِ شَيْئًا فَبَصَقَ إِلٰى وَجْهِي، وَقَالَ سَيْفُكَ كَهَامٌ خُذْ سَيْفِي فَاحْتَزَّ بِهِ رَأْسِي مِنْ عَرْشِي، فَأَجْهَزْتُ عَلَيْهِ فَنَفَلَنِي ﷺ سَيْفَهُ لَمَّا أَجْهَزْتُ عَلَيْهِ، وَكَانَ قَدْ أَثْخَنَ، وَكَانَ عُتْبَةُ قَدْ أَشَارَ عَلٰى أَبِي جَهْلٍ بِالْإِنْصِرَافِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو جَهْلٍ: قَدِانْتَفَخَ سِحْرُهُ مِنَ الْخَوْفِ، فَقَالَ لَهُ عُتْبَةُ سَيَعْلَمُ مُصْفِرَ اسْتِهِ أَيُّنَا انْتَفَخَ سِحْرُهُ. (رواه رزين)

"ایک روایت میں ہے: میں نے اس کو تلوار ماری اور کارگر نہ ہوئی تو ابوجہل نے میرے منہ کی طرف تھوک کر کہا: تیری تلوار کند ہے میری تلوار لے کر میرا سر گردن سمیت کاٹ۔ پس میں سر کاٹ کر لایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار مال غنیمت کے علاوہ بطور نفل مجھے عطا کر دی اس لیے کہ میں نے وہ حاصل کی تھی اور وہ خون آلود تھی۔

عتبہ نے ابوجہل کو جنگ کے بغیر واپس جانے کا مشورہ دیا تھا تو ابوجہل نے اس کو کہا تھا: ڈر کے مارے اس کا پھیپھڑا پھول چکا ہے۔اس نے جواب میں کہا تھا: زرد سرین والا عنقریب جان لے گا کہ ہم میں سے کس کا پھیپھڑا پھولا ہے۔"

شرح:......ان میں چند وضاحتوں کی ضرورت ہے: (۱) یہ ہے کہ ابوجہل کے قتل میں یہ آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کیا، اور یہ بھی آتا ہے معاذ اور معوذ نے کیا (رضی اللہ عنہما)۔ گذارش ہے کہ یہ سب اس فرعون کے قتل میں شریک تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے سخت زخمی کیا، اس کے ساتھ معوذ رضی اللہ عنہ نے بھی اسے زخمی کیا اور آخری سانسوں پر تھا تو اس کی چھاتی پر بیٹھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹ لی۔

(۲) وضاحت یہ ہے کہ مال سب صرف معاذ رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں دیا؟ اس بارے میں گذارش ہے کہ اصل جس کی ضرب کارگر ثابت ہوئی وہ معاذ رضی اللہ عنہ تھے اس لیے مال سب ان کا حق تھا، اور دل دہی کے لیے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابوجہل کی تلوار دے دی اور معوذ رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ اسی معرکہ بدر میں شہید ہوگئے تھے، اور مال سلب لینے والے باقی صرف معاذ رضی اللہ عنہ ہی رہ گئے تھے۔

(۳) یہ وضاحت ہے کہ عفراء کے بیٹے معوذ تھے، معاذ نہ تھے، معاذ، عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے، انہیں صرف تغلیباً عفراء کا بیٹا کہا گیا ہے، وگرنہ نسب علیحدہ علیحدہ ہیں۔

ان سے یہ بھی ثابت ہوا ایک کافر کے قتل میں جب زیادہ مسلمان شریک ہوں تو جس کی ضرب زیادہ کاری اور

(٦٤٧٣) رزين.

خونریزی ہوگی وہ مال سلب کا مستحق ہوگا اور مال سلب کا مستحق ہونے کے لیے قرینہ یا نشانی کا ہونا ضروری ہے اسے تب دیا جائے گا۔

یہ بھی ثابت ہوا مال سلب لینے سے مسلمان کے جہاد کے ثواب میں کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ یہ اس کافر کے خلاف پیش قدمی، اور عمدہ کارکردگی کا صلہ ہے اور اس کی جوانمردی کی داد ہے اور اللہ کی راہ میں ثابت قدمی پر اس کی حوصلہ افزائی ہے۔ (تفہیم الاسلام: ۲/ ۵۷۶۔۵۷۷)

٦٤٧٤۔ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِبْنِ الْعَاصِ وَهُوَمُدَجَّجٌ لاَيُرَى مِنْهُ إِلاَّ عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنَى أَبُوْذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَاأَبُوْذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَقَالَ لَقَدْوَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدُأَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِانْثَنَى طَرَفَاهَاقَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّاقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُوْبَكْرٍفَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُوْبَكْرٍسَأَلَهَاإِيَّاهُ عُمَرُفَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّاقُبِضَ عُمَرُأَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّاقُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَآلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِفَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى قُتِلَ. (رواه البخاري، ٣٩٩٨)

''سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے دن میرا مقابلہ عبیدہ بن سعید بن العاص سے ہوا وہ زرہ پہنے تھا، اور اس کی آنکھوں کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ ظاہر نہیں تھا۔ اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی۔ اس نے کہا: میں ابوذات الکرش ہوں۔ تو میں نے اس کی آنکھ میں برچھی ماردی اور وہ مرگیا۔ میں نے برچھی نکالنا چاہی تو اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر بڑی مشکل سے برچھی نکالی۔ اس کے ہر دو اطراف دوہرے ہو گئے۔ عروہ نے کہا: زبیر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ طلب کی تو اس نے آپ ﷺ کو دیدی۔ جب آپ ﷺ فوت ہوئے تو پھر واپس لے لی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے طلب کی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیدی۔ وہ فوت ہوئے تو پھر واپس لے لی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے طلب کی تو ان کو دیدی اور عمر فوت ہوئے تو پھر واپس لے لی۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کی تو ان کو دیدی اور وہ قتل ہوئے تو آل علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گی۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے طلب کی اور اس کی زندگی میں اس کے پاس رہی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔'' (بخاری)

شرح:......(۱) ایک تو یہ ثابت ہوا عبیدہ بن سعید بن عاص بدری ہیں۔

(۲) یہ نیزہ جس سے کافر ختم ہوا وہ ایک یادگار حیثیت اختیار کر گیا، اس طرح جنگی ہتھیار یادگار رکھنا جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/۳۱۴)

(٦٤٧٤) بخاری: ٣٩٩٨.

٦٤٧٥ــ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ تَقَدَّمَ يَعْنِي عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوْهُ فَنَادٰى مَنْ يُبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَهُ شُبَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ لَاحَاجَةَ لَنَافِيْكُمْ إِنَّمَا أَرَدْنَابَنِي عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ يَاحَمْزَةُ قُمْ يَاعَلِيُّ قُمْ يَاعُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلَى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ وَاخْتَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍمِنْهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ مِلْنَاعَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَاعُبَيْدَةَ. (رواه أبوداود، ٢٦٦٥)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بدر کے دن عتبہ بن ربیعہ، مبازرت کے لیے نکلا تو اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی چلے آئے اور آواز دی مقابلہ کون کرے گا؟ تو انصار کے نوجوان مقابلے میں نکلے۔ اس نے کہا: تم کون لوگ ہو؟ تو انہوں نے خبر دی۔ اس نے کہا: تم سے لڑنے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے چچا زادوں سے لڑنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمزہ رضی اللہ عنہ تم اٹھو، علی رضی اللہ عنہ تم اٹھو، عبیدہ بن حارث تم اٹھو۔ پس حمزہ رضی اللہ عنہ تو عتبہ کی طرف بڑھا اور میں شیبہ کی طرف گیا۔ عبیدہ رضی اللہ عنہ ولید کی طرف گیا اور دونوں نے اپنی تلواریں چلائیں اور ایک دوسرے کو خون آلود کر دیا۔ پھر ہم ولید پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اٹھا لائے۔'' (ابوداؤد)

شـــرح: ...... دادِ شجاعت دینے کے لیے دو فریق جب میدان میں مقابلہ آرائی کریں تو یہ مبارزہ ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ کفار کے خلاف جہاد میں مبارزہ کرنا جائز ہے۔ (عون المعبود: ۳/ ۲)

٦٤٧٦ــ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَيَوْمَ بَدْرٍبِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاًمِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْافِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍخَبِيْثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَعَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّاكَانَ بِبَدْرٍالْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَبِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّعَلَيْهَا رَحْلُهَاثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّالِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتّٰى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَافُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَافُلَانُ بْنُ فُلَانٍ

''سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب بدر کا دن تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور چوبیس سردارانِ قریش کو بدر کے گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں ڈال دیا، وہ ناپاک لوگ ناپاک جگہ میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ جب کسی قوم پر فتح پاتے تو ان کے میدان میں تین دن ٹھہرتے۔ جب بدر میں تیسرا دن آیا تو آپ ﷺ نے اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیدیا۔ پھر آپ ﷺ گئے اور آپ ﷺ کے اصحاب بھی پیچھے گئے یہاں تک کہ اس گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو گئے، اور ان مقتولوں میں سے ہر ایک کو ان کے اور ان کے باپ کے نام سے آواز دی۔ فرمایا: تمہیں اس بات سے خوشی ہوئی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی

(٦٤٧٥) ابوداود: ٢٦٦٥۔ صحیح البانی: ٢٣٢١۔ احمد: ٩٥١.

(٦٤٧٦) بخاری: ٣٩٧٦۔ مسلم: ٢٨٧٥۔ ترمذی: ١٥٥١۔ نسائی: ٢٠٧٥۔ ابوداؤد: ٢٦٩٥۔ احمد: ١٥٩٢٠۔ دارمی: ٢٤٥٩.

أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَاوَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَاوَعَدَرَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍلَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍبِيَدِهِ مَاأَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَاأَقُوْلُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتّٰى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهٗ تَوْبِيْخًاوَتَصْغِيْرًا وَنَقِيْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا .
(رواه البخاري، ٣٩٧٦)

اطاعت کرتے۔ پس ہم نے اپنے رب کا وعدہ حق پایا۔ تو کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے؟
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ ایسے اجسام سے کلام کیسے کرتے ہیں جن میں روح موجود نہیں ہے؟ فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری بات ان لوگوں سے زیادہ تم نہیں سنتے۔
قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: ان کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی گفتگو سنانے کے لیے انھیں زندہ کر دیا تھا۔ اور انہوں نے آپ ﷺ کا قول سنا، مقصد زجر و توبیخ تذلیل، سزا، افسوس اور ندامت میں ڈالنا تھا۔'' (بخاری)

٦٤٧٧ــــ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ قَتْلَى بَدْرٍثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَاأَبَاجَهْلِ بْنَ هِشَامِ يَاأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ يَاعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ يَاشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ أَلَيْسَ قَدْوَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّافَإِنِّيْ قَدْوَجَدْتُ مَاوَعَدَنِيْ رَبِّي حَقًّا فَسَمِعَ عُمَرُقَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَسْمَعُوْا وَأَنَّى يُجِيْبُوْا وَقَدْجَيَّفُوْا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَاأَنْتُم بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَايَقْدِرُوْنَ أَنْ يُجِيْبُوْا ثُمَّ أَمَرَبِهِمْ فَسُحِبُوْا فَأُلْقُوْافِي قَلِيْبِ بَدْرٍ .
(رواه مسلم، ٢٨٧٥)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: تین دن تک نبی ﷺ نے بدر کے مقتولوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اور تیسرے دن ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام، اے امیہ بن خلف، اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ۔ باقی بات پچھلی حدیث کی طرح ہی ہے پھر ان کے دفنانے کا حکم دیا اور ان کو بدر کے ایک گڑھے میں کھینچ کر ڈال دیا گیا۔'' (مسلم)

شرح: ......(۱) نبی اکرم ﷺ غلبہ کے بعد اس قوم کے میدان میں تین دن آرام کرتے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مسافر اتنے میں آرام کر لیتا ہے۔

(٦٤٧٧) مسلم: ٢٨٧٥_ ترمذی: ١٥٥١_ نسائی: ٢٠٧٥_ ابوداود: ٢٦٩٥_ احمد: ١٥٩٢٠.

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ان پر قوت کا مظاہرہ کرتے تھے کہ ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں اگر ہمت ہے تو دشمن آ جائے۔ (جائزۃ الاحوذی:۳/ ۵۷)

(۲) اس سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے کنوئیں میں گرا کر کافروں کو مخاطب کیا تھا، اگر وہ سنتے نہ تھے تو پھر انہیں مخاطب کرنے کا کیا فائدہ اور قرآن پاک میں یہ آتا ہے، آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا معجزہ بیان ہوا ہے کہ وہ مردہ ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی زجر وتوبیخ سن رہے تھے۔ یہ سنانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا، آیت کہہ رہی ہے آپ نہیں سنا سکتے، حدیث بھی یہی کہہ رہی ہے آپ نے نہیں سنایا آپ کی بات سنانے کے لیے اللہ نے انہیں زندہ کیا، کوئی تضاد نہیں۔

اس سے یہ دلیل بھی لی جاتی ہے کہ میت سے سوال اس کے بدن اور روح سمیت ہوتا ہے، ویسے بھی معجزہ کو عام حالات پر چسپاں نہیں کیا جاتا، یہ معجزہ ہے۔ قانون یہی ہے مُردے نہیں سنتے۔ (فتح الباری: ۷/۳۰۴)

٦٤٧٨ـــ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أُسَارٰى بَدْرٍ لَوْكَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ. (رواه البخاري، ٤١٣٩)

''سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے جو جو لوگ قیدی بنائے تو فرمایا: اگر مطعم بن عدی آج زندہ ہوتا اور ان بدترین قیدیوں کے بارے میں میرے ساتھ کلام کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو چھوڑ دیتا۔'' (بخاری)

٦٤٧٩ـــ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ جِبْرَائِيْلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ خَيِّرْهُمْ يَعْنِيْ أَصْحَابَكَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ الْقَتْلَ أَوِالْفِدَاءَ عَلَى أَنْ يُقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلاً مِثْلُهُمْ قَالُوْا الْفِدَاءَ وَيُقْتَلُ مِنَّا. (رواه الترمذي، ١٥٦٧)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق اپنے اصحاب کو اختیار دے دو کہ یا وہ قتل کر دیں یا فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔ اور فدیہ لیں گے تو اتنے افراد آئندہ سال ان میں سے قتل کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا: ہم فدیہ اختیار کرتے ہیں اور ہمیں قتل کر دیا جائے۔'' (ترمذی)

شــرح: ......(۱) جنگ بدر میں کافر ستر قتل ہوئے تھے، اتنی تعداد میں ہی جنگ احد میں مسلمان شہید ہوئے، تو یہ جبریل علیہ السلام والی بات درست نکلی اس کی تائید قرآن پاک بھی کرتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿اَوَ لَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ﴾

(اٰل عمران: ١٦٥)

(٦٤٧٨) بخاری: ٣١٣٩۔ ابوداؤد: ٢٦٨٩۔ احمد: ٢٧٥٤٦.

(٦٤٧٩) ترمذی: ١٥٦٧۔ صحیح (البانی) ١٢٦٢.

''اور جب تمہیں مصیبت پہنچی ہے، تو تم نے اس کی دو مثل پہنچائی تھی، تم نے کہا: یہ کہاں سے آئی؟ کہہ دو! یہ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قتل کی بجائے فدیہ اس لیے قبول کیا تھا کہ چلو ہمارا جانی نقصان ہوتا ہے تو کوئی حرج نہیں، شاید یہ قیدی مسلمان ہو جائیں اور آئندہ سال ہم درجہ شہادت پائیں گے۔ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ قیدی ان کے رشتہ دار بھی تھے انہیں ان سے شفقت تھی اس وجہ سے تکلیف کے باوجود ان کی فدیہ کے عوض رہائی پر رضا مند ہو گئے۔

ایک الجھن سی باقی ہے اس کا حل ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗٓ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ (الانفال: ٦٧)

''کسی نبی کے لائق نہیں کہ اس کے قیدی ہوں وہ انہیں رہا کرے حتیٰ کہ وہ ان کا زمین میں خون بہائے۔''

اعتراض یہ ہے کہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینا ایک قابل سرزنش معاملہ تھا، اگر یہ اختیار والا معاملہ ہوتا تو پھر یہ سرزنش کرنے کی آسمان سے کیا ضرورت تھی کہ تمہیں دردناک عذاب پہنچتا جو تم نے فدیہ لیا ہے اور اختیار کی صورت میں ستر آدمیوں کی شہادت کا عوض لینا قرآن کے خلاف ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ آیت اور ستر آدمیوں کی شہادت والی اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ پہلے قرآن نے عام اجازت دی تھی کہ فدیہ لے کر چھوڑنا بھی چونکہ ایک شق جائز تھی اس کی وجہ سے فدیہ لینے کے باوجود عذاب نہیں آیا۔ بعد میں فدیہ لینے کی صورت میں بذریعہ وحی حدیث اس کو ستر آدمیوں کی آئندہ سال شہادت کے ساتھ پابند کر دیا گیا، الحمدللہ! آیت اور حدیث ہذا میں کوئی مشکل نہ رہی۔ (جائزۃ الاحوذی: ٣/ ٨١)

(٢) کافر ویسے وجود کے لحاظ سے نجس نہیں ہوتا عقائد اور غلط اعمال کی وجہ سے بدبودار قرار دیا گیا ہے۔

مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قریش کے رئیس آدمی تھے، یہ بدر سے تقریباً سات ماہ پہلے فوت ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کی سفارش کے قبول کرنے کا عندیہ اور نظریہ اس لیے دیا تھا کہ انہوں نے باوجود اسلام نہ لانے کے دو اہم ترین کارنامے سرانجام دیئے تھے، جو کہ آپ ﷺ پر احسان بنتا ہے، آپ ﷺ اس احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے انہیں یاد فرما رہے تھے۔

ان میں پہلا مقام یہ تھا کہ جب آپ ﷺ طائف والوں کو دعوت دینے گئے تو انہوں نے بہت بے رخی کا مظاہرہ کیا، اب آپ کے سر پر ایک خوف منڈلا رہا تھا کہ مکہ کے قریش اب واپس جاؤں گا تو اور سرکشی کریں گے تو اس وقت مطعم بن عدی نے اور ان کے بیٹوں نے اسلحہ لہرا کر کہا: محمد ﷺ ہماری امان میں بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں، ابوجہل جیسے کینہ پرور انسان کو بھی کہنا پڑا مطعم! جیسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔

دوسرا مقام یہ تھا کہ قریش نے آپ ﷺ سے بائیکاٹ کی دستاویز تیار کی تھی اور غار میں بند کر دیا تھا، گھاٹی میں

آپ تین سال تک رہے، اس ظالمانہ دستاویز کو توڑنے میں چار آدمیوں نے حصہ لیا، ان میں ایک یہ مطعم بھی تھے، ان دو کاموں کی وجہ سے آپ نے مطعم کو یہ اعزاز بخشنے کا اظہار فرمایا تھا۔

ان احادیث سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ اگر کافر بھی محسن ہو تو اس کے احسان کا بدلہ دینا بہتر طرز عمل ہے، اور جو محسن مسلمان ہو وہ تو بہت زیادہ مستحق ہے اور اچھے کام میں سفارش کرنا اور پھر اس سفارش کو قبول کرنا مسنون طریقہ ہے۔ اور جنگی قیدیوں کے بارے میں فیصلہ کن بات درج ذیل ہے۔

(۱) امام وقت اگر مناسب سمجھے تو قیدیوں کو قتل کر دے۔

(۲) اگر مناسب تصور کرے تو انہیں لونڈی یا غلام بنا لے۔

(۳) ان قیدیوں کو فدیہ کے عوض واپس کر دے یا قیدیوں کا تبادلہ کرے۔

(۴) یا انہیں بغیر قیدیوں کے عوض یا بغیر فدیہ لیے چھوڑ دے۔

ان چار باتوں میں سے جو بات مسلمانوں کے لیے زیادہ بہتر اور نفع بخش ہو امیر اسے اختیار کرے۔

(تفہیم الاسلام: ۲/ ۶۸۳، ۶۸۴)

٦٤٨٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَلَهُ مِنَ النَّفْلِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَتَقَدَّمَ الْفِتْيَانُ وَلَزِمَ الْمَشِيْخَةُ الرَّايَاتِ فَلَمْ يَبْرَحُوْهَا فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَالَ الْمَشِيْخَةُ كُنَّا رِدْءًا لَكُمْ لَوِ انْهَزَمْتُمْ لَفِئْتُمْ إِلَيْنَا فَلَا تَذْهَبُوْا بِالْمَغْنَمِ وَنَبْقٰى فَأَبَى الْفِتْيَانُ وَقَالُوْا جَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَارِهُوْنَ﴾ يَقُوْلُ فَكَانَ ذٰلِكَ خَيْرًا لَهُمْ فَكَذٰلِكَ أَيْضًا فَأَطِيْعُوْنِيْ فَإِنِّيْ أَعْلَمُ بِعَاقِبَةِ هٰذَا مِنْكُمْ. (رواه أبوداود، ٢٧٣٧)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: جس نے اس طرح اور اس طرح کیا تو اسے غنیمت سے زائد بطور نفل اتنا اور اتنا دیا جائے گیا۔ جوان طبقہ آگے بڑھا اور عمر رسیدہ لوگ پیچھے جھنڈے لے کر کھڑے ہو گئے اور اس سے جدا نہ ہوئے۔ جب اللہ نے ان کو فتح دی اور کفار کو مغلوب کر دیا تو عمر رسیدہ صحابہ نے کہا: ہم تمہاری پشت پر تھے اگر تم شکست کھاتے تو ہمارے پاس آ کر پناہ پکڑتے پس مال غنیمت تم ہمارے بغیر نہیں لے سکتے۔ لیکن جوانوں نے انکار کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت ہمارے لیے مخصوص کردی ہے۔ پس اللہ نے یہ آیات نازل کیں۔ (تم سے مالِ غنیمت کے بارے میں سوال کرتے ہیں......تا......لکارھون) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ یہ تمھارے لیے بہتر تھا چنانچہ اسی طرح تمھارے لیے یہ بھی بہتر ہے کہ تم میری پیروی کرو کیونکہ تم سے زیادہ اس کا انجام کار مجھے معلوم ہے۔''

(٦٤٨٠) ابوداود: ٢٧٣٧

شــــرح: ......دراصل واقعہ بدر میں مسلمانوں کو دو دفعہ ناپسندیدہ صورت پیش آئی۔ (۱) کراہت اس وقت ہوئی جب مال غنیمت ان میں برابر تقسیم ہوا۔ یہ نوجوان تھے، جنہوں نے اس پر اظہارِ ناپسندیدگی کیا، یہ ایک طبعی بات تھی اور ان کا خیال تھا کہ شیوخ تو پیچھے رہ گئے ہیں، لڑائی براہ راست ہم نے کی ہے انہیں مال غنیمت دینا یہ پسند نہ کرتے تھے۔

(۲) کراہت تھی جو انہیں قریش سے لڑنا پڑا، اس میں ان کا عذر یہ تھا کہ ہم تو مدینہ سے ابوسفیان کے قافلہ کے لیے آئے تھے تاکہ مال غنیمت حاصل ہو، قریش کے ساتھ ہم لڑنے کی تیاری میں نہ تھے۔

بہرصورت یہ ثابت ہوا کہ ان کا بدر میں نکلنا بہتر رہا، کامیابی بھی ہوئی، اللہ کی نصرت وحمایت بھی ہوئی، اسی طرح مال غنیمت کو مشائخ اور نوجوانوں کے درمیان مال غنیمت بھی برابر تقسیم کرنا بہتر ہے اور جیسے نبی اکرم ﷺ مناسب تصور کریں اسے زائد دیں تو اس میں آپ ﷺ کی اطاعت ہی بہتر ہے، لہٰذا تم رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرو۔ ان نوجوانوں اور بزرگوں کا جھگڑا ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مال تقسیم کرنا رسول اکرم ﷺ کے سپرد کر دیا۔

(عون المعبود:۳/ ۳۰)

٦٤٨١ـــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِيَوْمَ بَدْرٍوَهُوَالَّذِي رَأَى فِيْهِ الرُّؤْيَايَوْمَ أُحُدٍ. (رواه الترمذي، ١٥٦١)

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے زائد از حصہ نفلی طور پر بدر کے دن مالِ غنیمت سے اپنی وہ تلوار مخصوص کی تھی جس کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ اور احد کے دن اسی کے متعلق خواب دیکھا تھا۔''

٦٤٨٢ـــ عَنْ عَبْدِاللّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍقَالَ لَمَّاكَانَ يَوْمَ بَدْرٍوَجِيءَ بِالأُسَارَى قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَقُوْلُوْنَ فِي هٰؤُلاَءِ الأُسَارَى فَذَكَرَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةً طَوِيْلَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَيَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌإِلَّابِفِدَاءٍ أَوْضَرْبِ عُنُقٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍفَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّاسُهَيْلَ ابْنَ بَيْضَاءَ فَإِنِّي قَدْسَمِعْتُهُ يَذْكُرُالْإِسْلامَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَمَارَأَيْتُنِي فِي

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب بدر کا دن تھا اور قیدی لائے گئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ان قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ پھر اس نے حدیث میں طویل قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کوئی بھی فدیہ ادا کرنے کے بغیر نہ جائے یا اس کی گردن اتار دی جائے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے سہیل بن بیضاء کو میں نے اسلام کا ذکر کرتے سنا ہے۔ پس آپ ﷺ خاموش ہو گئے تو میں نے اس دن جیسا اپنے اوپر کوئی خوف نہیں دیکھا کہ میرے اوپر شائد آسمان سے

(٦٤٨١) ترمذی: ١٥٦١۔ حسن الاسناد، (البانی) ١٢٦٦۔ ابن ماجہ: ٢٨٠٨۔ احمد: ٢٤٤١.

(٦٤٨٢) ترمذی: ٣٠٨٤۔ ضعیف (البانی) : ٥٩٨۔ احمد: ٣٦٢٥.

يَوْمٍ أَخْوَفَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ مِنِّي فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ قَالَ حَتّٰى قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا سُهَيْلَ ابْنَ الْبَيْضَاءِ قَالَ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِقَوْلِ عُمَرَ ﴿مَاكَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُوْنَ لَهٗ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ﴾ إِلَى آخِرِ الآيَاتِ. (رواه الترمذي، ٣٠٨٤)

پتھر آن پڑے گا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سہیل بن بیضاء اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اور عمر کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ (نہیں جائز نبی کے لیے کہ اس کے پاس قیدی ہوں) تا آخر آیات۔'' (ترمذی)

٦٤٨٣ــــ وَمِنْ تِلْكَ الْقِصَّةِ عِنْدَ أَحْمَدَ وَالْكَبِيْرِ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمَّاكَانَ يَوْمُ بَدْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاتَقُوْلُوْنَ فِي هٰؤُلاَءِ الأَسْرَى؟ قَالَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمُكَ وَأَهْلُكَ اسْتَبْقِهِمْ وَاسْتَأْنِ بِهِمْ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ قَالَ وَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْرَجُوْكَ وَكَذَّبُوْكَ قَرِّبْهُمْ فَاضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ قَالَ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ انْظُرْ وَادِيًا كَثِيْرَ الْحَطَبِ فَأَدْخِلْهُمْ فِيْهِ ثُمَّ أَضْرِمْ عَلَيْهِمْ نَارًا قَالَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ قَطَعْتَ رَحِمَكَ قَالَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِمْ شَيْئًا قَالَ فَقَالَ نَاسٌ يَأْخُذُ بِقَوْلِ أَبِيْ بَكْرٍ وَقَالَ نَاسٌ يَأْخُذُ بِقَوْلِ عُمَرَ وَقَالَ نَاسٌ يَأْخُذُ بِقَوْلِ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ قَالَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُلِيْنُ قُلُوْبَ رِجَالٍ فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَلْيَنَ مِنَ اللَّبَنِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيَشُدُّ قُلُوْبَ رِجَالٍ فِيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ أَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ

''مسند احمد اور الکبیر میں بھی یہ قصہ مذکور ہے، جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ کی قوم ہے اور آپ ﷺ کے اہل ہیں ان سے فدیہ لے لیں ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان پر رجوع فرمائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان لوگوں نے آپ ﷺ کو نکالا اور آپ ﷺ کی تکذیب کی ہے اگر ہم ان کی گردن مار دیں تو بہتر ہے۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لکڑیوں کی وادی میں ان کو داخل کر کے آگ لگا دو۔ آپ ﷺ اندر گئے اور پھر باہر تشریف لائے پھر فرمایا: اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تیری مثال نرمی میں ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے۔ انہوں نے کہا: (پس جس نے میری پیروی کی وہ میرے ساتھ ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اے اللہ! تو بخشنے والا مہربان ہے) اور عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہے (اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تحقیق تو غالب حکمت والا ہے) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تیری مثال نوح علیہ السلام کی مثل ہے۔ انھوں نے کہا تھا: (اے میرے رب نہ چھوڑ زمین پر کافروں میں سے ایک گھر) اور مثل موسیٰ علیہ السلام کے ہے (اے اللہ ان کے دل سخت کر دے تا کہ یہ ایمان نہ

(٦٤٨٣) احمد: ٣٦٢٥ـ ترمذی: ١٧١٤.

وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا أَبَابَكْرٍ كَمَثَلِ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام قَالَ ﴿مَنْ تَبِعَنِيْ فَإِنَّهُ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ وَمَثَلَكَ يَا أَبَابَكْرٍ كَمَثَلِ عِيْسَى قَالَ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ وَإِنَّ مَثَلَكَ يَاعُمَرُ كَمَثَلِ نُوْحٍ قَالَ ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا﴾ وَإِنَّ مَثَلَكَ يَا عُمَرُ كَمَثَلِ مُوْسَى قَالَ رَبِّ ﴿اشْدُدْ عَلَى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ﴾ أَنْتُمْ عَالَةٌ فَلَا يَنْفَلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْضَرْبَةِ عُنُقٍ. (رواه أحمد، ٣٦٢٥)

لائیں یہاں تک کہ دیکھیں دردناک عذاب)تم مفلس ہوان میں سے کوئی تمہارے ہاتھ سے نہ نکل سکے جب تک فدیہ ادا نہ کرے یا اس کی گردن ماری جائے۔'' (احمد)

شرح:......(۱) قیدیوں کے بارے میں وضاحت اوپر تحریر ہو چکی ہے۔

(۲) یہ تلوار چونکہ ہڈی توڑ دیتی تھی اس لیے اسے ذوالفقار کہا گیا ہے، یہ مال غنیمت سے زائد بطور انعام دی تھی۔ احد کے دن اسی تلوار کو آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا تھا کہ درمیان سے ٹوٹ گئی ہے، پھر اسے دوبارہ حرکت دی ہے تو اچھی حالت میں لوٹ آئی ہے۔ یہ ادھر اشارہ تھا جو احد میں نقصان ہوا تھا، پھر مسلمان سنبھل گئے تھے۔

(جائزۃ الاحوذی:۳/۷۶)

٦٤٨٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَعَلَ فِدَاءَ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعَ مِائَةٍ. (رواه أبوداود، ٢٦٩١)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے بدر کے دن اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو مقرر کیا تھا۔'' (ابوداود)

٦٤٨٥۔ عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهُ فَقَالَ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا. (رواه البخاري، ٢٥٣٧)

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: انصار کے چند آدمی آئے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ ہم اپنی بہن کے بیٹے عباس سے فدیہ لینا ترک کرتے ہیں۔ فرمایا: اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔'' (البخاری)

(٦٤٨٤) ابوداود: ٢٦٩١۔ صحيح (البانی) دون الاربعة.

(٦٤٨٥) بخاری: ٢٥٣٧.

شــرح: ......اصل یہ ہے کہ انصار اور قریش کے درمیان نسبی رشتہ نہ تھا۔ یہ انصار نے مجازی طور پر کہا کہ حضرت عباس کا فدیہ ہم دیتے ہیں اگر یہ کہتے کہ آپ کے چچا کا فدیہ ہم دیتے ہیں تو پھر نبی ﷺ پر احسان ہو جاتا، وہ یہ بھانجے والی نسبت کر کے نبی ﷺ کے احسان مند ہونا چاہتے تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انصار میں قوت ذکا اور گفتگو میں حسن ادب کتنا زیادہ موجود تھا، آپ ﷺ نے یہ بات قبول نہ کی تھی تا کہ یہ شبہہ نہ ہو کہ آپ ﷺ دین میں اپنی طرف داری کرتے ہیں۔ (فتح الباری: ۵/ ۱۶۸)

٦٤٨٦ــ عَـنْ عَـائِشَةَ قَالَتْ لَمَّابَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ بَعَثَتْ زَيْنَبُ فِي فِدَاءِ أَبِـي الْـعَـاصِ بِـمَـالٍ وَبَـعَثَتْ فِيْهِ بِقِلادَةٍ لَهَاكَانَتْ عِنْدَخَدِيْجَةَ أَدْخَلَتْهَابِهَاعَلَى أَبِي الْعَاصِ قَالَتْ فَلَمَّارَآهَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهَـا رِقَّةً شَـدِيْـدَةً وَقَالَ إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوْا لَهَـا أَسِيْـرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَافَقَالُوْا نَـعَـمْ وَكَـانَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ أَخَـذَ عَلَيْـهِ أَوْوَعَـدَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ وَبَعَثَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْـدَبْنَ حَارِثَةَ وَرَجُلاًمِنَ الأَنْـصَـارِفَـقَـالَ كُـوْنَـابِبَـطْنِ يَأْجَجَ حَتّٰى تَـمُـرَّبِكُمَازَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَاحَتّٰى تَأْتِيَابِهَا. (رواه أبوداود، ٢٦٩٢)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے کا مال ارسال کیا تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاوند ابو العاص کے فدیے میں وہ ہار بھیجا جو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اور زینب کے گلے میں ڈال کر زینب کو ابو العاص کے گھر رخصت کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہو گئی اور فرمایا: اگر تمہاری رائے ہو تو زینب رضی اللہ عنہا کا قیدی بھی رہا کر دو اور اس کا یہ ہار بھی واپس کر و تو صحابہ نے کہا: ہاں مناسب ہے۔ اور ابوالعاص سے آپ ﷺ نے یہ عہد لیا کہ زینب رضی اللہ عنہا کو آنے دے اور اس کا راستہ نہ روکے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری آدمی کو روانہ کیا کہ تم یاجج کی وادی میں جا ٹھہرو اور جب زینب رضی اللہ عنہا تمہارے پاس سے گذرے تو ساتھ لے آؤ۔'' (ابوداؤد)

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو العاص تھے، جب ان کی شادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوئی تو رخصتی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو ایک ہار دیا، آج وہی ہار سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کا فدیہ دینے کے لیے بھیجا تو نبی ﷺ کو بیٹی کی غربت اور وحدت دیکھ کر چونکہ وہ مکہ میں تھیں اور وفادار اہلیہ کی یاد آئی کہ یہ ہار کبھی ان کے گلے کی زینت ہوا کرتا تھا، ان کی وہ ہمنشینی کے لمحات یاد آئے تو آپ ﷺ پر ان دونوں وجوہ کی بناء پر رقت طاری ہو گئی تو آپ نے اسے واپس کرنے کا کہ جو صحابہ نے قبول کر لیا اور ابو عاص جب رہا ہو کر مدینہ سے مکہ گئے تو وعدہ کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ روانہ کر دیا۔

(٦٤٨٦) ابوداؤد: ٢٦٩٢ـ حسن (البانی) ٢٣٤١ـ احمد: ٣٥٨٣٠.

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کہ ایک تو ابو عاص کو خصوصی طور پر بغیر فدیہ رہا کیا گیا اور یہ بھی ثابت ہوا عورت سخت ضرورت کے تحت غیر ذی محرم کے ساتھ باہر جا سکتی ہے، یہ اس وقت ہے جب اس کے بغیر اور کوئی طریقہ نہ ہو، چھوٹی موٹی مجبوری نہ ہو۔ (عون المعبود: ۱۴/۳)

٦٤٨٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّافَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَدْرٍقِيْلَ لَهٗ عَلَيْكَ الْعِيْرَ لَيْسَ دُوْنَهَا شَيْءٌ قَالَ فَنَادَاهُ الْعَبَّاسُ وَهُوَفِي وَثَاقِهٖ لاَ يَصْلُحُ وَقَالَ لأَنَّ اللّٰهَ وَعَدَكَ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَقَدْأَعْطَاكَ مَاوَعَدَكَ قَالَ صَدَقْتَ. (رواه الترمذي، ٣٠٨٠)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ ﷺ بدر کے معرکہ سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ قافلے کا تعاقب کرو اس کے پیچھے اب کوئی چیز نہیں ہے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے قید کے اندر سے آپ ﷺ کو آواز دی کہ یہ تیرے لیے بہتر نہ ہوگا، اس لیے کہ اللہ نے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور اللہ نے آپ ﷺ سے وعدہ پورا کر دیا ہے۔ فرمایا: تو درست کہتا ہے۔'' (ترمذی)

٦٤٨٨ـ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَابَكْرٍ رضي الله عنه تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ بَكْرٍ فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْبَكْرٍ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِي قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثٰى كُفَّارَقُرَيْشٍ.

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ
مِنَ الشِّيْزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ
مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
تُحَيِّيْنَا السَّلاَمَةَ أُمُّ بَكْرٍ
وَهَلْ لِي بَعْدَ قَوْمِي مِنْ سَلاَمِ
يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنَحْيَا
وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ
(رواه البخاري، ٣٩٢١)

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے عقد کیا تھا جو بنو کلب کی تھی اور اس کو ام بکر کہا جاتا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت اس کو طلاق دیدی تو اس کے ساتھ اس کے چچا کے بیٹے نے نکاح کیا جو کہ شاعر تھا اور اس نے یہ قصیدہ کہا ہے جس میں وہ کفار قریش کا مرثیہ کہتا ہے۔ اس کا نام ابوبکر بن اسود تھا۔

۱۔ قلیب بدر میں کیا ہے؟ اس کنویں میں بڑے متکبر سردار ہیں جن سے کوہان کی زینت ہوا کرتی تھی۔

۲۔ اس کنویں میں کیا ہے؟ جو بدر کا کنواں ہے اس میں گانے والی عورتوں کے گیت سننے والے شراب پینے والے باعزت سردار ہیں۔

۳۔ ام بکر مجھے سلامت رہنے پر مبارک باد کہتی ہے اور میری قوم کی تباہی کے بعد میں سلامت کب رہا۔

۴۔ رسول ہم سے بیان کرتا ہے کہ ہم دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اور ان گلی سڑی ٹوٹی پھوٹی کھوپریوں کا دوبارہ زندہ ہونا کیسے ممکن ہے؟۔'' (بخاری)

(٦٤٨٧) ترمذی: ٣٠٨٠۔ ضعيف الاسناد: ٥٩٦.

(٦٤٨٨) بخاری: ٣٩٢١.

شـــــرح: ...... یہ اشعار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہیں کہ انہوں نے حالت نشہ میں کہے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے دور میں بھی موحد تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ جس عورت کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طلاق دی اس کے بعد اس کے ساتھ جس نے شادی کی تھی وہ اس کا چچا کا بیٹا تھا اس کا نام ابوبکر بن شداد بن اسود بن عبد شمس بن مالک بن جعونہ تھا۔ یہ اشعار اس نے کہے تھے، یہ حالت کفر میں کہے تھے، زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ وہ بعد میں اسلام لے آیا تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۲۵۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد محترم نے جب شراب حرام نہ تھی اس وقت بھی اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ (حوالہ مذکور)

٦٤٨٩ــــ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ بَدْرٍ فَلَمَّا كَانَ بِحَرَّةِ الْوَبَرَةِ أَدْرَكَهُ رَجُلٌ قَدْكَانَ يُذْكَرُمِنْهُ جُرْأَةٌ وَنَجْدَةٌ فَفَرِحَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَأَوْهُ فَلَمَّا أَدْرَكَهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُ لأَتَّبِعَكَ وَأُصِيْبَ مَعَكَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ لاَقَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ قَالَتْ ثُمَّ مَضَى حَتّٰى إِذَاكُنَّا بِالشَّجَرَةِ أَدْرَكَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ كَمَاقَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَاقَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ فَارْجِعْ فَلَنْ أَسْتَعِيْنَ بِمُشْرِكٍ قَالَ ثُمَّ رَجَعَ فَأَدْرَكَهُ بِالْبَيْدَاءِ فَقَالَ لَهُ كَمَاقَالَ أَوَّلَ مَرَّةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلِقْ . (رواه مسلم، ١٨١٧)

''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی طرف خروج کیا۔ جب وبرہ نامی جگہ کی پتھریلی زمین پر تھے تو آپ ﷺ کو ایک آدمی آ پہنچا اس کی جرأت اور بہادری کا چرچا تھا، اور صحابہ اس کی آمد پر مسرور تھے۔ اس نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں آپ ﷺ کے ساتھ جاتا ہوں اور آپ ﷺ کے ساتھ رہوں گا۔ فرمایا: تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہے؟ کہا: نہیں، فرمایا: واپس جا ہم مشرک سے تعاون نہیں لیتے۔ پھر آپ ﷺ چلے گئے اور جب درختوں میں پہنچے تو وہ آدمی پھر آ پہنچا اور اس نے وہی کہا، جو پہلے کہا تھا، اور آپ ﷺ نے بھی پہلے مرتبہ والا جواب ہی دوہرایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور مقام بیداء میں گئے تو وہ پھر حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میں ایمان لایا ہوں۔ فرمایا: اب ہمارے ساتھ چل۔'' (مسلم)

٦٤٩٠ــــ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ مَا

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر میں حاضر ہونے سے میرے لیے

(٦٤٨٩) مسلم: ١٨١٧۔ ترمذی: ١٥٥٨۔ ابوداود: ٢٧٣٢۔ ابن ماجه: ٢٨٣٢۔ احمد: ٢٤٦٣٢۔ دارمی: ٢٤٩٦.

(٦٤٩٠) مسلم: ١٧٨٧۔ احمد: ٢٢٨٦٣.

مَنَعَنِي أَنْ أَشْهَدَ بَدْرًا إِلَّا أَنِّي خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حُسَيْلٌ قَالَ فَأَخَذَنَا كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالُوْا إِنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ مُحَمَّدًا فَقُلْنَا مَانُرِيْدُهُ مَا نُرِيْدُ إِلَّا الْمَدِيْنَةَ فَأَخَذُوْا مِنَّا عَهْدَاللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَنَنْصَرِفَنَّ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَلَانُقَاتِلُ مَعَهُ فَأَتَيْنَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْنَاهُ الْخَبَرَفَقَالَ انْصَرِفَا نَفِي لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَنَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ . (رواه مسلم، ١٧٨٧)

کوئی مانع نہیں تھا۔ البتہ ہوا یہ کہ میں اور میرے والد حُسیل نکلے تو ہمیں کفار نے گرفتار کیا تو انہوں نے کہا: تم محمد ﷺ کے ساتھ دینے کے لیے جا رہے ہو۔ ہم نے کہا: ہم تو مدینہ جا رہے ہیں تو انہوں نے ہم سے عہد لیا کہ ہم مدینہ جائیں اور آپ ﷺ کے ساتھ لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ پھر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ فرمایا: تم لوٹ جاؤ ہم ان سے وفا عہد کرتے ہیں، اور ان کے خلاف اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں۔'' (مسلم)

شرح:......(۱) نبی اکرم ﷺ نے اس نازک موقع پر بھی وعدہ وفا کیا اور اللہ سے مدد مانگی۔

(۲) اس سے ثابت ہوا دشمنان اسلام کو اپنی صفوں میں نہ گھسنے دیا جائے اور مسلمان کو غیر مسلم پر زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیے، خصوصاً جب حالت جنگ ہو کیونکہ کافر ایمان وعقیدہ پر نہیں لڑتا، اس میں حسن نیت نہیں ہوتی یہ کسی وقت بھی مکر کر سکتا ہے۔

ایک اعتراض ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حنین کے دن صفوان بن امیہ سے مدد طلب کی تھی اور قبیلہ خزاعہ کے ساتھ بھی مدد طلب کی تھی۔

اس کا حل یہ ہے کہ جب ضرورت پڑ جائے اور خیانت کا اس سے خوف نہ ہو اور امید ہو کہ یہ مسلمان ہونے کے قریب ہے تو ایسی صورت میں کافر یا مشرک سے مدد طلب کرنا جائز ہے، اور اس کے علاوہ جائز نہیں۔

یہ بھی ثابت ہوا کہ بوجہ مجبوری غیر مسلموں سے اسلحہ خریدنا اور فنون حرب وغیرہ حاصل کرنا بھی جائز ہے۔

(تفہیم الاسلام: ۲/ ٦٦٧، ٦٦٨)

٦٤٩١ـــ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ . (للبخاري، ٤٠٢٧). وَقَالَ: فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَبَدْرًامِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَثَمَانُوْنَ رَجُلاً وَكَانَ عُرْوَةُ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قَسَمْتُ سَهْمًالَهُمْ فَكَانُوْامِائَةً .

''سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے بدر کے دن مہاجرین کے لیے بدر کے مالِ غنیمت سے سو حصے نکالے۔ بخاری۔ اور اس نے کہا: قریش میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے ان کی کل تعداد اکیاسی تھی۔ عروہ بیان کیا کرتے تھے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ان پر حصص تقسیم کیے تو وہ سو تھے۔''

(٦٤٩١) بخاری: ٤٠٢٧.

شــرح: ......انصار جو شریک جنگ ہوئے وہ (۸۴) تھے، ان میں تین گھوڑے تھے اور کچھ آدمیوں کو کام بھیجا تھا، ان کے حصے بھی نکالے، اس طرح (۱۰۰) حصے ہوئے۔ (فتح الباری: ۷/۳۲۴)

من سمی من أهل بدر (للبخاری)

بخاری میں اہل بدر کے اسماء کا ذکر

النَّبِيُّ ﷺ، أَبُـوْبَـكْرٍ، عُمَرُ، عُثْمَانُ، خَلَّفَهٗ ﷺ عَـلَـى ابْنَتِهٖ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ، عَلِيٌّ، الزُّبَيْرُ، سَـعْـدُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ، سَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ، عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، حَمْزَةُ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ، ابْنُ مَسْعُوْدٍ، أَبُوْحُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ، خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ، بِلاَلُ بْنُ رَبَاحٍ، إِيَّاسُ بْـنُ الْبُـكَيْرِ، حَاطِبُ بْنُ أَبِی بَلْتَعَةَ، عُمَرُ بْنُ عَوْفٍ، عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةِ الْعَنزِیُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، مِصْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ، الْمِقْدَادُ بْنُ عُمَرَ الْكِنْدِیُّ، (وَمِنَ الْأَنْصَارِ) حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ خُبَيْبُ بْـنُ عَـدِیٍّ، رِفَـاعَةُ بْنُ رَافِعٍ، رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ، أَبُوْلُبَابَةَ، زَيْدُبْنُ سَهْلٍ، أَبُوْطَلْحَةَ، أَبُوْزَيْدِ الْأَنْـصَـارِیُّ، سَهْـلُ بْـنُ حُـنَيْفٍ، ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ وَأَخُوْهُ، عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو، عَـاصِـمُ بْـنُ ثَـابِـتٍ، عُـوَيْـمُ بْنُ سَاعِدَةَ، عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ، قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْـجُـمُـوْحِ، مُـعَـوَّذُ بْـنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوْهُ، مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ، أَبُوْأُسَيْدٍ، مَرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعَةِ، مَعْنُ بْنُ عَـدِیٍّ، هِلاَلُ بْـنُ أُمَيَّةَ. وَمَـنْ زَادَهُ فِـی مَـجْـمَـعِ الـزَّوَائِـدِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ: الْأَرْقَمُ بْنُ الأَرْقَمِ، أَسْـعَـدُ مَـوْلٰی حَاطِبِ بْنِ أَبِی بَلْتَعَةَ، أَعْبُدٌ ثَلاَثَةٌ لِبَنِی غِفَارٍ، ثَعْلَبَةُ بْنُ قِبْطِیٍّ بْنِ صَخْرِ بْنِ سَلَمَةَ، حُصَيْنُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَخُوْعُبَيْدَةَ، الْحَكَمُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، رِفَاعَةُ بْنُ قَيْسِ بْـنِ عَمْرِو بْنِ ثَعَلَبَةَ، زَيْدُبْنُ حَارِثَةَ، زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ، زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، سَالِمُ مَوْلَى أَبِی حُذَيْفَةَ، السَّائِبُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ، سَعْدٌمَوْلَی خَوْلَی، رَجُلٌ مِنْ مُذْحَجٍ، سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ، صُهَيْبُ بْـنُ سَـنَـانٍ، طَـلْـحَةُ بْـنُ عُبَيْـدِالـلّٰـهِ، عَـامِرُ بْنُ فُهَيْرٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَحْشٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْـمِـیُّ، عَبْـدُالـلّٰـهِ بْـنُ مَـظْـعُوْنٍ، عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ بْنُ جَابِرٍ، عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ، عُثْمَانُ بْنُ حَبِيْـبٍ، أَبُوْوَهْبٍ، أَبُوالسَّائِبِ، عُكَاشَةُ ابْنُ مُحْصِنٍ، عُمَيْرُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ، مَرْثَدُ بْنُ أَبِی مَرْثَدِ الْـغَـنَـوِیُّ، أَبُـوْعُبَيْـدَـةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، أَبُوْكَبْشَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَبُـوْمَـرْثَدِ الْغَنَوِیُّ، (وَمِنَ الْأَنْـصَـارِ) أَسْـعَـدُ بْنُ زَيْدٍ، أَسْوَدُبْنُ زَيْدٍ، أُمَيَّةُ بْنُ لُوْدَانٍ، أُنَيْسُ بْنُ قَتَادَةَ، أُنَيْسَةُ مَوْلَى النَّبِیِّ ﷺ أَوْسُ بْـنُ ثَـابِـتِ بْـنِ الْمُنْذِرِ، أَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ، أَوْسٌ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، بُجَيْرُ بْنُ أَبِی بُـجَيْـرٍ، بِسْبِـسِ بْنُ عَمْرٍو، بُشَيْرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنُ مَعْرُوْرٍ، بُشَيْرُ بْنُ سَعْدٍ، تَمِيْمُ بْنُ يَعَارِ بْنِ قَيْسٍ،

تَمِيْمٌ مَوْلَى بَنِي غَنَمٍ، تَمِيْمٌ مَوْلَى خِرَاشِ بْنِ الصَّمْتِ، ثَابِتُ بْنُ أَقْرَمٍ، ثَابِتُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدٍ، ثَابِتُ بْنُ حَسَّانَ بْنِ عَمْرٍو، ثَعْلَبَةُ بْنُ حَاطِبٍ، ثَعْلَبَةُ بْنُ عَمْرِوبْنِ مُحْصِنٍ، ثَعْلَبَةُ بْنُ غُنَيْمَةَ، ثَعْلَبَةُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ الْجَذْعُ، ثَعْلَبَةُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، جَابِرُ ابْنُ خَالِدٍ، جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رُبَابٍ، جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ، جُبَيْرُ بْنُ عَتِيْكِ بْنِ الْحَارِثِ، الْحَارِثُ بْنُ أَنَسٍ، الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، الْحَارِثُ بْنُ قَيْسٍ، الْحَارِثُ بْنُ الصَّمْتِ كُسِرَ بِالرَّوْحَاءِ فَضُرِبَ لَهٗ بِسَهْمٍ، الْحَارِثُ بْنُ مُعَاذٍ، الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ، الْحَارِثُ بْنُ خُزَيْمَةَ بْنِ عَدِيٍّ، الْحَارِثُ بْنُ حَاطِبٍ، الْحَارِثُ بْنُ زَيْدٍ، الْحَارِثُ بْنُ الْحِمْيَرِ، الْحَارِثُ بْنِ سُرَاقَةَ، حُرَيْثُ بْنُ زَيْدٍ، خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ. أَبُوْأَيُّوْبَ، خَلِيْفَةُ بْنُ عَدِيٍّ، خَلَّادُ ابْنُ رَافِعٍ، خَوَّاتُ بْنُ جُبَيْرٍ، ذَكْوَانُ بْنُ عَبْدِ قَيْسٍ، رَافِعُ بْنُ سَهْلٍ، رَافِعُ بْنِ الْحَارِثِ بْنُ سَوَّادٍ، رَافِعُ بْنُ عُنْجَةَ، رَافِعُ بْنُ الْمُعَلَّى، رَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ، رِبْعِيُّ بْنُ أَبِي رَافِعٍ، رَبِيْعَةُ بْنُ أَيَّاسٍ، رَبِيْعَةُ بْنُ أَكْتَمٍ، رَخِيْلَةُ بْنُ ثَعْلَبَةَ، رِفَاعَةُ بْنُ قَيْسٍ، زَيْدُبْنُ أَسْلَمَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، زَيْدُبْنُ عَوْفٍ، زَيْدُبْنُ مَزِيْنٍ، زَيْدُ بْنُ وَدِيْعَةَ، زَيْدُ بنُ خَارِجَةَ، زَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنُ الْخَزْرَجِ، زِيَادُ بْنُ لَبِيْدٍ، زِيَادُ بْنُ عَمْرِوا الْجُهَنِيُّ، سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، سَعْدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، سَعْدُ بْنُ خَيْثَمَةَ، سَعْدُ بْنُ زَيْدٍ، سَعْدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ عُثْمَانَ، سَعْدُ بْنُ النُّعْمَانِ، سَعْدُ بْنُ سَهْلٍ، سَعِيْدُ بْنُ عُثْمَانَ، أَبُوْعُبَادَةَ سَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ، سَمَّاكُ بْنُ خَرْشَةَ، أَبُوْ دُجَانَةَ، سَهْلُ بْنُ قَيْسٍ، سَهْلُ بْنُ رَافِعِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو، سُهَيْلُ بنُ عُبَيْدٍ، طُفَيْلُ بْنُ النُّعْمَانِ، عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ ضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَرْجِسٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ أَبِي سَلُوْلٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنُ خَيْثَمَةَ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ طَارِقٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَبْنُ مَالِكٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُرْفُطَةَ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَبِيْعَةَ بْنِ قَيْسٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ حَزْمَةَ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْجُنْدِ بْنِ الْقَيْسِ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْحُمَيْرِ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَنَافٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ بْنُ صَخْرٍ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو، عُمَارَةُ بْنُ حِزَامِ بْنَ زَيْدٍ، عُمَيْرُ بْنُ عَامِرٍ أَبُوْدَاوُدَ، فَرْوَةُ بْنُ عَمْرٍو، مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، مَسْعُوْدُ بْنُ أَصْرَمَ بْنُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ، مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، مُعَاذُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رِفَاعَةَ، الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو، النُّعْمَانُ بْنُ قَوْقَلٍ، أَبُوْبُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، أَبُوْ عَبْسِ بْنُ جُبَيْرٍ، أَبُوْعَمْرِوالأَنْصَارِيُّ أَبُو الْهَيْثَمِ التِّيْهَانِيُّ.

"نبی ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم، کو آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کی عیادت کے لیے متعین کر کے چھوڑا تھا اور اس کا حصہ مقرر کیا تھا۔ علی، زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف، حمزہ، عبیدہ بن حارث،

ابن مسعود، ابو حذیفہ بن عتبہ، حنیس بن حذافہ السہمی، سعد بن خولہ، بلال بن رباح، ایاس، بن بکیر، حاطب بن ابی بلتعہ، عمرو بن عوف، عامر بن ربیعہ العنزی، قدامہ بن مظعون، مسطح بن اثاثہ، مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہم اور انصار میں سے، حارثہ بن ربیع رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوا۔ حبیب بن عدی، رفاعہ بن رافع، رفاعہ بن عبدالمنذر، ابولبابہ، زید بن سہل، ابوطلحہ، ابوزید انصاری، سہل بن حنیف، ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہم اور اس کا ایک بھائی عبادہ بن صامت، عقبہ بن عمرو، عاصم بن ثابت، عویم بن ساعدہ، عتبان بن مالک، قتادہ بن نعمان، معاذ بن عمرو بن جموح، معوذ بن عفراء اور اس کا بھائی مالک بن ربیعہ، ابواسید، مرارہ بن ربیع معن بن عدی رضی اللہ عنہم، ھلال بن امیہ۔

مجمع الزوائد میں مہاجرین کے یہ نام زائد ہیں۔

الاقرم بن اقرم، اسعد مولی حاطب بن ابی بلتعہ، بنوغفار کے تین غلام، ثعلبہ بن قبطی بن صخر بن سلمہ، حصین بن حارث بن عبدالمطلب، عبیدہ کا بھائی، حکم بن سعید بن العاص، رفاعہ بن قیس بن عمرو بن ثعلبہ، زید بن حارثہ، زید بن خطاب، زید بن اسلم، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، سائب بن عثمان بن مظعون، سعد مولیٰ خولی رضی اللہ عنہم، ایک مرد بنو مذحج سے سہیل بن بیضاء، صہیب بن سنان، طلحہ بن عبیداللہ، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن حذافہ سہمی، عبداللہ بن مظعون، عتبہ بن غزوان بن جابر، عثمان بن مظعون، عثمان بن حبیب، ابووھب، ابو سائب، عکاشہ بن محصن، عمیر بن وقاص، مرثد بن ابی مرثد غنوی، ابوعبیدہ بن جراح، ابو کبشہ، مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہم۔

انصار میں سے۔ اسعد بن زید، اسود بن زید، امیہ بن لودان، انیس بن قتادہ، انیسہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اوس بن ثابت بن منذر، اوس بن صامت، اوس بن عبداللہ بن حارث، بجیر بن ابی بجیر، بسبس بن عمرو، بشیر بن براء، بن معرور، بشیر بن سعد، تمیم بن یعار بن قیس، تمیم مولی بنوغنم، تمیم مولیٰ خراش بن صمت، ثابت بن اقرم، ثابت بن عمرو بن زید، ثابت بن حسان بن عمرو، ثعلبہ بن حاطب، ثعلبہ بن عمرو بن محصن، ثعلبہ بن غنیمہ، ثعلبہ، (جس کو جدع کہا جاتا ہے) ثعلبہ بن سعد الساعدی، جابر بن خالد، جابر بن عبداللہ بن رباب، جبار بن صخر، جبیر بن عتیک بن حارث، حارث بن انس، حارث بن اوس، حارث بن قیس، حارث بن صمت رضی اللہ عنہم۔ وہ مقام روحاء میں ٹانگ ٹوٹنے کی وجہ سے پیچھے رہا مال غنیمت سے اور اس کے لیے حصہ لگایا گیا۔ حارث بن معاذ، حارث بن نعمان، حارث بن خزیمہ بن عدی، حارث بن حاطب، حارث بن زید، حارث بن حمیر، حارث بن سراقہ حریث بن زید، خالد بن زید، ابوایوب، خلیفہ بن عدی، خلاد بن رافع، خوات بن جبیر، ذکوان بن عبدقیس، رافع بن سہل، رافع بن حارث بن سواد، رافع بن عنجہ، رافع بن معلّی، رافع بن یزید، ربعی بن ابی رافع، ربیعہ بن ایاس، ربیعہ بن اکتم، رخیلہ بن ثعلبہ، رفاعہ ابن قیس، زید بن اسلم بن ثعلبہ، زید بن عوف، زید

بن مزین، زید بن ودیعہ، زید بن خارجہ، زید بن حارث بن خزرج، زیادہ بن لبید، زیاد بن عمرو جہنی، سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، سعد بن ربیع، سعد بن چشمہ، سعد بن زید، سعد بن یزید بن عثمان، سعد بن نعمان، سعد بن سہل، سعید بن عثمان، ابوعبادہ، سلمہ بن سلامہ، سماک بن خرشہ، ابودجانہ، سہل بن قیس، سہل بن عدی، سہل بن رافع بن ابی عمرو، سہیل بن عبید، طفیل بن نعمان، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہم، کا حصہ لگایا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ عبداللہ بن حرام، عبداللہ بن سرجس، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول، عبداللہ بن سعد بن خیثمہ، عبداللہ بن طارق، عبداللہ بن سلمہ بن مالک، عبداللہ بن عفطہ، عبداللہ بن عمیر، عبداللہ بن سہل، عبداللہ بن ربیعہ بن قیس، عبداللہ بن ثعلبہ بن حزمہ، عبداللہ بن جد بن قیس، عبداللہ بن حمیر، عبداللہ بن مناف، عبداللہ بن قیس بن صخر، عبداللہ بن کعب بن عاصم، عثمان بن عمرو، عمارہ بن حزام زید، عمیر بن عامر، ابوداؤد، فروہ بن عمرو محمد بن سلمہ، مسعود بن احرم، ابومحمد، معاذ بن جبل، معاذ بن حارث بن رفاعہ، مقداد بن عمرو، نعمان بن قوقل، ابوبردہ بن نیار، ابوعبس بن جبیر، ابوعمرو انصاری، ابوالھیثم بن تیہانی رضی اللہ عنہم۔''

٦٤٩٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ اَهْلُ بَدْرٍ ثَلاثَ مِائَةٍ وَثَلاثَةَ عَشَرَ وَالْمُهَاجِرُوْنَ سِتَّةٌ وَسَبْعُوْنَ وَالْفُرْغَةُ فِي بَدْرٍ سَبْعَةَ عَشَرَ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. رواه احمد.

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اہل بدر تین سو تیرہ تھے۔ ان میں سے چھہتر مہاجرین تھے۔ اور بدر سے فراغت پائی سترہ رمضان کو اور جمعے کا دن تھا۔'' (احمد)

٦٤٩٣ـ وَلِلبَزَّارِ: إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ثَلاثُمِائَةٍ وَبِضْعَةَ عَشَرَ وَقَالَ كَانَتِ الأَنْصَارُ مِائَتَيْنِ وَسِتَّةٌ وَثَلاثِيْنَ. (رواه البزار، ١٧٨٣) وللكبير مثله.

''بزار میں اس طرح ہے کہ تین سو دس سے اوپر چند نفوس تھے اور کہا کہ انصار دو سو چھتیس تھے۔'' طبرانی کبیر میں بھی اسی طرح کی بات ہے۔

٦٤٩٤ـ وَلَهُ بِمُدَلِّسٍ: كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ لِسَبْعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ.

''اور مدلس راوی کی سند سے اس کی ایک روایت میں ہے کہ بدر کی فتح ستائیس رمضان کو ہوئی تھی۔''

٦٤٩٥ـ وَلَهُ بِخَفِيٍّ، عَنْ عَامِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَدْرِيِّ: كَانَ صَبِيْحَةَ بَدْرٍ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ لِسَبْعَ عَشَرَةَ مِنْ رَمَضَانَ. (رواه البزار)

''اسی کی کمزور سند کے ساتھ عامر بن عبداللہ بدری سے روایت ہے کہ جنگ بدر سوموار کے دن صبح کے وقت سترہ رمضان کو پیش آئی۔''

(٦٤٩٢) احمد، بزار، طبراني ـ وفيه الحجاج بن ارطاة وهو مدلس، هيثمي: ١٠٠٣٤.

(٦٤٩٣) بزار: ١٧٨٣ ـ طبراني كبير وفيه الحجاج بن ارطاة وهو مدلس، هيثمي: ١٠٠٣٤.

(٦٤٩٤) بزار، طبراني، وفيه الحجاج بن ارطاة وهو مدلس، هيثمي: ١٠٠٣٤.

(٦٤٩٥) بزار، طبراني، وفيه را ولم اعرفه، هيثمي: ١٠٠٤٦.

٦٤٩٦ـــ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ أَبُوهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مَاتَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْكَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَبَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ. (رواه البخاري، ٣٩٩٢)

''سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور نبی ﷺ کو کہا: آپ بدری صحابہ کو آپس میں کیسے سمجھتے ہو؟ فرمایا: افضل ترین مسلمان سمجھتے ہیں۔ یا اس طرح کا ارشاد فرمایا: تو جبریل علیہ السلام نے کہا ہم بھی اسی طرح ان فرشتوں کو افضل ترین شمار کرتے ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔'' (بخاری)

٦٤٩٧ـــ وَفِي رِوَايَةٍ: وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُولُ لِإِبْنِهِ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ. (رواه البخاري، ٣٩٩٤)

''ایک روایت میں ہے کہ رفاعہ بدری صحابی تھے اور ان کے باپ رافع بیعت عقبہ والوں میں سے تھے اور وہ اپنے بیٹے سے کہا کرتے: مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں عقبہ کے بدلے بدر میں حاضر ہوتا۔'' (بخاری)

شرح: ...... ایک تو یہ ثابت ہوا کہ جنگ بدر میں فرشتے باقاعدہ شریک جنگ ہوئے تھے۔ دوسرا یہ ثابت ہوا کہ جیسا جنگ بدر والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہیں، اس میں شریک فرشتے بھی افضل قرار پائے ہیں۔ اور صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ عقبہ کی بیعت میں شامل ہونا میرے لیے زیادہ خوش کن ہے۔ یہ ان کا اجتہاد تھا وگرنہ زیادہ فضیلت جنگ بدر والوں کی ہے۔ (فتح الباری: ۷/۳۱۳)

٦٤٩٨ـــ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَاشِئْتُمْ فَقَدَغَفَرْتُ لَكُمْ. (رواه أبوداود، ٤٦٥٤)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نگاہ رحمت فرما کر فرمایا: اب تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

٦٤٩٩ـــ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْأَنَّ مَوْلُودًا وُلِدَ فِي فِقْهٍ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَعْمَلُ لِطَاعَةِ اللّٰهِ وَيَجْتَنِبُ مَعَاصِيَهُ كُلَّهَا إِلَى أَنْ

''سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی بچہ چالیس سال تک اللہ کی اطاعت میں اعمال بجالائے، اور اللہ کی نافرمانی سے کلی طور پر اجتناب کرے

(٦٤٩٦) بخاری: ٣٩٩٢. (٦٤٩٧) بخاری: ٣٩٩٤.

(٦٤٩٨) ابوداؤد: ٤٦٥٤ـ حسن، صحيح: ٣٨٩٠ـ احمد: ٧٨٨٠ـ دارمی: ٢٧٦١.

(٦٤٩٩) طبرانی کبیر: ٤٤٣٥ـ له حديث فی فضل اهل بدر رواه ابن ماجة غير هذا وفيه جعفر بن مقلاص لم اعرفه وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٠٥٣.

يُـرَدَّإِلَـى أَرْذَلِ الْـعُمُرِلَمْ يَبْلُغْ أَحَدُكُمْ هٰذِهِ الـلَّيْـلَةَ . (للكبير "٤٤٣٥" وفيه جعفربن مقلاص)

یہاں تک کہ بڑھاپے تک پہنچ جائے تب بھی وہ تمہاری آج کی رات کے درجہ کی برابری نہیں کر سکتا۔'' (الکبیر اور اس سند میں جعفر بن مقلاص ہے)

٦٥٠٠ـ عَـنْ عَـلِيٍّ: كُنْتُ عَلٰى قَلِيْبٍ يَوْمَ بَـدْرٍ أَمِيْحُ وَأَمْنَحُ مِنْهُ فَجَاءَ تْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ ثُـمَّ جَاءَتْ رِيْـحٌ شَـدِيْـدَةٌ ثُمَّ جَاءَ تْ رِيْحٌ شَـدِيْدَةٌ فَكَانَ الْأَوَّلُ مِيْكَائِيْلَ فِي أَلْفٍ مِنَ الْـمَلائِـكَةِ عَـنْ يَـمِيْـنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالثَّـانِيَةُ إِسْـرَافِيْلَ فِي أَلْفٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ عَنْ يَسَارِهِ وَالثَّـالِثَةُ جِبْـرِيْـلَ فِـي أَلْفٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ وَكَـانَ أَبُـوْبَكْرٍعَنْ يَمِيْنِهِ وَكُنْتُ عَنْ يَسَارِهِ هَـزَمَ الـلّٰهُ الْكُفَّارَحَمَلَنِي ﷺ عَـلَى فَرَسِهِ فَلَمَّا اسْتَوَيْتُ عَلَيْهِ حَمَلَ بِي فَصِرْتُ عَلَى عُـنُـقِـهِ فَـدَعَوْتُ اللّٰهَ فَثَبَّتَنِي عَلَيْهِ فَطَعَنْتُ بِـرُمْـحِـي حَتّٰـى بَـلَـغَ الدَّمُ أِبْطَيَّ . (رواه أبويعلى الموصلي، ٤٨٩)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بدر کے دن میں کنویں پر تھا اس کی نگرانی کرتا اور پانی دیتا تھا۔ اتنے میں شدید ہوا چلی اور ٹھہر گئی۔ پھر شدید ہوا چلی اور ٹھہر گئی۔ اور تیسری مرتبہ پھر شدید ہوا چلی تو اول بار ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ میکائیل علیہ السلام آئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ اور دوسری مرتبہ میکائیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ اترے، اور آپ کے بائیں طرف ٹھہر گئے۔ اور تیسری مرتبہ جبرئیل علیہ السلام ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف تھے، اور میں آپ کے بائیں طرف تھا اللہ نے کفار کو شکست دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا جب میں برابر ہو بیٹھا تو وہ مجھے لے کر حملہ آور ہوا، اور میں اس کی گردن سے چمٹ گیا۔ میں نے اللہ سے دعا مانگی تو اللہ نے مجھے گھوڑے پر مضبوط رکھا۔ میں نے کفار میں نیزہ زنی کی یہاں تک کہ خون میری دو بغلوں تک آنے لگا۔'' (الموصلی)

شـــرح: ......ان میں جو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر رحمت سے دیکھا ہے اور اپنی کمال رضا کا اعلان فرمایا اور جو انہیں توفیق خیر ملی ہے اور ان کی صلاح حال کو بیان کیا ہے کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ انہیں آخرت میں مغفرت حاصل ہوگی تاہم اگر کوئی حد کے قابل جرم ہوگا تو وہ دنیا میں قائم کی جائے گی مسطح رضی اللہ عنہ بدری صحابی تھے، اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر حد قذف لگائی تھی۔ (عون المعبود: ۴/ ۳۴۵)

٦٥٠١ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: بَيْنَا أَنَاسَائِرٌ بِجَنْبَاتِ بَـدْرٍ إِذْ خَـرَجَ رَجُـلٌ مِـنْ حُـفْرَةٍ فِي عُنُقِهِ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بار میں بدر کے اطراف وجوانب میں جا رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی گڑھے سے باہر آیا۔

(٦٥٠٠) موصلى: ٤٨٩ـ ورجاله ثقات، هيثمى: ٩٩٥٥.

(٦٥٠١) طبرانى اوسط، وفيه من لم اعرفه، هيثمى: ٩٩٧٣.

سِلْسِلَةٌ فَنَادَانِي يَاعَبْدَاللّٰهِ اسْقِنِي فَلاأَدْرِي عَرَفَ اسْمِي أَوْدَعَانِي بِدُعَاءِ الْعَرَبِ وَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْحَفِيْرِفِي يَدِهِ سَوْطٌ فَنَادَانِي يَاعَبْدَاللّٰهِ لاتَسْقِهِ فَإِنَّهُ كَافِرٌثُمَّ ضَرَبَهُ بِالسَّوْطِ فَعَادَ إِلَى حُفْرَتِهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْرِعًافَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ لِي أَوَ قَدْ رَأَيْتَهُ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّاللّٰهِ أَبُوْجَهْلٍ وَذٰلِكَ عَذَابُهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ . (رواه الطبراني في الأوسط بخفى)

اس کی گردن میں زنجیر ڈالی گئی تھی۔ اس نے مجھے آواز دی اے عبداللہ! مجھے پانی پلا دے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے جانتا تھا اس لیے میرا نام لے کر آوازی یا اس نے عام محاورۂ عرب کے مطابق عبداللہ کہہ کر آواز دی۔ پھر اسی گڑھے سے ایک دوسرا آدمی نکل آیا اور اس کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ اس نے مجھے آواز دی اور کہا: اے عبداللہ! اس کو پانی نہ پلاؤ یہ کافر ہے، اور پھر اس کو کوڑے مار کر اس کے گڑھے میں واپس کر دیا۔ میں جلدی جلدی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، فرمایا: وہ اللہ کا دشمن ابوجہل ہے اور اس کو قیامت تک یہ عذاب ہوگا۔'' (الاوسط بسند کمزور)

٦٥٠٢ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ سِيْمَا الْمَلائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍعَمَائِمُ بِيْضٌ قَدْ أَرْسَلُوْهَا إِلَى ظُهُوْرِهِمْ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ عَمَائِمُ حُمُرٌ وَلَمْ تُقَاتِلِ الْمَلائِكَةُ فِيْ يَوْمٍ إِلَّايَوْمَ بَدْرٍإِنَّمَا يَكُوْنُوْنَ عَدَدًا وَمَدَدًالايَضْرِبُوْنَ . (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: فرشتوں کی علامت بدر کے دن سفید عمامے تھے، اور عمامے پشت پر لٹکائے ہوئے تھے۔ اور حنین کے دن ان کے عمامے سرخ تھے۔ اور فرشتوں نے کسی دن قتال نہیں کیا وہ صرف تعداد میں اضافہ کر کے معاون تھے مارتے نہیں البتہ صرف بدر میں قتال بھی کیا اور لڑے بھی۔'' (الکبیر، سند ضعیف)

٦٥٠٣ـ وَفِي رِوَايَةٍ: لَمْ تُقَاتِلِ الْمَلائِكَةُ إِلَّايَوْمَ بَدْرٍوَفِيْمَا سِوَاهُ إِمْدَادٌ. وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَرَسَانِ أَحَدُهُمَا لِلْمِقْدَادِ وَالآخَرُ لِأَبِي مَرْثَدٍ . (رواه الطبراني في الكبير، ١١٣٧٧)

''ایک روایت میں ہے: فرشتے بدر کے علاوہ کسی جنگ میں نہ لڑے، نہ قتال کیا بدر کے سوا باقی جنگوں میں صرف امداد کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کی فوج میں دو گھوڑے تھے ایک مقداد رضی اللہ عنہ اور دوسرا ابومرثد رضی اللہ عنہ کا تھا۔''

٦٥٠٤ــــ وَعَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيٍّ نَاوِلْنِي كَفًّامِنْ حَصْبَاءٍ فَنَاوَلَهُ فَرَمٰى بِهِ

''انہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: مجھے مٹھی بھر کر پتھریلی ریت اٹھا کر دیدے تو انھوں نے دی،

(٦٥٠٢) طبرانی کبیر وفیه عمار بن ابی مالك ضعفه الازدی، هیثمی: ٩٩٨٥.

(٦٥٠٣) طبرانی کبیر: ١١٣٧٧ـ طبرانی اوسط وفیه عبدالعزیز بن عمران وهو ضعیف، هیثمی: ٩٩٨٦.

(٦٥٠٤) طبرانی کبیر: ١١٧٥٠ـ ورجاله رجال الصحیح، هیثمی: ٩٩٩٩.

وُجُوْهَ الْقَوْمِ فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا امْتَلَاتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحَصْبَاءِ فَنَزَلَتْ: وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى. (رواه الطبراني في الكبير، ١١٧٥٠)

آپ ﷺ نے کفار کے منہ پر پھینک دی تو ان میں سے ہر ایک کی آنکھوں میں ریت پڑ گئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی (تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا لیکن اللہ نے پھینکا ہے) (الکبیر)

٦٥٠٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قُلْتُ لأَبِي يَاأَبَتِ كَيْفَ أَسَرَكَ أَبُو الْيُسْرِ وَلَوْ شِئْتَ لَجَعَلْتَهُ فِي كَفِّكَ قَالَ يَابُنَيَّ لَاتَقُلْ ذَاكَ لَقَدْ لَقِيَنِي وَهُوَأَعْظَمُ فِي عَيْنَيَّ مِنَ الْخَنْدَمَةِ. (رواه الطبراني في الكبير بضعف)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا: اے ابا جان! تمہیں ابو یسر نے کیسے گرفتار کیا؟ اگر آپ چاہتے تو اسے اپنی ہتھیلی میں دبوچ سکتے تھے۔ والد صاحب نے کہا: یہ بات نہ کرو۔ جب وہ میرے مقابلے میں آیا تو میری آنکھوں میں پہاڑ سے بھی بڑا دکھائی دیتا تھا۔'' (الکبیر، ضعیف)

٦٥٠٦۔ وَعَنْهُ: كَانَ الَّذِي أَسَرَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَبُوْ الْيُسْرِ بْنُ عَمْرٍو وَهُوَ كَعْبُ بْنُ عَمْرٍو أَحَدُ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَسَرْتَهُ يَاأَبَا الْيُسْرِ قَالَ لَقَدْ أَعَانَنِي عَلَيْهِ رَجُلٌ مَارَأَيْتُهُ بَعْدُ وَلَاقَبْلُ هَيْئَتُهُ...... كَذَا هَيْئَتُهُ كَذَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ أَعَانَكَ عَلَيْهِ مَلَكٌ كَرِيْمٌ وَقَالَ لِلْعَبَّاسِ يَاعَبَّاسُ افْدِ نَفْسَكَ وَابْنَ أَخِيْكَ عَقِيْلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَنَوْفَلَ بْنَ الْحَارِثِ وَحَلِيْفَكَ عُتْبَةَ بْنَ جَحْدَمٍ أَحَدُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ فِهْرٍ قَالَ فَأَبَى وَقَالَ إِنِّي كُنْتُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذٰلِكَ وَإِنَّمَا اسْتَكْرَهُوْنِي قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِشَأْنِكَ إِنْ يَكُ مَا تَدَّعِي حَقًّا فَاللّٰهُ يَجْزِيْكَ بِذٰلِكَ وَأَمَّاظَاهِرُأَمْرِكَ

''ان سے روایت ہے کہ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو گرفتار کیا تھا ان کی کنیت ابوالیسر اور نام کعب بن عمرو تھا، جو کہ بنوسلمہ کے ایک فرد تھے۔ نبی ﷺ نے اس کو فرمایا: تو نے عباس رضی اللہ عنہ کو کیسے گرفتار کیا؟ اس نے کہا: ایک آدمی نے میری مدد کی اس کو میں نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں دیکھا ہے۔ اس کی شکل صورت اس طرح کی تھی۔ فرمایا: تیری مدد ایک باعزت فرشتے نے کی ہے۔ پھر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے حکم دیا۔ اپنا اپنے بھائی کے بیٹے عقیل کا نوفل بن حارث کا اور اپنے حلیف عتبہ کا فدیہ ادا کر۔ اس نے کہا: میں تو اس جنگ سے پہلے مسلمان ہو چکا تھا وہ لوگ مجھے جبراً ساتھ لائے تھے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تیرے حالات کی بخوبی خبر ہے۔ اگر تو درست کہتا ہے تو اللہ تجھے اس فدیے کا معاوضہ عنایت کر دے گا تو فدیہ ادا کر دے۔ آپ ﷺ نے اس سے بیس اوقیہ سونا اس سے قبل لے لیا تھا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اسی سونے کو ہی میرا

(٦٥٠٥) طبراني كبير، بزار وفيه علي بن زيد وهو سئ الحفظ وبقية رجاليه وثقوا، هيثمي: ١٠٠٠٣.
(٦٥٠٦) احمد: ٣٣٠٠ـ احمد فيه راو لم يسم وبقية رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٠٠٦.

فَقَدْ كَانَ عَلَيْنَا فَافْدِ نَفْسَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَدْ أَخَذَ مِنْهُ عِشْرِيْنَ أُوْقِيَةَ ذَهَبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ احْسُبْهَا لِي مِنْ فِدَايَ قَالَ لاَذَاكَ شَيْءٌ أَعْطَانَاهُ اللّٰهُ مِنْكَ قَالَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لِي مَالٌ قَالَ فَأَيْنَ الْمَالُ الَّذِي وَضَعْتَهُ بِمَكَّةَ حَيْثُ خَرَجْتَ عِنْدَأُمِّ الْفَضْلِ وَلَيْسَ مَعَكُمَاأَحَدٌ غَيْرَكُمَا فَقُلْتَ إِنْ أُصِبْتُ فِي سَفَرِي هٰذَا فَلِلْفَضْلِ كَذَا وَلِقُثَمَ كَذَا وَلِعَبْدِ اللّٰهِ كَذَا قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عَلِمَ بِهٰذَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ غَيْرِي وَغَيْرُهَا وَإِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ . (رواه أحمد، ٣٣٠٠) براولم يسم)

فدیہ شمار کرلو۔ فرمایا: نہیں، یہ چیز اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ہمیں عنایت کی ہے۔ اس نے کہا: میرے پاس تو مال نہیں ہے۔ فرمایا: تیرا وہ مال کہاں ہے جو مکہ سے نکلتے وقت تو نے ام الفضل کے پاس رکھا ہے؟ تو کہا: اگر میں سفر میں مرگیا تو فضل کو اتنا اور قثم کو اتنا اور عبداللہ کو اتنا دیا جائے۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اس چیز کا علم میرے اور ام فضل کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔ اور میں جان گیا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔'' (احمد...... سند میں ایسا راوی ہے، جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا)

٦٥٠٧ـــ حَدَّثَنَا أَبُوْسَعِيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي اِسْحَاقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ مَنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَأْسِرُوْهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُمْ خَرَجُوْا كُرْهًا . (رواه أحمد، ٦٧٨ والبزار)

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: بنو مطلب میں سے جس کو گرفتار کرسکو تو اس کو قتل نہ کرو بلکہ گرفتار ہی کرو کیونکہ وہ جبراً لائے گئے ہیں۔'' (احمد، وبزار)

٦٥٠٨ـــ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّي اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُنْتُ غُلاَمًا لِلْعَبَّاسِ وَكُنْتُ قَدْأَسْلَمْتُ وَأَسْلَمَتْ أُمُّ الْفَضْلِ وَأَسْلَمَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ يَكْتُمُ إِسْلامَهُ مَخَافَةَ قَوْمِهِ وَكَانَ أَبُوْلَهْبٍ قَدْ

''سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں عباس رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔ میں اور ام فضل اور عباس رضی اللہ عنہما اسلام قبول کر چکے تھے۔ عباس اپنی قوم کے ڈر سے اسلام مخفی رکھتے تھے۔ ابولھب بدر جانے سے پیچھے رہا تھا اور اس نے اپنی جگہ عاص بن ھشام کو روانہ کیا تھا کیونکہ عاص اس کا مقروض تھا۔ اس نے کہا: اگر تو میری جگہ اس جنگ میں

(٦٥٠٧) احمد: ٦٧٨۔ بزار.

(٦٥٠٨) طبرانی كبير: ٩١٢۔ بزار، وفی اسناده حسين بن عبدالله بن عبيدالله وثقه ابو حاتم وغيره وضعفه جماعة وبقية رجاله ثقات، هيثمی: ١٠٠١٤.

تَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ وَبَعَثَ مَكَانَهُ الْعَاصَ بْنَ هِشَامٍ وَكَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَالَ لَهُ: اكْفِنِيْ هٰذَا الْغَزْوَ وَأَتْرُكُ لَكَ مَا عَلَيْكَ فَفَعَلَ فَلَمَّا جَاءَ الْخَبَرُ وَكَبَتَ اللّٰهُ أَبَا لَهْبٍ، وَكُنْتُ رَجُلًا ضَعِيْفًا أَنْحَتُ هٰذِهِ الْأَقْدَاحَ فِي حُجْرَةِ زَمْزَمَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَجَالِسٌ أَنْحَتُ أَقْدَاحِي فِي الْحُجْرَةِ وَعِنْدِي أُمُّ الْفَضْلِ إِذَا الْفَاسِقُ أَبُوْلَهْبٍ يَجُرُّ رِجْلَيْهِ، أَرَاهُ قَالَ: حَتّٰى جَلَسَ عِنْدَ طُنْبِ الْحُجْرَةِ فَكَانَ ظَهْرُهُ إِلَي ظَهْرِي فَقَالَ النَّاسُ: هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ فَقَالَ أَبُوْلَهَبٍ: هَلُمَّ إِلَيَّ يَا ابْنَ أَخِي، فَجَاءَ أَبُوْسُفْيَانَ حَتّٰى جَلَسَ عِنْدَهُ فَجَاءَ النَّاسُ فَقَامُوْا عَلَيْهِمَا فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِيْ، كَيْفَ كَانَ أَمْرُالنَّاسِ؟ قَالَ: لَاشَيْءٌ وَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّاأَنْ لَقِيْنَاهُمْ فَمَنَحْنَاهُمْ أَكْتَافَنَايَقْتُلُوْنَنَا كَيْفَ شَاؤُوا وَيَأْسِرُوْنَنَاكَيْفَ شَاؤُوْا وَاَيْمُ اللّٰهِ مَالُمْتُ النَّاسَ قَالَ: وَلِمَ فَقَالَ: رَأَيْتُ رِجَالاً بِيْضًا عَلَى خَيْلٍ بُلْقٍ لَاوَاللّٰهِ لَاتُلْبِقُ شَيْءٌ وَلَايَقُوْمُ لَهَاشَيْءٌ. قَالَ: فَرَفَعْتُ طُنْبَ الْحُجَرَةِ فَقُلْتُ: تِلْكَ وَاللّٰهِ الْمَلَائِكَةُ فَرَفَعَ أَبُوْلَهَبٍ يَدَهُ فَلَطَمَ وَجْهِي وَثَاوَرْتُهُ فَاحْتَمَلَنِي فَضَرَبَ بِيَ الْأَرْضَ حَتّٰى بَرَكَ عَلَيَّ وَقَامَتْ أُمُّ الْفَضْلِ فَاحْتَجَرَتْ، وَأَخَذَتْ عُمُوْدًا مِنْ عُمُدِ الْحُجْرَةِ فَضَرَبَتْهُ

جائے گا تو میں تیرا قرضہ معاف کردوں گا۔ چنانچہ عاص نے ایسا ہی کیا جب ابولہب کو مسلمانوں کی فتح کی خبر پہنچی تو اللہ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا۔ میں زمزم کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ اپنے تیر تیز کر رہا تھا اور ام فضل میرے پاس بیٹھی تھیں۔ بدکار ابولھب پاؤں گھسیٹتا آیا اور حجرے کے قریب ہی بیٹھ گیا اس کی پشت میری پشت کی طرف تھی۔ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا یہ تو ابوسفیان بن حارث آ رہا ہے۔ اس نے آواز دی میرے بھائی کے بیٹے ادھر آؤ اور بتاؤ لوگوں کو کیا پیش آیا؟

اس نے کہا: وہ بات سنانے کے قابل نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! جب ہمارا ان سے مقابلہ ہوا تو ہم نے اپنے شانے ان کو دیدیے وہ ہمیں قتل کرتے، اور گرفتار کرتے چلے گئے، وہ جو چاہتے کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! مجھے اپنے فوجیوں پر افسوس نہیں ہے۔ ابولہب نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا: میں نے وہاں سفید چہروں والے مرد دیکھے جو سفید و سیاہ داغوں والے گھوڑوں پر سوار تھے۔ بخدا! ان کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہ سکتی تھی۔

ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حجرے کی طناب اٹھا کر کہا: اللہ کی قسم! وہ فرشتے تھے۔ ابولھب نے ہاتھ اٹھا کر میرے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا میں نے مقابلہ کیا تو اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا، اور میرے اوپر بیٹھ گیا۔ ام فضل نے خیمے کا ستون اٹھا کر ابولھب کو مار کر اس کو خون آلودہ کر دیا۔ اور کہا: اے اللہ کے دشمن! تو نے اس کو کمزور سمجھ کر مارا جب کہ اس کا مالک یہاں موجود نہیں۔ تو وہ اٹھ کر چلا گیا اور صرف سات راتیں زندہ رہا پھر اللہ نے پھوڑے کے ذریعے اس کو ہلاک کر دیا۔ اور اس کے دو بیٹوں نے اس کو دفنانے کے بغیر چھوڑے رکھا یہاں تک کہ گھر سے بدبو اٹھنے لگی۔ ان کو ایک آدمی نے کہا:

بِهِ فَفَلَقَتْ فِي رَأْسِهِ شُجَّةً مُنْكِرَةً، وَقَالَتْ: أَيْ عَدُوَّ اللّٰهِ اسْتَضْعَفْتَهُ أَنْ رَأَيْتَ سَيِّدَهُ غَائِباً عَنْهُ فَقَامَ ذَلِيْلاً، فَوَاللّٰهِ مَاعَاشَ إِلَّا سَبْعَ لَيَالٍ حَتّٰى ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ وتَرَكَهُ ابْنَاهُ لَيْلَتَيْنِ أَوْثَلَاثَةً مَايُدْ فِنَانِهِ حَتّٰى أَنْتَنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لِابْنِهِ: أَلَا تَسْتَحِيَانِ أَنَّ أَبَاكُمَا قَدِأَنْتَنَ فِي بَيْتِهِ فَقَالَا إِنَّا نَخْشَى هٰذِهِ الْقَرْحَةَ وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَتَّقِي الْعَدَسَةَ كَمَايَتَّقِي الطَّاعُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ: اِنْطَلِقَىَّ فَأَنَا مَعَكُمَا قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا غَسَلَاهُ إِلَّاقَذَفَا بِالْمَاءِ مِنْ بَعِيْدٍ ثُمَّ احْتَمَلُوْهُ فَقَذَفُوْهُ فِي أَعْلَى مَكَّةَ إِلَى جِدَارٍ وَقَذَفُوْا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ. (للكبير "٩١٢ والبزاربلين)

تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارا باپ گھر میں بدبو ناک بن کر پڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم اس پھوڑے سے ڈرتے ہیں۔ قریش اس گندے پھوڑے سے اس طرح پرہیز کرتے تھے جیسا طاعون سے بچاؤ کرتے تھے۔ اس نے کہا: چلو میں بھی تمہارے ساتھ اسے لے کر چلتا ہوں۔ چنانچہ بخدا! ابولھب کو غسل بھی نہیں دیا گیا صرف دور سے اس کو پانی میں ڈال دیا گیا پھر اسے اٹھا کر مکہ کے بلند مقام کی طرف ایک دیوار کے ساتھ رکھ کر اس پر پتھر پھینک دیے۔" (الکبیر، البزار، سند کمزور)

٦٥٠٩ــــ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَادَى النَّبِيُّ ﷺ أَسَارَى بَدْرٍ وَكَانَ فِدَاءُ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَقُتِلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَبْلَ الْفِدَاءِ قَامَ اِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَتَلَهُ صَبْرًا قَالَ: مَنْ لِلصَّبِيَّةِ يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ اَلنَّارُ. (الكبير ١٢١٥٤، والاوسط برجال الصحيح)

"سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں میں سے ہر فرد سے چار ہزار فدیہ لے کر چھوڑ دیا اور عقبہ بن ابی معیط فدیہ مقرر کرنے سے پہلے ہی قتل کیا گیا وہ بندھا ہوا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو قتل کر دیا۔ اس نے کہا: اے محمد ﷺ! میرے بچوں کا کیا ہوگا؟ فرمایا: آگ ہے۔" (الکبیر، الاوسط، میں بخاری کے رجال کے ساتھ یہ روایت ہے)

٦٥١٠ــ عَنْ شَقِيْقٍ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ الثَّمَانِيَةَ عَشَرَ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي

"سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ اٹھارہ آدمی جو نبی ﷺ کے اصحاب میں سے بدر میں شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں ڈال رکھا ہے۔ وہ آزادی

(٦٥٠٩) طبراني كبير: ١٢١٥٤ـ طبراني اوسط برجال الصحيح، هيثمي: ١٠٠١٧.

(٦٥١٠) طبراني كبير: ١٠٤٦٦ـ رجاله ثقات، هيثمي: ١٠٠٢٢.

الْـجَـنَّةِ فِـي طَيْـرٍ خُضْرٍ تَسْرَحُ فِى الْجَنَّةِ . (رواه الطبرا نى فى الكبير ، ١٠٤٦٦)

سے جنت میں چلتے پھرتے ہیں۔'' (الکبیر)

٦٥١١ـــ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ قَالَ: كَانَ لِوَاءُ النَّبِيِّ ﷺ يَـوْمَ بَـدْرٍمَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلِـوَاءُ الأَنْـصَارِمَعَ سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ . (رواه الطبرانى فى الكبير ، ٥٣٥٥)

''سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن نبی ﷺ کا جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ انصار کا جھنڈا اسعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔''

غزوة بنى النضير وإجلاء يهود المدينة وقتل كعب بن الأشرف وأبى رافع

غزوہ بنونضیر، مدینہ سے یہود کا جلاوطن، کعب بن اشرف اور ابورافع کا قتل کرنے کے واقعات

٦٥١٢ـــ عَـنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍمِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ . (للبخارى تعليقا)

''عروہ نے کہا: بدر کے واقعہ سے چھ ماہ بعد یہ واقعہ پیش آیا۔'' (بخاری)

٦٥١٣ـــ رَجُـلٌ مِـنَ الـصَّـحَابَةِ: أَنَّ كُفَّارَ قُـرَيْـشٍ كَتَبُـوْا إِلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مَعَهُ الأَوْثَانَ مِنَ الأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍإِنَّكُمْ آوَيْتُـمْ صَـاحِبَـنَـا وَإِنَّا نُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَاتِلُنَّهُ أَوْلَتُـخْـرِجُـنَّـهُ أَوْ لَـنَسِيْرَنَّ إِلَيْكُمْ بِأَجْمَعِنَا حَتّٰـى نَـقْتُـلَ مَقَاتِلَتَكُمْ وَنَسْتَبِيْحَ نِسَاءَكُمْ فَـلَـمَّابَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ وَمَنْ كَانَ مَـعَـهُ مِـنْ عَبَـدَةِ الأَوْثَـان اَجْمَعُوْا لِقِتَالِ النَّبِيِّ ﷺ فَـلَـمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُمْ فَـقَـالَ لَقَدْ بَلَغَ وَعِيْدُ قُرَيْشٍ مِنْكُمُ الْمَبَالِغَ مَـاكَـانَـتْ تَـكِيْدُكُمْ بِأَكْثَرَمِمَّا تُرِيْدُوْنَ أَنْ

''ایک صحابی کا بیان ہے: کفار قریش نے ابن ابی اور اس کے ساتھ جو بھی بتوں کی پوجا کرنے والے اوس اور خزرج کے لوگ تھے ان کے نام خط لکھا۔ ان ایام میں نبی ﷺ مدینہ میں تھے اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا ہے۔ خط میں لکھا کہ تم نے ہمارے آدمی کو اپنے ہاں جگہ دی ہے۔ اور ہم لات اور عزیٰ بت کی قسم کھاتے ہیں کہ تم اس کو جنگ کرکے نکال دو۔ ورنہ ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ تمہارے خلاف حملہ آور ہوں گے۔ تمہارے لڑنے والوں کو قتل کریں گے۔ اور تمہاری اولاد کو غلام بنائیں گے۔ جب یہ خط ابن اُبَیّ اور اس کے رفقا کو موصول ہوا تو وہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ مسلمان بھی جمع ہوئے، لڑائی کی تیاری کی تو ان لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں قریش کی مبالغہ آمیز

(٦٥١١) طبرانى كبير: ٥٣٥٥۔ فيه الحجاج بن ارطاة وهو مدلس وبقية رجاله ثقات، هيثمى: ١٠٠٣٣.

(٦٥١٢) بخارى تعليقا.

(٦٥١٣) ابوداود: ٣٠٠٤۔ صحيح الاسناد: ٢٥٩٥۔ (البانى)

تَكِيْدُوْا بِهِ أَنْفُسَكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تُقَاتِلُوْا أَبْنَاءَ كُمْ وَإِخْوَانَكُمْ فَلَمَّا سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ تَفَرَّقُوْا فَبَلَغَ ذٰلِكَ كُفَّارَقُرَيْشٍ فَكَتَبَتْ كُفَّارُقُرَيْشٍ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍإِلَى الْيَهُوْدِ إِنَّكُمْ أَهْلُ الْحَلْقَةِ وَالْحُصُوْنِ وَإِنَّكُمْ لَتُقَاتِلُنَّ صَاحِبَنَا أَوْ لَنَفْعَلَنَّ كَذَا وَكَذَا وَلَايَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَدَمِ نِسَائِكُمْ شَيْءٌ وَهِيَ الْخَلَاخِيْلُ فَلَمَّا بَلَغَ كِتَابُهُمُ النَّبِيَّ ﷺ أَجْمَعَتْ بَنُوالنَّضِيْرِبِالْغَدْرِ فَأَرْسَلُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْرُجْ إِلَيْنَا فِي ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِكَ وَلْيَخْرُجْ مِنَّا ثَلَاثُوْنَ حِبرًا حَتّٰى نَلْتَقِي بِمَكَانِ الْمَنْصِفِ فَيَسْمَعُوْا مِنْكَ فَإِنْ صَدَّقُوْكَ وَآمَنُوْا بِكَ آمَنَّابِكَ فَقَصَّ خَبَرَهُمْ فَلَمَّاكَانَ الْغَدُ غَدَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْكَتَائِبِ فَحَصَرَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّكُمْ وَاللّٰهِ لَاتَأْمَنُوْنَ عِنْدِي إِلَّا بِعَهْدٍتُعَاهِدُوْنِي عَلَيْهِ فَأَبَوْا أَنْ يُعْطُوْهُ عَهْدًا فَقَاتَلَهُمْ يَوْمَهُمْ ذٰلِكَ ثُمَّ غَدَا الْغَدُ عَلَى بَنِيْ قُرَيْظَةَ بِالْكَتَائِبِ وَتَرَكَ بَنِي النَّضِيْرِ وَدَعَاهُمْ إِلَى أَنْ يُعَاهِدُوْهُ فَعَاهَدُوْهُ فَانْصَرَفَ عَنْهُمْ وَغَدَا عَلَى بَنِي النَّضِيْرِ بِالْكَتَائِبِ فَقَاتَلَهُمْ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلَى الْجَلَاءِ فَجَلَتْ بَنُو النَّضِيْرِ وَاحْتَمَلُوْا مَا أَقَلَّتِ الإِبِلُ مِنْ أَمْتِعَتِهِمْ وَأَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ وَخَشَبِهَا فَكَانَ نَخْلُ بَنِي

دھمکی پہنچی ہے اور قریش آ بھی جائیں تو تمہارا اتنا نقصان نہیں کریں گے جتنا تم ان سے ڈر کر خود اپنا نقصان کرنے لگے ہو۔ تم ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے ہاتھوں اپنی اولاد اور اپنے بھائی اور خویش واقارب کو قتل کر دو۔ جب انہوں نے یہ سنا تو منتشر ہو کر چل دیے۔ قریش کو یہ خبر بھی پہنچی اور اس کے بعد بدر کا واقعہ پیش آ گیا۔ پھر قریش نے یہود کو لکھا کہ تم اپنا مضبوط حلقۂ اثر بھی رکھتے ہو اور تمہارے پاس قلعے بھی موجود ہیں۔ تم ہمارے اس آدمی سے جنگ کرو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسے اور ایسے کر دیں گے۔ اور ہمارے اور تمہاری عورتوں کی خدمت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور وہ پاؤں کی پازیبیں بن جائیں گی۔

جب یہود کو یہ خط موصول ہوا تو بنونضیر وعدہ خلافی پر آمادہ ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو پیغام پہنچا کہ اپنے تیس اصحاب لے کر آؤ ہم اپنے تیس علما لے کر آتے ہیں اور ایک درمیانی جگہ میں ملاقات کرتے ہیں۔ ہمارے علما آپ ﷺ کی بات سنیں گے۔ پس اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے تو ہم سب ہی ایمان لے آئیں گے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو ان کے ارادے سے مطلع کر دیا آپ ﷺ دوسرے دن فوج ساتھ لے کر گئے اور ان کا محاصرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے نزدیک ناقابل اعتبار ہو یہاں تک کہ نیا معاہدہ کرو لیکن انہوں نے معاہدہ کرنے سے انکار کیا تو سارا دن مقابلہ رہا۔ پھر اگلے دن فوج لے کر بنوقریظہ کے پاس گئے، اور ان کو معاہدہ کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے معاہدہ کر لیا آپ ﷺ معاہدہ کر کے واپس آ گئے۔ اور اگلے دن بنونضیر پر فوج لے کر گئے، اور ان سے

النَّضِيرِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا وَخَصَّهُ بِهَا فَقَالَ (وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَارِكَابٍ) يَقُوْلُ بِغَيْرِقِتَالٍ فَأَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَهَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَقَسَمَهَا بَيْنَهُمْ وَقَسَمَ مِنْهَا لِرَجُلَيْنِ مِنَ الأَنْصَارِ وَكَانَا ذَوِي حَاجَةٍ لَمْ يَقْسِمْ لأَحَدٍ مِنَ الأَنْصَارِ غَيْرَهُمَا وَبَقِيَ مِنْهَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي فِي أَيْدِي بَنِي فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. (رواه أبوداود، ٣٠٠٤)

جنگ کی اور بالاخر وہ جلاوطن ہونے کی شرط پر قلعوں سے اتر آئے اور ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔
وہ اپنا جو سامان اٹھا کر لے جا سکتے تھے مکانوں کے دروازے لکڑی وغیرہ اونٹوں پر اٹھا کر لے گئے۔ بنونضیر کے باغات خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے۔ کیونکہ اللہ نے ارشاد فرمایا: (اور جو چیز اللہ تعالیٰ نے مال فے میں سے اپنے رسول کو دی اور تم نے اس پر سوار اور پیادے نہیں دوڑائے) یعنی بلا قتال جو کچھ اللہ نے آپ ﷺ کو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جائداد میں سے مہاجرین کو اکثر حصہ دیا ان میں اسے تقسیم کر دیا اور دو انصاری جو ضرورت مند تھے ان کو دیا۔ اور بقیہ انصار پر اس میں سے کچھ بھی تقسیم نہ کیا۔ اس میں سے رسول اللہ ﷺ کے وہ صدقات ہی باقی رہے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کے پاس موجود ہیں۔'' (ابوداؤد)

٦٥١٤ــ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِقَالَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ.

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ
حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُوسُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ:

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ

(رواه البخاري، ٤٠٣٢)

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنونضیر کے کھجوروں کے باغات جلا دیے تو اس کے بارے میں حسان نے کہا بنولؤی کے سردار بویرہ پر آگ سے جلانا آسان تھا اور ابوسفیان بن حارث نے اس کا جواب دیا اور کہا:
اللہ کرے یہ کام مدینہ کے آس پاس جاری رہے اور آگ اس کی اطراف میں جلتی رہے۔ عنقریب تو معلوم کر لے گا کہ ہم میں سے کون ایسے کام سے پاک صاف ہے۔ اور تو جان لے گا کہ ہماری کس زمین کو ضرر پہنچا ہے۔'' (بخاری)

٦٥١٥ــ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٦٥١٤) بخاری: ٤٠٣٢۔ مسلم: ١٧٤٦۔ ابوداود: ٢٦١٥۔ ترمذی: ١٥٥٢۔ ابن ماجه: ٢٨٤٤۔ احمد: ٦٠١٨۔ دارمی: ٢٤٦٠.
(٦٥١٥) بخاری: ٤٠٣١۔ مسلم: ١٧٤٦۔ ابوداود: ٢٦١٥۔ ترمذی: ١٥٥٢۔ ابن ماجه: ٢٨٤٤۔ احمد: ٦٠١٨۔ دارمی: ٢٤٦٠.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَخَلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ (مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ أَوْتَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ). (رواه البخاري، ٤٠٣١)

نے بنونضیر کے بویرہ مقام والے کھجوروں کے باغات کٹوا دیئے اور جلا دیئے تو یہ آیت نازل ہوئی (جو نرم شاخ تم کاٹتے ہو یا اس کی جڑوں پر قائم رہنے دیتے ہو پس یہ اللہ کے حکم سے ہے۔'' (بخاری)

٦٥١٦۔ عَنِ ابْنَةِ مُحَيْصَةَ عَنْ أَبِيْهَا مُحَيْصَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُوْدَ فَاقْتُلُوْهُ فَوَثَبَ مُحَيْصَةُ عَلَى شَبِيْبَةَ رَجُلٍ مِنْ تُجَّارِيَهُوْدَ كَانَ يُلَابِسُهُمْ فَقَتَلَهُ وَكَانَ حُوَيِّصَةُ إِذَ ذَاكَ لَمْ يُسْلِمْ وَكَانَ أَسَنَّ مِنْ مُحَيْصَةَ فَلَمَّا قَتَلَهُ جَعَلَ حُوَيِّصَةُ يَضْرِبُهُ وَيَقُوْلُ يَا عَدُوَّاللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَرُبَّ شَحْمٍ فِي بَطْنِكَ مِنْ مَالِهِ (فَقَالَ لَهُ أَبِي: قَتَلْتَهُ لِأَنَّهُ أَمَرَنِي بِذٰلِكَ مَنْ لَوْأَمَرَنِي بِقَتْلِكَ مَاتَرَكْتُكَ. فَأَسْلَمَ عَمِّي عِنْدَ ذٰلِكَ. (لِأَبِي دَاوُدِ، ٣٠٠٢) مِنْ قَوْلِهِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِلَى قَوْلِهِ مِنْ مَالِهِ قُلْتُ كَذَا فِي الأَصْلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مَنْ أَخْرَجَ الْجَمِيْعَ وَمِثْلَ هٰذَا فِيْهِ كَثِيْرٌ)

''بنت محیصہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو یہود کی عہد شکنی کی اطلاع دیدی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہود کے جس آدمی پر تمہارا ہاتھ پہنچے قتل کر دو۔ پس محیصہ نے شبیبہ نامی یہودی تاجر کو قتل کر دیا مقتول ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ وہ کہتی ہیں: میرا چچا حویصہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اور میرے باپ سے بڑا تھا تو حویصہ میرے باپ کو مارتا اور کہتا: اے دشمن خدا! تیرے پیٹ کی کتنی ہی چربی اس کے مال سے ہے، تو میرے باپ نے کہا میں نے اس شخصیت کے حکم سے اس کو قتل کیا اگر وہ مجھے تیرے قتل کرنے کا حکم دیں تو میں تجھے بھی ترک نہیں کروں گا۔ تو اس وقت میرا چچا مسلمان ہو گیا۔

ابو داؤد رحمہ اللہ نے ''قال ﷺ'' سے من مالہ تک نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: اصل میں بھی اسی طرح ہے اور جسنے مکمل حدیث کی تخریج کی ہے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا، اس طرح کی روایات اس میں بہت ہیں۔''

٦٥١٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ

''سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بنونضیر اور بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو آپ ﷺ نے بنونضیر کو جلا وطن کر دیا، اور بنوقریظہ کو احسان کر کے رہنے دیا۔ پھر انہوں نے بھی جنگ کی تو ان کے مرد قتل ہوئے، اور ان کی عورتیں بچے، اور مال

(٦٥١٦) ابوداود: ٣٠٠٢۔ ضعيف (البانی): ٦٤٨.

(٦٥١٧) بخاری: ٤٠٢٨۔ مسلم: ١٧٦٥۔ ابوداؤد: ٣٠٠٣۔ احمد: ٩٥١٧.

وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا وَأَجْلَى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ. (رواه البخاري، ٤٠٢٨)

مسلمانوں پر تقسیم کر دیئے۔ البتہ جوان میں سے رسول اللہ ﷺ سے مل کر ایمان لائے، اسلام قبول کیا تو وہ اپنے مال و اہل کے مالک رہے۔ آپ ﷺ نے مدینہ سے تمام یہود جلاوطن کر دیے۔ بنو قینقاع بھی جو عبداللہ بن سلام کی برادری کے لوگ تھے اور یہود بنو حارثہ بھی اور سب ہی یہود مدینہ سے نکال دیے۔"

٦٥١٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ يَامَعْشَرَ يَهُوْدَ أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ ذٰلِكَ أُرِيْدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (رواه البخاري، ٦٩٤٤)

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اتفاقاً ہم مسجد میں تھے کہ نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: یہود کے پاس (میرے ساتھ) چلو اور ہم آپ کے ساتھ وہاں گئے، یہاں تک کہ ہم ان کے مدرسے پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا: اے یہود! اسلام لے آؤ سلامت رہو گے تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ فرمایا: میں یہی ارادہ کرتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرو، سلامت رہو گے۔ انہوں نے پھر کہا: آپ نے تبلیغ کر دی ہے۔ فرمایا: میں یہی ارادہ کرتا ہوں اور تیسری بار بھی دعوت دی اور پھر فرمایا: زمین اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، اور میں نے تمہیں یہاں سے جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا ہے تو جس کا یہاں مال ہے وہ فروخت کر دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔" (بخاری)

٦٥١٩ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ: كَتَبَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ قَتَلْتَ رَجُلَيْنِ لَهُمَا مِنْكَ جِوَارٌ فَابْعَثْ بِدِيَتِهِمَا فَانْطَلَقَ ﷺ إِلٰى قُبَاءٍ ثُمَّ مَالَ إِلَى بَنِى النَّضِيْرِ يَسْتَعِيْنُهُمْ فِى دِيَتِهِمَا وَمَعَهُ نَفَرٌ

"عمرو بن امیہ کا بیان ہے کہ عامر بن طفیل نے نبی ﷺ کو خط لکھا۔ آپ نے دو ایسے آدمی قتل کیے ہیں جن کو آپ کی طرف سے امن حاصل تھا۔ ان کی دیت ارسال کرو۔ پس نبی ﷺ قبا تشریف لے گئے۔ پھر چند مسلمان ساتھ لے کر بنو نضیر کے پاس گئے اور دیت میں تعاون کرنے کے لیے فرمایا:

(٦٥١٨) بخاری: ٦٩٤٤۔ مسلم: ١٧٦٥۔ ابوداود: ٣٠٠٣۔ احمد: ٩٥١٧.

(٦٥١٩) رزین.

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاسْتَنَدَ إِلٰى جِدَارٍ فَكَلَّمَهُمْ فَقَالُوْا نَعَمْ أَحَدُهُمْ فَصَعِدَ عَلَى رَأْسِ الْجِدَارِ لِيُدْلِي صَخْرَةً فَأَخْبَرَهُ جِبْرِيْلُ فَقَامَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ لَقَدْ هَمَّتِ الْيَهُوْدُ بِقَتْلِيْ فَقَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ اذْهَبْ إِلَى الْيَهُوْدِ فَقُلْ: أُخْرُجُوْا مِنَ الْمَدِيْنَةِ لاَ تُسَاكِنُوْنِي فِيْهَا فَأَجْلاهُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ أَرَادَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَرَغِبَ فِيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ بْنِ سَلُوْلَ فَوَهَبَهُمْ لَهُ. (رواه رزين)

آپ نے ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ان لوگوں سے بات چیت کی تو انہوں مثبت جواب دیا، لیکن ان کا ایک آدمی دیوار پر چڑھا تاکہ آپ ﷺ پر چٹان گرادے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ اٹھ کر چلے آئے، اور آپ ﷺ کے پیچھے مسلمان بھی آ گئے۔ فرمایا: یہود نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو پیغام دے کر روانہ کیا کہ مدینہ سے چلے جاؤ تم میرے ساتھ مدینہ میں نہیں رہو گے۔ پھر ان کے خلاف آپ ﷺ نے ایک دوسرا ارادہ کیا تھا۔ مگر عبداللہ بن ابی بن سلول نے دلچسپی لی، اور آپ ﷺ نے اس کے لیے ان کو صرف جلاوطن ہی کر دیا۔'' (رزین)

شرح: ...... بنونضیر یہودیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے، سورت الحشر (پ ۲۸، آیت ۱ تا ۷) اسی غزوۂ بنونضیر کے بارے میں ہی تفصیل بتا رہی ہیں۔

ان کا رئیس حی بن اخطب تھا، بنونضیر نے عہد شکنی کی، یہ واقعہ بدر کے چھ ماہ بعد پیش آیا۔

مدینہ منورہ کے ایک کونہ میں ان کی رہائش گاہیں اور ان کے نخلستان تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ دو آدمیوں کی دیت کے معاملہ میں ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا، ہاں، ہم پورا تعاون کرتے ہیں، مگر انہوں نے سوچا آپ ﷺ کو ختم کرنے کا جو آج موقع ہے یہ کبھی نہ ملے گا، ایک آدمی کو انہوں نے جہاں آپ تشریف فرما تھے، اس کے چھت پر بھیجا اور کہا کہ وہ پتھر پھینک دے، اس کا نام عمرو بن فحاش تھا۔ نبی اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی آگاہ کیا گیا، تو آپ ﷺ نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ جیسے آپ قضائے حاجت کے لیے جا رہے ہیں، وہاں سے باہر تشریف لے آئے کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے، خاموشی سے چل دیئے، آپ ﷺ کے ساتھیوں نے آپ کا کافی انتظار کیا، انہیں کسی نے بتایا کہ نبی ﷺ کو تو میں نے دیکھا ہے، آپ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے تو پھر مسلمان مدینہ میں آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بنونضیر کے یہودیوں کے اس ناپاک منصوبہ سے آگاہ کیا۔

دوسرا سبب اس کا یہ بھی بیان ہوا ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد قریش کی دھمکی سے مرعوب ہو کر بنونضیر نے اس پر اتفاق کیا کہ نبی ﷺ کو دھوکے سے قتل کر دیں۔ انہوں نے نبی ﷺ کو پیغام بھیجا تین آدمی لے کر آئیں اور ہمارے علما سے ملاقات کریں، اگر وہ ایمان لے آئے تو ہم بھی ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے اس بات کو قبول کر لیا، مگر

انہوں نے تین آدمیوں کو تیار کیا تھا کہ وہ خنجر چھپا کر رکھیں جونہی بات چیت کا آغاز ہوتو وہ حملہ آور ہو جائیں، لیکن بنو نضیر کی ایک خاتون نے اپنے ایک انصاری بھائی کو اس خطرناک منصوبہ سے آگاہ کر دیا۔ اس نے یہ نبی ﷺ کو بتا دیا، تو نبی ﷺ رستہ سے ہی واپس تشریف لے آئے، اور آپ ﷺ نے ان کا چھ دن تک محاصرہ کیا، کیونکہ یہ قلعہ بند ہو گئے تھے، ان کی کھجوریں کاٹ دیں اور انہیں آگ لگا دی، بنونضیر کو منافقوں نے دلاسہ بھی دیا مگر وہ نہ آئے، تو اللہ نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا، انہوں نے خود ہی کہا، ہم جلا وطن ہونے کے لیے تیار ہیں، مگر اتنی اجازت دیں جو ہم اٹھا کر اور اونٹوں پر لاد کر لے جائیں اس سے ہمیں نہ روکا جائے تو اس پر صلح طے پائی اور محاصرہ اٹھا لیا گیا، انہیں تین دن کے اندر اندر جلا وطن ہونے کی مہلت دی گئی، وہ خیبر اور شام کے علاقہ میں چلے گئے یہ مال فئی صرف نبی ﷺ کی ملکیت تھا۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۳۰، ۳۳۱)

٦٥٢٠ــ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَانُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْ فَقُلْتُ لَهُ فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرَى فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمِ ارْهَنُوْنِي قَالُوْا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ قَالَ ارْهَنُوْنِي نِسَاءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کعب بن اشرف کے لیے کون ہے؟ اس نے اللہ اور رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ فرمایا: ہاں، اس نے کہا: اپنے خلاف باتیں کرنے کی مجھے اجازت دیں۔ فرمایا: کہہ دے، تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گیا اور باتیں کیں اور پرانے تعلقات کا ذکر کیا اور کہا: اس آدمی (یعنی نبی علیہ السلام) نے صدقہ وصول کرنے کا ارادہ کیا ہے، اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا۔ اس نے یہ سن کر کہا: ابھی اور بھی بہت کچھ تمہیں پریشان کرے گا۔ اس نے کہا: اب تو ہم نے ان کی پیروی کی ہے اور اس کو فی الحال ترک نہیں کرتے اور دیکھتے ہیں کہ اس کا معاملہ کہاں تک جاتا ہے۔

میں ارادہ لے کر آیا ہوں کہ تجھ سے کچھ ادھار لوں۔ اس نے کہا: میرے پاس کیا گروی رکھو گے؟ ایسا کرو تم اپنی عورتیں میرے پاس گروی رکھ دو۔ اس نے کہا: تو عرب کا خوبصورت آدمی ہے تیرے پاس ہم عورتیں کیسے رہن رکھیں؟ اس نے کہا: تم اپنی

(٦٥٢٠) بخاری: ٤٠٣٧۔ مسلم: ١٨٠١۔ ابوداؤد: ٢٧٦٨.

نَرْهَنُكَ نِسَاءَ نَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِي أَبْنَاءَ كُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَ نَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّامَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السَّلَاحَ فَوَاعَدَهٗ أَنْ يَّأْتِيَهٗ فَجَاءَهٗ لَيْلًا وَمَعَهٗ أَبُوْنَائِلَةَ وَهُوَ أَخُوْكَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهٗ أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِيْ أَبُوْنَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُعَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهٗ يَقْطُرُمِنْهُ الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيْعِي أَبُوْنَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَاَجَابَ قَالَ وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيلَ لِسُفْيَانَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌ وقَالَ سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌوجَاءَ مَعَهٗ بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُعَمْرٍو أَبُوْعَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحَارِثِ بْنُ أَوْسٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌوجَاءَ مَعَهٗ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَاجَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهٖ فَأَشُمُّهٗ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْنِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهٖ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ فَقَالَ مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُعَمْرٍوقَالَ عِنْدِي أَعْطَرُنِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ

اولاد رہن رکھ دو۔ اس نے کہا: ہمارے بچوں میں سے کسی کو گالی دی جائے گی کہ تو دو وسق کھجور میں رہن رہا تھا۔ البتہ ہم تیرے پاس اپنے ہتھیار رہن رکھتے ہیں۔ اس نے کہا: ہاں، وہ رکھ دو۔ اور وعدہ کیا کہ اس کے پاس حارث، ابوعبس بن جبر اور عباد بن بشر کو بھی لائے گا۔ یہ لوگ کعب بن اشرف کے پاس رات کے وقت حاضر ہوئے اور اس کو آواز دی تو وہ ان کے لیے بالا خانے سے اتر آیا۔ اس کی بیوی نے کہا: ایسا لگتا ہے گویا خون گرنے کی آواز سن رہی ہوں۔ اس نے کہا: میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ اور محمد بن مسلمہ ہے۔ اور شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا جائے تو وہ تب بھی بات قبول کرتا ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقا سے کہا: جب وہ آئے گا تو اس کے سر پر میں ہاتھ ڈالوں گا تو تم اس کا کام تمام کر دینا۔

جب وہ اترا تو خوشبو میں لت پت تھا۔ ان لوگوں نے کہا: ہمیں تیری اچھی خوشبو بہت زیادہ پسند ہے۔ اس نے کہا: میرے گھر میں فلاں عورت ہے جو عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی خوشبو تیار کرتی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا: اگر اجازت ہو تو تیری خوشبو سونگ لوں؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے ہاتھ لگایا بعد میں دوسرے لوگوں نے خوشبو سونگی محمد بن مسلمہ نے پھر کہا: کیا اجازت ہے دوبارہ خوشبو لے لوں؟ اس نے کہا: ہاں، پس اس نے اس کا سر قابو کیا اور کہا: تم اپنا کام کر جاؤ۔ تو انہوں نے قتل کر دیا۔'' (بخاری)

قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ قَالَ أَتَأْذَنُ لِي قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ. (رواه البخاري، ٤٠٣٧)

٦٥٢١۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي رَافِعٍ اليَهُوْدِيِّ رِجَالاً مِنَ الأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَكَانَ أَبُوْرَافِعٍ يُؤْذِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ البَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الأَغَالِيْقَ عَلَى وَتَدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعَدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ نَذَرُوْا بِي لَمْ يَخْلُصُوْا

''سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابو رافع یہودی کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصاری صحابہ روانہ کیے، اور ان پر سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ ابو رافع یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفار کی مدد کرتا تھا۔ اور وہ حجاز میں اپنے قلعے میں رہتا تھا۔ جب یہ اس کے قریب گئے تو سورج غروب ہو چکا تھا، اور لوگ مویشی چرا کر واپس آ چکے تھے۔ عبداللہ نے اپنے رفقا سے کہا: تم اپنی جگہ بیٹھ رہو۔ میں جاتا ہوں اور دربان سے نرمی کرتا ہوں ممکن ہے میں داخل ہو جاؤں۔ پس وہ دروازے کے قریب جا کر اپنا کپڑا اڈھانپنے لگا جیسا کوئی قضائے حاجت کرنا چاہتا ہے۔ تو دربان نے آواز دی اے بندۂ خدا! اگر تو اندر آنا چاہتا ہے تو آ جا میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں۔ میں اندر داخل ہو کر چھپ گیا اور جب لوگ داخل ہو چکے تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور تمام تالے لگا دیئے۔

جہاں چابیاں رکھی تھیں میں نے وہ لے کر دروازہ کھولا۔ ابو رافع کے پاس رات کو قصے سنائے جاتے تھے، اور وہ اپنے بالا خانے میں تھا۔ جب قصہ گو اس کے پاس سے چلے گئے تو میں نے اس کے پاس جانے کے لیے سب دروازے ایک ایک کر کے کھولے۔ پھر اس لیے اندر سے بند کرتا گیا کہ میں نے دل میں کہا: اگر لوگوں کو میرا پتہ چل جائے تو وہ میرے تک نہ آ سکیں گے یہاں تک کہ میں اس کو قتل کر دوں گا۔ میں اس کے پاس پہنچا

(٦٥٢١) بخاری: ٤٠٣٩.

إِلَيَّ حَتّٰى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَفِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ لاأَدْرِي أَيْنَ هُوَمِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ يَاأَبَارَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَالصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَادَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثَ غَيْرَبَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَاهٰذَا الصَّوْتُ يَاأَبَارَافِعٍ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلاً فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِي وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى البَابِ فَقُلْتُ لاأَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّوْرِفَقَالَ أَنْعَى أَبَارَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِفَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَارَافِعَ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ . (رواه البخاري، ٤٠٣٩)

تو وہ تاریک مکان میں اپنے اہل وعیال کے درمیان تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ گھر میں کس جگہ ہے۔ میں نے کہا: ابورافع! اس نے کہا: یہ کون ہے؟ تو میں آواز آنے کی جگہ پر گیا، اور اس پر تلوار ماری اور میں وحشت میں تھا جس کی وجہ سے وار کچھ نہ کرسکا اور وہ چیخ پڑا میں گھر سے نکل کر دور جا ٹھہرا اور میں پھر اس کے پاس گیا اور پوچھا اے ابورافع یہ آواز کیسی تھی؟ اس نے کہا: تیری ماں کے لیے افسوس ہے! گھر میں کوئی آدمی تھا جس نے تھوڑی ساعت پہلے میرے اوپر تلوار ماری ہے۔ پس میں نے اس پر تلوار ماری اور خون آلود کردیا مگر قتل نہ کرسکا۔ پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھی اور اس کی پشت تک پہنچا دی۔ اب مجھے یقین آیا کہ میں نے اس کو قتل کردیا ہے۔

پھر میں ایک ایک کرکے دروازوں کو کھولتا اور نکلتا رہا یہاں تک کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا۔ اور میری رائے تھی کہ میں اتر کر زمین تک پہنچ چکا ہوں میں نے قدم رکھا تو چاندنی رات میں گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے پگڑی اتار کر اس پر باندھی اور بڑے دروازے کے پاس چلا گیا میں نے اپنے دل میں کہا: میں یہ معلوم کرنے کے بغیر یہاں سے نہیں جاؤنگا کہ میں نے اس کو قتل کردیا ہے۔ جب مرغ بولا تو قلعے کی دیوار پر موت کی خبر دینے والے نے آواز دی لوگو! ابورافع تاجر اہل حجاز کی موت کی میں خبر دیتا ہوں۔ میں اپنے رفقا کے پاس گیا، اور ان سے کہا: راہِ نجات اختیار کرو اللہ نے ابورافع کو قتل کردیا ہے۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا۔ فرمایا: اپنا پاؤں سیدھا کر، میں نے پاؤ پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیا تو اسی وقت ایسے درست ہو گیا گویا مجھے کبھی کوئی درد پہنچا ہی نہیں تھا۔'' (بخاری)

٦٥٢٢ــ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ قَتَلُوا ابْنَ أَبِي الْحَقِيْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُوْلُ بَرَّحَتْ بِنَاامْرَأَةُ ابْنِ أَبِي الْحَقِيْقِ بِالصِّيَاحِ فَأَرْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا ثُمَّ أَذْكُرُنَهْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَكُفُّ وَلَوْلاَذٰلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا. (رواه مالك، ٩٨٠)

''سیدنا عبدالرحمٰن بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے ابن ابی الحقیق کو قتل کرنے والوں کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع کیا تھا۔ اور ان صحابہ میں سے ایک مرد کہا کرتا تھا: اس کی بیوی نے ہمیں دیکھ کر چیخ لگائی تو میں نے اس پر کئی بار تلوار سونت لی مگر میں آپ ﷺ کی ممانعت کو یاد کر کے تلوار روک دیتا تھا اگر یہ ممانعت نہ ہوتی تو اس کو قتل کر کے ہم آرام حاصل کرتے۔ (مالک)

(لِمَالِكٍ: وَهُوَ أَبُوْرَافِعٍ عَبْدُ اللّٰهِ وَيُقَالُ سَلاَمُ بْنُ أَبِي الْحَقِيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَوَيُقَالُ إِنَّهُ كَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِوَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ).

امام مالک نے کہا: یہ ابورافع ہی تھا جس کا نام عبداللہ ہے، اور اسی کو سلام بن ابی حقیق بھی کہا جاتا ہے اور وہ خیبر میں رہتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ وہ حجاز میں اپنے قلعے میں رہتا تھا۔ زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اس کو کعب بن اشرف کے بعد قتل کیا گیا۔''

شــرح: ......اس کے قتل کا واقعہ ۳ ہجری ربیع الاول میں ہوا تھا، یہ بنونبہان میں سے تھا، جاہلیت میں اس کے باپ نے قتل کیا تھا، اور مدینہ میں چلا آیا، بنونضیر کا حلیف بنا، ان میں بڑا شرف پایا، اور عقیلہ بنت ابی الحقیق سے شادی کی۔ اس سے یہ کعب پیدا ہوا، یہ کعب بڑا جسیم اور بڑے پیٹ والا تھا، مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور مسلمان خواتین کا ذکر اپنے اشعار میں بیان کر کے انہیں بہت اذیت دیتا تھا، رسول اکرم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا۔

آپ ﷺ نے پانچ آدمی بھیج کر اسے قتل کروا دیا۔

اس سے ثابت ہوا جس مشرک تک دعوت پہنچ چکی ہو پھر وہ نقصان دہ ہو تو اسے بغیر دعوت دیئے قتل کرنا جائز ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنگ میں وہ بات کرنا جو خلاف حقیقت ہے ضرورت کے تحت ایسی بات کرنا جائز ہے۔

اس میں کعب کی بیوی کی ذہانت کا بھی علم ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۳۴۰)

(۲) ابورافع، نام اس کا عبداللہ بن ابی الحقیق تھا، جن بزرگوں نے کعب کو قتل کیا، ان کا تعلق ان انصار کے ساتھ تھا جو اوس میں سے تھے، اور خزرج اور اوس کا معاملہ آپس میں قابل رشک تھا۔ اب خزرج کے آدمیوں نے ایسا کارنامہ سرانجام دینے کی اجازت مانگی، اور خود ہی ذکر کیا ابی حقیق خیبر میں ہے، وہ بھی زبان دراز ہے یہ گئے اور اسے اس کے گھر میں ہی قتل کر دیا۔

(٦٥٢٢) مؤطا: ٩٨٠.

اس کے قتل کے بارے میں تاریخ کے تعین میں اختلاف ہے، رمضان ۶ ہجری، ۵ ہجری، ذوالحج ۴ ہجری ایک قول رجب ۳ ہجری کا بھی ہے۔

ان سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اکرم ﷺ کے خلاف ہاتھ، زبان اور مال سے مدد کرتا ہے اسے قتل کرنا جائز ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ جن سے جنگ ہو رہی ہو ان کی اطلاعات حاصل کرنا، اور ان کی جاسوسی کرنا جائز ہے۔ مصلحت کے تحت بات کو پوشیدہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری: ۷/ ۳٤٥)

❀❀❀❀❀